آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ ا ور نعتیہ شاعری:
تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

مقالہ برائے پی ایچ ۔ڈی (اُردو)

مقالہ نگار
محمد یوسف
محمدالطاف یوسف زئی

نگران کار
ڈاکٹر

معاون نگران
ڈاکٹر نذر عابد

شعبہ اُردو

ہزارہ یونیورسٹی مانسہر ہ

۲۰۲۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹرمحمد الطاف یوسف زئی

ایسوسی ایٹ پروفیسر

شعبہ اُردو ہزارہ یونیورسٹی ، مانسہرہ

موبائل نمبر: 0345-9370275

ای میل: altafokasha@gmail.com

حوالہ نمبر: ----------------

تاریخ: -----------------

تصدیق نامہ

تصدیق دی جاتی ہے کہ محمد یوسف نے اپنا تحقیقی مقالہ برائے پی۔ایچ ڈی اردو بعنوان‘‘ آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ ا ور نعتیہ شاعری: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ’’میری نگرانی میں مکمل کیا ہے ۔میں تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ مقالے میں پیش کردہ حقائق و نتائج انفرادیت و امتیاز کے حامل ہیں ۔سرقہ بازی سے معرّا اور براہ راست میری نگرانی میں اخذ کیے ہیں۔میں نے مقالہ نگار کی تحریر کا مطالعہ کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بیان کیے گئے نکات تحقیقی بحث و معیار کے لحاظ سے لائق اعتنا ہیں ۔مقالہ نگار نے تمام تحقیقی لوازم پورے کیے ہیں اور ہائیر ایجوکیشن پاکستان کے مروجہ قواعد و ضوابط کو ملحوظ خاطررکھا ہے ۔میں اس کے تحقیقی معیار سے مطمئن ہوں ۔لہٰذا موصوف کے حق میں پی۔ایچ‌ڈی کی ڈگری جاری کیے جانے کی سفارش کرتا ہوں۔

نگران تحقیق

ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی

شعبہ اردو

ہزارہ یونی ورسٹی ، مانسہرہ

Auther’s Declaration

I Muhammad yousaf hereby stated that my PHD thesis title. آزاد کشمیر میں اردو حمد یہ اور نعتیہ شاعری:تحقیقی وتنقیدی مطالعہ Is my own work and has not been submitted previously by me for taking my degree from Hzra University , Mansehra or any where else in the country/aboard At any time if my statement isfound to be incorrect even after my Graduate,the university has the right to with draw my PHD degree.

Muhammad yousaf

Date:

Plagiarism Undertaking

I solemnly declare that research work presented in the thesis titled آزاد کشمیر میں اردوحمد یہ اور نعتیہ شاعری: تحقیقی وتنقید ی مطالعہ is solely my research work with no significant contribution from any other person. Small contribution/help wherever taken has been dully acknowledged and that complete thesis has been written by me.

In understand the zero tolerance policy of the HEC and Hzra University, Manssehra towards plagiarism.Therefore I as an author of the above titled thesis declare that no portion of my thesis has been plagiarized and any matrial used as reference is properly referred/cited.

I undertake that if I am found guilty of any formal plagiarism in the above titled thesis even after award of PHD degree, the University reserves the rights to with draw/revoke my PHD degree and that HEC and the university has the right to publish my name on the HEC/University Website on which names of students are placed who submitted plagiarized thesis.

Student/Author's
Name: Muhammad
Yousaf

فہرست

پیش لفظ

باب اول :

آزاد کشمیر کا ادبی پس منظر

حوالہ جات

باب دوم:

آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری کی روایت

حوالہ جات

باب سوم:

آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ شاعری کا موضوعاتی مطالعہ

۳/۱۔ تصور خدا اور عقیدہ توحید

۳/۲۔ ربُ العالمین

۳/۳۔ الرحمن الرحیم

۳/۴۔ الرزاق

۳/۵۔ العلیم

۳/۶۔ الحکیم

۳/۷۔ الغفور

۳/۸۔ الکریم

۳/۹۔ القادر

۳/۱۰۔ الهادی/صراطِ مستقیم

۳/۱۱۔ اللہ تعالیٰ سے مناجات اور استعانت کی طلب

۳/۱۲۔ فضل وکرم اور عطا خداوندی

۳/۱۳۔ حامی و ناصر اور حقیقی مشکل کشا

۳/۱۴۔ اللہ تعالیٰ حقیقی حاکم اور ابدی حیثیت کا مالک

۳/۱۵۔ خدا کی نشانیوں کا ذکر

۳/۱۶۔ مالکِ یوم الدین

۳/۱۷۔ اطاعتِ خداوندی اور شکر الٰہی انسان کی حقیقی کامیابی

۳/۱۸۔ عشق الٰہی

۳/۱۹۔ عاجزی و انکساری

حوالہ جات

باب چہارم:

آزاد کشمیر میں اردو نعتیہ شاعری کا موضوعاتی مطالعہ

۴/۱۔شمائلِ رسولﷺ

۴/۲۔ معجزات نبیﷺ

۴/۳۔ رحمت العالمینﷺ

۴/۴۔ صاحب خلق عظیم

۴/۵۔ خاتم النبینﷺ

۴/۶۔وجہ تخلیق کائنات

۴/۷۔ ساقی کوثر

۴/۸۔ سید الانبیا/امام المرسلینﷺ

۴/۹۔ عظمت ،مقام اور شان مصطفیﷺ

۴/۱۰۔ صادق وآمین

۴/۱۱۔ عفودر گزر اور جود وسخا

۴/۱۲۔ میلاد/آمد مصطفیﷺ

۴/۱۳۔ عشق رسولﷺ

۴/۱۴۔ کرب فراق حرم/تمنائے زیارت

۴/۱۵۔ شفاعت رسول،وسیلہ بخشش

۴/۱۶۔ فضل و عطا/احسانات نبیﷺ

۴/۱۷۔ اظہار عاجزی و انکساری/التجا توسل نبی پاکﷺ

۴/۱۸۔ اصحاب رسول ﷺسے محبت و عقیدت

۴/۱۹۔ مدحت رسولﷺ

۴/۲۰ اطاعت رسول/غلامی رسولﷺ

۴/۲۱۔ نذرانہ درود وسلام

حوالہ جات

باب پنجم:

آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری کا فنی مطالعہ

۵/۱۔ تخلیقی تنوع

۵/۲۔ تشبیہات میں عقیدت کے پھول

۵/۳۔ استعاراتی پیکر تراشی

۵/۴۔ صنعتِ تِلمیح کے قرینے

۵/۵۔ صنعتِ تضاد

۵/۶۔ صنعتِ لف ونشر

۵/۷۔ صنعتِ مراعا ت النظیر

۵/۸۔ صنعت ِتکرار

۵/۹۔ صنعتِ سیاق الا عداد

۵/۱۰۔ صنعتِ اشتقاق

۵/۱۱۔ صنعتِ ترصیح

۵/۱۲۔ صنعتِ ترافق

۵/۱۳۔ صنعتِ جمع

۵/۱۴۔ صنعتِ حذف

۵/۱۵۔ صنعتِ تضمین

۵/۱۶۔ صنعتِ ذوقافیتین

۵/۱۷۔ صنعتِ استفہام

۵/۱۸۔ صنعتِ سہل ممتنع

۵/۱۹۔ صنعتِ اقتباس

۵/۲۰۔ صنعتِ تنسیق الصفات

۵/۲۱۔ محاورات و روزمرہ

۵/۲۲۔ صنعتِ ملمع

۵/۲۳۔ قوافی اور ردائف کی خوش آہنگی

۵/۲۴۔ تراکیب کا استعمال

حوالہ جات

باب ششم:

حاصل تحقیق

کتابیات

پیش لفظ

رب کائنات کا شکر جس نے مجھے یہ توفیق بخشی کہ میں ‘‘آزاد کشمیر میں اردو حمد یہ و نعتیہ شاعری:تحقیقی و تنقیدی مطالعہ’’جیسے نازک موضوع پر کسی قدر

تحقیقی کام کرنے کی سعی و جسارت کر سکا۔ یہ شعور اور موقع بھی رب العالمین کی عطا ہے ۔دنیا جانتی ہے کہ کشمیر اپنے طلسماتی فطری حسن کے باعث جنت ارضی کہلاتا ہے۔ اس کی ایک قدیم تاریخی اور تہذیبی حیثیت ہے۔زاہد و عابد لوگوں کے لیے گوشہ عافیت اور علم و حکمت کا مرکز یہ سر زمین آج محکوم ومجبور اورمنقسم ہے۔خطہ کشمیر میں بڑی قدآور اور نامور شخصیات نے جنم لیا جن کے کام پر بڑے بڑے مشاہیر اور نابغہ روزگارہستیوں نے سخن ورانہ فضلیت کا برملا اعتراف کیا۔آزاد کشمیر کے وہ شاعر جنھوں نے اردو حمد ونعت کو اپنے رشحات قلم سے اجاگر کیا ہمیشہ قعر گمنامی میں پڑے رہے ۔ایسے شعرا کی ایک لمبی صف آسمان ادب پر کہکشاں کی طرح مزین ہے۔ لیکن نہ تو کسی آنکھ نے ان کی تابانیوں کو محسوس کیا اور نہ ہی کسی لب کو ان کی اس خدمت کے اعتراف کی توفیق ہوئی۔حمد و نعت کے باب میں متعدد شعرا نے اپنا خونِ جگر صرف کر کے عقیدت و محبت کے باب میں اپنے خلوص اور فنی مہارت کے جاوداں نقوش ثبت کیے ہیں ۔

آزادکشمیر کے اردو حمد ونعت گو شعرا نے زبان و بیان کی قوت ،تخیل کی بلند پروازی، جذبات و واقعات اور واردات قلبی کی پیکر تراشی سے اصناف حمد ونعت کی آبیاری میں جس طرح خون جگر صرف کیا فکری اور فنی محاسن دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ آزاد کشمیر کے بیشتر شعرا نے کل وقتی شاعر نہ ہوتے ہوئے بھی حمد ونعت گوئی کے فن کو کتنا پر ثروت کیا ہے۔حمد و نعت کو اپنے افکار وخیالات کے شعری سانچے میں جس طرح ڈھال کر دکھایا ہے یہ تحقیق ایک لحاظ سے ان ہی کے کام کو خراج تحسین پیش کرنا ہے۔بلا شبہ آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ”اردو ادب میں گراں قدر اور خوب صورت اضافہ ثابت ہو گی ۔ اسلوب ، موضوعات اور زور بیان کے لحاظ سے آزاد کشمیر کے حمدو نعت گو شعرا اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے علمی کام کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ کیوں کہ دنیائے ادب کے طالب علم ان کے اس کام اور فن سے ابھی تک نا واقف ہیں ۔لہٰذا اسی ضرورت اور علمی امرنے اس تحقیقی مقالہ کا جواز پیدا کیا ۔میری یہ کاوش آپ کے سامنے ہے ۔میں نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ مکمل تحقیق کے حوالے سے گفتگو کروں لیکن غلطیوں کے امکانات کو بھی نظر اندازنہیں کیا جاسکتا۔یہ تحقیقی مقالہ اردو ادب کے حوالے سے محقیقین ، ناقدین فن اور مورخین کے تحقیق ،تنقیدی اور تاریخی نوعیت کے سفر میں ایک سنگ میل اضافہ ثابت ہو گا۔

تحقیق ایک فن ہے۔اس کے بنیادی اُصولوں کا ادراک جہاں سود مند ہوتا ہے ، وہیں محقق کے لیے کافی مشکلات بھی ہوتی ہیں۔لیکن شوق کا کوئی نعم البدل نہیں ہوتا۔موضوع کے انتخاب اور منظوری کے بعد اس سے متعلق مواد کا حصول دوسرا اہم اور کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ راقم کو اس کام کی تکمیل کے سلسلے میں انتہائی مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا ۔آزاد کشمیر کا علاقہ دشوار گزار ، برف پوش چوٹیوں اور ڈھلوانوں پر مشتمل ہے۔ پھر سیز فائر لائن کے علاقے اکثر فائرنگ کی زد میں رہتے ہیں۔علاوہ ازیں ۸ اکتوبر

۲۰۰۵ کے زلزلہ نے انسانی جانوں سمیت یہاں کے علمی و ادبی خزانے کو بھی تہہ خاک کر دیا۔ان حالات میں تحقیقی کام کے لیے بنیادی ماخذوں تک رسائی کوئی آسان کام نہ تھا۔تحقیقی کام کے لیے لائبریریوں کی اہمیت افادیت مسلمہ ہے ۔لیکن آزاد کشمیر میں یہ سہولت نہ ہونے کے برابر ہے۔راقم نے پاکستان اور آزاد کشمیر کی لائبریریوں کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر کے چپہ چپہ میں پھر کر اہل قلم حضرات سے ملاقات کر کے ان کی ادبی تخلیقات اور ذاتی لائبریریوں سے استفادہ کیا ہے۔زیر نظر مقالہ پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے ۔

باب اول میں آزاد کشمیر کے ادبی پس منظر پر بحث کی گئی ہے۔جس میں کشمیر کے جغرافیہ،ثقافت،تہذیب ،تاریخ اور ادب کو موضوع بنایا ہے۔کشمیر میں اردو ادب خاص طور پر آزاد کشمیر میں اردو زبان کا آغاز و ارتقا کے عوامل،ترویج و ترقی کے ساتھ ساتھ حمد نعت کے آغاز و ارتقا اور ترقی کے عوامل پر بحث کی گئی ہے۔علاوہ ازیں ممتاز و نمائندہ شاعروں اور ادیبوں کے ذہن و اثرات اور ان کی تخلیقی کاوشوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔مختلف اصناف سخن نثرو نظم ،ناول،افسانہ،ڈرامہ، سوانح نگاری کے ساتھ ساتھ حمدیہ و نعتیہ شاعری پر خصوصی بحث کی ہے۔

باب دوم میں اردو حمد ونعت کی تعریف و روایت کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر میں اردو حمد و نعت کی روایت پر بحث کرتے ہوئے ممتاز اور صاحب کتاب حمد و نعت گو شعرا کا تعارف پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں نمونے کے طور پر حمد یہ و نعتیہ اشعار بھی درج کیے گئے ہیں۔

باب سوم میں آزاد کشمیر کی حمد یہ شاعری میں پائے جانے والے موضوعات اور فکری تنوع کو زیرِ بحث لایا ہے۔ آزاد کشمیر کی حمدیہ شاعری کے اہم موضوعات میں تصور خدا اور عقیدہ توحید،رب العالمین،اسمائے باری تعالیٰ کا بیان،الرحمن الرحیم ، الرزاق ، العلیم ، الحکیم ، الغفور ، الکریم ، القادر ، الھادی /صراطِ مستقیم،اللہ تعالیٰ سے مناجات اور استعانت کی طلب،فضل وکرم اور عطا خداوندی،حامی و ناصر اور حقیقی مشکل کشا،اللہ تعالیٰ حقیقی حاکم اور ابدی حیثیت کا مالک،خدا کی نشانیوں کا ذکر،مالکِ یوم الدین ، اطاعتِ خداوندی اور شکر الٰہی انسان کی حقیقی کامیابی،عشق الٰہی اورعاجزی و انکساری جیسے موضوعات شعرا نے برتے ہیں۔

باب چہارم آزاد کشمیر میں اردو نعتیہ شاعری کے موضوعات کا مطالعہ ہے ۔اس باب میں آزاد کشمیر کی نعتیہ شاعری کے اہم موضوعات پربحث کی گئی ہے ۔ان موضوعات میں سراپائے رسولﷺ، معجزات نبیﷺ،رحمت العالمینﷺ،صاحب خلق عظیم،خاتم النبینﷺ،وجہ تخلیق کائنات،ساقی کوثر،سید الانبیا/امام المرسلینﷺ،عظمت مقام شان مصطفیﷺ،صادق و امین ، عفودر گزر اور جود وسخا ، میلاد/آمد مصطفیﷺ،عشق رسولﷺ،کرب فراق حرم/تمنائے زیارت،شفاعت رسول ، وسیلہ بخشش، فضل و عطا/احسانات نبیﷺ،اظہار عاجزی و انکساری/التجا توسل نبی پاکﷺ،اصحاب رسول

ﷺسے محبت و عقیدت،مدحت رسولﷺ،اطاعت رسولﷺ/غلامی رسول ﷺاورنذرانہ درود و سلام پر بحث کی گئی ہے۔

باب پنجم آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے فنی موضوعات پر مشتمل ہے۔اس باب میں تخلیقی تنوع،تشبیات میں عقیدت کے پھول،استعاراتی پیکر تراشی، صنعتِ تلمیح کے قرینے،صنعت تضاد،صنعت لف ونشر،صنعت مراعاۃ النظیر،صنعت تکرار،صنعت سیاقۃ الاعداد ،صنعت ترصیح،صنعت ترافق،صنعت جمع،صنعت حذف،صنعت تضمین،صنعت اشتقاق ، صنعت ذوقافیتین،صنعت استفہام،سہل ممتنع،صنعت اقتباس ، تنسیق الصفات، محاورات و روزمرہ،مختلف زبانوں میں محبت کے نذرانے، قوافی اور ردائف کی خوش آہنگی اور تراکیب کا استعمال جیسے فنی موضوعات کو برتا ہے۔

باب ششم ’’حاصل تحقیق ‘‘میں پوری تحقیق کا ایک اکائی کے طور پر مجموعی جائزہ پیش کیاہے تاکہ قارئین اس تحقیقی کاوش سے استفادہ لیتے ہوئے اس پر اپنی ناقدانہ آراءبھی مرتب کرسکیں اور آزاد کشمیر میں حمد و نعت گو شعرا کے خاص فکر اور فن اسلوب سے آگاہ ہو سکیں ۔

مقالہ لکھتے ہوئے بار بار اس امر کا شدید احساس ہوا کہ حمد و نعت کی تخلیق کی طرح اس کے تحقیقی و تنقیدی مرحلے بھی بہت کٹھن ہیں۔ذرا سی لغزش ایمان کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔ان مرحلوں میں جن مشفقوں نے میری راہ نمائی فرمائی ہے ان کا شکریہ مجھ پر واجب ہے۔اس طویل اور صبر آزما کام کے اختتام پر مجھے ان سب اصحابِ علم کا شکریہ ادا کرنا ہے جن کا تعاون اس کام کے دوران مجھے حاصل رہا ہے۔اس وقت وہ تمام مہربان صورتیں میرے سامنے آرہی ہیں اور میں ان کی مہربانیوں کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔یہ کام کر کے میں نے خوشیاں حاصل کی ہیں اور یہی میرا صلہ ہے ۔ بس ایک کمی جو مجھے محسوس ہورہی ہے وہ اپنے والد محترم کی ہے جو۲۰۱۴ءمیں مجھ سے جدا ہوئے اور آبائی علاقہ سرلی سچا میں آسودہ خاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔

میں مقالہ کے نگران، استاد محترم پروفیسر ڈاکٹر الطاف یوسف زئی کا انتہائی شکر گزار ہوں جن کی مشفقانہ اور ہم دردانہ اعانت ہمیشہ میرے ساتھ رہی ۔ان کی بے لوث راہنمائی سے یہ کام مکمل ہوا۔ جس محبت سے خاکہ سے لے کر مقالہ کی تکمیل تک شفقت و معاونت فرمائی ہے اس لیے میں ان کا ممنون ہوں ۔ان کے مفید مشوروں کے بغیر اس پھیلے ہوئے اور وسیع کام کو سیمٹنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی تھا ۔ان کی خصوصی توجہ نے میرے لیے اس کام کو آسان بنایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل و کرم کے در ہمیشہ واہ رکھے ۔آمین

یہ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں شکریہ ادا نہ کروںشعبہ کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر نذر عابد صاحب کا، ان کی محبت اور خلوص کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔کیوں کہ ان کی حو صلہ افزائی ،دست گیری و راہ نمائی کے علاوہ خصوصی توجہ کے سبب یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ سکا۔میں اپنے اساتذہ ڈاکٹر محمد رحمان ، ڈاکٹر مطاہر شاہ اور شعبہ کے دیگر سٹاف کا بھی شکر گزار ہوں ۔

ڈاکٹر عبدالکریم سابق سربراہ شعبہ اردو جامعہ آزادجموں وکشمیر کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں جن سے تبادلہ خیال کر کے میں نے خود کو پہلے سے بہتر اور ذہن کو تازہ و توانا محسوس کیا۔یقینا ان کی حوصلہ افزائی نے میرے عزم کو پرواز بخشی۔

میں ڈاکٹر محمد جاوید خان سربراہ شعبہ اردو جامعہ آزادجموں وکشمیر کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی خصوصی توجہ میرے ساتھ رہی۔مقالے کی آخری سطر لکھنے تک قدم قدم پر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

میں ڈاکٹر راحیلہ کا دلی طور پر ممنون ہوں جنھوں نے میری راہ نمائی اور اعانت کی، مقالہ کی پروف ریڈنگ میں ان کا ساتھ رہا۔میں جب بھی تھکاوٹ محسوس کرتا ان کا یہ لفظ”میں ساتھ ہوں“ میرے حوصلوں کو جلا بخشتا۔ان کی اس نیکی کا شکریہ اد کرتا ہوں۔

میں اپنی تحقیق کو کبھی بھی مکمل نہ کر سکتا اگر پروفیسر صغیر آسی صاحب اور ان کے کتب خانہ اکبر انٹرنیشنل لائبریر ی میرپور میں مخطوطات تک میری رسائی نہ ہوتی۔میں ان کا شکریہ کن الفاظ میں ادا کروں۔ ان کی حوصلہ افزائی محبت و شفقت نے مجھے اندھیروں سے نکا لا اور منزل کا راستہ دکھایا ۔ان کا از بس ممنون ہوں کہ انھوں نے کمالِ عنایت سے اپنے کتب خانہ کے دروازے مجھ پر کھول دیے ۔اس کے بعد بھی ان کی نوازشیں جاری رہی ۔ان کی اس محبت کا شکریہ خصوصا مجھ پر واجب ہے۔

ممتاز شاعر زاہد کلیم سے طویل نشستوں میں گفت گو ہوتی رہی ان کی مہربانی اور کرم فرمائی کے لیے بہت ممنون ہوں۔ممتاز شاعر ناز مظفرآبادی میرے شکریے کے مستحق ہیں۔ان کی لائبریری کے ذخیرے سے مسلسل استفادہ کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحت و تندرستی کے ساتھ سلامت با کرامت رکھے۔ڈاکٹر مسعود عباسی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے بھی میری حوصلہ افزائی کی۔

میں فرہاد احمد فگار لیکچرار اردوکا شکر گزار ہوں جنھوں نے مجھے اپنی ذاتی لائبریری تک رسائی دی اور کتابوں کی فراہمی میں میرا ہاتھ بٹایا اور پروف کی اغلاط کو درست کیا۔مجھ پرمسلسل مہربان رہے۔ ان کا شکریہ ادا کرنا میرے خوش گوار فرائض میں شامل ہے۔

مہتاب احمد جزو وقتی لیکچرار جامعہ آزاد جموں کشمیر کی میرے اس تحقیقی کام اول سے آخر تک مسلسل دل چسپی رہی۔ ان کے علمی ذوق و شوق سے متاثر ہوتا رہا۔انھوں نے بار ہا کتب فروشوں کی دکانوں سے کتابیں تلاش کرنے کے لیے میرا ساتھ دیا۔

میں عزیز م افضال عالم لیکچرار اردو (گولڈ میڈلسٹ) کا شکر گزار ہوں جنھوں نے ہمیشہ تحقیق اور کمپوزنگ کے مراحل میں میری انتہائی مدد کی اور بکھرے مواد کو دن رات ایک کر کے مقالے کی شکل میں لانے کے سلسلے میں میرا ہاتھ بٹاتے رہے۔ ان کا شکریہ کن الفاظ میں ادا کروں مجھے الفاظ کی بے بضاعتی کا احساس ہو رہا ہے۔وہ شجر سایہ دار کے برگ وبار ہیں میرا ان سے محبت کا رشتہ ہے۔

طلعت جبین لیکچراراردو اورثنا ءالسلام کی کرم گستری کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں و کشمیر کے طلبہ کا شکریہ ،تحقیق میں میری مدد کرتے رہے۔اللہ انہیں ہر طرح خوش و خرم رکھے ۔

میں اپنی والدہ محترمہ عالم نور اور خوش دامن محترمہ سفینہ بیگم کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جو میرے لیے ہمیشہ دست دعابلند کیے ہوئے ہیں، اللہ پاک انھیں صحت و سلامتی دیں۔

میں اپنی شریکِ حیات نادیہ یوسف کا ہمیشہ کی طرح آج بھی شکر گزرا ہوں جنھوں نے اپنی زندگی کی ساری خواہشات مجھ پر قربان کیں اور مجھے بہترین ماحول اور فضا مہیا کیے رکھی جس کی وجہ سے میں نے یک سوئی سے کام کیا۔ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کا بھی شکر گزار ہوں جنھوں نے میرا ہمیشہ خیال رکھا۔میں اپنے بچوں محمد زین العابدین،محمدصارم علی اور زیشم فاطمہ کے لیے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو ہمیشہ شاد و دل شاد و شادماں رکھے ۔(آمین)

مرحوم شعرا ا کے اہل خانہ نے کتب فراہم کیں۔ ان کی دامے،درمے،قدمے سخنے بھر پور معاونت نے میرے حوصلوں کو سہارا بخشا ۔ان سب کا شکریہ۔خضر عباسی ہر وقت مدد کے لیے ساتھ رہا۔ اس لیے مجھ پر اس کا شکریہ واجب ہے۔

مقالے کی تکمیل کے سلسلے میں موجودہ وسائل سے استفادہ کی پھر پور کوشش کی گئی ہے ۔تاہم آزاد کشمیر میں اردو حمد و نعت کے موضوع پر میری تحقیق کسی طور پر بھی حمد و نعت کے فکرو فن اور حمدو نعت گو شعرا کی مساعی جمیلہ کا پوری طرح احا طہ نہیں کرتی اس کے بہت سے پہلو تشنہ ہیں ۔میری یہ کوشش حرفِ اول کی سی ہے۔ ادبی تحقیق و تنقید میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی۔ اس لیے اپنے کام کو حرف آخر نہیں سمجھتا ۔البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ بنیادی ماخذوں تک رسائی اور استفادہ کی بھر پور کوشش کی گئی ہے جو کسی نہ کسی حوالے سے میرے علم میں آئے۔تکمیلیت کا

دعویٰ نہیں کرتا ۔یہ اعتراف ضروری ہے کہ کسی حمد و نعت گو شعر ا کی حمد ونعت شاعری جو زیادہ توجہ کی مستحق تھیں انھیں مطلوبہ توجہ نہ دے سکا۔ان سے معذورت!راقم الحروف نے کوشش کی ہے کہ آزاد کشمیر کی اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر اردو حمد و نعت کے منظر میں ان کا مقام متعین کیا جائے۔

آخر میں ایک بارپھر ان تمام لوگونکا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس تحقیقی مقالہ میں میری رہنمائی اور معاونت کی ۔ان مہربانوں کے ساتھ ساتھ ابھی کچھ اور مہربان بھی ہیں ۔بہت سے احباب ہیں جنھوں نے کسی نہ کسی طور پر مشورہ،تائید ،توجہ اور تعاون سے میرے کام میں آسانیاں پیدا کیں ۔ان سب حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ان سب کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب احباب کو زندگی اور آخرت کی حقیقی رحمتوں سے نوازے۔ اس تحقیقی کام میں جہاں جہاں خوبی نظر آئے اسے میرے اساتذہ کی خصوصی توجہ کا نتیجہ سمجھا جائے اور جہاں جہاں کوئی کوتاہی محسوس ہو اس کا ذمہ دار اس عاجز کو ہی گردانا جانا چاہیے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مقالے کے مندرجات میں مجھ سے دانستہ و غیر دانستہ کوئی لغزش ہوئی ہو تو مجھے معاف فرمائے۔

محمد یوسف

پی ایچ ڈی اسکالر

شعبہ اردو، ہزار ہ یونیورسٹی مانسہرہ

باب اول:

آزاد کشمیر کا ادبی پس منظر

وادی فردوسِ کشمیرکا کل رقبہ چوراسی ہزار چار سو اکہتر (۸۴۴۷۱) مربع میل پر مشتمل ہے۔یہ خطہ ۳۲ :۱۷ سے۳۶:۵۸ ڈگری عرض بلد اور۷۳:۲۶ سے ۸۰:۳۰ ڈگری طول بلد کے درمیان واقع ہے ۔وادی کشمیر ہمالیہ اور قراقرم کی آغوش میں آباداپنے طلسماتی و ملکوتی حسن کے باعث زمانہ قدیم سے منفرد جغرافیائی، علمی،تہذیبی اورثقافتی وقار رکھتی ہے۔کشمیر کو ایشیا کا دل اور برعظیم کا تاج بھی کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا حسن جہاں دنیا میں اس کی شہرت کا سبب بنا،وہیں بلائے جان بھی ثابت ہوا۔لفظ کشمیر کی وجہ تسمیہ سے متعلق بہت سی روایات موجود ہیں جوسینہ بہ سینہ چلی آرہی ہیں اور تحریری شکل میں بھی موجود ہیں ۔حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون سی روایت درست ہے ۔البتہ محققین کی آرا ءکی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سرزمین کشمیر قدیم زمانے میں ایک وسیع جھیل نما تھی ۔جھیل خشک ہونے کی وجہ سے کشمیر کی بنیاد پڑی۔قیاسِ عام یہی ہے کہ کشمیر کی سر زمین کا ظہور تقریباً دس کروڑ سال پہلے ہوا، محمد دین فوق کے مطابق:

> ’’۳۸۸۹ قبل مسیح حادثہ طوفان عالمگیر (طوفان نوح) نازل ہوا تو تمام ملک میں پانی ہی پانی ہو گیا اور پھرکشپ رشی اور جلد بھونامی کی مناسبت سے لفظ کشمیرکا نام کشمیر پڑا۔‘‘ ۱ ؎

اس خطہ ارضی کا نام اس کے باسیوں کاش کی نسبت سے بھی لیا گیا ہے۔۴۵۱ق۔م میں چینی کتب میں کشمیر کو کوشی می (Ku--shih--mi)لکھا گیا ہے۔بہرحال لفظ کشمیر زمانۂ قدیم سے ملکی اور غیر ملکی باشندوں میں مستعمل رہا ہے۔ماہرین لسانیات اس لفظ کا ابھی تک کوئی مستند مطلب اخذ نہیں کر سکے۔سید محمود آزاد نے ’’تاریخ کشمیر‘‘ میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:

> ’’لفظ کشمیر کی ترکیب کے لیے اب تک جس قدر تاویلیں کی گئی ہیں ان سے صحیح نتائج اخذ کرنا مشکل ہے۔لفظ کشمیر اور اس کی ترکیب اور پھر اس کا پس منظرایک ایسا لسانی مسئلہ ہے جس پر ماہرین لسانیات بھی کوئی قطعی رائے قائم نہیں کر سکتے۔‘‘ ۲ ؎

کشمیر کی جغرافیائی حدیں اس قدر واضح ہیں کہ ان کا اندازہ بڑے بڑے سیاحوں جن میں ہیون تسانگ ، البیرونی،مارکو پولو ، فرانسکوزیویر اور دیگر کی تحریروں سے لگایا جا سکتا ہے۔ کشمیر کے قدیم جغرافیہ کے حوالے سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کشمیر کے حسن کی خوش بوسے پوری دنیا معطر رہی ہے۔ اسی لیے تویونانیوں،چینیوں،فرنگیوں، عربیوں،ہندوستانیوں اوردیگر مسلم و غیر مسلم اقوام عالم کی

مختلف ملکی و غیر ملکی زبانوں کے کلاسیکی و جدید تذکروں میں لفظ کشمیربہ طور خاص استعمال ہوا ہے۔

لفظ کشمیر ان تمام علاقوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو۱۹۴۷ ءمیں تقسیمِ ہند کے وقت سرکار ی اعداد و شمار کے مطابق چوراسی ہزار چار سو اکہتر (۸۴۴۷۱) مربع میل پر مشتمل ہے جو مہاراجا گلاب سنگھ کے معائدہ امرتسر(۱۸۴۶ء) کی رو سے حاصل ہوا۔صوبائی لحاظ سے تقسیم اس طرح تھی ۔صوبہ جموں (۱۲۳۷۸) مربع میل،صوبہ کشمیر (۸۵۳۹) مربع میل اور صوبہ لداخ (۶۳۵۵۴) مربع میل ۔۱۹۴۷ءکے بعد رقبے کی صورت حال یوں بنتی ہے ۔بھارتی مقبوضہ کشمیرکل رقبہ (۵۰۵۱۳) مربع میل،پاکستان کے زیر انتظام،گلگت بلتستان (۲۹۸۱۴) مربع میل اورآزاد کشمیر(۴۱۴۴) مربع میل ،کل رقبہ (۳۳۹۵۸) مربع میل ہے۔چین کے زیر قبضہ اقصائے چن (۹۱۷۱ مربع میل) ہے۔ سابق صدرِپاکستان ایوب خان نے ۱۸۶۸ء مربع میل کا علاقہ پاک چین سرحدی معائنے کے دوران چین کو تحفے میں دے دیا۔کشمیر کی سرحدیں دنیاکے پانچ بڑے ممالک پاکستان، بھارت، افغانستان، روس اور چین کے ساتھ ملتی ہیں۔ریاست جموں و کشمیر بہ لحاظ آبادی دنیا کے(۱۲۳) اور بہ لحاظ رقبہ(۱۱۱)ممالک سے بڑی ریاست ہے۔ ریاست کی آبادی تقریبا دو کروڑ ہے ۔ خطہ جموں وکشمیر صدیوں سے اپنی ایک جداگانہ پہچان اور وجود رکھتا ہے

ریاست جموں وکشمیر کے نامور مورخ پنڈت کلہن(مصنف راج ترنگنی) کے مطابق کشمیر میں شخصی حکومت کی ابتداءگونند اول (۲۴۵۰ ق۔م)سے ہوتی ہے۔ اس سے قبل کے ادوار کے متعلق تاریخ خاموش ہے۔ہندو راجاؤں کا دور،(۴۰۰ ق۔م تا ۱۳۲۰)،سلطان صدر الدین رنچن شاہ،(۱۳۲۰ءتا ۱۳۲۳ء)، ۳ سال، اودیان سنگھ(۱۳۲۳ءتا ۱۳۳۹ء)، ۱۵ سال،شاہ میری خاندان(۱۳۳۹ءتا ۱۵۵۵)،۲۱۶ سال،چک خاندان(۱۵۵۵ءتا ۱۵۸۶)، ۳۱سال،مغل خا ندان(۱۵۸۶ءتا ۱۷۵۲ء)، ۱۶۶ سال، افغان (۱۷۵۲ءتا۱۸۱۹)، ۶۶ سال،سکھ دور حکومت(۱۸۱۹ءتا۱۸۴۶)، ۲۷ سال،۱۸۴۶ءمیں مہاراجا گلاب سنگھ ڈوگرہ نے معاہدہ امرتسر کے تحت کشمیر میں اپنی حکومت قائم کی اور اس کا نام ریاست جموں و کشمیر (State Jammu& Kashmir) رکھا۔ڈوگرہ حکومت(۱۸۴۶ءتا۱۹۴۷ء)، ۱۰۱ سال قائم رہی۔۱۹۴۷ءکی برعظیم کی تقسیم کے سلسلے میں ڈوگرہ نے ریاست جمونو کشمیر کا الحاق عوامی امنگوں کے خلاف بھارت سے کر دیا۔کشمیر کے مسلمانوں نے ڈوگرہ کے اس جانب دارانہ الحاقِ بھارت کے خلاف تحریک آزادی کا آغاز کیا اور (۳۳۹۵۸) مربع میل کا علاقہ آزاد کرلیا۔اب یہ علاقہ دو انتظامی اکائیوں میں منقسم ہے۔شمالی کشمیر تقریباً (۲۹۸۱۴) مربع میل پر مشتمل گلگت بلتستان کے نام سے ہے اور۱۳۲۹۷ مربع کلو میٹرپر مشتمل آزاد کشمیر ایک نیم خود مختار ریاست کی حیثیت سے قائم ہے جہاں ۲۴ ۔اکتوبر ۱۹۴۷ءکو ایک عبوری حکومت قائم کی گئی ۔(۵۰۵۱۳)مربع میل پربھارت نے اپنی مسلح افواج داخل کر کے غاصبانہ قبضہ کر لیا ۔اسی اثنا ء میں بھارت نے اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی اپیل کی۔ اقوام متحدہ نے سیز فائر کی قراد داد

منظور کرتے ہوئے کشمیریوں کو رائے شماری کا حق دیا۔بھارت نے اب تک اپنے جابرانہ تسلط کو ریاست پر قائم کرنے کے لیے ہمیشہ رخنہ اندوزی کرتے ہوئے منفی رویہ کا اظہار کیا۔اقوام متحدہ کشمیریوں سے حق خود ارایت کا وعدہ پورا کرنے میں کچھ بھی نہیں کر رہا جس سے مایوس ہو کر یہ آزاد ی کی تحریک جاری رکھے ہوئے ہیں۔لاکھوں کشمیری اپنی جانیں قربان کر چکے ہیں۔ اب ہندوستانی آئین سے دفعہ ۱۳۵ے اور دفعہ ۳۷۰ کے خاتمے کے بعد صورت حال مزید خراب ہو گئی ہے۔ کشمیر میں اگست ۲۰۱۹ءکے بعد مسلسل کرفیو ہے۔انسانی زندگی بدترین تسلط اور تشدد سے گزر رہی ہے اور اقوام عالم تماشائی بنی ہوئی ہے۔کشمیری اللہ کے بھروسے پر امید لگائے ہوئے نئے جذبے اور بھر پور عزم کے ساتھ تحریک جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایک دن آزادی کی صبح طلوع ہو گی کشمیریوں کو ان کا اپنا ملک مل جائے گا۔اقبال نے کشمیر کے متعلق جو کہا ہے وہ درست ہے:

جس خاک کے ضمیر میں ہے آتشِ چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند۳؎

ریاست جموں و کشمیر میں انسانی زندگی کے آغاز اور اس کے تدریجی ارتقا کے سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابتدائی انسان میں زندگی کا شعور موجود تھا۔مختلف قسم کی اقوام کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق نورانی نسل کے لوگوں کی آباد کاری کو ابتدائی کہا گیا ہے۔پھر نیگرائیڈ اور آسٹرک کے بعد دروڑی اور آریاؤں کی آمد ہے۔ بہرحال یہ کہا جا سکتا ہے کہ وادی کشمیر کو سب سے پہلے آریائی قوم نے اپنا مسکن بنایا اور ہندوانہ تمدن کی بنیاد رکھی۔ یہاں کے باشندوں کا لباس اور طرز بود و باش کچھ اس طرح تھاپہلے گوتم بدھ کی پیروی،پھر برہمنوں اور پھر عرب تاجروں کی پیروی کی گئی۔ کشمیریوں کا اپناایک علاقائی تشخص ہے جو صدیوں سے برقرار چلا آ رہا ہے۔غلامی و محکومی کے شدید ترین ادوار سے گزرنے کے با وجود انھوں نے اپنی ملی قدروں کو متاثرنہیں کیا۔

ریاست جموں و کشمیر اوائل سے ہی علم و ادب اور تہذیب و ثقافت کا گہوراہ رہی ہے۔ ناگ مت، بدھ مت، شِومت اور اسلام ہر ایک مذہب نے عروج حاصل کیا۔ریاست کے ابتدائی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں جو بھی ابتدائی علمی و ادبی سرمایہ تخلیق ہو ا وہ سنسکرت زبان میں ہی تھا۔ سب سے اہم اور مستند دستاویز پنڈت کلہن کی ’’راج ترنگنی‘‘ہے ۔ ’’راج ترنگنی ‘‘کی تاریخی حیثیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے مختلف زبانوں میں نہ صرف تراجم ہوئے بلکہ اس کے تتبع میں مختلف زبانوں میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں شعری اور نثری ادب بھی سنسکرت زبان میں موجود ہے۔بہ قول پروفیسر عبدالقادر سروری :

’’ عروض، شعریات ،فن شعر،شاعری ،ناٹک ، افسانے اور تاریخونپر بہت سی کتابیں سنسکرت میں لکھی گئیں تھیں جو سنسکرت ادب کا قیمتی سرمایہ مانی جاتی ہیں۔ ‘‘۴؎

سنسکرت کے بعد کشمیر میں کشمیری زبان کا آغاز ہو جاتا ہے۔کشمیری ادبیات کے معروف نقادوں نے زمانی اعتبار سے کشمیری ادبیات کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔پہلا دور ششی کنٹھ،للا عارفہ اور شخ نورالدین پر مشتمل ہے۔دوسرا دور حبہ خاتون سے ارمانی ماں تک،تیسرا دورمحمود گامی سے وہاب پرے تک ا ور چوتھا دورمہجور سے شروع ہوتا ہے جسے ۲۰ ویں صدی کا دور بھی کہا جاسکتا ہے۔کشمیری زبان و ادب کے ابتدائی دور سے لے کر چوتھے دور تک اس زبان نے خوب ترقی کی اور سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ ہزاروں کہانیاں مرتب ہوئیں ،بیسوں دیو مالائی داستانوں نے قبول عام کا درجہ حاصل کیا ۔ڈاکٹر افتخار مغل نے یوں تجزیہ کیا:

''اردو شعر و ادب کو تحتی ڈھانچہ اور شعری و ادبی روایت فراہم کرنے میں کشمیری زبان کی شعری و ادبی روایت کا بہت اہم کردار ہے کیوں کہ کشمیری زبان اور شعر و ادب کی روایت کشمیر میں اردو زبان اور اس کے ادب سے بہت پہلے شناخت بنا چکی تھی اور جدید کشمیری ادب (چاہے وہ اردو میں ہو یا کشمیری میں) کشمیری زبان کی اس شعری و ادبی روایت کا تسلسل ہے۔'' ۵ے

کشمیری زبان و ادب کے بعد کشمیر میں فارسی زبان وادب کا ارتقاہواکشمیر کی سر زمین پر بلبل شاہ کی اپنے سیکڑوں مبلغین اسلام کے ساتھ آمد، سلطان شاہ میر ی کی مادری زبان فارسی ہونا، کشمیرسے ملحقہ ریاست پوٹھوار کے راجاؤں کی فارسی زبان ، حضرت امیر کبیر میر سید علیؒ کے ساتھ ساتھ سیکڑوں علما و مبلغین کی تشریف آوری،شاہ ہمدان کے فرزند سید میر محمد ہمدانی ودیگر علماءو فضلا کی آمد،کشمیر میں مغل دور اورمغل سلطنت کی سرکاری زبان فارسی کا ہونا و دیگر عوامل کی وجہ سے فارسی زبان و ادب کواتنا عروج ملا کہ کشمیر کو ایران صغیر کہا جانے لگااور تمام سرکاری خط و کتابت فارسی زبان میں ہونے لگی ۔فارسی علم و ادب کے بڑے بڑے ستون نمودار ہوئے اور بے شمار کتب تخلیق ہوئیں۔کشمیر میں فارسی علم و ادب کی روایت کی استواریت اور ہمہ گیریت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے غنی کاشمیری جیسے قادر الکلام شاعر کو پروان چڑھایا جس نے نہ صرف اہلِ کشمیر سے بلکہ اہل ہند

ا وراہل ایران سے بھی خراج تحسین وصول کیا۔کشمیر میں فارسی زبان و ادب کی مجموعی صورتحال کا جائزہ سلَیم خان گمی نے یوں لیا ہے:

''پندرھویں صدی سے انیسویں صدی تک کشمیر میں فارسی کو ایک علمی اور آفاقی درجہ حاصل تھا اور ہر شخص بلالحاظ مذہب و ملت فارسی زبان شوق سے سیکھتا اور پڑھاتا تھا ۔ چناں چہ کشمیر نے فارسی علم وادب میں غنی کاشمیری،محسن،محمدزمان،نافع،شیخ یعقوب صرفی ،محمدرفیع اور خواجا محمد ہاشم جیسے استاد ان فن کو جنم دیا۔ ماضی کے ان آئمہ ادب پر کشمیر کو ہمیشہ ناز رہے گا ۔غنی نے تو

> کشمیر کو ایران صغیر مشہور کردیا۔ ایران کاملک الشعرا احمد علی ،صائب غنی کا ایک فارسی شعر سن کر اس کا مفہوم سمجھنے اور شاعر کی زیارت کرنے خود کشمیر چلا آیا۔’’ ۶ـ

مہاراجا رنبیر سنگھ کے عہد تک فارسی زبان و ادب کو عروج رہا ۔فارسی علم و ادب میں کئی نام ور استادان فن سامنے آئے جنھوں نے فارسی زبان و ادب شعری ونثری میں بیش بہا ادب تخلیق کیا ۔

کشمیری اور فارسی زبان کے علم وادب کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں بھی تصنیفی و تالیفی کام ہوا۔کشمیر میں عربی لٹریچر کے پھیلا ؤکی ایک بڑی وجہ کشمیری اور فارسی ادب کے پس منظر میں عربی ادب کی اعلیٰ روایات بھی تھیں۔ کشمیر میں مسلمانوں نے عربی زبان و ادب کی انھی روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے عربی علوم و فنون میں وسعت پیدا کی۔ ڈاکٹر افتخار مغل لکھتے ہیں:

> ‘‘کشمیری اور فارسی کے علاوہ ملی و مذہبی زبان عربی کا بھی کشمیر کی ادبی روایت کے فروغ و تسلسل اور اس کی پرداخت میں بڑا اہم کردار ہے۔ اس ضمن میں محمد اسد اللہ قریشی کاشمیری کا تحقیقی مضمون‘‘ کشمیر کے عہد اسلامی کا عربی لٹریچر’’بہت معاونت کرتا ہے۔ یہ تحقیقی مضمون مجلہ ‘‘ ادبی دنیا’’ کے کشمیر نمبر میں شائع ہوا جسے عبداللہ قریشی نے ‘‘ آئینہ کشمیر’’کے نا م سے۱۹۶۶ءمیں مدون کیا۔ محمد اسد اللہ قریشی کے اس تحقیقی مقالے سے معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر نے سعید اندرابی ، شیخ یعقوب صرفی ، اخوند ملا کمال ، ملا عبید اللہ کشمیری ، ملا عبدالرشید کشمیری ، شیخ عبدالوہاب نوری ، شاہ محمد تنولی ، مولوی خیر الدین ابو الخیر ، خواجہ محمد ٹوپی گورو، مولوی چراغ آغا ، سید مہدی ، صدر الدین مفتی ، دہلوی کاشمیری ،فدا محمد کشمیری ، ملا محمد اشرف ، علامہ تفضل حسین ، شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کاشمیری ، حافظ عبدالرحمان سیاح ، مولوی رسول شاہ، میر واعظ ثانیؒ ، ملا عبدالرزاق بانڈے اور امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی جیسے عربی زبان کے شعرا ، ادبا ، مصنفین ، مورخین اور مفسرین پیدا کیے ہیں۔’’ ۷ـ

ریاست جموں و کشمیر میں اردو زبان و ادب کے پس منظر میں کار فرما سنسکرت،کشمیری،فارسی اورعربی ادب کاذکر ہے۔ جس کی وجہ سے ریاست جموں و کشمیر میں اردو زبان و ادب کی ترویج ہوئی اور ا ردو میں لازوال و بے مثال ادبی سرمایہ تخلیق ہوا۔ان بڑی ادبی زبانوں (سنسکرت ،کشمیری ، فارسی اور عربی)کے علاوہ یہاں کی مقامی زبانوں جن میں ڈوگری ، گوجری ، پہاڑی ، پوٹھوہاری، بروشسکی، ہندکو، کشتواڑی ، پوربی،لداخی ، پونچھی، شینا اور بلتی و دیگر شامل ہیں کے سرمایہ شعر و

ادب اور ان زبانوں کے لوک ادب نے کشمیر میں اردو شعر وا دب کی زمین کو ہم وار کرنے کے ساتھ ساتھ اردو زبان کی ساخت و پرداخت میں بھی بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

ریاست جموں و کشمیر میں اردو:

ہندوستان میں مسلم حکومت کے قیام کے ساتھ ہی اردو زبان وادب کے آثار نمودار ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔پھر یہ آثار مختلف تحریکات میں ڈھل کرہندوستان کے مختلف علاقوں کے ساتھ ساتھ کشمیر میں بھی نمو حاصل کرنے لگتے ہیں۔خطہ ِکشمیر زبان و ادب کا ایک اہم مرکز رہاہے۔ یہاں سنسکرت ،کشمیری ، فارسی ،عربی اورمقامی زبانوں کے کئی نام ور ،عظیم اہل قلم اوراستادانِ فن پیدا ہوئے ہیں۔ ان استادان ِ فن کے چرچے نہ صرف کشمیر تک محدو د رہے بلکہ بیرونی دنیا پر بھی ان کے فکر و فن کے اثرات پڑے ہیں۔جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے تو اردو زبان فارسی ،عربی اور مقامی زبانوں کی آمیزش سے تخلیق ہوئی ہے ۔

وادی کشمیر بنیادی طور پرتین صوبوں(جموں ، لداخ اورکشمیر) پر مشتمل ہے۔جموں اورملحقہ علاقوں میں ڈوگری زبان بولی جاتی ہے ۔ لدّاخ کی علاقائی زبان لدّاخی ہے۔کشمیر کی علاقائی اور مادری زبان کشمیر ی ہے۔ علاوہ ازیں گوجری،بلتی،شنا، پنجابی، پہاڑی، بھدرواہی، بروشسکی اور بکروالی وغیرہ بھی چھوٹی چھوٹی زبانیں بولی جاتی تھیں ۔ تینوں صوبوں کے باشندے ایک دوسرے کی زبان سے ناآشنا تھے ۔وقت کی ضرورت تھی کہ کوئی ایسی زبان ہوجو تینوں لسانی اور تہذیبی خطّوں یعنی (جموں ، لداخ اور کشمیر)کے درمیان رابطے کی زبان کا درجہ حاصل کرے۔ اس طرح کشمیر میں فا رسی،عربی اور مقامی زبانوں کی آمیزش سے اردو کی ترقی و ترویج کی سبیل و صورت نمودار ہوئی۔یہاں اردو زبان و ادب کی ترقی وترویج اورساخت و پرداخت میں بہ ذیل عوامل نے اہم کردار ادا کیا ۔

- اردو اہل کشمیر کی فطرتی ضرورت تھی اور بین الاقوامی مزاج کی حامل زبان ہونے کی وجہ سے اسے بہت جلد قبول عام نصیب ہوا۔ذرائع ابلاغ ، ذرائع مواصلات اور ہندوستان کے دیگر خطوں کے ساتھ باہمی میل جول ،مشاہیر اہل علم کی آمد نے کشمیر میں اردو کی راہ ہم وار کی ۔اہل کشمیر کا معاش ،تجارت اور دیگرمقاصدکے لیے ہندوستان و دیگرجگہوں کا رخ کرنا بھی ایک اہم وجہ تھی کیوں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی عام بول چال کی زبان تھی ۔ مختلف مذاہب کے مبلغوں کی آمدنے بھی ابلاغ کے لیے اردو کی اہمیت کو مزید اجاگر کیا۔کشمیر ی حکمرانوں کے دربارمیں دہلی کے نقیبوں کی آمد اور اہل ِ فن کے روابط پہلے سے موجود تھے ۔علاوہ ازیں کشمیر ہندوستان کی غلامی کے دور میں بھی براہ راست برطانیہ کے زیر تسلط نہیں رہا اس لیے کشمیر کے سیاسی نظام میں قومی سیاسی جماعتوں کا اہم کردار رہا ہے اور انھوں نے عوامی رابطے کے لیے اردو کو ذریعہ ابلاغ بنایا ۔

- ہندوستان میں جب ناٹک کمپنیاں قائم ہوئیں تو اس کے ساتھ ہی کشمیر میں بھی ناٹک کمپنیاں قائم کی گئیں اور ہندوستان کی ناٹک کمپنیوں نے بھی اپنے دفاتر کشمیر میں قائم کیےکیوں کہ یہ ناٹک اردو میں کھیلے جاتے تھے ۔اردو سے دیگر زبانوں کے لسانی تعلقات اورآمیزش تو پہلے موجود تھی ۔ اسے سرکاری زبان کا درجہ دینے کی وجہ سے اہمیت مسلمہ ہو گئی ۔
- اس کے ساتھ ساتھ ،کشمیر میں سیاحوں کی آمد ، مذہبی تحریکات ،مشاعروں اورموسیقی کی محافل کا انعقاد،تعلیمی اداروں کاقیام، سیاسی سرگرمیوں کا فروغ، ہندوستان کے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی بہ سلسلہ روزگار کشمیر میں آمد،علما و فضلا کا عربی اور فارسی کے ساتھ ساتھ اردو میں اظہار خیال بھی فروغ اردو کا اہم سبب ہے ۔
- اردو کی ترویج میں اصلاحی انجمنوں ،تنظیموں اور اداروں کے قیام جن میں آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس ،آل آنڈیا مسلم کشمیر کانفرنس(۱۸۸۶) ،انجمن اسلامیہ جموں (۱۹۰۰) ،انجمن نصرت الاسلام سری نگر،ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں (۱۹۰۸)،بزمِ سخن جموں ،بز مِ مشاعرہ (۱۹۱۳)،بزمِ اردو جموں و کشمیر (۱۹۳۷)،انجمن مفرح القلوب، دارالترجمہ کا قیام،ریڈنگ روم کا قیام(۱۹۳۰) اور کئی دیگرادارے شامل ہیں جنھوں نے اپنابھر پور حصہ ڈالا۔
- ریاست میں چھاپہ خانوں اور پریسوں کا قیام جن میں گورنمنٹ پریس ، احمدی پریس(۱۸۵۸)، وکرم بلاس پریس، پبلک پرنٹنگ پریس،دیوان پریس، اونکار پریس ،مارتنڈ پریس ، ہمدردپریس، جاویدپریس اور کئی دیگر انجمنوں نے بھی اردو کے چلن کو عام کرنے اپنی مساعی کیں ہیں۔
- برعظیم میں کئی علمی و ادبی شخصیات کی کشمیر آمدنے بھی اس زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ۔خاص طور پر معروف شعرا علامہ اقبال،مولانا ظفر علی خان،حفیظ جالندھری،فیض احمد فیض،منشی محمد دین فوق، فانی بد ایونی، میرولی اللہ ایبٹ آبادی، پنڈت برج نارائن چکبست، خوشی محمد ناظرجیسے کمال فن اور دیگر کی کشمیر میں آمد نے اہل کشمیر کے قلوب کی صحیح غمازی کر کے اردو کی طرف کشمیریوں کی رغبت میں اضافہ کیا۔
- فرو غ اردو میں ملکی و غیر ملکی صحافتی ادب ،اخبار و رسائل جن میں رنبیر،ہمدرد،خدمت، جاوید، رہبر، صداقت، چاند، حقیقت، ملت،وتست، جدیدکشمیر،تحفہ کشمیر ،لالہ رخ،دیہاتی دنیا،تعلیم جدید، شیرازہ،جہات جیسے کئی روزنامچے اور درجنوں ہفتہ وار اخبارشامل ہیں۔ابتدائی دورکی زبانوں(سنسکرت،کشمیری،فارسی،عربی و مقامی)سے لے کر مسلم عہد حکومت،کشمیر ی پنڈتوں کی خدمات،مسلم صوفیا کی خدمات،سکھ وڈوگرہ عہد حکومت کی کوششو ں اور تخلیق کاروں کے ساتھ ساتھ کئی دیگر عوامل نے کشمیر میں اردو شعرو ادب کی فضا نے زرخیز اور ہم وار بنایا۔

متذکرہ عوامل کی بدولت اردو زبان نے ریاست میں تیز رفتاری سے ترقی کی جس کو دیکھ کر بابائے اردو مولوی عبدالحق کو دہلی کے دربار میں ”کل ہنداردوکانفرنس“ میں یہ کہنا پڑا:

''شاید ہندوستان کے کسی صوبے میں اردو اس قدر مقبول اور رائج نہیں جس قدر کشمیر میں ہے۔ مدارس میں اردو پڑھائی جائی ہے اور ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ دفاتر کی زبان بھی اردو ہے اور بہت اچھے اردو کے باکمال شاعر اور ادیب موجود ہیں۔ وہاں (کشمیر) اسمبلی کے اجلاس کوبھی جاکر دیکھا سب ممبر اردو میں بلا تکلف تقریر کرتے تھے اور یہ سن کر آپ کو تعجب ہوگا کہ پنجاب اسمبلی میں ایسی اچھی تقریریں نہیں ہوتیں۔ '' ؎

محولہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ۲۰ ویں صدی کے آغاز تک کشمیر میں نہ صرف اردو زبان اپنا تشخص حاصل کر چکی تھی بلکہ عوامی مقبولیت بھی حاصل کر چکی تھی۔یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو شاعری کی روایت باقاعدہ طور پر قائم ہو چکی تھی۔جس کی بنا پر یہاں اردو زبان و ادب کو ترقی ملی۔ ان گنت شعرا، فکشن نگار،اور انشاپردازوں نے ادبی افق اورادبی منظر نامے پر اپنی حیثیت اور اہمیت منوائی۔

۱۹۴۷ءتک کشمیر میں اردو ز بان و ادب ایک مستحکم حیثیت حاصل کر چکی تھی ۔پھر ڈوگرہ فوج کے مظالم کے نتیجے میں کشمیری مسلمانوں نے (۳۳۹۵۸) مربع میل کا علاقہ آزاد کر لیا ۔یہ علاقہ دو انتظامی اکائیونشمالی کشمیر اور آزاد کشمیر میں منقسم ہے۔شمالی کشمیر(۲۹۸۱۴) مربع میل پر مشتمل گلگت اور بلتستان کے نام سے جانا جاتا ہے،جو حکومت پاکستان کے زیرِ انتظام ہے ۔۲۰۰۹ءمیں پاکستان کی حکومت نےاسے صوبے کی حیثیت دے دی ہے ۔

آزاد جموں و کشمیر میں اردو

۲۴ ۔اکتوبر ۱۹۴۷ءکو جو علاقے یہاں کے مقامی باشندوں نے قبائلی مجاہدین کی مدد سے آزاد کروا لیےان آزاد کیے گئے علاقوں کو آزاد ریاست جموں و کشمیر کہا جاتاہے۔ یہاں ۲۴ ۔اکتوبر ۱۹۴۷ءکو ایک عبوری حکومت قائم کی گئی ،جس کا صدر مقام پہلے جنجال ہل پلندری بنایا گیا بعد ازاں دارالحکومت مظفرآباد منتقل کر دیا گیا ۔زیر تحقیق مقالے کا موضوع اسی خطہِ آزادکشمیر میں ا ردوحمدیہ اور نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے۔آزاد کشمیر کا رقبہ (۱۳۲۹۷مربع کلو میٹر) ہے ۔ اسے انتظامی طور پر دس اضلاع میر پور، بھمبر، کوٹلی، سدھنوتی، پونچھ، حویلی، باغ، مظفرآباد، جہلم ویلی اورنیلم میں تقسیم کیا گیا ہے۔آبادی تقریباً۴۵لاکھ سے زیادہ ہے۔آزاد ریاست جموں و کشمیر میں اردو زبان و ادب کے پس منظری مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خطہِ آزاد کشمیر ابتدا ہی سے ریاست کی ادبی روایت کا حصہ رہا ہے ۔اس ادبی روایت میں تمام زبانوں (جو بولی گئیں یا بولی جا رہی ہیں) کے تخلیق کاروں کا نمایاں حصہ رہا ہے۔ آزاد جموں و کشمیر میں

اردو زبان و ادب کی ترویج و ترقی اور ساخت و پرداخت میں تمام زبانوں اور تخلیق کاروں نے خون جگر صرف کرتے ہوئے ادبی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔

تمام اصناف ادب چاہے وہ نثری ہو ں یا شعری آزاد جموں و کشمیر کے تخلیق کاروں نے طبع آزمائی کرتے ہوئے عمدہ ادب تخلیق کیا ہے جو موضوعات،مواد اور اسلوب کے اعتبار سے آزاد جمونو کشمیر کی ادبی روایت میں تسلیم شدہ اور جان دار اہمیت کا حامل ہے۔ نہ صرف کشمیر بلکہ شمالی ہندستان میں اردوشاعری کے نقشِ اول اردو کی مثنوی کے تخلیق کار میاں غلام محی الدین میرپوری کا تعلق بھی آزاد کشمیر کے ضلع میر پور سے ہے ۔اس نے ۱۱۳۱ھ میں ''گلزار فقر''کے نام سے ایک مثنوی لکھی۔ اسی طرح ریاست جموں و کشمیر کی پہلی نثری تخلیق ''سفر نامہ بخارا''کے مصنف کا تعلق بھی ریاست کے ایسے علاقے (ضلع راجوری) سے ہے جو لسانی، ثقافتی اور انتظامی اعتبار سے ان علاقوں کے ساتھ ہے جو اب آزاد کشمیر میں ہیں۔اسی طرح آزاد کشمیر کی ادبی اور شعری روایت میں میرپور کے صوفی شاعر میاں محمد بخش کا بھی دخل ہے۔جن کی شہر ہ آفاق مثنوی '' سیف الملوک ''پاکستان اور آزاد کشمیر میں زبان زدِ خاص و عام ہے۔یوں انیس ویں صدی کے اواخر تک پورےعلاقے میں شعری و ادبی ذوق اپنے خط وخال بنا چکا تھا۔آزادکشمیر کے قیام کے بعد اردو زبا ن و ادب کے فروغ میں درج ذیل عوامل نے اہم کردار ادا کیا۔

- ریاست جموں و کشمیر کے مہاجر قلم کاروں کی آزادکشمیر میں آمد سے اردو زبان کے ارتقامیں تیزی آئی۔ان میں میرعبدالعزیز، محمد اسماعیل ذبیح راجوری ،غلام علی بلبل،چراغ حسن حسرت، غلام احمد کشفی ،مسعود کشفی ،تحسین جعفری،رانا فضل حسین راجوروی،امین طارق قاسمی،زیداللہ فہیم،ملک کشمیری،تبسم مینائی،احمد شمیم،بشیر صرفی،طاؤس بانہالی،عمادالدین سوز، شمس کاشمیری،قیس شروانی،قمر قمرازی، اثر صہبائی وغیرکے علاوہ منشی محمد دین فوق، کرشن چندر، ٹھاکر پونچھی، جیلانی کامران، محمد کبیر خان، کیپٹن نبی بخش نظامی، پروفیسر خالد نظامی ،سراج الحسن سراج،ضیاالحسن ضیا،بشیر احمد قریشی اور دیگر کے نام شامل ہیں۔
- ملازمت کے سلسلے میں پاکستان سے کشمیر آنے والے شاعروں،ادیبوں اور اہل قلم کی اردو کے لیے خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، ان حضرات میں قدرت اللہ شہاب،عطا حسین کلیم،فضل احمد کریم فضلی،ن۔م راشد،عزیز حامد مدنی ،یوسف ظفر ، مسعود قریشی،سلیم گمی ، محمود نظامی و دیگر سرکاری افسر بھی شامل ہیں۔
- مظفرآباد ،میرپور اوردیگر مراکزمیں آل پاکستان مشاعرے ، ادبی تقریبات کا انعقاد ،نام ور شعرا اور چوٹی کے اہل قلم کی شرکت جن میں حفیظ جا لندھری ،فیض، جوش، احمدندیم قاسمی، منیر نیازی ، ماہر القادری، احمد ضرار، جمیل الدین عالی، عبدالحمید عدم، احسان دانش، چراغ حسن حسرت، فارغ بخاری، خاطر غزنوی، ڈاکٹر جاوید اقبال، محسن بھوپالی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، آصف ثاقب ، ڈاکٹر سید عبداللہ ، اشفاق احمد، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اور دیگر شامل ہیں کو مدعو کیا جاتا تھا۔

- اداروں میں آزادکشمیر ریڈیومظفرآباد(۱۹۴۸)،آزادکشمیرریڈیو تراڑکھل(۱۹٦۹) ،کشمیر کلچرل اکیڈیمی ،جموں وکشمیر لبریشن سیل مظفرآباد ،تعبیر، کشمیر کونسل آف آرٹس میرپور ، خورشید نیشنل لائبریری مظفرآباد ،میاں محمد بخش لائبریری میرپور، گوجری ادبی بورڈ مظفرآباد ،NICS میر پور ،لالہ زار پبلشرز میر پور، کاشر پبلشرز میر پور، الفضل کتاب گھر میر پور ، ویری ناگ پبلشرز میر پور ،اسلامک ریسرچ اکادمی مظفرآباد ،کشمیر سوسائٹی برائے سماجی تحقیق مظفرآباد، نقشِ خیال میر پور ،مکتبہ شعاعِ ادب سہڑہ، ہم پبلشرز مظفرآباد، ادب اجالا چکار مظفرآباد،عکسی پبلشرز مظفرآباد کی گراں قدر خدمات ہیں ۔
- پاکستان اور آزاد کشمیر کے سماجی،مذہبی،تہذیبی،ثقافتی ،جغرافیائی اور لسانی روابط کی وجہ سے بھی اردو زبان و ادب کو فروغ ملا ۔ علاوہ ازیں مختلف تعلیمی اداروں سے ایم۔ اے ارد وپاس کر نے طلبہ آزاد کشمیر کے تعلیمی اداروں میں اردوتدریسی خدمات دینے لگے،جس کی وجہ سے اردو کے فروغ میں مدد ملی۔سرکاری سرپرستی میں بھی اس زبان کے فروغ اور لسانی روابط میں اہم کردار ادا کیا۔کیوں کہ کسی بھی زبان کی ترقی میں سب سے بنیادی کردار وہاں کے بولنے والوں کا ہوتا ہے ۔
- تعلیمی،علمی،تحقیقی،تنقیدی و ادبی مجلات، اردو جرائد و اخبارات کا اردو کے ارتقا میں اہم کردار رہا ہے۔ پاکستان سے اردورسائل و جرائد اور اخبارات کی آزادکشمیر میں آمد نے آزاد کشمیر میں اردو زبان کے فر وغ و ارتقا کا راستہ ہم وار کیاہے۔ان میں زمین دار،آرگن،سادات،ہماری آواز،آزادکشمیر،انصاف،آزادی،محاسب،سیاست،تہذیب، جنگ ، تعمیر، آغاز ،بانگ ، پروانہ ، دومیل،نوائےوقت،اوصاف، عروج ،تخلیق،ترانہ،حیات ،ریاست،شعور،صادق،صدائے حریت،صدائےمظفرآباد،قائد،کشمیر نیوز انٹر نیشنل ،کوٹلی ٹائمز،آزادی کشمیر،مشیر،ولر،انسانی حقوق،موومنٹ،عزیمت،عکسِ کشمیر،سلسلہ نمبر وجدان ، شوق ، پریت ،تسطیر،سروش،کہکشاں،نیلم،دومیل،ماہل،قندیل،کشتِ فکر،خیابان،حسرت،نویدِ سحر،صبحِ نو،ضو فشاں، القلم ، چنار ، اخترِ سحر ،حاجی پیر،سُرن، توی،پرواز،پتن،سکندر،رہبر و دیگرنمایاں ہیں۔

- آزادکشمیر کے شاعری سے شغف رکھنے والے خاندانوں نے ادبی ما حول کو پروان چڑھنے اورشعرو سخن میں اہم کردار اد کیا ہے جس سے اردو زبان کو وسعت ملی ہے۔آزادکشمیر کی اردو شاعری کی روایت میں شعبہ در س و تدریس سے تعلق رکھنے والے احباب کا فیصلہ کن اور قابل قدر کردار ہے جنھوں نے خطہ میں علم و ہنر کی شمعیں روشن کرنے کے ساتھ ساتھ سخن و شعر کے دیپ جلانے اور ادب و فن کی پذیرائی اور راہنمائی کرنے میں بھی اپنے حصے کا کردار اد اکیا ہے ۔
- آزاد کشمیر کی ادبی انجمنوں کی اردو خدمات کے حوالے سےبزمِ اُردومظفرآباد(۱۹۴۹ء)،حلقہ اربابِ ذوق (۱۹۵۳)،انجمن ترقی اُردو مظفرآباد، بزمِ اقبال،مجلسِ ادب،بزمِ آزر ،طرحِ نو ،کشمیر فلسفہ کانگرس،گوجری ادبی بورڈ ،بزمِ

شعرا ،ادب جزیرہ ،بزمِ قرطاس و قلم ،کشمیر سو سائٹی ،بزمِ سوزِ کشمیر ،کشمیر لٹریری سرکل،ہم پبلی کیشنز،اربابِ ادب،حلقہ معارفِ ادب، بزمِ اہلِ ذوق ، میاں محمد سوسائٹی ،آزاد کشمیر رائٹر کلب ،چنار آرٹس کونسل ،بزمِ ادبیات ،کشمیر ثقافتی سنگت، سویرا ، دائرہ نو بہ نو ،کشمیر آرٹس کونسل ،کشمیر لٹریری اینڈ کلچرل سوسائٹی،بزمِ علم و فن،طلوعِ فکر، کشمیر سٹڈی لیگ، بزمِ احیائے ادب،ادب اجالا ،بزمِ اہلِ ذوق،لٹریری سوسائٹی ،بزمِ اربابِ دانش و دیگر تنظیمیں ادبی مراکز سے دور دراز مقامات پر شعر و ادب کی شمع روشن کر رہی ہیں۔ ان ہی تنظیموں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اردوکو۱۹۵۳ءمیں دفتری اور ۱۹۶۷ءمیں سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہوا۔

- تحریک آزاد ی کشمیرپر لکھے جانے والے ادب نے بھی آزاد کشمیر میں اردو زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔آزاد کشمیر میں مقیم تمام ادبی شخصیات کے علاوہ پاکستان ،بھارت اور دیگر مختلف علاقوں میں مقیم کشمیری تارکین نے بھی آزاد کشمیر کی اردو زبان وادب کے خدوخال کو اجاگر کیا۔
- آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی میں شعبہ اردو کا قیام۲۰۱۴ءمیں عمل میں آیا اور تدریس ۲۰۱۵ءمیں شروع ہوئی،شعبہ اردو نے مختلف اداروں کے باہمی اشتراک سے تحریک نفاذ اردو کی ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر تحریک شروع کی ہوئی ہے۔علاوہ ازیں شعبہ اردو نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ علمی،تحقیقی اور تنقیدی کام بھی جاری و ساری۔شعبہ اردو ،اردو زبان و ادب کی ترویج میں اپنا بھر پور کردار ادا کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔پاکستان کی جامعات اور خاص طور پرہزاہ یونی ورسٹی مانسہرہ میں آزاد کشمیر کے لٹریچرپر کئی مقالہ جات لکھے جا رہے ہیں۔
- فروغ اردو میں آزاد کشمیر کے شعرا اور ان کی شاعری کا کردار بھی اہم ہے۔شاعری بنیادی طور پر انسانی جذبات کے اظہار کا نام ہے اور اپنا ایک تخلیقی پس منظر رکھتی ہے جو اپنے ساتھ لے کے آتی ہے۔ آزاد کشمیر میں اردو شاعری کا آغاز آج سے تقریباً ۳۰۰برس پہلے(۱۷۱۷ء)یعنی اٹھارویں صدی کی دوسری دھائی کے شاعر میاں محی الدین میرپوری کی اردو مثنوی ‘‘ گلزار فقر’’کے ساتھ ہی ہوتا ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا نے سیاسی افراتفری اور بے شمار مسائل کے باوجود شاعری کے اعلیٰ اور دل پذیر فن پارے تخلیق کیے ہیں جو اپنے مواد ،اسلوب اور فکر و فن کے لحاظ سے اردو شاعری کی روایت میں ایک خوب صورت اضافہ ہیں۔مختلف اصناف قدیم و جدید جن میں نظم،غزل، مرثیہ ،قصیدہ، مذہبی شاعری،ہائیکو،گیت ،ماہیا،ترانہ کے علاوہ دیگر اصناف میں کام کیاہے ۔ آزاد کشمیر میں اردو شاعری کے کئی مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں جواہم ادبی مقام رکھتے ہیں۔ ذیل میں شعرا کو چار طبقات میں تقسیم کر کے ان کے نام کے ساتھ ان کے مجموعہ ہائے کلام کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اول : متقدمین:

آزاد کشمیر میں اردو شاعری کے دور اول میں جن شعرا اور ان کی تخلیقات سے اردو شاعری کے چراغ فروزاں ہوئے، ان میں غلام محی الدین کی گلزار فقر،محمد دین فوق(پ ۔۱۸۷۷۔۱۹۴۵)کی کلام فوق،نغمہ و گلزاراورسکاؤٹوں کے گیت ، قاضی محمد رفیع اللہ عاجز(پ ۔۱۸۸۵)قاضی شمس الدین(پ ۔۱۸۹۰)طالب گورگائی (۱۸۹۳۔۱۹۶۶)،عبدالعزیز علائی (۱۹۰۱ء۔۱۹۸۱)چراغ حسن حسرت(۱۹۰۲۔۱۹۵۵) کی کلیات چراغ حسن حسرت، تحسین جعفری (۱۹۰۸ء۔۱۹۹۵)کی جنت سوزاں، وزیر محمد خان اشرف(پ ۔۱۹۱۰)،آزر عسکری (۱۹۹۱۔۱۹۸۳)کی کشتِ زعفران، میر غلام احمد کشفی (م۔ ۱۹۹۴) کی نغمات حریت،ڈاکٹرعماد الدین سوز (م۔ ۱۹۳۱)، اسراعیل مہجور(۱۹۱۲۔۱۹۸۹)،رعنا نظامی(پ۔۱۹۱۳)، اسماعیل ذبیح (۱۹۱۴۔ ۱۹۹۵) ، راجا فقیر اللہ (پ۔۱۹۱۵)،میجراقبال رشدی (پ ۔۱۹۱۵) غلام علی بلبل(پ۔۱۹۱۶)،حاجی چوہدری نظام الدین(پ ۔۱۹۱۶) برکت علی عاصی (۱۹۱۷ء۔۱۹۸۹)،منیر گیلانی (پ۔۱۹۲۲)،میرعبدالعزیز (پ۔۱۹۲۴)،مرزا سعید اختر برلاس(پ ۔۱۹۲۵) ،عبد العلیم صدیقی (پ۔۱۹۲۵) ،موزوں سرمدی (۱۹۲۵۔ ۱۹۹۵)صوفی عنایت اللہ(پ ۔۱۹۲۶)محمد خان نشتر (۱۹۲۷۔۱۹۸۴) کی لمحات نشتر،عبدالغنی غنی (۱۹۲۷ء۔۱۹۹۴) انجم خیالی ،شیر علی خان بسمل (پ۔۱۹۲۷)، وحید چراغ (پ۔۱۹۲۷) خاور لدھیانوی (م۔۱۹۸۰)،سعید شاہ بخاری کی میراث بزرگان ،صباءسلمانی ، (وفات ۔۱۹۸۰) عبدالرحیم افغانی اور احمد شمیم (۱۹۲۹۔۱۹۸۲)کی اجنبی موسم میں ابابیل اور ریت پر سفر کا لمحہ جیسی تخلیقات شامل ہیں۔

اسی دور کے شعرا اور ان کی تخلیقات میں پروفیسرامین طارق قاسمی(پ۔۱۹۳۰)کی مالا میں دھاگا، جہادِکشمیراورکشمیر چلو،تصدق حسین اثر(پ ۔۱۹۳۰)،راجا فضل خان زخمی(پ ۔۱۹۳۰)پروفیسربشیرمغل(پ۔۱۹۳۱)کی ’گرداب،تہہ محراب حرم،صبح زندگی،شہر دربدراں،شام زندگی،رہروتنہا،فصلِ سنگ،برگ آوارہ،دریا دریا ساحل ساحل دشت طلب،حلقہ میری زنجیر کا،کشت لالہ وگل اورڈوبتے منظر،رانا فضل حسین (پ۔ ۱۹۳۱)کی لہو پھوار،مظفر احمد ظفر (پ۔۱۹۳۲) عاصی کاشمیری(پ۔۱۹۳۲)کی ہجرتوں کے کرب،کاغذی پیرہن،ستاروں سے آگے،چن ماہی اور موسم سبھی ایک جیسے،پروفیسراکرم طاہرکی(پ۔ ۱۹۳۲)پھول پھول تتلی،موسم اندر بار کے، شام کی دلیز پر اور خواب دیکھتے جاؤ،سید امیر عالم شاہ(پ ۔۱۹۳۲)،ڈاکٹرصابر آفاقی (۱۹۳۳۔۲۰۱۰)کی شہر تمنا،طلوع سحرزمزمہ روح،ثنائے بہار،نئے موسموں کی بشارت،خند ہ ہائے بے جااورہمہ آفتاب بینم،بوٹا خان راجس (پ ۔۱۹۳۳) کی آئینے کے سامنےاورمیٹھا میوہ،طاؤس بانہالی(پ۔۱۹۳۳)کی نور نامہ ، حبیب کیفوی کی کشمیر میں اردواورآتش چنار ، سردار بشیر احمد صدیقی(پ ۔۱۹۳۴)،کی دیوان صدیقی، میاں اسحاق

سوز ،ابوالمسعود مولانا محمد خلیل ثاقب (پ ۔۱۹۳۶)کی ندائے حق ، شعلۂ نور،شمع رسالت کے پروانے اور گلدستہ عقیدت،حاجی محمد خلیل ڈڈیولوی(پ ۔۱۹۳۶)،صادق شمیم(پ ۔۱۹۳۶) ، شمس الدین شمس بخاری (پ۔۱۹۳۶)،شفقت تنویر مرزاکی سروادی کشمیر،سعید خان سعید،قمر قمرازی کی ارمغان کشمیر، قیس شیروانی،خوشی محمد ناظرکی نغمہ فردوس ،محمد صادق سوز،،بلبل کاشمیری کی دستِ چنار اورخنداں گل، شمس کشمیری ، عبدالحمید نظامی،ہدایت اللہ اختر، الطاف قریشی (۱۹۳۷۔۱۹۸۲)کی داتا زہر پلا،ثنا،شناخت اورشہر زندگی ،علی عباس زیدی (م ۔۱۹۹۳) محمد صادق صادق ، (م ۔۱۹۷۲)،خان محمد بدر چوہان(پ ۔۱۹۳۸)کی گلستان سخن،شبستان نظم و غزل اورگلزار وطن،سلیم رفیقی ،تبسم مینا ئی(پ۔ ۱۹۳۸) ،ملک کشمیری،الحاج جابر آزاد طور، (پ۔۱۹۳۹) کی کرب تنہائی، پروفیسر صفیہ اکرم (پ ۔۱۹۳۹)،بشیر سرتاج راجوروی (پ۔۱۹۳۹)،سراج الحسن سراج ،ضیاءالحسن ضیاء (م۔۱۹۷۳)کی کلیات حرف حکایت،عطا اللہ نیئر بخاری(پ ۔۱۹۳۹)،مسعود کشفی (پ۔۱۹۰۴) کی کارواں، زید اللہ فہیم (پ۔۱۹۴۰) شامل ہیں۔

آزاد کشمیر کے شعرا ئے متقدمین نے اپنے رشحات قلم سے اردو شاعری میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ان کے ہاں جملہ اصناف سخن میں طبع آزمائی ملتی ہے۔مختلف موضوعات کو انھوں نے اپنی شاعری میں فن کارانہ انداز میں سمویا ہے۔انھوں نے اردو ادب کو زندہ و پائندہ رکھنے کے لیے شعرو وسخن کی لازوال قندیلیں روشن کی ہیں۔مختلف خیالات و رجحانات کو پوری چابک دستی سے ہر صنف سخن میں بیان کیا ہے۔اہل وطن کو نوید سحر اور آزادی کی خواہش کو پوری شعری لطافتوں اور فنی نزاکتوں کو افکار شعر کے قالب میں سمویا ہے۔وہ زندگی سے مایوس نہیں ہیں بلکہ شمع امید کا دامن تھامے ہوئے تاریکیوں کا سامنا کرتے ہیں۔

دوم ۔ متوسطین:

متوسطین میں(۱۹۴۰ءتا۱۹۵۵ء)کے دوران میں پیدا ہونے والے شعرا اور ان کی تخلیقات کا ذکر ہے ۔ا ن میں مخلص وجدانی (پ۔۱۹۴۰)کی صلیبوں کا شہر،پیار کے پھول،محمد خالد کاشمیری(پ ۔۱۹۴۰)کی صدائے حق،ڈاکٹر غلام حسین اظہر (پ۔۱۹۴۱) گلزار حسین ساگرکاشمیری(پ۔۱۹۴۱)کی ادھورے سپنے،دست حنااورکوٹلی سے ہانگ کانگ، سردار محمد فضل خان شوق(پ۔۱۹۴۱) مشتاق شاد(پ۔۱۹۴۲)کی نمل،ریگ رنگ اور لہو کے ماہتاب، محمد لعل بھٹی (پ۔۱۹۴۲) ، وجیہہ الحسن صفدر شفق (پ۔۱۹۴۲)کی ویران گلیوں میں بارش ،بشیر صرفی(۱۹۴۲۔۱۹۹۳)کی کلام بشیر صرفی مرتب ڈاکٹرشفیق انجم،غلام حسین وانی قمر (پ۔ ۱۹۴۴) ، پروفیسریعقوب شائق،ڈاکٹر عبدالرحمن عبد(پ۔۱۹۴۳) کی عرفان عبد، صنم کدہ ہے جہاں،سرِ شاخ خیال اورشعلہ محبت،محمود احمد(پ۔۱۹۴۴)، میجر رفیق جعفری (پ۔۱۹۴۴) کی جہاد امن،اساس زیاں،درد ددرماں،رود بار غم اورسب کے سب محمدﷺ سے،سید حکیم علی اکبر شاہ (پ۔۱۹۴۳)کی

یا رحمتہ اللعا لمین ،پروفیسررفیق بھٹی (پ۔۱۹۴۵)کی لہونگراورستون دار،چوہدری محمد اسلم آسی (پ۔۱۹۴۵)،منز ا اختر شاد (پ۔۱۹۴۶)پروفیسر نذیر انجم(۱۹۴۶۔۲۰۱۴)کی قرض سخن،پلک زنجیر،نفس نفس تعزیراورکرن کرن تصویر،منورقریشی(پ۔۱۹۴۶ء)کی شب دہلیز،ڈاکٹرمقصودجعفری(پ۔۱۹۴۷)کی شعلہ کشمیر،گوشئہ قفس،نخلِ آرزو ، میخانہ،متاع درد،گنبد افلاک،اوج دار،آواز عصر اورجبرمسلسل،پروفیسرجان محمد آزاد (پ۔۱۹۴۷) پروفیسرمقصود حسین راہی (پ۔۱۹۴۷)کی سوز دروں،گل خنداں ، برق تپاں،سازِ نہاں،صدائے مقصود، ارمغانِ عقیدت،قطعات ورباعیات راہی،خونِ جگر،صہبائے عشق اورغزلیات راہی جیسی تخلیقات و شعرا شامل ہیں۔

اسی دور کے شعرا اور شاعری میں اسلم راجا (پ۔۱۹۴۸)کی کونپل کا بدن، ڈاکٹرنصر اللہ خان ناصر، ڈاکٹر سجاد گیلانی (پ۔۱۹۴۸) کریم اللہ قریشی (پ۔۱۹۴۸)کی خضر دیکھتا ہے ولر کے کنارے،ایم۔ایم عاصی (پ۔۱۹۴۹)کی صدائے دل،پروفیسرسعید ثاقب (پ۔۱۹۴۹)، الطاف عاطف (پ۔۱۹۵۰)کی جھیل کا چاند، عبدالرزاق بے کل (۱۹۵۱)کی رازو نیاز، ہنگام جنوناوریہ ہوا کیا،پروفیسرشفیق راجا (پ۔۱۹۵۲)کی نعت کا سفر،میں حرف حرف سمیٹوں ، کدل اورلفظ کا کاجل،ارشد اقبال ملک (پ۔۱۹۵۲) ،ذوالفقار علی کھوکھر (پ۔۱۹۵۲)،اصغر قریشی(پ۔۱۹۵۲)،سید محمد شفیق شائق(م۔۱۹۵۲)،سید شبیر حسین بخاری(پ۔۱۹۵۳)مظہر جاوید حسن (پ ۔۱۹۵۳) پروفیسرعارف کمپلوی (پ۔۱۹۵۳) کی خون تحریریں ہیں ،زاہد کلیم(پ۔۱۹۵۴) کی روح انقلاب،محراب فکر، نغمہ تار حیات،آتش کدہ، نقارہ اور روح بوتراب،طاہر تبسم (پ۔ ۱۹۵۵) سرور صحرائی (پ۔۱۹۵۵)،شہر یار عباس زیدی(پ۔۱۹۵۵) ابراہیم گل کی بیاد آزر عسکری ساجد مرزا (پ۔۱۹۵۵)، نازمظفرآبادی،(پ۔۱۹۵۵)کی بہارآنے تک،سرگوشی،ہم سخن،حرف آشنا، دسترس، اسے کہنا،شیراز کیانی ، نعیم اختر نعیم ، قمر جرال، منظور ہاشمی ، پروفیسر شفیق الرحمان ، صابر حسین صابر کی دشت تنہائی اورہجر کے بعد، راشد علیم قریشی ، افضل صابر، تنویر گیلانی،حمید ممتازخواجاکی چند سائے،جواد جعفری کیاحتجاج،محمد حسین حاجی کی عجیب و غریب خواب اورمحمد سلیم عباسی کی پھول میرا کہاں ہے بہاروشامل ہیں۔

متوسطین دور کے شعرا نے بھی تقریبا تمام اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔ کشمیر کے کھوئے کھوئے حسن،بکھرے بکھرے گلابوں کی پامالی،جلتے بجھتے چناروں کی بد حالی، آبشاروں کی اشک افشانی،محبوب کے جور وجفا کے ساتھ ساتھ رقیب کی سوقیانہ کارروائیوں کے خلاف مزاحمت،اچھوتے خیالات ،منفرد الفاظ،نازک جذبے اور فلسفیانہ باتیں،مذہب،سیاست، تحریک آزادی کشمیر،تاریخ کشمیر، محبت،جدائی،اقرار،انکار،ظلم ، مہاجرت اور بے وطنی کے کرب ، کشمیر ، اس کے موسم، اس کی جھلیں ، اس کے جھرنے ، اس کے دریا اس کی وادیاں، اس کے شہر اور ان میں پھیلاہوا کرب، اس کے باغ ،اس کی خوش بو ئیں ، اس کی شاہرائیں اور ان پر

بکھرا خون ، جدائی، سفر،غمِ ہجر اور یادِ وطن،مہاجرت ،غریب الوطنی ، مسافرت ،مفارقت،تنہائی ، سفرِمسلسل،زعفرانی کیفیت،ڈل کے پانیوں کا عکس،دربدری ،عظمت ِ فن ،عظمت انسانی جیسے موضوعات ماضی کی روایات اورجدت کے ساتھ موجود ہیں۔

سو م۔ متاخرین:

متاخرین کے شعرا میں(۱۹۹۵۔ءتا۱۹۷۰) کے دوران میں پیدا ہونے والے شعرا اور ان کی شاعری نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان میں نصیر احمد ناصر (پ۔۱۹۶۵) کی پانی میں گم خواب،دسمبر اب مت آنا،جدائی راستوں کے ساتھ چلتی ہےاور زدر پتوں کی شال،محمود فریدی (پ۔۱۹۵٦)، فاروق جرال (پ۔۱۹۵۶) ،پروفیسرمحمد عالم چوہدری، (پ۔۱۹۵٦)،سیدساجدالرب ظافر (پ۔۱۹۵۷)پروفیسرخان سعادت اکبر خان (پ ۔۱۹۵۷) ، ظفر گیلانی(پ۔۱۹۵۷) شاہین سرورملک(پ۔۱۹۵۷) سید مسعود اعجاز بخاری(پ۔۱۹۵۸)کی اس عہد کے ابرہہ کے لشکری،پروفیسر محمد امین مشتاق، (پ۔۱۹۵۸)،ظفیر حسین پرواز(پ۔۱۹۵۹)پروفیسرصغیر آسی (پ۔۱۹۵۹)کی ہائیکو آسی،جمشید حسین چوہدری (پ۔۱۹۵۹)،ڈاکٹر سید نثارحسین ہمدانی (پ۔۱۹۵۹)کی چنار،چاندنی ا ورچنبلی،بشیر مراد(پ۔ ۱۹٦۰) ،خواجامحمدعارف کی سعادت،محمدصادق ڈارکی حاصل کلام، ڈاکٹر افتخار مغل(۱۹۶۱۔۲۰۱۰)کی لہو لہو کشمیر اورانکشاف،جمیل اجمل (پ۔۱۹۶۱)،ایم یامین (پ۔۱۹۶۱) کی دھوپ کا لباس،ڈاکٹرسید ہ آمنہ بہار رونا(پ۔۱۹۶۲)کی چناروں کی آگ،ایاز احمدعباسی(پ۔۱۹٦۲)کی چھٹتے ہیں غزال اور ظہورایم ڈی طاہر جرال (پ۔۱۹٦۲)کی غزلیات طاہر،بشریٰ عظیم لکی (پ۔۱۹٦۲)،فاروق صدیق جرال (پ۔۱۹٦۲) ، عبدالوہاب تبسم(پ۔۱۹٦۳)جاوید اقبال جیلانی (پ۔۱۹٦۳)،راجا عظمت کیانی(پ۔۱۹٦۳)،سید زاہد حسین بخاری (پ۔۱۹٦۴)سردار محمد منعم خان شاد(پ۔۱۹٦۴) زکریا شاذ(پ۔ ۱۹٦۴)کی خاموشی کی کھڑکی سے،امجد شہزاد تبسم (پ۔۱۹٦۴)،عتیق الرحمن ہاشمی(پ۔۱۹۶۴) کی منتظر، پروفیسر ہاجرہ ثروت (پ۔۱۹٦۵)،فاروق صابر (پ۔۱۹٦۵)کی غنچہ شعور،احمد عطاءاللہ ، (پ۔۱۹۶۵)کی بھول جانا کسی کے بس میں نہیں اورہمیشہ،فاروق قمر (پ۔ ۱۹۶۵) حاجی سید رضوان حیدر (پ۔۱۹۹۵) کی کرم حضور کا ہے،ضیائے طیبہ اورمضراب آرزو،،طاہرقیوم طاہر(پ۔۱۹٦۵)کی اظہار عقیدت ،اظہارمحبت،جشن میلاد محمدﷺ ہے مناؤ لوگو،اظہارچاہت، اظہار الفت اور گلستان ، عقیدت،عابدہ چودھری آبی(پ۔۱۹۶۵)کی برف کا پیکر،ساجد محمود طاہر(پ۔۱۹۶۶)علی عارفین (پ۔۱۹۶۶)سید شاہد بہار (پ۔۱۹٦٦) ،رحیم داد ساگرکی کوئے مقتل (پ۔۱۹٦٦)ڈاکٹرندیم بخاری(پ۔۱۹۶۷)کی سنولڑکی اورکہیں پہ دل کہیں پہ آنکھیں،پروفیسر منیر احمد یزدانی (پ۔۱۹٦۸) ،پروفیسر سید چراغ حسین حسرت،پروفیسر جان محمد آزاد،ڈاکٹر سید زاہد حسین بخاری،،پروفیسر نیاز احمد سبحانی،مدثر یوسف پاشاہ،غلام ربانی کی چلو اک گھر بناتے ہیں،پروفیسر نرجس افتخار،پروفیسر عابد محمود عابد،راشد اسیر(پ۔۱۹۶۸) اوررشید احمد سلہریا(پ۔۱۹٦۸)، شامل ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹرفیاض الحسن(پ۔۱۹۶۹)کی ذوق عرفان،میاں محمد اسلم کی کشکول آرزو،ڈاکٹر ناز یہ نیاز کی معصوم دیوی اور کیٹ واک،جاوید الحسن جاوید(پ۔۱۹۶۹)کی پون،گل گلزارکا موسم،محبت پھول کی مانند ہے،ابھی نظمیں ادھوری ہیں اورمجہور مدینہ، اعجاز نعمانی(پ۔۱۹۶۹)کی کہے بغیر، توصیف خواجا (پ۔۱۹۷۱) ، تسنیم رضا ، پرویز الحسن پرویز ، مظفر عباس زیدی ، الیاس ملک، اشتیاق شہزاد، اسد ضیاء، اسرار ایوب کی برف سے حرف اورسرسوں برسوں کی،اقبال کاظم ، پروفیسرراجا رحمت علی ،خواجا محمد گلزرا عاجل کی دشت میں گلزار،اکرم سہیل کی نئے اجالے ہیں خواب میرے، عزیز الرحیم میرکی قدرت کے کرشمے،یاد کاشمیری کی سوئے مقتل،پروفیسرعبدالحق مرادکی جنبش لب،مکاں قاتل مکینوں کے ، سائیں مراد حسین کی کرشمہ ،سید امجد گردیزی کی صدائے نوجوان،حکیم محمد صدیق احمدکی دیوان عشق اورگلزار عشق، احمد ایازکی تخلیق،محمد افضل کی دھرتی ماں !یہ عہد ہے میرا،خادم جعفری کی میرا چن تارا،افضل طاہری،اختر اقبال مشہدی، حضور امام کاظمی،عباس بٹ کی قلبِ عباس،تنویر اختر نازکی نازیات اورغم فراق،جاوید اقبال کی دیس پرایا،جمیل احمد،خلیق انجم،جنید انصاری کی غنچہ رشید،سخن رشیداور آسمان کیوں رو رہا ہے،ذوالفقاراحمدعارش کی بہار آئے تو،ذیشان افضل کی صدا بصحرا،راشد راج کی دعا سے پہلے،رضوانہ خان کی تجھے دیکھنے کے بعداور میری تنہائیاں،ڈاکٹرزاہدہ قاسم کی پھر فصل بہاراں آئے گی،ساجد محمود ساجدکی آنکھیں صحرا ہوئیں،سلطان محمودسلطان کی ازہاراورسوزِزندگی، راجا شبیر خان ایڈووکیٹ کی امید بہاراورابدی تلاش،شیبا خان انمول کی اک دیا سا جلا دیاتو نے، سیدصغیر صفی کیاحساس جمال،کوئی آواز محبت کی سنائی دے دے،اس کو ملال بھی نہ تھا،ہم بہت چاہتے ہیں تمہیں اورمحبت ہو توایسی ہو،صفدر حیات خاکسارراجا کی کہکشاں کے جھرمٹ میں ،ظہور حسین بناہی کی اشک اشک،عامر ملک کی کچھ خواب تو ہی ہیں،علی محمد فرشی کی تیز ہوا میں جنگل مجھے بلاتا ہے،زندگی خود کشی کا مقدر نہیں ، علینہ اور غاشیہ ، تعظیم شاہ کی تخت یا تختہ،توقیر گیلانی کی سن یاراورقلم کے محاذسے،عبدالرشید چغتائی کی سخن رشید،محمد صادق کی فکر و فغاں،محبوب احمدکی اسے میر اغم ستائے گا اورشعور انقلابی کی آتش گویاشامل ہیں۔

اس دور میں بھی بڑے بڑے قد آور نام سامنے آتے ہیں۔جنھوں نے اردو شاعری کا دامن مالا مال کرتے ہوئے تقریبا تمام اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔انسانی دوستی کے موضوعات ہوں یا حب وطنی کے ،غم جان ہو یا غم جہاں انھوں نے انتہائی فن کارانہ انداز میں ہر موضوع کو اپنی شاعری میں کمال مہارت کے ساتھ برتا ہے۔روایتی موضوعات کے ساتھ ساتھ انھوں کے ہاں جدت بھی موجود ہے۔ غزل کی ہیئت میں کشمیر کا موضوع نسبتاً زیادہ ہے، دیگر موضوعات میں دہشت گردی ،انسانی دوستی،انسانی عظمت ،انسانی جذبات اور کئی دیگرموضوعات کو بھی حسین، تخلیقی خلوص اور شاعرانہ رعنائی کے ساتھ خوب صورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔تمام فکری اور فنی موضوعات کو کمال مہارت سے بیان کیا ہے۔

چہارم: ۱۹۷۰کے بعد کے شعرا:

۱۹۷۰ءکے بعدکے شعرا اور ان کی شعری تخلیقات میں شفیق اے کمال(پ۔۱۹۷۰)،اقبال جاسر(پ۔ ۱۹۷۱)سالک رضا آفاقی(۱۹۷۲۔۱۹۹۳)،دلشاد اریب(پ۔۱۹۷۳)کی بساط جاں،مبشر غفور مبشر(پ۔۱۹۷۴) الیاس طاہر (پ۔۱۹۷۴) فرزانہ فرح (پ۔۱۹۷۴)،عبدالجبار خلیل(پ۔۱۹۷۴)احمد قدیر راجا(پ۔۱۹۷۵)سرفراز خواجا (پ۔۱۹۷۵)نذیر ساقی، (پ۔۱۹۷۶) ،شہباز گردیزی (پ۔۱۹۷۶) حقیقتوں کے عذاب،خواب کون دیکھے گاواوراجلی مٹی،ظفر اقبال طاہر (پ۔۱۹۷۶)،مہتاب عروج (پ۔۱۹۷۶)کی خود ہی سنتا ہوں باز گشت اپنی اورتتلی کے تعاقب میں،عمران ساغر (پ۔۱۹۷۷)شاہد جعفری (پ۔۱۹۷۷) عمر شاد(پ۔ ۱۹۸۷) شہزادی عظمیٰ (پ۔ ۱۹۸۷)،جاوید الرحمن صدا، عرفان احمد، فیضان مرزا ، ظلِ ہمانایاب ، سلمی عباس ، شاہدہ جبیں ، طلسمان بیگ ، زاہد بیگ، ارم شمیم ، وقاص جابر ،مرزا عمران،ڈاکٹر شفیق انجم کی تو کون ہے،ڈاکٹرکاشف رفیق کی اداس رات کا چاند،کبھی آباد تھا یہاں اک شہراورمرا ہر خواب سچا تھا، واحد اعجاز میر کی آواگون اورراستہ مت بد ل،بشیر چغتائی کی رستہ بہت کٹھن ہےاورجس دھرتی پہ لوگوں کے دل ملتے ہیں،ارشد احمدکی چاہتوں کا سفر نہیں رکتا ،افتخار ساگر صمیم کی نبھا کیسے ہوگا،تقویم طاہرکی تیری یادیں محبت ہیں،حمیرا ایاز ، فاروق اسیر کاشمیری، مظہر جاوید حسن،قمر السلام ثاقب،نادرہ آرزوکی درد کی سند،ایس۔ایم شریف کی دھرتی بے اماں،ذوالفقار عادل کشمیری کی درد برا تنہائی،عبدالقیوم تبسم کی تمنائے وصال،طارق سلیم مہجورکی سوغات قفس،قمر جرال،زریں خان خورشید،جہانگیر احمد عامرکی میرا مسیحا میرا قاتل اورحفیظ شاکرکی کرب آرزو شامل ہیں۔

اسی طرح حق نواز مغل کی ذرا سی رات ڈھل جائےاورنہیں تنہا نہیں ہوں میں،سیدہ حنا بابر علی کی روشن کنارہ'' اورگردش دوراں،حنا کرامت کی اوج کمال اورمنزل کی جستجو، سلمان رفیق کی خواب سے آ گے کا منظر،شوزیب کاشرکی خمیازہ،صنم گل کی منزل،فیصل محمود کی تتلیوں کے شہر میں،محمد ارشدراج کی دعا سے پہلے، محمد افضل ضیائی کی میرے خواب زنجیریں، محمد جمیل اجمل کی آس کا جگنو چمکا ہے،محمد صداقت طاہرکی سرکرب، محمد صدیق شاذکی درد حیات، محمد عراف شیر بازکی تم یاد رکھنا، منصور راٹھورکی چلو میں ہار جاتا ہوں، نوید قمرکی محبت کم نہیں ہوگی،وقار ساحرکی شام اکثر اداس رہتی ہے،ہاجرہ کیانی کی امید بہار،یاسر عباس کی شام ہوگئی آخر،لطیف آفاقی،عبدالبصیر تاجور،احمد وقارکی کہکشاں،علی احسن بخاری،اقبال اختر نعیمی،ضیا الرحمن ضیا،طاہر محمود طاہرکی تصویر عشق ،خلیل انجم،زاہد حسن ، سعادت فوزیہ، داد صدیقی کی آوارہ مزاج اورسفر کو ہم سفر جانا،ہارون اعوان،کاتب خان اعوان،ضیا الحق ضیا،اخلاق احمد میر ، اسلم سحر،میاں شفیق،عابد افضل عندلیب کی اعتراف،شکیل احمد شیخ،خیر الزمان راشد،منیب اسفند،اخلاق رانا ، بدرالحق بدر،شفیق الرحمن الدراوی ،قانتہ تحریم کی دردیوار زنداں،عبدالمنان وانی،خواجا اسلم رضا،رضیہ

اسلم ، سلیم وانی ،بشارت تشیط (پ۔۱۹۸۵) کی ساز خاک ،بشارت کاظمی(پ۔۱۹۸۵) کی تم اوراحمد فرہاد (پ۔۱۹٦۸)کی تمہیں محبت پکارتی ہےشامل ہیں۔

اسی طرح عبدالشکور،عاطف جنوں،زبیر حسن زبیری،سید امجد گردیزی،عاصم بٹ،ملک یاسر،ڈاکٹر ریاض عباسی،پروین رمضان ،سمیع آزاد،تسکین اقبال،مشتاق بخاری،سید لطیف،ذوہیب سحر،ندیم سحر،راجا محمد صدیق،رفیق نشتر،خواجا اظہر صادق،بشیر اے فراز،شفیق عباسی،ملک اظہر فیروزی،ملک عنصر جوشی ،منظور احمد منظور،عمران اعجازکی’’قدم اکھڑے نہیں اب تک‘‘، سید نثار نجمی کی’’رنگ کشمیر‘‘ ،جی ایم لولابی،اکسیر گیلانی،نذیر درانی،آصف اسحاق،ڈاکٹر ماجد محمود،جاوید سحر،مسعود ساگر کی ’’ورا‘‘،فیصل مضطر،مجید مہر ، توقیر گیلانی،راجا ذوالفقار علی خاں ،محمد عمران شفیع،عثمان محمود،زینب بیگم،سعید فیصل نازکی،انجم ہمدانی،محمد فرہاد خورشید اعوان ، شہباز عباسی،قاسم عمر جان،رضوان الحسن،بابر الیاس بابرکی میرے نہیں ہو تم،ایوب اسرارکی سرد دھوپ ناصر زیدی کشمیر ہمارا ہے ،کشمیر ہمارا ہے ،جاوید اقبال جیلانی،انیتا سیماب جرال،ارشد اقبال ملک،ایم ریاض آشفتہ انصاری،امجد شکیب مہناس،نسیم چغتائی،ظہور منہاس، مرزا شوکت راہی کی درد میں ڈوبا ہے سارا جہاں، مولانا محمد طاہر اسماعیل،ڈاکٹر راجا محمد ادیب خان، فرہاد احمد فگار،علی جواد کاظمی،مہتاب عالم اورمیریوسف میر کی زاہد کلیم بہ حیثیت شاعر،آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ شاعری اورآزاد کشمیر میں اردو نعتیہ شاعری شامل ہیں۔

اس دور کی شاعری میں بھی شعرا کے ہاں تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی موجود ہے۔خاص کر نوجوان شعرا کے ہاں غزل میں محبت کے مضامین روایتی اور کلاسیکی شعری روایت کے ساتھ موجود ہیں۔ان کے ہاں محبت کے موضوعات میں زیادہ حقیقت پسندی موجود ہے ۔ ان کے شعری مجموعوں میں امید و ناامیدی ،خلوص،ہم دردی،بے چینی،انسانی رویے،انسانی عظمت ،انسانی مسائل اور خوف کی مختلف جہتوں کے مضامین کو بیان کیا ہے۔

آزاد کشمیر میں اردو شاعری بہ لحاظ مقدارو معیار تسلی بخش ہے۔شعرا نے متنوع اور متعدد موضوعات پر لکھا ہے۔ ان موضوعات میں مقامی ،قومی اوربین الاقوامی حوالہ جات کے ساتھ ساتھ کشمیر کا حوالہ، مناظرِ فطرت ، وطن دوستی کےجذبات،حوالہ یادِر فتہ ،تقسیمِ ہند و تقسیم کشمیرکے بعد اٹھنے والے ادبی رویے ،مزاحمتی عناصر ، محبت ،خلوص،سچائی، خوف، زندگی، موت ، مذہب ، تنہائی ، زندگی ،مزاحمت ،رجائیت ،سائنسی اُسلوبِ فکر،زندہ دلی ،طنزیہ ومزاحیہ عناصر ،عصری حسیت ، طبقاتی شعور ، معاشرتی مسائل کا اِدراک ،شہری اور سماجی رویوں کا اِدراک ،سیاسی شعور ،امنِ عالم کا آدرش ،عالمی رویوں اور واقعات کا حوالہ ، اسی طرح علم بیان و بدیع و دیگر فنی محاسن اور لسانی رجحانات جیسے فکری و فنی موضوعات ملتے ہیں۔مقامی ثقافتی و تہذیبی عناصر میں لہو ،ڈل ، ولر ،جہلم ، چنار ، مقبول بٹ ،افضل،برہان وانی اور دیگر کئی

مقامی علامتوں اور حوالوں سے ان کی شاعری مزین نظر آتی ہے۔ موضوعات اور فکری و فنی رجحانات کاایک تنوع ابھر کر سامنے آتا دکھائی دیتا ہے۔ڈاکٹر افتخار مغل آزاد کشمیر میں لکھی گئی اردو شاعری کے موضوعات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

'' آزادکشمیر کے سارے علاقوں میں ثقافتی یکسانیت (Uniformity) پائی جاتی ہے ۔ آزادکشمیر کے شعرا کی پہلی نسل سے لے کر موجودہ نسل تک مضامین میں ایک قسم کی فکری یک جہتی اور ہم آہنگی کا احساس بھی ہوتا ہے ۔ شعری روایت کا تحقیقی مطالعہ خطہ کے شعری سرمائے کے حوالے سے بعض دل چسپ اور منفرد تجربوں کو سامنے لاتا ہے جو اردو زبان کی شعری روایت کا حصہ ہوتے ہوئے بھی اپنے منفرد خط وخال رکھتے ہیں۔ ان دل چسپ اور منفرد شعری تجربات کا تعلق بیک وقت ہیت موضوع اوراسلوبیاتی و علامتی نظام سے ہے ۔ آزاد جموں کشمیر میں ریاستی سطح پر ادب کی پذیرائی کے سلسلے میں کسی ٹھوس منصوبہ بندی اور سنجیدہ رویے کا مظاہرہ نہیں کیا گیا اور نہ ہی قومی ادبی و ثقافتی اداروں نے آزادکشمیر کی ادبی اور شعری سرگرمیوں کو سنجیدگی سے دیکھا لیکن اس کے باوجود یہاں کے شعرا نے انتہائی مشکل حالات میں بھی شعر و سخن کے دیپ روشن رکھے۔خطہ میں ارد و شاعری کی ماضی کی یہ زندہ روایت یہی ثابت کرتی ہے کہ یہاں شعر وادب کی معیار مقدار کا گراف ہمیشہ بڑھتا رہا ہے او ر مستقبل میں یہ خطہ اردو شاعری کا دامن مالامال کرنے میں اردو دنیا کے دوسرے خطوں سے پیچھے نہیں رہے گا۔''۹ے

اس میں کچھ شک نہیں کہ آزاد کشمیر میں اردو شاعری کے آغاز سے لے کر آج تک بہت اعلیٰ معیارکا شعری سرمایہ تخلیق ہوا ۔ کچھ شعرا کے ہاں مقدارتو بہت تسلی بخش ہے تاہم بلحاظ میعار بہت سی باتیں سوچنے سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ڈاکٹر افتخار لکھتے ہیں:

''آزادکشمیر کے شعری ادب پر تنقیدی اظہارات کا یہ مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ آزادکشمیر کی شاعری وقتاً فوقتاً تنقید کا موضو ع بنتی آ رہی ہے ۔ تاہم اس تنقید میں جہاں تنقید کے حقیقی معیار کے کچھ نمونے ہیں وہیں محض رواداری ، توصیف اور رعائت نگاری کی کچھ افسوس ناک مثالیں موجود ہیں۔ جو ایک طرف ہماری تنقیدی روایت ، دقت نظری اور واقعیت کی مثالوں کو سامنے لاتی ہیں تو دوسری جانب تنقید کی سطحیت اور اس فن میں دقت نظر کے فقدان کی طرف بھی نشان دہی کرتی ہیں ۔ تنقید کے مروجہ رویوں کی وجہ سے کئی مستحق اور قابل توجہ شعرا کے مجموعے نظر انداز ہوئے ہیں تو کئی ایک کو ان کی اصل شعری حیثیت سے زیادہ توجہ ملی ہے۔ یہ مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ اس خطے کی شاعری پر تنقید آراءکی نئی اور جدید پیمانوں پر تنقیدی تشکیلات کی ابھی اشد ضرورت ہے ۔'' ۱۰ے

آزاد کشمیر کے شعرا نے جہاں شاعری میں نئے نئے تجربات کیے اور خوب صورت مجموعہ ہا ئے کلام تخلیق کیے، وہاں نثر میں بھی خوب صورت گل کھلائے جن کی خوش بو نہ صرف آزاد کشمیر کی حد تک ہے بلکہ پوری دنیا میں موجودہے۔اردو زبان کے فروغ کے بعد تصنیف و تالیف کی سطح پر اُردو زبان کا نقشِ اول چودھری شیر سنگھ کے ''سفر نامہ بخارا''کو اردو کی پہلی نثری تحریر قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سفر نامہ۱۸۶۴میں لکھا گیا۔ حبیب کیفوی نے اس کو کشمیر میں اردو کی پہلی تحریر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> '' رنبیر سنگھ نے رام پور راجوری کے ایک شخص چودھری شیر سنگھ کوسیاسی اور تجارتی تعلقات کا جائزہ لینے کے لیے بخارہ بھیجا۔چوہدری شیر سنگھ نے واپس آکر اردو میں۱۵۰ صفحات پر مشتمل اپنے سفر کے کوائف اور جائزہ کے نتائج مرتب کر کے پیش کیے۔یہ رپورٹ ریکارڈ میں اردو کی پہلی تحریر ہے۔'' ۱۱ــ

عبدالقادر سروری لالہ بوٹا مل کے رسالے جس کے پہلے باب کا عنوان''زمین کا بیان جو چاہے بونے کے لائق ہو ''کو کشمیر میں پہلی تحریر قرار دیتے ہیں۔یہ رسالہ۱۸۵۷ءمیں لکھا گیا ہے۔عبدالقادر سروری یوں لکھتے ہیں:

> ''اردو کا ابتدائی نمونہ ہونے کے دوران،زمانے کے لحاظ سے اور اس عتبار سے کہ یہ اردو میں اس موضوع پر غالبا پہلا رسالہ ہے،اس کی بہت اہمیت ہے'' ۱۲ــ

ایک تحقیق کے مطابق منشی محمد دین فوق کے ناول ''انار کلی''کی اشاعت کے ساتھ ہی کشمیر میں اردو فکشن کا باقاعدہ آغاز ہو جاتا ہے۔پنڈت ہر گوپال خستہ کی کتاب'' گلدستہ کشمیر''(۱۸۷۷) اردو کی پہلی نثری تصنیف ہے۔ آزاد کشمیر کے ادبی پس منظر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درج ذیل نثر اصناف میں طبع آزمائی کی گئی ہے۔

آزاد کشمیر میں اردوافسانہ :

مختصر کہانی کو افسانہ کہا جاتا ہے ۔اردو ادب میں افسانہ اپنی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے اہم مقام کا حامل ہے۔ابتدا سے لے کر آج تک اردو میں مختلف موضوعات پر بے شمار اور بہترین ا فسانے لکھے گئے ہیں۔کشمیری لوک داستانیں اور حکایات وغیرہ کشمیر میں مختصر افسانے کا سر چشمہ ہیں۔خطہ کشمیر دیگر اصناف کی طرح افسانہ نگاری میں بھی پیچھے نہیں رہا۔

ریاست جموں و کشمیر میں افسانے کے ابتدائی نقوش محمد دین فوق کی تحریروں میں ملتے ہیں۔محمد دین فوق کے مختصر افسانے بیسویں صدی میں ہی مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ان کی حکایات اور کہانیوں کا پہلا مجموعہ حکایات کشمیر(۱۹۲۸ء)میں شائع ہوا اور دوسرا مجموعہ سبق آموز کہا نیاں(۱۹۳۵) میں شائع ہوا

۔ لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر میں اردو افسانہ کی طرف سب سے پہلے توجہ محمد دین فوق نے دلائی۔فوق کے بعد چراغ حسن حسرت چراغ کا نام لیا جا سکتا ہے۔ان کے افسانوں میں پربت کی بیٹی،زرنیخ کے خطوط اورکیلے کا چھلکااہم ہیں۔اسی طرح راجا محمد افضل،دیا نند کپور،موتی لال کپور،برج باسی پنڈت بہار لال شاستری،مالک رام آنند،عشق ہو گیا ہے،پیار اور ترازو،عشق میں پھول نہیں اور جانے وہ کیسے لوگ تھے،پریم ناتھ پردیسی کے افسانےدنیا ہماری اور شام و سحر، سادگی اور معصومیت کی بنا پر ٹالسٹائی کی یاد دلاتے ہیں۔آزاد کشمیر کے اردو افسانہ نگاروں نے اردو ادب کے عظیم کشمیری نژ اد افسانہ گار سعادت حسن منٹو کے افسانوں سے راہ نمائی اور تحریک حاصل کی۔کشمیر کے حوالے سے منٹو نے متعدد افسانے لکھے جن میں کر چلیں اور کرچیاں،موج دین ، شغل،موسم کی شرارت،بیگو،آخری سلوٹ،ٹیٹوال کا کتا،ایک خط ،پانچ دن،اور جاؤ حنیف جاؤ میں انھوں نے مناظر فطرت کے ساتھ ساتھ کشمیر کے حقیقی دکھوں اور کشمیر کی سیاسی و سماجی زندگی کو موضوع بنایا ہے۔

آزاد کشمیر میں افسانہ نگاری کی روایت کی جدید صورت گری اور تشکیل کرشن چندر کے ہاتھوں ہوئی ان کے افسانوں میں طلسم خیال،نظارے،ہوائی قلعے،گھونگٹ میں گوری جلے،ٹوٹے ہوئے تارے،زندگی کے موڑ پر،نغمے کی موت،پرانے خدا،ان داتا،تین غنڈے،ہم وحشی ہیں،اجنتا سے آگے،ایک گرجا ایک خندق،سمندر دور ہے،شکست کے بعد،نئے غلام،میں انتظار کروں گا،مزاحیہ افسانے،ایک روپیہ ایک پھول،یوکلپٹس کی ڈالی،ہائیڈروجن بم کے بعد،نئے افسانے،کتاب کا کفن،دل کسی کا دوست نہیں،مسکرانے والیاں،کرشن چندر کے افسانے،سپنوں کا قیدی،مس نینی تال،دسواں پل، گلشن گلشن ڈھونڈا تجھ کوآدھے گھنٹے کا خدااورالجھی لڑکی کالے بال شامل ہیں۔خاص طور پر ان کے افسانے پرانے خدا،جھیل سے پہلے جھیل کے بعد،سڑک کنارے،کشمیر کو سلام،آنسوؤں والی،سفید پھول،محبت کی گھاٹی،کلاسورچ،گرجن کی ایک شام،بالکونی،حسن اور حیونی،ٹوٹے ہوئے تارے،تالاب کی حسینہ،لاہور سے بہرام گلہ تک،پورے چاند کی رات اورلال باغ ،میں کشمیر کے مناظر اور کشمیریوں کے استحصال کو موضوع بنایا ہے۔

محمود ہاشمی نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز بہ طور افسانہ نگار کیا ۔ان کے افسانوں میں اور شہنائیاں بجتی رہیں اورٹالسٹائی کی کہانیانشامل ہیں۔ٹھاکر پونچھی کے افسانوں میں پونچھ اور جموں کے آس پاس کی زندگی کے رنگ موجود ہیں۔ان کے افسانوی مجموعوں میں زندگی کی دوڑ،چناروں کے چاند،موت کے سائے، زعفران ، معاوضہ،اندھے کی بیوی اور ڈھولک بجتی رہے،شامل ہیں۔ قدرت اللہ شہاب کو تقریبا سب تذکرہ نگاروں نے کشمیر کے اہم اور رجحان ساز افسانہ نگار قرار دیا ہے ۔ انھوں نے اپنے افسانوں کے مجموعوں نفسانے،ماں جی اورسرخ فیتہ میں کشمیریوں کی غربت اور استحصال کو بہت سبھاؤنے انداز میں پیش کیا ہے۔

غلام الثقلین نقوی کشمیر سے تعلق رکھنے والے ان افسانہ نگاروں میں سے ہیں جنھوں نے تقسیم برصغیر اور تاسیس تک اپنے فنی سفر کا آغاز کر دیا تھا۔ان کے افسانوں میں بند گلی،شفق کے سائے،لمحے کی دیوار،نغمہ اور آگ،دھوپ کا سایہ اور سر گوشی ہیں۔ رشید امجد کے اسلوب کو بنانے والا سب سے اہم اور بڑا حوالہ کشمیر ہے۔ان کے بے زار آدم کے بیٹے، کاغذ کی فصیل ،ریت پر گرفت،سہ پہر کی خزاں،پت جھڑ میں خود کلامی،بھاگے ہے بیاباں مجھ سے ،دشتِ نظر سے آگے،شعلہ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد،فتادگی میں ڈولتے قدم اورسبز پھول افسانوی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں ۔کشمیری لال ذاکرکے افسانوی مجموعہ جب کشمیر جل رہا تھا،میں چار افسانے شامل ہیں۔

آزاد جموں و کشمیر کے سابق صدر کے ایچ خورشید مرحوم کی شریک حیات ، سابق خاتونِ اول بیگم ثریا خورشیدکا افسانوی مجموعہ املتاس کے پیڑہے جس میں سترہ افسانے شامل ہیں۔موصوفہ کے افسانوں کا بنیادی موضوع عورت اور محبت ہی ہے لیکن انھوں نے کشمیر کے رنگوں اورغموں کو اپنے ہی انداز میں بیان کیا ہے۔کہکشاں ملک کے اردو کے افسانوی مجموعے ساعت کا پھیلاؤ اور جھیل اور جھرنے ہیں۔ ان میں سے جھیل اور جھرنے کا پس منظر مکمل طور پر کشمیرہے اس کتاب میں کل چودہ افسانے ہیں۔کشمیر کی کلاسیکی اور نو کلاسیکی تہذیب اپنے تمام رنگوں کے ساتھ موجود ہے۔محمد الیاس آزاد کشمیر کے اہم افسانہ نگار ہیں۔ ان کے اردو افسانوی مجموعوں میں لوح مزار پر لکھی کہانیاں،مور پنکھ پہ لکھی آنکھیں،صدیوں پر محیط ایک سفر،باداموں والی گلی اورپانی ، شامل ہیں۔ان کے افسانوی کردار زیادہ تر نچلے طبقے کے ہیں۔ غیرت ، جنس ، استحصال ، جدو جہد اور کہیں کہیں محبت بھی ان کے افسانوں کے موضوعات ہیں۔ ان کے اسلوب کی خاص بات ان کی جزئیات نگاری ہے۔

محمد صغیر قمر آزاد کشمیر کے اندر افسانہ نگاری میں ایک اہم نام ہے۔ان کے افسانوں میں خونی لکیراوراصحاب جنوں شامل ہیں۔ان کے افسانوں کا مجموعہ خونی لکیر میں دس افسانے شامل ہیں۔ان کے افسانوں کا بنیادی موضوع جہاد کشمیر ہے۔منیرہ احمد شمیم ایک صاحبِ اسلوب افسانہ نگار ہیں۔ شب گزیدہ اور سرما کا اداس چاند،ان کی تحریر کردہ اہم کہانیاں ہیں۔ منیرہ احمد شمیم کا اسلوب شاعرانہ ہے۔ان کے افسانے بھی بنیادی طور پر کشمیر کے پسِ منظر میں لکھے گئے ہیں۔ فوزیہ نقوی کے افسانوں میں بند گلے کا کوٹ ،تم کون ہو ؟ ، چوٹی ،چناراور وطن کی یاد،خالصتاً کشمیری پس منظر میں لکھے گئے افسانے ہیں۔ آزاد کشمیر میں افسانہ نگاری کے فن میں پروفیسر عظمت یزدانی جوآپا عظمت یزدانی کے نام سے مشہور ہوئیں اہم نام ہے۔

پروفیسروقار ملک آزاد کشمیر کے اہم افسانہ نگار تھے۔ان کی افسانے ایک کے بعد ایک ،دو چٹان ، لالہ کے پھول ، کونپل جیت گئی اورتھیٹر کے کردار،کشمیر کے اساطیری کرداروں اور ریاست جموں و کشمیر کے پھلوں کے نام پر رکھتے ہیں۔وہ اپنے افسانوں میں محبت کی حکایت بیان کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن آپ کو ان کے افسانوں میں ساتھ

ہی ساتھ مزاحمت اور حریت کا پہلو بھی دکھائی دے رہا ہے۔محمد سعید احمد کا نام کشمیریات کے ساتھ ساتھ افسانہ نگاری میں بھی اہم ہے۔انھوں نے غیرتِ کشمیرکے عنوان سے آزاد کشمیر کے اردو افسانے کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے۔ اس انتخاب میں کشمیر کے (۲۲) افسانہ نگاروں کی ۳۵ کہانیاں شامل ہیں۔ اس انتخاب کا عنوان نجمہ محمود کی کہانی ،غیرتِ کشمیر، کے نام پر رکھا گیا ہے ۔ان کے افسانوں کے اہم موضوعات میں کشمیر کا قومی تشخص ، خود مختارانہ حیثیت اور حریت پسندانہ فکر زیادہ اہم ہیں۔ ان کے افسانوں قبر ، رستمِ کشمیر ، بستی کا المیہ ، لا وارث ، اندھا غار اور دو مسافر میں ان کی نظریاتی فکر کا صحیح معنوں میں جھلکتی ہے۔

احمد شمیم ایک منفرد شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے افسانہ نگارکے طور پر بھی سامنے آتے ہیں۔ان کے دو افسانےالاؤ اورہولناک تصویریں،ریاست جموں و کشمیر کے پس منظر میں لکھے گئے ہیں۔یہ دونوں افسانے سعید احمد کی مرتب کردہ افسانوں کی کتاب غیرتِ کشمیر میں شامل ہیں۔منصور قیصر ،کہکشاں ملک کے میاں ہیں، منصور قیصر کا آزاد کشمیر سے رشتہ کہکشاں ملک کے حوالے سے تھا،لیکن انھوں نے اپنی شریکِ حیات کے وطن کو اپنا وطن سمجھا۔ ان کا افسانہ، وطنی، مظفرآباد کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔پروفیسر خالد نظامی گورنمنٹ کالج میر پور کے سابق استاد ، چراغ حسن حسرت کے بھانجے اور پاکستان کے سابق سفیر کا افسانہ درد کے روپ ، محمد سعید احمدکے انتخاب میں شامل ہے۔سلیم خان گمی ملازمت کے سلسلہ میں مظفرآباد میں مقیم رہے ہیں ۔ انھوں نے قیامِ مظفرآباد کے دوران کشمیر کے پس منظر میں دو افسانے،خون کی مشعل روشن اور آخری حملہ لکھے ہیں۔امجد ممتاز کی زمانہ طالب علمی کے تین افسانے،خالی پریڈ ، ٹیٹوال کی رابعہ اور شناختی کارڈ ، آزاد کشمیر کے افسانوی ادب کے فروغ میں اہم ہیں۔توصیف خواجا نظم کے ایک اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ افسانہ نگار بھی ہیں۔ ان کے قابلِ ذکر افسانے شاید ،، خیمہ بستی اور پردے ہیں۔

ان افسانہ نگاروں کے علاوہ آزاد کشمیر میں ہونے والی افسانہ نگاری میں رسول طاؤس بانہالی کی کشمیر کی لوک کہانیاں،جمیلہ علاؤ الدین آغاکی کشمیر کی کہانیاں،مرحب قاسمی،لیر لیر دامن اورپابجواں، محمد کبیر خان کے لوٹ پھوٹ ،شاکس آفٹر شاک،نصیر احمد ناصر کا افسانہ نئی تصویر ، احمد حسین مجاہدکاافسانہ ، اثاثہ ،نجمہ محمود کے دو افسانے ، لہو اور زمین اور غیرتِ کشمیر، غیاث صحرائی کے تین افسانے، غمِ دوراں ، میں جہاں بیٹھا ہوں اور جب بہار آئی ، ابنِ مغنی کا افسانہ جب بہار آئی ، الطاف پرویز کا افسانہ دھواں اور آگ ، تحسین جعفری کا افسانہ تکمیلِ آرزو اورالٹی میٹم ایس ۔ اے ناز کا افسانہ آزادی کے آکاش تلے ، ریاض احمد غازی کا افسانہ پھولوں کی وادی ، نسیم ۔ اے پرواز کا افسانہ دلاور خان ، منیر خالد کا افسانہ انتظار ، ناصر الدین کا افسانہ پگلی ، خواجا عبد الرشید کا افسانہ یادوں کے دریچے ، مقبول احمد سید کے افسانے اماوس کی رات اور یادیں ، بیگم نسیم علوی کا افسانہ بیٹی ، گلزار فاطمہ کا افسانہ کھڑکی ،سید مرتضیٰ گیلانی کا افسانہ ایمان کا سچا پاسبان ،مقبول حسین کا

افسانہ وہ دن ضرور آئے گا ،شازیہ احمد گیلانی کا افسانہ اجنبی کا راستہ ،رضیہ اسلم کا افسانہ ادھورے ارمان ،عقیلہ کاظمی کا افسانہ زعفران کے پھول ،پروفیسر سعید ثاقب کادو سوالی،غلام سرور رانا کا افسانہ نفرت کی بیل ،فیاض نقی کا پیاری بہناں ، ظفر اقبال کا خوشبو،صاحبزادی انور کوثر کا دلدل کا پھول ،مقصود احمد راہی کاخواب کی تعبیر،نوشاد کاظمی کا افسانوی مجموعہ مسافرت، راجاشوکت اقبال کے خواب کا پایاں موڑاورغلاموں کی بستیاں ،فرہاد احمد فگارکابے بسی اورگنگن پروفیسر خالد حسین کابہتی ندیا،خواجا محمد عارف کاالہ دین کا دمانی،پروفیسر منیر احمد یز دانی کامحبتوں کے چراغ،پروفیسر منور حسین کازندگی بھنور ہےکہ کنارہ،عالیہ سکندرکااحساس،ڈاکٹر سی۔ایس حنیف کادیئے کی لو،پروفیسر محمد الیاس ایوب کااحساس زیاں، ڈاکٹر شفیق انجم کےتھک کر گرتے شوخ پرندے،میں۔میں،لکھت لکھتی رہی اورروشنی آواز دیتی ہے،نند گوپال کا باوآدم کے بیٹے،ایوب شبنم کاشاہین عظمت علی خان کامیں ہی تو ہوں،رانا فضل حسین کاسرخ سرخ پھول،میر یوسف میر کے نیلم کی پری،ابو جی،ماں میری محبت،اقوام متحدہ کی سوتیلی محبت،زیشم کے روپ اورنیلی کے رنگ میر کے سنگ پروفیسر افضال عالم کا مسلط کون، کے ساتھ حمید شاہ،محمد سعید،آسیہ ہاشمی ، عباس گل ، شہزاد ثانی اور کئی دیگر نام شامل ہیں۔

بہ حیثیت مجموعی آزاد کشمیر میں اردو افسانہ نویسی کی صنف مقدار اور معیار کے لحاظ سے ثروت مندانہ ہے۔اس روایت میں وہ افسا نہ نگار بھی شامل ہیں جو آزاد کشمیر کے شہری تو نہیں ہیں لیکن بہ سلسلہ روزگار آزاد کشمیر میں رہائش پذیر ہیں۔ چناں چہ ان کے افسانوں کا تخلیقی پس منظر آزاد جموں و کشمیر سے ہے یا اگر تخلیقی پس منظر آزاد کشمیر نہیں ہے تو ان کے افسانوں کا فکری پس منظر یا موضوع کشمیر ہے۔ کشمیر کے افسانوں کا اہم موضوع استحصال ہے جو مختلف صورتوں میں سامنے آتا ہے۔اس سفاکی اور ظلم و جبر میں کئی کردار ملوث ہیں۔بلاشبہ آزاد کشمیر میں افسانہ موضوع،ہیت اور مواد کے لحاظ سے افسانوی ادب میں قابل قدراضافہ ہے۔

آزاد کشمیر میں اردو ناول:

نثری اصناف میں سے ایک صنف ناول ہے ۔اردو میں ناول انگریزی زبان سے آیا۔ناول ایک سادہ کہانی ہوتی ہے جس میں روزمرہ پیش آنے والے اور معمولی واقعات کو بیان کیا جاتا ہے۔ ڈپٹی نذیر سے لےکر آج تک اعلیٰ درجے کے ناول لکھے گئے ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر میں ناول نگاری کا سفر اردو ناول نگاری کے ساتھ ہی شروع ہوا۔ریاست جموں وکشمیر میں ناول نگاری کی شروعات پنڈت سالگرام سالک اور محمد دین فوق کی ناول نگاری سے ہو جاتی ہے۔ سالگرام سالک نے داستان جگت روپ اور تحفئہ سالک تصنیف کر کے اور محمد دین نے انار کلی ، رام کہانی ، اکبر،خانہ

بربادی،نیم حکیم، ناکام ، عصمت آرا ، غم نصیب ،محرومِ تمنا ، مہذب ڈاکو ، مسٹرز آف امرتسر ، غریب الدیار ، سٹوڈنٹس لائف اور حرفِ مطلب جیسے ناول لکھ کر کشمیر میں اردو ناول نگاری کی روایت ڈالی۔ڈاکٹر برج پریمی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ‘‘ریاست جموں و کشمیر میں سب سے پہلے ناول نگاری کی شروعات پنڈت سلگرام سالک اور محمد دین فوق نے کی۔سالگرام سالک نے’’’’ داستان جگت روپ ‘‘ اور ’’ تحفئہ سالک ‘‘تصنیف کر کے نثر کے اس شعبے کی طرف توجہ کی۔اس سے بھی بہتر کوششیں محمد دین فوق کے ہاں ملتی ہیں۔’’۱۳ ؎

ریاست جموں و کشمیر میں اردوناول نگاری کے فن کے فروغ میں ایک بڑا نام کرشن چندر کا ہے۔ ان کے اردو ناولوں کی تعداد۴۸ ہے ۔ کرشن چندر کے ناولوں میں، شکست،جب کھیت جاگے،طوفان کی گلیاں ، دل کی وادیاں سو گئیں،آسمان روشن ہے،باون پتے،ایک گدھے کی سرگذشت،ایک عورت ہزار دیوانے،غدار،سڑک واپس جاتی ہے،دادر پل کے بچے،برف کے پھول ،بھور بن کلب،میری یادوں کے چنار،گدھے کی واپسی،چاندنی کے گھاؤ،ایک گدھا نیفا میں،ہانگ کانگ کی حسینہ،زرگاؤں کی رانی ،مٹی کے صنم ،درد کی لہر،لندن کے سات رنگ،کاغذ کی ناؤ،فلمی قاعدہ،پانچ لوفر،پانچ لوفر ایک ہیروئن ،گنگا بہے نہ رات،دوسری برف باری سے پہلے،گوالیا کا حجام،بمبئی کی شام،چندا کی چاندانی،ایک کروڑ کی بوتل،مہارانی،پیار ایک خوشبو ،مشینوں کا شہر،کارنیوال،آئینے اکیلے ہیں،چمبل کی چنبیلی ،اس کا بدن میرا چمن،محبت بھی قیامت بھی،سونے کا سنسار،سپنوں کی وادی،آدھا راستہ،ہونولولو کا راجکمار،سپنوں کی راہ گزریں، پہلگام کا بدنام،زرگاہوں کی رانی ،فٹ پاتھ کے فرشتے اورآدھے سفر کی پوری کہانی وغیرہ ہیں۔ان کے ناول کا ایک بڑا موضوع کشمیر اور حسنِ کشمیر ہے ۔

نرسنگداس نرگس ریاست جمو ں و کشمیر کے اہم تخلیق کار ہیں ۔انھوں نے عمدہ ناول تخلیق کیے ہیں۔ان کے ناولوں میں نرملااور پار بتی زیادہ اہم ہیں۔ملک رام آنند نے افسانہ نویسی کے ساتھ ساتھ بہترین ناول بھی تخلیق کیے ۔ان کے ناولوں میں نئے خدا،دھکتے پھول شبنم آنکھیں،صلیب اور دیوتا،اپنے وطن میں اجنبی اورنئے دن پرانے سال شامل ہیں۔ان کے ناولوں میں کشمیر کے ساتھ ساتھ ترقی پسند تحریک سے فکری اور نظریاتی وابستگی بھی ایک بڑا حوالہ ہے۔کشمیر لال ذاکر ایک اہم تخلیق کار ہیں ۔ناول کے فروغ میں آدھے چاند کی رات،انگوٹھے کا نشان،دھرتی سدا سہاگن،لمحوں میں بکھری ہوئی زندگی،سیندور کی راکھ ،جاتی ہوئی رت،خون پھر خون ہے،ڈوبتے سورج کی کتھا،چھٹی کا دودھ،چار میل لمبی سڑک ،میں اسے پہچانتی ہوں،کرماں والی اور سمندر سلیب اور وہ جیسے ناول شامل ہیں۔ذاکر کے نالوں کا پس منظر کشمیر ہی ہے۔جب کہ لمحوں میں بکھری ہوئی زندگی ایک سوانحی ناول ہے۔

ٹھاکر پونچھی ریاست جموں و کشمیر کی ناول کی تاریخ میں ایک اہم نام ہے۔ ان کے ناول رات کے گھونگٹ،ڈیڈی ، وادیاں اور ویرانے،پیا سے بادل،شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک،یادوں کے کھنڈر،چاندانی کے سائے ، زلف کے سر ہونے تک اور اب میں وہاں نہیں رہتا جہاں ایک طرف ان کے نظریے اور فکر کی عکاسی کرتے ہیں وہاں ترقی پسندی کے رجحانات اور ڈوگرہ طرز زندگی کی حقیقی تصویریں بھی پیش کرتے ہیں۔ قدرت اللہ شہاب کی تصنیف یا خدا کو اپنے حجم کے اعتبار سے ناول /ناولٹ کہا جا سکتا ہے ۔شہاب نے اسے چار ابواب میں تقسیم کیا ہے جن میں اس کہانی کی کہانی ،رب المشر قین، رب المغربین اوررب العالمین شامل ہیں۔حامدی کاشمیری کے ناول بھی اردو ادب میں ایک اہم اضافہ ہیں۔انھوں نےبہاروں کے شعلے،پگھلتے خواب،اجنبی راستے،بلندیوں کے خواب،پرچھائیوں کا شہراوربرف کی آگ اپنی نوعیت کے اہم ناول اور ناولٹ لکھے ہیں۔آزاد کشمیر کے ادب میں سید محمود آزاد کا نام معتبر ہے۔ان کی وجہ شہرت ویسے تو تا ریخ نویسی ہے لیکن انھوں نے، میں اور شیطان جیسا ناول بھی لکھا۔یہ ناول آزاد کشمیر کی ناول نگاری میں خاص انفرادیت کا حامل ہے۔

اردو زبان کی مایہ ناز کشمیری فکشن نگارکہکشاں ملک کے دو ناول منظرِ عام پر آئے ہیں ۔ ان میں چکڑ رنگی مورتی پنجابی زبان میں ہے اور اک شخص آشنا سا اردو میں لکھا گیا ہے۔ ناول اک شخص آشنا کا بنیادی موضوع وزیرِ اعظم ذو الفقار علی بھٹو کی سیاسی زندگی کا المیہ ہے ۔ سلمان عارف کا شمار آزاد کشمیر کے اہم ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کے ناولوں میں رومانویت، مذہب ،جد وجہد تحریک آزادی کشمیر اور محبت جیسے موضوعات شامل ہیں ۔ان کے ناول پہلی لغزش ،آبروئے ملت ، فرصت ،ٹوٹی کہاں کمند ،اور محاصرہ ٹوٹ گیا اور حجاز و حرم تخلیقی سرمائے میں خوب صورت اضافہ ہیں۔سردار بشیر احمد صدیقی آزاد کشمیر کے اردو ادب میں ایک بڑا نام ہے ۔انھوں نے دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ بنتِ کشمیر ،ننھا مجاہد اورجوق در جوق جیسے اہم ناول بھی تخلیق کیے۔ پہلے دونوں ناول کشمیر کے پس منظر میں لکھے گئے ہیں ۔ جب کہ تیسرا ناول جوق در جوق ایک رومانوی ناول ہے۔

عبد السلام کا ناول کشمیر کا شاہین ۵۱ ابواب پر مشتمل در حقیقت ایک واقعاتی ناول اور تحریک آزادی کشمیر کے تناظر میں لکھا گیا ہے ۔پروفیسر مقصود احمد راہی کا ناول دخترِ کشمیر۱۳ ابواب پر مشتمل ہے ۔یہ ناول تحریکِ آزادی کشمیر کے پسِ منظر میں لکھا گیا ہے۔سردار عنائیت اللہ خان کا ناول کشمیر کی کلی آزاد کشمیر میں اردو ناول نگاری کی روایت میں ایک اہم اضافہ ہے۔ناول میں عامیانہ رومانوی زبان کی جھلکیاں جا بہ جا موجود ہیں۔پروفیسر حفیظہ رحمان کا پہلا ناول متن مد نو ۰۳ ابواب پرمشتمل ہے ۔یہ کشمیر کی تحریکِ آزادی کی تازہ لہر ۱۹۹۰کے بعد کے پس منظر میں لکھا ہوا ایک جذباتی ناول ہے ۔ سچے دوست کی تلاش محمود فریدی کا ناول ہے ۔ اسی طرح محمود ہاشمی کا موت کا جنم ،غلام رسول سنتوش کا سمندر پیاسا ہے،عبد الغنی شیخ کاوہ زمانہ،شبنم قیوم کازندگی اور موت،پرانی ڈگراورنئے قدم ،جان محمد آزاد کا،وادیاں بلا

رہی ہیں،محمد کبیر خان کاوزٹنگ فادر،مرحب قاسمی کاکرچیوں میں مسکن ،عبد الرشید مغل کا اُڑن کھٹولا ، الطاف قریشی کا تارا کلس عبد السلام ملک کاسایہ ،بھگوان سوچتا رہا ، محمد شریف طارق ایڈووکیٹ،خونی لکیر،ڈاکٹر شفیق انجم کا ،وجود،حفیظ الرحمن کر ہلوی کاکشمیر کی بیٹی قابل ذکر ہیں۔علاوہ ازیں سردار احمدصدیقی کشمیر کی بیٹی ، ساجدہ حبیب جائے پناہ اورماجد نذرکاآنکھیں جیسے مختلف موضوعات پر ناول تخلیق کر چکے ہیں۔

بہ حیثیت مجموعی اردو ناول کی صنف بہت حد تک اطمینان انگیز ہے۔ریاست جموں و کشمیر نے اردو ناول کو بڑے بڑے نام دیے۔ اسی ریاست میں ٹھاکر پونچھی ،لال ذاکر،کرشن چندر اور کئی عظیم ناول نگار پیدا ہوئے۔ تاہم دیگر اصناف نثر کے مقابلے میں آزاد کشمیر میں اردو ناول نگاری کے حوالے سے کچھ زیادہ کام تو نہیں ہوا بہرحال جو ناول لکھے گئے ہیں ان کی وجہ سے کشمیر کے کئی گوشے سامنے آئے ہیں۔زیادہ تر ناول مسئلہ کشمیر اور تحریک آزادی کشمیر کے ہی تناظر میں لکھے گئے ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردوڈراما :

اردو ادب میں فکشن کی دیگر اصناف کی طرح ڈراما بھی ایک اہم صنف کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ڈراما بنیادی طور پر کرنے اور کر کے دکھانے کی چیز زیادہ اور پڑھنے اور لکھنے کی چیز کم ہے ۔اردو میں واجد علی شاہ کا ڈراما رادھا کنہیا اور امانت لکھنوی کا ڈراما اندر سبھا سے لے کر آج تک بہترین ڈرامے لکھے گئے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر میں ڈرامے کی صنف کے حوالے سے ڈاکٹر برج پریمی لکھتے ہیں:

> ’’ریاست جموں و کشمیر میں اردو ڈراما کی کمی یا دوسری اصناف کے مقابلے میں اس کی پسماندگی قابلِ فہم ہے ۔ لیکن اس کی کمی کے با وصف کشمیر میں ڈراما نگاری کی روایت سے انکار بھی ناممکن ہے ۔ ‘‘ ۱۴ؔ

ریاست جموں و کشمیر میں دیو مالائی تصورات اور مذہبی اقدار کی بنا پر ادب اور آرٹ کو بہت ترقی ملی۔خاص کر سنسکرت دور میں ڈرامائی آرٹ کو خوب فروغ ہوا۔مسلم دور میں بھی تمام تر مذہبی تحفظات کے باوجود ڈرامائی فن کسی نہ کسی صورت میں برقرار رہا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر میں ڈرامے کی تشکیل و تہذیب اور ارتقا میں بھانڈ، پا تھر اوررقص کی محفلوں کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ یہ ایک لحاظ سے چلتا پھرتا اسٹیج تھا جو لوگوں کو مختلف موقعوں پر اپنے بھانڈ،رقص و سرور،اور نقلوں سے خوش کرتے تھے۔ پھرڈراما کمپنیوں کے قیام سے ڈرامانگاری کو عروج حاصل ہوا۔ ریاست جموں و کشمیر میں اردو ڈراما نگاری کا فن کشمیر ہی کے فرزند آغا حشر کاشمیری

جنھیں اردو ڈرامے کا شکسپئیر کہا جاتا ہے کے ہاتھوں عروج کی منزلوں کو پہنچا ۔ ریاست میں ڈرامیٹک کلب اورتھیٹریکل کمپنیوں کے قیام نے ڈرامے کے فن کو ترقی دی۔

ریاست جموں و کشمیر میں اردو ڈرامے کی روایت میں صاحب زادہ محمد عمر اور نور الہی کے نام اہم ہیں۔صاحبزادہ محمد عمر اور نور الہی ہی صنف ڈرامے کے حوالے سے وہ عظیم نام ہیں جنھوں نے عالمی ڈرامے کے موضوع پر پہلی کتاب ناٹک ساگر،عطا کی۔یہ کتاب اردو ڈرامے کی تاریخ پر پہلی مربوط کتاب ہے۔اس کے علاوہ ان کے ڈراموں میں تین ٹوپیاں، بگڑے دل ، ظفر کی موت ، جانِ ظرافت ، روحِ سیاست ، قزاق ،اسکندر، پہلی پیشی،خواب پریشان، ڈرامے چند، موجودہ لندن کے اسرار،اورمدہم پنچم شامل ہیں۔ان کے ڈرامے تقریبا تمام خصوصیات کے حامل نظر آتے ہیں۔فکر کے ساتھ ساتھ زبان و بیان کے اعتبار سے بھی کمال کے ڈرامے ہیں۔ریاست جموں و کشمیر میں اردو ڈرامے میں دینا ناتھ کا نام بھی ہے انھوں نے رکمنی ہرن (۱۹۳۳ء)کے عنوان سے ایک ڈراما لکھا ۔ ڈاکٹر محمد اجمل خان نیازی نے محمد دین فوق کا ایک غیر مطبوعہ ڈرامے زمین دار سر گزشت کو دریافت کیا ہے، ان کے مطابق یہ ڈراما ۱۹۵۰ءکی دھائی میں لکھا گیا ہے۔

ریڈیو کشمیر جموں کے جن ڈرامہ نویسوں نے اس فن کو فروغ دیا ان میں پشکر ناتھ کا نام سربلند ہے ۔جو اپنے پہلے ڈرامہ چندر مکھی کے علاوہ تین سو سے زیادہ ڈرامے اردو میں لکھ چکے ہیں۔رام کمار ابرول کے بھی متعدد ڈرامے اشاعت ہوئے ہیں جن میں چار ڈراموں پر مشتمل مجموعہ میں دوراہا،ایک قبر دو آنسو،سمادھی کی مٹی اور زندگی اور موت کے عنوانات شامل ہیں۔دوسرا مجموعہ دھرتی اور ہم تیسرا مجموعہ انسان جیت گیا‘‘شامل ہیں۔ان کے سبھی ڈرامے زندگی کی حقیقی حقیقتوں کے عکاس ہیں۔ہنسی نردوش نے بھی اپنا ڈراما،رات کا مہمان تحریر کیا۔ریڈیو جموں کے دیگر ڈراما نگاروں میں سکھ دیو سنگھ،مہیش شرما،ٹھاکر پونچھی کے علاوہ کچھ اور نام بھی قابل ذکر ہیں۔ریاست جموں و کشمیر میں اردو ڈراموں کی تشکیل و ترقی میں ریڈیو جموں اور سر ی نگر نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ریاست جموں و کشمیر میں اردو ڈرامے کی روایت میں پنڈت وشواناتھ بی اے ’’تلاش حقیقت‘‘،ماسٹر غلام حیدر،ماسٹر رحمت اور ان کے ساتھی ماسٹر شریف،غلام احمد حلوائی،غلام محمد حجام،عبد السلام اور دیگرنے بھی اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۴۷ءکے بعد سیاسی ابتری اور بے چینی کی کیفیت کی وجہ سے تخلیق کاروں نے ایک ادبی محاذ جسے کلچرل فرنٹ کہا گیا قائم کیا۔بعد میں یہی کلچرل فرنٹ آل سٹیٹ کانگریس میں تبدیل ہوا۔ محمود ہاشمی کا ڈراما کشمیر یہ ہےاسی کلچرل فرنٹ سے پہلی بار اسٹیج کیا گیا۔ ان کا ایک اور ڈرماانار کلی کی واپسی بھی ہے۔اسی زمانے میں تھیٹر سے پریم ناتھ پر دیسی کے ڈرامے مجاہدشیروانی اورسوالی بھی سٹیج ہوئے۔دیگر میں راج ہنس کھنہ ، دینا ناتھ نادم ، قیصر قلندر ، صلاح الدین احمد ، گر دھاری دھر ، پران کشور ، اوشا کشپ ، موہن لعل ایما ، شیلا بھاٹیہ لکھوار شامل تھے۔ علی محمد لون کلچرل فرنٹ

شعبہ ڈرامے کے سربراہ بھی رہے۔ان کے ڈرامے گھروندے،دیوانے کا خواب اورچٹان بھی اسی دور میں سٹیج ہوئے۔وجے سمن سوسن کاانگمان،دیا نند کپور کاتاج،جگ دیش کنول کاپردے کے پیچھے ،ایم۔اے عزیز کا نوشتہ تقدیر، آزر عسکری کاچار سوبیس ،نرسنگداس کا تعارف، دیا نند، موتی لال کپورکاحرف آخر،رام کمار ابرو کے انسان جیت گیا،دھرتی اور ہم،چکی کے پاٹ،شری رام شرماکا امرجیوتی ، منوہری رائے زادے کااردو ڈرامے،کرشن چندر کے دروازہ ،دروازے کھول دو ،قدرت اللہ شہاب کا سرخ فیتہ اور اسی طرح دید راہی لالہ،پنڈت گوپی ناتھ اشک اور کئی دیگر نام شامل ہیں۔

اس کے بعد ڈرامائی فن کو جن لوگوں نے ترقی دی ان میں سرشار ملک کامہمان اہم ہے ۔یہ پہلا اردو اسٹیج ڈراماہے جو ۱۹۷۲ءمیں مظفرآباد میں ہوا۔، نعیم اخترکاسر زمین وطن لہو مانگتی ہے،الطاف قریشی کا گجری، ایم ۔ بی لون کے کھلونا ہے آدمی،کشمیر کی بیٹی،جنت کے ٹکڑے،اے میرے کشمیر،کلیم جرال کے آخر کب تک،'مسٹر ایکٹر،اصغر علی معصوم کے مجاہد کی پکار،کشمیر کے قاتل،'کربلائے کشمیر، ریاض صدیقی کابکرے اور قصائی، اشتیاق احمد آتش کےلہو کے چراغ،شیخ چلی،دال میں کالا،اپنی جنگ رہے گی،جذبہ آزادی،رنگ لائے گالہو،جنگ جاری رہے گی،خونی لکیر،آتش چنار،سرخ لکیر،آستین کا سانپ ،نوکر سر کا ردا،پاؤں کی زنجیر،زندگی تو ہی بتااسلم بھٹی کاشوہر آسان قسطوں میں شامل ہیں،آزاد کشمیر میں اردو ڈرامے کی روایت میں سید بشیر حسین جعفری ،عاصم میر،حنیف راتھر،تنویر جرال،آزاد جرال، راجا قیصر امان اللہ،طارق میرپوری، میر طلعت میر، بشیر احمد صدیقی ، نصر اللہ خان ناصر،محمد صغیر قمر بھی اہم نام ہیں ۔ عطا محی الدین کے فرزند کشمیر،خاک اور خون ، مسافر ، پھول اورا نگارے ، ارشد شیزی کے ماتم،آنسوئے کشمیر ،درد کا سمندر،دھرتی،آگ اور شعلے،دھرتی ماں ، جانوں سن ذرا،ہم سب چار ہیں،راجا اب تو آجا،ہم سب چور ہیں،ڈاکٹر حبیب الرحمن کاچاچی میں کراچی وررانجھا رنجاٹے دا ، ایم بی لون کے ماما دس لاکھ کا، اور دیوانے تیرے شہر میں،فاروق اعوان کاماہی آوے گا،مدثر شاہ کاتماشا ہے زندگی قابل ذکر ڈرامے ہیں ۔اس کے علاوہ تحسین جعفری،میر غلام احمد کشفی ، مسعود کشفی ،ڈاکٹر صابر آفاقی ، مظفر احمد ظفر ، محمود احمد ، پرو فیسر وقار ملک ،افتخار ملک،سید محمد خان، مبارک علی ، الطاف ندیم ، اشتیاق خاور ، عثمان مغل ، شہزاد اقبال لولابی ، نذیر احمد ، ناہید زمان مغل ،مخلص وجدانی ، اقبال ترانہ ، نسیم راٹھور ، عبد الحمید نظامی ، احباب نقوی ، اصغر قریشی ، عرفان عرفی ، جواد جعفری ،ملک بشیر مراد ، جمیل احمد میر ،ظہور نظامی ،یامین ، رانا فضل حسین راجوروی ، آفتاب درانی ، جاوید چوہدری ، ظفر لودھی ، حنیف ڈار ، پروفیسر خواجا خورشید احمد ، پروفیسر منیر یزدانی ، قمر اقبال، قمر جرال ، پروفیسر شفیق راجا ، سردار اشتیاق شہزاد ، اسلم راجا ، پروفیسر جان محمد آزاد ، محمد کبیر خان اور پروفیسر فیاض نقی وغیرہ نے اس صنف کے فروغ کیلئے اپنے حصے کی شمع جلائی ہے۔

آزاد کشمیر میں ثقافتی اور ڈرامائی تنظیموں کا قیام عمل میں آیا۔جن میں خاص طور پر ادب اجالا ،کشمیر لٹریری سرکل بانی پروفیسر افتخار مغل ،پاک کشمیر کلچرل سو سائٹی بانی شہزاد لولابی ایگل ویلفیئر اینڈ کلچرل سو سائٹی بانی نذیر احمد ما کنوں، کشمیر آرٹس اینڈ کلچرل کونسل بانی اصغر علی معصوم ،نیشنل آرٹس کونسل میر پور ،ادارہ تعبیر میر پور بانی پروفیسر خواجا خورشید احمد ، کشمیر بلڈ ڈونرز (کلچرل ونگ) بانی پروفیسر خواجا خورشید احمد کے ساتھ ساتھ کئی ثقافتی اور ڈرامائی تنظیمیں شامل ہیں جنھوں نے اس صنف کو فروغ دینے کی مساعی کی۔

مختلف تنظیموں کی طرف سے اسٹیج ہونے والے ڈراموں میں زہریلے سانپ ، چارلی ان ٹربل ، مجاہد کی پکار ، خون کے عطیات کے لیے خصوصی کھیل ، ٹی سٹال ، ایسا بھی ہوتا ہے ، کسے دا یار نہ وچھڑے ، دیوانہ تیرے شہر میں ، دھرتی ماں کے آنسو '، مائی آئے گا کے سمیت بیسیوں دیگر کھیل پیش کیے گئے ۔ ان تنظیموں کے لیے ڈراما لکھنے والوں میں پروفیسر وقار ملک ، سید اشتیاق خاور ، ملک بشیر مراد ، ظفر لودھی ، مظفر احمد ظفر ، ایم ۔ بی لون ، افتخار احمد ملک ، آفتاب درانی ، عارف عرفی ، ارشد شیزی ، اصغر علی معصوم ، شہزاد لو لابی ، جاوید چوہدری ، مبارک علی ، عثمان مغل ، محسن قریشی اور جمیل احمد میر جیسے ڈراما نویس موجود ہیں ۔ ان کے علاوہ آزاد کشمیر میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ڈراموں کی ایک طویل فہرست ہے۔آزاد کشمیر کے مایہ ناز ڈراما نگار اشتیاق احمد آتش ''آزاد کشمیر میں اردو ڈرامے کی روایت''کے حوالے سے لکھتے ہیں :

> ''تقسیم سے پہلے جب مہاراجا پونچھ میں وارد ہوئے تو ان کی دل نوازی کے لیے کوٹلی میں ایک ڈراما ہوا جس کا ایک کردار محیؒ الدین قادری اب بھی کوٹلی میں موجود ہیں ۔ خواجہ عطا محی الدین آج کل سینئر وکیل اور سیاسی جماعت کے مرکزی راہ نما بھی ہیں ۔ پھر ہمیں پچاس کی دہائی میں مظفرآباد میں ڈرامے کی ایک روایت ملتی ہے۔ اس وقت کے طالب علم وقار ملک (ریٹائرڈ ڈائریکٹر کالجز ، چیئر مین تعلیمی بورڈ) افتخار ملک (ریٹائرڈ پروگرام منیجر آزاد کشمیر ریڈیو) اور ان کے ساتھی ان ڈرامائی سر گرمیوں میں پیش پیش نظر آتے ہیں ۔ '' ۱۵ ــہ

آزد کشمیر میں اردو ڈرامے کا یک اور دھارا اور یہاں کے ڈراموں کی ایک دھڑکتی ہوئی روایت آزاد کشمیر ریڈیو بھی ہے ۔ آزاد کشمیر میں اس وقت تین نشر گاہیں قائم ہیں تراڑ کھل ، مظفرآباد اور میر پور ۔ان نشر گاہوں میں آزاد کشمیر کے ڈراما نگاروں کی تخلیقات نشر ہوتی رہی ہیں ۔آزاد کشمیر ریڈیو سے نشر شدہ ڈراموں پر ہزارہ یونی ورسٹی مانسہرہ میں سندی تحقیق (برائے پی۔ ایچ ڈی) کا کام بھی جاری ہے۔آزاد کشمیر میں اردو ڈراما نگاری کے خط و خال متعین کرنے اور اس فن میں کشمیر اور کشمیریت کے نشانات اُجاگر کرنے میں کشمیر کے پس منظر میں لکھے گئے بعض

ڈراموں کے موضوعات اور ڈراما نگاروں کے اسالیب کا بھی بڑا دخل ہے۔کشمیر کے پس منظر میں لکھے جانے والے یہ ڈرامے اسٹیج ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے میڈیم میں پیش ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ آزاد کشمیر کا ٹیلی ویژن چینل کیپیٹل نیوز بھی ڈراما کی نشر و اشاعت میں بر سرِ پیکار نظر آیا ہے ۔ جس میں ون ایکٹ ڈراما نشر کیا جاتا ہے ۔زیادہ تر ڈرامے کشمیر کے تناظر میں ہی لکھے گئے ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردورپور تاژ :

رپورتاژ فرانسیسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب رپورٹ ہے۔چشم دیدحالات و واقعات کی تحریر کو رپورتاژ کہا جاتا ہے ۔یہ صحافت اور ادب کی درمیانی کڑی ہے۔ ریاست جموں و کشمیر میں اردو رپورتاژ کا بہت زیادہ ذخیرہ نہیں ہے۔ریاست جموں و کشمیر کے پس منظر میں کئی رپورتاژ لکھے گئے ہیں۔آزاد کشمیر سمیت برعظیم میں اردو رپورتاژ نگاری کی شروعات فرزند کشمیر کرشن چندر کے رپورتاژ،پودے،لاہور سے بہرام گلا تک اورصبح ہونے تک، سے ہوتی ہے۔کرشن چندر کا رپورتاژ پودے اردو کا پہلا رپورتاژ ہے ۔یہ رپورتاژ ۱۹۴۵ء میں حیدرآباد دکن میں ادیبوں کی منعقدہ کل کانفرنس کے کے با رے میں تھاجس میں کرشن چندر نے شریک ادیبوں کا تعارف ، اپنے سفر کی تفصیل اور دوسرے کچھ امور کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔اس وقت یہ ایک نئی چیز تھی جس کی وجہ سے اسے پہلا رپورتاژ کہا گیا۔ قدرت اللہ شہاب کا یاخدابھی اردو میں ۱۹۴۷ءکے فسادات کے حوالے سے ایک اہم رپورتاژ ہے۔پروفیسر محمود ہاشمی کا رپورتاژکشمیر اداس ہے،خوب صورت بیان اور عمدہ اسلوب کے باعث اردوکا بہترین رپورتاژ ہے۔یہ رپورتاژ کشمیر کے تناظر میں لکھا گیا ہے۔چرن جیت لال سہگل کاداستان ہزار دن ،فسادات کے حوالےسے ان کے احساسات،جذبات اور واقعات کا اظہاریہ ہے۔ڈاکٹر افتخار مغل کابھونچالآزاد کشمیر میں ۲۰۰۵ءمیں ہونے والے زلزلے کی ہول ناک تصویر ہے۔ سری نگر جیل کی کہانی ،تحریک آزادی کشمیر کے بانی راہ نما محمد مقبول بٹ کا ایک ایسا رپورتاژ ہے جو کشمیر کی جدید تاریخ میں ایک اساطیری کردار کی حیثیت رکھتا ہے۔ریاست جموں و کشمیر کے دیگر رپورتاژ نگارونمیں پریم ناتھی پردیسی کاپانچ دن،مرزا یعقوب گورمانی کامعرکہ سرسالہ،بیگم ثریا خورشید کا جلتا ہوا کشمیر ،سید سلیم گردیزی کامیں نے کشمیر جلتے دیکھااورگرم پانیوں کی تلاش میں، محمد ا فصل ضیائی کارپورتاژجب کشمیر ڈوب رہا تھا، محمد شریف طارق کا خونی لکیر، یامین کا برف میں جلتے لوگ،محمد یوسف علیگ کاکشمیر نے جب انگڑائی لی،نثار حسین نقوی کاخوں آشام وطن،ڈاکٹر عبدالکریم کے پاکستانی جامعات :ادبی تحقیق اور علم کے فرعون،ہزراہ یونی ورسٹی میں قومی اردو کانفرنس اوراب دعائے نیم شب میں کس کو یاد آوں گا،محمد سعید اسد کا سر ی نگر کا راستہ ظہور الدین بٹ کا سری نگر کی وادیاں ڈاکٹر شفیق انجم کا سنکیانگ نامہ کے علاوہ دیگر کچھ تحریروں میں اردو رپورتاژ کے بھی اثرات موجود ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر میں اردوادب میں اگر چہ مقدار کے لحاظ سے اردو رپورتاژ کا ذخیرہ بہت ثروت مند نہیں ہے لیکن جو اردو رپورتاژ لکھے گئے ہیں ۔وہ اردو ادب میں میعار کے لحاظ سے بہترین رپورتاژ ہیں۔زیادہ تر رپورتاژ کشمیر کے ہی تناظر میں لکھے گئے ہیں تاہم دیگر موضوعات بھی شامل ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردوسفر نامہ:

سفرنامہ ایک ایسی صنف ہے جو سیاح دوران سفر یا سفر کے اختتام پر تحریر کرتا ہے۔ اردو میں یوسف خان کمبل پوش کاسفر نامہ عجائبات فرنگ پہلا سفر نامہ ہے ۔عجائبات فرنگ سے لے کر آج تک ارود میں کمال کے سفر نامے تحریر کیے گئے ہیں۔ریاست جموں و کشمیر ہر دور میں اپنی خوب صورتی کی بدولت لوگوں کی توجہ اور دل کشی کا مرکز رہی ہے۔کشمیر میں سفر نامے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ہیرو ڈوٹس،مارکوپولو،فاہیان،ہیون سا نگ،اوکونگ،البیرونی،فرانکوئس برنیئر،جارج فاسٹر،ڈی سدری،ولیم مور کرافٹ ا ور کئی دیگر سیاحوں نے کشمیر کا ذکر اپنے سفرناموں میں کر کے ریاست جموں و کشمیر کی تاریخ کے کئی گوشوں کو منظر عام پر لایا ہے۔سید سلیم گردیزی اس حوالے سے اپنی تصنیف ”غیر ملکی سیاحوں کی سیاحت کشمیر“میں لکھتے ہیں:

> ‘‘اس جنت نظیر خطے کی ایک جھلک دیکھنے ہر دور میں سیاح آتے رہے۔ان میں سے بعض نے باقاعدہ سفرنامے لکھے،جو دنیا کے مختلف ملکوں سے مختلف زبانوں میں شائع ہوئے اور دنیا بھر میں اس خوب صورت خطے کے تعارف کا باعث بنے۔’’۱۶ ؎

ریاست جموں و کشمیری میں اردو زبان کی پہلی نثری تصنیف چودھری شیر سنگ کا ‘‘سفر نامہ بخارا’’ہے جو مہاراجا رنبیر سنگھ کے عہد میں لکھا گیا ۔ اس لحاظ سے دیکھیں تو ریاست جموں و کشمیر کی کتابی صورت میں اولین ترین تحریر ہی ایک سفر نامہ ہے۔اسی دور کا ایک اور سفرنامہ ”سفرنامہ عزت اللہ“بھی ہے ۔ڈاکٹر ضیا الدین اپنے مضمون ‘‘کشمیر میں سفر نامے کی روایت ’’میں لکھتے ہیں:

> ‘‘ہماری ریاست (جموں و کشمیر)میں سفر نامے کے ابتدائی نقوش ہمیں پنڈت سالگرام سالک (۱۸۵۷۔۱۹۲۹ء)کے سفر نامے” تحفہ سالک“ میں ملتے ہیں’’ ۱۷ ؎

ڈاکٹر ضیا الدین کے مطابق ریاست جموں و کشمیر(مقبوضہ) میں آٹھ سفر نامے ملک راج صراف کا‘‘میری پاکستان یاترا،اوم پرکاش کا پاکستان میں دودن،جگن ناتھ آزادکاپشکن کے دیس میناورکولمبس کے دیس میں،صوفی غلام محمدکاروس کا سفر،خواجا ثنا اللہ بٹ کاپاکستان کا سفر،حامدی کاشمیری کا،پاکستان کا سفراوروجہیہ احمد اندرابی کاپاکستان کا سفرلکھے گئے ہیں۔

آزاد کشمیر میں منظر عام پر آنے والے سفر ناموں میں محمد دین فوق کے سفر نامے معلوماتی اورتاریخی ہیں ۔ دوسری اصناف کے ساتھ ساتھ انھوں نے چھے سفرنامے بھی لکھے ہیں، جن میں سفر نامہ کشمیر،رہنمائے کشمیر،شاہی سیر کشمیر،دیہاتی و پنچائتی سفرنامہ،نہرو کا سفرنامہ کشمیر، اورسفرنامہ ڈھاکا شامل ہیں۔ سفرنامہ کشمیر(۱۹۰۷ء) کاشمار ریاست جموں و کشمیرکے ابتدائی سفرناموں ہوتا ہے۔انھوں نے اپنے سفرناموں میں اپنے مشاہدات کو تاریخی معلومات کی بنا پر بیان کیا ہے۔کرشن چندرنے دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ سفرنامہ صبح ہونے تک بھی لکھا ہے۔بیگم ثریا خورشید کا بانہال کے اُس پار جولائی ۱۹۸۱ءسے اگست۱۹۸۱ء تک کے ۳۷ دنوں کا کشمیر کا سفر نامہ ہے۔میجر طلاخان سدوزئی کاسفرنامہ میرا سفرنامہ ان کی سیاحت ہندوستان پر مشتمل ہے۔ملک راج صراف کاسفر نامہ میری پاکستان یاتراپاکستان کا سفر نامہ ہے ۔وہ (۱۹۷۹ء)میں پاکستان آئے تھے۔اوم پرکاش کاسفر نامہ پاکستان میں دودنان کے دو روزہ دورہ پاکستان ،جو انھوں نے (۱۹۴۶ء)میں شیخ عبداللہ کے ساتھ کیا تھا کی روداد ہے۔جگن ناتھ آزادکے سفرنامےپشکن کے دیس میں،جنوبی ہند میں دو دن اورکولمبس کے دیس میں ،اپنی نوعیت کے اہم سفرنامے ہیں۔پشکن کے دیس میں روس کے سفر کی روداد ہے،کولمبس کے دیس میں امریکہ اورجنوبی ہند میں دو دن جنوبی ہند کے رودادِ سفر پر مشتمل ہے۔بیگم ثریا خورشیدکا سفر نامہ بانہال کے اُس پارریاست جموں و کشمیر کے تاریخی پس منظر،سیاسی اور سماجی حالات کو بیان کرتا ہے۔ڈاکٹر صابر آفاقی نے دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ کثرت نظارہ ، سفر محبتوں کااورخواب تھا جو کچھ کہ دیکھا،جیسے سفر نامے بھی تصنیف کیے ہیں۔’کثرت نظارہ گیارہ ممالک کا سیاحت نامہ ہے ، سفر محبتوں کامقبوضہ کشمیر کا سفر نامہ ہے اورخواب تھا جو کچھ کہ دیکھاقیام ایران کی یاداشتیں ہیں۔جان کشمیری کا سفر نامہ گوجرانوالہ سے اسلام آباد تک کا سفر ہے ۔جس میں انھوں نے وطن کی محبت کے حوالے سے تاریخی حوالوں اور ماضی کی محبتوں کو جگمگانے کی کوشش کی ہے۔

اسی طرح سید سلیم گردیزی کا سفر نامہ ‘ میں نے کشمیر جلتے دیکھا’ان کے بہ قول شعلوں میں گھری،آنسوؤں سے تر اور خون سے لتھڑی وادی کشمیر کا سفر تھا۔محمد کبیر خان ایک منفرد اور قابل ستائش سفرنامہ نگار ہیں۔ان کے سفرناموں میں ہمہ یاراں دشت ،سفر مفر،سفر بے سیار،اک ذرا افغانستان تک،سفر اطالیہ اورسونامی کے پیچھےشامل ہیں۔ وہ بنیادی طور پر مزاحیہ اسلوب کے دبستان سے وابستہ ہیں۔ شورش کاشمیری کا چار ہفتے یورپ میں،حامدی کشمیر ی کا انجمن آرزو،غلام الثقلین نقوی کےچل باب اگلے شہراورٹرمینس سے ٹرمینس تک،شمس کاشمیر ی کاجہلم سے عرفات تک،جسٹس خواجا محمد شریف کاوادی جنت کشمیر،بشیر حسین جعفری کے سورج میرے پیچھے،برطانیہ میں سو دن،نیو یارک کی گلیاں،امریکہ میں نئی جہت اورابو ظہبی کی ادبی رونقیں،سردار محمد ایوب خان کا تنگ آمد، یعقوب نظامی کے پاکستان سے انگلستان تک،مقدس سرزمین،پیغمبروں کی سر زمین ،مصر کا بازار ،یورپ یورپ ہے،اندلس منظر

بہ منظر،اور مغرب کی وادیوں میں سردار بشیر احمد صدیقی کا کشمیر سے سوات تک،پروفیسر رفیق بھٹی کے ایران صغیر سے لے کر ایران کبیر تک اوردوستی کا سفر،ڈاکٹر ظفر حسین ظفرکے وادی گل پوش،کشمیر یاترا،ڈاکٹر عبدالکریم کےمظفرآباد سے کھوئی رٹہ اورچار درویش وادی لیپہ میں، محمد اسلم راجاکارھائن بہتا رہا،فوزیہ عندلیب میرپور سے کھیوڑہ تک اور فرہاد احمد فگار کا خواب دیرینہ کی تعبیر لیپہ اپنی نوعیت کے بہترین سفر نامے ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردو سفر ناموں کا ایک وقیع ذخیرہ ہے۔آزاد کشمیر کے سفرنامہ نگاروں کی ایک خاص خوبی کشمیر اور اہل کشمیر سے ہم دردی اور محبت کا جذبہ ہے۔ان کے سفرناموں میں کشمیر کی زندہ تصویریں نمایاں ہیں اور تاریخی و جغرافیائی حالات سے قاری بخوبی آگا ہ ہو جاتا ہے۔ اہل کشمیر کے استحصال اور ریاست میں جد وجہد آزادی کی تصویر کشی بھی ان کے سفرناموں میں موجود ہے۔

آزاد کشمیر میں اردو خاکہ نگاری:

خاکہ میں کسی شخصیت کے ظاہری وباطنی پہلوؤں کواختصار کے ساتھ مگر جامع انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔خاکہ کا انداز غیر رسمی ہوتا ہے۔اردو ادب میں بڑے بڑے ادیبوں نے اس صنف میں اپنے جوہر دکھائے ہیں۔آزاد کشمیر کے ادیب بھی اس فن میں کسی سے پیچھے نہیں رہے ۔چراغ حسن حسرت جہاں اردو خاکہ نگاری کی مجموعی روایت کا ایک اہم کردار ہیں،وہیں وہ آزاد جموں کشمیر میں خاکہ نگاری کے امام بھی ہیں۔ چراغ حسن حسرت کے خاکوں کا مجموعہ مردم دیدہ اور دوڈاکٹر، اردو خاکہ نگاری کے ادب میں خوب صورت اضافہ ہیں۔ قدرت اللہ شہاب کی تصنیف ماں جی اپنی نوعیت کی دل کش تخلیق ہے ،جس میں انھوں نے ماں جی اور اپنے والد جی کے علاوہ دیگر چند کرداروں کے بارے میں خوب لکھا ہے۔محمد کبیر خان بنیادی طور پر مزاح نگار ہیں۔مزاح اور خاکہ کا گہرا تعلق ہوتا ہے ۔اس لیے اس صنف میں ان کے جوہر سب سے زیادہ کھلتے ہیں۔ان کے خاکوں میں چاند چہرے،ہمہ یاراں دشت،پہاڑ لوگ اورادب نا کیاں بہترین خاکے ہیں۔کبیر خان نے جس انداز سے کرداروں اور شخصیات کو پینٹ کیا ہے کوئی بڑا تخلیق کار ہی کرسکتا ہے۔محمد صغیر قمرکاکشمیر کے چراغ بنیادی طور پر تحریک آزادی کشمیر کی۳۴ گم نام شخصیات کے خاکے ہیں۔رومانوی اسلوب اور افسانوی انداز ان کے خاکوں میں جھلکتا ہے۔بیگم تنویر لطیف کاخاکہ کشمیر کی سرفروش خواتین ،سیاست دان خواتین،ادیب خواتین اور کشمیر کی سرفروش خواتین کی خاکہ نگاری پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹرافتخار مغل کےشخصی خاکےسوری رانگ نمبرزیادہ تر کشمیر سے وابستہ ادبی شخصیات اور فنون لطیفہ سے تعلق رکھنے والی سیاسی شخصیات کے خاکوں پر مشتمل ہے۔خواجا غلام احمد پنڈت کی تصنیف اوراق پارینہ کے باب دہم میں قلمی خاکے

موجود ہیں۔باب کا عنوان ہی چند قلمی خاکےہے۔سید بشیر حسین جعفری کی تصنیف زندہ باد کا ایک باب جن سے میں ملا ہوں ادبی،مذہبی اور سیاسی شخصیات کے خاکوں پر مشتمل ہے۔ شورش کاشمیری کاچھرے،ڈاکٹر صابر آفاقی کا نجوم ہدایت ، ڈاکٹر غلام حسین اظہرکاروبرو ،ڈاکٹر عبدالکریم کاتیمور کی اولاد،پروفیسر غازی علم الدین کاعجب چیز ہے لذت آشنائی،محمد اجمل تیموری کاگرتے لاشوں کی روداد،منصور احمدملک کا،خاص ہے ترکیب میں ،اہم ہیں۔خواجا خورشید احمد،امجد خورشید احمد ، امجد ممتاز، اظہر مسعود وانی، ارشد شیری، عبدالصبور شیدانی، مسعود اعجاز بخاری ودیگر کئی نام بھی صنف خاکہ نگاری میں شامل ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردوخطوط نگاری:

خطوط نویسی نثری اصناف ادب کی قدیم صنف ہے۔خطوط نویسی سے کسی بھی شخصیت کی مختلف سطحوں کا اندازہ ہو جاتا ہے۔خطوط مستند ماخذ بھی ہوتے ہیں۔اردو ادب میں شروع سے ہی یہ صنف موجود ہے ۔جہاں تک کشمیر کا تعلق ہے تو کشمیر کے لکھنے والوں کے ہاں مکتوب نگاری کی صنف ایک محبوب اور مقبول صنف رہی ہے۔ چنانچہ خطہ کے تقریباً ہر اہل قلم نے مکاتیب نگاری کی صنف میں اپنا حصہ ڈا ل کر اس صنف کو ثروت مند بنانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ریاست جموں و کشمیر میں مکتوب نگاری کے چار مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔جن میں تنہا انصاری کے خطوط کا مجموعہ خاطر احباب،خطوط چودھری غلام عباس،مرتبہ ڈاکٹر غلام حسین اظہر،میری مراسلت،مرتبہ بشیر حسین جعفری اور ہوا نامہ بر ہے،مرتبہ احمد شمیم'' شامل ہیں۔

تنہا انصاری کشمیر کے مایہ ناز شاعر اور نثر نگار تھے۔آپ کے خطوط علمی مباحث کے ساتھ ساتھ حالات حاضرہ پر بھی تبصرہ کرتے ہیں۔خطوط چودھری غلام عباس کو ڈاکٹر غلام حسین اظہر نے مدون کیا ہے۔اس مجموعہ میں ۴۹ شخصیات کے نام خطوط شامل ہیں۔چودھری غلام عباس کی وسیع المشربی کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ان میں سیاسی راہ نماؤں کے ساتھ ساتھ دانش وروں،ادیبوں اور شعرا کے نام بھی خطوط شامل ہیں۔ان کے خطوط میں علمی فضا کے ساتھ ساتھ اختصار اور جامعیت موجود ہے۔'شعور فردا،شہید کشمیر مقبول بٹ کے خطوط کا مجموعہ ہے جسے محمد سعید اسد نے مرتب کیا ہے۔ان خطوط میں ۱۹ شخصیات کے نام ۳۹ خطوط شامل ہیں۔ادبی چاشنی ان خطوط میں موجود ہے۔میری مراسلت''سید بشیر حسین جعفری کے احباب کے نام خطوط ہیں۔ شخصی اور موضوعاتی اعتبار سے یہ اہم خطوط ہیں۔سید بشیر حسین جعفری ایسے ادیب ہیں جنھوں نے اظہارِ ذات کے لیے خط کو موثر ترین ذریعہ بنایا ہے۔ہوا نامہ برمعروف شاعر احمد شمیم کے خطوط کا مجموعہ ہے ۔

ان کے علاوہ کئی اہل قلم نے مکتوب نگاری کی صنف میں اپنے جوہر دکھائے۔ جن میں سے کچھ ذیل ہیں۔قدرت اللہ خان، غلام حسین کاظمی ،محمد کبیر خان، اسلم راجا،

منیر، احمد شمیم الطاف قریشی، محمود ہاشمی، پروفیسر عبدالصبور شیلائی جنڈالوی، کہکشاں ملک، نصیر احمد ناصر، غلام الثقلین نقوی، ڈاکٹر صابر آفاقی اور زاہد کلیم کے علاوہ کئی دیگر نام شامل ہیں۔آزاد جموں و کشمیر میں اردو مکتوب نگاری کے حوالے سے ایک ثروت مند روایت موجود ہے۔ذرائع ابلاغ اور معاشی وسائل کی کمی نے اس صنف کو اہم ادبی سرگرمی بنا دیا ہے،جس کی وجہ سے آزاد جموں و کشمیر میں ادبی خطوط کا ایک قابل فخر سرمایہ موجود ہے۔

آزاد کشمیر میں اردوتحقیق و تنقید:

کشمیرمیں تحقیق و تنقیدکی شروعات سنسکرت،کشمیری،فارسی اور عربی زبان سے ہوتی ہوئی اردو زبان میں داخل ہوتی ہے ۔ ابتدا میں جتنا بھی علمی و ادبی سرمایہ تخلیق ہوا وہ انہی زبانوں میں ملتا ہے۔مسلم عہدحکومت سے لے کر کشمیری پنڈتوں ،صوفیائے کرام ،سکھوں اور پھر ڈوگرہ عہد حکومت میں تحقیق و تنقید کے حوالے سے کافی کام ہوا ہے۔تحقیق تنقید کے تناظر میں درج ذیل اہم کتب تقسیم کشمیرسے پہلے اور بعدمیں مختلف زبانوں میں تصنیف اور مرتب کی گئیں ہیں۔

پنڈت کلہن کی کتاب راج ترنگنی ،پنڈت ہر گوپال خستہ کی مثنوی گوپال نامہ،نرسنگھ اوتار،شگفتہ بہار،چہار گلزاراورگلدستہ کشمیر ، پنڈت سالگرام سالک کی گلاب نامہ،رشحات التحصیل،مرقع افکار،جوہرِ آئینہ ،موتی لال ساقی کی کشمیری زبان و ادب،عبدالاحد آزاد،مہجور اور ان کی شاعری،کشمیری شاعر ی پر جاگیرداری کا اثر اورکشمیر کی راجدھانیاں محمد امین پنڈت کی مختصر تاریخ کشمیر، لداخ کی کہانی،کشمیر کے آخری سلاطین، برج پریمی کی سعادت حسن منٹو، حرفِ جستجو، صد رنگ، ذوق نظر، آثارِ قدیمہ، کشمیری لوگوں کا سماجی پس منظر ،راجندر سنگھ بیدی ،پریمی رومانی کی جدید اردو شاعری،چند مطالعے میں تحقیقی وتنقیدی اظہار موجود ہے۔

ریاست جموں و کشمیر میں اردو تنقید کے ابتدائی نقوش محمد الدین فوق کی تحریروں میں پائے جاتے ہیں۔ان کی تخلیقات میں یاد رفتگاں، تذکرہ العلما المشائخ لاہور ،مشاہیر کشمیر ، حیات مولانا روم،شباب کشمیر، للا عارفہ،مزارالشعرا،عبد الاحد آزاد کی کشمیری زبان اور شاعری، نندلال طالب کی بہار گلشن کشمیر ،حبیب کیفوی کی کشمیر میں اردو ، پروفیسر عبدالقادر سروری کی کشمیر میں اردو،تین جلدیں‘‘اہم ہیں ۔اسی طرح کشمیر میں ادبی تنقید کے ابتدائی نمونوں میں محمد عمر اور نور الٰہی کی مشترکہ تصنیف ناٹک ساگر کی اہمیت مسلم ہے ۔پروفیسر جیلانی کامران کی تنقید کا نیا پس منظر ،نئی نظم کے تقاضے ،غالب کی تہذیبی شخصیت،اقبال اور ہمارا عہد،اقبال اور آزادی کی تحریک،ہمارا ادبی اور فکری سفر،امیر خسرو کا صو فیانہ مسلک،قومیت کی تشکیل میں زبان کا حصہ ، رشید امجد کی میر زادیب شخصیت اور فن،ڈاکٹر غلام حسین اظہر کی اردو افسانے کا نفسیانی مطالعہ ،میاں محمد بخش شخصیت اور فن،کشمیر کی جد وجہد

آزادی،خواجا غلام احمد پنڈت کی کشمیر آزادی کی دہلیز پر ، اوراق پارینہ ،کشمیر اور وسط ایشیا،پر وفیسر منیر احمد یزدانی کی شعور اقبال،ضرب کلیم کے حواشی و تعلیقات،ڈاکٹر صابر آفاقی کی تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں، اقبال اور کشمیر،اقبال اور امیر مینائی،خاتون عجم،برما میں اردو،غالب ہزارسوم کا شاعر،اقبال اور آزادی کشمیر،اقبال اور امر بہائی،عکس کشمیر ،جلوہ کشمیر،آئینہ کشمیر،مخلص وجدانی کی رشحات ابر، سید سلیم گردیزی کی کشمیر غیر ملکی سیاحو ں کی نظر میں ، پروفیسر محمد صغیر آسی کی شعرائے کشمیر،ڈاکٹر سید یوسف بخاری کی تصنیف کاشر شاعری شامل ہیں۔

ڈاکٹر خواجا عبدالغنی کی تصنیف علامہ انور شاہ کاشمیری،ان کے تلامذہ اور متوسلین کی خدمات زبان اردو، ڈاکٹر قاسم بن حسن کی موضوع کشمیر اور اردو کا افسانوی ادب،ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر کی کشمیر اور پاکستان کے لسانی روابط ڈاکٹر ظفر حسین ظفر کی اقبال اور ملی نشاۃ ثانیہ،مسرت صبوحی کی کشمیر میں مزاحمتی ادب۱۹۴۷ءکے بعد،ذوالفقار احمد کی اندلس اور اردو ادب، سلطان احمدکی کتابیات کشمیر (اردو)،اعجاز احمد کی اردو ناول میں کشمیر بطور موضوع،ظہور احمد کی پاکستان میں اردو ناول(۱۹۷۰ءتا ۱۹۹۰) ، ضیاءالدین کی پاکستان ٹیلی ویژن ڈراما اور کشمیر،سید صداقت حسین شاہ کی آزاد کشمیر میں تعلیمی اداروں کی ادبی خدمات،خان سعادت اکبر کی ماہنامہ سیارہ کی ادبی خدمات،سعدیہ برجیس ملک کی آزاد کشمیر کی ادبی انجمنیں،آصف حمید کی آزاد کشمیر میں اقبال شناسی کی روایت،محمد عرفان کی اقبال اور کشمیر،راجا محمد عتیق خان کی ملک حسن اختربحیثیت اقبال شناس،نذیرہ بیگم کی ڈاکٹر رحیم بخش بطور اقبال شناس،محمد قاسم کی بال جبریل کی منظومات پر محققانہ حواشی و تعلیقات،قیوم حسین شاہ کی ضرب کلیم اور ارمغان حجاز کی شرحو ں کا تبادلہ،مسعو احمدخان کی مرکزیہ مجلس اقبال:تاریخ اوراقبال شناسی کی روایت،محمد سعید خان کی اقبال اکادمی کی خدمات : ایک جائزہ،ڈاکٹرآمنہ بہار کی الطاف قریشی،شخصیت و فن،اردو شاعری میں کشمیر،ڈاکٹرافتخار مغل کی آزادکشمیر میں اردو شاعری،آزاد کشمیر میں اردو نثر،پروفیسرپروین کوثر کی شعرائے مظفرآباد،پروفیسررحمت علی خان کی آذر عسکری،شخصیت و فن ،فرہاد احمد فگار کی آزاد کشمیر کے منتخب غزل گو شعرا،محمد اسحاق خان علوی کی آزاد کشمیر میں اردو بطور دفتری زبان،ڈاکٹرمحمد ایوب صابر کی آزاد کشمیر میں اردو کے ترقیاتی ادارے،ڈاکٹرمحمد جاوید خان کی آزاد کشمیر میں اردو تحقیق و تنقید کی روایت،محمد صغیر خان کی کشمیر کی جدوجہد آزادی اور اردو ادب ،محمد عالم چوہدری کی تقسیم برصغیر کے بعد کشمیر میں اردوقابل ذکر ہیں۔

اسی طرح میر یوسف میر کی زاہد کلیم بہ حیثیت شاعراورآزاد کشمیرمیں اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری،ممتاز صادق کی کشمیر میں اردو نثر کا تحقیقی مطالعہ،میاں کریم اللہ قریشی کی پہاڑی اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ،ڈاکٹر عبد الکریم کی علامہ اقبال کی تین نظموں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ اورفرہنگ کلیات منشی پریم چند ،ڈاکٹر شفیق انجم کی

ڈاکٹر رشید امجد فن اور شخصیت اورڈاکٹر گوہر نوشاہی ایک مطالعہ،کمال عباس کی حیات نامہ ڈاکٹر صابر آفاقی ، سید مسعود اعجاز بخاری کی بوٹاخان راجس:شخصیت اور فن ،قاضی بشیر احمد کی حیات امیر شریعت مولانا عبداللہ کفل گڑھوی، پروفیسر شائق کی فیض الغنی،مولانا عطاءاللہ شاہ کی سوانح حیات حضرت مولانا سید ثناءاللہ شاہ،ڈاکٹر محمد ریاض کی حضرت پیر سید علی ہمدانی شاہ ہمدان، جواد جعفری کی میر سید علی ہمدانی، سید محمدآزاد کی حیات حضرت پیر شاہ غازی، حیات حضرت جنید شاہ، حیات حضرت غازی قلندر، حیات حضرت شاہ عنایت اللہ ولی، حیات حضرت سہیلی سرکار، حیات حضرت سائیں علی بہادر،حیا ت حضرت محمد علی/مائی طوطی صاحبہ، حیات قائد کشمیر،غازی ملت سردار محمد ابراہیم خان،سردار فتح محمد کریلوی،تاریخ کشمیر،تاریخ پونچھ،تاریخ سادات گردیزیہ پونچھ،پروفیسر باغ حسین کی حیات حضرت کملا بادشاہ،عبدالعزیز قریشی اسرارالاولیا ، ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری کی،تذکرہ صوفیائے کشمیر ،جواد جعفری کی چوہدری غلام عباس تاریخ کے آئینے میں،بشیر احمد قریشی کی تخلیق قائد کشمیر بلند پایہ تحقیق و تنقید کی کتب ہیں۔

ڈاکٹر غلام حسین اظہر کی تخلیق چوہدری غلام عباس :شخصیت اور کارنامےاورسوانح بطل حریت راجا محمد اکبر خان،محمد یعقوب چودھری کی قائد کشمیر اور تحریک کشمیر،مسعود احمد کی غازی ملت سردارمحمد ابراہیم خان کی مختصر سوانح حیات،سعید اسد کی کے۔ایچ خورشید: یادیں اور باتیں،ڈاکٹر غلام حسین اظہر، ایم ۔صادق یگانہ کشمیر، جابر طور آزادباغی افرنگ محمد دین مرحوم، خواجا عبدالغنی سوانح حیات خواجا احمد دین،پروفیسر محمد رفیق بھٹی محسنین کشمیر ، عبدالحق مراد کی قاضی جی ، محمد سعید اسعد،پروفیسر جمیل اجمل شاگردوں کی نظرمیں،توصیف آصف،میجر گل .....الوداع ، بیگم تنویر لطیف،"کشمیر کی سرفروش خواتین،شاہین کوثرمغل کی محترمہ فاطمہ جناح، شخصیت و خدمات،ڈاکٹر سید یوسف بخاری کی کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ اورکشمیری زبان و ادب کی مختلف تاریخ،کریم اللہ قریشی کی پہاڑی اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ،راجا سجادلطیف خان کی مطالعہ کشمیر،جی۔ایم میرکی کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ،کشمیر کا مستقبل اپنی اہمیت رکھتی ہیں۔

پروفیسر نذیر تشنہ کی تاریخ کشمیراورچنار کشمیر،غازی محمد امیر،تاریخ جموں و کشمیر،ڈاکٹر محمد صغیر خان کی پونچھ کی تہذیب و ثقافت،سردار محمد ابراہیم خان کی تحریک آزادی کشمیراورکشمیر کی جنگ آزادی،ڈاکٹر محمد سرور عباسی کی تحریک پاکستان کے سیاسیا ت کشمیر پر اثرات اورکشمیر ی مسلمانوں کی جدوجہد آزادی (۱۹۴۰ءتا۱۹۴۷)سردار محمد عبدالقیوم خان کی مقدمہ کشمیر،عبدالروف خان کی کشمیر دانشوروں کی نظر میں ، پروفیسر الف دین ترابی کی تحریک آزادی کشمیرمنزل بہ منزل ،محمد صغیرقمرکی مقبوضہ کشمیر کے ٹارچر سیل ،ڈاکٹر سلام الدین نیاز کی ان کہی داستان کشمیر،سید عارف بہارکی کشمیر بیلٹ سے بلٹ تک،پروفیسر شاہین کوثر کی کشمیر بلاتا ہے تم کو،امیر زمان طاہرکی جموں کشمیر کا مستقبل اور پاکستان، محمد امین

کیانی ایڈووکیٹ کی مسئلہ کشمیر اور دانشور،سردار گلزار حجازی کی تاریخ آزادی کشمیراورانقلاب پونچھ۱۹۴۷،محمدشریف طارق کی جموں کشمیر کی جنگ آزادی کی کہانی تاریخ کی زبانی،راجا محمد آزادخان کی زر خرید ریاست،سردار مختار خان کی آزادی کا خواب پریشان، پروفیسر خواجا عبدالصمد کی پاک کشمیر،سردار عارف سدوزئی کی تاریخ سدھن قبائل ،سردار بشیر احمد صدیقی کی تاریخ مغل قبائل،عبدالقیوم ماگرے کی ماگرے ایک جنگجو کشمیری قبیلہ،کیپٹن (ر) محمداشرف خان کی النسباب القبائل اکبریہ کشمیر و پاکستان،محمود ہاشمی کی یہ شاعر و افسانہ نویس اورسیدہ نرجس افتخارکی تخلیق شاہراہ اردو کے چند اہم سنگ میل شامل ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر شفیق انجم کی ، اردو افسانہ بیسویں صدی کی تحریکوں کی روشنی میں،بنت رفیق کی ایک شام رفیق محمود بھٹی کے نام ، منظور احمد خان کی اقبال اور سیاسیات اوراقبال اور وسط ایشیا ،محمد عالم چوہدری کی عبدالعزیز علائی شخصیت اور فن،ڈاکٹر ظفر حسین ظفر کی برصغیر میں مسلمانوں کا جداگانہ تشخص اور علامہ اقبال،پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف خان کی مغرب اور اسلام،شیخ محمود احمد کی مسئلہ زمین اوراسلام،پروفیسر غازی علم الدین کی تنقیدی و تجزیاتی زاویےکے علاوہ کئی کشمیر اور شخصیات نمبر بھی تنقید و تحقیق میں اہم ہیں۔جن مینکشمیر نمبر ادبی دنیا لاہور،چراغ حسن حسرت نمبر،محمود ہاشمی نمبر رشید امجد کا تنقیدی مجموعہ ہافت وناتافت ان کا یادگار تنقیدی کارنامہ ہے ۔ان کے بعد نصیر احمد ناصر کی مابعد جدیداور تنقیدی کا رجحان،نثری نظم کا تخلیقی جواز،اردو تنقید کے اصطلاحاتی شگاف،فرہاد احمد فگار کی احمد عطا اللہ کی غزل گوئی،آزاد کشمیر کے منتخب غزل گو شعرا،یاسمین یونس کی مقصود حسین راہی کی نظم گوئی،ارم مشتاق کی سید رضوان حیدر بخاری کی نعت گوئی،صوفیہ کی میجر رفیق جعفری بہ حیثیت شاعر،شہناز مجسر کی بدر چوہان پونچھی بہ حیثیت شاعر ''،ثنا السلام کی گلزارحسین بہ حیثیت شاعر،اقبال اختر کی مخلص وجدانی بہ حیثیت شاعر،مہتاب عالم کی ڈاکٹر صابر آفاقی بہ حیثیت شاعر،صائمہ خان کی ڈاکٹر افتخار مغل بہ حیثیت شاعر،بھی اہم نوعیت کی تحقیقی و تنقیدی تخلیقات ہیں ۔

جامعہ آزاد جموں و کشمیر میں شعبہ اردو کے قیام کے ساتھ ہی تحقیق و تنقید کا ایک جدید دور شروع ہو جاتا ہے۔شعبہ کے اساتذہ اور طلبہ نے تحقیق و تنقید کے کئی گوشے روشن کیے اور ان شا اللہ یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔کچھ تحقیق و تنقیدی کام میں افضال عالم کی تخلیقی کوشش شمس الرحمن فاروقی کے ناول کئی چاند تھے سرِآسماں کی فرہنگ،توفیق خالدکی اکرم سہیل بہ حیثیت شاعر،قمر الزمان قمر کی محمد خان نشتر بہ حیثیت شاعر،رانا سجادکی فراز کی نظموں میں انقلابی رجحان،تیمورسلیم کی اختر رضا سلیمی کی ناول نگاری''،رضا علی عابدی کی فیض کی نظموں میں اشتراکیت،آفتاب چوہان کی منور قریشی بہ حیثیت شاعر،خاور نذیر کی نامے بہ نام افتخار کی تدوین،عدیل متین کی پروفیسر صغیر آسی بہ حیثیت شاعرکوثر گیلانی کی ڈاکٹر ندیم حیدر بخاری بہ حیثیت شاعر،عابد قریشی کی جاوید احمد بہ حیثیت شاعر،مطلوب انقلابی کی ڈاکٹر الطاف یوسف

زئی کے سفر نامہ تھائی لینڈ کے رنگ:ایک مطالعہ شمائل نذیر کی عبد الحق مراد بہ حیثیت شاعر ، آفاق احمد کی باغ میں اردو شاعری کی روایت،شبیر احمد کی طلوع ادب کی ادبی خدمات،صبا کریم کی ڈاکٹر آمنہ بہار بہ حیثیت شاعر،انعم فضیل راجا کی ابراہیم گل بہ حیثیت شاعر،تنقیل احمد کی واحد اعجاز میر بہ حیثیت شاعر،سبیلہ ایمن کی تقویم طاہر بہ حیثیت شاعر،رمشا کنول کی زاہد کلیم کی کتاب روح انقلاب کی فرہنگ،ذوالمنین بتول کی آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی سنٹرل لائبریری میں اردورسائل کی تدوین، اریبہ سرفراز کی ڈاکٹر کاشف رفیق بہ حیثیت شاعرسعدیہ بشیر کی ڈاکٹر عبدالکریم بہ حیثیت نثرنگار،سیدہ طلعت رباب کی ڈاکٹر نثار ہمدانی بہ حیثیت شاعر،ثانیہ انجم کی ڈاکٹر نذر عابد کی کتاب ساتواں رنگ : ایک جائزہ کے علاوہ کئی اہم نوعیت کے مضامین بھی شامل ہیں۔گورنمنٹ کالج میرپور کے بی -ایس اردو کے طلبہ نے بھی ۱۶ مقالے آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی شعبہ اردو کے زیر اہتمام لکھے ہیں۔

علاوہ ازیں تحقیق و تنقید زیادہ تر ادبی تخلیقات پر تبصروں ،ادبی مجلات،اخبارات و جرائد، فلیپس ،تنقیدی مقالہ جات، تجزیوں، کتب پر تبصروں، دیباچوں ،مقدموں اور شخصیات نمبرزکی شکل میں ہے۔ اس کے علاوہ آزاد کشمیر اور پاکستان میں کشمیر کے بے شمارموضوعات پر تحقیقی و تنقیدی کام ہو رہا ہے۔ریاست جموں و کشمیر میں اردو زبان کی ابتدا،آزاد کشمیر میں اردو زبان کے تاریخی پس منظر،،آزاد کشمیر میں اردو نثر،آزاد کشمیر میں اردو شاعری،آزادکشمیر میں ادبی انجمنوں کی اردو خدمات،تحریک آزادی کشمیر پر لکھا جانے والا ادب اورآزاد کشمیر میں اردو اخبارات و جرائد کی ادبی خدمات پر تحقیق و تنقید کے حوالے سے کافی کام ہوا ہے۔ اس طرح آزاد کشمیر میں تحقیق و تنقید کے حوالے سے ایک دقیع سرمایہ موجود ہے۔

آزاد کشمیر میں اردوانشائیہ:

اردو ادب میں انشائیے کی باقاعدہ روایت ڈاکٹر وزیر آغا کی کتاب خیال پارےسے شروع ہوتی ہے۔آج بہت اچھے انشائیے اردو ادب کا حصہ بن چکے ہیں۔آزاد جموں و کشمیر میں انشائیہ نگاری کے دھندلے سے نقوش تو محمد الدین فوق کی تحریروں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔منشی محمد الدین فوق کی آئینہ خود شناسی، بادشاہت اور دیوانگی، چند لطیفے، دل چسپ شاعرانہ حاضر خوابیاں،تخت اور تختہ، جعلی شہزادے اور ان کی دیگر کئی تحریروں میں انشائیے کے رنگ موجود ہیں۔ تاہم باقاعدہ انشائیہ کا آغاز چراغ حسن حسرت کی تحریروں سے ہوتا ہے۔ چراغ حسن حسرت کی مطائبات، دوڈاکٹر، کیلے کا چھلکا زرنیچ کے خطوط، جدید جغرافیہ پنجاب اورمضامین حسرت جیسی تصانیف میں انشائیہ اپنے رنگ بکھیرتا نظر آتا ہے۔ ، اسی طرح کرشن چندرکی کتاب ہوائی قلعے، غلام احمد پنڈت کی اوراق پارینہ، محمد کبیر خان کی ہمہ یاراں دشت،کشمیر کا تاریک جغرافیہ ،سید بشیر حسین جعفری کی آپ بیتی زندہ باد ، پائندہ بادمیں انشائیوں کا رنگ کافی گہرا ہے۔ محمود فریدی کی کتاب مقدمہ روح میں بھی انشائیوں کا رنگ غالب ہے۔بیگم ثریا

خورشید کی چناروں کے سائے،عباس احمد آزادکی بربادیوں کی دہلیز پر،میر غلام احمد کشفی کی کشمیر ہمارا ہے،حبیب کیفوی کی کتاب میں اور میرا کشمیر،اعجاز احمد فاروقی کی نوشتہ دیوار،پروفیسر زاہد حسین کی اہل حرم کے سومنات،پروفیسر خواجا عبدالصمدکی پاک کشمیر میں انشائیے کے رنگ غالب ہیں۔

آزاد جموں و کشمیر میں بہ طور صنف انشائیہ نگاری کے حوالے سے بہت زیادہ سرمایہ تو نہیں ہے لیکن معیار کے اعتبار سے اچھے انشائیے لکھے گئے ہیں۔ اب تقریباًہر نثر نگار کے ہاں انشائیہ نگاری میں طبع آزمائی اپنے تمام انشائی رنگوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

آزاد کشمیر میں اردوآپ بیتی :

آپ بیتی کا آغاز انسانی تاریخ کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہ السلام کی جدائی کے ایام کی کہانی انھوں نے ایک دوسرے کو سنائی ہو گی۔ اسی طرح قابیل نے جب ہابیل کو قتل کیا تو قابیل نے یقیناً اپنی غلطی کا بیان خود جاری کیا ہو گا۔دنیا کی تمام زبانوں اور زمانوں میں آپ بیتوں کی روایت موجود ہے۔اردو آپ بیتوں کے ابتدائی نقوش صوفیائے کرام کے ملفوظات میں ملتے ہیں۔نواب صدیق خا ن بھوپالی کی آپ بیتی القالمنن بالقالمنن ،مولانا جعفر تھا نیسری کی کالا پانی اور دیگر آپ بیتیاں ہیں جو اردو کی ابتدائی آپ بیتوں میں شمار کی جاتی ہیں۔

کشمیر میں اردو آپ بیتی کے ابتدائی نقوش کشمیر میں اردو شاعری کی پہلی تخلیق غلام محی الدین کی گلزار فقراور نثر میں پہلی تخلیق شیر سنگھ کے سفر نامہ سفر نامہ بخارا میں تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ جب کہ کشمیر میں پہلی اردوآپ بیتی محمددین فوق کی آپ بیتی سرگزشت فوق ہے۔ڈاکٹر اجمل نیازی کا یہ کہنا درست ہے کہ سرگزشت فوق آپ بیتی اور جگ بیتی کا ایک دل چسپ امتزاج ہے۔ اسی طرح چودھری غلام عباس کی آپ بیتی کشمکش(۱۹۵۰) چھبیس ابواب پر مشتمل ہے جو اپنے اسلوب اور فکر و فن کے اعتبار سے اردو میں ایک اچھی اور تاریخی دستاویز ہے۔سردار محمد ابراہیم خان کی آپ بیتی متاعِ زندگی(۱۹۶۶)ان کی داستان حیات اور تحریک آزادی کشمیر کی ایک مستند تاریخ اپنے اندر سموئے ہوئی ہے۔شیخ محمد عبداللہ کی آپ بیتی آتش چناراپنے موضوعات،مواد اور ادبی رنگ کی وجہ سے ہی ایک اہم تحریر نہیں ہے بل کہ ان کی یہ تصنیف ان کی زندگی کے عجیب و غریب نشیب و فراز کی ایک عبرت ناک داستان بھی ہے۔شورش کاشمیری کی آپ بیتی بوئے گل نالہ دل دودِ چراغِ محفل اپنے اسلوب کی دل کشی،پیش کش کی خوب صورتی کے ساتھ ساتھ بر عظیم کی سیاست ،تحریک آزادی اور ایک متحرک کشمیری کی داستان ہے۔ولی عہد,ڈاکٹر کرن سنگھ کی آپ بیتی ہے۔ڈاکٹر کرن سنگھ نے اسے انگریزی میں(Heir Apparant) کے نام سے لکھی ہے،جس کا اردو

ترجمہ غلام نبی شیدا نے کیا ہے۔اس آپ بیتی میں جہاں ڈاکٹر کرن سنگھ کی ذاتی زندگی کا احوال سامنے آتا ہے وہاں انکشافِ ذات اور خود کشائی کے ساتھ ساتھ تاریخ کے کئی اہم گوشے بھی منکشف ہوتے ہیں۔

قدرت اللہ شہاب کی آپ بیتی شہاب نامہ میں ۵۹ ابواب وعنوانات کے تحت موضوعات پاکستان اورموضوعات کشمیر کے ساتھ ساتھ اہم واقعات،مشاہدات ،شخصیات کا تذکرہ ایسے منفرد اسلوب بیان کے ساتھ کیا گیا ہے کہ تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔اس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ شہاب نامہ ایک فرد کی داستان نہیں بلکہ ایک عہد کی تاریخ بھی ہے۔بیگم ثریا خورشید کی آپ بیتی چناروں کے سائے۔ان کی کشمیر سےیادوں اور باتوں کی خوش بو کے ساتھ ساتھ تاثراتی انداز ،دلی کیفیات اور احساسات و جذبات کے بیان پر مشتمل اپنا منفرد انداز رکھتی ہے۔داستانِ حیات مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیر اعلیٰ سید میر قاسم علی کی ذاتی زندگی کے احوال ،سیاسی اور تاریخی واقعات پر مشتمل ان کی رائے ہے۔خاص طور پر کشمیر کی تحریک آزادی اور سیاست کے حوالے سے یہ آپ بیتی نعمت غیر مترقبہ ہے۔سید محمود آزاد کی آپ بیتی عمرِ رفتہ۲۸مختلف عنوانات اور کئی موضوعات پر مشتمل اپنے اسلوب بیان کے لحاظ سے اردو آپ بیتی کی روایت میں ایک خوب صورت اضافہ ہے۔شمشیر سے زنجیر تک۳۰ ابواب اور رنگا رنگ موضوعات پر مشتمل آپ بیتی کرنل مرزاحسن خان کی ہنگامہ خیز داستانَ حیات ہے۔

رودادِ قفس (۱۹۹۳) تحریک آزادی کے اہم راہنماسید علی گیلانی کی ستر ابواب پر مشتمل داستان عزیمت اپنے خوب صورت ،منفرد اسلوب اور موضوعاتی انتخاب و تنوع کے باعث ایک اہم آپ بیتی ہے۔ان کی ایک اور آپ بیتی وولر کنارے بھی ان کی ہمہ جہت شخصیت،صبر وقربانی اور عزم وعزیمت کی زندگی کی داستان ہے۔لبریشن فرنٹ کے قائدامان اللہ خان کی آپ بیتی جہد مسلسل ان کی ذاتی زندگی،تحریک کشمیر ،مسئلہ کشمیر اور خاص طو پرخود مختار کشمیرکی جدوجہد کی کہانی پر مشتمل ایک سیاسی سوانح عمری ہے۔اردو ادب کی آپ بیتیوں میں ڈاکٹر رشید امجد کی آپ بیتی تمنا بے تاب اسلوب کے ساتھ ساتھ پیش کش میں بھی منفرد ہے۔ان کی یہ تصنیف زندگی سے جڑے ان کے واقعات،تصورات،خیالات ،تجزیے اور نقطہ ہائے نظر ہیں۔سردار بشیر احمد صدیقی کی آپ بیتی زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے,زندگی کے حالات و واقعات ،خیالات اور مشاہدات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

چلمن سے چمن تک شملہ مفتی کی ایک ایسی آپ بیتی ہے جس میں انھوں نے پرانی قدروں اور قدیم روایتوں کو نئی سوچ میں بدلنے کی دشواریوں اور تلخ تجربوں کو بیان کیا ہے۔خاص طور پر خواتین کے مسائل اور معاملات کی اس عہد کی ایک مکمل تصویر کے ساتھ ساتھ سماجی،ثقافتی،تمدنی اور سیاسی مناظر کی جھلکیاں بھی کتاب میں موجود ہیں۔کاروانِ یوسف سیاسی راہنما چودھری یوسف کی محنت کی عظمت کی داستان ہے۔انھوں نے شاہراہِ حیات میں چلتے چلتے جو دیکھا جو سنا اور جو برتا اسے کاروان

یوسف کا نام دے دیاسید بشیر حسین جعفری کی آپ بیتی زندہ باد،پائندہ بادتاریخ کشمیر،تحریکِ آزادی کشمیر ، پاکستان اور دنیا بھر کے کچھ عہد کے اہم واقعات،سیاست حاضرہ کا منظر نامہ،ہزاروں مقامات ، علاقوں اورتذکرہ رجال کے علاوہ ان کی زندگی کی جھلکیوں کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات کے لحاظ سے اپنی نوعیت کی منفرد آپ بیتی ہے۔حافظ یعقوب ہاشمی کی آپ بیتی حاصل عمرِ رائیگانان کی سیاسی،علمی اور فکری شخصیات سے ملاقاتوں پر مشتمل یاداشتیں ہیں۔یہ کہا جا سکتا ہے کہ حاصل عمرِ رائیگاںایک بھرپور زندگی کی نہ صرف ایک داستان ہے بلکہ علمی ، ادبی،سیاسی اور ثقافتی سرمائے کی ایک مستند دستاویز بھی ہے ۔ بلاشبہ یہ آپ بیتی اپنے اسلوب اور پیش کش کے لحاظ سے ایک اہم آپ بیتی ہے۔نقش بر آب ماہر تعلیم آزادکشمیر کے سابق مشیر تعلیم و بیوروکریٹ محمد یوسف چودھر ی کی داستان حیات کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر میں سول سروس اور خاص طور پر شعبہ تعلیم میں ہونے والی پیش رفت کی تفصیلی رپورٹ ہے۔محمد غوث چوہان کی آپ بیتی جموں کی یادیں ان کی یاداشتوں پر مبنی آپ بیتی ہے۔داستانِ عزم عبد القیوم راجا کی داستان اسیری ہے جو انہوں نے بھارتی سفارت کارمہارترے کے قتل کے الزام میں برطانوی جیلوں میں بائیس سال کی قید کے کاٹے ۔ داستانِ حیات میجر جنرل محمد حیات خان کی آپ بیتی ہے جس میں انہوں نے اپنی ذاتی زندگی ،اپنے خاندان اور عہد کے حالات و واقعات، تحریک آزادی کشمیر کی سیاست کے ساتھ ساتھ اس عہد کی سیاسی ،تہذیبی،سماجی اور دیگر پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔یادوں کے شیریں نقوش مسز مقبول حمید کی آپ بیتی ہے یہ نہ صرف ان کی زندگی کے نشیب وفراز ، خاندان کی کہانی ہے بلکہ دور افتاد گاؤں کے پسماندہ علاقے کے رسوم رواج،سیاسی و سماجی،تہذیبی و ثقافتی حالات کا عمدہ بیان بھی ہے۔

اسی طرح سردار محمد ایوب خان کی تنگ آمد،شریف طارق کی زندگی جبرِ مسلسل،فضل شوق کی میری یادیں،ایم سلیم کی باغ شیری سے بر یڈ فورڈ تک،پروفیسر اکرم طاہر کی دعا کر چلے،رعنا راجوری کی یادونمیں ڈھلتے لمحے،ڈاکٹر صابر آفاقی کی نایاب ہیں ہم،جسٹس عبد الغفور کی سفر مسلسل،عبد الطیف انصاری کی نقوش حیات،علی شان چودھری کی نقشِ علی شان،کلیم اللہ کی ریت پر قدموں کے نشاں،چودھری لعل خان کی آواز حق،محمد سعید بخاری کی رودادِ زنداں،محمد صادق چودھری کی یادوں کی سوغات،یعقوب شائق کی عزیز عمر رفتہ،سردار مختار خان کی آزادی کا خواب،جسٹس منظور حسین گیلانی کی میزان زیست،راجا مختار احمد راٹھور کی دلوں کا حکمران ،عبدالرشید کرناہی ایڈووکیٹ کی آپ بیتی،جگ بیتی اورسابق صدر آزاد جموں و کشمیر سردار محمدیعقوب خان کی یعقوب سے یعقوت تک آزاد کشمیر کے اردو ادب میں اچھی آپ بیتیاں ہیں۔

اس طرح دیگر افسانوی و غیر افسانوی تصانیف اور شاعری میں بھی آپ بیتی کے نقوش پائے جاتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ کشمیر کے اردو ادب میں آپ بیتی کا سفر اگرچہ مختصر ہے۔مقدار کے لحاظ سے دیگر اصناف کی نسبت سرمایہ کم ہے لیکن

معیار کے اعتبار سے خوب صورت آپ بیتیاں موجود ہیں۔ادبی شخصیات سے زیادہ سیاسی شخصیات کی آپ بیتیاں زیادہ ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردو سوانح نگاری:

کشمیر میں جس صنف پر سب سے زیادہ لکھا گیا ہے وہ سوانح نگاری ہے۔سوانح نگاری میں سیاسی ، مذہبی ، ادبی ، روحانی،سماجی ، عسکری اور دیگر شخصیات کی سوانح عمریاں شامل ہیں۔لالہ بوٹا مل کی ہدایت کاشت چائی ،رنبیر کلکشن،پنڈت ہرگوپال خستہ کی گلدستہ کشمیر،محمد دین فوق کی تصانیف سلطان زین العابدین،مشاہیر کشمیر،ملا دوپیازہ،نواب دبیر الملک،تذکرۃ العلمین،حیات مولانا روم،داد گنج بخش ،خاتون جنت،حیات نور جہاں و جہانگیر ، مہاتما بدھ،تذکرہ خواتین دکن ،محب وطن خواتین ہند،مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی،اللہ عارفہ،خواتین کشمیر،حسن بصری،مجدد الف ثانی ، شباب کشمیر،سرگزشت فوق بھی سوانحی ادب میں اہم ہیں۔

سید محمود آزاد کی حیات شبلی،حیات جوہر،حیات حضرت امیر کبیرسید علی ہمدانی،حیات قائد کشمیرچودھری غلام عباس ،سردار فتح محمد خان کریلوی،حیات حضرت پیر جنید شاہ،حضرت پیر شاہ غازی قلندر،حضرت سائیں علی بہادر، سردار محمد ابراہیم خان،حیات سائیں سہیلی سرکار،حیات قائد کشمیر،شاہ عنایت،غازی ملت تذکرہ اولیائے کشمیر ، عراق میدان جنگ میں شامل ہیں۔

ڈاکٹر غلام حسین اظہراوربریگیڈئیر ایم صادق خان کی یگانہ کشمیراورعمر رفتہ،ڈاکٹر غلام حسین اظہر کی میاں محمد بخش ، محمد اکبر خان،میاں سکندرکی میاں محمد بخش،جلہ پتن بھمبر قائداعظم نمبر، مجلہ پتن بھمبر چوہدری غلام عباس نمبر، روبرو,پروفیسر باغ حسین کی حیات حضرت سائیں کملا بادشاہ،بشیر احمد قریشی کی قائد کشمیرچودھری غلام عباس،میر زمان طاہر ایڈووکیٹ کی مقبول شہید بٹ محمد سعید اسدکی بطل حریت ا شفاق مجید وانی شہید،جواد حسین جعفری کی میاں محمد بخش ، سید سلیم گردیزی کی علی گیلانی،مخلص وجدانی کی مولانا علی محمداور ڈاکٹر صابر آفاقی، سردار محمد عبدالقیوم خان کی نظریاتی کشمکش،مذاکرات سے مارشل لا تک ، پروفیسر اکرم طاہرکی استاد کی افتاداپنی شناخت رکھتی ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر صابر آفاقی کی حسین بن منصور علاج ، نجوم ہدایت،خاتون عجم،رشحات ابر،علی محمد باب اورطاہرہ قراۃ العین،ڈاکٹر خواجا عبدالغنی کی حیات سید نور الدین اورسوانح خواجا احمد دین، علی چغتائی کی قائد انقلاب،محمدرفیق خواجا کی سفیر حریت،ڈاکٹر افتخار مغل کی بطل حریت راجا محمد حیدر خان،سعید راشدکی شہید کشمیر:کرنل حق نواز کیانی, پروفیسر صغیر آسی کی تذکرہ شعرائے کشمیر،شوق کشمیری کی خاتون کشمیر:فریدہ بہن جی،عبدالعزیز قریشی کی اسرارالاولیا،محمد یعقوب شائق کی فیض غنی،مولانا محمد اسحاق خان کی تحفہ علم و حکمت،مولانا بشیر احمد کاشمیری کی

تعزیرات کشمیر،محمدطیب حسین نقشبندی کی اولیائے کشمیر،پروفیسر زائد حسین مرزاکی اہل حرم کے سومنات،پروفیسر محمد عبد القیوم کی چراغ راہ منزل،راجا خضر اقبال کی فضلیت علم،غلام حسین وانی کی قرآن اور غزالی کا نظریہ تعلیم،پروفیسررشید احمد قاسمی کی تعلیم اور فکر اسلامی،مولانا منظور احمد سیاکھوی کی معارف قرانی،مفتی سید شمس الدین بخاری کی ضرب مومن،مولانا قاضی بشیر احمدحیات جناب امیرشریعت حضرت مولانا عبداللہ کفل گڑھی،شاہد محمود ملک کی انکشافات حق،پروفیسر ڈاکٹر یوسف بخاری کی تذکرہ صوفیائے کشمیراورعبدالاحد آزاد،فضل اللہ کی راہ وفا کے شہید،محمد فاروق رحمانی شیخ عبداللہ کے نقوش،پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی شوکت کی علامہ انور شاہ کاشمیری،امیر زمان طاہر کی مقبول بٹ شہید،محمد سعید احمد کی اشفاق مجید وانی،میاں محمد سکندر کی مرد قلندرحضرت میاں محمد،محمد احمد اندرابی کی مشاہیر کشمیر،بو علی چغتائی کی قائد تعلیم انقلاب،چراغ حسن حسرت کی قائداعظم،ڈاکٹر ایوب مرزا ہم کہ ٹھہرے اجنبی ، غلام حسین شاہ کی انقلاب کشمیر،ایم نذیر تشنہ مینا ر پاکستان،تعلیم نفسیات،اردو ادب کا ارتقا،محمد سعید اسد کی کشمیر ، قائداعظم اورکے۔ایچ خورشید،جموں کشمیر بک آف نالج،کشمیر کی لوک کہانیاں،خطبات خورشید،شیراز کاشمیری کی کشمیری قوم اور قومیتیں،پروفیسر محمد عارف خان کی کشمیر،الحاق وخودمختاری کی بحث،خواجا غلام احمد پنڈت کی کشمیر اور وسط ایشیا،اوراق پارینہ،محمد بشیر خان سونے کی چڑیا اور آگ کا دریا،محمد خلیل ثاقب کی آئینہ سلوک،جی۔ایم میر کی کوہستان قراقرم سے بحیرہ قزوین تک،جموں کشمیر کی جغرافیائی حقیقتیں،عبدالرشید چغتائی کی آسان میزان الاشعار ، مصنف داد مرزا ایڈووکیٹ کی حسن بے پرواہ،بشیر احمد صدیقی کی منزل مراد، سردار عبدالقیوم کی مقدمہ کشمیر،سردار عبدالروف خان کی کشمیر دانشوروں کی نظر میں،محمد احمد اندرابی مشاہیر کشمیر،پروفیسر عبدالصمد غنی کی پاک کشمیر،رشید شاہ فاروقی کی تاریخ اولیائے کشمیر ،وادی نیلم مظفرآباد سے تاؤبٹ تک کے علاوہ چھوٹے بڑے مذہبی اور تصوف پر مبنی رسائل بھی ہیں گو کہ ان کا مقصد دین کی تبلغ کا تھا لیکن اردو علم وادب کو بھی فروغ ملا۔

آزاد کشمیرمیں اردو زبان میں لکھی گئی سوانح عمریاں اردو ادب کی ترویج میں نمایاں کردار کی حامل ہیں۔ان سوانح عمریوں سے جہاں ایک طرف کشمیر کے ہل قلم کے فکری مزاج کا پتا چلتا ہے وہاںرجحان طبع کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔کئی دوسری اصناف میں بھی صنف سوانح کی جھلکیاں موجود ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردوتاریخ نگاری:

انسانی طرز معاشرت،تہذیب و تمدن،قوموں کے اعمال و افعال اور عروج و زوال کا انداز تاریخ کے اوراق پارینہ سے ہی لگا کر مستقبل کا لائحہ عمل طے کیا جاتا ہے۔گویا تاریخ پوری انسانی زندگی کی ایک کہانی ہوتی ہے۔جہاں تک خطہ کشمیر کی بات ہے تو پنڈت کلہن کی راج ترانگنی سے لے کر آج تک تاریخ کے حوالے سے کئی نام مور

محققین اور مورخین کا نام آتا ہے جن کی بدولت ہم کشمیر کے رنگوں میں رنگ جاتے ہیں اور ان رنگوں کونہ صرف دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں بلکہ ان ہی کی بدولت کشمیر کے علم و ادب سے بھی روشناس ہوتے ہیں۔محمد دین فوق کی تاریخ کشمیر ۳ جلدیں،تاریخ اقوام کشمیر ۳ جلدیں،تاریخ اقوام پونچھ ۲جلدیں،تاریخ شالا مار،یادرفتگاں،تذکرہ العلماءمشائخ لاہور،لاہور عہد مغلیہ میں،تاریخ حریت اسلام، سید محمود آزاد کی تاریخ پونچھ،تاریخ کشمیر،عارف خان سدوزئی کی تاریخ سدھن قبائل،عبداللہ عباس سولہن کی سولہن راجپوت تاریخ کے آئینے میں،ایس ۔اے محمود(مترجم)کی کشمیر خطرات کی گود میں،پروفیسر محمد عارف خان کی کشمیر تاریخ کے آئینے میں، صغیر قمرکشمیر کے چراغ،ڈاکٹر محمد اسلم خان تحریک آزادیِ کشمیر تاریخ کے آئینے میں،ڈاکٹر صابر آفاقی عکس کشمیر ، آئینہ کشمیر،کشمیر اسلامی عہد میں اورمظفرآباد،منیر احمد بخاری،کشمیر حقائق کے آئینے میں،پروفیسر نذیر انجم شمالی کشمیر کی سیاسی تاریخ،سردار بشیر احمد صدیقی تاریخ مغل قبائل،ایم نذیر تشنہ چنار کشمیر،تاریخ پاکستان،مطالعہ تاریخ ، تحریکات پاکستان ، ڈاکٹر محمد سرور عباسی کشمیری مسلمانوں کی جدوجہدآزادی ڈاکٹر غلام حسین اظہرکشمیر میں جدوجہد آزادی ، عبدالخالق انصاری شمالی علاقے عدالتی کٹہرے میں،محمد ابراہیم افغانی فتح کشمیر،مقصود جعفری شعلہ کشمیر،سید سلطان علی شاہ میرپور ۴۷ ءسے قبل’ محمد خان نشررشحات نشتر،ان تاریخی کتب کے علاوہ کشمیر نمبر بھی شائع ہوتے رہے ہیں جو کشمیر کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں اور اردو تاریخ نگاری کی روایت میں بھی خوب صورت اضافہ ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردو علم و ادب کے فروغ میں اردو نثر نے اہم کردار ادا کیا۔مقدار اور معیار کے لحاظ سے بہترین نثری نمونے تخلیق کیے گئے ۔ آزادکشمیر میں حکایت ، جدید داستان ، افسانہ ، ناول ، ڈراما ، سفرنامہ ، رپورتاژ ، ،انشائیہ،تحقیق و تنقید،مکتوب نگاری،آپ بیتی ،سوانحی ادب کے ساتھ ساتھ دیگر نثری ادب کے خوب صورت ادب پارے موجود ہیں جو مواد ،موضوعات اور اسلوب کے لحاظ سے نثری ادب میں بہترین اضافہ ہیں اور اردو کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

آزاد کشمیر میں اردو علم و ادب کے فروغ میں وقت کی تمام رائج زبانوں کا کلیدی کردار ہے اور خاص طور پرسنسکرت ، کشمیری،فارسی ،عربی اور اردو کے علاوہ کئی مقامی زبانوں کے تخلیق کاروں کا ادبی سرمایہ موجود ہے۔حبیب کیفوی نے درست فرمایا ہے:

> ‘‘ چوراسی ہزار مربع میل رقبے میں پھیلی ہوئی ریاست جموں کشمیر کا چپہ چپہ قدرت کے دل چسپ مناظر سے مزین ہے۔ اس وادی کے باشندے ، جنھیں قدرت نے شاعرانہ ذوق بخشا ہے قدرت کی فیاضیوں کی دل کھول کر داد دیتے ہیں اور مناظر کی کیفیت سے مسحور ہو کر نغمہ سر ارہتے ہیں چناں چہ کشمیر کے شاعروں نے اپنے حسین و طن کی رعنائیوں کے گیت اور حب الوطنی کے نغمے

اس کثرت سے گائے ہیں کہ شائد ہی دنیا میں کوئی اور زبان اس کا مقابلہ کر سکے۔ اس میں کشمیری زبان کے شاعروں کا بھی حصہ ہے ، فارسی کے شاعروں کا بھی اور اردو کے شاعروں کا بھی۔'' ۱۸ ؎

آزاد جموں وکشمیر کے ادبی پس منظرکی روایت کے کل منظر نامے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کشمیر ایشیاءکا ایک ایسا حصّہ ہے جہاں علم و ادب اور تہذیب وثقافت نمایاں رہی ہے۔وادی فردوس طلسم زار میں ہمیشہ مختلف تجربوں، سوچوں اور تہذیبوں کی آمیزش کی وجہ سے علم و زبان وادب میں کئی پہلو اور کئی جہتیں پیدا ہوئی ہیں ۔وادی کے لوگ قدیم زمانے سے مختلف حملہ آوروں ، ظالم بادشاہوں اور جابر راجاؤں کے استبداد اور ظلم و ستم وجبر کے باعث غلامی ، جہالت، احساس کم تری اور پسماندگی میں مبتلا رہے ہیں۔ان تمام باتوں اور مسائل کے باوجود وادی کے لوگوں نے اپنی فطری ذہانت ، قابلیت اور ہوش مندی سے علم وادب ،موسیقی اور دیگر کئی شعبہ ہائے زندگی میں وہ کمالات و جوہر دکھائے ہیں جن کے اثرات نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونی ممالک پر بھی پڑے ہیں۔ وادی کشمیر کے لوگوں کو قدرت نے وہ شاعرانہ ذوق بخشا ہے جس کی بنا پر کشمیر کے تخلیق کاروں نے خوب ادبی سرمایہ تخلیق کیا ہے۔یہ تخلیقی سرمایہ نہ صرف کشمیر زبان میں موجود ہے بلکہ سنسکرت،پراکراتوں ،ہندی،فارسی،عربی اردو اور دیگر کئی مقامی ،قومی و بین الاقوامی زبانوں میں بھی پوری آب وتاب اور شان وشوکت کے ساتھ جھلکتا ہے۔ادبی روایت میں شخصیات کے ساتھ ساتھ تمام زبانوں کے اخبارات وجرائد ادبی و ثقافتی اداروں،ادبی تنظیموں، انجمنوں اور شخصیات نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔محمد دین فوق ، چراغ حسن حسرت،قدرت اللہ شہاب،کرشن چندر،ٹھاکر پونچھی،جیلانی کامران،محمود ہاشمی،ڈاکٹر صابر آفا قی اور ڈاکٹر رشید امجد ، جیسے لوگ کشمیر نے ادب کو دیے۔آزاد کشمیر میں اردو شاعری ونثری ادب کے جائزہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کشمیر میں اردو شاعری ونثر ی ادب کی تخلیق باوجود مسائل کے حوصلہ افزا ہے ۔اردو شاعری اور اردو نثر میں ایک وقیع سرمایہ موجود ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد دین فوق،تاریخ کشمیر،ویری ناگ پبلشرز،میرپور آزادکشمیر،۱۹۱۰، ص۴۳

۲۔ سید محمد آزاد ، تاریخ کشمیر ، سنگ میل پبلی کیشنز ، لاہور ، ۱۹۷۰ء، ص ۵۹۳

۳۔ علامہ اقبال،ارمغان حجاز،شیخ غلام علی اینڈ سنز ،لاہور،طبع دہم ،۱۹۵۷،ص۷۸

۴۔ عبدالقادر سروری، کشمیر میں اردو ،(حصہ اول)، جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگوئجز،۱۹۸۱، ص۱۰۵

۵۔ ڈاکٹر افتخارمغل،کشمیر میں اردو شاعری، مقالہ برائے ایم۔فل ، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد،۱۹۹۵،ص۵۴

۶۔ سلیم خان گمی، کشمیر :ادب و ثقافت ، یونی ورسل بکس اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۹،ص۸۴

۷۔ ڈاکٹر افتخارمغل،کشمیر میں اردو شاعری، مقالہ برائے ایم۔فل ، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد،۹۳،۱۹۹۵

۸۔ مولوی عبدالحق بہ حوالہ،کشمیر میں اردو ، حبیب کیفوی، مرکزی اردو بورڈ،لاہور،۱۹۷۹، ص،۱۲۰

۹۔ ڈاکٹر افتخارمغل،کشمیر میں اردو شاعری، مقالہ برائے ایم۔فل ، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد،۱۹۹۵،ص۱۱۷

۱۰۔ ڈاکٹر افتخارمغل،کشمیر میں اردو شاعری، مقالہ برائے ایم۔فل ، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد،۱۹۹۵،ص۱۵۳

۱۱۔ حبیب کیفوی،کشمیر میں اردو،مرکزی اردو بورڈ، لاہور ، ۱۹۷۹ء،ص۷۷

۱۲۔ عبدالقادر سروری، کشمیر میں اردو ،(حصہ اول)، جمو ں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگوئجز،۱۹۸۱، ص۱۱۳

۱۳۔ ڈاکٹربرج پریمی،بہ حوالہ شیرازہ،شمارہ ۶،جلد۳۷،جمو ں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگوئجز،۲۰۰۴ءص۱۷۸

۱۴۔ ڈاکٹرضیا الدین،کشمیر میں اردو ڈرامے کی روایت،مشمولہ ماہنامہ شیرازہ،شمارہ۷۔۸،جلد ۸۳،سری نگر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز ، ۲۰۰۴،ص۱۱۷

۱۵۔ اشتیاق احمد آتش ،آزاد کشمیر میں اردو ڈرامے کی روایت،مشمولہ، آزاد کشمیر میں اردو کا نثری ادب ازڈ اکٹرافتخار مغل ، تحقیقی و تنقیدی مقالہ برائے پی ۔ ایچ ۔ ڈی، اردو ، ص۱۴۷

۱۶۔ سیدسلیم گردیزی، غیر ملکی سیاحوں کی سیاحت کشمیر،ہمالہ پبلی کیشنز،مظفرآباد،۲۰۰۷ء،ص ۶

۱۷۔ ڈاکٹرضیا الدین،کشمیر میں سفر نامے کی روایت،مشمولہ ماہنامہ شیرازہ،شمارہ۷۔۸،جلد ۳۸،سری نگر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز ، ۲۰۰۴،ص۲۰۵

۱۸۔ حبیب کیفوی ،کشمیر میں اردو، مرکزی اردو بورڈ ،لاہور ،اول ۱۹۷۹ء،ص۱۹

باب دوم:

آزاد کشمیر میں اردوحمدیہ و نعتیہ شاعری کی روایت

حمد کا محرک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے،اس لیے ہر وہ چیز جو خدا سے منسوب ہو یا جس کا تعلق و تاثر مع اللہ ہوحمد کی ذیل میں شامل ہے۔عربی زبان کے لفظ ''حمد''کے معنی ثنائے جمیل یا تعریف کے ہیں۔لفظ حمداللہ تعالیٰ کے تعریفی و توصیفی کلمات کے لیے مختص ہو گیا ہے۔حمدشاعری و نثر دونوں میں کہی جا سکتی ہے۔عطا الرحمن نوری لکھتے ہیں:

> ''حمد ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی تعریف کے ہیں،اللہ کی تعریف میں کہی جانے والی نظم کو حمد کہتے ہیں۔''۱؎

جب کچھ بھی نہ تھا تو خدا موجود تھا۔اب بھی ہے اور جب کچھ نہ ہوگا تو بھی خدا ہو گا۔بزم ہستی اس کی شان بڑائی کے ترانے گاتی رہے گی۔خدا نے جب سے کسی چیز کو تخلیق کیا ہو گا ،اس چیز نے اپنے خالق کا شکر بجا لایا ہو گا۔ویسے تو خدا کی تعریف و توصیف کا آغاز کائنات کی تخلیق سے پہلے بھی موجود تھا۔ابو البشرحضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہر وقت اپنے خالق کی تسبیح وتہلیل میں مگن رہتے۔ تما م کتب سماویہ خالق کائنات کی ثناءگری سے لبریز ہیں۔اللہ کی آخری کتاب ''قرآن مجید''کی ابتدا اور انتہا بھی حمد سے ہی ہوتی ہے۔اللہ خالق ِ کل ہیں۔ اس لیے کل موضوعات اس کی ذات سے ہی منسوب ہیں۔رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

> '' حمد کا موضوع اتنا ہی وسیع اور متنوع ہے جس قدر خدا اور اس کی ذات ،گویا اس کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں۔''۲؎

انسانی عقل و عمل محدو د ہیں۔ اس لیے مشت ِخاکی لیے صفاتِ ربانی کامکمل احاطہ کرنا مشکل ہے۔تاہم انسان اپنی بشری کم زوریوں اور کم مائیگیوں کے باوجود اپنی بساط کے مطابق اللہ تعالیٰ کی شان ِ کبریائی بیان کرتا ہے۔ اللہ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ دنیا کی کئی زبانوں اور مختلف مذاہب میں اپنے اپنے انداز میں جاری و ساری ہے۔اردو زبان میں حمدیہ شاعری کاآغاز اردو شاعری کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے ۔ اردو حمدیہ شاعری کی روایت پررفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں :

> ''حمد اُردو شاعری کی قدیم صنف ہے ۔اتنی پرانی جتنی خود اُردو شاعری ۔قدیم شعرا کے ہاں ہر دیوان ، مثنوی اور مجموعہ کلام کا آغاز

> حمد سے ہوتا تھا ۔یہ روایت اس قدر پختہ اور گہری تھی کہ ہندو شعرا اور مثنوی نگاروں نے بھی اس سے انحراف نہیں کیا۔ ہر دیوان کی پہلی غزل حمد ہوتی تھی اور ہر مثنوی میں آغاز قصہ سے پہلے مثنوی نگار حمد کہتا تھا ۔شعرا نے بطور خاص الگ حمدیں بھی کہی ہیں ۔''۳ے

اردو شاعر ی میں حمد کے لیے کوئی مخصوص اسلوب ،ہیت اور آہنگ مقرر نہیں۔اردو شعرا نے اپنے اپنے اسلوب میں اپنی عقیدت کو اشعار کی لڑیوں میں پرو کر اللہ تعالیٰ کے اوصاف حمیدہ اور اسمائے حسنیٰ کو بیان کیا ہے۔عقیدت کے یہ نقش شاعری کی صورت میں ڈھل کر ادبی سرمائے باالخصوص حمدیہ شعری روایت میں اضافہ کرتے رہے ہیں۔

اردو حمد کے اولین نمونے صوفیاء کرام کی جکریوں ،دوہروں اور شعری تصانیف میں پائے جاتے ہیں۔ابتدائی دور میں حمد کے پورے پورے دیوان تو نہیں ملتے تاہم تصانیف کی ابتداءحمدیہ شاعری یا نثر سے کی گئی ہے۔حمدیہ شاعری کی یہ روایت صوفیاء کرام سے ہوتی ہوئی جنوبی ہندوستان تک پہنچتی ہے ۔پہلے صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ کے بعد دکنی تصوف کے رسائل پھر ولی دکنی اور ان کے معاصرین تک حمدیہ شاعری رواج پاتی ہے اور جزوی طور پر حمدیہ شاعری کے نمونے ملتے ہیں۔ شمالی ہند میں حمدیہ شاعری کی روایت میں بھی پہلا دور صوفیاء کرام کا ہی شمار کیا جا سکتا ہے۔اس کے بعد عصر جدید کے حمد گو شعرا حمدیہ روایت کو مزیدمستحکم کرتے ہیں اورحمد کے اسلوب اور ہئیت میں بھی ایک واضح تبدیلی آجاتی ہے۔ عصر حاضر کی حمد گوئی جس میں اب تو باقاعدہ شعرا کے حمدیہ دیوان موجود ہیں۔جن کی پوری شاعری کو ناقدین ادب نے حمدیہ کلام کا درجہ دیا ہے اورشائد ایسا کوئی شاعر نہ ہو جس نے اپنے مجموعہ ہائے کلام کی شروعات حمدسے نہ کی ہو۔

اردوحمدیہ کلام کے ابتدائی نقوش دکنی مثنویوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔مثلاًفخرالدین نظامی بیدری کی تصنیف کدم راو پدم راو (۱۴۳۵ء) جو اردو کی اولین مثنوی ہے۔اس میں اردوحمدیہ شاعری موجود ہے۔امیرخسرو اردو شاعری کا آغاز ہیں۔موصوف کے مجموعہ کلام میں بھی توحید خدا اور عقائد کا ذکرموجود ہے۔ویسے تو اردو میں اگر اولیت کی بات دیوان کے اعتبار سے کریں تو اس سلسلے میں اولیت کا تاج غلام سرور لاہوری کے سر پہ ہے۔ اردو میں حمدیہ شاعر ی کا پہلا مجموعہ غلام سرور لاہوری کا ''دیوان حمد ایزدی''(۱۸۸۱)ہے ۔ حمدیہ شاعر ی کا دوسرا مجموعہ مضطر خیر آبادی کا ''نذرِ خدا'' ہے ۔اسی طرح ابرار کرتپوری ہندوستان میں حمد کے باضابطہ صاحب دیوان شاعر ہیں۔ دوسری طرف بعض شعرا کی پہچان ہی اردو حمد یہ شاعری سے قائم ہوئی ہے۔بہرحال اردو میں حمدیہ کلام کا ایک ثروت مند سرمایہ موجود ہے اور اس میں مزید تیزی آرہی ہے۔

نعت کے لغوی معنی وصف اور تعریف کے ہیں۔اصطلاحی معنی میں نعت وہ موزوں کلام ہے، جس میں حضرت محمدﷺ کی مدح و تعریف کی جائے ۔نعت کا محرک و مرکز حضرت محمد ﷺہیں۔لہذا ہر وہ چیز جو آپ سے منسوب ہو یا جس کا تعلق وتاثر مع حضرت محمدﷺ ہونعت ہے۔ عقیدت اور محبت کی بدولت اہل اسلام نے نعت کو آپ سے منسوب کر دیا۔ پس ایسی تحریر کو نعت کہا جاتا ہے جس میں آپ ﷺسے عقیدت کا اظہار ہو یا پھرآپﷺ کی تعریف کی گئی ہویا پھرجس کا مرکزی سر چشمہ محبتِ رسولﷺ ہو۔نعت گوئی دراصل حضرت محمدﷺسے اپنی روحانی عقیدت اور جذبات کا اظہارہے۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری یوں لکھتے ہیں:

‘‘نعت عربی زبان کا لفظ ہے ۔اس کے لغوی معنی تعریف یا وصف بیان کرنے کے ہیں۔لیکن ادبیات اور اصطلاحاتِ شاعری میں نعت کا لفظ اپنے مخصوص معنی رکھتا ہے۔یعنی اس سے صرف حضرت محمد ﷺ کی مدح مراد لی جاتی ہے۔حضرت محمد ﷺکی مدح سے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا ۔ ’’ ۴ ؎

نعتیہ ادب کی تاریخ بہت پرانی ہے۔خالق کائنات کے توصیفی کلمات سے لے کرآدم ؑ،انبیاء کرام،صحابہ کرام،آئمہ کرام ، صوفیاء کرام ،علماء اسلام اور دیگر عقیدت مندوں نے موجودہ دور تک اپنے اپنے اسلوب اور اپنے اپنے دور میں نعت رسول ﷺکے دیپ جلائے رکھے۔نعت کا تعلق دنیاکی عظیم ترین شخصیت اورمحسن انسانیت سے ہے، اس لیے نعت کا موضوع بھی اتنا ہی جامع اور وسیع ہے۔اردو زبان میں شاعری کے آغاز کے ساتھ ہی نعتیہ شاعری بھی شروع ہو جاتی ہے۔ عربی نعت گو شعرا جب عرب سے عجم کی طرف آتے ہیں توعربی نعت فارسی نعت گوئی میں شامل ہوجاتی ہے اور پھر مسلم فاتحین اور بزرگان دین کے ساتھ بر عظیم پہنچ جاتی ہے۔عربی اور فارسی زبان کی کڑیاں جب مقامی زبانوں سے ہم آغوش ہوتی ہیں تو ایک نئی زبان تشکیل پاتی ہے جسے اردو کہا جاتا ہے ۔پھر بزرگانِ دین نے انسانیت کی تعمیر کی فکر کو جلا اور نظر کو بصیرت بخشتے ہوئے حضور پاک ﷺ کے اسوہ حسنہ کو پیش کرنے کے لیے اس زبان کااستعمال کیا۔یوں آٹھویں صدی ہجری کے اواخر یا نویں صدی کے اوائل میں دکن میں دکنی اردو شعر وشاعری کے آغاز کے ساتھ ہی ساتھ نعت رسولﷺکا بھی آغاز ہو گیا۔ اب اردو شعرا نے اس صنف میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے ۔ بہ قول مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی :

‘‘نعت گوئی عشقِ رسولﷺ اور شوقِ مدینہ ہندوستانی شعرا کا محبوب موضوع رہا ہے ۔فارسی شاعری کے بعد سب سے بہتر اور سب سے موثر نعتیں اردو ہی میں ملتی ہیں۔’’۵؎

اردو شاعری میں نعتیہ روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنی یہ خود ہے ۔اردوئے قدیم کے نعتیہ نمونے صوفیاء کرام کی جکریوں ، دوہروں اور بزرگانِ اسلام کی تصنیفات میں پائے جاتے ہیں۔اردو نعت کا پہلا قدیم ترین نمونہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے ہاں ملتا

ہے،پھر سید محمد اکبر، فخر الدین نظامی(کدم راؤ پدم راؤ) ،صدرالدین ،خوب محمد ،عبدالملک کے کلام میں اولین نقوش تلاش کیے جا سکتے ہیں۔ جنوبی ہند میں نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ولی دکنی اور اس کے بعد کے شعرا کا زیادہ تر کلام مثنویوں میں پایا جاتا ہے اور اثاثۂ نعت کا غالب حصہ بزرگان کی تحریروں،دکنی معراج ناموں، میلادناموں،وفات ناموں اور شعر ی تصنیفات میں پایا جاتا ہے۔بہ حیثیت مجموعی جنوبی ہند میں نعت گوئی نے تخلیق و ارتقاکے اولین مرحلے طے کیے ہیں۔

جنوبی ہند کے بعد شمالی ہند میں نعت گوئی کا آغاز ہوتاہے۔شمالی ہند میں بھی نعت کے اولین نمونے صوفیاء کرام کے ہاں پائے جاتے ہیں۔شمالی ہند کا دوسرا دور سودا اور میر کا عہد ہے ۔پھر نعت کا تشکیلی دور شروع ہوجاتا ہے۔اس کے بعد امیر و محسن کی نعت گوئی کا دور شروع ہوتا ہے۔شمالی ہند میں نعت بہ حیثیت مجموعی کئی مرحلوں سے گزری ۔نعتیہ ا دب کے معیار و مقدار میں اچھا خاصہ اضافہ ہوا۔۱۸۵۷ءکی جنگ آزادی کے بعدنعت گوئی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور میں نعت کو حقیقی معنوں میں فروع حاصل ہوتا ہے۔نعت قومی و ملی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے ۔عصر جدید کے بعد نعت کا سفر عصر حاضر یعنی نعت کا پاکستانی دور شروع ہوجاتا ہے۔اس دور میں اردو نعتیہ ادب میں بیش بہا اضافہ ہو تا ہے۔ کئی نعتیہ مجموعے،انتخاب،گل دستے اور میلاد نامے دکھائی دیتے ہیں۔

گزشتہ بحث سے انداز ہوتا ہے کہ حمد و نعت اردو شاعری کی سب سے قدیم ترین،سب سے بلند ،متبرک اور دل کش اصنافِ سخن ہیں۔اردو شاعری کی تاریخ میں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کا اتنا ذخیرہ موجود ہے کہ اردو شاعری کے ہر دور اور ہر مقام کے شعری مجموعہ ہائے کلام میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار موجود ہیں۔۷۱۲ءمیں محمد بن قاسم نے برصغیر میں جس اسلامی معاشرے کے قیام کی بنیاد رکھی تھی ،۱۸۵۷ءکی جنگ آزاد ی کے بعد مغربی سامراجیت نے اسلامی تہذیب و ثقافت اور روایات کے نقوش کو مٹانے کی بھر پور کوشش کی۔مختلف شعبہ ہائے زندگی کے جہاں کئی پہلوؤں کو مفلوج کیا وہاں ادب میں بھی کئی تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔تاہم حمد و نعت کاسلسلہ برابر ترقی کرتا رہا ۔۱۴اگست ۱۹۴۷ ءکو پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور اردو حمدیہ ونعتیہ شاعری کی طرف بھر پور توجہ دی گئی۔نئی اسلامی تہذیب و ثقافت اور مذہبی آزادی کی وجہ سے حمدیہ و نعتیہ عناصر کے مضامین ،موضوعات اور اسالیب میں نمایاں تبدیلی آتی گئی ۔ اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری اپنے اسلوب ،مواد اور ہیت کے اعتبار سے بہت ترقی کر چکی ہے۔

آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری:

آزاد کشمیر ،ریاست جموں و کشمیر کا ایک آزاد حصہ ہے جسے ۲۴۔اکتوبر ۱۹۴۷ءکو سرفروشا ن وطن نے آزاد کرایا۔اب ریاست جموں وکشمیر تین حصوں(مقبوضہ کشمیر،شمالی کشمیر اور آزاد کشمیر)میں منقسم ہے۔آزاد کشمیر کے ادبی پس منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطہ شروع ہی سے علمی وادبی تہذیب و ثقافت کا مرکز رہا ہے۔حمد و نعت کا تعلق مذہب سے ہے اور مسلمانوں کا مذہب دین اسلام ہے۔برعظیم میں دین اسلام کی کرنیں عرب تاجروں کی آمد کے ساتھ ہی پھوٹ چکی تھیں۔محمد بن قاسم کی فتح سندھ (۷۱۲ء)کی بدولت اسلام کی تعلیمات ،توحید ورسالت اور دیگر معاشرتی نظام کی خوش بو برعظیم کے ساتھ ساتھ کشمیر کے گل زار وں میں بھی مہکنے لگی۔ابدی صداقتوں کو جانے اور خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے مناظرِ فطرت کی فراوانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ کشمیر خالقِ کائنات کے مناظر سے بھری پڑی ہے۔ اسی لیے تو یہ خطہ ہر عہد میں مذہب و روحانیت کا مرکز رہا ۔ڈاکٹر ایس ۔ ایم ناز لکھتے ہیں:

> ’’کشمیر کی پرسکون اور گل پوش وادی ہر مذہب کے فقرا اور درویشوں کے لیے ہمیشہ باعث کشش رہی ، اس لیے نہیں کہ یہ فقیر اور درویش حسن و عشق یا عیش و عشرت کے دل دادہ تھے ،بلکہ اس لیے کہ قدرت نے اس خطہ دل پذیر کو بعض ایسی فیاضیوں اور خوبیوں سے نوازا ہے ،جو ابتدا ءآفرنیش سے اسی کا مقدر ہیں ۔گرد وپیش کا ماحول اس قدر پر کیف آفریں کہ عشق مجازی کے دل دادہ بھی عشق حقیقی میں کھو جائیں۔ ایسے میں کون ہوں گے جو اپنے رب کو یاد نہ کریں اور مالک حقیقی سے لو نہ لگائیں۔‘‘۶؎

مستقبل کے افکار و عقائد،خیالات و نظریات کی بنیاد ہمیشہ ماضی پر ہوتی ہے۔حمد و نعت کے پس منظر میں اسلام کی طاقت ہے۔کشمیر کی تاریکیوں کے سائے تلے طلوعِ اسلام کی ابتدائی کرنیں اور سر زمین کشمیر کو نور اسلام سے روشن کرنے والی قندیلوں میں علماء کرام اور بزرگان دین ہیں۔ایک تحقیق کے مطابق حمیم بن سامہ پہلا مسلمان تھا جو کشمیر میں داخل ہوا ،اس کے بعد سید شرف الدین عبدالرحمن بلبل شاہ اپنے کئی سو مبلغین کے ہم راہ کشمیر کی وادی میں داخل ہوئے ۔ان کی آمد سے ہر طرف لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کی صدائیں فضاؤں کو منور کرنے لگیں۔بلبل شاہ کے ہی ہاتھوں رنچن شاہ اسلام قبول کر کے صدرالدین کا لقب اختیار کر کے کشمیر کا پہلا مسلمان حکمران بن جاتاہے۔ان کے قبول اسلام سے ایک نئے اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہوتی ہے۔پھرشاہ ہمدان اور ان کے ہم راہ کئی مبلغینِ اسلام کشمیر کی وادی میں داخل ہو تے ہیں ۔شاہ ہمدان کے بعد ان کے فرزند میر محمد ہمدانی کے ساتھ ساتھ شیخ نورالدین ،للا عارفہ کے علاوہ کئی اہم نام ہیں جو توحید و رسالت کے لیے روشن قندیلیں ثابت ہوتے ہیں۔ کشمیر میں صوفیاء کرام،بزرگان دین،رشیوں، شیوخ اور صحالحین ،مجانین اور مجازیب کی کوششوں سے دین اسلام داخل ہوا تولوگوں نے خدا اور حضرت محمدﷺ پر ایمان لایا۔یوں کشمیر کے شعرا نے دیگر زبانوں کے ساتھ اردو زبان میں بھی حمد و نعت کہ کر اپنی محبت و

عقیدت کا اظہار کیا، ویسے بھی کشمیری اپنے مذہبی پس منظر کی بدولت پوری دنیا میں مشہور ہیں ۔پروفیسر احسان اکبر نے درست فرمایا:

''کشمیر ی کی مزاحمت ہمیشہ کسی مذہبی قدر کے تخفظ کے لیے ہوگی۔''۷ے

کشمیریوں کو مذہب اور رسالت مآبؐ سے کس قدر عقیدت اور وابستگی ہے ۔اس بارے میں ڈاکٹر افتخار مغل لکھتے ہیں :

''مذہبی اقدار کا تحفظ فی الواقع ہمیشہ کشمیریوں کی سب سے بڑی ترجیح رہا ہے ۔ کشمیریوں کو حضور رسالت مآب ﷺ سے کس قدر عقیدت ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے کشمیریوں کی ساری تاریخ گواہ ہے ۔ جس کا ایک ثبوت تو یہ ہے کہ سری نگر میں حضرت بل کی درگاہ میں موجود رسول کریم ﷺکے موئے مبارک کا اہل کشمیر نے اپنی ساری تاریخ میں اپنی سب سے عزیز متاع کے طور پر تحفظ کیا ہے'' ۸ے

آزاد کشمیر کے شعرا میں حمد ونعت گوئی کا رجحان شروع سے ہی رہا ہے اور اردو شاعری کے ساتھ ہی حمدونعت گوئی کا بھی آغاز ہو جاتا ہے۔بیشتر شعرا نے اللہ اور رسول سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے جب کہ کچھ شعرا کے پورے پورے مجموعہ ہائے کلام نعتیہ شاعری پر مبنی ہیں۔اس حوالے سے ڈاکٹر افتخار مغل لکھتے ہیں:

''آزاد کشمیر کے ادب میں مذہب اور مذہب سے متعلقہ موضوعات، علامات ، تلازمات ، استعارات و تشبہیات ، تلمیحات اور حوالوں کا عمل دخل اور چلن کافی زیادرہا ہے۔ آزادکشمیر کے بہت کم اردو شعرا ہیں جنھوں نے مذہبی اصناف (باالخصوص حمد ونعت) میں طبع آزمائی نہ کی ہو۔ تاہم بعض شعرا تو ایسے ہیں جن کے طرزِ سخن کا ایک بڑا حوالہ مذہب ہی ہے۔ ان میں سے بعض شعرا کے تو پورے پورے مجموعہ ہائے کلام ہی مذہبی نوعیت کے ہیں۔''۹ے

آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ ونعتیہ شاعری کی روایت کا جہاں تک تعلق ہے ۔یہاں کے شعرا میں حمد و نعت کا رجحان شروع سے ہی رہا ہے۔تقریباً تمام شعرا نے عشقِ الٰہی اور عشق رسولﷺ سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔بعض شعرا کے پورے پورے مجموعہ ہائے کلام ہی حمدو نعت کی شاعری پر مبنی ہیں یا کم از کم ان کے شعری مجموعے کے آغاز میں ایک حمد ونعت ضرور ملتی ہے۔اس لیے جتنے بھی مجموعہ ہائے کلام شائع ہوئے اکثریت نے اردو حمد و نعت کی روایت کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

بزرگانِ دین کی دین اسلام کے لیے کی جانے والی کوششیں اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری کی روایت میں نقشِ اول کی حیثیت رکھتی ہیں۔یہاں اردوحمد و نعت کو رواج دینے

والوں میں اولیت ان تخلیق کاروں کو حاصل ہے جو۱۹۴۷ءسے قبل ہندوستان ،پاکستان اور وادی سے ہجرت کر کے آزاد کشمیر میں آئے۔آزاد کشمیر کے قیام کے بعد بڑے ادبی مراکز میں مظفرآباد ، میر پوراور پونچھ کے علاوہ دیگر مراکز نے دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ اردو حمدو نعت کی ترویج میں اہم کرادار اداکیا۔ مذہبی،اصلاحی،تعلیمی اور ادبی انجمنوں کا قیام عمل میں آیا۔ انجمن سازی اور ان کے زیر اہتمام ہونے والے مشاعرے،ادبی وتنقیدی نشستیں،تقاریب رونمائی کتب،تعزیتی ریفرنس،تحقیقی مقالات،طرحی نعتیہ مشاعرے ،تعارفی تقاریب اور دیگر انجمنوں کی سرگرمیوں نے اردو حمد و نعت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے ۔ان انجمنوں کے زیر اہتمام ہونے والی تمام سرگرمیوں کی ابتدا حمد و نعت سے کی جاتی تھی۔ انجمنوں نے مختلف ادبی جریدوں کا بھی اجرا کیا۔ ان جرائد میں اہل قلم شعرا کی دیگر تخلیقات کے ساتھ ساتھ حمد و نعت بھی شائع ہوتی رہی ہیں جس کی وجہ سے ایک اسلامی اور ادبی شعور نے جنم لیا ۔حمد ونعت کو نئے اسالیب،مفاہیم،مصادر و ماخذ اور تراکیب سے روشناس کیا۔

آزاد کشمیر میں حمد ونعت کے فروغ میں عام رسائل و اخبارات کے علاوہ ادبی جرائد اور پھر تعلیمی اداروں کے ادبی جرائد نے بھی خطہ کے شعرا کی پذیرائی کی۔ ان میں بھی حمدیہ و نعتیہ ادب کا ایک بڑا تخلیقی سرمایہ موجود ہے ۔آزاد کشمیر ریڈیو مظفرآباد اور تراڑکھل کے قیام نے حمدیہ اور نعتیہ روایت کو مزید مضبوط کیا۔ریڈیو اسٹیشن کے قیام سے لوگوں میں مذہبی شعور بیدار ہوا۔مختلف ادوار کے شعرا نے اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری کی روایت میں اہم کردار کیا اور حمدیہ اور نعتیہ شاعری کی کشمیر میں بنیاد فراہم کی ہے۔

آزاد کشمیر میں اردو حمد ونعت گوئی کے حوالے سے قابل قدر اور ثروت مندشعری سرمایہ موجود ہے۔ہر بڑے شاعر نے اردو حمد ونعت کہی ہیں۔جن شعرا نے نعت گوئی کو بہ طور خاص اور ایک فن کی حیثیت سے اپنایا یا جن کے اردوحمدیہ و نعتیہ مجموعے ہیں یا جن کے شعری مجموعہ ہا کلام میں حمد و نعت کا وقیع سرمایہ موجود ہے ان کا مختصرتعارف اور نمونہ کلام پیش کیا جائے گا۔

آزاد کشمیر میں اردو حمد و نعت میں جو نام سب سے زیادہ قدامت و اہمیت رکھتا ہے وہ غلام محی الدین کا ہے۔آزاد کشمیر کی پہلی شعری تصنیف میاں غلام محی الدین کی مثنوی ''گلزار فقر '' (۱۱۳۱ھ) (۱۷۱۷ء)کے ساتھ ہی اردو حمد و نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز ہو جاتا ہے۔میاں غلام محی الدین کا تعلق آزادکشمیرکے ضلع میر پور سے تھا۔گکھڑ راجپوت قوم کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ان کی حکمرانی کی تاریخ''کیگوہرنامہ''میں محفوظ ہے۔ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے غلام محی الدین میرپوری کو ولیؔ کا معاصر کہا ہے اور مثنوی''گلزارِفقر ''کو بعض لسانی خوبیوں کی بنا پر ولیؔ پر ترجیح دی ہے۔ اِس مثنوی کاذکر حافظ محمود شیرانی نے بھی کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں :

''گجرات و دکن میں اگرچہ اردو تالیفات دسویں صدی ہجری سے شروع ہو جاتی ہے لیکن شمالی ہندوستان میں دو صدی بعد تک ان کا پتا نہیں ملتا۔دہلی میں ابھی اردو دبستان قائم نہیں ہو چکا کہ پنجاب میں لوگ اردو زبان میں مثنوی لکھنی شروع کر دیتے ہیں۔میرپور کشمیر کے شیخ غلام محی الدین مثنوی ''گلزار فقر''میں ختم کر دیتے ہیں۔ ''۱۰؎

مثنوی ''گلزارِ فقر''بنیادی طور پرایک مرید اور پیر کی عرفانِ ذات و عرفان حقیقت کے متعلق گفتگو ہے۔خدائے عزوجل کی تحمید و تمجید کے ساتھ ساتھ آپ سے بھی عقیدت و محبت کو اپنے مخصوص انداز میں شعری پیکر میں ڈھل کر دلی جذبات پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر شفیق انجم لکھتے ہیں:

''مثنوی''گلزارِ فقر''کا موضوع تصوف ہے۔مثنوی میں حمد بھی ہے،نعت بھی اور غوث الاعظم کی منقبت بھی،اشعار کی کل تعداد ۴۴۹ ہے۔''۱۱؎

شیخ غلام محی الدین میرپوری کی مثنوی'' گلزار فقر ''سے حمدیہ شعر کا انداز اور نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

جس ذات کا اللہ ہے نانو
تسکا مجھے بتاؤ تھانو۱۲؎

نعتیہ اشعار کا اندازپیش ہے:

سب گھر بار اور مال جان
حضرت اوپر کرو قربان
سرور عالم حضرت پاک
جس کوں حکم ہوا لولاک
رب حبیب اپنے کی خاطر
سب خلقت کوں کیا ہے ظاہر۱۳؎

آزاد کشمیر میں اردو حمد و نعت کی روایت کو آگے بڑھانے والوں میں ایک اور بنیادی نام پروفیسرامین طارق قاسمی کا ہے۔ ۱۹۳۰ءمیں مقبوضہ کشمیر کے ضلع پونچھ کے علمی وادبی گھرانے میں پیدا ہوئے ۔بہ طور لیکچرار اسلامیات اپنی عملی زندگی کا آغاز کیاپھر آزاد کشمیر یونی ورسٹی کے شعبہ علومِ اسلامیہ سے وابستہ رہے ۔ انھوں نے حفیظ جالندھری کے شاہنامہ اسلام کے طرز اور بحر میں ایک منظوم کتاب'' جہاد کشمیر ''بھی لکھی جو خاصے کی چیز ہے اور جس سے ان کے مذہبی میلان کا انداز بھی ہوتا ہے۔ امین طارق قاسمی نے جہاں دیگر اصناف میں طبع آزمائی کی وہاں حمد و نعت کے میدان میں بھی قدم رکھا۔ شعری مجموعے ''مالا میں دھاگہ '' کا آغاز ہی مدحت رسولﷺ سے ہوتا ہے ۔ ان کا ایک نعتیہ مجموعہ'' رسولِ امیں '' بھی ہے جوکہ غیر مطبوعہ ہے۔اس کے علاوہ ان کا کچھ متفرق کلام بھی موجود ہے جو کہ حمدوں، نعتوں ،نظموں ،مناجات ، منقبتوں اور غزلوں پر مشتمل ہے۔ان کی نعتیہ شاعری تعلق باالرسالت

کی نشاط آگیں و روحانی کیفیات سے معمور و مغمور ہے۔ شمائل ،فضائل اور خصائل رسولﷺ جیسے موضوعات سے عقیدت کابیان ہے۔ موصوف کی حمدیہ و نعتیہ شاعری کے حوالے سے جویریہ یاسمین لکھتی ہیں:

''امین صاحب کو حمد،نعت مناجات اور منقبت کہنے کا خاص ملکہ تھا۔ان پر قدرت کی طرف سے سجے سجائے اشعار کانزول ہوتا تھا۔انتہائی جذب کے عالم میں نعت کہتے اور نعت پڑھتے ہوئے عشق رسولؐ کی شدت سے رقت طاری ہو جاتی ۔''۱۴ے

وہ خامہ کا آغاز یوں حمدیہ نمونہ کلام سے کرتے ہیں:

خدا کے نام سے خامہ کا میں آغاز کرتا ہوں
اسی کا نام اپنا مونس و دمساز کر تاہوں۱۵ے

نعتیہ عقیدت کا اظہار یوں کرتے ہیں:

محمد مصطفیﷺ کو مظہر نور خدا کہیے
انہیں شمس الضحیٰ کہیے انہیں بدرالدجےٰ کہیے
فضائیں روح پرور ہیں درودیوار مکہ کی
مدینے کے گلی کوچوں کو باغ دلکشا کہیے ۱۶ے

آزادکشمیر کی ادبی تاریخ میں ایک قابل قدر نام پروفیسربشیر مغل (پ۔۱۹۳۱ء)کا ہے۔آپ کاتعلق آزاد کشمیر ضلع میرپور سے ہے ۔بہ حیثیت مدرس اورلیکچرار خدمات سر انجام دیتے رہے۔۱۹۹۱ءمیں پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔پندرہ سے زائدشعری مجموعوں کے خالق ہیں اور تقریبا تما م شعری مجموہائے کلام میں حمدیہ اور نعتیہ کلام موجود ہے ،جو اللہ اور حضرت محمدﷺ سے محبت کی دلیل ہے۔ ان کی کتاب''صبح زندگی ''کوتین عنوانات کے ترتیب دیا گیا ہے،پہلا نغمہ جاں حمد ونعت کاحسین مرقع ہے ،جس سے شاعر کے اسلامی فکر اور توحید و رسالت کا پتا چلتا ہے۔ان کی حمدیہ ونعتیہ شاعری غزل کی ہیت میں لکھی گئی ہے جو روایتی اور کلاسیکی اسلوب کی حامل ہے۔تقریبا سبھی حمدیہ و نعتیہ موضوعات سے عقیدت و محبت ان کے ہاں موجود ہے۔ حمدیہ ونعتیہ شاعری کا مجموعہ'' تہہ محراب حرم ''سفر حج کے دورران تخلیق ہونے والی حمدیہ اور نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے۔وہ لکھتے ہیں:

'' اس کتاب کی نظمیں بیشتر ان سرمدی لمحوں کی یادگار ہیں جو ا س احقر کو حج بیت اللہ اور زیارت حرم نبویﷺ کے موقع پر میسر آئے ۔ دل کی بے قراریوں کو قرار آیااور وہ وہ وجدانی کیفیات قرین دل و قرینِ جاں ہوئیں کہ لفظ و بیان ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ '' ۱۷ے

حمدیہ اشعار ملاحظہ کیجئے:

اس مرحلہ شام و سَحر تک تو آگئے
نظارے خود سمٹ کے ، نظر تک تو آگئے

آگے تری رضا ، ترے در تک تو آگئے
بے رہ گزر تھے، راہ گزر تک تو آ گئے
رخسار پر نگاہیں تو مرکوز ہو گئیں
ہم اس حریمِ لعل و گہر تک تو گئے
یا رب وہ اب بشارتِ جنت بھی تو دے انھیں
عاصی ترے در تک ، ترے گھر تک تو آگئے
اب رحمتیں آغوش میں لے لیں گی خود ہمیں
ہم رحمتوں کی حد نظر تک تو آگئے ۱۸؎

نعتیہ اشعار ملاحظہ کیجیے:

محمدعربیﷺ!ترا احسان ہے زمانے پر
جھکے ہوئے ہیں فلک تیرے آستانے پر
بشر کی خفتہ سعادتوں نے لبیک کہی
زمانہ جاگ اٹھا آپﷺکے جگانے پر۱۹؎

آزاد کشمیر میں اردوحمد و نعت کے رجحانات اور سفر کو آگے بڑھانے میں محمد خلیل ثاقب(پ۔۱۹۳۶ ء) ایک اہم نام ہے۔ میرپور میں پیدا ہوئے ۔ابتدائی تعلیم میرپور سے حاصل کی۔ ایم ،اے اردو کا امتحان پنجاب یونی ورسٹی سے پاس کرنے کے ساتھ ملازمت کا آغاز پیشہِ معلمی سے کیا۔ بہ طور صدرمعلم ریٹائر ہوئےمحمد خلیل ثاقب کہنہ مشق شاعر اور ملنسار انسان تھے۔ آپ نے تقریباًتما م اصناف شاعری پر قلم فرسائی کی لیکن شاعری کا زیادہ تر رجحان حمد و نعت کی طرف تھا ۔‘‘ندائے حق’’،‘‘شعلہ نور’’،‘‘شمع رسالت کے پروانے’’ اور ‘‘گلدستہ عقیدت’’ کے نام سے حمدیہ و نعتیہ مجموعے شائع ہوکر داد و تحسین وصول کر چکے ہیں۔صوفی منش انسان تھے،توحید و رسالت اور پندو نصحیت کے موضوع پر مواد زیاد ہے۔آپ نے عشق الہی اور عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر لکھا ہے ۔ قاری آپ کے حمدیہ اور نعتیہ اشعار پڑھ کر سرشار ہو جاتا ۔ ” گلدستہ عقیدت‘‘بارے پروفیسر صغیر آسی لکھتے ہیں :

‘‘آپ کی نعتوں میں حضرت محمد ﷺ کی عظمت اور محبت کا اعتراف موجود ہے۔آپ کی نعتیہ شاعری آقا کی محبت دین ِ حق کی شرط اول کے معیار پر پورا ترتی ہے۔نعتیہ کلام میعاری ہونے کے ساتھ ساتھ فنِ نعت گوئی کے تقاضے پورا کرتا ہے۔’’ ۲۰؎

حمدیہ کلام پیش کیجیے:

اے خالق کون و مکاں
اے مالک ہر دو جہاں
زیبا ہے تجھ کو سب ثنا ء
اے مہربان ،اے مہربان۲۱؎

نعتیہ انداز ملاحظہ کیجیے:

میرے دل کا وارث حبیب خدا ہے
فدا دل نبیؐ پر تو جاں بھی فدا ہے
نبیؐ وہ نبیؐ جو سر عرش گیا ہے
بجز اس کے یہ شرف کس کو ملا ہے ۲۲ے

الطاف قریشی (۱۹۹۸۔۱۹۳۷) صاحب اسلوب شاعر اور مزاج کے اعتبار سے صوفیانہ خیالات کے آدمی تھے۔مظفرآباد سے ان کا تعلق تھا۔ آپ کا نام معتبر حمد و نعت گو شعرا میں شمار ہوتا ہے ۔شعری ادب کے ساتھ ساتھ نثری ادبی سرمایہ بھی موجود ہے۔الطاف قریشی کے مجموعے ''داتا زہرپلا'' کو ڈاکٹر آمنہ بہار رونا نے اپنے مقالے '' الطاف قریشی شخصیت او ر فن '' میں '' اردو نظم کا ایک نیا تجربہ '' قرار دیا ہے ان کے ہاں کا متصوفانہ رنگ ہے۔جیلانی کامران لکھتے ہیں:

''یہ کتاب جس مرکزی تصور داتا دینے والا کو سامنے لاتی ہے اور جس کے ساتھ موضوعات کا پھیلا ہوا سلسلہ ظاہر اور اوجھل ہوتاہے۔ وہ تصور اس نظم کے پیٹرن میں باہر سے شامل یا داخل نہیں ہوتا بل کہ ان موضوعات کی نقل وحرکت سے از خود برآمد ہوتا ہے ۔'' ۲۳ے

داتا زہر پلا سے نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

بیت چکا ہے طوفاں اب تو
پنچھی واپس کر دے
---داتا---
شجر ہمارے بھر دے
اپنی نیت بن کر میں
جب آنکھوں میں آجاؤں
---داتا---
پھرنہ ٹلنے پاؤں ۲۴ے

۱۹۸۳ءمیں ان کا نعتیہ مجموعہ'' ثنا'' شائع ہوا ۔یہ مجموعہ اردو نعتیہ شاعری کی روایت باالخصوص ہیت کے اعتبارسے خوب صورت اضافہ ہے۔ ''ثنا''(موت کے بعد ان کے بھائی اصغر قریشی نے شائع کیا) ۔ ''ثنا'' کے دیبا چے میں انھوں نے لکھا ہے:

''ثنا''کی اشاعت جب بھی عمل میں آئے گی۔ اس سے میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش کی تکمیل ہوگی۔ میری التجا ہے اس سے ، جو ہواؤں کو چلاتا ہے اور روشنیوں کو ڈھلوانوں پر اتارتا ہے اور صبحیں برپا کرتا ہے اور درختوں کی شاخوں پر پرندوں کو حمد پڑھنے کی استطاعتیں عطا فرماتا ہے وہ میرے اس گریے کو روشن اور برکتوں والی منزلوں پر اتاردے اور حرفوں کے اندر رہ جانے والی لغزشوں کو محاسن میں تبدیل فرمائے۔''۲۵ے

اس مجموعہ میں بنیادی طور پر رسالت کے دور کی واقعہ نگاری اور منظوم سیرت نگاری کی گئی ہے۔ ڈاکٹر افتخار مغل لکھتے ہیں:

> ''الطاف کا مجموعہ ''ثنا'' جس کو عام طورپر نعتیہ نظموں کا مجموعہ سمجھا جا تا ہے ۔ در حقیقت ایک قسم کی منظوم سیر ت نگاری ہے۔ یہ اس میں عہد رسول کے کچھ روح پرور واقعات ، شخصیات اور رجحانات کے روشن ترین پہلوؤں کی جھلکیاں (Snap shots) ہیں جنھیں منظوم تصویر کشی کہنا زیادہ مناسب ہے۔'' ۲۶ے

مثال ملاحظہ فرمائیں:

جب اس مقام سے گزرے محمد عربیؐ
جہاں پہ والدہ ماجدہ کی تربت تھی
اتر کے لے گئے تشریف قبر پر حضرت
نشان قبر کو اپنے شفیق ہاتھوں سے
مرے کریم نبیؐ نے درست فرمایا
پھر اختیار میں آنسو کہاں تھے حضرت کے۲۷ے

بشیر صرفی(۱۹۴۲۔۱۹۹۳) اپنے عہد کے اہم اور ممتاز شاعر تھے۔ان کے کلام کو سندِ معتبری حاصل ہے۔ایک اچھے حمد و نعت گو شاعر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔پیدائش بارہ مولہ کشمیر میں ہوئی ۔بعد ازاں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے ۔عملی زندگی کا آغاز صحافت اور ریڈیو پاکستان سے کیا۔ ان کے حمدیہ و نعتیہ مجموعہ ہا ئے کلام میں ''اجالا''،''مدحت''،''مناجات''،''ورفعنا لک ذکرک'' ،''متاعِ حیات''،''شفق'' (غزلوں اور نظموں)اور دیگر کلام کو ڈاکٹر شفیق انجم نے'' کلام بشیر صرفی'' کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔''کلام بشیر صرفی ''اب پانچ حصوں پر مشتمل ہے ،پہلا حصہ حمدو نعت اور منقبت ،دوسرا حصہ غزلیات،تیسرا منظومات،چوتھاکلام ِ معلق اور پانچواں حصہ کلامِ متروک پر مشتمل ہے۔''کلام ِ بشیر صرفی'' میں حواشی و حوالہ جات میں بشیر صرفی کے دادا ملامحی الدین کاشمیری کی نعت کا بھی ایک مکمل متن درج کیا گیا ہے۔ بشیر صرفی کے اظہار عشق میں بلا کی تڑپ ، خلوص،عقیدت اور والہانہ پن ہے۔عشق کا جو بن فنی کمال کے ساتھ مل کران کی حمدوں اور نعتوں میں ایک عجب کیفیت پیدا کیے ہوئے ہے۔ایسی کیفیت جو دل کی گہرائیوں کو چھوتی اور تاثر کے نقش کو جاوداں بناتی ہے۔ڈاکٹر شفیق انجم لکھتے ہیں:

> ''بشیر صرفی کے شعری سرمائے کو دیکھا جائے تو اس میں اچھی بڑی تعداد میں حمدیں،نعتیں،غزلیں اور نظمیں بھی ہیں۔ہر زاویے کو انھوں نے بڑی خوبی سے استوار کرنے کی سعی کی ہے۔اصناف کے مزاج،میعار اور منفرد رنگوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے انھوں نے بڑی عمدگی سے اپنے افکار کو مطلوبہ پیمانوں میں ڈھالا ہے اور اس سلسلے میں ادغام کی کوئی صورت پیدا نہیں ہونے دی۔حمد ونعت گوئی کا فن انھیں وارثت میں ملا ہے۔اپنے دادا ملا محی الدین کاشمیری اور والد خواجا عبدالاحد دلاور وانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بشیر صرفی نے حمد و نعت گوئی اختیار کی۔بزرگان کا مدتوں سینچا سلیقہ یقیناً بشیر صرفی کے لاشعور میں موجود تھا اور یہی وجہ ہے کہ جب

حمد و نعت کے لیے ان کا قلم چلا ہے،عقیدتوں کے پھول چھڑے ہیں۔
''۲۸ ؎

کلام بشیر صرفی سے حمدیہ نمونہِ کلام ملاحظہ کیجیے۔

اے خدائے ذوالکرام و ذوالجلال
اے بلند از ہر گمان و ہر خیال
اے کہ در دست تو جبروت و جمال
اے خدائے بے نظیر و لامثال۹۲؎

کلام بشیر صرفی سے نعتیہ نمونہِ کلام ملاحظہ کیجیے:

نگاہِ لطف جو ہم پر حضورؐ ہو جائے
تو جاں سے کاہشِ جاں کیوں نہ دور ہو جائے
ترا دیا ر ہو،میں ہوں اور اشک کی جھڑیاں
یہ ایک بار تو آقا ضرور ہو جائے ۳۰؎

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد(پ۔۱۹۴۴)کا تعلق میرپور آزاد کشمیرسے ہے۔ آپ آزاد کشمیر میں قومی مزاج کے ایک نہایت باشعور اور مایہ ناز شاعر ہیں۔ابتدائی تعلیم میرپور سے ہی حاصل کی ۔پیشے کے لحاظ سے میڈیکل ڈاکٹر ہیں۔۱۹۶۸ءمیں امریکہ چلے گئے اور نیویارک میں مقیم ہیں۔ڈاکٹر عبدالرحمن عبد کے شعری مجموعوں میں''عرفان عبد''(حمدیہ ونعتیہ کلام ۱۹۹۱)،''صنم کدہ ہے جہاں''(۱۹۹۶)،''سرِ شاخ خیال''(۲۰۱۰) ،اور''شعلہ محبت'' شائع ہوچکے ہیں ۔ سب مجموہا ئے کلام میں حمدیہ و نعتیہ شاعری موجود ہے۔جس میں اللہ اور آپ سے محبت و عقیدت کا والہانہ اظہار ہے۔'' عرفان عبد'' ،حمدیہ نعتیہ مجموعہ ہے ۔ عبد نے اپنے اس حمد ونعت کے مجموعے میں مرصع کاری کی کوشش کے بغیر ارادت و عقیدت کے ایسے پھول سجائے ہیں جو ان کے سچے اور پاکیزہ جذبات کے آئینہ دار ہیں۔دیار غیر میں رہ کر بھی اپنی تہذیب،مذہب،زبان اور روایات سے رشتہ قائم رکھا ۔ فرمان فتح پوری لکھتے ہیں :

''ڈاکٹر عبدالرحمن عبد کے ہاں ایک خاص انداز کا آدرش اور پیغام تواتر کے ساتھ ملتا ہے۔یہ آدرش اور پیغام ایک سچے اور پکے مسلمان شاعر کا آدرش ہے اور قومی اور ملی شعور کے ساتھ دینی اور اسلامی اقدار سے پوری طرح منسلک ہے۔اپنے خاص مزاج اور طرزِ احساس کے حوالے سے علامہ اقبال،مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ظفر علی خان کے قبیلے کے شاعروں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔'' ۳۱؎

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد کا مجموعہ ''عرفانِ عبد '' شمالی امریکہ سے شائع ہونے والا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے۔شمائل ، فضائل اور خصائل سے لبریز عقیدت و محبت کا بیان موجود ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر سید تقی عابدی(کینیڈا) یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

''ڈاکٹرعبد حقیقت میں فنا فی اللہ اور فنا فی الرسولؐ ہیں۔وہ خاندانی سرشت کے ساتھ بچپن ہی سے عاشق رسولؐ ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری

پر تبصرہ کرنے کے لیے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔آپ کا نعتیہ مجموعہ کلام ''عرفانِ عبد''جو شمالی امریکہ کا پہلا مستند نعتیہ کلام ہے۔مقبول بارگاہ ایزدی و نبوی کے علاوہ محبانِ رسالتؐ کے لیے تحفہ بیش بہا ہے۔جسے نعتیہ مشاعروں کے علاوہ میلاد کی محفلوں اور سماع کی محفلوں میں شہرت حاصل ہے۔ ڈاکٹر عبدبھی ان چند نعت گو شعرا میں شامل ہیں جو قلبی واردات کو صفحہ قرطاس پر نغمہ سنج کر کے جنت کو نفس مطمنہ کے پاک و برگزیدہ ذکر سے مطمئن کرتے ہیں ۔''۲۳ے

عبدکے کلام سے حمدیہ نمونہ ملاحظہ کیجیے:

کروں شان اس کی بیان بھی کیا کہ زبان کو تابِ بیاں نہیں
وہ قدیم ہے وہ قدیر ہے وہ کریم ہے وہ کہاں نہیں
یہ زمین یہ چاند یہ کہکشاں،یہ چمکتے تاروں کے کارواں
یہاں کار ساز کوئی تو ہے کہ یہ چرخ یونہی رواں نہیں۳۳ے

عرفانِ عبد سے نعتیہ نمونہ کلام دیکھیے:

شفیق و محسن و محب ودلبرجمیل و احسن ہیں میرے آقا
ہے گلفشاں گلستانِ عالم کہ مایہ نازِ گلشن ہیں میرے آقا
وقارِ انسان حبیب یزداں وہ جان ایمان وہ عینِ قرآن
خدا کی جانب سے سب جہاں پہ دلیل روشن ہیں میرے آقا۳۴ے

تحسین جعفری کے فرزندمیجر رفیق جعفری کا تعلق علمی وادبی گھرانے سے ہے۔۱۹۴۴ءمیں پونچھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۸ءمیں ان کا خا ندان ہجرت کر کے راول پنڈی چلا آیا۔۱۹۶۴ءمیں پاک آرمی میں شمولیت اختیار کی اور۱۹۸۷ءتک عسکری خدمت کے ساتھ ساتھ علمی و ادبی سفر بھی جاری رہا۔چھے شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور متعدد زیرِ طبع ہیں ۔زیادہ تر شاعری قومی سیاسی اور مذہبی موضوعات پرمشتمل ہے۔ ''سب کے سب محمدﷺسے'' مجموعہ حمد و نعت اورمنقبت پر مشتمل ہے ،جو ۲۰۱۷ءمیں شائع ہوا ۔موصوف کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں عشق الہی اور عشق رسول ﷺموجود ہے جو ان کی سچی محبت کا نتیجہ ہے۔ ان کی حمد یہ شاعری میں عجز و انکساری ہے۔اپنے اس مجموعہ کے بارے میں خود رقم طراز ہیں:

''میں نے اس مجموعہ کلام''سب کے سب محمدﷺسے''کی ابتداءمیں دعا کی تھی۔

الہی کھول دے سارے دریچے ذہنِ حیراں کے
تعقل اور تفکر کے جمال علم و عرفاں کے
کیوں کہ:
تیری حمد و ثنا کیسے کرے یہ بے نوا تیرا
زبان تیری قلم تیرا ،سروں کو آسرا تیرا

آواز آئی”وبتغوا الیہ الوسیلہ“سر اٹھا کر سوئے کعبہ و مدینہ و نجف دیکھا، پھر دیکھتا گیا، کربلا اور بغداد و خراسان و سامرہ اورپھر سمجھ گیا!

یہی میرا وسیلہ ہیں ،میں بندہ باوفا تیرا
زمانے بھر کو دکھلاؤں گا، یہ حسنِ عطا تیرا

حمد لکھی نعت و منقبت لکھی،سلام لکھا جو لکھا بھر پور محبت سے لکھا، یہ سب اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، اس میں میری کوئی صلاحیت نہیں۔‘‘۳۵؎

میجررفیق جعفری نے اپنی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں مہارت و محاربت،جوش ربانی و جوش محمدﷺکی فراوانی،متانت و سنجیدگی کے ساتھ ساتھ دیگر خصوصیات کو بھی برتا ہے۔ان کے اخلاق تخیل نے دلی جذبات کو اپنے مخصوص اندازمیں بیان کیا ہے ۔ ان کی حمدیہ نعتیہ شاعری کے متعلق سید زاہد حسین جعفری لکھتے ہیں:

‘‘سب کے سب محمدﷺسے“کوپڑھ کر ایسے لگتا ہے کہ شاعر نے حدیث پاک ”کلنا محمد“ کو دل میں بسا کر نظم کر دیا ہے۔محمد،چودہ معصومین اور اصحاب رسول ﷺپر جو کلام رفیق جعفری نے لکھا ہے وہ الحمد اللہ ایک بامعنی،بامقصد اور جامع و مربوط مجموعہ ہے ۔جمال وجلال کی دونوں کیفیتیں موجود ہیں۔‘‘۳۶؎

حمدیہ نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

میرا اللہ ہر تعریف سے بالا و برتر ہے
وہی خود آشنا ہے عالی و اعلیٰ ہے اکبر ہے۳۷؎

نعتیہ انداز ملاحظہ کیجیے:

کوئی نبی اپنی آنکھ سے نہ خدا کے جلوے کو دیکھ پایا
یہ منفرد تھا اعزاز سب سے جو میرے آقا کے حصے میں آیا ۳۸؎

حکیم سید علی اکبرشاہ (پ۔۱۹۴۴) مقبوضہ کشمیر میں پیدا ہوئے ۔بعدازاں خاندان کے ہم را ہ ہجرت کرکے ضلع بھمبر میں آباد ہوئے ۔ابتدائی تعلیم بھمبر سے ہی حاصل کی۔ آج کل طب کی دکان میں ہی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔موصوف کا نعتیہ مجموعہ کلام ‘‘ یارحمتہ العالمین’’ ہے، جس کے میں دیباچہ میں یوں لکھتے ہیں:

‘‘خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ جہاں سے شاعری کا سلسلہ شروع ہوا ہے ۔غزل ،گیت ،نظم، رباعی لکھ رہا ہوں۔وہاں مجھے نعت رسولﷺ لکھنے کی توفیق عطا فرما۔خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمدﷺ کے وسیلہ سے نعت لکھنے کی

توفیق عطا فرمائی اور پھر نعت رسول ﷺ لکھنا شروع کی اور نعتیہ کلام پر مبنی ایک کتاب لکھ دی۔''۳۹ ؎

حکیم سید علی اکبر کی نعت میں عجز و انکسار،عقیدت کاایسا سماں ہے کہ آنکھیں فرطِ عقیدت سے چھلکتی ہیں تو روح انوکھے کیف و سرور سے سرشار دکھائی دیتی ہے۔آپ نے رسول ﷺکے سراپا اور فکرو عمل سے سرشار ہو کر نعت تخلیق کی ہے۔ان کے مجموعہ نعت کے مطالعہ سے ان کے اس نقطہ نظر کی تصدیق ہوتی ہے کہ آپ آداب نعت کا خیال رکھتے ہیں ۔حمدیہ شاعری ملاحظہ ہو:

ہر شے میں ہر ذرے میں ہے تو
ہے ذکر تیرا چار سو
تو سب کا ہے حاجت روا
اےخدا ،اےخدا ۴۰ ؎

نعتیہ نمونہ کلام دیکھیے:

ہے سارے زمانے میں تیرے کردار کا چرچا
غریبوں سے یتیموں سے تیرے پیار کا چرچا
کہتا ہے خدا بھی اور چاہتا ہے خدا بھی
ہوتا رہے دنیا میں میرے یار کا چرچا ۴۱ ؎

سید مقصود حسین راہی آزاد کشمیر کے ادبی و شعری اور مذہبی حلقوں میں نمایاں پہچان رکھتے ہیں ۔۱۹۴۷ءمیں راولاکوٹ میں متولد ہوئے۔بہ حیثیت لیکچرار عملی زندگی کا آغاز کیا ۔مختلف کالجوں میں تدریسی فرائض سر انجام دیتے رہے۔کئی مجموعوں کے خالق ہیں اور متعدد مجموعے طباعت و اشاعت کے مراحل میں ہیں۔ مذہبی طور پر آپ ایک سلجھے اور منجھے ہوئے خطیب اور ادیب ہیں۔دین کی مناسبت سے موصوف کی شاعری مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے اوردل میں عشقِ الٰہی اور عشق مصطفی ﷺنے ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔موصوف قریب قریب تمام اصناف سخن میں یدِطولیٰ رکھتے ہیں ۔ پسندیدہ میدان مذہبی شاعری ہے۔ان کی کوئی بھی تصنیف ایسی نہیں جس میں حمد یہ اور نعتیہ کلام شامل نہ ہو۔علاوہ ازیں انہوں نے نعت ہائے رسول مسلم امہ کی زبوں حالی ، اعدائے اسلام کی ریشہ دوانیوں ،چیرہ دستیوں اور ان کے افراق و انتشار پر لکھ کر مسلمانانِ پاکستان اور مسلمانانِ عالم کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا بیشترکلام حمدیہ اورمدحت رسولﷺ پر مشتمل ہے ۔ان کے لیے حمد ونعت ہی متاع حیات ہے۔ان کی حمد و نعت گوئی کے متعلق ڈاکٹر محمد اسلم لکھتے ہیں:

''عشق الٰہی اورعشق رسول ﷺکے حوالے سے ان کے کلام میں بہت خوب صورت نظمیں ہیں۔ ہر ایک میں نئی سوچ اور نئی فکر ہے۔عشق رسول ﷺمیں ڈوبے اشعار دل و دماغ کو ترو تاز کر رہے ہیں۔شاعر نے نبی پاکﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ محبت و عقیدت میں ڈوب کر کیا ہے۔ حمد و نعت ہائے سرور کونین کو خوب خوب نبھایا ہے۔''۴۲ ؎

حمدیہ نمونۂ کلام ملاحظہ کیجیے:

رب بے نیاز ہے اور ہم ہیں نیاز مند
اس کی عنایتوں کی تو حد بے کنار ہے
اس کے زمین زماں اور اس کے مکیں مکاں
اس ہی کی شان سے یہ خزاں و بہار ہے۴۳ ؎

شمعِ بزم میں وہ سرور کائنات کو یوں ہدیہ تبریک و تحسین پیش کرتے ہیں نمونہ ملاحظہ ہو:

جب ہوئے پیدا ہمارے آقا پیارے مصطفیؐ
بول اٹھے ارض و سما کہ مرحبا صد مرحبا
نور کی چادر تنی جب نور والا آگیا
طائر سدرہ پکارے مرحبا صد مرحبا۴۴ ؎

پروفیسر محمد شفیق راجا (پ۔ ۱۹۵۲) ایک علمی و ادبی شخصیت ہیں۔ ضلع باغ آزاد کشمیرسے تعلق ہے ۔ درس و تدریس کے ساتھ وابستہ رہے ۔بہ حیثیت پرنسپل ریٹائر ہوئے ۔کئی علمی و ادبی تنظیموں کے ساتھ وابستگی ہے ۔ان کے کلام میں اظہار کی دلآویزی کے ساتھ ساتھ فکر کی ندرت بھی ہے ۔ان کا اردو نعتیہ مجموعہ‘‘ نعت کا سفر’’ آزاد کشمیر میں اردو نعتیہ سفر میں خوب صورت اضافہ ہے۔‘‘ارمغان’’ ان کا حمدیہ اور نعتیہ مجموعہ ہے۔ ان کے ہر شعر سے نبی کریمﷺ کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت ٹپکتی ہے ۔ پوری محبت و اخلاص اور آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے حمدیں اور نعتیں کہی ہیں ۔سید عطاءاللہ شاہ لکھتے ہیں:

‘‘شفیق راجا ایک اچھے اور صاحبِ طرز شاعر ہیں ۔شاعری دلی جذبات کی عکاس ہوتی ہے جسے عارفین ادب عشق کا نام دیتے ہیں۔جذبے میں دین و ایمان غالب ہوں تو عشق مجازی سے عشق حقیقی ہو گا۔شفیق راجا کی حمدیہ و نعتیہ شاعری درحقیقت عشق کی اسی آنچ سے عبارت ہے۔نعتیہ شاعری میں عشق مصطفیؐ کا جذبہ ہی کار فرما ہوتا ہے،اور یہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے شفیق راجا کو ودیعت کر رکھا ہے۔ان کے عشق حقیقی کا اظہار ان کے دل سے نکلے ہوئے اشعار سے ہوتا ہے۔’’ ۴۵ ؎

پروفیسر شفیق راجا کے حمدیہ کلام کانمونہ ملاحظہ کیجیے:

اسی کے تصرف میں ہے ذرہ ذرہ
اسی کا ثناءخوان ہے قطرہ قطرہ
وہ مالک ہے سب کا وہ سب کا خدا ہے
وہی سب کا داتا ہے مشکل کشا ہے
سمیع الدعا ہے جزیز العطا ہے۴۶ ؎

آپ سے عقیدت و محبت ملاحظہ کیجیے:

دل جگر پیش کروں، سود وزیاں پیش کروں
ان کی رحمت کے حضور ،اشک رواں پیش کروں

میرے دامن میں نہیں کچھ بھی ان اشکوں کے سوا
ہدیہ سوختہ جاں شاہِ جہاں پیش کروں۴۷ـ

پروفیسر عبدالحق مراد۱۹۵۳ءمیں باغ آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے ـدرس و تدریس سے تعلق ہے۔ آج کل بہ حیثیت پرنسپل خدمات دے رہے ہیں۔پروفیسر صاحب کی کتاب'' جنبشِ لب''میں حمد و نعت،منقبت اور دیگر اسلامی موضوعات بیان کیے گئے ہیں۔اسلام سے محبت ان کے کلام کی بنیادی خوبی ہے۔ اللہ ،رسول ،اصحابِ کرام سے محبت ،عقیدت کے جو جذبات پائے جاتے ہیں یقیناً ان کے سچے جذبات کی عکاسی کر رہے ہیں۔پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمن عاصم لکھتے ہیں:

''مراد نے اپنی شاعری کا مرکزی محبوب اللہ کو بنایا اور پھر جو بھی اس رب سے وابستہ ہے وہ ان کے کلام کا حصہ بنتا گیا۔وہ رسول ہوں یا قرآن یا وہ بندے جو اسی حوالے سے شہرت رکھتے ہیں ـحمد ونعت میں کچھ کہنا آسان بھی ہے اور انتہائی مشکل بھی۔آسان اس اعتبار سے کہ کائنات کی ہر شے اسی میں مصروف ہے لیکن مشکل اس لیے کہ اس میں ذرا سی چوک یا بے احتیاطی خسارے کا باعث ہو سکتی ہے۔ موصوف نے جس اعتدال کو اختیار کیا ہے قابل تعریف ہے۔''۴۸ـ

غیر منقوط حمدیہ کلام جو ان کے مطابق اردو شاعری میں پہلی غیر منقوط حمد ہے ،ملاحظ کیجیے:

ورد ہو اللہ ہی کے اسم کا
ہر گھڑی ہر دم اسی کا آسرا۴۹ـ

پروفیسر عبدالحق مراد کے کلام سے نعتیہ نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

عرش والے نے اپنا تجھے کہہ دیا
فرش والوں کے دل میں اترنے لگا
آفتاب ہدیٰ،خاتم الانبیا
تیری خاطر بنے ہیں یہ ارض و سما۵۰ـ

آزادکشمیر کے ادبی و شعری حلقوں میں زاہدکلیم کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔۱۹۵۴ءمیں مظفر آباد میں پیدا ہوئے ـ زاہد کلیم شاگردِجوش ہیں ـحمد ونعت گو شعرا میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کے کئی شعری مجموعہ ہا ئے کلام شائع ہو کر ادبی حلقوں میں شہرت اور دادِ تحسین حاصل کرچکے ہیں۔ان کا مجموعہ ''روح انقلاب'' ایک نعتیہ مسدس ہے ـ نعتیہ شاعری میں ہیت ،مواد ، اسلوب اور فکرو فن کے اعتبار سے خوب صورت اضافہ ہے ـراقم نے ''زاہد کلیم :بہ حیثیت شاعر''کے عنوان سے ان پر سندی تحقیق بھی کی ہے ـجیلانی کامران ان کی نعتیہ مسدس روح انقلاب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''زائد کلیم کی روح انقلاب کے ۱۲۰بند ہیں ،جن کو چھ مصرعوں میں ترکیبی پیراگراف میں لکھا گیا ہے۔ بند ایک سے گیارہ میں تمہید نظم ہے۔بارہ سے تیس تک انسان کی ذہنی صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے۔چوبیس سے باسٹھ تک ظہورِ رسالت مآب کا مقدس تذکرہ ہے۔چونسٹھ سے چھیانوے تک انحطاط کی روداد ہے۔ستانوے سے ایک سو دو تک بیداری ملت کے لیے اجتماعی بیان ہے۔ایک سو تین سے ایک سو تیرہ تک گزارش احیائے قوم و ملت کا احوال ہے ۔ایک سو چودہ سے ایک سو بیس تک شاعر کی عرض داشت ہے۔'' ۵۱ـہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ زاہد کلیم کے شعری سرمائے میں عشق الٰہی،عشق رسولﷺ اور صحابہ کرام سے مضبوط رشتہ قائم ہے۔مسلم امہ کے مسائل کی نشان دہی کرتے ہوئے عاجزی و انکساری کا نمونہ بن جاتے ہیں۔اپنی تہذیب و ثقافت ،اپنی روایات اور اپنی تاریخ سے انہیں بہت پیار ہے اور شعور بھی۔ یہ پیار اور شعور ان کی شعری صورت میں ڈھل کر محبت و عقیدت کے مزید پھول نچھاور کر رہا ہے۔ڈاکٹر عبد الکریم ان کی نعت گوئی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''روحِ انقلاب مایہ ناز شاعر ،فرزندِ محمد خاں نشتر اور شاگردِ جوش کی نعتیہ مسد س ہے۔ اس مسدس کو پڑھ کر ذہن علامہ اقبال کی شکوہ اور جواب شکوہ کی طرف جاتا ہے اور زاہد کلیم کا تاریخی شعور بھی سامنے آتا ہے۔ اس نعتیہ مسدس میں زاہدکلیم نے والہانہ انداز میں آمد مصطفیﷺ کو بیان کیا ہے۔یہ انداز صرف عقیدت کو بیان نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس مقصدیت کو سامنے لاتا ہے جو رسالت کی صورت میں سامنے آیا۔زاہد کلیم کی اس مسدس کے۱۰۵ سے۱۲۰ حمدیہ اشعار ہیں اور حمد کا یہ انداز بھی کم شعرا کو نصیب ہے۔ ذات باری تعالیٰ کا ادراک اور پہچان ،اس پر غیر مشروط ایمان کم شعرا کو ملا۔'' ۵۲ـہ

زاہد کلیم کے کلام سے حمدیہ نمونہِ کلام ملاحظہ کیجیے:

ہے یہ بھی تیرا شکر کہ مجھ کو زبان ملی
اور پھر زبان کو شوخیِ طرازِ بیاں ملی
طرزِ بیاں کو لیلیِ فکرِ جواں ملی
فکر جواں کو دولت ِہفتِ آسماں ملی۵۳ـہ

زاہد کلیم نے کس خلوص ، محبت اور اپنائیت کے ساتھ حضور پاک پر عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔انداز ملاحظہ ہو:

مقصودِ حق و باعث تخلیق کائنات
نور ذوالجلال و شہنشاہ شش جہات۵۴ـہ

طاہرقیو م طا ہر(پ۔۱۹۵۶) آزاد کشمیر میں اردو نعت گوئی میں ایک نمایاں نام ہے۔ان کا تعلق مظفرآباد سے ہے ۔ ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آزادکشمیرپولیس کے عہدہ پر رہ چکے ہیں۔ ان کے چھے اردو نعتیہ مجموعہ ہائے کلام ''اظہارعقیدت''، ''اظہارمحبت'' ، ''جشن میلادمحمدؐہے مناولوگو''،'' اظہارچاہت'' ،''اظہارالفت''اور''گلستان عقیدت''سب کے سب خوب صورت اور ایمان افروز نعتیہ گلدستے ہیں۔جن میں آپ نے حضرت محمدﷺ کے حسن و جمال کے مختلف پہلوؤں اور مختلف کیفیتوں کو بیان کیا ہے۔ ان کے نعتیہ مجموعے ان کی دلی محبت اور تڑپ کے عکاس ہیں۔عشق رسول ﷺمیں ڈوب کر نعت کہتے ہیں ان کی پوری شاعری کا محور و مرکز عشق رسولﷺ اورعشق رسالت ہے۔ ان کے تمام مجموعہ ہائے کلام سے عقیدت،محبت،چاہت اور الفت ٹپکتی دکھائی دیتی ہے ۔اشکِ عقیدت کی سیاہی کو پلکوں پر سجا کر نعت کے اشعار رقم کر رہے ہیں۔علاوہ ازیں ان کے تمام مجموعہ ہا ئے کلام کی شروعات حمد باری تعالیٰ سے کی گئی ہے۔طاہر قیوم طاہر کی شاعری کے حوالہ سے افضل شاہد لکھتے ہیں:

> ''طاہر قیوم طاہر کے نعتیہ دیوان جشن میلادمحمدؐہے مناولوگو ، اظہارعقیدت، اظہارمحبت ، اظہارچاہت ، اظہار الفت اور گلستان عقیدت کے نام سے موسوم ہیں۔عقیدت تو ان کے اندر ہے ہی۔عقیدہ بھی بڑے پیارے انداز میں سمو دیا ہے۔طاہر قیوم طاہر کی شاعری کا دائرہ حمدونعت اور منقبت تک ہی محدود ہے ۔اس میں بھی نعت رسول ﷺسے خصوصی شغف ہے ،گویا ان کا دل عشق الہی اورعشق رسولؐ سے لبریز ہے۔انھیں ناز ایک اعلیٰ پولیس آفیسر ہونے پر نہیں بلکہ حضورﷺ کا ثنا خواں ہونے پر ہے ، صادق عشق کی بدولت عشق رسول ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دست دعا بھی ہیں۔''۵۵ـ

طاہر قیوم طاہر کے کلام سے حمدیہ انداز ملاحظہ کیجیے :

جس طرف دیکھیں آئے نظر توہی تو
عارفوں عاشقوں کو تیری جستجو۵۶ـ

طاہر قیوم طاہر کے کلام سے نعتیہ اندازمیں عقیدت ملاحظہ کیجیے:

میزان عقیدت میں بھی نہیں جب تول کبھی تو سکتا اسے
کیوں ناپ رہا ہے اسے ناداں ،پیمانہ عقل سے شان نبیؐ
۵۷ـ

خواجا محمد عارف کا تعلق آزاد کشمیر کے ضلع میرپور سے ہے۔ ۱۹۶۰ءمیں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم میرپور سے حاصل کی۔ایف ایس۔سی کے بعد تلاشِ معاش کی خاطر برطانیہ چلے گئے۔ برمنگھم جا کر انہیں ایسا علمی و ادبی ماحول ملا جس نے ان کے ذہنی گوشوں کو مزید منور کیا۔ لکھتے ہیں:

> ''حمد و نعت اور دوسرے دینی موضوعات پر مشتمل میرا کلام ''سعادت ''میرے لیے واقعی سعادت ہے، ایف۔ایس۔سی کے

بعدتلاش ِمعاش کے لیے برمنگھم چلا گیا۔ برمنگھم میں خوش قسمتی سے احباب کا ایک ایسا حلقہ موجود تھا جو اکثر خالص نعتیہ محافل کا اہتمام کرتا رہتا تھا۔ان کی عام ادبی محفلیں بھی کبھی ذکر رسول ﷺسے خالی نہیں ہوتیں تھیں۔ایسے ماحول میں مجھے بھی نعت کہنے کی تحریک اور توفیق ہوئی اور ایک مجموعہ تیار ہوگیا۔''۵۸ ؎

حمد و نعت گو ئی ان کا خاص میدان ہے۔''سعادت ''(۲۰۰۶ء)ان کا نعتیہ مجموعہ ہے ۔اس اردو نعتیہ مجموعہ میں ان کے جذبات اور الفاظ عشق رسولﷺ میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺسے آپ کا سچا عشق پیکر شعر میں ڈھل کر ''سعادت ''کی صورت میں حسین یادوں کا تاج محل بن گیا ہے۔ ۔ان کی شاعری پر علامہ اقبال کے افکار کے گہرے اثرات پائے جاتے ہیں۔قرآنی آیات اور احادیث کے جابجا حوالے دیتے ہیں۔ ان کا نعتیہ مجموعہ دین اسلام اور رسولﷺ کے ساتھ گہری محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ڈاکٹر عطش درانی کے مطابق:

''نعت گوئی کے سفر میں محمد عارف قیام پاکستان کے فوری بعد کے شعرا ءکے روایتی انداز کے ساتھ قدم ملا کر کھڑے ہیں جس میں تاثرات اور محسوسات کو بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس انداز میں رعایت لفظی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ انداز پر قدیم رنگ سخن کے بڑے اثرات ہیں۔ کیف،جذب اور تلاطم کا اظہار ہے۔زبان کو انھوں نے بڑی سادگی سے برتا ہے۔یہ رنگ درد، کاکوروی کے ہاں پایا جاتا ہے۔ نعت گوئی درد ،کاکوروی اور بہزاد لکھنوی کے اسالیب کے درمیان کہیں جگہ رکھتی ہے۔''۵۹ ؎

خواجا محمد عارف کی نعتیہ شاعری سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں دینی باتوں کا وسیع علم ہے ۔بل کہ وہ انھیں بہ طور تبلیغِ دین اپنے اشعار میں بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ملک فضل حسین ڈائریکٹر اُردو فورم (یوکے)برمنگھم لکھتے ہیں:

''سبھی شعرا ءکرام کو یہ شرف حاصل نہیں ہوتا کہ ان کا پورا مجموعہ حمد و نعت پر مبنی ہو ۔خواجا صاحب بہتوں پر سبقت لے گئے ہیں۔دو سوصفحات سے زائد کا یہ مجموعہ کلام حمد ونعت و دعائیہ قطعات سے سجا دھجا ہوا ہے جس میں ان کا وجدان ،ان کے افکار اور ان کا تخلص بولتا ہوا اور درخشاں نظر آتا ہے۔''۶۰ ؎

ان کی ایک حمد کے اشعار ملاحظہ ہوں:

زبان محوِ حمد و ثنائے خدا ہے
یہ توفیق بھی تو عطائے خدا ہے
جسے ہو گئی اپنی پہچان عارف
وہی عارفِ راز ہائے خدا ہے ۶۱ ؎

کیف،جذب اور تلاطم کی کیفیت نعتیہ انداز میں دیکھیے:

گلوں میں نکہت ورعنائی تیرے دم سے ہے
یہ حسنِ کون ومکاں فیضِ عام تیرا ہے
تو کائنات کی ہر شے کے واسطے رحمت
جو محوِ گردشِ دوراں ہے جام تیرا ہے۶۲؎

ایاز عباسی۱۹۶۲ءمیں پیدا ہوئے۔ ضلع باغ سے تعلق ہے۔بنک میں ملازمت کرتے ہیں۔ خوب صورت لب و لہجہ کے شاعر ہیں۔نعتیہ مجموعہ‘‘ ظہور’’ ۲۰۰۵ءمیں شائع ہوکر شہرت حاصل کر چکا ہے۔ان کی نعتوں میں سرکار دو عالمؐ سے گہری وابستگی اور اپنا پن موجود ہے۔آقاکے شمائل،خصائل اور فضائل کو نعتیہ شاعری میں لا کر لوگوں کو سیرت نبیؐ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی واحدانیت ، شان کبریائی اور حضور پاکؐ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت ان کی سچی عقیدت کا ثبوت ہے۔اہل بیت سے انھیں خاص محبت ہے ۔صو فیا کرام کے اعلیٰ اور ارفع مقام کو بھی خوب صورت پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔حمدیہ نمونۂ کلام پیش ہے:

ان کو تولا بھی نہیں جاتاہے
ضرب ان کو نہیں دی جا سکتی
منقسم صفر نہیں ہوتے ہیں
منسلک ہوں یہ اکائی سے اگر
صفر اعداد میں ڈھل جاتے ہیں
ذرے ذرے میں جھلکتا ہے تو
تو ہی سر چشمہ قوت
اے خدا
صفر ہیں ہم
تو اکائی تو ہے۶۳؎

ایاز عباسی کے کلام سے نعتیہ نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

اس زمانے نے تو بس مار ہی ڈالا ہوتا
مصطفیؐ نے نہ اگر ہم کو سنبھالا ہوتا
مرحبا آمدِسرکار زمانے نے کہا
آپ نہ آتے تو کہاں ایسا اُجالا ہوتا۶۴؎

آزاد کشمیر کے حمد و نعت گو شعرا کی روایت میں ایک اہم نام سید رضوان حیدر بخاری کا بھی ہے ۔ ان کا تعلق آزاد کشمیر کے ضلع حویلی سے ہے۔ ۱۹۶۵ء میں پید اہوئے ۔ بہ حیثیت نعت گو ان کی الگ ایک پہچان ہے۔ اس میدان میں انھوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری رسالت کی محبت سے لبریز ہے۔ان کی نعتیہ شاعری میں شمائل،خصائل اور فضائل کے ساتھ ساتھ واقعات نبیﷺ ،تعلیمات نبیﷺ ،مدینہ منورہ کی پرکیف روحانی فضا کا ذکر اور دیار حبیبﷺ کے شوق کا اظہار جیسے موضوعات شامل ہیں۔ تین اردو نعتیہ مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں جب کہ چوتھا اردو نعتیہ مجموعہ” گلدستہ آرزو“ زیر ترتیب ہے۔پروفیسر غلام احمد بخاری،ان کی نعتیہ شاعری کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

''سید رضوان حیدر بخاری کا پہلا نعتیہ مجموعہ کلام''مضرابِ آرزو''چھپ کر منظر عام پر آیا اور آزاد کشمیر و پاکستان میں داد و تحسین پا کر ان کی پہچان بنا۔اس کے بعد دوسرا نعتیہ مجموعہ'' ضیا طیبہ''مارکیٹ میں آیا جو ان کی پہچان بنا اورتیسرا مجموعہ ''کرم حضور کا ہے''بھی ان کی نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے ۔نعت گوئی ان کا خاص موضوع ہے جو عقیدے اور عقیدت دونوں کی ترجمانی کرتا ہے۔''۶۵ ؂

سید رضوان حیدر بخاری کے حمدیہ و نعتیہ کلام میں اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺسے عقیدت و محبت ان کے جذبہ ایمانیت کا واضح ثبوت ہے۔ان کے مجموعہ کلام میں حمد ونعت اور مناقبت کے ذریعے نہایت دل نشین انداز میں مدح سرائی کی گئی ہے۔ا ن کے مجموعے '' کرم حضور کاہے'' کے بارے میں پروفیسر پیرسید محمد علی رضاءبخاری السیفی لکھتے ہیں:

'' کرم حضور کا ہے'' بندگی خدا اور غلامی حبیب خدا کے اس تعلق کو مضبوط کرنے کی ایک بے مثال اور خوب صورت سعی ہے اور اس کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی حمد ، سرور کون ومکان کی نعت ، مناقبت صالحین اور دیگر کلام سے ہماری نسبتوں کا ٹوٹا ہوا تعلق بحال اور کمزور رابطہ مزید مستحکم ہو جاتا ہے ۔'' ۶۶ ؂

حمدیہ کلام بہ طور مثال پیش کیجیے:

مفلس ہوں ناتواں ہوں عاجز ہوں غم کا مارا
اس بحرِ بیکراں میں کیسے کروں گزارا
لاچار کا جہاں میں کوئی نہیں ہے چارا
پروردگار عالم تیرا ہی ہے سہارا۶۷ ؂

آقاؐ سے محبت اور شگفتگی کے لازوال اور اٹوٹ رشتوں کا اظہار رضوان حیدر کے ہاں بڑی خوب صورتی اور زور دار انداز میں ملتا ہے۔ذیل کا شعر دیکھیں نبیﷺ کی محبت کس طرح ان کے جذبوں میں رواں ہے:

جن کے ہونٹوں پہ محمدؐ کی ثناءہوتی ہے
ان پہ انوار کی بارش بخدا ہوتی ہے

مدح سرکارِ دوعالم ہو وظیفہ جن کا
دولتِ سخن انہیں حق سے عطا ہوتی ہے۶۸ ؂

ڈاکٹر فیاض الحسن۱۹۶۹ءمیں مظفرآباد میں پیدا ہوئے۔جامعہ آزادجموں و کشمیر سے ایم۔اے انگریزی کا امتحان پاس کیا ۔ امریکہ سے انگریزی میں پی ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔بہ حیثیت لیکچرار کالج اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔جامعہ آزادجموں و کشمیر شعبہ انگریزی کے ساتھ کچھ عرصہ وابستہ رہے ۔پھر سعودی عرب میں قصیم یونی

ورسٹی کے ساتھ منسلک رہے۔آج کل مظفرآباد میں ایک پرائیویٹ سکول چلا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا اردو حمدیہ و نعتیہ مجموعہ ''ذوقِ عرفان''(۲۰۰۵)شائع ہوا۔موصوف کا انگریزی کلام بھی میری نظر سے گزرا ہے ،جس میں انگریزی زبان میں اسلامی شاعری ہے۔بنیادی طور پر وہ انگریزی کے پروفیسر ہیں،لیکن اردو زبان اورعلوم دینہ سے محبت ان کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے۔کلامِ فیاض میں حمد ونعت اور مناقبِ اصحاب ذی وقار و اہل بیت کا بہترین اظہار ملتا ہے،جو ڈاکٹر فیاض کے گہرے اور سچے جذبات کا عکاس ہے۔ناز مظفرآباد ی لکھتے ہیں:

''جب تک عقیدہ درست نہیں ہوگا،کسی بھی عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور عقیدہ کی بنیاد توحید ہے۔ ہمارے لیے قرآن و سنہ ہی مشعل راہ ہیں،اسلام کے بنیادی ارکان کے دائرے سے باہر جو بھی ہے وہ لغو،گم راہ اور کفریہ ہے،جس سے بچنا بے حد ضروری ہے۔سردار فیاض الحسن نے اپنی حمدیہ شاعری میں جس طرح کے توحیدی مضامین باندھے ہیں،قابل صد تحسین ہیں ،آپ کا ہر شعر جملہ بدعات کی نفی کرتا ہے۔''۶۹ے

حمدیہ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

یہی بندگی کا تقاضا ہے یارو
اسی کو پکارو جو سب کا خدا ہے
کہ محو ثنا ءجس کی سارا جہاں ہے
وہ رب العلیٰ ہے ،وہ رب العلیٰ ہے ۷۰ے

ڈاکٹر فیاض کا حمدیہ و نعتیہ کلام ان کے سچے جذبات کا عکاس ہے۔جو عشق الہی اور عشق محمد سے عقیدت و محبت کی مثال ہے۔سیرت نبی کے مختلف پہلوؤں کو فیاض نے بڑی خوب صورتی سے اپنی نعت میں سمو دیا ہے اور نعت کا حق ادا کر دیاہے۔پروفیسر ڈاکٹر ندیم حیدر بخاری ڈاکٹرفیاض الحسن کی نعتیہ کتاب'' ذوق عرفان'' کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

''فیاض الحسن نے نعت محمدﷺکے ذریعے اپنے دول ودماغ کی رونمائی کی ہے۔یہ بلاشبہ ایک سچے عاشق رسول کا ہی خاصہ ہے۔فیاض الحسن کی نعت میں محبت و عقیدت کے ساتھ ساتھ ترنم کا پہلو بھی بہت نمایاں ہے جو ان کی نعت کو دوسرے شعرا سے منفرد بناتی ہے۔نعت کہنا آسان کام نہیں ہے اس میں روح تک کی محبت شامل ہو تویہ اپنا رنگ دکھاتی ہے۔فیاض نے کمال کر دکھایا۔نہ صرف اپنی محبت کو تعریف رسول میں سمودیا بلکہ اس میں قاری کے دلوں میں نغمگی کا احساس بھی پیدا کر دیا۔''۷۱ے

نعتیہ نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے:

میرے لیے سرکار کی سیرت ہے نمونہ

ملتا ہے سکوں مجھ کو سرِ شہر مدینہ۷۲ے

جاوید الحسن جاوید۱۹۶۹ءمیں پلندری میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم وہاں ہی حاصل کی۔ایم۔اے انگریزی گورنمنٹ کالج اصغر مال کالج سے کرنے کے بعد بہ حیثیت لیکچرار اپنی زندگی کا آغاز کیا۔۱۹۹۹ءمیں سیکشن آفیسر تعیناتی ہوئی۔آج کل سیکرٹری حکومت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔اپنی تہذیب و ثقافت سے محبت کرنے والے،خوب صورت لب و لہجہ،میٹھے اور دھیمے مزاج کے شاعر ہیں۔‘‘ پھول محبت کی مانند ہے’’،‘‘پون’’،‘‘گل و گلزار کا موسم ’’،‘‘ابھی نظمیں ادھوری ہیں’’ اور نعتیہ مجموعہ‘‘ مجہور مدینہ’’ کے خالق ہیں۔ان کی تمام تصانیف میں حمد و نعت موجود ہیں ۔حمدیہ کلام دیکھیے:

مری فکر ہے مری ذات تک
ترا رحم سارے جہاں میں ہے۷۳ے

نعتیہ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

سکوت خوشبو، کلام خوشبو
مرے نبی کا نظام خوشبو
نبی کے رستے کی خاک خوشبو
وجودِ خیرالانام خوشبو۷۴ے

ان مجموعہ ہائے کلام کے علاوہ آزادکشمیر کے اکثر شعرا نے حسب توفیق حمدیہ اور نعتیہ اشعار کہے ۔انتخاب بذیل ہے ۔

یہ تقاضا ہے مرے ذوقِ عبودیت کا
سر جھکانا ہی پڑے گا کوئی در ہو کہ نہ ہو۷۵ے

نہ کر غم تو امروز و فردا کا آزر
خدا اور دے گا خدا اور دے گا۷۶ے

یہ عادت ہے تیری کہ بندہ نوازی
مری لغزشوں پر فقط مسکرانا۷۷ے

علوم جتنے بھی وحی خدا کے منکر ہیں
وہ بال و پر نہیں ، بے دست و پائی دیتے ہیں۷۸ے

کبھی صحرا ، کبھی خیمہ ، کبھی گھر دیتا ہے
وہ جو دیتا ہے تو پھر کشتیاں بھر دیتا ہے۷۹ے

تو کہ علیم و عالم لاہوت و لامکاں
توکہ خبیر و واقفِ اسرارِ کن فکاں۸۰ے

ہمیں ہر جہت چیخنے دے
کہ اپنی تو کوئی جہت بھی مکمل نہیں ہے ۸۱ے

جو یاد آئی زمانے میں رزق کی تنگی
خدا گواہ ہے یار خدا بھی بھول گئے۸۲ـــہ

اے خدا مجھ کو میری بات کو زندہ رکھنا
میرے شہروں میرے دیہات کو زندہ رکھنا
جس کو کیا آباد خان مظفرخان نے
اس حسین شہر کے دن رات کو زندہ رکھنا۸۳ـــہ

میرے عصیاں پہ کرنہ نظر مالکا
میں خطا ہی خطا تو عطا ہی عطا۸۴ـــہ

خدا میرے قد موں کو رستہ بنا دے
خد ا مجھ کو پھولوں کی خوش بوبنا دے ، ہوا میں اڑا
دے۸۵ـــہ

اے خدا میری تمنا بھی فقط اتنی ہے
تیری تعریف میں اک اور جہاں تک اتروں ۸۶ـــہ

یوں تو ہر رنگ بری رسم جبیں سائی ہے
سجدہ کرنا ہو تو خالق کی جناب اچھی ہے۸۷ـــہ

اسم محمداسم مکرم،صل و سلم،صل وسلم
اطہر و طاہر،عاصم و اکرم،صل و سلم،صل وسلم۸۸ـــہ

اے رحمت ِ کل ،ختمِ رسل،سرورِعالم
چرچا ہے ملائیک میں ترا،جن وبشر میں۸۹ـــہ

اے امینِ حکمتِ اُم الکتاب
وحدت ِگم گشتہ خود بازیاب۹۰ـــہ

مرے نبی محترم
میں خاک پائے او قدم
ہے مبتلا،غم دالم
مرے نبی محترم۹۱ـــہ

حرف جو نعت میں نہیں آیا
کسی اوقات میں نہیں آیا
ناز مدحت کا بھی ایک طریقہ ہے
جو تیری بات میں نہیں آیا۹۲ـــہ

کون کرسکتا ہے اس انسان ِ کامل کی ثنا
جس کی نعت و منقبت کہتا ہے خود رب العلا۹۳ـــہ

اے شاہ لولاک اے شافعی محشر
منور ہے تیرے نور سے کوہسار مدینہ۹۴ـــہ

گلشنِ حیات میں نکھار ہی نکھار ہے
نعتِ مصطفی مری عزت و وقار ہے۹۵؎

تخلیق کائنات کی جاں آپ ہی تو ہیں
دونوں جہاں کے روحِ رواں آپ ہی تو ہیں۹۶؎

اے! کہ تو باعثِ تخلیق ِ ابد اور ازل
اے!کہ ممکن نہیں دنیا میں ترا کوئی بدل۹۷؎

آیا ہے آسماں سے اجالوں کا نامہ بر
تعبیر ہے یہ خاک نشینوں کے خواب کی۹۸؎

شہ لولاک، ختم المرسلین کا لب پہ نام آیا
محمد مصطفےٰ صلی علیٰ ذی احتشام آیا ۹۹؎

لفظ جب تک وضو نہیں کرتے
ہم تیری گفتگو نہیں کرتے۱۰۰؎

میں زخم خوردہ ہوں دنیا کی بے ثباتی کی
حیات پاک کو تیری ہی ، معتبر دیکھوں۱۰۱؎

مجھ پہ گر تیرا کرم اے شہِ بطحا ہوتا
یہ مقدر مرا ہمدوشِ ثریا ہوتا۱۰۲؎

میرے محبوب،مری جان رسولِ عربی
مرے آقا،مرا ایمان رسولِ عربی۱۰۳؎

صفحات ِگزشتہ میں آزادکشمیر کے اردوحمد ونعت گو شعراکا مختصر تعارف اور نمونہ کلام پیش کیا گیاہے ،ان کے علاوہ سیکڑوں اور نام بھی موجود ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ اورسرور کونینﷺ سے محبت کا اظہار کیا ہے ۔اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺسے محبت و عقیدت ہی اصل ایمان ہے۔ پورے اعتماد اور وقار کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آزاد کشمیر میں اردو حمد ونعت کے میدان میں شعرا نے عمدہ گل کھلائے ہیں اور اردوحمد و نعت کا سفر پورے وقار کے ساتھ جاری و ساری رکھا ہے۔اردوحمد و نعت کی ہیت،موضوعات اور ڈکشن کے لحاظ سے کافی تجربات بھی ہوئے ہیں۔اردوحمدیہ ونعتیہ اشعار کی بنت میں شعری اور شرعی حدود کا خیال رکھا ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا نے سر زمین حمدو نعت میں ایسے گل کھلائے ہیں جن کو ا ردو ادب کے معیار پر پرکھا جا سکتا ہے۔پابند نظموں کی ہیئت میں مخصوص روایتی نیاز مندی اور عقیدت بھی ملتی ہے۔ مضامین کی ادائیگی کے اسالیب میں روایتی سانچوں کے ساتھ ساتھ ایک جدت اور تنوع کا احساس بھی ہوتاہے ۔ اللہ تعالیٰ اوررسول ﷺسے متعلق مضامین کو جدید عصری ،فکری حسیت ، ایک نئے پن اور ایک تخلیقی تازگی کے ساتھ پیش کیا گیاہے۔ آزاد کشمیر میں اردوحمد ونعت کی تاریخ تقریباً تین صدیوں پر مشتمل ہے اور ان تین صدیوں میں ابتدائی

نمونوں سے لے کر آج تک اردو حمد ونعت کے موضوعاتِ فکر وفن میں بھی روایت کے ساتھ ساتھ جدت اور تنوع نظرآتا ہے۔اردوحمد و نعت میں ایک وقیع اور ثروت مند سرمایہ موجود ہے ۔جوں جوں وقت گزرے گا آزاد کشمیر میں اردو حمد ونعت کی مختلف جہتیں نمو و اظہار پائیں گئی۔ اردو حمد و نعت کی ترویج و ترقی کے لیے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ شعری اور شرعی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کثرت سے اردوحمد اور نعت تخلیق کی جائے نہ کہ عقیدت اور بسم اللہ کے طور پر رسم پوری کی جائے۔ بہرحال آزاد کشمیر میں اردوحمد و نعت کے شان دار مستقبل سے انکار ممکن نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عطا الرحمن نوری،اردو اصناف ادب،رحمان پبلی کیشنز، مالیگاؤں مہاراشٹر ،ص۷۷

۲۔ ڈاکٹررفیع الدین ہاشمی ،اصناف ادب ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۲،ص ۲۳

۳۔ ڈاکٹررفیع الدین ہاشمی ،اصناف ادب ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۲،ص ۲۳

۴۔ ڈاکٹرفرمان فتح پوری،اردو نعتیہ شاعری،گنج شکرپریس،لاہور،۲۰۰۷ء،ص۳۵

۵۔ سید ابوالحسن علی ندوی، کارواں ِ مدینہ، مجلس تحقیقات نشریات، اسلام لکھنو،ص۱۷۶

۶۔ ڈاکٹرایس ۔ایم ناز،تصویر کشمیر،مقبول اکیڈمی ،لاہور ،۲۰۰۳ء،ص۸۸

۷۔ احسان اکبر ،جموں کشمیر ، ہمارا اکیس ویں صدی میں داخلہ، المسطر اسلام آباد ، اول،۱۹۹۴ء،ص۱۸

۸۔ ڈاکٹرافتخارمغل،کشمیر میں اردو شاعری، مقالہ برائے ایم۔فل،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد،۱۹۹۵ ،ص۱۲۲

۹۔ ڈاکٹرافتخارمغل،کشمیر میں اردو شاعری، مقالہ برائے ایم۔فل ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد،۱۹۹۵ ،ص۱۵۱

۱۰۔ حافظ محمودشیرانی ،مقالات محمود شیرانی ، مجلس ترقی ادب ، لاہور ، اول ۔ ۱۹۴۹ء،ص ۲۸

۱۱۔ ڈاکٹر شفیق انجم ، مقدمہ ،مشمولہ ، گلزار فقراز غلام محی الدین،الفتح پبلی کیشنز، اسلام آباد۲۰۱۱ ءص۹

۱۲۔ غلام محی الدین ،گلزار فقر،مرتب ڈاکٹر شفیق انجم،الفتح پبلی کیشنز اسلام آباد ۲۰۱۱ءص۱۶

۱۳۔ غلام محی الدین ،گلزار فقر،مرتب ڈاکٹر شفیق انجم،الفتح پبلی کیشنز اسلام آباد ۲۰۱۱ءص۱۷

۱۴۔ جویریہ یاسمین،فلیپ،مشمولہ،مالا میں دھاگہ ازامین طارق قاسمی، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،میرپور۲۰۱۴ءص۲۰

۱۵۔ پروفیسرامین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴ص۶۲
۱۶۔ پروفیسرامین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴ص۳۵
۱۷۔ پروفیسربشیر مغل ، پیش لفظ ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،افضل پور،۱۹۹۴ءص۹
۱۸۔ پروفیسربشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،افضل پور،۱۹۹۴ء ص۲۳
۱۹۔ پروفیسربشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،افضل پور،۱۹۹۴ءص۵۴
۲۰۔ پروفیسرصغیر آسی، فلیپ، گلدستہ عقیدت ،محمد خلیل ثاقب ، نواب سنز پبلی کیشنز، راو ل پنڈی ص۸
۲۱۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت، نواب سنز پبلی کیشنز، راو ل پنڈی ص۳۷
۲۲۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت، نواب سنز پبلی کیشنز، راو ل پنڈی ص۵۰
۲۳۔ جیلانی کامران ،دیباچہ ،مشمولہ ،ثنازالطاف قریشی،اعطیار پبلی کیشنز ،مظفرآباد ،۱۹۸۳ءص۵
۲۴۔ الطاف قریشی ،داتا زہر پلا،مکتبہ شعرو ادب، لاہور،۱۹۷۷ءص۲۸
۲۵۔ الطاف قریشی،دیباچہ ،مشمولہ ،ثنا،اعطیار پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۱۹۸۳ءص۴
۲۶۔ ڈاکٹرافتخارمغل،کشمیر میں اردو شاعری، مقالہ برائے ایم۔فل ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد،۱۹۹۵ءص۲۰۰
۲۷۔ الطاف قریشی،ثنا،اعطیار پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۱۹۸۳ءص۳۲
۲۸۔ ڈاکٹر شفیق انجم ،دیباچہ، کلام بشیر صرفی از بشیر صرفی،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۳۴
۲۹۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی، مرتب ڈاکٹرشفیق انجم،،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۰ءص۲۴
۳۰۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی، مرتب ڈاکٹرشفیق انجم،،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۰ءص۷۷
۳۱۔ ڈاکٹرفرمان فتح پوری ،فلیپ ،مشمولہ ،سرِ شاخ خیال از ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک،۲۰۱۰ءص۱۲
۳۲۔ ڈاکٹر سید تقی ،فلیپ،مشمولہ ، عرفان عبد ازڈاکٹرعبدالرحمن عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱،ص۳۷
۳۳۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱،ص۵۳
۳۴۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱، ص۷۵
۳۵۔ میجررفیق جعفری،دیباچہ،مشمولہ، سب کے سب محمدسے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷، ص۱۱
۳۶۔ سیدزاہد حسین،فلیپ،مشمولہ،سب کے سب محمد سے از،میجررفیق جعفری،ایس ٹی پرنٹرز، راول پنڈی،۲۰۱۷، ص۱۶
۳۷۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمد سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ءص۲۴
۳۸۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمد سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ءص۳۶
۳۹۔ حکیم سید علی اکبر،دیباچہ،مشمولہ، یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر، لاہور،۲۰۱۶ء،ص۷
۴۰۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء،ص۲۵
۴۱۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر، لاہور،۲۰۱۶ء،ص۵۶
۴۲۔ ڈاکٹرمحمد اسلم،فلیپ،مشمولہ ،صہبائے عشق ازسید مقصود حسین راہی،اظہار سنز پرنٹر ،لاہور، ص۱۲
۴۳۔ سید مقصود حسین راہی،صہبائے عشق،،اظہار سنز پرنٹر ،لاہو ر،ص۵۲
۴۴۔ سید مقصود حسین راہی،صہبائے عشق،،اظہار سنز پرنٹر ،لاہو ر،ص۵۰

۴۵۔ سید عطا اللہ شاہ،فلیپ،مشمولہ ،نعت کا سفرازپروفیسرشفیق راجا،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۶
۴۶۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۱۳
۴۷۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۳۰۰
۴۸۔ ڈاکٹر حبیب الرحمن ،فلیپ ،مشمولہ ،جنبش لب از عبدالحق مراد،اے۔کے۔بی گراف، راولپنڈی،۲۰۱۷ء،ص۱۴
۴۹۔ پروفیسر عبدالحق مراد،جنبش لب ، ے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۲۸
۵۰۔ پروفیسر عبدالحق مراد،جنبش لب،اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۴۱
۵۱۔ ڈاکٹرجیلانی کامران ،فلیپ ،مشمولہ ،روح انقلاب از زاہد کلیم،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ء،ص۲۶
۵۲۔ ڈاکٹرعبدالکریم ،روح انقلاب اور زاہد کلیم،مشمولہ ،نعت رنگ ،مرتب سید صبیح الدین رحمانی ،سلورجوبلی نمبر ۲۰۱۵، ص۶۸۱
۵۳۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ء،ص۶۵
۵۴۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ء،ص۷۸
۵۵۔ افضل شاید،فلیپ ،مشمولہ ،اظہارچاہت ازطاہرقیوم طاہر،، ٹاپ ماونٹن پرنٹرا ینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص۴۴
۵۶۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص۴۳
۵۷۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۶۳
۵۸۔ خواجامحمد عارف ،فلیپ،مشمولہ،سعادت ازخواجامحمد عارف ،تعبیر پبلی کیشنز ، میرپور ،۲۰۰۶ء،ص۹
۵۹۔ ڈاکٹرعطش درانی،فلیپ،مشمولہ ،سعادت ازخواجامحمد عارف ،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور ،۲۰۰۶ء،ص۱۰
۶۰۔ ملک فضل حسین،دیباچہ،مشمولہ،سعادت ازخواجامحمد عارف ،تعبیر پبلی کیشنز ، میرپور ،۲۰۰۶ء،ص۱۳
۶۱۔ خواجامحمد عارف ،سعادت ،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور ،۲۰۰۶ء،ص۲۱
۶۲۔ خواجامحمد عارف ،سعادت ،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور ،۲۰۰۶ءص،۴۳
٦۳۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵ء،ص۶۵
۶۴۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵ء۔ص۳۵
۶۵۔ غلام احمد بخاری ،فلیپ ،مشمولہ ،کرم حضور کا ہے ازسیدرضوان حیدر، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص۲۳
۶۶۔ سیدرضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، نومبر ۲۰۱۷ء،ص۴۵
۶۷۔ سیدرضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، نومبر ۲۰۱۷ء،ص۱۴
۶۸۔ سیدرضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، نومبر ۲۰۱۷ء،ص۴۳
۶۹۔ ناز مظفرآبادی،فلیپ،مشمولہ،ذوق عرفان از ڈاکٹر فیاض الحسن،اتفاق پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص۱۳
۷۰۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص۵۶
۷۱۔ ڈاکٹر ندیم حیدر بخاری ،فلیپ،مشمولہ، ذوق عرفان از ڈاکٹر فیاض الحسن،اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص۵
۷۲۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص۱۱۲
۷۳۔ جاوید الحسن جاوید،محبت پھول کی مانند ،نیلم پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۴ء،ص۳۲

۷۴۔ جاوید الحسن جاوید،مجہور مدینہ،غیر مطبوعہ
۷۵۔ حبیب کیفوی،کشمیر میں اردو، مرکزی اردو بورڈ، لاہور ،اول ۱۹۹۷ء،ص ۱۲۳
۷۶۔ آزر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،۱۹۷۶ءص ۱۱۸
۷۷۔ محمد خان نشتر ،لمحات نشتر،نیلم پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۲۰۰۱، ص۱۵
۷۸۔ ڈاکٹرصابر آفاقی ، شہرِ تمنا ، ادبیات ، مظفرآباد ، ۱۹۸۰، ص۱۴۹
۷۹۔ مشتاق شاد،ریگ رنگ ، ماو را پبلشرز ، لاہور، ۱۹۹۲ء،ص ۳۳
۸۰۔ رفیق بھٹی،ستون دار،پنجال پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۴، ص۳۴
۸۱۔ توصیف خواجا ،نظم ،مشمولہ، ہفت روزہ ،مشیر ،مظفرآباد ،۱۹۹۶، ص۲۹
۸۲۔ ڈ اکٹرنثارحسین ہمدا نی ،چنار،چاندنی ا ورچنبلی،الشیخ پرنٹر،مظفرآباد،۱۹۹۳ء،ص۲۵
۸۳۔ عماد الدین سوز،ماہ نامہ ،آزادکشمیر، دسمبر ۱۹۷۸ء،ص۲۲
۸۴۔ مخلص وجدانی ،صلیبوں کا شہر،ادبیات، مظفرآباد ،۱۹۹۵ء، ص۶۷
۸۵۔ ڈاکٹر افتخار مغل،حمد،مشمولہ،اختر سحر،گورنمنٹ کالج چکار مظفرآباد ،پہلا شمارہ،۱۹۸۴ءص۲
۸۶۔ نصیر احمدناصر ،جدائی راستوں کے ساتھ چلتی ہے،لیور بکس اسلام آباد،۱۹۹۴،ص۱۱
۸۷۔ اسرار ایو ب،حمد،مشمولہ،ماھل، گورنمنٹ کالج باغ،زلزلہ نمبر،۲۰۰۷ء،ص۳۱
۸۸۔ عبدالرزاق بے کل ، ہنگام جنوں ، الفلاح پبلشرز ۔ پشاور ،۱۹۹۴ء،ص ۷
۸۹۔ آزر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،۱۹۷۶ئ، ص۱۱۸
۹۰۔ محمد خان نشتر ،لمحات نشتر،نیلم پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۲۰۰۱، ص ۱۵
۹۱۔ عبدالعلیم صدیقی،نعت،مشمولہ،سروش،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۰۷، ص۴۳
۹۲۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی ،نعت،مشمولہ سروش،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۰۶ء،ص۳۲
۹۳۔ ناز مظفرآبادی ،اسے کہنا،مثال پبلشرز ،فیصل آباد،۲۰۱۸ء،ص۱۳
۹۴۔ پروفیسر محمد یعقوب شائق،نعت،مشمولہ،چنار،گورنمنٹ کالج گڑھی دوپٹہ،پہلا شمارہ،۱۹۸۶ء،ص۳۷
۹۵۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا ،ساگر لائبیری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص۳۲
۹۶۔ سیدہ،حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲ء،ص۲۰
۹۷۔ افتخار مغل،انکشاف،طیبہ پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۳، ص۴۴
۹۸۔ شہریار زیدی،غیر مطبوعہ
۹۹۔ بشیر احمد صدیقی ،دیوان صدیقی ،مکتبہ شعاع ادب ۔ سہٹرہ ،۱۹۹۶ء،ص ۱۰۰
۱۰۰۔ مشتاق شاد،نمبل،شرکت پریس،لاہور،۱۹۹۶ء،ص۴۳
۱۰۱۔ ڈاکٹرسیدہ آمنہ بہار،چناروں کی آگ،انقلاب پبلشرز ،راول پنڈی،۱۹۸۷ء،ص۲۳
۱۰۲۔ ڈاکٹر مقصود جعفری،اوج دار ص۲۰۱۰ء،ص۱۳۰
۱۰۳۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلشرز،۲۰۱۴ء،ص۱۸

باب سوم:

آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ شاعری کا موضوعاتی مطالعہ

الحمدللہ رب العلمین سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔کسی چیز کے اندر کوئی خوبی ،کوئی حسن یا کوئی کمال ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عنایت اور عطا کردہ ہے۔حقیقی حمد بے شک اسی کو زیب دیتی ہے جو تمام عالمین کا رب ہے۔جومخلوقات کی الگ الگ جنسوں مثلاًعالمِ جن،عالمِ انس،عالمِ ملائکہ ،عالم وحوش وطیور و دیگر کی ضروریات پوری کرتا ہے۔اس لیے تمام موضوعات حمد سے منسوب ہیں اور تمام موضوعات کا منبع وسرچشمہ اللہ کی ذات ہے ۔قبل از ازل حکمرانی اللہ کی تھی۔ازل تا ابد حکم رانی اللہ کی ہے اور بعد از ابد حکم رانی اللہ کی ہی رہے گی۔اس لیے تمام موضوعات حمد کی ذیل میں آتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی حمد وثنا بیان کر رہا ہے۔ انسانی عقل و عمل محدو دہے ۔اس لیے حمد کے موضوعات کا تعین کر نا آسان نہیں ہے۔تقاضائے دنیا اور تقاضائے ادب و اصناف کے تحت حمد کی مختلف فکری جہتوں کے کئی مظاہر نظر آتے ہیں۔یوم الست سے ہی فطرت انسانی میں عظمت خالق و مالک کے اعتراف کا داعیہ رکھ دیا گیا ہے۔اس لیے انسان اپنے رب کی تلاش میں ہے۔مثلاً صوفیا انفسی،علمائے اسلام علمی،عوام الناس سماعی،محققین مشاہد کائنات اور شعرا اپنے رب کا وجدان اپنے تخلیقی اور قلبی واردات کے امتزاج سے کرتے ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی حمد یہ موضوعات کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ‘‘حمد کا موضوع اتنا ہی وسیع اور متنوع ہے جس قدر خدا اور اس کی ذات ،گویا اس کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں۔’’۱؎

اردو شاعری میں حمد کی گونج اردو شاعری کے ساتھ ہی مختلف آہنگوں اور متنوع لہجوں میں سامع نواز ہوتی رہی ہے۔شعرا حضرات نےکبھی خارجی ماحول ،کبھی انفس کے مشاہدات ،کبھی مظاہرِ کائنات اورکبھی اپنی احتیاجات و ضروریات کے نتیجے میں مناجاتی انداز میں اپنے رب کو پکاراہے۔ڈاکٹر عزیز احسن نے درست کہا:

> ‘‘رب ایک ہے ،مشاہدات کے رنگ انسانوں کے احوال اور مبلغِ علم کی بنیاد پر بدلتے رہتے ہیں۔عرفان کے انداز بھی عرفان کے طالبِ شعرا و صوفیا کے احوال سے مشروط ہوتے ہیں ۔اس لیے ان دیکھے رب کی ثنا کا مرحلہ مشکل سے مشکل تر ہوتاجاتا ہے اور یہی مشکلات ،خیال میں نزاکتیں اور بیان میں نیرنگیاں پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔بات ایک ہی کہنی ہو تو صرف زاویہ نگاہ کا فرق اور لفظوں کے مختلف لونی عکس(Shades)بدلنے سے شعر میں تازگی اور بیان میں اچھوتا پن پیدا ہوجاتا ہے۔بہ صورت دیگر شعر سادہ اور سپاٹ ہوجاتا ہے اور قاری کے لیے اس شعر کی کشش محض اس کے مافیہ ،متن یا (Text) اور (Content)کے حوالے سے توہوتی ہے لیکن شعریت کا فقدان موضوع کو بھی ہلکا کر دیتا ہے۔’’۲؎

جس طرح لفظ حمد ایک وسیع لفظ ہے۔ اسی طرح اس کے موضوعات بھی وسیع ہیں ۔تمام حسن کا محور ومرکز وہی ایک اللہ ہے ۔حمد بھی صرف اسی ایک کے لیے ہے جس نے لفظ کُن سے تمام عالمین کو پیدا کیا۔ڈاکٹر عزیز احسن شاعری میں حمدیہ موضوعات کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

> ‘‘شعراجب حمدیہ شاعری کرتے ہیں تو ان کے سامنے اگر اپنے مسائل ہوں تو وہ دعا مناجات کا انداز اپناتے ہیں۔اگر کائنات کی تخلیق کے حوالے سے خالق کی عظمتوں کی طرف دھیان جائے تواشیائے کائنات کے جزوی ذکر کے ساتھ خالق کی عظمت کا اعتراف شعروں میں ڈھل جاتا ہے اور اگر خالق کی طرف سے مخلوق کو ملنے والی نعمتوں پر شکر کرنے کا جذبہ غالب ہو تو جذباتِ تشکر شعری متن میں ڈھلتے ہیں۔آفاق کی طرف سے توجہ کرنے سے مادی اشیاءکی تخلیق کا ذکر کیا جاتا ہے۔اور انفس کی سیر کرتے ہوئے شاعر اپنی ذات میں جھانک کر خالق کی موجودگی کا ادراک کرتا ہے۔اس طرح شاعری میں صوفیانہ شاعری کے عوامل داخل ہو جاتے ہیں۔’’۳ے

حمدیہ شاعری ،شاعری کی سب سے قدیم ،دل کش ،معتبر اور بڑی شاعری ہے ۔اس لیے اس نوع کی شاعری کے لیے موضوع بھی بڑا درکار ہے۔اللہ اکبر ہی وہ موضوع ہو سکتا ہے ،جو حمد یہ شاعری کا ہم رتبہ ہو سکتا ہے۔ڈاکٹر عزیز اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

> ‘‘اچھی اور بڑی شاعری کا موضوع بھی بڑا ہوتا ہے۔شاعری کا سب سے اہم ،سب سے عظیم اور سب سے بڑا موضوع حمدہے۔حمد کا لفظ اس شاعری کے لیے مختص ہے جو خالق و مالکِ عوالم کے لیے موزوں کی جائے ۔اس شاعری کے مختلف لونی عکس(Shades) ہوسکتے ہیں۔صانعِ کائنات کی عظمت کا احساس اس کی صنعت کے حوالے سے لفظوں کی قید میں لانا۔خالق و مخلوق کے رشتے کے ادراک کا اظہار۔مخلوق کی ضروریات کی تکمیل کے لیے رب کی جناب میں اس کی تعریف کرتے ہوئے مناجاتی پہلو اختیارکرنا۔کسی آفت کو ٹالنے کی التجائیں کرتے ہوئے خالق کوپکارنا۔کسی نعمت کے حصول پر شکر کا احساس رقم کرنا۔اپنی کم مائیگی اور رب السٰموات و الارض کی عظمتوں کا بیان وغیرہ وغیرہ۔’’۴ے

آزاد کشمیر میں اردو شاعری کے ساتھ ہی حمدیہ شاعری کا بھی آغاز بھی ہو جاتا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا کی حمدیہ شاعری کئی رجحانات اور موضوعات سے مملو ہے۔ذیل میں آزاد کشمیر کے شعرا کی اردو حمد یہ شاعری کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۳,۱۔خدا کا تصور اور عقیدہ توحید کا بیان:

عقیدہ توحید،دین اسلام میں سب سے اہم ،اولین اور بنیادی عقیدہ ہے۔تصورِ توحید کی بنیاد تما م معبودانِ باطلہ کی نفی اور ایک خدا کے اثبات پر ہے۔توحیدکا لفظ وحدت سے بنا ہے،جس کے معنی ہیں ایک کو ماننا،شریعت و اصطلاح میں اس کے معنی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی ذات ،صفات اور جملہ اوصاف وکمالات میں یکتا و بے مثال ہے ،اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی ہم پلہ اور ہم مرتبہ ہے۔توحید کی ایک تعریف یوں ہے:

> ''توحیدالوحدت سے باب تفعیل کا مصدر ہے۔اس سے مراد کسی چیز کو ایک قرار دینا ہے۔اللہ کی توحید سے مراد ہے اس چیز کا اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات،صفات اور افعال میں واحد و یکتا ہے ان میں اس کا کوئی شریک ہے نہ کوئی اس کا مشابہ۔''۵ـــ

اللہ کی ہستی کا احساس خود انسان کی فطرت میں موجود ہے ۔ انسان چاہے خدا کے وجود کا انکار کرے، مگرپھربھی اس کے عقل و شعور کی گہرائیوں میں خدا کا تصور کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر مذہب میں توحید کا تصور کسی نہ کسی انداز اور کسی نہ کسی رنگ میں ضرور پایاجاتا ہے۔ اگر کبھی حالات کی بنا پر انسان کے اند ر یہ فطری جذبہ دب جائے تو جب انسان کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہےیا موت و تباہی اسے سامنے نظر آتی ہے تب وہ اللہ کی ذات کو بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

> ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز ہے ۔نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔'' ۶ـــ

توحید کی تین بنیادی اقسام ہیں،توحید ربوبیت(اس کائنات کا خالق،مالک،رازق اور مدبر صرف اللہ ہے)،توحید الوہیت (عبادت کی تمام اقسام کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے) اور توحید صفات(اللہ تعالیٰ کی جو صفات قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں ان کو بغیر کسی تاویل اور تحریف کے تسلیم کریں اور وہ صفات اس انداز میں کسی اور کے اندر تلاش نہ کریں۔

عقیدہ توحید کے حوالے سے اردو شاعری میں بیش بہا خزانہ موجود ہے ۔شعرا نے اپنے اپنے انداز میں اللہ تعالیٰ کے یکتا ہونے کا ذکر کیا ہے ۔اسی روایت کے پیش نظر آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی توحید کے حوالے سے بہت کچھ لکھا ہے ۔مایہ نا زشاعر خواجا محمدعارف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے ۔عقل والوں کو ہر جگہ اور ہر طرف اللہ ہی اللہ دکھائی دیتا ہے۔اللہ کے جلوے اور نشانات کائنات کے ذرے ذرے میں موجود ہیں۔ انھوں نے اللہ کی وحدانیت اور عقیدہ توحید کے مضمون کو یوں برتا ہے:

دہر میں کس کے ہر سو نشانات ہیں؟
دیکھنے میں مگر بے نشاں کون ہے؟۷ـــ

مایہ ناز شاعربشیر صرفی کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے۔ صرف اللہ ہی سب کا رب ہے ۔اللہ اپنے عرش پر مستوی ہے جیسے اس کی شان قدرت ہے اور اس کا علم پوری کائنات کا احاطہ کیے ہو ئے ہے۔ اللہ کی کو ئی مثال نہیں ، وہ بے مثال ہے ،اللہ کا کو ئی ہم پلہ نہیں،ارشاد ہے:

‘‘بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، سب کاریگروں سے اچھا کاری گر۔ ’’۸ے

ان کا تصور توحید یہ ہے کہ اللہ پاک ہے،بے نیاز ہے،کارسازی کائنات میں اس کا کوئی شریک نہیں، حدود و قیود کی حدوں سے بالا ہے، واحد اور لاجواب ہے۔ انھوں نے یوں توحید کے موضوع کو اپنی حمد میں برتا ہے:

پاک ذات تو خدائے بے نیاز
کس نہ داری تو شریک و کار ساز
تو بلند بسیار از حد و حساب
اے خدائے واحد و اے لاجواب۹ے

ممتاز شاعربشیرمغل کا کہنا ہے کہ اول و آخر،ظاہر و باطن،نہاں و عیاں،نور ازل و ابد،چشم روشنی،نظروں کے مقابل اور نظروں کے نہاں،آسودگیِ دل وجاں،حرف دل و زبان ،نزدیک و دور اورزمان و مکاں جب اللہ ہی کے جلوؤں سے معمور ہے تو پھر کیوں نہ اللہ کی حمد بیان کی جائے۔احدیت ،صمدیت اور کفویت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

‘‘ اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔’’ ۱۰ے

شاعرکی حمدوں میں روحانیت اور علمیت یک جا ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات ،عقیدہ توحید کو موثر انداز میں شاعری میں سمویا:

اول بھی تیری ذات ہے آخر بھی تیری ذات
ظاہر بھی تو باطن بھی تو نہاں بھی عیاں بھی ۱۱ے

گلزار حسین ساگرکاشمیری اللہ پاک کی صفت توحیدِ کا ذکر کر رہے ہیں کہ اے خدائے لم یزل جب میں زمین سے آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو ہر جگہ تو ہی تو نظر آتا ہے۔ تو نے اس بے جان دھرتی سے کیا خوب صورت نقش پیدا کیے ۔عقل والوں کے لیے اس میں بیش بہا نشانیاں ہیں۔ ازل سے ابد تک تو ہی تو ہے۔ اول اللہ ،آخر بھی اللہ ،ظاہری اور باطنی رنگ میں بھی وہی اللہ ہے۔ساگر کے ہاں برتے جانے والایہ لفظ’’ لاالہ ‘‘کا اقرار دلی ، روحانی اور عملی طور پرجلوہ گر ہے ۔وہ تصور توحید کو یوں شاعری میں برت رہے ہیں:

لا الہ توحید کا اقرار کرتے ہیں سبھی
احمد مرسل کا امت کا وسیلہ دے دیا۱۲ے

طاہر قیوم طاہر کہتے ہیں کہ اللہ کریم کی ذات وحدہ لاشریک ذات،انسان کی خالق و مالک، ظاہر و باطن اور رازق ہے۔انسانی زندگی کے ہر لمحہ کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کرنے والی وہی ایک ذات ہے۔ارشاد ہے:

والٰھکم الہ و احد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم:''اور تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ رحمن اور رحیم ہے''۱۳؎

تصور لا یعنی کچھ نہیں لیکن ساتھ ہی تصور الہ یعنی اللہ ،یہ وہ بنیادی خیالات ہیں جن پر ہم سب کا ایمان ہے۔انھوں نے حمد کے بنیاد ی تصورات تصور لا ،تصور الہ، خالقیت،رازقیت اور اللہ کی دیگر صفات کو خوب صورت پیرائے میں بیان کیا ہے:

اللہ اللہ اللہ ھو
لا الہ الا ھو۱۴؎

صفدر شفیق بر ملا اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ عقیدہ توحید کے مطابق جبینِ نیازی کے لیے صرف ایک ہی اعلیٰ و ارفع در اورذات ہے۔عقیدہ توحید ہی انسان کو صرف ایک در کا عابد بناتا ہے کہ انسان صرف اسی وحدہ لاشریک ہستی کے سامنے دامن پھیلاکر تذلیل اور رسوائی سے بچ جاتا ہے۔انسان کا مقام و مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔عبادت کا حق اسی ایک اللہ کا ہے ۔ارشاد ہے:

''**ایاک نعبدو ایاک نستعین**'':ترجمہ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''۱۵؎

ا للہ واحد ،یکتا ،لاشریک اور پاک ہے تو پھر سجدہ بھی اسی برتر کو روا ہے۔اللہ کے سوا کسی کو بھی سجدہ روائی کا حق نہیں ہے ۔ان کے ہاں تصورِ وحدانیت، اظہارِ عبودیت اور استعانت کا اظہار یوں ملتا ہے:

واحد ہے لاشریک ہے یکتا ہے پاک ہے
تیرے سوا کسی کو بھی سجدہ روا نہیں۱۶؎

پروفیسرعبد الحق مراد نے بھی اپنی ساری شاعری کا مرکزی محبوب اللہ تعالیٰ ہی کو بنایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے تمام عالمین کو تخلیق کیا اور پھر سب کی حدیں متعین کر دیں۔ہر ایک چیز اپنی حد میں رواں دواں ہے۔کسی کو کیا مجال کہ وہ ایک دوسرے کی حد میں داخل ہو۔وہ سب سے آگے ہے۔ اس سے آگے کسی کی ذات نہ جا سکتی ہے نہ جائے گی۔ہر ابتدا کی انتہا ہے لیکن میرے اللہ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ان کی حمد میں عقیدہ توحید کا تصور ملاحظہ کیجیے:

میرے خدا،تو ہے سب سے بڑا،سب سے بڑا
کوئی نہیں میرا الہٰ،تیرے سوا،تیرے سوا۱۷؎

خان محمد بدر چوہان کی حمدیہ شاعری میں خدا کا تصور اور عقیدہ توحید بڑا واضح ہے ۔ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، قائم و دائم رہنے والی صرف اسی کی ذات ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اکیلے تما م عالمین کو تخلیق کیا اسی طرح اللہ پاک خود یعنی اکیلے ہی اس کا نظام وانصرام بھی چلا رہے ہیں۔کائنات میں اگر دو خدا ہوتے تو اس کا نظام تہس نہس ہوجاتا ۔ارشاد ہے:

''لوکان فیھما الھات الا اللہ لفسدتا'' ترجمہ''اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین وآسمان) دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔''۸۱

اللہ واحد اورلاشریک ہے اورجن وانس ،حیوان ،پیرو جواں اور کل کائنات کا خالق و مالک بھی ہے یہ سارا جہاں اللہ ہی کا توہے۔ بدر چوہان کی حمدیہ شاعری میں عقیدہ توحید کاموضوع ملاحظہ کیجیے:

تو واحد ،لاشریک ہے نہ ہے شریک تیرا
جن و انس حیوان پیر وجواں کے مالک
تو ہے زمین کامالک تو ہی زماں کا مالک
حمد و ثنا ہے تیری اے دو جہاں کے مالک۱۹ے

سیدہ حنا بابرعلی نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کوحمدیہ کلام سے منور کیا ہے اور وحدہ لا شریک کی اس صفت مبارکہ کو نہایت ادب کے ساتھ اپنے اشعار میں پرویا ہے۔اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے اور کلمہ طیبہ کے پہلے حصے میں ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان ملتا ہے۔ لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے تمام مذاہب اور ادب میں توحید کا تصور کسی نہ کسی رنگ میں ضرور ملتا ہے۔ انھوں نے یوں اس موضوع کو برتا ہے:

جب کوئی اور نہیں دور تلک
ایک سہارا اللہ ہی تو ہے
کوئی نہیں ہے میرے اللہ سا
میرا اللہ اللہ ہی تو ہے۲۰ے

ڈاکٹرکاشف رفیق بھی انسان کی کامیابی کے لیے وحدانیت پر کامل یقین کو ضروری سمجھتے ہیں۔وہ یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کائنات کو بنانے،قائم ود ائم رکھنے اور تباہ کرنے والا ،ازل تا ابد موجود ہونے کے ساتھ ساتھ ناقابل تغیربھی ہے۔وحدت پہ یقین ہی عشق کی وجہ ہے ۔اگر وحدت کی تقسیم ہو تو عشق کی آگ سے دل محروم رہ جائے گا۔اس لیے ان کاخدا کی وحدانیت پر مکمل اور غیر متزلزل ایمان اور یقین ہے ۔انھیں اللہ تعالیٰ کی وحدت پہ پورا یقین ہے ۔ کاشف رفیق کاوالہانہ انداز ملاحظہ کیجیے:

تیری وحدت پہ کامل یقین ہے مجھے
میرے دل میں ترے عشق کا نور ہے ۲۱؎

ڈاکٹرعبدالرحمن عبد اپنی ایک حمدیہ نظم" مخزن لطف و عطا"میں ایک فلاسفر کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں ۔ بہت سے سوالات ان کے ذہن میں ابھرتے ہیں ۔مثلاپیکرِ خاکی میں روحِ حیات کس نے پھونکی ہے؟ہر شے میں نظم و ارتقا کس کی وجہ ہے ؟ رحم مادر میں تنِ روح کا مصور کون ہے؟تہہ قلزم میں خلقِ گوناگوں کو کون پالتا ہے؟گل و گلزار کی نشوونما کون کرتا ہے؟ماہِ و انجم کو سکھائے کس نے آدابِ وفا؟اس طرح کے کئی سوالات ہیں جو عبد صاحب کے ہی ذہن میں نہیں بلکہ ہر انسان کے ذہن میں یہ سارے سوالات اٹھتے ہیں،جن کے جوابات کا ہر کوئی متلاشی نظر آتا ہے۔ وہ ان سوالات کا جواب یوں دیتے ہیں:

یہ بھی کچھ ہے اسی کے دست قدرت کا کمال
خالقِ عالم وہی ہے مخزنِ لطف و عطا
ہے وہی معبودِ برحق بے مثالِ و لازوال
ذات واحد قادرِکل پالنے والا خدا۲۲؎

خالد کشمیری تصور توحید کو تلمیحات کے قرینوں کا استعمال کرتے ہوئے دنیاکے فانی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی پائیداری کا مضمون بیان کرتے ہیں ۔وہ جانتے ہیں کہ مسلمان عقیدہ توحید کے قائل ہیں۔اللہ کی ذات کو وحد ہ لا شریک اور ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی ذات تصور کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ شعر دیکھیں:

ذات اس کی ہے قائم اور رہے گی ہمیشہ
اس بات کی گواہی ہے ہر رگ و ریشہ ۲۳؎

عزیز الرحیم میر کا تصور توحید واضح ہے۔ان کا ایمان ہے کہ وہ وحدہ لاشریک ہے۔اول و آخر صرف اسی کے لیے ہے۔ جس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ۔نہ ہی کوئی انبار ہے اور نہ ہی کوئی شریک ۔ازل تا ابد اسی کی حیثیت ہے۔انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت وحدانیت،احدیت اور صمدیت کو بڑے موثر انداز میں اپنی حمدیہ شاعری میں یوں برتا ہے:

نہ انبار اس کا نہ کوئی شریک
ازل تا ابد وحدہٗ لا شریک۲۴؎

جواد جعفری کا ایمان ہے کہ وہ ذات ایک ہی ہے۔ اس بے مثل و بے مثال کے ترانے نہ صرف انسان و حیوان ،جن و بشر،زمین و آسماں،شمس و قمر سناتے ہیں بلکہ زمین سے اگتی ہوئی تمام چیزیں کے بھی قلب و زبان پر ذکر وحدت کے ترانے سنائی دیتے ہیں۔وہ رب ذوالجلال کی صفت وحدانیت کا بڑے خوب صورت انداز میں مضمون یوں باندھتے ہیں:

مالک ہے کل جہاں کا تو ربِ ذوالجلال

واحد ہے لا شریک ہے بے مثل و بے مثال۲۵ـہ

منور قریشی کو بھی کائنات کے سارے رنگ اور رونقیں اسی ایک رنگ سے پھوٹتی نظر آرہی ہیں جو تمام رنگوں کا سرچشمہ ہے اور وہ ذات اللہ ہے۔ہر ایک چیز اسی کی مہک سے مہکار رہی ہے۔سب تعریفیں صرف اسی ایک کے لیے ہیں۔وہ فطرت کو ایک آئینہ خیال کرتے ہیں،جس میں حسنِ ذات باری تعالیٰ جلوہ گر ہوتا ہے اور اپنی قدرت کا بھر پور مظاہرہ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔وہ تصور توحید کو یوں بیان کرتے ہیں:

ہر اک چہرہ اُس کا چہرہ ، ہر اک روپ ہے اُس کا روپ
قریہ قریہ اُس کی مہک ہے جس نگری بھی گھومیں
جی۲۶ـہ

محمد خلیل ثاقب کا حمدیہ کلام عقیدہ توحید سے مزین ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ سب ثنا اسی رب جلیل کو زیبا ہے جس نے حرف کن سے یہ گلستان سینچا ہے۔کلی کلی اور گلی گلی اسی کا چرچا ہے۔دھرتی پر اسی کا نور ہے یہ جہاں اسی سے معمور ہے ۔ہر شے میں وہی اللہ مستور ہے۔ان کے دل میں وحدانیت کا اقرار ،ذات بے مثل کا اظہار ملاحظہ کیجیے:

چڑیوں میں تیری چہک ہے ،کلیوں میں تیری مہک ہے
وحدانیت ہے بتاتا جو نوکیلا خار ہے۲۷ـہ

الطاف عاطف کہتے ہیں کہ لفظ کُن سے بنے ہیں لاکھوں عالم اور بنانے والا ایک ہی ہے۔سارے جہاں کی تخلیق اسی ایک اللہ کے ہاتھوں ہوئی ہے اور سب کا مالک بھی وہی ایک اللہ ہے۔زمین،آسمان،فضائیں،ہوائیں ،مکاں اور لامکاں کا مالک بھی وہی ایک اللہ ہے۔تمام عالمین کی پیدائش میں نہ کوئی میرے اللہ کا مدد گار رہا ہے اور نہ ہی اس کا انتظام و انصرام چلانے میں کوئی اس کا معاون ہے۔ مولا سب کچھ تیرا ہے اور تو اکیلا ہی نظام بھی چلا رہا ہے۔دیکھیے انھوں نے کس طرح عقیدہ توحید کے موضوع کو اپنایا ہے:

میرے مولا یہ سارے جہاں ہیں ترے
یہ زمین ہے تیری،آسماں ہیں ترے
یہ فضائیں تری،یہ ہوائیں تری
لامکاں ہے ترا،سب مکاں ہیں ترے۲۸ـہ

پروفیسرسید مقصودحسین راہی کے کلام میں لا الہٰ کا نغمہ بھرپور انداز میں موجود ہے۔ رب بے نیازہے اور ہم ہیں نیاز مند، زمین و زماں،مکین و مکاں کا حقیقی مالک تو وہی ایک اللہ ہے۔تغیر لیل و نہار اور خزاں و بہار سب اس ہی کی شان سے ممکن ہے۔جدھر دیکھو بے شمار نظارے جلوہ فگن ہیں۔ان کے خیالات ،احساسات،رجحانات اور میلانات توحید الہٰی کے غماز و عکاس ہیں۔ شعر دیکھیں:

صانع ہے وہ حقیقی وہ وحدہ لاشریک ہے
مالک ہر ایک خوبی کا پروردگار ہے۲۹ـہ

ظہورحسین بناہی کاایمان ہے کہ پھول،پتوں اور بندوں سے یہ سجایا ہوا گلشن اور اس گلشن میں رنگا رنگ نعمتیں عطا کرنے والا وہی ایک اللہ ہے۔عرش پر بیٹھا ہوا اپنے بنائے ہوئے کیاروں کی حفاظت اکیلا ہی کر رہا ہے۔ ایمان یکتائی کی جھلک ملاحظہ کیجیے:

ایمان ہمارا یہ مقصود ہے
تو ہر جا ہر چیز میں موجود ہے ۳۰؎

محمد فاروق جرال کو ہر ذرے میں اللہ تعالیٰ کا جمال جہاں فروز نظر آتا ہے۔قلب و نظر میں ضوباریاں اور لعل و گہر میں خوبیاں ،نور قمر میں جلوے ،اسی حسن بے مثال کے دم سے نظر آتے ہیں۔پھولوں میں اللہ کی اداؤں کا رنگ اور تاروں کے حسن میں بھی انہیں اللہ کا جمال دکھائی دیتا ہے۔جن و بشر اور حورو ملائکہ غرض ساری خدائی کی زبان پہ اسی ایک کا کلمہ سنائی دئے رہا ہے جدھر بھی دیکھو نور خدا ہی دکھائی دے گا۔کیوں کہ بنانے والا ہی تو وہ ہے سورۃ لقمان کی آیت میں خدا تعالی فر ماتا ہے :

‘‘ اللہ نے بنایا آسماں و زمین اور جو کچھ ان دونو ں کے درمیان ہے۔’’۳۱؎

انھوں نے بڑی خو ب صورتی سے تصور خدا کو اپنی حمد میں سمو یا ہے :

سطحی نظر سے دیکھیں تو کیسے دکھائی دے
لیکن خدائی ساری ہی تیری گواہی دے ۳۲؎

ڈاکٹر مقصو دجعفری کا یہ کہنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ا نسان کے دل کی گہرائیوں میں توحید کی شہادت موجود ہے۔ امیدوں کے سہارے جب بھی ٹوٹنے لگتے ہیں تو اس کا دل خود ہی اندر سے گواہی دینے لگتا ہے کہ اصل فرما ں روائی کائنات کے مالک ہی کی ہے، اسی کی مدد ان کی بگڑی بنا سکتی ہے ۔ان کا یہ کہنا بجا ہے کہ آج مسلمان خدائے واحد کو چھوڑنے کی وجہ سے زمانے بھر میں ذلیل ہیں۔وہ توحید کے بنیادی نقطے کو بیان کرتے ہیں کہ جب مسلک توحید ہی ہے تو پھر کیوں حسن صنم کی باتیں ؟یکتائی اور بڑائی کا اقرار ملاحظہ کیجیے:

توحید میرا مسلک اسلام دین میرا
پھر کیوں میں کر رہا ہوں حسنِ صنم کی باتیں۳۳؎

توحید کے متعلق قرآن و احادیث ،آسمانی کتب و دیگر دنیا کے ادب میں بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔جہاں دنیا کی مختلف زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو شاعری میں ثروت مند سرمایہ موجود ہے وہاں آزاد کشمیرکے شعرا کے ہاں بھی عقیدہ توحید پر ایمان کی ضوباریاں نمایاں اور واضح ہیں۔یکتایت،صمدیت اور وحدہ ولاشریک کو مختلف پہلوؤں اور جہتوں سے بیان کیا ہے۔مواد اور اسلوب کے اعتبار سے بھی انفرادیت قائم ہے۔ان

شعرا کے ہاں یہ پیغام بڑا واضح ہے کہ انسان صرف اور صرف رب العزت کو وحدہ و لاشریک سمجھ کر ہی منصف خلافت پر قائم رہ سکتا ہے اور حق نیابت کو بہترین ادا کر سکتا ہے۔معبود وہی ہستی ہوسکتی ہے جو کامل ہو اور قادر مطلق ہو۔ کوئی بھی انسان کامل ہستی کے سوا کسی اور پر ایمان لانا پسند نہیں کرسکتا اور کامل مطلق ہستی وہی ہوگی جو لامحدود قدرت کی مالک ہو اور کمال مطلق کی صفات رکھتی ہو۔ ایسی ہستی جس کااحاطہ انسان کی محدود عقل کرسکتی ہو، وہ معبود نہیں بن سکتی ۔

۳,۲۔ربُ العالمین:

رب ،اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے،اس کا مطلب ہے ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی ضروریات مہیا کرنے اور اس کو تکمیل تک پہنچانے والا،عالمین عالم کی جمع ہے تمام خلائق کے مجموعے کو عالم کہا جاتا ہے۔تمام عالمین کی ضرورتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن رب العالمین سب کی ضروریات ،ان کے احوال و ظروف اور طباع و اجسام کے مطابق مہیا کرتا ہے۔ارشاد ہے:

> ‘‘حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی تمہار پروردگار ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھے دنوں میں پیدا کیا پھر تخت پر جلوہ گر ہوا وہی رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے۔ اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے اسی نے سورج چاند اور تارے پیدا کیے جو اس کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں سن رکھو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اسی کا حق ہے حکم دینا۔ پس کیا ہی برکت والا ہے اللہ سارے جہانوں کا رب۔’’ ۳۴ـہ

اردو حمدیہ شاعری میں یہ موضوع شعرا کے ہاں کثرت سے بیان ہوا ہے۔ہر چھوٹے بڑے شاعر نے جہاں رب العالمین کے موضوع کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے وہاں آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی رب العالمین جیسی صفتِ پاک کو موضوع سخن بنایاہے۔ خواجا محمد عارف اپنی حمدیہ شاعری میں کون و مکان ،نظام کارِ جہاں،گل و خار،بہار و خزاں اور تمام نقاش کے خالق اپنے رب کو ہی مانتے ہیں،بر ملا اس کا اظہار کرتے ہیں کہ جب رب وہی ہے تو اس کی شان کبریائی کے گن کیوں نہ گائے جائیں ؟بنائے کون و مکاں لا الٰہ الا اللہ کا نغمہ خوب صورت نغمہ خوب صورت انداز میں یو ں دیکھیے:

بنائے کون و مکاں لا الٰہ الا اللہ
نظامِ کارِ جہاں لا الٰہ الا اللہ
مکاں ہے،اس میں مگر لامکاں سماں جائے
وہ دل کہ گونجے جہاں،لا الٰہ الا اللہ۳۵ـہ

عبد الرازق بے کل کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جہاں کا اور ساری کائنات کا خالق ہے ، یعنی یہ کائنات بنائی ہی اسی نے ہے اور وہ اس کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں اور نہ ہی ہوسکتاہے۔ مسلمانوں کا تو پختہ ایمان ہے کہ

خالق کائنات اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں خود ارشاد فرما رہا ہے :

''جس نے تہہ بہ تہہ سات آسمان بنائے تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر پلٹ کر دیکھو کہیں تمھیں کو ئی خلل نظر آتا ہےبار بار نگاہ دوڑاؤتمھاری نگاہ تھک کر نا مراد پلٹ آئے گی۔''۳۶؎

وہ بر ملا اظہار کر رہے ہیں کہ تمام عالمین میں جتنے بھی نقوش ہیں اسی اللہ کے پیدا کردہ ہیں اور وہی نظامِ کار جہاں بھی ہے ۔سب سلسلے اسی سے قائم ہوئے ہیں۔انھوں نے اس موضوع کو خوب صورتی کے ساتھ یوں شاعری کا روپ دیا ہے:

نقاش ہے تو ایک وہ جس کے خیال نے
نقشہ بنا کے رکھ دیا اس کائنات کا
موجود بس وہی ہے کہ جس کے وجود سے
قائم ہوا یہ سلسلہ سب کی حیات کا۳۷؎

پروفیسربشیر مغل کا رب العالمین پر جان دار عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل سب سے زیادہ لائقِ حمد و ثنا ہیں کہ جس نے یہ وسیع و عریض کائنات تخلیق کی ،بے شمار کہکشائیں ہر کہکشاںمیں بے حساب ستارے ،ہر ستارے کے ساتھ سیارے اور ہر سیارے کے ساتھ ذیلی سیارے بنائے۔ تمام تر اجرامِ فلکی اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔ نہ سورج چاند کے اور نہ چاند سورج کے مدار میں آتا ہے اور نہ ہی سیاروں اور ستاروں کے درمیان کوئی ٹکراوکی صورت موجود ہے ۔ رات اور دن کا وقت مقرر کیا ماہ و سال بھی ایک وقتِ مقرر کے مطابق ہی تبدیل ہوتے ہیں۔ہر شے کو اللہ نے ایک اندازے کے مطابق تخلیق کیا ہے۔ان تمام چیزوں میں نقص کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ بہترین کار ساز ہے ۔اللہ پاک کی ذات مالک کون و مکاں ذات ہے۔وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہیں:

کمال ہے لازوال اس کا،وجود ہے بے مثال اس کا
وہ سب کا مالک وہ سب کا آقاوہ سب پہ غالب وہ سب پہ حاوی۳۸؎

ڈاکٹر افتخار مغل کی حمدیہ شاعری میں یہ موضوع بھر پور اپنایا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے،۔اس کے سوا کوئی نہیں ہر چیز کا کوئی نہ کوئی کارساز ہوتا ہے ہم دنیا کو دیکھتے ہیں تو ہمارا ذہن فوراً اس کے بنانے والے کی طرف مبذول ہو جاتا ہے ۔قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''ان لوگوں سے پوچھو کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا اور چاند اور سورج کو کس نے پیدا کیا تو بول اٹھیں گے 'اللہ' پھر کدھرکوجا رہے ہو؟''۳۹؎

وہ یوں لب گویا ہیں:

خالق دو جہاں رب ارض و سما
مالک این و آں ہادی و کبریا۴۰؎

پروفیسریعقوب شائق یوں محو حیرت ہیں کہ یہ چمن،یہ پھول،یہ وادیاں،یہ رات، یہ کہکشاں ، صبا ، دشت ، تتلیاں،زمین وآسمان،مہر و ماہ کی روشنی،گنگناتی ندیاں،عندلیب کی نغمہ خوانی،خوش جمال سی دھوپ،خوش گوار سی چاندنی،صبح و شام کے سلسلے،ماہ و سال کی گردشیں،گل روحوں کی نزاکتیں،زلف و رخ کی حکایتیں،قمریوں کے چہچے ،ذکرو فکر کی محفلوں میں حتیٰ کہ ہر ایک شے میں جلوہ گراللہ ہے اور اس کی ذات سب سے ماورا ہے۔ کارخانہ خلق میں کروڑوں پوشیدہ جلوؤں کا خلق وہی ہے اورسب تنظیم و ترتیب اللہ ہی کی ہے ۔ارشادہے :

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے ۔''۴۱؎

رب العالمین کی حکمت اور بنائی ہوئی چیزوں کے بارے میں یوں لب گویا ہیں:

تو ہر ایک شے میں ہے جلوہ گر تری ذات سب سے ہے
ماورا
تیری جستجو میں ہے مضطرب ،یہ زمین زماں یہ مکین
مکاں
ترے کارخانہ خلق میں ہیں کروڑوں جلوے چھپے ہوئے
کہیں گنگناتی ہیں ندیاں کہیں عندلیب ہے نغمہ
خواں۴۲؎

پروفیسررفیق بھٹی کی حمدیہ شاعری میں یہ موضوع بہ طور خاص موجود ہے۔ان کا یہ کہنا بجا ہے کہ اے لم یزل ربِ رحیم تو اس پوری کائنات کا ،انسان کا اور ان تما م چیزوں کا جن سے انسان اس دنیا میں مستفید ہوتا ہے،خالق و مالک ہے۔اللہ نے اس کائنات کو پیدا کیا اوراللہ ہی اس کے ایک ایک ذرے کا خالق و مالک ہے،اور ان کے اعداد و شمار سے بھی واقف و آگاہ ہے ۔شعری انداز دیکھیں:

اے خدائے غالب وبرتر خداوندِکریم
خالقِ جن و بشر اے حاضر و ناظر علیم
مالکِ ارض و سما سجدہ گہِ فضلِ عمیم
مرکزِ نورِ ازل اے لم یزل ربِ رحیم۴۳؎

حنا کرامت کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ معبود بر حق ہے اور زمین و آسماں کا مالک ہے ۔تمام جہان اسی کے زیر سایہ ہیں۔اللہ کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا ۔زمین و آسمان اسی کے آگے جھکتے ہیں ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ معبود بر حق ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے۔ ''۴۴؎

خدا کی خدائی اور انسان کی بندگی کو نہایت خوب صورت الفاظ میں یوں بیان کیا ہے :

اے میرے مالک دو جہاں
تیرے آگے ہیں جھکتے زمین آسماں۴۵ے

زاہدکلیم کی حمدیہ شاعری میں رب العالمین جیسے موضوعات کو خوب صورت انداز میں اپنایا گیا ہے ۔ساری کائنات کو پیدا اور نیست و ہست بھی خدا نے کیا ہےاور وہی اس کارخانہ عالم کے سارے نظام کو بلاشرکت غیر سے چلا رہا ہے۔اس کی قدرت وسیع اور بے انتہا ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور اپنے کسی ارادے کو پورا کرنے میں وہ نہ کسی کی مدد کا محتاج ہے اور نہ اسے آلات و اسباب کی ضرورت ہے ۔وہ صرف اپنی مشیت کے اشاروں سے اور صرف اپنے ارادہ اور فیصلہ سے سب کچھ کر سکتا ہے۔ارشاد ہے :

''اللہ الذی جعل الا رض قراراوالسماءبناءو صورکم فا حسن صور کم و رزقکم من الطیبت ذٰلکم اللہ ربکم فتبرٰک اللہ رب العلمین'':ترجمہ'':اللہ ہی ہے جس نے تمھارے واسطے زمین کو مستقر بنایا اور آسمان کو چھت کی طرح بلند کیا اور اس تمھاری صورت گری کی ایسی اچھی صورتیں بنائیں اور نفیس نفیس غذاؤں سے تمہیں رزق دیا۔وہی تمھارا رب ہے،بڑی برکت والا ہے،جو ساری کائنات کا پروردگار ہے۔''۴۶ے

انھوں نے ذات باری تعالیٰ کے اسی وصف کو نظم کرنے کا فریضہ یوں ادا کیا ہے:

کون و مکاں کی مالکِ و مختار،تیری ذات
تیری ہی ذات کی ہے جلو میں یہ کائنات
تیرے ہی آستاں سے ملا خلعتِ حیات
قانونِ زندگانی انساں سے ہے تیری بات۴۷ے

خواجا حمید ممتاز اپنے خالق و مالک کی تعریف میں رطب اللسان ہیں کہ دونوں جہانوں کا خالق و مالک وہی ہے۔ وہی سب کا خالق و رازق اورپروردگار و کار ساز ہے اور وہی اپنے حکم سے اس کارخانہ ہستی کو چلا رہا ہے۔ارشاد ہے:

فللہ الحمد رب السمٰوت و رب الارض رب العٰلمین و لہ الکبریاءفی السمٰوت و الارض و ھوالعزیز الحکیم ۔ (ترجمہ):''پس ساری حمد وستائش صرف اللہ ہی کے لیے ہے جوزمین و آسمان اور ساری کائنات کا رب ہے اور سب اسی کی پرورش سے فیض یاب ہیں۔آسمان و زمین میں عظمت و کبریائی بھی صرف اسی کے لیے ہے اور وہ زبردست اور ہر کام اور فیصلہ حکمت سے کرنے والا ہے۔''۴۸ے

انھوں نے اس صفت باری تعالیٰ کوبڑے موثر انداز میں اپنایا ہے:

کس طرح سے آپ نے پروردگار

حکم کن جو دیا بس ایک بار
عالم سیارگاں میں یہ زمین
ایک لمحے میں بنی ہے سازگار۴۹؎

بشیر چغتائی کی حمدیہ شاعری میں یہ موضوع حمدیہ پوری آب وتا ب کے ساتھ جلوہ گر ہے ،اس میں کوئی شک نہیں کہ زندگی اور موت اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے ،اللہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ۔ کائنات کی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے ۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی چیز پیدا نہیں ہوسکتی۔ ارشاد ہے :

‘‘ کہہ دیجیے !بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے۔’’ ۵۰؎

وہ تمام انسانیت کا خالق و مالک صرف رب کی ذات کو قرار دیتے ہوئے یوں لب گویا ہیں:

ہے یہ کائنات اک دائرہ
یہ تمام اسی کا کمال ہے
وہی خالق کائنات ہے
وہی جسمِ کلِ بشر میں ہے ۵۱؎

پروفیسراکرم طاہر کی شاعری میں بھی اس موضوع کی جلوہ گری موجود ہے،رب سبحانہ و تعالیٰ کا کائنات کے ساتھ صرف یہی تعلق نہیں ہے کہ وہ اس کائنات کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے بل کہ پیدا کرنے کے بعد جس کو جو کچھ بھی مل رہا ہے،جس کی جس طرح پرورش ہو رہی ہے وہ سب براہ ِراست اللہ ہی کی طرف سے ہے۔وہی ایک اللہ سب کی پرورش اور تربیت کر رہا ہے۔اس کی پروردگاری اور ربوبیت کا کائنات کے ہر ذرے سے براہ راست تعلق ہے۔ ارشاد ہے:

وماتشاءون الایشاءاللہ رب العٰلمین’’ترجمہ:‘‘نہیں تم چاہتے مگر کہ اللہ تعالیٰ چاہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔’’۵۲؎

ان کی حمدمیں خالق کائنات کی خلاقی بے مثال و بے نظیر ہی نہیں ایک کرشمہ بھی ہے۔انھیں وہ ذات نہ صرف ذرے ، ستارے ، ندی ، دھوپ اور چاندنی کی خالق دکھائی دیتی ہے بلکہ انھیں ہر ظاہری و باطنی چیزوں کی تخلیق میں بھی اسی کی کرشمہ سازی نظر آرہی ہے۔مثلاً:

ذرہ، ستارہ، پھول، ندی، دھوپ ،چاندنی
ہر ایک شے میں باہر و ظاہر ہے تیری ذات
ہر سو ازل سے تا بہ ابد جلوہ گر ہے تو
حق تو یہ ہے کہ دونوں سے باہر ہے تیری ذات۵۳؎

شہباز گردیزی کی حمدیہ شاعری میں اس موضوع کی مثالیں موجود ہیں،یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں جتنا حسن ہے،جتنی خوب صورتی اور جتنے رنگ ہیں وہ سب حقیقی حسن سے مستعار ہے۔اصل حسن والاوہی ایک اللہ ہے۔میرے اللہ کے حسن کے جلوؤں کے

سامنے سارے جلوے اور روشنیاں ختم ہو جاتی ہیں،ماند پڑ جاتی ہیں۔انھوں نے رب العالمین کی صفت کو یوں بیان کیا ہے:

تیرا وجود ہے عقل و خرد سے بالا تر
تیری حدود سے باہر کوئی حدود نہیں
تیری مثال کی کیا میں مثال دوں مالک
تیرے جمال سے ہٹ کر کوئی جمال نہیں۵۴ ؎

محمد الیاس طاہر نے اللہ تعالیٰ کی اس لطیف صفت ،صفتِ رب العالمین کو اپناتے ہوئے یوں اظہار کیا ہے کہ اللہ ہی جہاں کا رب ذوالجلال ہے۔ظاہر و باطن اسی کا کمال ہے ۔حسن وجمال،پھولوں میں رنگت اور نیرنگیاں اسی ذات کی وجہ ہیں۔وہ یوں اپنی حمدیہ شاعری میں سارے جہاں اور سارے حسن وجمال کا رب اسی ایک رب العالمین کو قرار دے رہے ہیں:

تو جہاں کا رب ذوالجلال ہے
ہر شے میں ظاہر تیرا کمال ہے
محیط میں تیری قدرت ارض وسما
پھیلا جہاں میں حسن وجمال ہے۵۵ ؎

عمران ساغر کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کُن کا کمال صرف خدا کے پاس ہی ہے ۔جمال کل اور شفائے روح و جاں بھی میرے خدا کے پاس ہے۔دنوں جہاں پر بادشاہی اسی خدا کے پاس ہے کیوں کہ رب جہاں کا خطاب خدا کے پاس ہے۔ان کی حمد میں یہ اظہاریوں ملتا ہے

کمالِ کن فکاں خدا کے پاس ہے
جمالِ کل جہاں خدا کے پاس ہے
ہے بادشاہی کل جہان پر تبھی
خطاب رب جہاں خدا کے پاس ہے۵۶ ؎

شفیق اے کمال کہتے ہیں خدائے برتر نے یہ مخلوق بنائی ہے اور اس کی تما م حاجات و ضروریات بھی وہی پوری کرتا ہے۔دنیا کا سارا نظام و انصرام رب العالمین چلا رہا ہے۔انھوں نے دنیا کی تخلیق اور تمام روشنیوں اور رنگوں کو خدا کی حکمت سے جوڑا ہے۔تغیرات صرف اللہ کے حکم سے ہی ممکن ہے۔شان خداپر یوں عشق کا اظہار کر رہے ہیں:

کن سے یہ مخلوق بنالی تو ہی ہے اس باغ کا مالی
جھوم رہی ہے ڈالی ڈالی مولا تیری شان نرالی ۵۷ ؎

ملک اظہر فیروز ی اپنے حمدیہ اشعار میں اپنے آپ کو بندہ ناتواں کہتے ہوئے قادر مطلق کی مدح سرائی کرتے ہیں۔انھوں نے خوب صورتی سے مالک الملک،ذوالجلال،شاہ ارض و سما،سخی ،داتا اور مالک دو جہاں کے کیسے کیسے مضامین اور اسالیب لائے ۔

تو شہنشاہ ارض و سما اور میں

تیرے در پر کھڑا بندۂ ناتواں
تو سخی سب کا داتا ہے مولا ہے تو
سب کو دیتا ہے اے مالکِ دو جہاں۵۸؎

بوٹا خان راجس کو بھی سب رونقوں کی وجہ وہی ذات دکھائی دے رہی ہے۔یقینا سب کچھ خدائے برتر کا ہے ۔انسان صرف ظاہری اسباب کو ہی دیکھ سکتا ہے۔ظاہر و باطن میں جو کچھ ہے میرے مولا کا ہے۔یہ بندے،یہ بحر و بر،یہ سارے پھول،یہ سب پتھر،یہ قاتل،یہ خنجر،یہ چمن ،یہ فضا ،یہ پرندے یہ بال و پر،یہ میخانے،یہ ساغر سب حقیقت میں اسی ایک خدا و برتر کے ہیں۔ہر شے میں اسی کا پرتو دکھائی دیتا ہے۔وہ نعمتوں میں بھی نظر آتا ہے اور آہوں میں بھی ۔اسے دیکھنے اور محسوس کرنے کے لیے چشمِ بینا درکار ہے۔ اظہار ملاحظہ کیجیے:

تو مالک ہے جہانوں کا جہاں تیرے ہیں آئینے
یہ سارے پھول بھی تیرے ہیں سب پتھر بھی تیرے
ہیں۵۹؎

محمد خلیل ثاقب نے رب کی اس لطیف صفت کو موضوع بناتے ہوئے خوب لکھا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام جہانوں کا خالق ہے اور مالک بھی،عظمت خالق کا احساس تو دیکھیے کہ کس طرح حرف کن فکاں سے یہ گلستان سینچا ہے نہ صرف سینچا ہے بلکہ گلستان کے ذرے ذرے کا خیال بھی رکھتا ہے۔خالق کل جہاں کی خلاقی کو انھوں نے کس طرح نظم کرنے کا فریضہ ادا کیا ہے

اے خالق ِکون و مکاں
اے مالک ِہر دو جہاں
کہہ کے حرف کن فکاں
سینچا ہے تو نے گلستاں۶۰؎

ڈاکٹرنثار حسین ہمدانی اپنی حیثیت پہچانتے ہیں اور خدا کے بلند و بالا مرتبے سے بھی واقف ہیں۔بشر کے اختیار میں نہیں کہ وہ ذات باری تعالیٰ کے مقام ومرتبے کو پہچان سکے،وہ بڑی عظمت والا ہے ،اتنی عظمت والا کہ اس کا احاطہ ممکن نہیں اس کا مقام ،اس کی قدرت،اس کا نظام ا یک معمہ ہے جس کا حل بشر کی فکر و فہم سے بالا ہے۔اسی خیال کو انھوں نے یوں اشعار میں پرویا ہے:

میں ایک ذرے کو دیکھتا ہوں
کہ ایک ذرہ بھی میری سوچوں کی
وسعتوں سے بہت بڑا ہے
اے میری پلکوں کی ایک جنبش میں
سارا عالم بنانے والے!
میں اپنی سوچوں کے دائرے میں
تمھیں سمیٹوں کہ تیری حمد و ثنا کروں کچھ
مری فراست سے بالا تر ہے۶۱؎

جابر طور آزاد رب ذوالجلال کو تمام خوبیوں کا سر چشمہ قرار دے رہے ہیں۔انسان میں جو بھی خوبی ہے وہ حقیقت میں اللہ کی عطا کردہ ہے۔دنیا کو اسی اللہ نے ندی ،نالے،دریا،ساگر،دھرتی،آگ،ہوا،چوپائے،پرندے اور دیگر خوب صورت رنگوں سے مزین کیا ہے۔ جذبات تشکر ملاحظہ ہوں:

تو نے من میں پیار بسایا میرے پالن ہار
رکھنا میرے سر پہ چھایا میرے پالن ہار
ندی ،نالے، دریا، ساگر ،دھرتی، آگ ،ہوا
میں نے تجھ سے سب پایا میرے پالن ہار ۶۲ ؎

ڈاکٹر شفیق انجم نے اپنی حمدیہ نظم ''تو کون ہے''میں رب العالمین کی صفت پاک کو خوب صورت انداز سے برتا ہے۔وہ نقشِ اول اسی رب کو کہ رہے ہیں جو ہم سب کا رب ہے۔ سارے نغمے اور ساری صدائیں اللہ ہی کی وجہ سے ہیں۔کوئل کی کوک ہوکہ چڑیوں کی چہکار،دریا کی لہروں کا راگ ہو کہ آبشار کی سر گم،برسات کا سر ہو کہ ہواؤں کے گیت یا انسان کے لبوں کی دعائیں، مہکی ہوئی ہوائیں ہوں یانکھری ہوئی فضائیں،گلزار کی بہاریں ہوں یاکہسارکی آبشاریں،مہتاب ،ستارے،دریا، بھنور ، کنارے،اڑتے ہوئے پرندے ہوں یا رینگتے چرندے وہ ان سب کو اسی کرشمہ ساز کی کرشمہ سازیاں کہ رہے ہیں۔ذرا شعر دیکھیں:

تو عزیز ہے تو رؤف ہے
تو مالک ہے تو خالق ہے ۶۳ ؎

نوید قمرجس طرف نگاہ اٹھاتے ہیں ان کو اسی اللہ کی تصویر دکھائی دے رہی ہے۔لعل و گہر ،شجرو حجر،ادھر ادھر کے تمام مناظر کی مہک اور ضیا رب کی وجہ سے ہے۔ساری دھرتی جب اپنے صناعی کی تصویر پیش کر رہی ہے تو نوید قمرکیسے خاموش بیٹھ سکتا ہے۔ اسے بھی ہر سواللہ کاپرتو دکھائی دے رہا ہے جو ہر سو عیاں ہے۔ان کی حمدیہ شاعری سے رب العالمین کی صفت پیش ہے:

تجھ سے مہک تجھ سے ضیا میرے خدا رب علاٰ
تو ہے موجود ہر اک جگہ اے خدا اے خدا ۶۴ ؎

راجا محمد نسیم کو سارا جہاں ،ساری کائنات اور جو کچھ سارے جہاں اور ساری کائنات میں موجود ہے ،اسی رب العالمین کی حکمت و کارسازی کا نتیجہ دکھائی دے رہا ہے۔اسی ایک رب کے ایک حکم سے سب کچھ بن گیا۔ حمدیہ شاعری کی جھلکیاں ملاحظہ کیجیے:

تیری ذات ہے سب سے اعلیٰ ارفع سب سے تیرا مقام
تیرے اک حکم سے سے بن گئے زمیں اور ساتوں
آسمان ۶۵ ؎

عابدہ عالم عابی کا کہنا بجا ہے کہ خدا اپنی پہچان آپ ہے ۔ہر شے اس کی گواہی دے رہی ہے۔نہاں،عیاں،یہاں،وہاں اور ہر طرف نور کی جھلکیاں دکھائی دے رہی

ہیں۔مالک کے جلوئے چار سو ہیں۔وہی سو نشانوں میں خود بے نشان ہے۔ انداز ملاحظہ کیجیے:

اے مالکِ ارض و سما
تیرے نام سے کروں ابتدا۶۶؎

ارشد احمد کی حمدیہ نظم‘‘ترا امر کن فیکون ہے’’ میں رب کی اس صفتِ پاک کو برتا گیا ہے ۔یقیناً رب ذوالجلال اس رب کی صفت پاک ہے جو صرف اور صرف اسی کے ساتھ جچتی ہے۔وہ ایسا کبریا ہے کہ اس کا کوئی مد مقابل نہیں ہے۔تمام جان دار اور بے جان اسی رب کے محتاج ہیں۔اشعار ملاحظہ کیجیے:

مرے کبریا!
میں ابتدائے ثنا کروں کس طرح
ترا اسم عینِ کمال ہے
کہ تو ربِ ذوالجلال ہے۶۷؎

مسعود کشفی نے اسی حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ سارے نقوش اصلی نقش کی تکرار ہیں۔تمام عالمین کا خالق اور مالک لیل والنہار،صبح ومسا کی ساعتوں ،ماہ انجم آفتاب اور دیگر موجودات عالم سارے شاہکار میرے رب کے ہیں۔سب اپنے خالق و مالک کی حمد و ثنا میں مصروف ہیں۔سارے شجرو حجر،چرخ فام کے خیمے تلے جتنی بھی مخلوق ہے۔سب رب کے جلوؤں کی دلیل ہے۔اسی کے گن گا رہی ہے۔نقش اپنے بنانے والے کی حمد و ثنا کے گن گا رہے ہیں۔وہ یوں سارے شاہکار کو اپنے رب کے شاہکار کہ رہا ہے:

یہ ماہ و انجم، آفتاب
تیرے یہ سارے شاہکار۶۸؎

احمد کاظمی کا برملا یہ اظہاریہ ہے کہ خدا وندا تو رب العالمین ہے،کوئی بھی دوسرا تجھ سا نہیں ہے،تو خالق و مالک ہے جہاں کا،خدایا تو الہٰ العالمین ہے۔ لوگ اس نام کی عظمت، شان اور پرستش کو اپنے اپنے انداز سے پیش کر رہے ہیں۔اظہاریہ ملاحظہ ہو:

حمد تیرے لیے تیرے لیے ہر اک ثنا
شان تیری کہ تو ہے سارے عالم کا خدا
ہر سر تیرے سجدے کی تلاش میں ہے
تیرے نام بے شمار تجھے پوجنا جدا جدا۶۹؎

محمد صادق ڈار رب کی اس پاک صفت کو برتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو رب العالمین،رب دنیا ئے جن و بشر،کون مکاں، عقبیٰ کا بادشاہ ،ہدایت دینے والا اور ہر شے کا مولیٰ ہے،وہی رب ہے جو عالمِ خلق و امر ہے۔ان کی حمدیہ شاعری میں محبت و عقیدت میں ڈوبا نظارہ دیکھیے:

اے رب عالمِ خلق و امر اے مالک دنیائے جن و بشر
اے شہنشاہِ عالم عقبیٰ و آخریٰ سبحان اللہ و بحمدہ ۷۰؎

آزاد کشمیر کے شعرا نے رب العالمین کی صفت ِپاک کو خوب اپنی حمدیہ شاعری میں بہترین انداز سے اپنایا ہے۔ظاہر ہے جب تمام عالمین کا پالن ہار خدائے برتر ہے تو حمد و ثنا بھی صرف اسی ذات کو جچتی ہے۔وہ اکیلا ہی تمام عالمین کی تما م جنسوں کی ضروریات پوری کرتا ہے ۔آزاد کشمیر میں فطرت اپنے تمام تر حسن اور جلوؤں کے ساتھ جلوہ گر ہے اس لیے تمام نقوش اپنے رب کی حکمت و کاری گری کے لیے لب گویا ہیں۔آزاد کشمیر کے شعرا کا ایمان ہے کہ تخلیق کے سارے مرحلے فقط ضرب کن سے طے ہوئے ہیں اور سب کا خالق وہی ایک رب العالمین ہے۔

۳,۳۔الرحمن الرحیم:

رحمن اور رحیم کا اشتقاق رحمت ہے،لیکن ہر دو اسمامیں خصوصیات الگ الگ ہیں۔دونوں اللہ تعالیٰ کی رحمت پر دلالت کرتے ہیں۔رحمن اور رحیم دونوں نام مبالغہ کے صغیے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان معنوی فرق یہ ہے کہ رحمن وہ ہے جس کی رحمت ہر ایک چیز کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہے۔جب کہ رحیم سے مراد یہ ہے کہ اس کی رحمت اسی کو ملے گی جس پر وہ رحم کرنا چاہیں گے۔یعنی ایک رحمت تمام مخلوق کے لیے ہے اور دوسری رحمت صرف اہل ایمان کے لیے ہے:

> **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ‘‘ شروع اللہ کے نام سے جونہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔’’۷۱؎

الرحمن علمیت کے لحاظ سے اسم’ اللہ‘ کے برابر برابر ہے ۔ارشاد ہے:

> **قل ادعو اللہ اوادعو الرحمن ایاما تدعوا فلہ الا سماء الحسنی**۔ترجمہ‘‘کہہ دیجیے کہ:اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر،کچھ بھی کہہ لو،اللہ تعالیٰ کے تو سب نام ہی بہترین ہیں۔’’۷۲؎

اسی طرح **رب السما وات و الارض و ما بینھما الرحمن** کہہ کر یہ ثابت کر دیا کہ آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے۔سب کا رب جو کہ رحمن ہے۔اپنے رحیم ہونے کا یوں اعلان فرمایا:

> **و کان بالمومنین رحیما**۔ترجمہ:‘‘وہ ایمانداروں کے ساتھ رحم کرنے والاہے۔’’۷۳؎

شعرا نے اللہ ،رحمن اور رحیم کا استعمال کر کے اپنے قلب و زبان کو توانائی بخشی ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے ان اسمائے حسنی کو بہ طورخاص عقیدت و محبت سے اپنی شاعری میں سمویا ہے۔ خواجا محمد عارف نے رحمت ِ خدا کے اس موضوع کو

اپنی شاعری میں لا کر جہاں اپنی خدا فہمی کا ثبوت دیا ہے، وہیں پر لوگوں کے ذہنوں میں غفور و رحیم کے نظر یے کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے ۔

جم گیا ہوتا عذابِ حشر کے ڈر سے لہو
دل کو جو جنبش نہ دیتی آیتِ لا تقنطو۷۴؎

صابر حسین صابر نے رحمن اور رحیم کے موضوع کو موثر طور پر برتا ہے ۔رب ذوالجلال کی رحمت سب کے لیے یکساں ہے۔چوں کہ سب عالمین کا رب وہی ہے، اس لیے ہر مہ کش کے آگے دورِ جام پہنچاتا ہے اور کوئی بھی تشنہ لب نہیں رہتا۔مسلمان ہو ،کافر ہو ،منافق ہو یا مشترک اللہ تعالیٰ کا فیض عام سب پر یکساں ہے۔بے سہاروں کو اسی کی رحمت کا سہارا ہے ۔ وہی ہے جو اپنے بندوں کے غم و الم کو اپنی رحمت سے ختم کرتا ہے۔رحمتِ خدا وندی کا اظہاریہ ملاحظہ کیجیے:

سہارا بے سہاروں کو ہے بے شک تیری رحمت کا

مٹاتا ہے تو بندوں کے غم و آلام یا اللہ۷۵؎

طاہر قیوم طاہر رب کی رحمانیت اور رحیمت کے حوالے سے پر امید ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ رحمن اور رحیم کے اثرات کائنات کی تمام مخلوقات پر ظاہر ہوتے ہیں۔کوئی مخلوق اس کی رحمت سے خالی نہیں ہے اور سب سے زیادہ حضرت انسان ہے جو ان رحمتوں سے استفادہ کرتا ہے۔وہ رحمن اور رحیم ہونے پر یوں لب گویا ہیں:

تو ہے رحمن تو ہے رحیم
تو ہے رزاق تو ہے کریم۷۶؎

سجاد حسین جہاں اللہ کی کئی دوسری صفات کا ذکر کرتے ہیں وہاں رحمان اور رحیم جیسی صفات کو بھی اپنی حمد یہ شاعری میں برتے ہیں ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام مخلوقات کے لیے ہے۔پہلی عام رحمت جس میں پیدائش، تربیت ، رزق مختلف قسم کی نعمتوں اور عنایتوں کی نوازش ہے ۔پھر دوسری خاص رحمت کہ انھیں راہ ہدایت ،یعنی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشتا ہے۔ شعر دیکھیں:

عرش اعلیٰ کا خالق شہکار ہے وہی
رحمان ہے رحیم بھی جبار ہے وہی۷۷؎

وقار ساحر نے اللہ پاک کی رحمت و فیض عام کو نہایت حسین پیرائے میں بیان کیا ہے۔ذرا سوچیے بندے اور اللہ کا مقابلہ ہی کیا ہے۔ہم تو ہر کام میں بے بس وعاجز ہیں۔ہمارے پاس تو صرف اتنا ہی اختیار ہے جو اس رحیم ذات نے عطا کیا ہے۔شاعر اپنی خطا کاری اور گناہ گاری پر رحمت خداوندی سے مایوس نہیں ہے بلکہ رحم کی یوں التجا کرر ہا ہے:

گناہگار ہوں میں خطا کار ہوں میں
مگر رحم کی التجا کر رہا ہوں۷۸؎

گلزار حسین ساگرکاشمیری خوف خدا وندی بھی رکھتے ہیں اور حقیقت کے بھی قائل ہیں ۔باری تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ نعمتوں کے مقابلے میں عمر کم ہے ۔شکر کے لیے آ نکھیں شرمسار اور دامن تار تار ہے۔ وہ یوں لب گویا ہیں :

در پے تیری میں آن گرا رحم کر رحیم
گلزار ہوں حسین کا عزم حسین دے۷۹؎

شاہپال طاہرکو اللہ تعالیٰ کے رحمن اور رحیم ہونے پر پورا یقین ہے۔گو کہ ہماری خطائیں بے شمار ہیں۔ہم دنیا میں الجھ چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر بجا نہیں لاتے۔اللہ تعالیٰ کے احکام کا ہمیں خیال نہیں رہا۔نہ جانے کتنی ہی معاشرتی برائیاں ہمارے اندر جڑ کر چکی ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود شاہپال طاہر امید کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ان کے ہونٹوں پر دعا مچل رہی ہے کہ اے مولا !ہم پھر بھی کرم اور رحمت چاہتے ہیں ۔ان کے لبوں پہ مچلتی ہوئی دعائیں اوررحمن ورحیم کا آسرا ملاحظہ ہو

تیرے ہی کر م کے طلبگار ہیں مولا
رحمت کی کر بارش ہم گنہگار ہیں مولا۸۰؎

محمد صدیق شاذ کا یہ کہنا بجا ہے کہ لوگ پتلے خطا کے ہوتے ہیں۔لغزشیں اور خطائیں انسان کی سرشت میں شامل ہیں۔ شاذکو اللہ پاک کی صفات پر مکمل بھروسا ہے۔ اس بات کا آسرا ہے کہ وہ اللہ رحمان و رحیم ہے، ہمارے قصور وہ معاف کر یں گا۔وہی ہے جو ہمارے دامن کو خوشیوں سے بھرے گا ،وہ ہمیں کبھی مایوس نہیں کرے گا۔مثلا وہ کہتے ہیں:

جو بخش دے ہر قصور کو وہ رب میرا رحیم ہے
جو خوشیوں سے بھر دے دامن وہ رب میرا رحیم
ہے۸۱؎

صفدر شفیق کو یقین ہے کہ ا اللہ پاک کی ذات رحیم و کریم ہے ۔جہاں بندہ مشکلات کا شکار ہوتا ہے وہاں اللہ سے گریہ و زاری کرتا ہے تو االلہ پاک اسے اپنی رحمت کی بارش سے نوازتا ہے ۔ یہ فیض عام مسلمانوں کے علاوہ کافروں پر بھی ہے ۔ذیل کا شعر ملاحظہ کیجیے:

دامن ندامتوں سے ہے صفدر بھرا ہوا
مایوس تیری ذات سے لیکن ہوا نہیں۸۲؎

ڈاکٹرکاشف رفیق رب العالمین کی دوسری صفات کے ساتھ ساتھ الرحمان کی صفت کا یوں اظہار کرتے ہوئے دست دعا ہیں۔اے غفور ذات،اے رحیم و کریم ذات تو ہماری غلطیوں کو نہ دیکھ بلکہ اپنی رحمت کو دیکھ،ہماری خطائیں تیری عطاؤں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔تو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔تو رحمان و رحیم ذات ہے۔وہ یوں اپنے جذبوں کی شدت کے لیے رحمت خداوندی سے آس لگائے بیٹھے ہیں:

اے غفور الرحیم ،اے کریم و علیم

میرے جذبوں کو کر اتنی شدت عطا۸۳؎

حنا کرامت نے ذات باری تعالیٰ کی بخشش اور کرم کو کیا خوب اپنی حمدیہ شاعری کے اندازمیں بیان کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ذات اتنی مہربان ذات ہے کہ جب بندہ اس ذات کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ ذات نہ صرف اسے معاف کر دیتی ہے بلکہ اسے وہ عزت ملتی ہے جو دنیا میں کہیں بھی اسے حاصل نہیں ہوتی۔ ذیل کا شعر ملاحظہ کیجیے:

تو مجھ کو عطاکر مجھے بخش دے
اے رحم کرنے والے میرے مہربان۸۴؎

رضوان حیدر بخاری اپنے پروردگار سے دعا مانگ رہے ہیں۔اے خدا تو ستار و غفار و رحمان ہے کرم فرمانا تیری شان ہے۔ مولا کرم فرما۔رحمانیت اور رحمیات تیری صفات ہیں۔ان کا پختہ عقیدہ ہے کہ وہی ایک ذات ہے جو اپنی رحمت کی بدولت انسان کی مشکلات کو ٹال دیتی ہے۔مثلا وہ یوں کہتے ہیں:

تو ستار و غفار و رحمان مولا
کرم کرنا تیری ہے شان مولا۸۵؎

نازمظفرآبادی کواللہ کی رحمت اپنی مشکلات کے مقابلے میں بڑی نظر آتی ہے۔یقیناً رب کائنات اتنا رحیم کہ اس کا کرم ، اس کی رحمت اور مہربانی ساری مخلوق پر یکساں ہے۔اللہ کی رحمت نہ ہوتو انسان کا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ آخرت میں تو انسان صرف اور صرف اللہ کے ہی رحم وکرم پر ہو گا ۔ناز کو اللہ کے رحمن اوررحیم ہونے پر نازہے:

بہت مشکل گھڑی ہے ، رحم فرما
تری رحمت بڑی ہے ، رحم فرما۸۶؎

طاہر قیوم طاہرنے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص رحمت کو بیان کیا ہے کہ یوں تو اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے شمار احسانات اور رحمتیں ہیں ،لیکن اللہ تعالی کی رحمت کہ اس ذات نے کائنات کی راہ نمائی اور ہدایت کے لیے اپنے نبیﷺکو رحمتہ العالمین بنا کر معبوث فرمایا۔شعر دیکھیں :

رحیم توہے تو ہی ہے کریم تو رحمن
نبی کو پیدا کیا خلق پہ کیا احسان۸۷؎

پرفیسرعبد الحق مراد نے سورہ فاتحہ کا منظوم ترجمہ کر کے اپنی اردو حمدیہ شاعری میں الرحمن اور الرحیم جیسی صفات کو بڑے موثر اور دل کش انداز میں نظم کیا ۔ سورہ فاتحہ اللہ پاک کی ان پاکیزہ صفات الرحمان اور الرحیم کی بہترین ترجمان ہے ۔مراد کا اظہاریہ ملاحظہ کیجیے:

ہو اللہ کے نام سے ابتدا
رحیم و کریم ہے وہ بے انتہا۸۸؎

ڈاکٹر مقصود جعفری جہاں خوف سے کانپ رہے ہیں وہاں دوسری طرف **لا تقنطو** بھی پیش نظررکھے ہوئے ہیں اور رحمتِ پروردگار کا یقین بھی دل پہ نقش ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان یاس و حسرت و غم میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہے ۔چوں کہ قدم قدم پر انسان سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں ان گناہوں کے اسباب انسان ہمیشہ ذہنی تذبذب کا شکار رہتا ہے اور خوف خدا سے کانپتا رہتا ہے۔ذرا شعر ملاحظہ ہو:

خوف خدا سے کانپتا رہتا ہوں جعفری
لیکن یقین ہے رحمتِ پروردگار پر ۸۹؎

میجررفیق جعفری رحمن اور رحیم کی عظمت و برتری کے حوالے سے کہتے ہیں کہ سب نام سندر ہیں لیکن رحمن صفت کی تو کیا بات ہے۔بلاشبہ تمام اسمائے باری تعالیٰ صفات وبرکات سے معمور ہیں اور ان اسمائے حسنیٰ کے انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ہر نام اور صفت ایک خاص بندگی رکھتے ہیں ۔صفتِ رحمان کا اظہاریہ ملاحظہ ہو:

ہیں جتنے نام تیرے روپ کے سارے ہی سندر ہیں
مگر رحمن تو تیری قسم ہر حد سے برتر ہے ۹۰؎

اردو شاعری میں الرحمن الرحیم جیسی پاک صفات سے جہاں اردو شعرا نے اپنے کلام کو با برکت کیا ہے وہاں آزاد کشمیر کے شعرا بھی اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر مکمل ایمان رکھتے ہیں ۔ان کی شاعری میں جا بجا الرحمن الرحیم کے تذکرے جہاں ان کی شاعری میں وقعت پیدا کرتے ہیں وہاں ان کے لیے توشہ آخرت کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔ رحمن الدنیا اور رحیم الاخرۃ پر ایمان ہی کامیابی کی ضمانت ہے ۔و ہ **ربنا الرحمن المستعان** اور **و کان بالمومنین رحیما** کی نصرت و عنایت کو شمع راہ سمجھنے کے ساتھ ساتھ ا سما الرحمن الرحیم کی خصوصیات سے قلب و جاں مسرور ،زباں و آنکھیں محظوظ اور دماغ کوتازہ و توانائی بخشتے نظر آتے ہیں ۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس خدا کو لوگوں نے صرف قہار اور جبار سمجھ رکھا ہے وہ تو بے حد مہربان ذات ہے ۔مخلوق کو وجود بخشا اور پھر اس کی پرورش کرنا اور اس کی ضرورت مہیا کرتے رہنا اس کی رحمت ہی کا کرشمہ ہے ۔

۳,۴۔الرزاق:

یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی رزق دینے والا یا رزق پہنچانے والا کے ہیں۔ تمام مخلوقات کا روزی رساں اور روزی پوری کرنے کا ضامن وہی رب ہے۔یہ مبالغہ کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے کثرت کے ساتھ رزق رساں ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ارشاد ہے:

ھو الرزاق ذو القوت المتینترجمہ:‘‘سب کے روزی رساں ،توانائی والے اور زور آور ہیں۔’’۹۱؎

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں:رسول اللہ کے عہد میں منڈی کا بھاؤ چڑھ گیا،لوگوں نے کہایا رسول اللہ !بھاؤ مقرر فرما دیں۔آپ نے فرمایا:

ان اللہ ھو المسعر، القابض، الباسط الرازقترجمہ:" بے شک اللہ تعالیٰ ہی بھاؤ بڑھانے والے،کمی کرنے والے،کشادگی کرنے والے،رزق دینے والے ہیں"۹۲؎

اردو شاعری میں جہاں اللہ تعالی کی اس صفت الرزاق کو شعرا نے خوب برتا ہے وہاں آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اس صفت الرزاق کو نہایت خوب صورت انداز میں اپنی شاعری میں سمویا ہے۔ اللہ تعالی پتھروں میں بھی کیڑوں کو رزق عطا کرتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں بھی بچے کو غذا عطا کرتا ہے۔ یقیناًوہی اللہ ہے جو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ خواجا محمد عارف نے اپنے حمدیہ کلام میں اللہ کی اس صفت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے رزقِ حلال کی التجا بھی کی ہے ۔ وہ ااپنے رب سے ایسے رزق کے طالب ہیں جو حرارت ایمان اور طہارت فکرو خیال کا سبب بنے:

کس نے پتھر میں کیڑے کو پیدا کیا
پھر وہاں اس کا روزی رساں کون ہے
وہ رزق جو حرارتِ ایماں کا ہو سبب
وہ رزق جو طہارتِ فکر و خیال دے۹۳؎

حضرت سلیمانؑ کی ساری زمین پربادشاہی تھی۔ انسان جن، ہوا ،پانی، چرند پرند سب ان کے ما تحت تھے۔ایک روز آپؑ نے تمام مخلوقات کو کھانے کی دعوت دی۔ اس کے انتظام کے لیے کئی ماہ صرف ہوئے تھے۔ مگر جو دن دعوت کے لیے مخصوص تھا اس دن سمندر سے ایک بڑی مچھلی باہر آئی اور دعوت کا سارا کھانا ایک لقمے میں ہڑ پ کر گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت تعجب ہوا تو اللہ نے ان سے کہا یہ کیا سلیمان آپ تو میری بنائی ہوئی مخلوق میں سے ایک کو بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھلا پائے۔ آپ دنیا کے بادشاہ ضرور ہیں مگر رازق میں خود ہی ہوں۔ ارشاد ہے

وان اللہ لھو خیر الرازقینترجمہ : "او ر اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔" ۹۴؎

سلمان رفیق استفہامیہ انداز میں مخاطب ہیں۔اندھیرا کون لاتا ہے۔شناور کس کی مرضی سے سمندر پار کرتا ہے۔صدف کی گود سے موتی اچھالا کون کرتا ہے۔پرندوں اور چرندوں کا پالن ہار کون ہے۔ان کا جواب یہی ہے کہ وہ میرا رب ہی تو ہے جو سب کا رزاق ہے۔ ہر شے کو پالتا ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

پرندوں اور چرندوں کو کھلاتا کون ہے آخر
پلاتا کون ہے، خاکی کو پالا کون کرتا ہے۹۵؎

جاوید اقبال کا اللہ تعالیٰ کی اس صفت پہ یقین اور ایمان ہے۔ ویسے بھی اللہ باری تعالیٰ ایسا سخی ،ایسا بادشاہ اور ایسا داتا ہے کہ سب مخلوق جھولیاں بھری جا رہی ہے

اوررزاق کے خزانے میں بال برابر بھی کمی نہیں آرہی۔وہ ایسا داتا ہے کہ ہر خاص و عام کو نوازتا جا رہا ہے۔وہ یوں اس موضوع کو اپنے حمدیہ شعر میں بیان کر رہے ہیں:

اُجڑے گھروں کو بساتا ہے تو
سختی و بادشاہ و داتا ہے تو۹۶؎

پروفیسرعبدالحق مراد کا عقیدہ ہے کہ دینے والی وہی ایک ذات ہے ۔ کائنات میں جتنی بھی مخلوقات کی جنسیں ہیں ،ہر ایک کی اپنی اپنی حاجات و ضروریات ہیں۔تمام جنسوں کے رزق کا معاملہ اللہ پاک نے اپنے ذمے رکھا ہے۔اتنی ساری مخلوقات کو رزق کی فراہمی صرف وہی ایک ذات ہی کر سکتی ہے۔ذرا شعر دیکھیں:

پتھر میں آ جائے غذا مردہ میں جاں ڈالے عصا
قادر ہے کون اس پر بھلا، تیری سوا، تیرے سوا۹۷؎

حاجی سید رضوان حیدر نے اللہ پاک کی اس صفت پاک کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام جہانوں کو پالنے والی ہے۔ وہ رازق ہے۔ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے:

ومامن دابۃفی الارض الاعلی اللہ رزقھا:’’نہیں کوئی جانور زمین میں مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے۔‘‘۹۸؎

انھوں نے اس موضوع کو خوب صورتی سے یوں اپنی حمدیہ شاعری میں برتا ہے۔برتا ہے:

رازق ہے تو سبھی کا ، رازق نام تیرا
ہر اک کے کام آنا مولا ہے کام تیرا۹۹؎

سیدہ حنا بابر علی نے اپنے حمدیہ شعر میں اس صفت کو یوں برتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین رزاق ہے آسمانوں اور زمینوں کا مالک ظاہر اور باطن سے با خبر،نگہبان اور کارساز ہے۔ وہی اللہ ہے جو ہر شے پر قادر ہے۔ شعری مثال ملاحظہ ہو::

یا باطن یا اللہ
یا رزاق یا اللہ۱۰۰؎

زاہد کلیم نے مختلف جنسوں کا رزاق کہتے ہوئے اس صفت کو اپنا یا ہے ۔خدائے وحدہ،لاشریک کے رزاق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کے رزق کا کفیل اور ذمہ دار ہے ۔کوئی روٹی ،کوئی گوشت ،کوئی ذوق و شوق ،کوئی گھاس پھوس ،کوئی محبت اور ذکر کا بھوکا،وہی رب ہے جو ہر ایک کواس کی ضرورت ، حاجت اور چاہت کے مطابق رزق فراہم کرتا ہے ۔انھوں نے اسی حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ سنگ کے اندر کرمک بے مایہ کو اور بطنِ نہنگ میں خلق کے رزق کا معاملہ صرف اسی ایک رازق کے ذمے ہے:

تو پالتا ہے کرمکِ بے مایہ سنگ

دیتا ہے خلق کو بطنِ نہنگ میں۱۰۱؎

سید ذوالفقار خاور نقوی کہتے ہیں کہ رزاقِ مطلق وہی ایک ذات ہے جو ہر خاص وعام کی رزاق ہے ۔ایک غذا کے اندر الگ الگ اجزا مثلاً معدہ،قلب،اعصاب،تلی،شریانیں،دماغ وجگرپرورش کرنے والے ہیں۔ہر ایک عضو اپنی اپنی غذا کو چوس کر دوسرے عضو کا حصہ اس کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔جسم ایک ہے اور اجزا بہت سے تو ایک ہی جسم کے اندر رزق کی اس طرح تقسیم رزاق مطلق کے سوا اور کوئی بھی نہیں کر سکتا ہے۔انھوں نے اسی صفت کو انتہائی موثر انداز میں یوں بیان کیا ہے :

ایسا رازق
کہ دشمن بھی کھائیں ترا
ہوں میسر اگر
مجھ کو الفاظ وہ
جو ترا تذکرہ
اس طرح کر سکیں
جیسا خالق ہے تو
جیسا رازق ہے تو۱۰۲؎

پروفیسربشیر مغل کا کہنا ہے کہ ضعیف و ناتواں،کم زور وبے کس،عاجز ولاچار وہی سب کو نوازنے والا ہے۔وہی خلائق کو دینے والا،ضرورتیں پوری کرنے والا،روح مضطر اور جسم مادی اسی سے نمو پاتے ہیں۔ارشاد ہے:

ترجمہ‘‘اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور وہی تمہارا رازق ہے۔’’۱۰۳؎

وہ اسی ایک تونگر سے اپنی حاجات و ضروریات کے لیے دست دعا ہیں۔جس سے سب جھولیاں بھر رہے ہیں۔خوب صورت شعر ملاحظہ ہو:

اسی تونگر سے مانگتا ہے ہر ایک جی اپنا رزق روزی
کہ جس تونگر کی سلطنت میں نہ بھوکا سویا کوئی
کبھی بھی۱۰۴؎

عزیز الرحیم میر کو اپنے رب کے رازق ہونے پر پورا یقین ہے ویسے بھی اس کائنات کے ساتھ خالق کا تعلق صرف یہی نہیں ہے کہ اس کا خلاق پیدا کرنے والا ہے،بلکہ پیدا کرنے کے بعد جس کو جو کچھ بھی مل رہا ہے اور جس طرح اس کی پرورش ہو رہی ہے وہ سب اسی کی طرف سے ہے۔وہی سب کی پرورش اور تربیت کر رہا ہے۔درختوں کو بظاہر ہوا،پانی،زمین سے جو غذا حاصل ہوتی ہے،جس سے ان کی زندگی رواں دواں ہے۔ اسی طرح چرند ،پرند،جن و بشر یا جتنی بھی مخلوق ہے۔ان کی ضروریات مہیا کرنے کا بہترین کارساز وہی ایک رب ہے۔ انھوں نے اسی صفت کو ایک نئے اسلوب میں

بیان کیا ہے کہ ہر ایک کی ضرورت کے تحت سب کو مل رہا ہے یہ سب اسی کا کمال ہے:

زمین پر جو چلتے ہیں یہ جانور
نہیں ان میں کوئی بھی ایسا مگر

رزق جس کا اللہ کے ذمے نہ ہو
وہ دیتا ہے اس کی ضرورت ہو جو۱۰۵؎

خان محمد بد ر چوہان اپنے رب کو یوں سب کا روزی رساں کہ رہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا جو رب ہے اسی کی پرورش سے فیض یاب ہیں ۔وہی ہے جو نفیس نفیس غذؤں سے تمھیں رزق عطا کر رہا ہے اور رزق کے عطاکرنے میں امیر و غریب کی قید سے آزاد ہے۔ہم سارے اسی کے محتاج ہیں۔ وہ یوں سخن شناس ہیں:

مکہ اور مدینہ کا سلطان بھی وہی ہے
روزی رساں وہی مہربان بھی وہی ہے
امیر و غریب سارے محتاج ہیں اسی کے
مولا ہے سب کا وہ،روزی رساں بھی وہی ہے ۱۰۶؎

محمد خلیل ثاقب کا خیال ہے کہ بے شک وہ ہستی آنکھ سے نظر نہیں آتی لیکن وہ ہر سمت موجود ہے وہ جس طرح خالق ہے اسی طرح رازق بھی ہے۔ہر ظاہر و باطن کی ظاہری اور باطنی ضروریات وہی پوری کر رہا ہے۔انھوں نے اپنے حمدیہ شعر میں یوں اس صفت کو بیان کیا ہے:

خالق تو رازق بھی تو
ظاہر تو باطن بھی تو۱۰۷؎

بشیر صرفی جانتے ہیں کہ سب جہانوں کا پالنے والا وہی ایک رازق ہے ۔ہم تو نہیں جانتے کہ کل کتنے جہاں ہیں اور ان سب جہانوں کی کیا کیا ضروریات ہیں ۔وہ توصرف میرا اللہ ہی جانتا ہے اور ان ضروریات کو پوری بھی کرتا ہے۔ وہ یوں اپنے حمدیہ شعر میں اپنے رب سے رزق حلال کے لیے دست دعا ہیں:

سب جہاں کے پالنے والے خدا
رزقِ طیب،رزق وافر کر عطا۱۰۸؎

مخلص وجدانی کہتے ہیں کہ جس طرح رب العالمین سب کا خالق ہے اسی طرح وہ سب کا پالن ہار بھی ہے ،جس طرح اس نے کل سنسار بنایا ہے ایسے ہی وہ کل سنسار کو پالنے والا ہے،سب کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا وہی ایک رب ہے ،حمدیہ شعر ملاحظہ کیجیے:

میرے داتا پالنہار
تو نے بنایا کل سنسار۱۰۹؎

ڈاکٹر فیاض الحسن نے جہاں اپنے رب کی دوسری صفات کا ذکر کیا ہے وہاں انھوں نے اس کی صفت پاک رزاق کو بھی موضوع سخن بنایا ہے۔ کل کائنات کا خالق و مالک وہی ہے۔ کل کائنات اسی کی ہے اور وہی کل کائنات کے رزق کا بھی ذمہ دار ہے۔

اللہ خالق اللہ مالک اللہ کی کل کائنات
اللہ رازق اللہ ناصر اللہ ہی کی اونچی ذات۱۱۰؎

رفیق جعفری بھی اسی ایک رب کی حمد و ثنا بیان کر رہا ہے جو سب کا پالن ہا ر ہے ،وہی ایک ذات ہے جو اپنی مخلوق کی تمام ضروریات کو پورا فر ما رہی ہے۔اس لیے حمد کے لائق بھی وہی ایک ذات ہے۔جو سب مخلوق کی ضروریات کو بلا تفریق پوری کر رہی ہے۔شعری مثال دیکھیں:

حمد اس اللہ کی جو سب کا پالن ہار ہے
زندگی کی ناؤ کا طوفاں میں کھیون ہار ہے۱۱۱؎

خان محمد بدر چوہان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے استفادہ کر رہے ہیں اور ان نعمتوں پر اپنے رب کے شکر گزار بھی ہیں۔وہ اپنے خالق سے یوں رزق و ثمر کی دروخواست کر رہے ہیں کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ وہی ہے جو سب کو پالنے والا ہے۔ دوسرے شعر میں پروفیسر بشیر مغل کہتے ہیں کہ وہی ایک اللہ ہے جو بے ہنروں کو ارباب ہنر عطا کرتا ہے اوروہی ہے جو سب کا رازق ہے ۔سب اس کے خزانے سے جھولیاں بھر رہے ہیں۔ان کا حمدیہ شعر ملاحظہ ہو جس میں انھوں نے اس صفت پاک کو برتا ہے:

کھانے کو میرے مولا رزق و ثمر دیتے ہیں
پینے کو سب کی خاطر آب رواں بنایا۱۱۲؎

رزق دیتا ہے وہی،بخت بناتا ہے وہی
بے ہنروں کو وہ اربابِ ہنر کرتا ہے۱۱۳؎

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد ہر خلق کا حاجت روا اور ہر نفس زندہ کا روزی رساں یوں اپنے رب کو کہ رہے ہیں ۔بے شک وہ رب سب کا روزی رساں ہے ۔وہ اپنی اس صفت پاک کے صدقے سب مخلوق کو رزق عطا فرما رہا ہے۔ انھوں نے اس صفت کو یوں اپنایا:

اسی کا ہے سب کچھ زمیں و زماں
وہ بے مثل لا انتہا لامکاں
وہ حاجت روا خلق محتاج کا
وہ ہر نفسِ زندہ کا روزی رساں۱۱۴؎

پروفیسر شفیق راجا رب العالمین کی اس صفت پاک کو یوں اپنے حمدیہ کلام میں برت رہے ہیں کہ کائنات کی وسعت کا اندازہ اسی خالق و مالک کو ہے۔کل کائنات کی کل

ضروریات کا بھی اسی ایک کو پتہ ہے۔وہی ہے جو سب کا روزی رساں ہے،شعر ملاحظہ کیجیے:

عالم الغیب خالق ہر شے
تو رزاق و رازق و مولا۱۱۵ے

رب العالمین تمام مخلوق کا بہترین روزی رساں ہے ہر جنس کی ضروریات اسی کے خزانے سے پوری ہو رہی ہے۔اردو حمدیہ شاعری میں جہاں یہ موضوع خوب برتا ہے وہاں آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں یہ موضوع تواتر کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جو ہر خاص وعام کے لیے ہے۔تمام خزانوں کا مالک وہی ایک اللہ ہے،جس کی جتنی ضرورت ہے وہی پورا کر رہا ہے۔کوئی تشنۂ لب نہیں ہے یہ اسی ذات کا لطف عمیم ہے کہ سب اپنی اپنی ضروریات کے مطابق جھولیاں بھر رہے ہیں۔

۳,۵۔العلیمُ:

علیم کا مطلب ہے ،جاننے والا،ظاہر باطن،خفیہ اور علانیہ چیزوں کا علم رکھنے والا،یعنی وہ ہستی جسے ماضی،حال اور مستقبل کا علم ہو،سب کچھ جانتا ہو۔یہ اسم قرآن پاک میں ۱۵۷ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے معروف و مشہور اسماءمیں سے ہے۔ ارشاد ہے:

یخلق ما یشاءو ھو العلیم القدیر‘‘ترجمہ:وہ جو چاہے ہیں پیدا کرتے ہیں وہ علیم و قدیر ہیں۔’’۱۱۶ے

اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے رب کا علم بہت وسیع ہے ،ظاہر و باطن،عالم بالا،عالم سفلیٰ ماضی،و حاضر اور مستقبل کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔جو کچھ ہونے والا ہے،جو کچھ ہو گا اور جو کچھ نہیں ہوا کب اور کیسے ہو گا ،اللہ رب العلیم سب کچھ علم رکھتا ہے۔

شعرا ئے اردو نے اللہ پاک کی اس پاک صفت کو خوب برتا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اللہ کی اس بابرکت صفت کو اپنی شاعری میں خوب صورت انداز میں سمویا ہے۔رفیق جعفری تعقل اور تفکر کے جمالِ علم و عرفان کی صفت کو یوں بیان کرتے ہیں :

الٰہی کھول دے سارے دریچے ذہن حیراں کے
تعقل اور تفکر کے جمالِ علم و عرفان کے۱۱۷ے

گلزار حسین ساگرکاشمیری کے نزدیک بھی را زدان صرف اور صرف وہ ہستی ہے جو ہمارے دلوں کے راز سے بھی خوب آگاہ ہے۔وہ ذات ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ارشاد ہے:

وان ربک لیعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون:
ترجمہ:‘‘اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے اس کو

بھی جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے اور اس کو بھی جو وہ
ظاہر کرتے ہیں۔''۱۱۸ے

وہ یوں اس موضوع کو اپنے حمدیہ کلام میں استعمال کرتے ہیں:

تیرے اسرار پوشیدہ کہاں پائے تیرا ساگر
ہوئے عاجز پیغمبر سب تیرا اسرار پانے میں۱۱۹ے

خواجا محمد عارف نے قرآنی آیت کے مفہوم کو یوں رقم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ دلوں کے بھید تک جانتا ہے۔ انسان کے اند ررو نما ہونے والی قلبی ،ذہنی اور روحانی تبدیلیوں سے وہ آشنا ئی رکھتا ہے ۔انھوں نے اللہ کے شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کے موضوع کو اپنے الفاظ میں کچھ یوں بیان کیا ہے۔حوالے کے طور پر ایک شعر ملاحظہ کیجیے:

کون ہے میری شہ رگ سے نزدیک تر؟
ماورائے خیال و گماں کون ہے؟۱۲۰ے

اکرم سہیل اللہ رب ذوالجلال کے راز سے ناواقف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ اپنے سب راز مجھ پر کھول دے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے حقیقت میں وہی ایک رازداں ہے جو سب رازوں کو خوب جاننے والا ہے۔انسان بس وہی جانتا ہے جتنا علم اسے عطا کیا گیا ہے۔ وہ یوں لکھتے ہیں:

یہ سارے راز کبھی کھول کے بتا دے مجھے
میں اجنبی ہوں تو محرم کبھی بنا دے مجھے۱۲۱ے

جاوید اقبال کا عقیدہ ہے کہ وہی ایک اللہ ہے جوہر دل کا کھوج جانتا ہے۔ اللہ تو دل کی آوازوں کو بھی سننے اور جاننے والاہے۔وہ ایسا علیم ہے کہ ماضی ،حال اور مستقبل کے بارے میں بھی کمال کا علم رکھتا ہے۔وہ اپنے حمدیہ شعر میں اس خیال کو یوں بیان کرتے ہیں:

کرتا ہے پیدا ہر طرح کے زوج بھی تو
جانتا ہے ہر دل کا کھوج بھی تو۱۲۲ے

سیدہ حنا بابرعلی یوں اپنے خالق و مالک کو پنا ہم راز تصور کرتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رازداں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ ذات نہ صرف ہمارے ظاہر سے خوب آگاہ ہے بلکہ باطن سے بھی خوب واقف ہے۔ وہ یوں اس خیال کو موضوع سخن بناتے ہیں:

تم مجھ سے جدا تو نہیں ہو
میرے ہمراز رازداں ہو تم۱۲۳ے

واحد اعجاز میر یوں اللہ تعالیٰ کی اس پاک صفت علیم کو اپنے حمدیہ شعر میں سمورہے ہیں۔وہ یوں اس ذات کو فطرت کی نبض کہ رہے ہیں۔وہ اللہ کل کائنات پر محیط

ہے۔اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔یقیناً وہ سب فطرت کا نبض شناس ہے:

وہ سب کچھ جانتا ہے،سب پر محیط
فطرت کی نبض اس کے ہاتھ میں ہے۱۲۴ ؎

پروفیسر شفیق راجا نے اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات خبیر،بصیر،رحیم کے ساتھ ساتھ علیم کو یوں موضوع سخن بنا رہے ہیں کہ اللہ پاک کا کوئی ثانی نہیں ہے ۔جس طرح وہ اپنی دوسری صفات میں واحد ہے ایسے ہی وہ اس پاک صفت ،صفتِ علیم میں بھی واحدہے۔

تو خبیر ہے تو علیم ہے،تو بصیر ہے تو رحیم ہے
کوئی تیرا ثانی نہیں ہوا تری شان جل جلالہ۱۲۵ ؎

مایہ ناز شاعربشیر صرفی کو رب علیم کے علم الغیب ہونے پر پورا یقین اور عقیدہ ہے ،یقینا وہ ذات ایسی علیم ہے کہ دلوں کے راز سے بھی خوب واقف ہے۔ سب اوقات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔وہ یوں اس پاک کی صفتِ علیم کو اپنے حمدیہ شعر میں بیان کر رہے ہیں:

اے توی سبحان و موجود و قدیم
اے توی غالب،علیم تو ہم کریم۱۲۶ ؎

سید رضوان حیدر کا کہنا بجا ہے کہ وہی ایک ذات ہے جو دلوں کا ماجرا بھی جانتی ہے۔اس پاک ذات سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ ہمیں کچھ پتا نہیں ہے ،ہم کچھ علم نہیں رکھتے کہ ہمارے لیے کیا بہتر ہے۔یا ہمارے ساتھ مستقبل میں کیا ہو گا لیکن وہ ذات سب جانتی ہے۔وہ یوں لب گویا ہیں:

جانتا ہے دلوں کا تو سب ماجرا
المدد المدد المد المد۱۲۷ ؎

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد اپنی حقیقت خوب جانتے ہیں۔بس وہ وہی جانتے ہیں جتنی صلاحیت رب کائنات نے انھیں ودیعت کی ہے۔وہ آسمان اور ستاروں کو ایک ایسی تختی کے حروف کہہ رہے ہیں جس تختی پہ کیا لکھا ہوا ہے بس وہ علیم ذات ہی جانتی ہے۔وہ یوں شعر میں اس موضوع کو اپنا رہے ہیں:

تختی ہے آسمان ستارے حروف ہیں
جانے یہ کس زبان میں ہے کیا لکھا ہوا۱۲۸ ؎

زاہد کلیم خالق و مالک کو سمیع و بصیر و خبیر کے ساتھ ساتھ علیم بھی کہ رہے ہیں ۔حقیقت میں بھی وہی ایک ذات ہے جو ہمارے دلوں کے راز سے خوب واقف ہے۔وہ ایسا سمیع ،بصیر اور علیم و خبیر ہے کہ سب اوقات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔مثلاً وہ یوں کہتے ہیں:

خالق ہے تو جہاں کا سمیع وبصیر ہے

اے ذوالجلال تو ہی علیم و خبیر ہے۱۲۹؎

منور قریشی کو ہر کام میں اپنی بے بسی نظر آرہی ہے۔ جب کہ اللہ پاک کہیں بھی بے بس نہیں ہیں وہ ہر ایک راز سے واقف ہیں۔بے شک غیب کا علم میرے علیم خدا کے بغیر کوئی نہیں جانتا ۔ شعرملاحظہ کیجیے:

عالمِ زیست میں اپنی ہستی ،اک پل ،اک نظارہ ہے
ہم بے بس وہ ہر جگہ قادر،اک وہی سمجھیں،جانیں
جی۱۳۰؎

پروفیسر بشیر مغل یہ بات جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چھوٹی بڑی اور کھلی چھپی چیز کا علم رکھتا ہے۔وہ سب دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔وہی ذات ہے ہر ایک کے ساتھ بھی ہے اور قریب بھی ہے۔میرے دل کا حال بھی اے خدا تو جانتا ہے۔وہ یوں اپنے رازداں سے لب سخن ہیں:

سوال دونوں جہاں میں ہے عافیت کا
تو جانتا ہے ستاتا ہے جو خیال مجھے۱۳۱؎

ڈاکٹر فیاض الحسن دلوں کا بھیدی خدا تعالیٰ کو کہہ رہے ہیں۔وہی ہے جس کی صفت کن فیکون ہے اور کن فیکون کے راز کو بھی صرف وہی جانتا ہے۔رازِ ہستی کیا ہے۔؟ ہم کچھ بھی نہیں جانتے ،بس وہ علیم ہے جو رازِ ہستی کو بھی جانتا ہے۔ شعر دیکھیں:

کن فیکون ہے صفت خدا کی سارے اس کو جانو
اس کی مرضی ہے رازِ ہستی سارے اس کو مانو۱۳۲؎

رفیق جعفری کہتے ہیں کہ کائنات اتنی وسیع ہے کہ نہ ہم اس کی حدوں کو متعین کر سکتے ہیں اور نہ اس کی وسعتوں کوہم جانتے ہیں۔فلک کی برات کا سفر کب اور کیسے اپنی منزل پہ پہنچے گا۔یہ سب کچھ جانناجن وانسان کے بس میں نہیں ۔ لیکن خالقِ کل سب کچھ جانتا ہے۔انھوں نے اپنی حمدیہ شاعری میں علیم کی صفتِ پاک کو یوں موضوع بنایا ہے:

لمحہ لمحہ پھیلتی جاتی ہے ساری کائنات
کیا تعین اس کی حد کا ہے ابھی مشکل یہ بات
سفر کب تک رہے گا اور ہو گا کب ثبات
لوٹے گی مرکز کی جانب کب فلک کی یہ برات۱۳۳؎

محمد خلیل ثاقب کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی علیم کل ہے،زمین اور آسمان کی تمام چیزوں کے بارے میں علم رکھتا ہے۔وہ چھپی اور کھلی سب باتوں کو خوب جانتا ہے۔ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اس کا اس ذات کو پورا پورا علم ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

تو پاک ہے ہر عیب سے آگاہ ہے ہر عیب سے
تو جانتا ہے راز دل تو واقف اسرار ہے۱۳۴؎

ضیا الحسن ضیا اللہ تعالیٰ کی اس صفت علیم کا یوں اظہار کر رہے ہیں ،اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیزاورہر بات سے ہر وقت باخبر رہنے والا ہے۔اس مولا سے تو کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ہم کیا چاہتے ہیں ۔؟ ہمارا مدعا کیا ہے۔؟ وہ سب علم رکھتا ہے۔شعری مثال دیکھیں:

ہے عیاں تجھ پہ مدعا میرا
تجھ سے پوشیدہ کچھ نہیں مولا۱۳۵ے

پروفیسرمحمد رفیق بھٹی اللہ تعالیٰ کی صفت علیم کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رب سب جانتا ہے۔وہ ہمارے سینوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے۔ہمارے رب سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے ۔ہر چیز اس ذات کے علم میں ہے۔ یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

تو کہ علیم و عالم لاہوت ولامکاں
تو کہ خبیر و واقفِ اسرار کن فکاں۱۳۶ے

منور قریشی نے اسی حقیقت کا اعتراف اپنے حمدیہ شعر میں کیا ہے کہ اللہ پاک ہمارے خیالات سے بھی واقف ہیں ۔وہ ہر حال میں ہر وقت اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے ۔حقیقت میں وہی اصل راز داں ہے جو دلوں کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ کہتے ہیں:

تو علیم خبیر ہے یا رب
ایک مانگوں ،ہزار دے مولا۱۳۷ے

ایسی ہستی جو تمام مبصرات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ہرچھوٹی ،بڑی ،مخفی اور ظاہری و باطنی چیز سے باخبر صرف اللہ ہی کی ذات ہو سکتی ہے۔ میرے رب کو جملہ مبصرات و مدرکات و مشہودات کا ادراک ہوتا ہے۔اللہ نہ صرف ادراک رکھتا ہے بلکہ الوان و اجسام،افعال و اعمال،ہیات و اشکال و علامات کا بھی دیکھنے اور جاننے والا ہے۔کون کیا کر رہا ہے۔ ؟ رب العالمین سب کچھ دیکھ اور جان رہا ہے۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے اللہ تعالیٰ کی اسی علم کل کو علیم،خبیر ،شہید،بصیر ،محیط اور سمیع کے الفاظ سے جابجا اپنی حمدیہ شاعری میں برتا ہے۔

۳,۶۔الحکیم:

رب کریم کی ایک صفت ”حکیم“ ہے جس کے معنی ہیں، حکمت والا ،وہ ذات حکمت والی ہے جس نے ہر ایک چیز کو بڑی حکمت اور کاریگری سے تخلیق کیا ہے۔ اللہ نے جتنی بھی چیزیں تخلیق کی ہیں ،وہ حکمت اور علت سے خالی نہیں ہیں۔ارشاد ربانی ہے:

و اللہ عزیز حکیم“ اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والے ہیں۔”۱۳۸ے

رب کی اس صفت عظیم کو شعرا نے خوب برتا ہے۔حمدیہ شاعری میں ایک بڑا ذخیرہ اس بابرکت صفت کے متعلق موجود ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے جہاں اپنے خالق و مالک

کی دیگر صفات کو موضوعِ سخن بنایا ہے ،وہاں اس صفت سے بھی اپنے قلب کو منور کیا ہے ۔ محمد صدیق شاذنے اس صفت کو یوں بیان کیا ہے:

پیارے نبی کو بھیج کر دھرتی سجائی آپ نے
وہ رب میرا عظیم ہے وہ رب میرا حکیم ہے۱۳۹ے

سلمان رفیق کو دن اور رات ،چاند اور سورج کے ادل بدل میں میرے اللہ ہی کی حکمت دکھائی دیتی ہے۔اسی طرح شناور اور صدف کی مثال سے صاف ظاہر ہے کہ حکمت والی ذات صرف خدا کی ہے ۔وہ اس صفت کو یونشعری مثال میں بیان کرتے ہیں:

اندھیرا کون لاتا ہے، اُجالا کون کرتا ہے
چھپا کر چاند کو سورج نکالا کون کرتا ہے
شناور کس کی مرضی سے سمندر پار کرتا ہے
صدف کی گود سے موتی اچھالا کون کرتا ہے ۱۴۰ے

راجا صفدر حیات خاکسار نے اپنے رب کی حکمت اور کاری گری کو یوں اپنے حمدیہ شعر میں سمویا ہے ۔وہ پتھروں کو پوجنے والوں سے یوں مخاطب ہیں کہ ذرا بتاؤ تو سہی کہ سانپوں کے حلق میں زہر کس نے رکھا ہے۔ یقیناً اس حکمت سے وہی اللہ واقف ہے:

پتھروں کو پوجنے والو ذرا حکمت تو دیکھو اس کی
سانپوں کے حلق میں بھی زہر دیا خدا نے ۱۴۱ے

مسعود کشفی اپنے حمدیہ شعر میں لیل و نہار کی گردش،صبح و مسا کی ساعتوں،ماہ و انجم اور آفتاب کو اسی کی حکمت کے شاہکار کہہ رہے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی بنائی ہوئی چیز میں اسی کی حکمت اور کار سازی ہے۔اپنی حکمت سے ہی وہ کل کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔

یہ گردشِ لیل النہار
صبح و مسا کی ساعتیں
یہ ماہ و انجم، آفتاب
تیرے یہ سارے شاہکار ۱۴۲ے

زاہد کلیم کو خدائے برتر کی حکمت و دنائی کے دریا رواں نظر آرہے ہیں ۔بے شک اللہ پاک کی بنائی ہوئی ہر چیز میں اس ذات کی حکمت سازی،کاری گری اور کار سازی موجود ہے۔ارشاد ہے :

"بے شک تو ہی علم والا اور حکمت والا ہے ۔"۱۴۳ے

وہ یوں اللہ تعالیٰ کی حکمت و دنائی پر لب کشاں ہیں:

دریا ہیں تیری حکمتِ ودنائی کے رواں

اٹھ کر ترے دیار سے جاؤں گا میں کہاں۱۴۴؎

میجررفیق جعفری کوآفتاب کی چمک میں،مہتاب کی روشنی میں،محوِ تاباں تاروں میں اور زمیں پر نرگس و گلاب میں بھی اسی ذات برتر کی حکمت پوشیدہ نظر آرہی ہے۔کل کائنات اللہ تعالیٰ کی حکمت کا کارساز ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

چمکتا ہے کیسے آفتاب اللہ اللہ
روشن ہے سینہ مہتاب اللہ اللہ۱۴۵؎

پروفیسر سیدمقصود حسین راہی کو اللہ کی ذات پاک کی حکمت اپنے فہم اور ادراک سے ورا دکھائی دے رہی ہے۔یقیناً خدا تعالیٰ کی حکمت ہماری سوچ سے ورا ہے۔وہ تغیر لیل و نہارمیں اللہ برتر کی حکمت کو یوں موضوع سخن بنا رہے ہیں:

حکمت ہے اس کی فہم اور ادراک سے ورا
کچھ غور کر تغیرِ لیل و نہار ہے۱۴۶؎

رفیق جعفری کے مطابق نو بہ نو تخلیق کے سیلِ رواں اور وقت کی لہروں پہ چلتے کارواں میں بھی خالق و مالک کی حکمت اور کارسازی ہے۔یہ جو نو بہ نو تخلیق کا سیل رواں ہے اور وقت کی لہروں کے ساتھ چلتا ہے۔اس میں یقیناً میرے رب ہی کی حکمت ہے۔شعری مثال ملاحظہ کیجیے:

نو بہ نو تخلیق کا سیلِ رواں ہے دیکھئے
وقت کی لہروں پر چلتا کارواں ہے دیکھئے۱۴۷؎

بشیر صرفی کہتے ہیں کہ وہی اللہ ہے جس نے اپنی حکمت سے بطنِ شب سے آفرنیش نور اور دن سے رات کوپیدا کیا ۔یہ سب کچھ اسی ذات کی حکمت اور کاری گری ہی تو ہے۔وہ اس ذات کے سب سے بڑا حکیم ہونے پر یوں لب کشا ں ہیں:

بطن شب سے آفرنیش نور کی
اور دن سے رات کو پیدا کیا۱۴۸؎

خان محمد بد ر چوہان پونچھی کو ہر چیز میں اسی رب العالمین کی حکمت اور کاری گری نظر آرہی ہے۔سب چیزوں کو وہ حکمت سے ہی چلاتا ہے۔وہ چشموں، ندیوں، نالوں اور دریا بہانے میں اس کی حکمت اور کاری گری کو یوں اپنے کلام میں داد دے رہے ہیں:

جہاں دیکھیں نظر آتی ہے کاریگری تیری
چشمے ندیاں نالے دریا بہائے اے خدا وندا۱۴۹؎

عزیز الرحیم میرڈورسی نے جہاں رب ذوالجلال کی کئی دوسری صفات کا تذکرہ کیا ہے وہاں اس ذات کی اس صفت پاک کو بھی موضوع سخن بنا یا ہے۔وہی بزرگ ،برتر اور عظیم ذات ہے جس نے اپنی حکمت سے تمام جہانوں کو پیدا فرمایا۔ وہ یوں حکیم کی حکمت پر گویا ہیں:

نہایت بزرگ اور برتر عظیم

وہ ہے ذات مولیٰ ،کریم و حکیم۱۵۰؎

پروفیسر بشیر مغل نے حکیم کی حکمت کو ایسے بیان کیا ہے کہ کائنات میں جتنی بھی مخلوق موجود ہے وہ رب کی حکمت اور کارسازی کے گیت گا رہی ہے یہ جو قلزمِ ہستی ہنوز پھیل رہا ہے،عقل و دل یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ یہ سب اسی ہی کی حیلہ صنعت آذری اور حکمت ہے۔ مثلاً وہ یوں لب سخن ہیں:

ہنوز پھیل رہا ہے جو قلزمِ ہستی
ہے وہ سمندر کہ محتاجِ جزر و مد ہے کہاں

عقل و دل و نگاہ نے مل کے یہ راز پا لیا

کیوں کر بلا جواز ہے حیلہ صنعتِ آذری۱۵۱؎

ڈاکٹر نازیہ نیاز کو کل کائنات اسی کی کارسازی پرمحیط نظر آتی ہے ۔کائنات کتنے رنگوں سے مزین ہے ۔ایک سے ایک رنگ اپنی منفرد شناخت اور پہچان رکھتا ہے۔نیلی چھت اور خاکی فرش میں بھی اللہ ہی کی حکمت ہے۔وہ یوں لب سخن ہیں:

یہ نیلی چھت بنائی تو نے ،یہ خاکی فرش بچھایا تو نے
کئی طرح کے رنگ بنائے تو نے تو بڑا عظیم
ہے۱۵۲؎

راجا شبیرایڈووکیٹ یوں اپنے خالق و مالک کی دیگر صفات کے ساتھ ساتھ علم و حکمت والی صفتِ پاک کو بیان کرے رہے ہیں۔یقیناً رب کی حکمت کو رب ہی جانتا ہے، کہ ہر چیز اپنے اپنے مدار سے وقت کی لہروں پہ چل رہی ہے۔ شعردیکھیں:

علم و حکمت والا ہے رب میرا
سیدھی راہ دکھانے والا ہے رب میرا۱۵۳؎

گلزار حسین ساگر کاشمیری اپنے رب کو جمیل وجلیل برہان اور مجید و رحمن کے ساتھ ساتھ اس کی حکمت کے بھی یوں گن گا رہے ہیں۔زمین و آسمان کا حکیم،ہمارے دلوں کا حکیم ،ہماری بیماریوں کا حکیم،ہماری ساری زندگی کا حکیم سبحان اللہ! وہ یوں گویا ہیں:

جمیل و جلیل تو برہاں ہے یا رب
مجید و حکیم تو رحمن ہے یا رب۱۵۴؎

ذیشان افضل کس طرح خوب صورت تلمیحات کے ذریعے اس ذات پاک کی حکمت کو بیان کر رہے ہیں۔یقیناً موسیٰ اور فرعون دونوں کا رب وہی ہے ۔بس یہ حکمت ہے جو میرے رب کا ہی کمال ہے۔وہ غایتِ حکمت ہے۔وہ یوں لب گویا ہیں:

موسیٰ کا بھی رب ہے وہ رازقِ فرعون بھی
وہ غایتِ حکمت ہے قدرت میں نہایت ہے۱۵۵؎

صابر حسین صابر خالقِ ارض وسما ورب عالمِ اسلام کی صفت پاک یا حکیم کواپنے کلام میں یوں موضوع سخن بنا رہے ہیں۔ انھوں نے شعر میں لفظ ’’حکیم‘‘کا استعمال کر کے اس ذات کی حکمت اور اس ذات کی دانائی کو داد دی ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:

یا رحیم ذوالجلال و یا حکیم با مقام
خالقِ ارض و سما و رب عالمِ اسلام۱۵۶ے

جواد جعفری نے بھی رب کریم کی دیگر صفات کے ساتھ ساتھ حکیم کی صفت کو بھی اپنے حمدیہ شعر میں برتا ہے ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہی ایک ذات ہے جس کی حکمت کی کوئی حد نہیں ہے۔اس کی حکمت کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا ۔وہ لکھتے ہیں:

موجود ہے قدیم و علیم و حکیم ہے
قادر ہے تو قدیر ہے تجھ کو نہیں زوال۱۵۷ے

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور کاری گری سے ارض وسمااور پوری کائنات تخلیق کی ہے۔اس ذات نے تمام چیزوں کو ایک خاص ترتیب ، انداز اور حکمت سے پیدا فرمایا ہے۔کائنات میں جتنی بھی مخلوق ہے وہ رب العالمین کی حکمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اندازہ کیجیے کہ جنس کی کئی اقسام ہیں جن کو رب ان کی ضرورت کے مطابق رزق کی فراہمی اپنی حکمت سے کر رہا ہے ۔میرا رب ایسا حکیم ہے کہ اس کی حکمت کو کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا ۔آزاد کشمیر کے شعرا کی شاعری میں لفظ حکیم مقبول موضوع رہا ہے ۔

۳٫۷۔الغفور :

اسماء الحسنیٰ میں سے ایک اہم صفت الغفورہے۔یہ صفت اس ہستی کے لیے استعمال ہوتی ہے جو گناہوں کو معاف کرتی ہے اور بندے کی توبہ بھی قبول کرتی ہے۔شفقت اور محبت کی بدولت انسان کے گناہوں پر پردہ بھی ڈالتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فاولئک عسی اللہ ان یعفو عنھم و کان اللہ عفوا غفورا ’’یہ لوگ ہیں یقینا اللہ ان سے درگزر کرے گا اوراللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا بخشنے والے ہیں۔‘‘۱۵۸ے

اردو حمدیہ شاعری میں اس موضوع کا استعمال بھر پور کیا گیا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں یہ روایت رہی ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں پر اشک ریزی کرتے ہوئے ندامت کا اظہار کیا ہے اور پھر بخشش کی طلب بھی مانگی ہے۔گلزار حسین ساگر کاشمیری نے اس صفت پاک کا استعمال یوں کیا ہے:

تیری بخشش کی یہ انتہا ہے
اس محمد کی امت میں کیا ہے پیدا۱۵۹ے

شاہپال طاہر یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا ہمیں ذرا بھی خیال نہیں ہے۔ پھر بھی وہ اپنے گناہوں پر معافی کے طلب گار ہیں ۔کیوں کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ وہی ایک ذات ہے جو الغفور ہے۔ وہ یوں اس موضوع کو بیان کر رہے ہیں:

خطائیں ہماری بے شمار ہیں مولا
رحمت کی کر بارش ہم گنہگار ہیں مولا۱۶۰؎

سیدرضوان حیدر بخاری اللہ تعالیٰ کی اس صفتِ پاک سے آگاہ ہیں اور بخشش کے طلب گار بھی ہیں۔ویسے بھی دعائیں ،توبہ اور استغفار کرنے والے،اہل ایمان کو یہ خوش خبری سنائی گئی ہے کہ خالص اور سچی توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ ابن آدم سے بھی خطا ہوئی لیکن معافی کے بعد خطا معاف ہو گئی ۔ شعرملاحظ کیجیے:

ابنِ آدم ہوں میری گھٹی میں شامل ہے خطا
درگزر شیوا تیرا میری خطائیں بھول جا۱۶۱؎

سیدہ حنا بابر علی نے جہاں کئی دوسری خصوصیات کا ذکرکیا ہے وہاں یا غفور کی حقیقت اور عظمت سے بخوبی آگاہ ہیں۔وہ جانتی ہیں کہ انسان گناہوں کا پتلا ہے۔لیکن سچے دل سے توبہ کی صورت بھی موجود ہے اور توبہ کی وجہ سے معافی بھی ہے ۔معافی کی وجہ سے سزاؤں کے موجبات اور اسباب ختم بھی ہو سکتے ہیں۔حنا بابرنے اس خوبی کو موثر انداز سے اپنایا ہے:

یا غفور یا اللہ
یا غنی یا اللہ۱۶۲؎

جواد جعفری جہاں اپنے گناہوں پر نادم ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی انتہا ، وسعت، اس کی غفاریت اور بخشش کی شان سے بھی واقف ہیں۔اللہ کے کرم پر انھیں مکمل یقین ہے۔انھوں نے یونستار،رحیم و کریم کے ساتھ ساتھ شان غفوریت کو موضوع سخن بنایا ہے:

ستار ہے عفور و رحیم و کریم ہے
عصیاں کے بحر میں میرا ڈوبا ہے بال بال
تیرے کرم پہ مجھ کو مکمل یقین ہے
ورنہ مجال کب ہے کروں جرات سوال۱۶۳؎

ڈاکٹرافتخار مغل دست دعا ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے سوا گناہوں کو اور کون معاف کر سکتا ہے ؟ اس بات کا انھیں اندازہ ہے کہ سوائے اس رب کے ملجاوماوی اور کوئی سہارا نہیں ہے ۔اپنی اور اللہ کی نسبت سے یوں گویا ہیں کہ میں خطا ہوں اور تو کرم اور بخشنے والا ہے۔میں طالب ہو ں اور توں عطا کرنے والا اور معاف کرنے والا میرا غفور رب ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

میری اور تیری نسبت فقط اس قدر

میں خطا تو کرم میں طلب تو عطا۱۶۴ؔ

یاسر عباس محو حیرت ہیں کہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہونے کے باوجود اس کا حجاب سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کے دیدار کی پیاس مجھے روز بہ روز چین نہیں لینے دیتی۔وہ سوالیہ انداز میں اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے کہ میں اپنی پیاس کو کہاں بجھاؤں جو تجھے دیکھنے کے لیے بے تاب ہیں۔ ان آنکھوں کو کیسے سمجھاؤں؟وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تیری حمد و ثنا لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی کہ تیری رحمت کی کوئی حد ہے نہ حساب ۔ بہتر ہے کہ تیری بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کروں ۔

مانا کہ تو رہتا ہے نزدیک رگِ جاں سے
آنکھوں کی مگر پیاس بجھاؤں میں کہاں سے
لفظوں سے تری حمد ثنا ہو نہیں سکتی
بہتر ہے کہ تعریف ہو اشکوں کی زباں سے۱۶۵ؔ

فیصل محمود کو اپنے گناہوں کی نسبت سے خدائے برتر کی مغفرت زیادہ لگتی ہے۔انھیں آس ہے کہ اللہ پاک بخشش والی ذات ہے لیکن شرط پیاس ہے۔ کرم کی پیاس کے طلب گاروں کے لیے معافی ہے۔ میری آنکھوں میں اس ذات کو دیکھنے کی ایک پیاس موجود ہے۔انداز ملاحظہ کیجیے:

ترے رحم کی مجھے آس ہے
تیرے کرم کی ہی پیاس ہے۱۶۶ؔ

جابر آزاد طور کو بھی اللہ کی مغفرت پر یقین ہے۔اپنے گناہوں پر اکڑ نہیں بلکہ عجز و انکساری اور بے بسی کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔تہی دامن ہیں کہ اے الغفور الرحیم تو سراپا بخشش ،میں سراپا معصیت ہوں۔یہ آس ہے کہ تو بخشش دے گا۔شعر ملاحظہ کیجیے:

یہ سن کے میں نے بھی پھیلا دیا تہی دامن
تو بخش دیتا ہے اکثر گناہ گاروں کو۱۶۷ؔ

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد رب کی شان غفاری سے خوب آگاہ ہیں۔ویسے بھی جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معا فی مانگ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ بہ طور مثال یہ شعر پیش ہے:

شان ِ غفاری سے اپنی بخشش دے رب رحیم
تیری رحمت کے سوا کوئی نہیں پرسانِ حال۱۶۸ؔ

سعید احمد شاہ کو خدا پاک کی ذات رحیم و کریم اوراندھیروں میں بھی جلوہ گر دکھائی دیتی ہے ۔ وہی ذات ہے جو پتھروں کو موم بناتی ہے۔ انھیں اپنے رب کی بخشش کی امید بھی ہے ۔ اسی لیے وہ یوں اپنی بخشش کے لیے لب گویا ہیں:

بخشش کی فضلیت دے
ابرار کی جنت دے۱۶۹ؔ

مایہ ناز شاعر زاہد کلیم کو اپنی زندگی گناہوں میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود انھیں اپنے رب کی شان غفاریت اور بخشش پر مکمل یقین اور بھروسا ہے ۔ وہ اپنی ہر خطا کے لیے اپنے پاک رب سے معافی کے طلب گار ہیں:

بغض و حسد نکال کے دل کو صاف کر
یا رب ہماری ساری خطائیں معاف کر ۱۷۰؎

بشیر صرفی جہاں اپنے آپ کو نابکار،روسیاہ اور پرخطا بندہ کہہ رہے ہیں وہاں دوسری طرف وہ رب رحیم و کریم کی معافی سے بھی مایوس نہیں ہیں۔ وہ نار جہنم سے نجات کے ساتھ ساتھ دیگر خطاہوں پر بھی نادم ہیں اور معافی کے طلب گار ہیں۔ مثال دیکھیں:

ہوں تو تیرا بندہ میں جیسا بھی ہوں
نا بکار و رو سیاہ و پر خطا
اے خدا اب بخشش دے میرے گنہ
لقمہ نارِ جہنم مت بنا
اے خدائے حی و غفور الرحیم۱۷۱؎

خان محمدبدر چوہان پونچھی جب اللہ کی رحمت کی طرف دیکھتے ہیں،تووہ اللہ کی رحمت کو اپنی سوچ سے بالا پاتے ہیں۔ اسی رحمت کی لامحدودیت کو دیکھ کر مجھے اپنی بخشش پہ یقین اور امید ہے۔وہ اپنے حمدیہ شعر میں یوں اس صفت کو برت رہے ہیں:

دامن میرا آلودہ ہے عصیاں کی میل سے
سارے گناہ عاجز کے مٹا دے میرے اللہ۱۷۲؎

ڈاکٹر مقصود جعفری خوف خدا سے کانپ رہے ہیں لیکن رحمت رب جلیل کا آسرا بھی ہے ۔ مایوسی کفر ہے۔غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں۔لیکن سچے دل سے توبہ کی جائے ۔عاجزی دکھائی جائے تو رب کا ایک نام غفور ہے ۔وہ اس صفت پاک کی بدولت معاف بھی کر دیتا ہے ۔حمدیہ شعر ملاحظہ کیجیے:

خوف خدا سے کانپتا رہتا ہوں جعفری
لیکن یقین ہے رحمتِ پروردگار پر۱۷۳؎

طاہر قیوم طاہر کو اپنے رب کی بخشش پر پورا پورا یقین ہے کیوں کہ اس کی ذات ستارالعیوب ہے۔وہ ستار و غفار و رحمان بھی ہے ۔ کرم کرنا اس کی شان ہے ۔وہ مالک کی حیثیت سے فیصلہ کرے گا نہ کہ جج کی حیثیت سے۔مثلاً وہ کہتے ہیں :

بخش دے بے حساب و کتاب
تجھ سے لینا ہے کس نے حساب

تیری بخشش ہے بے انتہا
میرے مولا اے میرے خدا۱۷۴؎

ضیا الحسن ضیا یوں رحمت کی اپیل کر رہے ہیں کہ انسان بہت گناہ گار ہے ،سر سے پاؤ ں تک گناہوں میں لتھڑا ہے۔ہر روز ہر پل انسان سے گناہ سر زد ہوتے ہیں۔ مگر اللہ بہت غفور رحیم ہے ۔ستر ماؤں سے زیادہ بڑھ کر پیار کرتا ہے۔ شعر دیکھیں:

رحم فرما خدائے ارض وسما
مانگتا ہوں خلوص دل سے دعا۱۷۵؎

ڈاکٹر مقصود جعفری کو رحمت یزداں کا آسرا ہے ۔اگر انسان سچے دل سے توبہ کر لے تو اس کی خطاؤں کی چادر دھل ہی جاتی ہے۔ اشک ندامت سے اس کی رحمت کا نزول بھی ہو جاتا ہے۔ وہ یوں لب سخن ہیں:

تری خطاؤں کی چادر بھی دھل ہی جائے گی
خدا کے سامنے اک بار گڑ گڑ تو سہی۱۷۶؎

پروفیسر شفیق راجا اپنے غفور رب سے مایوس نہیں ہیں۔کیوں کہ بندہ جب رب العالمین کی عدالت میں گناہ کا عتراف کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے ۔وہ یوں اپنے حمدیہ شعر میں سخن شناس ہیں:

ادھر یہ ہم ہیں گناہوں کی پستیوں میں پڑے
ادھر یہ تو ہے کہ ہے تیرے نام اوج کمال۱۷۷؎

منور قریشی اپنے رب کی شان غفاریت کی شان بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے مولا کی یہ شان ہے کہ وہ عاصیوں کو بخش دے گا ۔کیوں کہ اس کی بخشش کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی حساب ہے۔وہ یوں بیان کرتے ہیں:

معاف کر دے کہ شان ہے تیری
عاصیوں کو دلا دے مولا۱۷۸؎

حکیم سید اکبر علی شاہ اپنی خطاؤں کی بخشش چاہتے ہیں انھیں اپنے رب کی بخشش پر امید ہے ۔پتا نہیں ہم سے دانستہ اور غیر دانستہ طور پرکیا کیا خطائیں اور لغزشیں سرزد ہو رہی ہیں، یقینا ہمارا مواخذہ بھی ہو گا اس لیے شاعر بھی اپنی غلطیوں کے لیے معافی چاہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

بخشش دے میری خطا
یا خدا یا خدا۱۷۹؎

شعور انقلابی جب اپنی خطاؤں اور غلطیوں کا موازنہ اس غفور رحیم ذات کی شان غفاریت سے کرتے ہیں تو انھیں شان غفاریت اور مہربانی کے مقابلے میں اپنے گناہ کچھ نہیں لگتے ۔وہ یوں اس خیال کو شاعری کے روپ میں بیان کرتے ہیں:

کہاں تجھ جیسی غفور و رحیم ہستی
کہاں مجھ جیسا گنا گار ۱۸۰؎

پروفیسربشیر مغل کاشان غفاریت پر پختہ عقیدہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان جب اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش کا طلب گار ہوتا ہے تو عجز و انکساری کا

راستہ اپناتا ہےتو اللہ اس عاجزی،اس دعا اور آہ و فغاں و گریہ کو قبولیت کا درجہ بخشتا ہے،نہ صرف بخشش بلکہ درجات بھی بلند فرماتا ہے۔وہ کہتے ہیں:

معاف کر مجھ کو میرے خدا میری توبہ
نہ کر شکارِ غم و آلام بد اعمال مجھے ۱۸۱ـہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ نہایت ہی شفیق اور بڑا مہربان ہے۔اس کی رحمت اور بخشش میں اتنی وسعت ہے کہ بڑے سے بڑا مجرم اور گناہ گار بھی اس کی رحمت اور بخشش کا طالب بن کر اس کی طرف بڑھے تو وہ ذات اسے اپنی رحمت آغوش میں جگہ دے دیتی ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر دست دعا ہیں کہ مولا ہماری خطاؤں سے در گزر فرما ئے ۔ الغفور کی صفت کمال اور عظمت سے آگاہ ہیں۔

۳٫۸۔الکریم :

’’کریم ‘‘ اللہ تعالیٰ کے اسما ءمیں سے ایک مقدس اور پاک صفت ہےبغیر استحقاق لوگوں پر مہربانی کرنے والا،جس کی خیر بہت زیادہ اور نفع عام ہوں ۔یعنی ہر کوئی اس کے دورِ جام سے مستفیض ہو رہا ہے۔ارشاد ہے:

فان ربی غنی کریم ’’بے شک میرے رب تعالیٰ بے نیاز اور کریم ہیں۔‘‘ ۱۸۲ـہ

رضوان حیدر بخاری نے الکریم کی صفت کا اظہار بڑی عقیدت سے کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات کریم ہے۔ جب اپنے بندوں پر کرم کرتا ہے تو اس کی قسمت کے بند دروازے کھل جاتے ہیں۔ وہ اپنے بندوں کو اپنے کرم سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت کریم کا ذکر شعرا کے ہاں جابجا ملتا ہے۔مثلاً وہ اس شعرمیں کہتے ہیں:

تو ہے کریم آقا، تو ہے رحیم داتا
بن تیرے بجھتی شمعیں کوئی نہیں جلاتا۱۸۳ـہ

سیدہ حنا بابرعلی نے دیگر اسمائے باری تعالی کے ساتھ ساتھ شان کریمی کی صفت پاک کو اپنے کلام میں خوب صورتی سے یوں پرویا ہے ۔شان کریمی ہی کی بدولت ہم اللہ کے عذاب سے بچے ہوئے ہیں۔ہم پر جو مہربانیوں ہوئی ہیں ،ہو رہی ہیں یا ہوں گی وہ بھی اسی شان کریمی کے صدقے سے ہوں گی۔شعر دیکھیں:

یا کریم یا اللہ
یا محیط یا اللہ ۱۸۴ـہ

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد کے لب پہ یوں شان کریمی کی حمد وثنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور سچے بادشاہ ہیں، کریم ہیں اور کریم عرش کے مالک بھی ہیں۔شان کریمی کے حساب سے وہ لامحدو دہیں۔یعنی شان کریمی کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی حساب ہے۔ ارشاد کریمی ہے:

‘‘نہیں کوئی معبود برحق مگر وہی عرش کریم کے رب۔’’۱۸۵؎

شعری مثال تو دیکھیں:

ہے تیری شان کریمی کا سہارا دائم
عبد کے لب پہ سدا حمد و ثنا تیری ہے۱۸۶؎

بشیر مغل اپنے حمدیہ شعر میں یوں رب کائنات کی شان کریمی ورحیمی اور خالق و مالک کی پاک صفات کا اظہار کررہے ہیں۔ شان کرحیمی و رحیمی ایسی صفات ہیں جس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے ۔وہ کتنے کریم ہیں اس کا حساب وہی اللہ جانتے ہے۔بس ہم تو یہی جانتے ہیں کہ اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔وہ اپنے بندوں پہ بہت مہربان ہے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

یگانہ خالق و مالک وہ رب رحیم و کریم
کوئی شریک نہیں نہ دمساز نہ انبار اس کا۱۸۷؎

بشیر صرفی رب ذوالجلال کی شان کریمی پہ نثار ہورہے ہیں کیوں کہ اس پاک ذات کی شان کریمی ایسی ہے کہ بخشش کے خزانے ہر ایک کے لیے کھلے ہیں۔اگر چہ ہم اپنی لغزشوں اور قباحتوں کی بدولت مقام آدمیت کھو چکے ہیں لیکن وہ پاک ذات ہماری غلطیوں پر پردہ ڈالتی ہے۔حمدیہ انداز میں شان صفتِ کریمی کا موضوع ملاحظہ کیجیے:

اے توی سبحان و موجود و قدیم
اے توی غالب، علیم تو ہی کریم
تیری بخشش کے خزانے تھے کھلے
خود ہی میں نے عہد توڑا بار ہا
پر تیری شان کریمی کے نثار
اے خدا! تو نے مرا پردہ کیا۱۸۸؎

زاہد کلیم شان ذوالجلال والا کرام کی شان کریمی کے صدقے مسائل کے حل کے لیے دعا گو ہیں ۔ویسے بھی ہماری تمام مشکلات کا حل اسی مشکل کشا کے پاس ہے۔ہمارے تمام مسائل کو حل کرنے اور بلاؤں کو ٹالنے والا وہی ایک خدا ہے۔ مثلاً وہ اپنی حمدیہ شاعری میں ا پنے کریم رب کی شانِ کریمی کا اظہار یوں کر رہے ہیں:

ترے نثار مرے ذوالجلال والا کرام
پکارتا ہوں تجھے ذوالجلال والا کرام
رہوں گا اور مسائل کی دھوپ میں کب تک
مرے کریم ذوالجلال والا کرام۱۸۹؎

خان محمد بدر چوہان کا کہنا ہے کہ کائنات کا تمام نظام اس رب کائنات کی شان کریمی کی وجہ سے رواں دواں ہے اور اسی طرح یہ دریا ،یہ سمندر ،یہ ندیاں اور یہ نالے بھی اسی کے کرم سے رواں ہیں۔کل کائنات اس پاک ذات کے کرم کی محتاج ہے۔وہ اپنے

کرم سے سب کو نواز رہا ہے۔شاعر بھی کل کائنات کی روانی و دوانی کی وجہ اسی ایک ذات کو کہہ رہا ہے:

یہ دریا سمندر یہ ندیاں یہ نالے
ہیں تیرے کرم سے رواں اللہ۱۹۰ھ

محمد خلیل ثاقب اللہ تعالیٰ کی صفات غفار،رحیم اور ستار کے ساتھ ساتھ اس کی شان کریمی کو یوں اپنے حمدیہ شعر میں سمو رہے ہیں۔اگر خدا کا ہم پر کرم نہ ہو ،اس کی ہم پر مہربانی نہ ہو تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ہمارے اختیار میں ہے ہی کیا جس پہ ہم ناز کریں۔سب کچھ تو میرے اللہ کے کرم کی بدولت ممکن ہے۔صفت کریمی کا اظہارشعر میں ملاحظہ کیجیے:

تو غفار ہے تو ہے رحیم
تو ستار ہے تو ہے کریم۱۹۱ھ

سید رضوان حیدر بخاری یوں اپنے کریم رب سے اپنے دوستوں کے قرب کی التجا کر رہے ہیں۔جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔جو نیکیاں اور اچھے کام ہم سے ہو رہے ہیں یہ سب رب کی اس صفتِ پاک یعنی شانِ کریمی کی برکت سے ہو رہے ہیں۔ بہ طور مثال یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

ہمہ وقت میرے کریم رب! تیرا فضل رضوان کے ساتھ
ہو
اپنے دوستوں کا تو قرب دے ،یہی التجائے غلام
ہے۱۹۲ھ

میجررفیق جعفری کا یہ کہنا بجا ہے کہ زمین و آسمان اور اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے اس ذات کی شانِ کریمی کا محتاج ہے ۔ اس کے حکم کے بغیر اور اس کے کرم کے بغیر اس کائنات کا نظام چل ہی نہیں سکتا۔وہ یوں اپنے اس حمدیہ شعر میں اس خیال کو بیان کر رہے ہیں:

زمین اور آسمانوں کا توہی تو نور ہے روشن
کرم تیرا ہے میں بھی حامل تنویر ہوں مولا۱۹۳ھ

ناز مظفرآبادی اللہ پاک کی شان کریمی کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے مکان کو آندھیوں اور بارشوں سے محفوظ رکھنے کے لیے دست دعا ہیں۔انھیں اپنے رب کی شانِ کریمی پر پور ا پورا یقین ہے کہ تلاطم خیز موجوں سے اس کا رب ہی اپنے کرم سے محفوظ رکھے گا۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

مولا کرم کیجیے
میرے مکاں کو آندھیاں
پہلے ہی لے اڑیں
آتی ہیں اب بھی بارشیں
اس کی تلاش میں۱۹۴ھ

حنا کرامت کو فرش سے عرش تک اسی ذات کی شان کریمی کا کرم نظر آرہا ہے۔بے شک فرش سے عرش تک اسی کے کرم کے جلوے موجود ہیں۔کل کائنات جان دار اور بے جان اس کی شان کریمی کے صدقے جی رہی ہے۔وہ اپنے حمدیہ شعر میں اس کا یوں اظہار بھی کر رہی ہیں:

اے کرم کرنے والے میرے مہرباں
فرش سے عرش تک تیری دھوم ہے۱۹۵ے

اپنے دوسرے مجموعے میں بھی انھوں نے شانِ کریمی کی اس پاک صفت کو یوں اپنی حمدیہ شاعری کا حصہ بنایا ہے۔ مثال ملاحظہ کیجیے:

صدا جھکی نگائیں پروردگار کے آگے
اس رحیم و کریم اس غفار کے آگے۱۹۶ے

ڈاکٹر شفیق انجم رب کائنات کی کئی دوسری صفات کے ساتھ ساتھ شان کریمی کو یوں اپنے حمدیہ شعر میں برت رہے ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ مہربانیاں بنی نوع انسان پر اور اس پر ہو رہی ہیں ،وہ صرف اورصرف اس کے کرم کی وجہ سے ہو رہی ہیں ورنہ ہم ویسے اس کرم کے قابل کہاں رہے ہیں۔شعر دیکھیں:

تو جمیل ہے تو کریم ہے
تو ظاہر ہے تو باطن ہے۱۹۷ے

آر۔ ڈی ساگر کو بھی اپنے خالق و مالک کی شان کریمی پر پورا یقین ہے انھیں اپنی عبادات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے کرم پہ یقین ہے ۔عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات پر نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔عبادات و معاملات کی ضرورت اپنی جگہ لیکن کرم کے آگے کچھ بھی نہیں ٹھہرتا۔اسی خیال کو انھوں نے یوں اپنے حمدیہ شعر میں برتا ہے:

یا رب رحیم ،یا رب کریم
کسی بات کسی عمل کا مان بھی نہیں۱۹۸ے

حفیظ شاکر کو اللہ پاک جس قدر جلیل اور رؤف نظر آرہے ہیں اسی قدر رحیم ہونے کے ساتھ کریم بھی ۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ ذات ایسی کریم ہے کہ ہماری زندگی میں تمام خوشیاں اسی ایک کے کرم کی بدولت ہیں۔ موضوع کو یوں اپنے شعر میں پرو دیا :

تو جلیل ہے تو کریم ہے
تو رؤف ہے تو رحیم ہے۱۹۹ے

ڈاکٹرکاشف رفیق جہاں رب ذوالجلال کی پاک صفات غفورالرحیم اور علیم کو بیان کرے رہے ہیں، وہاں وہ رب کریم کی شان ِکریمی کا بھی کھل کر اظہار کر رہے ہیں۔رب کے کرم سے ہی تو کل کائنات استفادہ کر رہی ہے۔شعر دیکھیں:

اے غفور الرحیم اے کریم و علیم!
میرے جذبوں کو کر اتنی شدت عطا۲۰۰ے

افتخار ساگر صمیم کو یقین ہے کہ رب کی ذات رحیم بھی ہے نظیر بھی اور منیر کے ساتھ ساتھ کریم بھی اور اس ذات کا کرم سب کے لیے یکساں ہے۔کرم کی انتہا دیکھیں کہ جو میرے رب کو نہیں مانتا وہ بھی اس ہی کے کرم سے جی رہا ہے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

تو رحیم بھی ہے تو نظیر بھی ہے
تو کریم بھی ہے تو منیر بھی ہے ۲۰۱؎

فیضا ن حسین سبھی بلاؤں کے ٹالنے کے لیے اپنے رب کریم کی شان کریمی کو یوں اپنے حمدیہ کلام میں سمو رہے ہیں۔ویسے بھی جتنی مشکلات ،مسائل ، تنگ دستیاں ا ور پریشانیاں ہیں،ان سب کا حل اسی پاک ذات کے کرم سے ہی ممکن ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

تو رحیم ہے تو کریم ہے
تو سبھی بلاؤں کو ٹال دے ۲۰۲؎

جس طرح اللہ تعالیٰ کی تخلیقات کے کئی رنگ اور روپ ہیں اسی طرح رب کریم کی شانِ کریمی کے بھی کئی روپ اور رنگ ہیں ۔ تخلیقات کی مختلف جنسیں اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اس شانِ کریمی کے صدقے جھولیا ں بھر رہی ہیں اور کوئی بھی تشنگی باقی نہیں ہے ۔تمام مخلوق ان کی نوال وکرم سے بہرہ ور ہے۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے رب الکریم کے مضمون کو خوب باندھا ہے ۔

۳,۹۔القادر:

اللہ تعالیٰ کی ذات قادر ہے۔ وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ تمام کائنات اسی کے دائرہ اختیار میں ہے۔وہ ذات ایسی ہے جو قادر مطلق ہے اور جملہ ممکنات اور جملہ تغیراتِ ارضی و سماوی ،روحی و مادی میرے رب کی قدرت کا جلوہ اور کرشمہ ہے۔اس کی قدرت کے سامنے سب کی قدرتیں ،سب کے دعوے،سب کا غرور اور طاقتیں ہیچ ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

واللہ ملک السمٰوت والارض واللہ علیٰ کل شیءقدیر ''اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے ،اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔'' ۲۰۳؎

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہارجہاں اردد کے بڑے بڑے شعرا کے ہاں نظر آتا ہے وہاں آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اپنے خالق کی قدرت اور تصرف کو موضوع سخن بنایاہے۔رضوان حیدربخاری کو رب کے قادر ہونے پر کتنا یقین ہے۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

تو قدیر ہے تو کریم ہے، تو رؤف ہے، تو رحیم ہے

میری مشکلوں کو تو ٹا ل دے میرا صرف اتنا سوال
ہے۲۰۴؎

سلمان رفیق بھی اسی بات کا عتراف کرتے ہیں کہ اے اللہ کوئی بھی چیز تیری قدرت سے باہر نہیں تو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی تہذیب دیتا ہے وہ لکھنا سکھاتا ہے ۔ سزا دینے اور بخشنے پر وہی قادر ہے۔اسی کی قدر سے باہر کوئی بھی چیز نہیں ہے۔حتی کہ زمین و آسمان کے سبھی مظاہر اس کی طاقت کے سامنے بے بس ہیں۔شعر دیکھیں:

زمیں کیا فلک کیا سبھی ہیں مظاہر
نہیں ہیں تیری قدرتوں سے یہ باہر۲۰۵؎

صابر حسین صابرکہتے ہیں کہ کوئی چیز میرے رب کے دست قدرت سے باہر نہیں ہے ۔ حیات وموت،جن وانس،جلانا، مارنا تمام اختیارات میرے مالک کے پا س ہیں۔ شعر ملاحظہ ہو:

حیات و موت ہے ہر انس و جن کی تیرے قبضے میں
جلانا مارنا سب کو ہے تیرا کام یا اﷲ۲۰۶؎

پروفیسر عبدالحق مراد کا ایمان ہے کہ اللہ کی ذات قادرِ مطلق ہے، وہ ہر چیز پر بادشاہت رکھتا ہے ۔ اس کے حکم کے بناکائنات کا نظام نہیں چل سکتا۔ پتھر میں آ جائے غذا ،مردہ میں جاں ڈالے عصا ،قادر ہے کون اس پر بھلا، تیرے سوا، تیرے سوا ، عزت اور ذلت کا اختیار بھی اللہ ہی کے پاس ہے۔مثال دیکھیں:

چاہا جسے اونچا کیا، چاہا جسے نیچا کیا
ہے اور کس کی یہ ادا، تیرے سوا، تیرے سوا۲۰۷؎

سیدہ حنا بابرعلی نے اللہ کے قادر مطلق ہونے کا مضمون یوں ادا کیا ہے کہ تمام کمالات قادر مطلق کو حاصل ہیں۔ ہر حکم اسی کا ہے ۔پتھر کو موم بنانے کے ساتھ ساتھ دیگر امور میں بھی قدرت اسی کے ہاتھ ہے۔سخن تراشی کی مثال ملاحظہ کیجیے:

پتھر موم بنایا ہے
بس یہی حال رہے ہر سو۲۰۸؎

جہانگیر احمد عامر نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ساتوں زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ کوئی بھی چیز خدا کی قدرت سے ماورا نہیں ہے۔ ساری کائنات پر صرف اللہ ہی کا حکم چلتا ہے اور سب کچھ صرف اسی کے اختیار میں ہے وہ جو بھی کرنا چاہے کر سکتا ہے۔نہ کوئی کسی کو وجود دے سکتا ہے نہ ہی کوئی اور خوبی سے نواز سکتا ہے۔رات دن،سورج،چاند ستارے،زمین وآسماں سب کے سب اسی کے تصرف اور دست قدرت میں ہیں۔ شعری مثال پیش ہے:

تو ہی ہے قادر تیرے ہیں شام و سحر
سورج یہ چاند تارے یہ زمیں یہ آسماں۲۰۹؎

محمد خالد کشمیری نے بھی رب کی قدرت کا اعتراف اپنی حمدیہ شاعری میں کیا ہے ۔ارشاد ہے:

ترجمہ:کہہ اے اللہ! سارے ملک اور ساری کائنات کے مالک ،توہی ہے جس کو چاہے حکومت و بادشاہت دے اور جس سے چاہے چھین لے،جسے تو چاہے عزت دے اور جسے چاہے رسوائی اور ذلت دے،ہر چیز اورہر قسم کی بھلائی تیرے ہی قبضہ اور اختیار میں ہے۔"۲۱۰ے

وہ یوں خلیل ، ذلیل ،جمیل اور اچھی صورتوں کی قدرت کا اختیار اپنے مالک کو سمجھتے ہیں اور اس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

جسے تو چاہے اسے خلیل کرتا ہے
جسے تو چاہے اسے ذلیل کرتا ہے
وہ بھی تخلیق تیری جو کم صورت ہے
تو ہی جہاں میں جمیل کرتا ہے۲۱۱ے

راجا صفدر حیات خاکسار کا کہنا ہے ارض وسما میں جتنا بھی حسن ہے یہ سب میرے رب کا کمال ہے۔ زمین کو باغ کی طرح اور آسماں کو روشن کرنا ،سب اسی کے اختیار میں ہے۔صفدر حیات کا یہ ایمان ہے کہ پھولوں کا حسن بے پناہ تو اپنی جگہ کانٹوں کو بھی کھلنے کا ہنر اسی ذات نے دیا ہے جو دستِ قدرت ہے، قادر مطلق ہے کی قدرت کے مناظر پیش کیجیے :

ارض و سما میں کمال حسن بھر دیا خدا نے
زمین کو چمن فلک کو روشن کر دیا خدا نے۲۱۲ے

منور قریشی کو یہ علم ہے کہ انسان وہی جانتا ہے،وہی کرتا ہے،وہی سوچتا ہے ،جتنا اس کو اختیار دیا گیا ہے۔اپنی حد سے آگے نہیں جا سکتا۔عالم زیست میں انسان کی ہستی ایک پل اورایک نظارہ کی مانند ہے۔ہر جگہ بے بسی کی تصویر بنا ہوا نظر آتا ہے۔مگر وہ خدائے بزرگ و برتر ہر جگہ قادر ہے وہی چیزوں کی حقیقت کو جانتا ہے کیوں کوئی چیز اس کی حکمت اور کاریگری و کارسازی پر حاوی نہیں ہے۔ذرا شعری مثال ملاحظہ ہو:

عالم زیست میں اپنی ہستی، اک پل اک نظارہ
ہم بے بس وہ ہر جگہ قادر، اک وہی سمجھیں جانیں
جی۲۱۳ے

گلزار حسین ساگرکاشمیری کا یہ کہنا بجا ہے کہ لوح وقلم،زمین وآسماں،گلزار،پھول،خوش بو،تخلیق جن و انس رنگِ بہار و خزاں ،غرض ہر برگ و گل سے خدا کی قدرت آشکارا ہے ۔ساگر کو خدا کے سوا کسی میں ایسی طاقت نظر نہیں آتی ۔شعر ملاحظہ کیجیے:

ہر برگ و گل سے تیری قدرت ہے آشکار
تیرے بنا خدایا ملتا نہیں سہارا۲۱۴ے

بشیر صرفی کائنات پر اسی ذات کی قدرت ،ہر شے پر محیط اور اطراف و جہات میں اسی قادر ذات کا اظہار اپنی حمدیہ شاعری میں یوں کر رہے ہیں۔قادر ہر کائنات اور پھر اطراف و جہات میں وہی اپنی طاقت کے ساتھ جلوہ زیب ہے۔کس خوب صورتی سے انھوں نے اس موضوع کو اپنی حمدیہ شاعری میں سمویا ہے:

قادر! قدرت ترا ہر کائنات
اے توی بالا ز اطراف و جہات

تو ہے قادر اور ہر شے پر محیط
ہر جگہ ہے جلوہ زیبا ترا۲۱۵؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد اپنے حوصلوں،تدبیروں،تعمیروں اور تقدیروں پر اسی قادرِ مطلق کی کارسازی اور قدرت یوں قرار رہے ہیں۔بے شک انسان کی تمام تدبیریں،حکمتیں،کارسازیاں اور تعمیریں اس قادر ذات کے سامنے ہیچ ہیں۔وہ اپنی دست قدرت سے تمام تقدیریں بدل دیتا ہے۔حمدیہ انداز میں یہ موضوع دیکھیں:

وہی ہے قادرِ مطلق جہاں میں کارساز اپنا
نہ میرے حوصلے کافی نہ تدبیریں نہ تعمیریں
عمل ہے باعثِ نصرت توکل عینِ ایمان ہے
وہ اپنے دستِ قدرت سے بدل دیتا ہے تقدیریں۲۱۶؎

پروفیسرامین طارق قاسمی کو کاتب قدرت کی تحریرمیں تقدیر کے تابع ہر تدبیریوں نظر آتی ہے ۔ویسے بھی کوئی چیز میرے رب کے دست ِ قدرت سے باہر نہیں ہے۔وہ یوں اپنے حمدیہ شعر میں رب کی قدرت کا اظہار کر رہے ہیں۔خط کش انداز دیکھیں:

جب کاتب قدرت کی تحریر نظر آئی
تقدیر کے تابع ہر تدبیر نظر آئی۲۱۷؎

طاہر قیوم طاہر کو پتوں اورپھولوں کے ساتھ ساتھ خوش بو،چاند،زمین اور بحر و بر اسی ذات اقدس کے مظہرنظر آتے ہیں اور ان تمام مظہر پہ قدرت بھی اسی ایک ذات کی ہے جو قادرِ مطلق ہے ۔وہ اپنی حمدیہ شاعری میں اس کا اظہار یوں کرتے ہیں:

چاند زمین یہ بحر و بر
تیری قدرت کے مظہر۲۱۸؎

خان بدر چوہان پونچھی کو سورج ، چاند اور تاروں کی روشنی میں بھی اسی رب کی قدرت دکھائی دیتی ہے اور آسمان جو بغیر ستون کے کھڑا ہے وہ بھی اسی رب ذوالجلال کی حکمت ،کارسازی اور طاقت کا نتیجہ ہے۔انداز دیکھیں:

سورج و چاند تارے تو نے کیے منور
قدرت سے اپنی تو نے کیا آسمان بنایا۲۱۹؎

پروفیسر شفیق راجا کہتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز رب کائنات کے دست قدرت میں ہے ۔کیا مجاز کوئی اس کی قدرت سے باہر ہو ۔حقیقت میں وہی قوی القوی ہے۔تمام طاقتیں بے بس ہو جاتی ہیں اس ایک کی طاقت کے سامنے۔وہ یوں اظہار کر رہے ہیں:

اسی ذات کو ہے ہر اک شے پہ قدرت
قوی القوی ہے وہی در حقیقت۲۲۰؎

عزیز الرحیم میرڈورسی شہد کی مکھی کی مثال پیش کرتے ہوئے اس کی قدرت کے عجب بھید کی داد دے رہے ہیں۔یقیناً یہ قدرت الہیٰ کی غمازی اوراس کی حکمت کا اعجاز ہے۔وہ اپنی حمدیہ شاعری میں اس مضمون کو یوں بیان کرتے ہیں:

ذرا غور کر لو مکھی شہد کی
خبر دے رہی ہے عجب بھید کی
یہ قدرت الہیٰ کی غماز ہے
کہ سب اس کی حکمت کا اعجاز ہے ۲۲۱؎

آزاد کشمیر کے اردو حمد گو شعرا کا یہ ایمان ہے کہ جملہ تغیرات قادر مطلق کی قدرت کا سر چشمہ ہیں۔اس کی قدرت کے سامنے سب کی قدرتیں اور طاقتیں ہیچ ہیں اور اس کی قدرت کے سامنے سب کے دعوے اور غرور گھمنڈ ہیچ ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت ہی تو ہے کہ کائنات کی تخلیق سے پہلے اپنے علم اورقدرت سے لوح محفوظ پر سب محفوظ کرتے ہوئے تقدیریں متعین کر دیں ۔شعرا ئے آزاد کشمیر جانتے ہیں کہ وہی قدیر ہے۔ان کی حمدیہ شاعری میں کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کا مرہون منت نظر آتا ہے۔

۳,۱۰۔الھادی/صراطِ مستقیم:

جس طرح دیگر اسماءاللہ بابرکت اور مقدس ہیں۔یہ اسمِ گرامی بھی بابرکت ہے۔وہ ذات اپنی مخلوقات کی معرفت اور ربوبیت الہام کرتے ہوئے ان کی کسبِ معیشت اور مصلحتوں کی طرف بھی راہنمائی بھی کرتی ہے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بھی عطا فرماتی ہے۔یقیناً اللہ تعالیٰ ہادی اور ہماری مدد کرتے ہیں۔ارشادِ گرامی ہے:

> **یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلم و یخرجھم من الظلمت الی النور باذنہ و یہدیہم الیٰ صراطِ مستقیم**''اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیتے ہیں جو ان کی رضا مندی کی پیروی کرتا ہے،اسے اسلامتی کی راہیں دکھاتے ہیں اور انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف لاتے ہیں اور انھیں صراطِ مستقیم کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ''۲۲۲؎

اردو حمد گو شعرانے جہاں اپنی حمدیہ شاعری میں اللہ تعالیٰ کے ہادی،کشف والہام سے مخلصین کو اور عقل و حکمت سے اربابِ دانش کو ہدایت کا ذکر کیا ہے۔وہاں آزاد جموں وکشمیر کے شعرا نے بھی ہادی برحق، توفیقِ خیرسے اہل اطاعت کے قلوب کو معرفت کی ہدایت کی عطائیگی فرمانے کو موضوع سخن بنایا ہے۔محمد شاہپال طاہر نے

صراطِ مستقیم سے بھٹکنے کی ایک بڑی وجہ بتائی ہے کہ ہم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر نہیں بجا لاتے ،ساتھ ہی ساتھ وہ الھادی کی صفت سے بھی آگاہی رکھتے ہیں:

الجھے ہوئے ہیں دنیا میں تیرا ذکر نہیں کرتے
تیری نعمتوں پر ہم تیرا شکر نہیں کرتے۲۲۳؎

جاوید اقبال کہتے ہیں کہ جو انسان اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر چلتا ہے اللہ پاک اس کو کبھی سیدھی راہ سے بھٹکنے نہیں دیتا۔ خداپاک راہ دکھانے والا مہربان اور سیدھے راستے پر چلانے والا رحیم ہے۔ وہ اس موضوع کو یوں برتے ہیں:

گنہگاروں کو بھی سینے سے لگاتا ہے تو
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھاتا ہے تو۲۲۴؎

تنویر اختر ناز کا یہ ایمان ہے کہ ہدایت اور صراطِ مستقیم کا راستہ وہی ہے جو ہمیں خدا کے پیارے رسولﷺ نے دکھایا ہے۔ان کی حمدیہ شاعری میں راستے کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ صراطِ مستقیم پر چلنے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔انداز ملاحظہ ہو :

بچا لے مجھے ڈوبنے سے خدایا
پلٹ سکتا ہے تو جہاں بھر کی کایا
وہی ہے وہی راستہ صاف واللہ
رسولِ خدا نے ہمیں جو دکھایا۲۲۵؎

سلطان محمود سلطان یہ بات جان چکے ہیں کہ سراغِ منزل تک پہنچانے کے لیے اللہ کی مدد اور رہنمائی درکار ہے۔اس لیے ان کی زبان پر صراطِ مستقیم کی دعا ہے۔ اس یقین کے ساتھ کہ وہی صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دیتا ہے اور ہم اسی صورت منزل تک پہنچ سکتے ہیں جب ساتھ اللہ کی مد د شامل ہو:

اب منزل پہ پہنچا دے تو
معاف کر دے میری ہر خطا تو
چل کے زخم پا بہت ملے
ہمیں سراغ منزل ملا نہیں۲۲۶؎

اکرم سہیل کو ہر طرف مذہب و ملت کے لوٹنے والے،نظام طرزِ کہن کو پوجنے والے،سقود و فکر سے عاری،علم کے دشمن ، دشمنوں کے اشاروں پر گلشن کو غارت کرنے والے اور پورے معاشرے کی بے حسی نظر آتی ہے تو وہ سمجھ گئے ہیں کہ سب بھٹک چکے ہیں اور یوں اپنے اللہ سے تہی دامن ہیں:

خدایا تو ہی ہمیں کوئی رہنمائی دے
بھٹک چکے ہیں ہمیں راستہ دکھائی دے۲۲۷؎

بوٹا راجس کا کہنا ہے کہ دنیا ایک نظام کے تحت چل رہی ہے اور اس کا چلنے والا وہی ایک اللہ ہے۔تمام تخلیقات میں ایک ترتیب اور تنظیم دکھائی دیتی ہے۔صرف انسان ہے جو صراطِ مستقیم سے بھٹک چکا ہے۔اس کی زندگی میں ایک بے ہنگم کی سی صورت حال اور کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور اس تمام تر عجب کیفیت کا ذمہ دار بھی انسان ہی ہے۔انداز دیکھیں:

دکھائی کچھ نہیں دیتا قیامت کا اندھیرا ہے
اگر کچھ مانگنا ہے آج مجھ کو تو ضیاءمانگوں۲۲۸؎

سیدسعید احمد کا عقیدہ ہے کہ بھٹکے ہوئے راہی کو ہدایت صرف اسی در سے مل سکتی ہے ۔اس لیے وہ صراطِ مستقیم پہ چلنے کی توفیق مانگ رہے ہیں۔کون ہے جو اس کے سوا ہماری مدد کر سکتا ہے۔کون ہے جو ہدایت دے سکتا ہے۔وہی میرا اللہ ہے جو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

بھٹکے ہوئے راہی کو
توفیق ہدایت دے
اک ذوق عبادت دے
سجدوں میں حلاوت دے۲۲۹؎

عزیز الرحیم میر ڈورسی اپنے ہدیٰ سے صراطِ مستقیم والے راستے کے انتخاب کے لیے اس یقین کے ساتھ دست دعا ہیں کہ وہی غضب کے راستے سے بچائے گا اور ہدایت والے راستے سے نوازے گا۔یقیناً رحمت اور ہدایت اسی کی طرف سے ہے۔شعری مثال ملاحظہ کیجیے:

دعا ہے دکھا راستہ بے خطر
ہمیں اپنی رحمت سے کر بہرہ ور۲۳۰؎

بشیر صرفی کاا یمان ہے کہ وہی لوگ کامیابی اور کامرانی کی منزل تک پہنچ سکتے ہیں جو ہدایت اور صراطِ مستقیم کے راستے کے راہی ہوں گے اور اسی لیے کئی انبیاءاور مرسل بھی بھیجے گے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی تلقین کریں۔مثال دیکھیے:

پھر بتائی خود ہی راہ مستقیم
اور بھیجے تو نے مرسل، انبیا۲۳۱ ؎

مخلص وجدانی راہ حقیقت اور بادہ الفت کے جام کے لیے اپنے رب سے دست دعا ہیں۔حقیقت اورصراطِ مستقیم کا راستہ صرف وہی ہے جس کا ذکر قرآن حکیم اور آپ ﷺ کی تعلیمات میں ملتا ہے۔شعری انداز دیکھیں :

اس امر الہیٰ پر ہستی ہو نثار اپنی
اس راہ حقیقت میں ہو جان فدا یا رب
پیاسے ہیں تیرے بندے سب بادہ الفت کے
ہو جائے حقیقت کا جام ان کو عطا یا رب۲۳۲؎

سید رضوان حیدر بخاری کا پختہ عقیدہ ہے کہ وہی ایک اللہ ہے جو بھٹکے ہوؤں کو صراطِ مستقیم دکھا تا ہے اور اس پہ چلنے کی توفیق بھی اسی کے حکم سے ملتی ہے۔قرآن پاک کی سورہ فاتحہ میں جو درس ہے ۔رضوان بھی صراطِ مستقیم پرچلنے کی تبلیغ کر رہے :

تجھے واسطہ ہے مولا سردار انبیاءکا
جو بھٹک گیا یہ رضوان اسے سیدھی راہ دکھانا۲۳۳ے

طاہر قیوم طاہر سیدھے راستہ کے خوہاں ہیں ۔وہ جانتے ہیں کہ ایک واحد یہی راستہ ہے جس پر چل کے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اصل اور حقیقی منزل تک رسائی اور کامیابی ممکن ہو سکتی ہے - وہ یوں موضوع کو اپنی حمدیہ شاعری میں برتے ہیں:

سیدھا رستہ دکھا دے مجھے
تو ہے مالک میں بندہ تیرا۲۳۴ے

پروفیسر بشیر مغل کا کہنا ہے کہ ایک رب ذوالجلال کی ہی ذات ہے جو غم و ملال اور غضب کے راستے سے بچا کر صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہمت اور توفیق دیتی ہے۔رب کے سوا کوئی بھی صراطِ مستقیم کا راستہ نہیں دکھا سکتا۔حقیقی مدد گار تو وہی اللہ ہے۔ اس کا اظہار وہ یوں اپنے حمدیہ شعر میں کر رہے ہیں:

اماں میں رکھ اپنی اے رب ذوالجلال مجھے
کرے زمانہ شکارِ غم و ملال مجھے
شکار ظلم و ستم و زوال ہونے سے
بچا سکے اک تری ذاتِ لازوال مجھے۲۳۵ے

خان محمد بدر چوہان پونچھی کہتے ہیں کہ شاہ و گدا تجھ سے ہدایت کاراستہ مانگتے ہیں اور نور محمد ﷺ اپنے سینوں میں منور کرنا چاہتے ہیں ۔یقیناً دلوں میں سوز اور بندہ مومن اسی ایک کے در سے ملتا ہے،جس کے سامنے تمام در بند ہو جاتے ہیں۔وہ یوں صراطِ مستقیم پہ چلنے کی آرزو کرتے ہیں:

اک سوز میرے دل میں جگا دے میرے اللہ
مجھے بندہ مومن تو بنا دے میرے اللہ
سینہ میں میرے نورِ محمد ہو اجاگر
صراطِ مستقیم پہ چلا دے میرے اللہ۲۳۶ے

صنم گل کا اس بات پر یقین ہے کہ جو حقیقت کے راستے سے بھٹک گیا اس کا کہیں بھی ٹھکانہ نہیں ہے ۔اس کی کوئی منزل نہیں ہے ۔حقیقی کامیابی بس صرف حقیقت کے ہی راستے پر چلنے سے ملتی ہے اور وہ حقیقت کا راستہ وہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ اورحضرت محمدﷺ نے چلنے کی تلقین کی ہے۔اپنی ڈور کو یوں صراطِ مستقیم کی جانب گامزن کرنے کے لیے دست دعا ہیں:

اب تھک گئی ہے

بھٹک بھٹک کے یہ صنم
اے خدا!
کہ تھام لے اب ڈور میری۲۳۷؎

ہاجرہ کیانی کو بھی صراطِ مستقیم سے محبت ہے یہ وہ واحد راستہ ہے جس کے لیے ہر ایک نے دعا کی ہے اور توفیق صرف اسی ایک رب کے پاس ہے ۔اسی کے حکم سے صراطِ مستقیم پہ انسان چل سکتا ہے۔ محبت اور عقیدت کا اظہار انھوں نے یوں کیا ہے:

یا رب میرے دل کی دنیا یوں بدل دے تو
کہ صراطِ مستقیم سے ہی مجھے محبت ہو۲۳۸؎

حنا کرامت زندگی کی تلخیوں میں ڈوب چکی ہیں ۔اپنے بچاؤ کے لیے صراطِ مستقیم اختیار کرنا چاہتی ہیں ۔انھیں یقین ہے کہ صراطِ مستقیم ہی واحد تلخیوں اور دشواریوں سے بچنے کا حل ہے ۔اس لیے وہ اپنے خدا سے تہی دامن ہیں۔انداز ملاحظہ ہو:

زندگی کی تلخیوں میں مجھے سہارا دیتا ہے
سیدھی راہ کا وہی مجھے اشارہ دیتا ہے ۲۳۹؎

جابر آزاد طور ناواقفِ منزل کے مسافر ہیں اور صحرا میں بھٹک چکے ہیں ۔وہ یوں اپنے حمدیہ شعر میں صراطِ مستقیم کے راہی بنناچاہتے ہیں ۔وہ یہ سمجھتے ہیں کہ صراطِ مستقیم پر توفیق اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسی ہی کی مدد سے ملتی ہے ۔اسی لیے وہ اپنے رب سے صراطِ مستقیم کی دعا کررہے ہیں:

ناواقفِ منزل ہوں میں،ان دیکھا سفر ہے
صحرا میں بھٹکتا ہوں مجھے راہ دکھا دیں۲۴۰؎

ڈاکٹر فیاض الحسن کہتے ہیں کہ حقیقی منزلوں کا پتا دینے والا وہی ایک دوست ہے جو سب کو صراطِ مستقیم پر دیکھنا چاہتا ہے اور توفیق بھی دیتا ہے۔اللہ کے سوا کون ہے جو حقیقت ہے کوئی زمینی خدا کہاں تک کسی کی مدد کر سکتا ہے۔سیدھا راستہ تو اس کے کرم اور فضل سے ملتا ہے۔وہ یوں سخن شناس ہیں:

وہ تو ہادی ہے کوئی مانگے تو پھر
منزلوں کا پتا دیتا ہے دوست۲۴۱؎

آزاد کشمیر کی اردو حمدیہ شاعری میں الھادی سے صراطِ مستقیم پر چلنے کا موضوع بھر پور عقیدت اور احترام کے ساتھ ملتا ہے۔شعرااپنے اوربھٹکنے والوں کے لیے سیدھے راستے اور رہنمائی کی اپنے اللہ سے دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔کیوں کہ وہ جانتے ہیں الھادی وہی ہے جو ہمیں ہدایت دے سکتا ہے۔ان کی حمدوں میں وقیع سرمایہ اس موضوع کے حوالے سے موجود ہے۔

۳,۱۱۔اللہ تعالیٰ سے مناجات اور استعانت کی طلب:

دعا، مناجات، التجا، گزارش، دہائی، فریاد، معاونت یا استعانت یہ سارے الفاظ فکری لحاظ سے ایک ہی قبیل کے ہیں۔ معمولات زندگی میں اگرچہ تقاضائے بشری کے تحت عدل و انصاف اور اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر متعلقہ افسران و صاحب اقتدار کے پاس داد کے لیے جاناپڑتا ہے۔ لیکن جب الفاظ کا رشتہ براہ راست خالق کائنات سے ہی وابستہ ہوتا ہے۔ اس لیےجو مانگنا ہو وہ اسی خالق کائنات سے مانگو اورساری توقعات اسی رب کریم سے وابستہ رکھ کر ساری دنیا سے بے نیاز ہو ۔سورۃ النمل میں ارشاد ہے:

''(اللہ)دعا قبول کرتا ہے بے بس بے قرار کی، جب وہ اسے پکارتا ہے''۲۴۲؎

اس طرح سورۃ المومن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''رب نے کہا مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔''۲۴۳؎

جب ہر طاقت ہراختیار رب العالمین کے پاس ہے تو پھر کیوں نہ ہمیں اسی ایک اللہ کے سامنے دست دعا ہونا چاہیے۔ اردو شاعری میں مناجات کا ایک طویل سلسلہ ملتا ہے ۔ آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں بھی مناجات کا ایک طویل سلسلہ موجود ہے ۔ جہانگیر احمد عامر خدا کی محبت اور قرب حاصل کرنے کا طریقہ اور ذریعہ بیان کرنے کے ساتھ صراط مستقیم کے لیے یوں دست دعا ہیں ۔پہلے شعر میں ثابت قدم رہنے اور دوسرے شعر میں راہ حق پر چلنے کی توفیق کی التجا ہے۔

پروردگار کرم کرنا اگر محبت ہے امتحان
ثابت قدم ہی رکھنا یہ سلسلہ نہیں آساں
میرے مولا راہ حق پہ چلنے کی توفیق دے
میں پیچھے ہٹوں نہ چاہے دینی پڑے جاں۲۴۴؎

پروفیسرمحمد رفیق بھٹی خدائے ارض وسما سے مخاطب ہیں کہ اے اللہ تو ازل و ابد کی حدوں سے مبرا ہے۔ تو ہمیشہ قائم و دائم رہنے والا ہے۔وہ یوں کشمیریوں پر ہونے والے ظلم پر خدا سے مناجاتی لہجہ اپناتے ہوئے لہو نگر کے چمن کی پکار سننے کی التجا کر رہے ہیں۔خوب صورت دعائیہ انداز ملاحظہ کیجیے:

لہونگر کے چمن کی پکار بھی سن لے
ہر اک شاخ بریدہ، ہر ایک برگ فغاں۲۴۵؎

محمد خالد کاشمیری اپنی حمدیہ نظم''یا قاضی الحاجات''میں محمد کے وسیلے سے نحوست کے اثرات کی دوری،رحمت،حالات کی تبدیلی،فتنے وجرائم کی دوری،سکون بھری حیات،مصائب کی دوری اور پاک خیالات کے لیے قاضی الحاجات سے یوں دست دعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے نظر کرم اور اپنے نبی کے صدقے رحم فرمانے کی دعا ملاحظہ ہو:

دور فرما دے ہم سے نحوست کے یہ اثرات
رحمت سے نہ محروم رکھ یا قاضی الحاجات

ہم سے کوئی نعمت روک نہ مولا
دور مصائب ہوں اور ہوں پاک خیالات۲۴۶؎

خواجامحمد عارف اپنے رب سے ہی مانگتے اور فریاد کرتے ہیں ۔ رو رو کے ہماری آنکھیں بھی سوکھ گئی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہدایت صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ارشاد ہے:

’’اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما ۔ یقینا تو ہی بہت بڑی عطا دینے والا ہے۔‘‘ ۲۴۷؎

وہ رب سے نیک و بد کی پہچان،دل وذہن کو نورِ ایمان،دولتِ جذب وجدان،خود آگاہی کے لیے دعا کر رہے ہیں:

ہمیں نیک و بد کی تو پہچان دے دے
دل و ذہن کو نورِ ایمان دے دے۲۴۸؎

جاوید الحسن جاوید دستِ دعا ہیں کہ اے مالک کہنے کی بہت سی باتیں ہیں،میری التجا سن لے اور اسے قبول کر،تو ہی دعاؤں کا قبول کرنیوالا ہے،بیشک انسان کے تمام دکھوں کا مدوا میرے رب کے پاس ہے جو اپنے بندے کی پکار کو سننے والا ہے۔ مثال دیکھیں:

میرے مالک اب توسن لے
ابھی کہنے کی سننے کی
کئی باتیں ضروری ہیں
میرے مولا مجھے آواز آتی ہے
مجھے احساس ہوتا ہے
یہ سورج ڈھلنے والا ہے
یہ وقت عصر ہے مولا۲۴۹؎

گلزار حسین ساگر کاشمیری علم وعقل،فہم وفراست،عاجزی اور انکساری،دید کی آرزو،دل نشین سخن کی توفیق اور علم و عمل کے ساگر بننے کے خوگر ہیں۔رو رواورجھکتے جھکتے فریاد سنانے میں ڈوبے عقیدت ومحبت کے مناظران کی شاعری میں ملاحظہ کیجیے:

توفیق دے وہ سخن کروں دل نشین ہر
قطرہ ہوں علم وعمل کا ساگر بنا مجھے
زندہ رہوں تو فقط تیری جستجو کروں
مر جاؤں تو ہو دید کی بس آرزو مجھے۲۵۰؎

صابر حسین صابر اپنی مناجات ”حرف دعا“ میں کہتے ہیں کہ آج صورت حال یو ں ہے کہ صاحبانِ اقتدار و واعظانِ دین یہ سب عام بندوں کو اپنا غلام سمجھتے ہیں۔طوطیانِ خوش نوا منقار زیرپر ہیں۔آج کرگس و زاغ و زغن مستند شیر کلام ہیں۔دین اور دانش پابندِ سلاسل ہیں۔ملت کے امام رہزنان راہ بن بیٹھے ہیں۔ ان تمام مشکلات کے باوجود صابر حسین صابر اللہ کے نام کو ہی باعث تسکین سمجھتے ہیں۔حالات کا پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد دوا بھی تجویز کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ دست دعا بھی ہیں:

اے خدا ،اے مالک المک و خطا پوش و کریم
دستگیری تو نہ فرمائے تو قصہ ہے تمام۲۵۱؎

وقار ساحر بھی گناہوں سے دور رہنے ، ایمان کی سلامتی اور ایمان کی حالت میں جان نکلنے کی عرضی کرتے ہیں ۔ انسان کے دل میں کہیں نہ کہیں گناہ کرنے پر یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ اس کا ضمیر اسے ضرور ملامت کرتا ہے کہ کہیں نہ کہیں وہ گناہ کی زد میں آگیاہے ۔کہیں نہ کہیں اس سے کوئی غلطی ،بھول ہوچکی ہے۔ جس پر وہ اللہ کے حضور اپنی عرضی پیش کرتا ہے ۔ کوئی کام آسان نہیں ہے مگر وہی جسے تو آسان کر دے اور تو مشکل کام جب چاہے آسان کر دیتا ہے ۔ آرزو و التجا کا خوب صورت انداز دیکھیے:

تو سب جانتا ہے میں کیا کر رہا ہوں
بچا لے اگر میں خطا کر رہا ہوں
میری جاں ایمان کی حالت میں نکلے
الہٰی یہی بس دعا کر رہا ہوں۲۵۲؎

قاضی رفیع اللہ، اللہ کے حضور گناہوں اور شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دُعا کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی بار بار شر سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیوں کہ شیطان انسان کو دنیا کی کوششوں میں لگاتا ہے اور اسے اپنی آخرت بھول جاتی ہے۔ دنیا میں وہ عجیب و غریب بھول بھلیوں میں پھنس جاتا ہے۔ زمانے کے اس مکروہ جال میں پھنس جاتا ہے۔دوست و احباب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔وہ اپنی پنا ہ کے لیے اللہ سے مدد طلب کرتاہے اور ساتھ برائیوں اور گناہوں سے بچنے کے لیے اللہ سے ہی مدد طلب کی جانب راغب بھی کرتا ہے۔بچا مجھ کو بچا مجھ کو ازیں طوفان یااللہ ،قاضی محمد رفیع اللہ رحم کی التجا یوں کرتے ہیں

کنارہ کر گئے مجھ سے میرے احباب ساعت میں
کوئی اب حال کا میرا نہیں پرسان یا اللہ
پناہ تیری نہ ہو اگر مجھ کو پر بچنے کی طاقت کیا!
میرا دشمن بڑا مکار ہے شیطان یا اللہ۲۵۳؎

اکرم سہیل موجودہ دور کے چند مسائل کی نشان دہی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اک قہر اماں برپا ہوچکا ہے ۔ ظلم ، کوڑے،جبر و قتل وہنگامے کی کیفیت اور پھر الاماں کی صدا سے دنیا دوچار ہے۔ایسے میں اے خدا توہی ہماری مدد فرما۔ دعائیہ انداز دیکھیں:

اسے تو امن و محبت کا ترجماں کر دے
مرے خدا مری دھرتی کو گلستان کر دے۲۵۴؎

یاد کشمیری نے یوں فریاد کی ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ صرف اور صرف اسی کی ذات سے مانگا جائے اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ مانگا جائے۔ انبیاکرام علیہ السلام نے بھی دعائیں کی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مانگی ہوئی دعاؤں کو قرآن کریم کا حصہ بنایاہے۔خوب صورت انداز ملاحظہ ہو:

دعائیں یاد کی یارب سبھی قبول ہو جائیں
تو قادر ہے تو مالک ہے تو رحمت ہے عطا تو
ہے۲۵۵؎

ناز مظفرآبادی اپنے ملک کی حفاظت،امن و امان اور ترقی و خوش حالی کے لیے دعا کرتے ہیں۔دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کی جاتی ہے ۔کوئی اپنی بخشش کا طلب گار ہوتا ہے تو کوئی صحت و سلامتی کے لیے دعا کرتا ہے۔ دعائیہ انداز ملاحظہ کیجیے:

یا رب مرے وطن کو امن و اماں عطا کر
یہ میری التجا ہے،منظور اے خدا کر
تجھ سے نہیں کہیں گے،کس سے کہیں گے جا کر
یا رب مرے وطن کو امن و اماں عطا کر۲۵۶؎

بوٹا خان راجس غلامی کے نقصانات ، آزادی کے رنگوں ،آزادی کی بہاروں اورخوشیوں کے ساتھ ساتھ گلستان کی بہتری کے لیے نئے موسم کے لیے دست دعا ہے۔یقیناً ہر انسان آزادی چاہتا ہے ۔اپنی زندگی آزادی کے ساتھ خوش گوار طریقے سے گزارنا چاہتا ہے اور اس خوش حالی کے لیے اپنے رب سے دست دعا بھی ہوتا ہے۔شعری انداز میں دعائیہ موضوع ملاحظہ ہو:

غلامی کی ہواؤں میں مجھے جینا نہیں آتا
میرا ہے روگ آزادی سدا اس کی دعا مانگوں
خدائے عزوجل آخر میں تجھ سے اور کیا مانگوں
گلستان کی بھلائی کے لیے موسم نیا مانگوں۲۵۷؎

نوید قمر محو ثناہیں اور خدا کی رضاکے لیے دعا کر رہے ہیں۔ویسے بھی کائنات کی ہر چیز اللہ کی حمد و ثنابیان کرتی ہے ۔ انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد بھی اللہ کی رضا ہے ،اللہ تعالیٰ کی رضا یقیناً اس کی اطاعت گزاری سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ وہ یوں لب سخن ہیں:

ہر پل میں رہوں محو ثناءاے خدا اے خدا
مقصود ہو تیری رضا اے خدا اے خدا۲۵۸؎

حنا کرامت کہتی ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بے بسی کی بلندیوں کو چھوتا نظر آتا ہے۔دل تو اب کرتا ہے کہ بس سب کچھ چھوڑ کر صرف تجھ سے لو لگا لوں اور یہی کام یابی بھی ہے کہ انسان زمینی خداؤں کی بجائے اپنے اصلی

خالق و مالک کے ساتھ لو لگائے رکھے تو کام یابی ہی کام یابی۔موت کے وقت ایمان کی دعا کا شعری انداز دیکھیں:

موت جب بھی آئے چوکھٹ پہ میری
ورد کرتی ہو تیرا یہ میری زباں۲۵۹ــہ

کشمیر ایک ایسا موضوع ہے جس پہ بے شمار لکھا گیا ہے،لکھا جا رہا ہے اور لکھا جائے گا ۔ اقوام متحدہ کی دوغلی پالیسی کی وجہ سے کشمیری ظلم ستم اور کرفیو کا شکار ہیں ۔مشاق شاد کو یقین ہے کہ ایک وقت آئے گا کشمیریوں کو ان کا بنیادی حق مل جائے گا:

اے خدا تجھ کو شہیدوں کے لہو کا واسطہ
ماؤں بہنوں کی دریدہ آبرو کا واسطہ
جسم سے کاٹی ہوئی باہوں کی بھی فریاد سن
درد کی روداد سن ،آہوں کی بھی فریاد سن
جابجا بکھرے ہوئے لاشے شہیدوں کے بھی دیکھ
بجھ گئے کتنے دیئے ان کی امیدوں کے بھی دیکھ
پھر کوئی دیکھے نہ میلی آنکھ سے کشمیر کو
اے خدا،اب تو بدل بگڑی ہوئی تقدیر کو
روک دے اب دشمن دین کی ہر ایک یلغار کو
نیست و نابود کر دے لشکر کفار کو
تجھ کو تیری ہی قسم اب تو کرم فرمائی کر
وادی کشمیرمیں پھر انجمن آرائی کر۲۶۰ــہ

افضل ضیائی حقیقت کے سراغ، جنوں کو سنوارنے کی دہائی ،شعور کو زخم نارسائی، خیال کی پاکیزگی اورانا کو حرزِ شکیبائی کی دعا کے ساتھ ساتھ خداوندانِ زمانہ کے مقابلے میں ایک خدا سے طلب کر رہے ہیں۔انھیں اس بات کا یقین ہے کہ دعاؤں کو قبولیت کا شرف وہی ایک ذات دیتی ہے ۔انداز عجز وعاجزی ملاحظہ ہو:

ترے سراغ حقیقت مجھے دکھائی دے
مرے جنوں کو سنوارنے کی پھر دہائی دے
ترے کمال و بزرگی کو سوچتا ہی رہوں
مرے شعور کو پھر زخم نارسائی کر دے۲۶۱ــہ

نصیر احمد ناصر مناجات‘‘ خدا ایک آنسو میرا بارشوں میں بہا دے ’’میں اپنے رب سے یوں دست دعا ہیں۔کتنی خوب صورت دعا ہے۔شاعر پوری امید کے ساتھ اپنے رب سے دعا کر رہا ہے۔کہیں تو وہ اپنے لفظوں کو جگنو بنانے کا طلب گار ہے اور کہیں وہ پھولوں کی خوش بو بننے کےلیے بے چین ۔یقیناً وہی زندگی ایک کام یاب زندگی ہے جو دوسروں کے نفع کے لیے بسر ہو۔ انداز دیکھیں:

خدا، میرے لفظوں کو جگنو بنا دے
خدا، میری باتوں کو تتلی بنا دے
خدا، میرے قدموں کو رستہ دے
خدا، مجھ کو پھولوں کی خوش بو بنا کر ہوا میں اُڑا دے
خدا، موتیے کی طرح مسکرا دے
خدا، میری آنکھوں کو نظمیں بنا دے۲۶۲ـ

تنویر اختر ناز اپنے رب سے مخاطب ہیں ،وہ سارا جہاں خفا ہونے سے پریشا ن نہیں ہوتی ۔صرف حقیقی رب کو راضی کرنے کی خواہاں ہیں۔دین کی خدمت کرنے کے لیے توفیق مانگ رہی ہیں۔خاتمہ ایمان چاہتی ہیں۔دولت تسلیم رضا مانگ رہی ہیں۔ویسے بھی زمینی خدا کسی کو کیا دے سکتے ہیں؟زمینی خداؤں کا خوف چھوڑ کر ایک رب کی پناہ میں ہی دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔یوں ان کے ہونٹوں پہ دعا مچل رہی ہے:

یا رب تیری رحمت ہی سدا چاہیے مجھ کو
تو مجھ کو جو مل جائے تو کیا چاہیے مجھ کو ۲۶۳ـ

ہمارے دین میں دعا کی شرعی حیثیت موجود ہے۔ دعا کے روحانی اثرات کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ۔اللہ ہی قبول کرتا ہے بے بس ،بے قرار کی۔ جب وہ اسے پکارتا ہے۔اردو حمدیہ شاعری میں مناجات کا ایک طویل سلسلہ ملتا ہے۔آزاد کشمیر کی اردو حمدیہ شاعری میں بھی مناجات کا ایک دقیع سرمایہ موجود ہے۔وہ اپنے مسائل و معاملات کا حل اپنے رب سے ہی کرتے دکھائی دیتے ہیں ۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی دادرسی ،حقیقی مددگار اور حقیقی دعاؤں کو قبولیت کا شرف رب العالمین ہی کے در سے ہوتا ہے۔ان کے ہاں اپنے ذاتی مسائل کے ساتھ ساتھ اجتماعی دعائیں بھی نظر آتی ہیں ۔پھر قوم و ملک اور پوری مسلہ امہ کی ترقی کے لیے بھی دعا کر رہے ہیں۔آزاد کشمیر میں اُردومناجات میں ایک بڑا حصہ کشمیر کی آزادی کے حوالے سے بھی ہے۔ شعرا یہ سمجھتے ہیں کہ مناجات کا اطلاق خدائے لم یزل کے علاوہ کسی اور کے لیے درست نہیں ہے۔

۳،۱۲۔فضل و کرم اور عطاِ خداوندی:

اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے ۔وہ تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔ سب کو وہ ہی رزق عطا کرنے والا اور بخشنے والا مہربان ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی مخلوقات ہے ۔اس میں کوئی بھی ایسی نہیں ہے جو اپنے رب کے فضل و کرم اور عطاِ خداوندی سے باہر ہو ۔ہر کوئی اپنی اپنی جھولیاں بھر رہا ہے اور دینے والا وہی ایک خالق و مالک ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"تو کہہ اے اللہ مالک سلطنت کے، تو سلطنت دے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لے جس سے چاہے اور عزت دے جس کو چاہے اورذلیل کرے جس کو چاہے ،تیرے ہاتھ میں سب خوبی ہے ،بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے "۲۶۴ـ

حمدیہ شاعری کا ایک بڑا حصہ ہی اسی موضوع کے بارے میں ہے۔آزاد کشمیرکے ہر چھوٹے بڑے شاعر نے رب الکریم کے فضل و عطا اورانعام و اکرام کا ذکر کیا ہے۔گلزار حسین ساگر کا ذہن اور زبان اسم محمدﷺ سے سرشار ہے ۔لبوں اور زبان کے بہترین وظیفے کو وہ رب کی طرف سے بہت بڑا نعام سمجھتے ہیں۔اسی طرح انھوں نے لیلتہ القدرکی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ امت محمدﷺ کے لیے اللہ کی طرف سے کتنا بڑا انعام ہے کہ ہزار مہینوں کی رات عبادت کرنے کا اجر دے دیا۔ارشاد ہے :

‘‘ہم نے نازل کیا قرآن کو لیلۃالقدر میں اور تجھے کیا معلوم لیلۃ القدرکیا ہے ۔لیلۃالقدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔جس میں فرشتے اور روح اللہ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں ۔اس میں طلوع صبح تک سلامتی ہے۔’’۲۶۵؎

وہ اس خیال کو یوں اپنے شعر میں سمو رہے ہیں:

رحمتوں کی برکتوں کی قدر والی رات دی
امت محمد کو تحفہ گراں ہے دے دیا
دونوں لب جب مل کے لیتے ہیں اسم محمدؐکو
بے پناہ لذت زباں کو کیا وظیفہ وے دے۲٦٦؎

مرزا محمد یعقوب گورکانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت سب سے زیادہ ہے کہ وہ دیتاہے وہ عطا کرتاہے وہ اپنے بندے کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا ۔کیوں کہ اس کی صفت ہے داتا۔مانگنے والا تو ایک ہاتھ ہے جب کہ عطا کے ہزار ہاتھ ہیں ۔وہ یوں اپنے رب کی عطا کا ذکرتے ہیں:

حیران ہوں کہ کون سی نعمت طلب کروں
دستِ سوال ایک ، عطا کے ہزار ہاتھ۲۶۷؎

ظفر اقبال طاہر پر بھی اللہ تعالیٰ کافضل و کرم ہے۔ویسے بھی عزت اور روزی اللہ پاک کی مہربانی سے ہی ملتی ہے۔ وہ کسی کو کس طرح نوازتا ہے ۔یہ راز صرف وہی جانتا ہے۔ رب کی نوازشوں کا سمندر ہر دم رواں دواں ہے۔ وہ اس خیال کو یوں بیان کرتے ہیں:

محنت پر دے کسی کو روزی رساں ہے تو
چاہے کسی کو دے بیٹھے بٹھائے ہوئے۲٦٨؎

خان محمد بدر چوہان پونچھی اللہ کے فضل و کرم کو بیان کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ۔یہ نعمتیں بغیر کسی تخصیص سے سب کو مل رہی ہیں اور بغیر محنت کے مفت میں یہ ساری نعمتیں اس اللہ کے فضل و کرم سے مل رہی ہیں۔ سورۃ جاثیہ میں ہے:

‘‘کائنات کی ساری نعمتیں اللہ تعالیٰ کی اپنی پیداکردہ ہیں اور اسی نے اپنی طرف سے انسان کو عطا فرمائی ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان نعمتوں کو

پیداکرنے میں کوئی اللہ کا شریک ہے نہ انہیں انسان کے لیے مسخر
کرنے میں کسی اور ہستی کا کوئی دخل ہے ۔تنہا اللہ ہی ان کا خالق ہے
اور اسی نے اپنی طرف سے وہ انسان کو عطا کی ہیں۔ ''۲۶۹ـہ

وہ یوں اس خیال کو بیان کرتے ہیں:

نوازا ہے تو نے ہمیں نعمتوں سے
تو کتنا بڑا مہربان ہے اللہ اللہ۲۷۰ـہ

الطاف عاطف کا کہنا بجا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص لطف و کرم ، رحمت و محبت اور عنایت کی بنا پر انسان کو ایسی نعمتوں سے سرفراز ہونے کا اہل قرار دیا جن سے اس کائنات میں دوسری مخلوقات یہاں تک کہ فرشتوں کو بھی نہیں نوازا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

''اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔'' ۲۷۱ـہ

وہ روشنی ملنے پرخوشی کے مارے اپنے دل کی حالت بیان کرنے سے قاصر ہے۔ ان کی خوشی کی انتہا ہی نہیں ہے۔وہ اندھیرے میں ہمیشہ رہتا۔ اگرروشنی کی یہ کرن اسے اللہ کی طرف سے عطا نہ ہوتی۔حمد یہ شاعری میں فضل وعطا کا انداز ملاحظہ ہو:

یہ کرم ہے ترا روشنی مل گئی
گھر ے مرے جو دیئے ضوفشاں ہیں ترے۲۷۲ـہ

راجا صفدر حیات خاکسار کہتے ہیں کہ یہ بھی عنایت خداوندی ہے کہ بندہ کبھی کبھی حالات کی تلاطم خیز موجوں کی نظر ہونے لگتا ہے۔اللہ ہی کی ذات ہے جو اپنے بندے پہ فضل و کرم کی بارش عطا کرتی ہے۔ اللہ پاک کی توفیق سے ہی انسان نے لکھنا، پڑھنا سیکھا اور دنیائے بے زبان میں عرض ہنر بھی اسی اللہ کی دین ہے۔شاعر اس ذات کے احسان پر یو ں لب گویا ہیں:

منزل کی جستجو میں اے ہمسفر ہار کر اک دن
بیٹھے تھے جس کے سائے وہ شجر دیا خدا نے
مجھے لکھنا، تمہیں پڑھنا نہیں آتا تھا اے یارو
دنیائے بے زبان میں عرض ہنر دیا خدا نے۲۷۳ـہ

آذر عسکر ی خدا کے احسانات اور فضل و کرم سے مایوس نہیں ہیں ۔کیوں کہ مایوسی کفر ہے ۔جس اللہ نے ہمیں زندگی دی وہ یقیناً زندگی کی ضروریات بھی عطا کرنے والا ہے۔ وہ اپنے بندے کو کبھی حالات پہ نہیں چھوڑتا۔ وہ یوں اللہ کی دین پر سخن طراز ہیں:

دئیے جس نے دست دعا اور دے گا
تجھے جس نے اب تک دیا اور دے گا۲۷۴ـہ

منور احمد قریشی انسان کے اندر اتنے زیادہ شہر طلسم آباد کرنے پر غور فکرکا درس دے رہے ہیں۔اتنے احسانات اور انعامات سے نوازا ہے کہ عقل و خرد بھی حیران

ہیں۔ویسے بھی انسان کو اللہ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے جو بھی ملے اس پر خوش ہو جانا چاہیے اور یقیناًیہ خوشی ہمارے جمع کیے ہوئے مال سے بہتر ہے۔ان کا یہ شعر بہ طور مثال ملاحظہ کیجیے:

اک انسان کے اندر کتنے شہر طلسم آباد کیے
عقل و خرد بے بس رہ جائیں ،جب اس بات کو سوچیں
جی۲۷۵ـہ

حُر کاشمیری کہتے ہیں کہ رب تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرے دل کو ہر غم سے نجات دی ۔ اس کا شکر جس نے ہر حال میں میری مدد کی ۔ ہدایت بخشی اور میری جبین کو بتوں کے آگے جھکنے سے بچا لیا۔ رب نے مجھے نبی پاکؐ کے روضے کا گدا کر دیا ۔فرطِ تشکر میں جوئے اشک روانی،ندامتِ عصیاں اور بحرِ حمد و ثنا کا پیراک بھی اس مالک کا فضل و کرم اور عطا ہے ۔ مثال ملاحظہ ہو:

اب اس سے بڑھ کے کرم آسماں سے کیا ہوتا ؟
ہر ایک غم سے دلِ ناتواں بے باک کیا
کلاہِ بندگی سے کر کے سرفراز مجھے
مری جبیں کو سجودِ بتاں سے پاک کیا
خدا کا لطف ہوا ہے بہ فیضِ لطفِ نبی
مجھے گدائے کوئے سرورِ لولاک کیا۲۷۶ـہ

جابر طور آزاد کی شاعری میں اس موضوع کو بہ طور خاص اپنایا گیا ۔عقل و شعور کے نوازنے پر سپاسِ عجز و نیاز ہیں ۔ عقل و شعور عطیہ خداوندی ہیں۔یہ ایسی نعمتیں ہیں جن پر جتنا اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا جائے کم ہے۔وہ رب کے فضل وکرم پر لب گویا ہے:

تو عقل دیتا ہے ہم جاہلوں گنواروں کو
نوازتا ہے ہمیشہ تو اپنے ہی ساروں کو۲۷۷ـہ

خواجا محمد عارف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بلا تفریق رزق اور جینے کے دوسرے وسائل عطا کیے ہیں ۔ اگر اللہ چاہتا تو کافروں کے لیے عرصہِ حیات تنگ کر دیتا لیکن وہ جس طرح ماننے والوں پہ مائل بہ کرم ہے ۔اسی طرح نہ ماننے والوں پر بھی اپنے وسائل بند نہیں کرتا ۔ وہ تمام لوگوں کو مہلت دیے ہوئے ہے۔انھوں نے اللہ کی اسی فضل و عطا کو یوں زیرِ سخن لا یا ہے:

کتنے ہیں جو اسے مانتے ہی نہیں
سب پے لیکن ہے جو مہربان کون ہے۲۷۸ـہ

محمد خالد کاشمیری لوگوں پر اللہ کے فضل و کرم کا ذکر کرتے ہیں جس فضل و کرم سے اللہ نے بندوں کو نوازا ہے اور اسے فیضان رحمت کا وسیلہ بنایا ہے وہ مومن کے لیے متاع حیات و سرمایہ زندگی ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا طالب ہے اسے

اس بات کا احساس ہے کہ اللہ پاک کی سزا بہت سخت ہے۔ چاہے کوئی کتنا طاقت ور ہے اس کی سزا سے نہیں بچ سکتا۔نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

ہر حال میں تیرا فضل و کرم درکار
کوئی بار اٹھانہیں سکتا تیری سزاؤں کا۲۷۹؎

صفدر شفیق کو رب رحیم کے کرم پر بہت زیادہ یقین ہے۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر اتنے احسانات کیے ہوئے ہیں کہ شمار میں نہیں لائے جا سکتے۔وہ سخن شناسی کو بھی اپنے رب کی عطا قرار دے رہے ہیں:

اللہ تیرے کرم کی کوئی انتہا نہیں
بندے کو تیری ذات نے کیا کچھ دیا نہیں ۲۸۰؎

ذکر یا شاد نے اپنے حمدیہ شعر میں ایک ایسا نقطہ بیان کیا ہے جس کا جاننا لازم ہے۔خدا تعالیٰ نے کائنات کو تخلیق کر کے ایک ضابطے میں رکھ دیا ۔غور کریں تمام چیزیں اس نظم و نسق اور ایک ترتیب کے مطابق چل رہی ہیں۔انسان جو بے ہنگم کی صورت حال سے گزر رہاہے یہ اس کی اپنی غلطی ہے کیوں کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا ہے ۔زندگی اگر گزر رہی ہے تو یہ اس ذات کی بہت بڑی مہربانی ہے:

مر رہا ہوں میں اگر میرا قصور
جو جی رہا ہوں مہربانی ہے تیری۲۸۱؎

پروفیسرمحمد رفیق بھٹی کو اللہ تعالیٰ کی ذات بہت کرم کرنے والی اور مہربان دکھائی دیتی ہے ۔سب کچھ میرے رب کے اختیار میں ہے ۔اگر وہ چاہتا تو ہمیں انسان کے علاوہ کوئی اور مخلوق بھی بنا سکتا تھا مگر اس ذات کی بہت بڑی مہربانی ہے کہ مخلوقات میں انسان بنایا اور پھر اشرف المخلوقات کے شرف سے بھی نوازا۔اسی خیال کو وہ یوں اپنے حمدیہ شعر کی زینت بناتے ہیں:

تیرا کرم ہے کہ انسان بنادیا تو نے
وسیع ورنہ بہت ہے یہ عالم امکاں۲۸۲؎

پروفیسر عبدالحق مراد عطا کے سب سلسلوں کو اسی رب کی عطا کہہ رہے ہیں۔ دیکھا جائے تو اللہ پاک ہر انسان کے ساتھ بے انتہا محبت کرتا ہے۔ اللہ کی ذات بہت کرم و عطا والی ذات ہے۔ اس کے سوا کوئی اور اتنے عطا و کرم کا مالک نہیں ہے، خدا تعالی کا لطف و کرم ہر خاص و عام پر ہوتا ہے۔ ہزاروں گناہوں کے باوجود انسان پر اپنے بے شمار کرم رکھے ہوئے ہوتے ہیں ۔ مثال دیکھیے:

سلسلہ در سلسلہ اُس کی عطا سب
ہر کسی کے واسطے ہے در کُھلا۲۸۳؎

نوید قمر کا کہنا ہے کہ اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، اور بہت سی نعمتوں سے نوازا۔ میٹھے چشمے، ٹھنڈے پانی کے رنگ برنگے پھل، خوب صورت نظارے جن کو دیکھ کے دل شاد شاد ہو ۔نیلا آسماں ، خاکی فرش اور خوب صورت شکل انسان اپنے رب کی ناشکری کرتا ہے لیکن وہ رب اس کی نعمتوں میں کبھی کمی نہیں کرتا۔ نعمتوں کا ذکر رب تعالیٰ سورۃ رحمن میں یوں کرتا ہے:

ترجمہ۔''پیدا کیا انسان کو، سکھایا اس کو بولنا ، سورج اور چاند بیچ گردش کے ہیں اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کرتے ہیں ۔اسی نے آسمان بنایا اور میزان قائم کیا۔''۲۸۴؎

وہ ان عنایات کا ذکر یوں کرتے ہیں:

لعل و گہر، شجر حجر، منظر اِدھر منظر اُدھر
تیری عنایتوں سے ہے ہر اک عطا اے خدا اے خدا۲۸۵؎

عزیزالرحیم میر رب رحیم و کریم کے احسانات اور فضل و کرم کا ذکر کرتے ہیں کہ محمد ﷺکی تخلیق ، قرآن پاک کا نزول ،**ما کانَ وما یکوُں** کا بیان، زمین وآسمان، شمس و قمر ،شرافت کی عطا ،خلافت کا عہدہ اور پھر خلافت کے دستور سکھائے ۔وہ یوں گویا ہیں:

ما کانَ وما یکوُں کا سکھایا بیاں
بھرا قلب اطہر میں سالم قرآں
زمیں آسماں اور شمس وقمر
بشر کو خلافت کا عہدہ دیا۲۸۶؎

بخاری شریف کی حدیث کے مطابق اگر دیکھا جائے تواللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ اسے رات دن کی بخشش بھی کم نہیں کرتی۔لہٰذا اس کی عطاؤں کا ہر کوئی محتاج ہے اور اس رب ذوالجلال کی عطاؤں سے استفادہ ہر کوئی کر رہاہے۔محمد خالد کاشمیری اسی حقیقت کا اعتراف اس شعر میں کر رہے ہیں:

کوئی حساب نہیں اپنی خطاؤں کا
ہر ایک محتاج ہے تیری عطاؤں کا۲۸۷؎

سید نثار نجمی اللہ پاک کا فضل و کرم کا ذکر کرتے ہیں ۔دیکھا جائے تو اگر انسان کو کسی ایک اعضاءسے ہی محروم رکھا جاتا تو وہ اس کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔اعضاءقویٰ اورمنہ میں لہاب اور اس کے علاوہ کتنی نعمتیں ملی ہیں جن کا نہ کوئی حساب ہے اور نہ کوئی حد ہے ۔حمدیہ شعر ملاحظہ کیجیے:

تو نے ہی بخشے ہیں اعضاءقویٰ
آبِ بینی ،منہ میں لہاب اللہ
ملی ہیں نعمتیں جاں فزا کس قدر

نجمی حد،نہ شمار نہ حساب اللہ اللہ۲۸۸ے

پروفیسر بشیر مغل کو ظلمت ،تیرگیوں اور ہر طرف اسی کی تنویر دکھائی دے رہی ہے ۔وہ لفظوں کو جذبات کی گرمی اور تاثیر کو بھی اسی ذات کی عطا کا کرشمہ کہہ رہے ہیں۔یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں ہی ہیں ۔خوب صورت اظہاریہ ملاحظہ ہو:

ظلمت میں بھی نور اس کا،وہ تیرگیوں میں بھی
سچ پوچھو تو ہر جانب تنویر اسی کی ہے
لفظوں کو جو دی میں نے جذبات کی گرمی سی
بخشی ہوئی اک یہ بھی تاثیر اسی کی ہے۲۸۹ے

ڈاکٹر مقصود جعفری کو اپنے رب پر اس قدر یقین کامل ہے کہ کبھی بھی ان کے حالات ،ان کی مشکلات اور ان کے مسائل انھیں اپنی منزل سے دور نہیں رکھ سکتے۔ خدا کی ذات ان پہ مہربان ہے۔و ہ ہر ایک کو نوازتا ہے ۔ وہ اپنے رب کے فضل وکرم اور اس کی شان عطا کو یوں بیان کر رہے ہیں:

نہ کیوں اس سے گریزاں گردشِ حالات ہو جائے
نگاہِ مہربان جس پر خدا کی ذات ہو جائے۲۹۰ے

سیدذوالفقار خاور نقوی کہتے ہیں کہ کائنات کا یہ سارا کار و بار ایک نظم کے ساتھ چل رہا ہے اور بہ ظاہر نہ اصل مالک نظر آتا ہے اور نہ ہی اس کے کارپردازان کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جن قوتوں اور صلاحیتوں سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو نوازا ہے یہ سب انسان کی آزمائش کے لیے ہیں۔اس نے انسان کو سمجھ بو جھ اورانتخاب کی آزادی دے کر ایک طر ح کی خود مختاری دی ہے تا کہ یہ دیکھے کہ انسان اختیارات کا نا جائزاستعمال کر تا ہے یا ان حدود کے اندر رہ کر ان اختیارات کا استعمال کرتا ہے جواس کے خا لق ومالک نے اس کے لیے وضع کیے ہیں ۔ وہ یوں اس کا اظہار بھی کر رہے ہیں:

اے مرے کبریا
مجھ کو جو کچھ ملا
ہے تری بس عطا
ورنہ
مقدور مجھ کو تو کچھ بھی نہیں۲۹۱ے

واحد اعجاز میر نے اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں ،نوازشوں ، محبتوں،عطاؤں اور عنایتوں کو ایک نظم کی صورت میں کس طرح ایک خوب صورت انداز میں رقم کیا ہے کہ داد دیتی پڑتی ہے۔ یقیناًاس رب کا فضل ہی تو ہے جس کی وجہ سے انسان پر امید رہتا ہے۔وہی اللہ ہے جو اسے مغلوب ہونے سے بچائے رکھتا ہے ۔خوب صورت اور منفرد انداز ملاحظہ کیجیے:

ایک ایسے خدا کی بابت علم ہوا ہے
جس کے ہوتے ہوئے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا
یا شاہد مجھے کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں

بتایا گیا ہے کہ وہ مجھے کسی دکھ تکلیف میں اکیلا
نہیں چھوڑے گا
وہ مجھے صحت مند زندگی دے گا
میرے قرض ادا کرے گا
مجھے بیٹے دے گا بیٹیاں دے گا
پیاس دے گا سیراب کرے گا
پھر ذائقہ دے گا رزق کا
میری آنکھیں روشن کرے گا
مجھے مغلوب نہیں ہونے دے گا
لاچار اور مایوس نہیں ہونے دے گا۲۹۲؎

ناز مظفرآبادی اپنی نظم ‘‘بس اللہ’’میں تمام نعمتوں کا عطا کرنے کا اصل سر چشمہ اور اصل منبع اسی ایک ذات کو قرار دے رہے ہیں۔ویسے بھی حقیقت میں دینے والاوہی ایک اللہ ہے جس کے ہم سب محتاج ہیں۔ وہ یوں سخن طراز ہیں:

جو بھی دے گا
فقط خدا دے گا
آدمی
آدمی کو کیا دے گا۲۹۳؎

محمد خلیل ثاقب کہتے ہیں کہ خلق پہ پیہم کرم کی بارشیں وہی برستا ہے اور اپنے دست غیب سے سب کو نوازتا ہے۔دامن ہستی اسی ایک ذات کے نور سے منور ہے۔ذرہ ذرہ اسی کے فضل سے استفادہ کر رہا ہے۔ایک نعمت بھی چھین جائے تو ہم کچھ نہیں کہ سکتے اور نہ ہی کچھ کر سکتے ہیں۔بس سب کچھ اسی کی عطا اور کرم ہے۔وہ ہزاروں نعمتوں کا یوں ذکر کر رہے ہیں:

ہزاروں نعمتیں تو نے عطا کیں
جو اک بھی چھین لے چارا نہیں ہے۲۹۴؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد استفہامیہ انداز اپناتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ جو چشم بینا کے لیے ہر سو مناظر دکھائی دے رہے ہیں ، سمندر، وادیاں، پربت، ستارے، آسماں یہ کس کی مہربانیاں ہیں؟الفت کی پیاس دلوں میں کس نے ڈالی؟ماہ وانجم کو آداب وفا کون سکھانے والا ہے۔؟ وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ سب اسی کے دست قدرت کا کمال ہے ۔وہ یوں لب سخن ہیں:

عالمِ محسوس پہ فکر وتدبر ہے بجا
چشم بینا کے لیے ہر سو مناظر بے بہا
یہ سمندر وادیاں پربت ستارے آسماں
یہ جہانِ رنگ وبو ہے کام کس کے ہاتھ کا
ڈال دی کس نے دل جاندار میں الفت کی پیاس
ماہ و انجم کو سکھائے کس نے آدابِ وفا
یہ سبھی کچھ ہے اسی کے دستِ قدرت کا کمال

خالق عالم وہی ہے مخزن لطف و عطا۲۹۵؎

محمد خاں نشتر کہتے ہیں کہ مری خطاؤں اور لغزشوں پہ بس مسکرانا اور معاف کر دینا یہ سب اسی ایک ذات کی بندہ نوازی ہو سکتی ہے۔ سبحان اللہ !اللہ اکبر ہماری عاجزی و انکساری پر وہ اللہ نہ صرف معاف کردیتا ہے بلکہ فضل وعطا کا سمندر بھی بہا دیتا ہے۔ خوب صورت اظہاریہ ملاحظہ ہو:

یہ عادت ہے تیری کہ بندہ نوازی
مری لغزشوں پر فقط مسکرانا۲۹۶؎

زاہد کلیم بھی نگاہ لطف کے کرم کے محتاج ہیں۔ انھیں یقین ہے کہ عقل و شعور عطا کرنے والا وہی ایک اللہ ہے ۔یہ سب اسی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔سب کچھ اسی اللہ کی مہربانی سے مل رہا ہے۔ مثلاً وہ یوں کہتے ہیں:

اپنی نگاہِ لطف سے مجھ کو نہ دور کر
یا رب !مجھے بھی صاحب عقل و شعور کر۲۹۷؎

حق نواز مغل کا کہنا ہے کہ حسین آنکھوں کو ذوق نظار ہ عطا کرنا بھی اسی خالق و مالک کا کام ہے۔ اسی کا احسان اور فضل و کرم ہے ۔ روشنی یقینا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور یہ پیارے رب کا پیارا احسان ہے کہ اس نے یہ نعمت ہمیں عطا کی۔ وہ یوں اس خیال کو اپناتے ہیں:

عطا کر کے حسین آنکھیں
دیا پھر ذوقِ خواب ان کو۲۹۸؎

رفیق جعفری دوسری نعمتوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ زبان اور قلم کو بھی خدائے برتر کی عطا کہہ رہے ہیں۔وہ سب نعمتوں کی عطا اسی کے فضل و کرم کا نتیجہ قرار دے رہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہم پر اتنی مہربانیاں ہیں جن کو شمارے میں نہیں لایا جا سکتا۔شعر ملاحظہ کیجیے:

تیری حمد و ثناکیسے کرے یہ بے نوا تیرا
زباں تیری ،قلم تیرا،سروں کو آسرا تیرا۲۹۹؎

وہ ذات کیسے کیسے اور کیا کیا دے رہی ہے اس کا شمار ممکن نہیں ہے ۔جہاں میں نعمتِ الفت اسی ہی کی ذات سے ممکن ہے۔عالم ہست میں جتنی بھی ضیا ہے اسی کے نور سے تابندہ جہاں ہے۔جتنے بھی فیضان ہیں اسی کے ہیں ۔ جس کا جو بھی سرمایہ ہے اسی کا فضل اور عطا ہے۔فہم و دانائی،تماشائے فطرت کو بینائی،دلوں کو نورِ ایمان ،نعمت حق شناسی اور انسانیت کو روشن ضمیر عطا کرنے والا وہی ایک رب ہے۔رونق بزم جہاں،مکین لامکاں،جسم وجاں،زبان ترجماں پھر حسن بیاں اور پھر شیطان کے شر سے اماں ، نصرت توکل ایماں،روزی رساں اور ایسی کئی ایک فضل وعطا کرتا ہے جو ہماری سوچ میں بھی نہیں ہوتے۔

۳,۱۳۔حامی و ناصر اورحقیقی مشکل کشا:

دنیا میں مختلف قسم کے لوگ ہیں ۔کوئی امیر تو کوئی غریب ہے مگر اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں۔ بڑائی صرف تقوی والوں کو حاصل ہے۔اللہ تعالی سب کی فریاد سنتا ہے ۔دنیا میں جہاں غریبوں کو ٹھکرا دیا جاتا ہے مگر اللہ ہی ہے جو غریبوں کی فریاد بھی سنتا ہے ، ان کی مرادیں بھی پوری کرتا ہے اوراپنے بندوں کی مددبھی کرتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

وکفی بربک ھادیا ونصیر''اورآپ کا رب ہی ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا ہے۔''۳۰۰؎

اردو حمدیہ شاعری کا یہ ایک مستقل موضوع رہا ہے ۔آزادکشمیر کے شعرا نے بھی اپنی حمدیہ شاعری کے ذریعے اپنی مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے صرف اسی کو ہی پکارا ہے۔رضوان حیدر اپنی غلطیوں پر نادم ہیں لیکن ساتھ اللہ کی عطا اور مشکل کشائی پر بھی پورا یقین رکھتے ہیں۔وہ تلمیحات کے قرینوں کا استعمال کرتے ہوئے اپنے رب کے سہارے کے طلب گار ہیں کلام ملاحظہ کیجیے:

تو نے دیا تھا نوحؑ کو طوفان میں کنارا
پروردگارِ عالم تیرا ہی سہارا
دور کر مشکلیں اتنی ہے التجا
المدد المدد المدد یا خدا۳۰۱؎

تمام تعریفیں اس مشکل کشا رب دو جہاں کے لیے ہیں جس نے تمام عالمین کو تخلیق کیا اور جوسب کا مسب الاسباب ہے۔ جو ہر مصیبت کو ٹالنے والا اور زبردست دوست ہے۔سلمان رفیق کہتے ہیں کہ دنیا کب کسی کے ساتھ کیا وفاکرے گی۔دوست وفاؤں کا کب صلہ دیتے ہیں ۔مشکل وقت میں ساتھ چھوڑ جاتے ہیں ۔یہ تو اللہ ہی ہے جو مشکل گھڑی میں ہماری سنتا ہے۔ مضمون دیکھیے:

توجہ کس کی ملتی ہے دہائی کون سنتا ہے
مصیبت کی گھڑی میں جاں سمجھالا کون کرتا ہے۳۰۲؎

گلزار حسین ساگرکے ہر دکھ کا مداوا بھی اسی اللہ کے پاس ہےجومشکل گھڑی میں اپنے بندوں کا مدد گار ہوتا ہے۔عاصیوں ، بے چاروں،مجبوروں،بے بسوں ،بے کسوں اور حاجت مندوں کا ساتھی اور ہمت وصبردینے والا وہی ایک اللہ ہے۔حقیقت میں وہی مدد گار اور حامی و ناصر ہے۔اسی کا بس آسرا ہے وہی سہارا ہے۔ ان کا حاجت روائی کا انداز دیکھیے:

عاصیوں کا وہی ہے سہارا
بے کسوں کا وہی ہے کنارا۳۰۳؎

جاوید اقبال نے بھی اس موضوع کو اپنی حمدیہ شاعری میں سمویا ہے۔بے شک اللہ پاک اپنے بندوں کی غیب سے مدد کرتا ہے۔ ان کو مصیبت سے نکال کر پستی سے بلندی

کی طرف لے کر جاتا ہے۔ وہ مسیحا ہے مومن کے لیے ، ہر اس جاندار شے کے لیے جو اس نے پیدا کی ۔وہ رحم کرنے والا مہربان ہے۔ان کے حمدیہ کلام سے گرتے ہوئے کو تھام لینے اور بگڑی بنانے کا انداز ملاحظہ کیجیے:

بگڑی ہماری بناتا ہے تو
گرئے ہوؤں کو اُٹھاتا ہے تو۳۰۴؎

پروفیسر عبدالحق مرادکہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے بندوں کو اکیلا نہیں چھوڑتا وہ ہر حال میں اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ میدان جنگ ہو یا امن ،خوشی ہو یا غم وہ اپنے بندوں کی ہر مقام پر مدد کرتا ہے۔ ارشاد ہے:

‘‘جب تم اپنے رب سے مدد کی فریاد کرنے لگے توہم نے تمھاری مدد کے لیے ہزار فرشتے بھیجے۔’’۳۰۵؎

اللہ سب کی حاجتیں سننے والا اور پوری کرنے والا ہے۔ تاریکیوں میں اجالے،پورب اور پچھم میں ضیائی کی جھلکیاں بھی اسی کی مدد سے ہیں انداز دیکھیے:

پورب میں ہے تیری ضیا، پچھم میں ہے تیری ضیا
انوار کس کے جا بجا، تیرے سوا، تیرے سوا۳۰۶؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کا بھی مشکل کشا وہی ایک اللہ ہےجو سب کی صدا سنتا اور دستِ غیب سے ہر ایک کی مدد کرتا ہے ۔وہ اللہ ایسے مدد کرتا ہے کہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔وہی اللہ ہے جوعرضِ مضطرب کی پکار سنتا ہے۔ وہ اکیلا ہی سب کی مدد گار کافی ہے۔ وہ یوں کہتے ہیں:

مالک ہر دوجہاں سنتا ہے وہ سب کی صدا
اس کے دستِ غیب سے ملتی ہے ہر اک کو مدد۳۰۷؎

ڈاکٹر فیاض یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی ذات مشکلات سے نکال سکتی ہے تو وہ صرف ایک میرے رب کی ذات ہی ہو سکتی ہے جو ہم سب کی حامی و ناصر ذات ہے۔ وہ اپنی رحمت کے صدقے سب کی مشکلات کو آسان بنا دیتا ہے۔وہ یوں مشکلات کے حل کے لیے دست دعا ہیں:

حسن ہے تیرا حقیر سا بندہ رحم تیرے کا بھکاری
رحم تیرے کے صدقے اس کی مشکل حل ہو
ساری۳۰۸؎

پروفیسر بشیر مغل کا پختہ عقیدہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ شامل نہ ہو تو ہمارا کوئی بھی معاملہ حل نہیں ہو سکتا ۔ضعیف و ناتوانی، کمزوری و بے کسی ،عاجزی و لاچاری میں خدا وندہی ہمتِ مردانہ دیتا ہے۔اس اللہ کے حکم سے ہی تمام کائنات کی پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔شعر مثال دیکھیں:

حل ہو سکے نہ کوئی معما حیات کا
تیرے بغیر کام ہمارا نہ ہو سکے۳۰۹؎

سید رضوان حیدراپنے حمدیہ شعرمیں اللہ تعالیٰ کی ذات کو مختارِ کل کہتے ہوئے رب العالمین کو یوں مشکل کشا کہتے ہیں۔بے شک وہ رب العالمین ہے۔جس طرح اللہ نے کل کائنات کو پیدا فرمایا۔ ایسے ہی وہ اللہ تمام مشکلات کو بھی حل کرتا ہے۔وہ مختار کل کی بدولت اپنے بندے کی مشکل کشائی فرماتا ہے۔ کس خوب صورتی کے ساتھ اپنے رب کی صفتِ مشکل کشائی کو بیان کیا ہے:

کسی ایک کا نہیں ہے جہاں کا خدا ہے تو
مختار کل ہے تو میرا مشکل کشا ہے تو۳۱۰؎

حکیم سید اکبر علی شاہ کو سارے سہارے عارضی اور ناپائیدار نظر آتے ہیں ۔حقیقت میں وہی سب کا مشکل کشا ہے۔جو تمام مخلوقات کی مشکلات حل کرنے والا ہے۔یقیناً وہی اللہ سب کے لیے آسانیاں اور خوشیاں پیدا کرنے والا ہے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

تو سب کا ہے مشکل کشا
یا خدا یا خدا،۳۱۱؎

ڈاکٹر مقصودجعفری کو اپنی کشتی طوفان کی تند و تیز موجوں کی نذر ہوتے دکھائی دیتی ہے اور سفینے بھنور میں ہیں۔وہ اس مشکل میں ڈرنے والے نہیں ہیں کیوں کہ ان کا رب اس طوفان کو ٹالے گا۔ وہ یوں لب سخن ہیں:

یا رب ٹلے گا سر سے یہ طوفان کس گھڑی
موجیں ہیں تند و تیز سفینے بھنور میں ہیں۳۱۲؎

بشیر صرفی ہر بلا سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اورشیطان کے بہکاوے سے بھی بچنے کی دعا خدائے حی و قیوم اور قدیم سے کرتے ہیں۔انھیں یقین ہے کہ ان کا رب ا ن کی ساری مصیبتوں اور پریشانیوں کو حل کرنے والا ہے۔شیطان کا کام انسان کو بہکانا ہے لیکن انسان کواپنے اللہ کا بھروسا ہوتا ہے ۔اسے یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کبھی بھی مایوس نہیں کریں گے۔مشکل کشائی کا دل کش انداز شعرمیں دیکھیں:

اے خدائے حی و قیوم و قدیم
سب سے بڑھ کر ہے تیرا ہی آسرا۳۱۳؎

رفیق جعفری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت ہے اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ سے لو لگائی اس نے کامیابی اور کامرانی حاصل کی۔جو بھی انسان تسلیم و رضا کا پیکر بن جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ سے رابطہ استوار کر لیتا ہے۔ اپنی ہر مشکل کے لیے اسی سے رجوع کرتا ہے تو وہ رب اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔انداز دیکھیں:

اپنی کل مخلوق سے جس کو بہت ہی پیار ہے
لو لگائی اس سے جس نے اس کا بیڑا پار ہے۳۱۴؎

خواجا محمد عارف کا اس ذات اقدس پر بھر پور عقیدہ ہے کہ وہی ذات مشکل وقت میں ہماری حامی و مددگار ہوتی ہے۔خدا تو وہ ہے جو تمام بنی نوع انسان کے مسائل کا

عقدہ کشا ہے۔اس کے سوا کون ہے جو انسان کو مشکل سے نکال سکتا ہے۔وہ تو کلیدِقفل جناں بھی ہے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

زمانے بھر کے مسائل کا ہے یہ عقدہ کشا
کلیدِ قفلِ جناں لاالہ الا اللہ۳۱۵؎

پروفیسر شفیق راجا اللہ کی ذات کو سب سے بڑا کہتے ہیں اور یوں وہ سب کا داتا اور مشکل کشا کا موضوع اپناتے ہیں۔تمام جہانوں کو پیدا میرے رب نے کیا ہے اور مسائل و مشکلات کا حل کرنے والا بھی وہی ایک ہے ۔مثال ملاحظہ کیجیے :

بڑا ہے بڑا ہے وہ سب سے بڑا ہے
وہی سب کا داتا ہے مشکل کشا ہے۳۱۶؎

پروفیسرامین طارق قاسمی کو ناخداؤں سے کوئی شکایت نہیں ہے کیوں کہ ان کا حامی و مدد گار خدا ہے۔ ویسے بھی سب کا حقیقی حامی و مدد گار خدا ہی تو ہے۔زمینی خداکسی کو کچھ نہیں دے سکتے نہ ہی کسی کے مشکل کشا ہو سکتے ہیں۔وہ اپنے اس حمدیہ شعر میں یوں لکھتے ہیں:

ناخداؤں سے نہیں مجھ کو شکایت کوئی
میرا حامی و مدد گار خدا ہے لوگو۳۱۷؎

گلزار حسین ساگر کاشمیری کا اپنے رب کریم پہ ایمان ہے کہ سب کے لیے آسانیاں پیدا کرنا اور مشکلات حل کرنا اسی ذات کا کام ہے ۔تب ہی تو وہ رنگ خزاں کو رنگ بہار میں بدلنے کی دعا کرنے کے ساتھ ساتھ سبھی مشکلوں کے خاتمے کے لیے بھی دست دعا ہے۔ وہ یو ں لب گویا ہیں:

سبھی مشکلیں میری آسان کر
میں رنگِ خزاں ہوں گلستان کر۳۱۸؎

طاہر قیوم طاہر کہتے ہیں کہ ہم تلاطم خیز موجوں میں،خدا کے آسرےپرسفینے چھوڑ دیتے ہیں کیوں کہ وہ اللہ ہمارا بھرم رکھتے ہوئے ہماری مشکلات اور بلاؤں کو ٹال دیتا ہے اور ہمارے سفینوں کو بہ حفاظت کنارے پر لگاتا ہے۔وہ یوں گویا ہیں:

پکارتا ہوں میں مشکل میں جب کبھی طاہر
بھرم وہ رکھتا ہے مشکل کو ٹال دیتا ہے۳۱۹؎

ڈاکٹر امتیاز عباسی نے اپنے کلام میں اس موضوع کوخوب اپنایا ہے۔کہتے ہیں کہ تما م مشکلات کی کنجیاں میرے مشکل کشا کے پاس ہیں۔ہر مشکل کو آسان کر نا صرف اسی کے بس میں ہے۔وہی مشکلات اور مصائب کو آسان کرنے والا ہے۔ شعر دیکھیں:

جب بھی مشکل کوئی راہ میں آگئی
پایا تجھ کو ہی میں نے مشکل کشا۳۲۰؎

ہم سب اسی ایک اللہ کے محتاج ہیں جو ہماری حاجتوں اور ہماری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ اللہ پاک کو حاجت روا بھی کہا جاتا اور مانا جاتا ہے۔صرف وہی ہے جو غنی اور سب سے مستغنی ہے۔ وہی لائق حمد ہے۔اس کے لیے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔آزاد کشمیرکی اردو حمدیہ شاعری میں اللہ کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کا موضوع جا بجا ملتا ہے۔ان کا یقین ہے کہ ہمارے تمام معاملات اور دکھوں کا مداواسی اللہ کے پاس ہے جو ہم سب کا حامی و مددگار اور مشکل کشا ہے۔

۳,۱۴۔اللہ تعالیٰ حقیقی حاکم اور ابدی حیثیت کا مالک:

کل کائنات کو فنا حاصل ہے۔بقا اور ابدی حیثیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے ۔ساری دنیا پر اسی کا حکم واجب العمل ہے۔اس کے سوا جو بھی ہستیاں ہیں ان کی سب کی زندگی مستعار ہے۔ارشاد ہے :

ترجمہ:''اس ذات کے سوا جو کچھ ہے سب فناہونے والا ہے۔''۳۲۱؎

اردو حمدیہ شاعری میں تواتر کے ساتھ یہ موضوع استعمال ہوا ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اپنی حمدیہ شاعری میں اس موضوع کو موضوع سخن بنایا ہے۔ڈاکٹر فیاض نے بھی اس موضوع کو خوب صورتی کے ساتھ برتا ہے ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات صرف اسی کے زیر حکم ہے ۔اسی کا حکم چلتا ہے اور اسی کی طرف ہم سب لوٹائے جائیں گے۔وہ کہتے ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ،پتا پتا اور بوٹا بوٹا اپنے خالق کے حکم کے تابع ہے :

کائنات کا ذرہ ذرہ حکم خدا ہی مانے ہے
پتا پتا بوٹا بوٹا اسی کا حکم ہے جانے ہے۳۲۲؎

زاہد کلیم کا عقیدہ ہے کہ ساری کائنات کی تخلیق بھی اسی کی ہے اور حکم وفرمان بھی اسی کا ہے ۔کون و مکاں کا مالک و مختار بھی اللہ ہی ہے ۔اسی ہی کی ذات کے جلو میں یہ کائنات ہے ۔مثلاً وہ یوں اس موضوع کو اپنا رہے ہیں۔شعر ملاحظہ کیجیے:

کون و مکاں کی مالک و مختار،تیری ذات
تیری ہی ذات کی ہے جلو میں یہ کائنات۳۲۳؎

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد نے اپنے کلام میں اس موضوع کو جابجا اپنایا ہے ۔مثلاً وہ ذیل کے شعر میں جہاں انھوں نے خالق ، معبود اور رب ذوالجلال مانا ہے وہاں ذات لازوال اور قائم و دائم رہنے والی ذات بھی کہا ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

اے مرے خالق مرے معبود رب ذوالجلال
قائم و دائم فقط تیری ہی ذات لازوال۳۲۴؎

محمد خلیل ثاقب کو بھی ہر چیز میں اسی کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اور اسی کے حکم سے کائنات کا سلسلہ رواں دواں ہے۔ایک ربط ، ایک روانی،ایک نظم و نسق اس کے نظام میں موجود ہے۔وہ دن رات کو بھی اسی کے حکم کے یوں تابع قرار رہے ہیں:

ہر چیز میں موجود ہے جلوہ اسی کی ذات کا
قائم ہے جس کے حکم سے یہ سلسلہ دن رات کا۳۲۵؎

پروفیسر بشیر مغل نے احد ،واحد،یکتا،لایموت اور قدیم کے الفاظ اپنے رب کے لیے استعمال کیے ہیں۔ بقا بھی اسی ہی کی قدرت ہے ۔دنیا میں جو کچھ ہے وہ ناپائیدار ہے سوائے رب کائنات کے ۔ہمیشہ رہنے والی وہ ایک ہی ذات ہے۔ وہ یوں کہتے ہیں:

احد و واحد و یکتا و لایموت و قدیم
بقا تیری ،تیری قدرت، خدا ہے نام تیرا۳۲۶؎

رفیق جعفری نے اس موضوع کو اپنے حمدیہ کلام میں برتتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کسی سہارے کے بغیر قائم و دائم ہے ۔اسے کسی کے مشورے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔سب تخلیق ،کل ملائک،مرسلین اور انبیاءاسی ذات کے تابع ہیں :

مشورہ دینا تجھے کب ہے کسی کا اختیار
تیرے طابع کل ملائک،مرسلین،سب انبیا۳۲۷؎

بشیر صرفی کے ہاں بھی یہ موضوع موجود ہے۔ جس میں وہ خدائے لایموت ولایزل سے مخاطب ہیں ۔وہ یوں ہر شے کو فنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے بقا کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔بے شک ہر شے کی حیثیت عارضی ہے ۔شعری مثال دیکھیں:

اے خدائے لایموت ولایزال
ہے فنا ہر شے کو اور تجھ کو بقا۳۲۸؎

پروفیسر بشیر مغل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کاآغاز کوئی ہے نہ کوئی انجام۔وہ ہمیشہ ہے ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔یوں لب سخن ہیں :

ازل کہاں ہے تری ذات کے لیے ابد ہے کہاں
کہیں پہ قصہ حد ہو تو تیری حد ہے کہاں۳۲۹؎

پروفیسر شفیق راجا جب کائنات پہ نگاہ دوڑاتے ہیں توانھیں ابتد اور انتہا اسی ذات کی شان نظر آتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ وہی ابتداور انتہا جیسی خصوصیات کی صفات رکھتا ہے۔وہ یوں لب گویا ہیں:

ہے ترے ہی نام سے ابتداءتری شان جل جلالہ
ہو ترے ہی نام سے انتہا تری شان جل جلالہ۳۳۰؎

سیدہ حنا بابرعلی کو ہر سو اسی کا کمال نظر آرہا ہے ۔تمام زندگیاں بھی اسی کے حکم اور اختیار کے تابع ہیں۔زندگی اور موت کا بھی وہی مالک ہے۔شاعرہ بھی اسی کے حکم سے زندہ ہیں‌کل کائنات اپنے متعین کردا وقت کے لیے ہے۔ وہ کہتی ہیں:

تیرے حکم سے زندہ ہوں
تیرا کمال رہے ہر سو ۳۳۱؎

خواجا محمد عارف ہر چیز کو ماسوائے خدا فنا کہہ رہے ہیں۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے۔حقیقی حکمیت اور ابدی حیثیت صرف رب کائنات کی ہی ہے۔ماسوائے خدا سب کچھ فانی ہے۔وہ زندہ تھا،زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔شعر ملاحظہ ہو:

وہ زندہ تھا ،زندہ ہے ،زندہ رہے گا
کہ فانی ہے جو ماسوائے خدا ہے۳۳۲؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہرنے اپنے حمدیہ شعر میں ازل اور ابد کی حقیقت کو بیان کیا ہے اورحقیقت یہی ہے کہ ازل اور ابد صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔رب تو ازل اور ابد کی حدوں سے مبرا ہے ۔اس کی حیثیت تو دائمی اور ابدی ہے۔وہ کہتے ہیں:

ہر سو ازل تا ابد جلوہ گر ہے تو
حق تو یہ ہے کہ دونوں سے باہر ہے تیری ذات۳۳۳؎

جابر طور آزاد کہتے ہیں یہ جو کائنات رقصاں ہے ۔اسی اللہ کے حکم سے ہے جو دل فگاروں کے لیے باعث سکون و اطمینان ہے۔دنیا کو تخلیق بھی اسی ایک اللہ نے کیا اور دنیا کا نظام و انصرام بھی اسی ایک کے حکم سے رواں دواں ہے۔ وہ یوں گویا ہیں:

ترے ہی حکم سے یہ کائنات رقصاں ہے
سکون بخشے ترا ذکر دل فگاروں کو۳۳۴؎

پروفیسر عبد الحق چودھری کا یہ کہنا درست ہے کہ قیام و قعود، نزول و صعودصرف خدائے برتر کے لیے ہے ۔وہی ایک ہستی ہے جو قائم ودائم ہے اور ہر چیز اس ذات کے آگے سر بسجود ہے۔کس خوب صورتی سے اس حقیقت کو انھوں نے شاعری کا روپ دیا ہے:

قائم و دائم ہے تیرا وجود!
تیرے آگے ہر شے ہے سر بسجود۳۳۵؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہر کو ازل اور ابد کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی نظر آرہی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر چیز میں اسی پاک ذات کی ربوبیت کا نشان موجود ہے۔لیکن سب چیزوں کو فنا حاصل ہے سوائے میرے رب کے۔وہ کہتے ہیں:

ازل بھی تیرا ہے،ابد بھی ترا ،حقیقت ہے
ہر ایک چیز ہے تیری ربوبیت کا نشاں۳۳۶؎

گلزار حسین ساگرکاشمیری اللہ تعالیٰ کوبصیر،خبیراورقادر کہتے ہوئے اس حقیقت کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس پاک ذات کے حکم کے بغیر ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا ۔ہمارے اختیارات صرف امانت کے طور پر ہمیں دیے گئے ہیں۔انداز دیکھیے:

بنا حکم تیرے نہیں ذرہ کو حرکت
بصیر و خبیر و قادر ہے یا رب۳۳۷؎

خواجا محمد صادق ڈار نے اپنے شعر میں اللہ تعالیٰ کو ازل سے قبل اور ابد کے بعد کی حقیقت کہا ہے اور رب ذوالجلال کے سوا سب کچھ فنا ہے۔صرف اللہ ہی کا نام رہے گا ۔اسی کی حیثیت رہے گی۔وہ اس خیال کو یوں بیان کرتے ہیں:

تو موجود تھا ازل سے قبل تو موجود ہو گا ابد کے بھی
بعد
تیرے سوا باقی سب کچھ فناسبحان اللہ بحمدہ۳۳۸؎

ڈاکٹر مقصود جعفری نے اپنے حمدیہ شعر میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ کب کسی کا نسب باقی رہے گا ،باقی رہنے والی تو صرف اور صرف اللہ پاک کی پاک ذات ہے ۔وہ یوں اپنے رب کو حقیقی حاکم اور ابدی حیثیت کا مالک کہہ رہے ہیں:

کسی کا کب نسب باقی رہے گا
فقط اک نامِ رب باقی رہے گا۳۳۹؎

زمین و آسمان میں جتنی بھی مخلوقات ہیں ان پر کسی کو سوائے اللہ پاک کے ذرہ برابر بھی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی اللہ سبحان تعالیٰ کو اپنے کاموں میں کسی کی شرکت اور مدد لینے کی ضرورت ہے۔حقیقی حاکم وہی ہے اور ابدی حیثیت اسی ایک میرے اللہ کو حاصل ہے۔آزاد کشمیر کے حمدیہ کلام میں اس موضوع کو بھر پوراپنایا گیا ہے ۔

۳,۱۵۔خدا کی نشانیوں کا ذکر:

تمھارارا خدا ایک ہی خدا ہے،۔اس رحمان و رحیم کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں ہے۔ اس حقیقت کو پہچاننے کے لیے یہی کافی ہے کہ آسمان و زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے مسلسل ایک دوسرے کے پیچھے آنے میں، ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے سمندروں میں چلتی ہیں، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ تعالیٰ بلندی سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اسی سے زمین میں ہر قسم کی جان دار مخلوقات پھیلاتا ہے۔ہواوں کی گردش اور ان بادلوں میں جو زمین اور آسمان کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھ دیے گئے ہیں۔ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وہی اللہ ہے جس نے تمھارے لیے آسمان سے پانی اُتارا جس کو پیتے ہو اور اسی سے درخت پیدا ہوئے جن کو چراتے ہو۔ تمھارے واسطے اسی زمین سے کھیتی ، زیتونِ کجھوریں ، انگور اور ہر قسم کے

میوے اُگاتا ہے۔ اس میں غور کرنے والوں کے لیے خدا کی نشانیاں ہیں۔''۳۴۰ ؎

اردو شاعری میں اس موضوع کے حوالے سے ایک دقیع سرمایہ موجود ہے۔آزاد کشمیر کی حمد گوئی میں بھی اس موضوع کو جا بہ جا برتا گیا ہے۔پروفیسر عبد الحق مرادکا کہنا خوب ہے کہ دنیا کی بہت ساری چیزیں ہمیں اللہ کے ہونے کا احساس دلاتی ہیں:

موتیا میں، سنبل و ریحان میں
نیلم و یاقوت میں مرجان میں
مرغزار و کھیت میں، کھلیان میں
اور سمندر، ریگ و گلستان میں
بعید از گماں اس کا دیدار ہے
مگر ہر کہیں اُس کا اظہار ہے۳۴۱ ؎

جاوید اقبال اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ ہر وقت موجود ہے۔ جن آنکھوں نے اللہ تعالیٰ کے حسن کو ہر چیز میں چھپا ہوا دیکھ لیا پھر اس کی آنکھوں میں کسی اور کا حسن جگہ نہیں پا سکتا۔ دیکھا جائے تو کائنات کے ذرے ذرے میں اسی وحدہ لا شریک کے نور کے جلوے نظر آتے ہیں۔ان کوپتوں میں، اشجار میں ، پھولونمیں ،خار میں ،پت جھڑ میں ، بہار میں ،ویرانے میں اورسبزہ زار کے ساتھ ساتھ ہر چیز میں خدا کے نشان معلوم ہوتے ہیں

ہر پتے میں تو اشجار میں تو
ہر پھول میں توخار میں تو
پت جھڑ میں تو بہار میں تو
ویرانے میں تو سبزہ زار میں تو۳۴۲ ؎

بشیر چغتائی کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی کار فرمائی نظر آتی ہے ۔ہر چیز اس کے وجود کا احساس دلاتی ہے ۔وہ بادلوں کا گرجنا، وہ بجلی کا کڑکنا، وہ بارش کا برسنا، پھولوں کا کھلنا اور مہکنا، پرندوں کا چہچہانا، دن اور رات کا آنا جانا یہ سب کس کے ماتحت ہیں؟جب یہ سوال پیدا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل کا کن فیکون یاد آتا ہے ۔ارشاد ہے:

'' تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے ۔تو ہی بے جان سے جان دار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان اور توہی جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔'' ۳۴۳ ؎

وہ یوں کہتے ہیں:

وہی رات میں وہ سحر میں ہے
وہی دن کی تیز تپش میں ہے

وہی پھول میں وہی خار میں
وہی خوشبو کی روش میں۳۴۴؎

محمد سلیم عباسی نے نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیوں کا ذکر کیا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق کیا اور اس میں خوب صورتی بھرنے کے لیے اللہ نے اس میں چاند ، ستارے، فلک شگاف آسمان، چرند، پرند، پودے، پھول بنائے، اللہ تعالیٰ کی اس تخلیق نے کائنات میں مزید خوب صورتی میں اضافہ کر دیا۔ گویا خدا کی ہر تخلیق بے مثال ہے ۔ چمکتے چاند، ستارے، ہوئیں،فضائیں، دن کی روشنی اور رات کا اندھیرا یہ سب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہی تو ہیں:

مہکی ہوئی ہوائیں
نکھری ہوئی فضائیں
گلزار بہاریں
کہسار آبشاریں
مہتاب اور ستارے
دریا بھنور اور کنارے
اڑتے ہوئے پرندے
یہ رینگتے چرندے۳۴۵؎

ارشاد گرامی ہے :

''اور تمھارے لیے مویشوں میں بھی عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم تمھیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے نہایت خوش گوار ہے۔''۳۴۶؎

خان محمد بدر چوہان پونچھی شبِ غم میں چمکنے والے جگنو کو یوں اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کا نشان کہہ رہے ہیں کہ ہر چیز اپنے بنانے والے کا پتا بتا رہی ہے۔

شب غم میں جگنو چمکتے ہیں کیسے
تیرے جلووں کے یہ نشاں اللہ اللہ۳۴۷؎

خواجا محمد عارف کی حمدیہ شاعری میں جابجا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور جلوؤں کا ذکر ملتا ہے ۔اللہ تعالیٰ کی بیش تر تخلیقات متضاد ہیں۔ جیسے پھول کے ساتھ کانٹے، رات کے ساتھ دن، غم کے ساتھ خوشی۔ یہ تمام چیزیں ہر چیز ما سوائے اللہ کی بے ثباتی کا درس دیتی ہیں ۔رہنے والی ذات صرف اور صرف خداوحد ہ لا شریک کی ہے جو کل جہانوں کا پالن ہار ہے۔انسانوں، باقی مخلوقات کو اللہ نے ان کی اصلیت دکھانے کے لیے ان کو زندگی کے بعد موت دی۔ انھوں نے جا بجا اللہ کی نشانیوں کا ذکریوں کیا ہے۔

کیسے پھوٹے گل و خار اک شاخ سے
کرد گارِ بہار و خزاں کون ہے۳۴۸؎

جہانگیر احمد عامر نے بھی اپنی حمدیہ شاعری میں اللہ تعالیٰ کی کئی نشانیوں کا تذکرہ کیا ہے ۔مثلاً زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب خدا کی نشانیاں ہیں ۔ یہ چر ند، پر ند سورج ،چاند ،ستارے، درخت۔انسان، حیوان سب کچھ خدا کی نشانیاں ہیں۔ خداکی نشانیوں کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت ملاحظہ ہو۔

ترجمہ: ''اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب خدا کی نشانیا ں ہیں۔ ''۳۴۹ـــ

وہ دیگر تخلیقات کے ساتھ ساتھ آسمان کے سارے ستاروں،سیاروں اور کہکشاں کو اللہ کی ہی رنگ ونور کی محفل قرار دے رہے ہیں:

تیرے کرم سے رنگ و نور کی ہے محفل
آسمان پہ ہیں جتنے ستارے درخشاں ۳۵۰ـــ

فیصل محمود کو ہر چیز میں اللہ کی حکمت اور کاری گری نظر آرہی ہے، مثلاًسمندروں، بادلوں، ہواوں، بارشوں، برف، جھیلوں ، دریاوں اور دیگر تمام چیزوں میں خدا کے نشانات موجود ہیں۔وہ اپنے ذیل کے شعر میں یوں بیان کر رہے ہیں:

میں تھا جو محوِ سفر اک نشاں کے لیے
ہر اک شے میں تیرا نشاں اے خدا، ۳۵۱ـــ

محمد یعقوب شائق اپنی حمدیہ شاعری میں اونچے اونچے پربت، بے کراں سمندر ، اپنی دھن میں مگن بہتی چلی جانے والی ندیاں، چمن زار ،بیاباں، دشت ،تتلیاں،نسیم صبح کی نغمگی اور حرا کی شوخ بلندیوں کو اللہ تعالیٰ کے نشانات کہتے ہیں مثلاً:

یہ چمن یہ پھول یہ وادیاں یہ ہوا یہ رات یہ کہکشاں
یہ صبا یہ دشت یہ تتلیاں یہ زمین یہ جلوہ آسماں
یہ نسیم صبح کی نغمگی وہ ہے مہر وماں کی
یہ حرا کی شوخ بلندیاں وہ فراز طور ہے سو
فشاں ۳۵۲ـــ

اشرف نقوی حمد باری تعالیٰ میں قدرت کے رنگوں کو یوں بیان کر رہے ہیں۔قدرت کے جتنے بھی رنگ جو کہیں بھی دکھائی دے رہے ہیں،وہ سب رنگ میرے اللہ ہی کی نشانیاں ہیں۔سارے رنگوں کا اصلی سرچشمہ تو حقیقت میں وہی ایک ذات ہے:

تیری قدرت سے کچھ نہیں باہر
ہے مکاں تیرا، لامکاں تیرا ۳۵۳ـــ

جاویدالحسن جاوید نے بھی اپنے جذبات کو شعری قالب میں یوں ڈھالا ہے۔خوش گوارچاندنی،خوش جمال دھوپ،موج ابر رواں،صبح و شام کے سلسلے،ماہ سال کی

گردشیں اور ہماری زندگی وموت کے سارے ولولے اسی کی ہی تو نشانیاں ہیں۔ان تمام نشانیوں کا حقیقی منبع تو ہی ہے۔خوب صورت کلام ملاحظہ کیجیے:

کہیں پیار کی ہیں لطافتیں ،کہیں نفرتوں کی روائتیں
کہیں سوز عشق کی رفعتیں،کہیں جبرو ظلم کی پستیاں
کہیں خوشگوار سی چاندنی،کہیں خوش جمال سی دھوپ
ہے
کہیں لو میں جھلسے ہوئے بدن ،کہیں موج ابر رواں
دواں
وہی صبح و شام کے سلسلے ،وہی ماہ وسال کی
گردشیں
وہی زندگی کے ہیں ولولے وہی رقص موت کی
سسکیاں۳۵۴ے

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کو ذرے ذرے میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ بادلوں کی سرسراہٹ میں، پہاڑوں کی خموشی میں،گھٹاوں کی چالوں میں ،سورج کی حدت وتمازت میں اورچاند کی میٹھی میٹھی اور ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی میں اسی ایک کا حسن و جمال ہی تو ہے،پھر بھی جو اسے نہیں پہچان سکتا تو وہ حقیقت میں بد نصیب ہے۔شعری مثال دیکھیں:

جو تجھے پہچان نہ پائے رہے وہ بد نصیب
ذرے ذرے میں اجاگر ہے تیرا حسن و جمال۳۵۵ے

محمد خلیل ثاقب کی حمدیہ شاعری اللہ تعالیٰ کے کئی رنگوں سے مزین ہے۔ انھیں ایک ایک ادا اور ایک ایک رنگت وصورت میں اس رب کائنات کی نشانیاں دکھائی رہی ہیں جوان سب کا خالق ومالک ہے۔کس دل کشی سے وہ اپنے رب کی دل کش نشانیوں کا ذکر کر رہے ہیں،شعر دیکھیں:

ہر شے میں تیرا نور ہے ہر ذرہ مثل طور ہے
کونا کونا دو جہاں کا بقعہ انوار ہے۳۵٦ے

خواجا محمد صادق ڈار کے حمدیہ موضوعات میں اسی رب کی حکمتوں کی نشانیوں کا ذکر ہے ۔ہر شے اپنے بنانے والے کا اظہار کر رہی ہے۔اس کی حکمت ،کارسازی اور کارگری اس کی ہر چیز میں دکھائی دے رہی ہے۔ہر شے کا مولا وہی ۔شعر ملاحظہ کیجیے:

ہر شے سے ہے تیری قدرت عیاں ہر شے میں ہے
تیری حکمت نہاں
ہر شے کا مولا سب کا الہٰ سبحان اللہ بحمدہ۳۵۷ے

پروفیسر بشیر مغل جہاں سارے چمن کے رنگوں کو اسی کی حکمت کہہ رہے ہیں وہاں پھولوں کو ادائے دلبری ،گلستانوں کو دلکشی ورعنائی، پہاڑوں، پربتوں اور سمندورں کو خاموشی کا اعجاز بھی بخشنا اسی ذات کی حکمت اور نشانیاں ہیں۔وہ یوں گویا ہیں:

چمن اس کا ہے صحرا اس کا ہے گل اس کا خار اس کا
صناعت کا ہے ہر اک نقش نقشِ طرح دار اس کا۳۵۸ے

عزیز رحیم میرڈورسی کوصحراوں اور بیابانوں کے سناٹے میں، مخلوقات کی اداؤں اور نزاکتوں میں بھی اس غیر حادث اور ازلی کی نشانیاں نظر آرہی ہیں۔روشنی اور اندھیرا،وقت کی رفتار اور سورج میں بھی تو اللہ پاک کی نشانیاں موجود ہیں۔شعر دیکھیں:

تو ہر سو اندھیرا بکھر جائے ہے
نہ کوئی کسی کو نظر آئے ہے
معین وقت اور رفتار سے
نکل آئے سورج بڑے پیار سے۳۵۹ے

بشیر صرفی جہاں گلستان کی دل ربائی ، پھولوں کی دل کشی و دلبری ،گردش لیل ونہار ، حجر وشجر کی رنگت وصورت، تنکوں، ذروں کی تہوں ،سمندورں ،ندیوں کی لہروں اور فضاوں کی ترنگوں کو رب کائنات کی نشانیاں کہہ رہے ہیں:

ذرے ذرے میں فقط تیرا ظہور
ذرہ ذرہ ہے ترا جلوہ نما۳۶۰ے

ڈاکٹر مقصود جعفری کو پھولوں میں اللہ تعالیٰ کی اداؤں کا رنگ اور تاروں کے حسن میں بھی اسی کے جمال کے جلوے نظر آرہے ہیں۔یقیناً یہ سب رنگ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جو اس نے اپنی حکمت اور کاری گری سے ہمارے سامنے رکھ دی ہیں تاکہ ہم اس کی ذات کا ادراک کر سکیں۔خوب صورت شعر اور خوب صورت انداز دیکھیں:

پھولوں میں بھی تمھاری اداؤں کا رنگ ہے
تاروں کے حسن میں بھی تمھارا جمال ہے۳۶۱ے

خان بدر چوہان پو نچھی کہتے ہیں کہ کوہ ودمن،چرند و پرند،حور و ملک،چاند اور سورج کی چمک بھی اہل عقل کے لیے کھلی نشانیاں ہیں۔یہ سب نشانیاں اپنے بنانے والے کا کھل کر اظہار کر رہی ہیں۔انھوں نے یوں اس موضوع کو سمویا ہے:

یہ کوہ دمن بھی دکھائے تو نے
چرند و پرند بھی اڑائے تو نے
حور و ملک بھی جوائے تو نے
یہ چاند اور سورج چمکائے تو نے۳۶۲ے

پروفیسرمقصودحسین راہی کو زمین و زماں ،مکین و مکاں ،خزاں و بہار حتیٰ کہ اس کار گاہِ ہست کی ہر شے میں رب کائنات کے نشان دکھائی دے رہے ہیں۔انھوں نے اپنی حمدیہ شاعری میں یوں اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کو موضوع بنایا ہے:

اس کے زمین وزماں اور اس کے مکیں ومکاں
اس ہی کی شان سے یہ خزاں و بہار ہے
اس کار گاہِ ہست کی ہر شے سے تو عیاں
میرے دل حزیں کی نگاہوں کو دیکھ لے۳۶۳ے

بشیر مغل کہتے ہیں کہ نیلگوں آسمان ، نغمگی حق سے لبریزفضائیں، وسیع وعریض دھرتی، چمکتا سورج ، چاندنی میں نہایا ہوا یہ چاند،فضائے بسیط میں ٹمٹما کر اپنے وجود کا احساس دلانے والے ستارے، خلا میں تیرنے والی کہکشائیں،نغمگی حق سے لبریز فضائیں،ہواؤں کے دوش پراڑان بھرنے والے با د ل گھٹائیں اور چمن کے پھول غرض ہر شے میں اسی ذات کا افسانہ موجود ہے:

اک نغمگی حق سے لبریز فضائیں ہیں
ہے حال یا قال ترا ہے کیف یا کم تیرا
بے چون و بے چند کا افسانہ اسے کہیے
ہر شے کے جو ماتھے پر ہے حرف رقم تیرا۳۶۴ ؎

جمیل احمد کو یوں ذرے ذرے اورشش جہات رب کائنات کی نشانیاں اور اسی ذات کے جلوے دکھائی دے رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے کل کائنات تخلیق کی اور کل کائنات ہی اس اللہ کے نشانات سے بھر ی پڑی ہے۔وہ یوں شعر میں اس موضوع کو اپنا رہے ہیں:

ذرے ذرے میں تیرا جلوہ تھا
زلف بکھری تھی چار سو تیری۳۶۵ ؎

ایازاحمد عباسی اللہ تعالیٰ کی ذات کو طاقت کا سر چشمہ قرار دیتے ہیں۔ ذرے ذرے میں اس ذات کی جھلک دیکھ رہے ہیں۔ بے شک ذرے ذرے میں اسی ایک کی جھلک موجود ہے۔ذرہ ذرہ اس کی حکمت اور اس کے ہونے کا پتا بتا رہا ہے۔شعر دیکھیں:

ذرے ذرے میں جھلکتا ہے تو
تو ہی سر چشمہ قوت اے خدا۳۶۶ ؎

عابی عالم چودھری اللہ تعالیٰ کی ذات کو سو نشانوں میں بے نشان کہتے ہوئے اسی کی حکمت اور کاری گری کے چار سو جلوے دیکھ رہی ہیں۔یقینا چار سو جلوے ، دل کش ادائیں ،فضائیں اور رنگ اسی کے نشانوں کے مظاہر ہیں۔شعر تو دیکھیں:

اے مالک ارض وسما
تیرے نام سے کروں میں ابتدا
تجھے دیکھ میں پاتی نہیں
ہے چار سو جلوہ تیرا۳۶۷ ؎

ڈاکٹر نازیہ نیازکو ہر طرف اسی خدائے برتر کے جلوؤں نظارے دکھائی دے رہے ہیں ۔مثلاًآسمان و زمین کی ساخت ، رات اور دن کی گردش،سمندر، دریا اور بحری جہاز،واٹر سائیکل،ایکو سسٹم ودیگر تخلیقات اور اتنا خوب صورت ڈیزائن خود بخود تخلیق ہو گیا کیا؟بے جاں زمین سے ہر جان کا پیدا ہونا یہ سب عقل مندوں کے لیے اس پاک ذات کی نشانیاں ہیں۔شعر ملاحظہ کیجیے:

بے جاں زمیں سے پیدا کیا ہر اک جان کو
اس میں ہر عاقل کے لیے نشانی ہے،یہ بھی تیری شان
ہے۳۶۸ ؎

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں ،رات اور دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقل مندوں کے لیے کھلی نشانیاں موجود ہیں ۔ زمین سے آسمان تک جتنی بھی مخلوقات ہیں اور جتنے بھی ذرات ہیں، سب اسی رب وحدہ لاشریک کی تخلیق اور اسی کی نشانیاں ہیں جو سارے جہان کا خالق و مالک ہے۔دھند کے ہالے،برف کے گالے،بدلیوں کی چھائیں،بارش کی بوندیں ،شبنم کے قطرے، ٹھنڈی ہوائیں ،بھیگی فضائیں،چلچلاتی دھوپ ،گرم ہوائیں،دریاؤں کی روانی،ندی نالوں کے پانی ، آندھیاں، طوفان، جنگل، ویران، زمین، آسمان،کھیت،کھلیان،آبشاریں،بہاریں، خزائیں ،کھکھلاتے قہقے، اڑتی ہوئی دھون،لہلہاتے پھول،بجلی کی کڑک،رنگوں کی دھنک، تاروں کی روشنی،کلیوں کی تازگی،بلبل کی چہک،صحرا ،ہر بستی،گاؤں،میدان مرغزار ،مے خانے، دربار ، خانقائیں ، ٹیلے اور پہاڑ سب اللہ ہی کی تو نشانیاں ہیں۔آزاد کشمیر کی اردوحمدیہ شاعری میں جابجا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور جلوؤں کا ذکر موجود ہے۔

۳,۱۶۔مالکِ یوم الدین:

مالک یوم الدین اللہ رب العزت قیامت کے دن کے مالک ہیں۔ ایک دنیا ہے اور ایک آخرت ہے۔ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے۔ انسان دنیا میں اپنی حیثیت سے عمل کرتا ہے اوراللہ تعالیٰ آخرت میں اپنی شان کے مطابق جزا دیں گے۔قیامت دو طرح کی ہے۔ قیامت صغریٰ۔ موت سے لے کر حشر تک یہ قیامت صغریٰ ہے اور ایک ہے قیامت کبریٰ۔ حشر کے بعد قیامت کبریٰ ہے۔قیامت صغریٰ میں کیا ہوتا ہے۔؟ قیامت کبریٰ میں کیا ہوتا ہے۔؟ دونوں میں فرق کیا ہے۔؟ قیامت صغریٰ موت کے بعد سے لے کر حشر تک۔نہ آدمی جنت میں جاتا ہے۔نہ جہنم میں جاتا ہے۔ آدمی اپنی قبر میں رہتا ہے۔ اگر یہ نیک ہے تو جنت کا دروازہ کھلتا ہے۔ اگر یہ برا ہے تو جہنم کا دروازہ کھلتا ہے۔قیامت کے دن حساب کتاب بھی چوں کہ تفصیلاً ہے۔تو اس میں دخول نار یا دخول جنت کا فیصلہ ہوگا اور قبر میں حساب کتاب بھی اجمالاً ہے۔ اس میں جزا بھی اجمالاً ہے۔ مالک یوم الدین اللہ قیامت کے دن کا مالک ہے۔

مالک یوم الدین کا موضوع اردو حمدیہ شاعری کا ایک مستقل اور بنیادی موضوع رہا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں بھی اس موضوع کو عقیدت کے ساتھ برتا گیا ہے۔ عزیز رحیم میرڈورسی اپنے حمدیہ کلام میں یوں گویا ہیں:

ہے لائق حمد کے رب العالمین
جو ہے بادشاہ مالکِ یوم الدین۳۶۹ے

قر آن مجید میں اللہ رب العزت نے مالک یوم الدین فرمایا ہے۔ قاضی یوم الدین نہیں فرمایا۔ اللہ قیامت کے دن فیصلہ مالک بن کر کریں گے۔ جج بن کر نہیں ۔ڈاکٹر عبد الرحمن عبدمیدان حشر میں اللہ تعالیٰ کے مالک یوم الدین ہونے پر یوں گویا ہیں:

آئیں گے میدانِ محشر عبد بھی اللہ بھی

پھر ضرورت طور کی نہ ارنی کا سوال۳۴۰ ؎

محمد خلیل ثاقب کوقیامت کے دن اپنے اللہ کی مہربانی پر پورا یقین ہے کیوں کہ قیامت کے دن آپﷺ ہماری سفارش فرمائیں گے ۔ان کا یہ ایمان ہے کہ قیامت کا دن سزا و جزا کا دن ہے اور اس سزا و جزا کا حقیقی مالک اللہ ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

مجھے امید بخشش ہے قیامت میں
نبی میرا شفیع المزنبین۳۴۱ ؎

خواجا محمدصادق ڈار کہتے ہیں کہ چوں کہ اللہ جج نہیں ہوں گے بلکہ اللہ مالک ہوں گے۔تب بھی دل چھوٹا نہ کریں۔ ہم نے جج کی عدالت میں نہیں جانا۔ مالک کی عدالت میں جانا ہے۔ مالک اپنے قانون شاہی کو دیکھ کے معاف فرمادیں گے۔وہ یوں گویا ہیں:

اے خدا اے خالقِ ارض وسما سبحان اللہ وبحمدہ
تیری شان مالکِ روزِ جزا سبحان اللہ وبحمدہ۳۴۲ ؎

سید رضوان حیدربخاری حشر کے دن مالک یوم الدین سے یوں دستِ دعا ہیں۔آخرت کا دن ایسا دن ہوگا کہ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہو گا۔صرف مالک کے ہی کرم سے عاصیوں کے لیے بچت ہو گی۔انھیں رب کی ذات پر مکمل ایمان ہے۔شعر دیکھیں:

بروزِ حشر نہ ہوں عاصیوں کے جھرمٹ میں
میرے خدا مجھے اپنے شمار میں رکھنا۳۴۳ ؎

بشیر صرفی کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک یوم الدّین ہے ۔اس دن اقتدار اور اختیار صرف خدا کو یعنی اس کے قوانین کو حاصل ہوگا اور اس دن انبیاءبھی بخشش کے طالب ہوں گے۔وہ مالک یوم جزا اور کبریا سے بخشش کے لیے دست دعا ہیں۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

تو ہی مالک قیامت کے ہے روز کا
تجھ سے بخشش کے طالب ولی انبیا
اے دلوں کے پھیرنے والے خدا
مالکِ یوم جزا،اے کبریا۳۴۴ ؎

گلزار حسین ساگر روز محشر کی کیفیت اور نفسا نفسی کی کیفیت یوں بیان کر رہے ہیں کہ قیامت کے دن تمام بنی نوع انسان انتہائی مشکلات میں ہوں گے ۔صرف آپ کی پکار امید کی کرن بن کر لوگوں کے دلوں میں خوشی پیدا کرے گی۔انھوں نے اپنے اشعار میں یوں اس کیفیت کو بیان کیا ہے:

روز محشر کو جب امتیں ہوں کھڑی
بارگہ میں پیغمبر، فرشتے سبھی
آپ کا امتی کہہ اٹھے برملا
لاالہ، لاالہ، لاالہ، لاالہ۳۴۵ ؎

سیدہ حنا بابرعلی روزِ حشر کے دربار کا ذکریوں کرتی ہیں یقیناً وہ دربار ایسا دربار ہو گا جس کا ذکر قرآن مجید میں جا بہ بجا موجود ہے۔ہمیں اپنی زندگی کا حساب دینا ہو گا۔مشکل کی اس گھڑی میں وہی اللہ ہماری مدد کر سکتے ہیں۔شعر ی مثال ملاحظہ ہو:

تیرا دربار ہو گا روزِ حشر
ہم کہ سجدے بھلا نہیں سکتے۳۷۶؎

میجررفیق جعفری کو مالک یوم الدین پر پورا یقین ہے کہ اس ذات کی بخشش کے سامنے ہمارے گناہوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ ذکر کو اپنی کامیابی کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں۔یہی ذکر اور وظیفہ ہماری کام یابی اور کامرانی کی وجہ بنے گا۔شعر دیکھیے:

نجات دے دی تجھے بخش کر تیرے عصیاں
یہ ذکر کرتے رہو ،لا الہ الا اللہ۳۷۷؎

ڈاکٹر فیاض کو مالک یوم الدین کا ہی سہارا ہے ،کیوں نہ سہارا ہو وہی تو ہے جو اس دن مالک کی حیثیت سے فیصلہ کرے گا اور جزا دے گا۔یقیناً یہی وہ ایمان ہے جو انسان کی اس دنیا میں بھی کام یابی کی ضمانت دیتا ہے۔وہ اس خیال کو اپنے اس شعر میں یوں بیان کرتے ہیں:

وہ جو روز حشر کا مالک ہوا
آخر وہ ہی جزا دیتا ہے دوست۳۷۸؎

ناز مظفرآبادی کہتے ہیں کہ قیامت کا دن جزا و سزا کا دن ہے ۔یہ ایسا دن ہے جس میں نفسا نفسی کا عالم ہوگا ۔ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہو گی ۔سورج کی تپش ناقابل برداشت ہو گی اور اس دن کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔وہ یوں رحم کی اپیل کر رہے ہیں:

بہت کمزور ہیں ہم ناتواں ہیں
قیامت آ پڑی ہے، رحم فرما
سوا نیزے پہ سورج آگیا ہے
یہ محشر کی گھڑی ہے، رحم فرما۳۷۹؎

بشیر چغتائی نے اسی حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ﷲ تعالیٰ نے یہ دنیا ایک نظام کے تحت تخلیق کی ۔انسان کو ایک نظام کے تحت تخلیق کیا ۔اچھائی اور برائی کے معیارات قائم کیے ۔اطاعت گزار اور فرماں بردار لوگوں کے لیے جنت اور بے دین لوگوں کے لیے جہنم قرار پایا۔دنیا کو دارالعمل اور آخرت کو دارالجزا قرار دیا۔ذرا برابر نیکی یا بدی کا حساب مالک کے پاس ہو گا ۔ مثال دیکھیں :

وہی خالقِ کائنات ہے
وہی جسمِ کل بشر میں ہے
میرے سامنے ہے وہ ہر گھڑی
میرا منتظر جو حشر میں ہے۳۸۰؎

خواجا حمید ممتاز نے قیامت کے دن کی یوں عکاسی کی ہے ۔جنت اور دوزخ کا بھی ذکر کیا ہے۔گناہ گاروں کی مشکلات کا بھی انھیں اندازہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عفو و در گزر سے بھی مایوس نہیں ہیں۔خوب صورت عکاسی شعر میں دیکھیں:

جب لگے گا حشر میں دربار عام
نیک و بد ہوں گے برابر استوار
ایسی ساعت میں عفو اور در گزر
ایک عاصی کو عطا اے کرپروردگار ۳۸۱ؔ

انسان کی کامیابی کا دارومدار عقیدہ آخرت اور قیامت کے دن پر ہے۔اگر عقیدہ آخرت پر ایمان کمزور پڑ جائے تو سمجھ لیں کہ انسان نے آپنی آخرت برباد کر دی ہے ۔قرآن مجید اور احادیث میں بے شمار مواد اس حوالے سے ہماری راہنمائی کرتا ہے۔اردو حمدیہ شاعری کا ایک وقیع سرمایہ اس موضوع پر موجود ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا بھی اس دن کی عظمت و اہمیت کو سمجھتے ہیں اور مالک یوم الدین سے اپنی بخشش پر پر امید نظر آتے ہیں۔مالک یوم الدین سے روز حشر کی سختیوں سے بچنے کی اپیل بھی کر رہے ہیں۔

۳,۱۷۔اطاعتِ خداوندی اورشکر الٰہی انسان کی حقیقی کامیابی:

خدائے بزرگ وبرتر کے ارشاد کے مطابق ساتوں آسمان اس کی حمد وثنا کے ترانے گاتے ہیں ۔زمین اس کی تعریف وتوصیف کے نغمے گنگنا تی ہے۔ زمین پر جتنی بھی مخلوقات بودوباش کرتی ہیں۔ سب اسی کی تسبیح وتحمید کے ساز چھیڑتی ہیں ۔ کوئی ایسا نہیں جو اس کے حمد کے نغمے اس کی ثنا اور توصیف کے ترانے نہ گنگنا تا ہو۔مچھلیاں پانی میں اور چرند پرند فضاوں میں اس کی حمد وکبریائی کے نغمے گاتے نظر آتے ہیں۔انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور عبادت کے لیے ہی تخلیق کیا ہے ۔اس لحاظ سےخدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا انسان کو روحانی ترقی عطا کرتا ہے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں جو انسان کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ پس جو شکر گزار ہیں ۔انہیں اللہ تعالیٰ مزید عطا کرتا ہے۔ارشاد ہے:

> ترجمہ:‘‘کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے چوپائے (بھی)پیدا کردیے ،جن کے یہ مالک ہو گئے ہیں اور ان مویشیوں کو ہم نے ان کا تابع فرمان بنا دیا ہے جن میں سے بعض تو ان کی سواریاں ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں۔ انہیں ان سے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں ۔کیا پھر بھی یہ شکر ادا نہیں کریں گے۔’’۳۸۲ؔ

انسان کو اللہ تعالی نے اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا تو اسے کچھ ذمہ داریاں بھی عطا کیں اللہ تعالیٰ نے احکامات جاری کیے اور انسان پر ان احکامات کی پیروی فرض

کردی گئی ۔اردو شاعر ی میں یہ ایک مستقل موضوع رہا ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اپنی حمدیہ شاعری میں اطاعت خداوندی اور شکر الٰہی کو اپنی کامیابی کا واحد ذریعہ جانا اور مانا ہے۔

بشیر صرفی نے جہاں ایک طرف حسنِ عمل اور اطاعت خداوی کی التجا کی ہے وہاں چشم و گوش اور نطق کو بے حیائی،غیبت اور بہتان سے بھی بچانے کے لیے لب گویا ہیں:

چاہتا ہوں تجھ سے میں حسنِ عمل
مجھ کو خالص اپنی اطاعت میں بنا۳۸۳ے

ڈاکٹرکاشف رفیق اپنے غفور الرحیم اور کریم و علیم رب سے ایسے جذبات کے لیے طالب ہیں جو انھیں اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے دور رکھیں اور ساتھ ہی ساتھ اطاعت خدا وندی کے لیے ابھاریں۔یقیناً کام یابی اللہ کی اطاعت میں ہی ہے۔ مثال پیش ہے:

تیری ناراضگی کا مجھے خوف ہو
ہر گھڑی میں تری ہی اطاعت کروں۳۸۴ے

جاوید الحسن جاوید نے اطاعت خداوندی میں ہی اپنی اور سب کی کامیابی تلاش کی ہے۔ہر کوئی اپنے اپنے انداز اور طریقہ کار کے مطابق اپنے رب کی تسبیح بڑھ رہا ہے ۔یقیناً کامیابی اور سکون بھی اسی میں ہے۔وہ اپنی نظم میں یوں گویا ہیں:

میرے مالک
تیرے نام کی تسبیح پڑھتے
عمر مبارک بیت چلی ہے
میرے مالک تجھ سے ڈرتے
رو رو کر فریاد سناتے
آنکھیں سوکھ گئی ہیں
تیرے سامنے جھکتے جھکتے
کمر خمیدہ ،ماتھے پر محراب بنا ہے
تیرے کتنے نام ہیں مولا
جن کے وظیفے کرنے والا
ہر ہر پل محفوظ رہا ہے۳۸۵ے

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے اپنے رب جن کے لیے انھوں نے مکین لامکاں کا لفظ استعمال کیا ہے ،ایسے جسم و جاں کے لیے التجا کی ہے جو سراپا عبد ہو اور یقیناً زندگی کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے ۔نگاہ آشنا ،دل روشن اور ایسی زبان کی خواہش کرتے ہیں جو ہمہ دم تسلیم و رضا کا پیکر ہو ۔جو اپنے خالق و مالک کی تعریف و اطاعت کا پیکر ہو۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

مقام ایسا جہاں میں اے مکینِ لامکاں دے دے
سراپا عبدہو جائے مجھے وہ جسم و جاں دے

نگاہِ آشنا یا رب دلِ روشن ملے مجھ کو
کرے حمد و ثنا ہر دم ایسی زباں دے دے۳۸۶؎

ظہور حسین بناہی اس حقیقت کے اعترافی ہیں کہ اللہ ایسی حقیقت ہے جو زمین و آسمان اور چاروں جانب موجود ہے۔ یہ حقیقت ہر انسان کے نفس نفس میں تحلیل ہے۔ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اور وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ تمام نعمتوں کا عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ وہی ہے ۔ وہ خلوصِ دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یونشکر بجا لاتے ہیں:

عجیب عجیب اشیا پیدا ہو گئیں
کیا کیا نعمتیں تو نے بندوں کو دیں۳۸۷؎

سیدہ حنا بابر علی نے لطف ،زندگی کی مسکراہٹ اور سکون کی بنیاد ی وجہ اطاعتِ خدا وندی اور شکر الٰہی میں ہی تلاش کی ہے ۔ اطاعتِ خدا وندی اور شکر الٰہی ہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم اس کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔وہ اس کا اظہار شعر میں کر رہی ہیں:

کتنا پر لطف ہے تمہارا خیال
میں نے سب کچھ مٹا کے دیکھ لیا
رات دن تیری آرزو میں رہوں
حکم تیرا اداکر کے دیکھ لیا۳۸۸؎

گلزار حسین ساگر کاشمیری اﷲ تبارک و تعالیٰ کے شکرکو ہر دم بجا لانے کے لیے ایسی زبان کے طالب ہیں جو اس کی عنایتوں اور رحمتوں کویاد کرے۔جس اللہ نے زندگی دی ہے اسے اطاعتِ خدا وندی اور شکر الٰہی میں ہی بسر ہو نا چاہئے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں:

اے مالک جہاں تیرا شکر ہو ادا
ایسی زبان تیرے سوا کون دے سکے۳۸۹؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہر کے اشعار جو شاعری کے سانچے میں ڈھلے ہیں جن میں انھوں نے حمد و ثنا پیش کرنے کی جوجسارت کی ہے اس مہربانی پر بھی وہ اپنے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کرتے ہیں۔یقیناً ہر کام اللہ کی مدد اور توفیق کا ہی نتیجہ ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

میرے اشعار جو سانچے میں ڈھلے ہیں ان میں
رنگ میرا ہے تو خوشبوئے وفا تیری ہے۳۹۰؎

مسعود کشفی کا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ انسان کی حقیقی کامیابی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ،جھکاؤ اور شکر گزاری میں ہی ہے۔ اسی ذات کو سلامی زیب دیتی ہے جو حقیقت میں سلامی کے لائق ہے۔ وہ اپنے شعر میں یوں اس موضوع کا اظہار کرتے ہیں:

جھکتا ہوں تیری ہی طرف
کرتا ہوں تجھ کو ہی سلام۳۹۱؎

پروفیسرعبدالحق مراد یوں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور شکر گزاری کے لیے اپنے کلام میں اسماءحسنیٰ کا استعمال کر رہے ہیں۔ یقیناً اللہ کا ذکر و شکر ہی ہمارے لیے توشہ آخرت ہے۔اللہ تعالیٰ کے اسم کا اظہار ان کی حمدیہ شاعری میں ملاحظہ کیجیے:

ورد ہو اللہ ہی کے اسم کا
ہر گھڑی، ہر دم اُسی کا آسرا۳۹۲؎

فیصل محمود کا عقیدہ ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہماری سوچ و افکار سے بلندہے ۔وہ جب آنکھیں بند کر کے اس ذات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں توتجلیاتِ الٰہی میں گم ہو جاتے ہیں۔ان کے دل میں اللہ کی یاد ،اطاعت اور شکر ،خوشی و مسرت پھوٹتی ہے۔وہ یوں اطاعت کا اظہار کر رہے ہیں:

ہر سماعت تیری ہو، اطاعت تیری
میری طاعت کا ہو ارمغاں اے خدا۳۹۳؎

سید نثار نجمی نے اپنے کلام میں اس موضوع کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ہر طرح کی تعریف میرے اللہ ہی کو لائق وزیبا ہے۔ کائنات کی سب زمینی،آسمانی،بحری،بری،فضائی،خلائی، اونچے اونچے محلوں اور تنگ وتاریک آشیانوں میں یا گھونسلوں میں میں رہنے والی مخلوقات ،غرض شجر و حجر ،کرمک،بلبل و عقاب سب کی زبان پہ اللہ ہی اللہ ہے۔وہ اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں:

ہیں محو تسبیح شجر و حجر سب
کرمک، بلبل و عقاب اللہ اللہ۳۹۴؎

گلزار حسین ساگر کاشمیری مالک دوجہاں کے ذکر سے اپنے دل کو اطمینان و سکون کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں ۔ویسے بھی دنیا کی ہر شے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہی اکیلا معبود بر حق اور پوجنے کے لائق ہے۔ وہ یوں لب گویا ہے:

اے دو جہاں کے مالک تیری ثنا ہیں کرتے
بس تجھ کو پوجتے ہیں سجدہ ادا ہیں کرتے۳۹۵؎

رفیق جعفری اپنی حمد سے اللہ تعالیٰ کا ذکر شرو ع کرتے ہیں۔ ویسے بھی اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں اور ان کی یہ محبت دوسری تمام محبتوں پر غالب ہوتی ہے ۔ان کا دل چاہتا ہے کہ کوئی گھڑی خالی نہ ہو کہ جس میں تیری اطاعت نہ کروں، میرے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہے کہ وہ کہیں مجھ سے ناراض نہ ہوجائے۔شعر ملاحظہ ہو:

تیری حمد سے ابتدا کر رہا ہوں
تیرا ذکر رب العلیٰ کر رہا ہوں۳۹۶؎

عبد الرازق بے کل کہتے ہیں کہ انسان کی حیثیت اور عمل محدود ہے۔ جب کہ اللہ کی شان غیر محدود ہے اس لیے اللہ کی طرف سے عطا کی جانے والی جزا بھی غیر

محدود ہوگی۔لیکن یہ سب کچھ خالق و مالک نے اپنی اطاعت میں رکھ دیا ہے۔وہ یوں گویا ہیں:

وردِ زبان قلب ہے نام ایک ذات کا
کیوں کر نہ پائے آدمی رستہ نجات کا۳۹۷؎

سید رضوان حیدر بخاری اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ہی تابندگی کو تلاش کر رہے ہیں ۔بندگی اور اطاعت سے عاری زندگی کو وہ ایک شرمندگی قرار دے رہے ہیں ۔ویسے بھی اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوقات کی تخلیق کا مقصد صرف رب کائنات کی عبادت وبندگی ، تسبیح وتہلیل اور تحمید وتقدیس کرنا ہی تو ہے۔مثلاً وہ یوں کہتے ہیں:

تیری بندگی میں ہی تابندگی ہے
نہ ہو یہ تو جینا بھی شرمندگی ہے۳۹۸؎

بشیر مغل زمینی خداؤں سے اجتناب کرتے ہوئے صرف ایک ہی خدا کے آگے سر جھکا رہے ہیں۔ ویسے بھی اللہ پاک نے اس زمین و آسمان کے بے شمار خزانے صرف انسان کے لیے ہی تخلیق کیے ہیں۔ خیال کو وہ یوں شعر کے سانچے میں پیش کر رہے ہیں:

سر نیاز جھکا صرف اک خدا کے حضور
گیا نہیں میں کسی صر صر و صبا کے حضور۳۹۹؎

پروفیسر شفیق راجا نے ہر ایک زبان پہ اپنے اللہ کے ورد اور ذکر وشکر کو ہی کام یابی و کامرانی کی بنیاد کا اظہار خیال کیا ہے۔ان کی حمدمیں، ان کی زبان پہ ذکر خدا اور اطاعت خداوندی کا موضوع موجود ہے۔خوب صورت اظہاریہ ملاحظہ ہو:

ہر اک زبان پہ جاری ہے تیرے نام کا ورد
ہے تیرے ذکر میں مشغول تیرا سارا جہاں۴۰۰؎

حکیم سید علی اکبر شاہ نے اسی حقیقت کا اعتراف اپنے اس حمدیہ شعر میں دل کشی کے ساتھ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ہی ذکر قلب و زبان پہ جاری و ساری رہے ۔انسانی دل اللہ تعالیٰ ہی کی یاد سے مزین ہونا چاہیے ۔مثلاً:

تیرا ذکر جو کرتے رہے
تیرے خوف سے ڈرتے رہے۴۰۱؎

خان محمد بدر چوہان پونچھی نے مخلوق عالم زبان دار اور بے زبان کو یوں خالق کائنات کے ذکر میں مصروف دکھایا ہے۔انسانی زندگی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ انسانی زندگی اطاعتِ خدا وندی اور شکر الہی میں بس ہونی چاہیئے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں:

ذکر تیرا کرتی ہے مخلوق عالم
زبان دار بھی بے زباں اللہ اللہ۴۰۲؎

رضوان حیدر بخاری یوں خدائے برتر کی یاد سے مسرور ہیں اور خدا کی یاد کو ہی اطاعت و ہدایت کی شرط اول قرار دے رہے ہیں۔خدا کی یاد ہی سے انسان کا اصلی

،حقیقی کام یابی اور کامرانی ممکن ہے۔ہدایت کی صورت اطاعتِ خدا وندی اور شکر الٰہی ہی تو ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

خدا کے واسطے رضوان ہدایت شرط اول ہے
خودی والے خدا کی یاد سے مسرور رہتے ہیں۴۰۳ے

پروفیسر مقصود حسین راہی کا دل یادِ خدا میں دنیا سے کٹ چکا ہے۔ جس طرف آنکھ اٹھتی ہے۔ اسی کے جلوے نظر آتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ان کے دل کی کلی کھل چکی ہے اور اسی ہی کے ذکر اور اطاعت سے دلی سکون و قرار بھی میسر ہے۔عقیدت میں ڈوبا یہ شعر ملاحظہ کیجیے:

دل تیری یاد میں تو ہے دنیا سے کٹ چکا
اور آنکھ جستجو میں تیری اشکبار ہے
تیری ہی یاد سے ہے یہ دل کی کلی کھلی
تیرے ہی ذکر سے تو سکون و قرار ہے۴۰۴ے

پروفیسرامین طارق قاسمی وسعت ظرف کو عطیہ خدا وندی قرار دیتے ہوئے اپنے خا لق کا شکر ادا کر رہے ہیں۔بے شک یہ خدا کا بہت بڑا عطیہ ہے کہ اس خدا نے ہمیں خوب صورت پیدا کیا اور پھر نائب کا رتبہ بھی دیا۔خوب صورت اظہاریہ ملاحظہ ہو:

وسعت ظرف ہے قدرت کا عطیہ طارق
کوئی تشویش نہیں تنگی داماں سے مجھے۴۰۵ے

ڈاکٹر فیاض الحسن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عطا سے باخبر ہیں۔اللہ تعالیٰ کے تمام انسانوں پر بالعموم اہل ایمان پر بالخصوص لاتعداد احسانات ہیں۔جیسے وہ سب کا رازق ہے ۔زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔وہ اطاعتِ خداوندی اور شکرانہ ادا کرنے کے درس کے ساتھ ساتھ دخول جنت کی خوش خبری سنا رہے ہیں:

رازق ہے وہ دیتا ہے سب کو جتنا جب وہ چاہے
شکر گزار بنے وہ اس کا جو بھی اس کا کھائے۴۰۶ے

ڈاکٹر مقصود جعفری اللہ تعالیٰ کی یاد اور اطاعت سے اپنے دل کو مزین کر رہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں جب اشک ندامت سے آنکھیں بھیگ جاتی ہیں تو اللہ پاک کی رحمت اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔وہ یوں اطاعت گزاری کی برکات کا ذکر کرتے ہیں:

کبھی اشک ندامت سے جو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں
گنہگاروں پہ نازل اس کی رحمت ہو ہی جاتی ہے
اگر دل میں خدا کے ساتھ انسان کی محبت ہو
تو ہر موجِ نفس جزوئے شریعت ہو ہی جاتی ہے۴۰۷ے

محمد صادق ڈار اپنے حمدیہ کلام میں دنیا و آخرت کی کامیابی خالق و مالک کی پرستش کو قرار دیتے ہوئے اپنے فرض کی ادائیگی بجا لا رہے ہیں۔ اسی کی پرستش کرنا ہمار فرض ہے کیوں کہ ہمارادنیا و آخرت کا نگہباں بھی وہی ہے۔وہ یوں گویاہیں:

تیری تعریف میں سب ہیں رطب اللسان ملائک کا ہے
یہی ورد زبان.
. احسن الذکر ذکر خیر الوریٰ
سبحان اللہ و بحمد۴۰۸ ؎

عزیز رحیم میر ڈورسی نے احکامِ ربی میں اپنی عافیت تلاش کی ہے اوردوسروں کو بھی احکام ربی تھام لینے کی تلقین کی ہے ۔ہم سب کی کام یابی بھی اسی میں ہے کہ ہم اپنی زندگی اطاعتِ خداوندی میں بسر کریں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں:

سنو مومنو! ہوش سے کام لو
ہیں احکامِ ربی انہیں تھام لو۴۰۹؎

پروفیسر بشیر مغل اطاعت اور بندگی کے سفر کو کامیابی کا سفر قرار دیتے ہیں اور اسی کی اطاعت اور بندگی کا کہہ رہے ہیں جو مکیں بھی ہے اور مکاں بھی ۔ اطاعت اور بندگی ہی اصل میں انسان کے لیے ضروری ہے۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

اطاعت اور بندگی کے سفر پہ نکلیں تو
مکیں وہی ہے مقابل مکاں اسی کا ہے۴۱۰؎

اس میں بندوں ہی کی مصلحت ہے کیوں کہ صفات رب تعالیٰ کی بیان کرتے ہیں اور فائدہ انہیں ثواب کی صورت میں ملتا ہے ۔حالاں کہ اللہ پاک تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے ۔کسی کی مدح اُس کو نفع نہیں پہنچا سکتی اور کسی کا شرک اُسے نقصان نہیں دے سکتا ۔اللہ پاک کی حمد ،تسبیح و تہلیل اور تکبیر اور دیگر اذکارمیں ثنا بیان کرنے کی فضلیت پر زیادہ تنبیہ ہے اور رسول پاک بھی ہر صورت میں اللہ پاک کی صفات کو بیان کرتے ہیں ۔کائنات کی جان دار اور بے جان تمام چیزیں اور مخلوقات رات دن رب کائنات کی تسبیح وتہلیل میں مگن اور مشغول رہتی ہیں ۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے ا پنے رب کائنات کے حضور شکر وحمد کے ترانے گائے ہیں ۔اس ہستی کے ترانے جس نے ساری دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں کو نہ صرف پیدا کیا بل کہ ان سب کو ایک نظام الٰہی کے تابع بنایا ۔

۳,۱۸۔عشق الٰہی :

انسان کو بہت سے رشتوں اور چیزوں سے محبت ہوتی ہے۔ مثلاًاللہ تعالیٰ ،حضور ،والدین،بیوی ، بچے،بہن،بھائی، رشتہ دار ، دوست واحباب ، گھربار،زمین،جائیداد ، شہر، قبیلہ، برادری، خاندان، ملک اور کاروبار وغیرہ سے محبت۔جس محبت میں شدت اور جنون پیدا ہو جائے وہ باقی تمام محبتوں پر غالب آجائے اسے عشق کہتے ہیں۔عشق باقی تمام محبتوں پر حاوی ہوکر باقی تمام محبتوں کو جلا کر راکھ بنا دیتا ہے ۔عشق کا خمیر انسان کی روح میں شامل ہے اور شدید محبت مومنین کی صفت ہے ۔جس نے خدا کو پہچان لیا اُس کی معرفت حاصل کرلی اس کا سینہ عشق الٰہی سے ہر دم منور رہتا ہے۔ بے شک عشق الٰہی رُوح کی تسکین ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن الکریم میں فرماتے ہیں:

’’ تو اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کر اور تمام خلائق سے کٹ کر اسی
کی طرف متوجہ ہو جا۔‘‘۴۱۱ے

عشق الہٰی اردوشاعری کا طرہ امتیاز ہے۔ قدیم و جدید شعرا خاص طور پر اقبال نے اس موضوع پر جو اشعار کہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔آزاد کشمیر کی حمدیہ شاعری میں عشق الہی ہی تو ہے جس کی بدولت شعرا نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

دل سے تم روح تلک چھانے لگے ہو
دیکھو ہم تو چپ چاپ محبت میں جیئے جاتے ہیں

سیدہ حنا بابر علی نے محبت الہی کو اپنے اشعار کی گہرائی میں نہایت خو ب صورتی سے پیش کیا ہے ۔عشق کی تڑپ ملاحظہ ہو:

عشق کی ہے منزل کیسی
دل ہی نہال رہے ہر سو

تو ہی حیات ہے توہی منزل
عاشقی تیرے نام کی۴۱۲ے

ڈاکٹرکاشف رفیق کے دل میں عشقِ حقیقی کی آگ روشن ہے۔ یہ آگ ہر قسم کے شکوک و شبہات کے خس و خاشاک کو جلا کر یقین حاصل کرنے میں مدد دیتی ہے۔ وہ محبوب کے نقشِ پا کو دیکھ کر چلتا ہے اور ان کا سرمو انحراف نہیں کرتا۔مثلا وہ کہتے ہیں:

تیری وحدت پہ کامل یقین ہے مجھے
میرے دل میں ترے عشق کا نور ہے۴۱۳ے

سید نثارنجمی عشق کے اثرات کاجائزہ لیتے ہیں کہ عشق صدائے حق ، ادائے حق ،بنائے حق اورولائے حق ہے،عشق میں غرور نہیں اور فتور نہیں،عشق قید حضور نہیں،عشق میں قرنی و بلال،عشق میں حیدر کا جلال،عشق لم یزل لایزال،عشق میں دلبر محبوبﷺ،عشق میں صبر ایوب،عشق میں گریہ ےعقوب،عشق میں آدم خود معتوب،عشق ہے بدرو حنین،عشق ہے جنگ صفین، عشق ہے معرکہ حسین،عشق ہے سکھ اورعشق ہی سے چین ہے۔وہ عشق ہی کو کائنات کا نقطہ آغاز کہتے ہیں:

عشق ہے باعث کن فکاں
عشق ہے باعث لامکاں
عشق ہے بحرِ بے کراں
عشق ہے حیات جاوداں۴۱۴ے

بشیر صرفی جہاں شراب عشق کے جام الفت کے لیے بے چین ہیں،وہاں شرعی اسلامی بھی چاہتے ہیں۔عشق چاہتے ہیں جو دو جہاں سے بے نیاز کر کے حقیقت کی لو لگا دے،جو انسانی زندگی کو تڑپا دے،جو دل میں حقیقت کی آگ پیدا کر دے۔انداز دیکھیے:

بس شراب عشق کا اک جام الفت چاہیے
ساتھ اس کے شرع کی راہِ سلامت چاہیے
کر دے دنیا اور مافیہا سے فارغ تیرا ذکر
مجھ گدا کو ایسا مقدور عبادت چاہیے۳۱۵؎

وقار ساحر کا قلب محبوب کی خیرخواہی سے معمور ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس راہ میں بے شمار خطرات ہیں‘ اپنی کشتی عشق الٰہی کی طوفانی لہروں کے حوالے کر دیتا ہے اور پھر لذت و سکون کی دولت سے بہرہ مند ہوتا رہتا ہے:

تیرا نام لے کر تجھے یاد کر کے
سکوں دل کو ساحر عطا کر رہا ہوں۳۱۶؎

ڈاکٹر فیاض بھی عشق کی کچھ ایسی کیفیت دوچار ہیں کہ دل وزبان میں بس ایک ہی ورد اور عشق کا جلال ہے۔جلال کی کیفیت اس صورت میں ہی پیدا ہوتی ہے جب انسان کے دل و دماغ میں اللہ اللہ کے ترانے پیوستہ ہوں۔ عشق کی کیفیت کا اظہار ملاحظہ ہو:

اللہ اللہ لا الہ الا ھو
اللہ اللہ اللہ لا الا ھو۳۱۷؎

ارم شاہین کے دل میں عشق الٰہی کی آگ اس قدر بھڑک چکی ہے کہ اس کی یاد کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا، اپنی حمدیہ شاعری مینمسلمانوں کے تاریک دلوں کو خدا کی یاد سے روشن کرنے کی تلقین بھی کرتی ہیں اور خود بھی اسی کیفیت کا شکار ہیں۔عشقیہ انداز دیکھیں:

اے خدا میرے دل کو تیری یاد
کرتی ہے کچھ اس طرح سے آباد
کچھ اس طرح سے تیری یاد
کرتی ہے ویران دل آباد۳۱۸؎

سعید بخاری ایک ایسے عشق کی تڑپ رکھتے ہیں جو قلب کو گرمائے اور روح کو تڑپائے ہیں،بے شک اللہ کے عاشقوں کا ہر کام اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق عاشق تو ایسے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین ،یتیم اور قیدیوں کو ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ ہم سے بدلہ چاہتے ہیں ۔ مثلا وہ کہتے ہیں:

دے دے میرے مولا دے
دے دے میرے مولا دے
جو قلب کو گرما دے
وہ جام محبت دے
جو روح کو تڑپا دے
وہ عشق کی قوت دے۳۱۹؎

سیدمقصود حسین راہی عشق الٰہی کی فضلیت کے بارے میں یوں سخن ور ہیں کہ صہبائے عشق منہ سے لگے تو اچھا ہے ،دل میں محبت اس کی جمے تو جمی رہے،گر

لاکھ کوئی ملا و مفتی منع کرے،اے شاربہ تو پی ،پینے سے ہی تو کھلتے ہیں اسرار دو جہاں،پینے سے کل ملے گا حقیقت میں قربِ حق،وہ عشق کی تپش میں یوں جل رہے ہیں:

صہبائے عشق دل کی جلا روح کی غذا
صہبائے عشق نازِ خدا سازِ مصطفی۳۲۰؎

ڈاکٹر مقصودجعفری ایک ایسے عاشق کی بات کی ہے جو عشق الہی میں سرشار ہے اور بنیادی طور پر وہی اصل میں مرد بیدار بھی ہے ۔عشق و محبت کے کھیل میں کبھی ہار نہیں ہوتی بلکہ جیت ہی جیت ہے۔اس لیے وہ بڑے پرجوش انداز میں عشق الہی میں سرشار مرد کی مرد بیداری کی یوں بات کرتے ہیں:

جو عشق الہی میں سرشار ہے
وہی اصل میں مرد بیدار ہے
جو دل دے دیا ہے تو روتا ہے کیوں
محبت میں تو جیت ہی ہار ہے۳۲۱؎

رفیق جعفری کی حمدیہ شاعری میں عشق کی تڑپ اپنے عروج پر دکھائی دیتی ہے۔وہ عاشقی کو آسان نہیں بلکہ خار کی سیج تصور کرتے ہیں۔ان کے نزدیک عاشقی جاں سے گزر جانے،بوذر وبہلول کی دنیا ،سر کو ہتھیلی پر لیے پھرنے کا نام ہے۔عاشق کو تلوار کی تیزی نہیں ڈرا سکتی اور نہ ہی عشق میں تسبیح و زنار کی کوئی قدغن ہوتی ہے۔تن و بدن کی فکر سے دور ی کا نام عشق ہے۔عشق کی عظمت ، اندازو ادا اور تجلیات ملاحظہ کیجیے:

عشق و مستی تن بدن کی فکر سے دوری کا نام
عشق و مستی فکر اک ہی،فکر بس اک یار کی
عاشقی میں درس اول عشق رہبر کا حصول
اور عجلت میں نہ کرنا تم طلب دیدار کی۳۲۲؎

اس میں کوئی شک نہیں کہ عشق کی بدولت بندہ آداب خود اگاہی سیکھتا ہے اور غلاموں پر اسرار شہنشاہی کے اثرات بھی عشق سے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔بشیر مغل کی حمدیہ شاعری میں عشق کی ایک ایسی تڑپ و آب وتاب ہے ،دل سے ربطہ خاص کا انداز ان کے حمدیہ کلام میں ملاحظہ کریں:

وابستگی شوق ومحبت وہ تیرے ساتھ
با ربط ہے جو پارہ پارہ نہ ہو سکے
جو تو نے دل سے کر لیا قائم وہ ربطِ خاص
کٹ جائے اے خدا ،یہ گوارا نہ ہو سکے۳۲۳؎

اکرم سہیل تلمیحات کے قرینے ،گوتم و نانک،طور اور موسیٰ استعمال کرتے ہوئے عشق کی طاقت سے آگا کر رہے ہیں ۔ ان کے نزدیک عاشقوں کے ہزروں روپ و رنگ ہوتے ہیں۔چاہت کی دلاآویزیاں ان اشعار میں دیکھیے:

یہ تیرے نام ہزاروں،ہزار رنگ ہوئے

تمھارے چاہنے والے تمھارے سنگ ہوئے۴۲۴؎

رضوان حیدر نے عشق الٰہی کو راہ نجات بتایا ہے کہ جس نے خدا کو پہچان لیا اور اس کی معرفت حاصل کرلی تو اس کا سینہ عشق الٰہی سے ہر دم منور رہتا ہے ۔رات دن آنکھیں تیرے در پہ لگائی ہوئی ہوتی ہیں۔عشق کی تجلیات سے کیف ومستی کی ایک کیفیت ان کے اس شعر میں ملاحظہ کیجیے:

زمانہ کھو گیا گر سیم و زر کی روشنی میں پر
انا الحق کہنے والے اب بھی کچھ منصور رہتے
ہیں۴۲۵؎

زاہد کلیم ایک سچھے عاشق ہیں جو عشق کی لذت سے محظوظ ہونے کا درس دے رہے ہیں۔اپنی جان تک قربان کرنے کے لیے تیار ہیں ان کے نزدیک عشق میں قربانی عاشق کے لیے خوشیوں کا باعث ہوتی ہے۔عاشق کا پارہ دل ہمیشہ اپنے اندر ایک صدا اور ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان اپنی جان کی پروانہیں کرتا۔شعری مثال ملاحظہ ہو:

تیرے نثار مرے ذوالجلال والا کرام
پکارتا ہوں تجھے ذوالجلال والا کرام۴۲۶؎

ناز مظفرآبادی نہ صرف اپنے دل بلکہ مومن کے دل میں‌اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ تو ہر انسان کے دل کو رب کی محبت سے سرشار دیکھنا چاہے ہیں وہ عشق کا اصل مرکز رب کی ذات کو یوں قرار دے رہے ہیں:

ہر امتحان کی منزل میں سرخرو رکھیو
الٰہی میری محبت کی آبرو رکھیو
ہمارے سامنے ہے عشق مرکزی نقطہ
اس ایک نقطے پہ مرکوز گفتگو رکھیو۴۲۷؎

ذکریا شاد جہاں عشق کی لذتِ آشنائی کا ذکر کرتے ہیں وہاں ادائے حسن وجہ قرار بھی عشق کو ہی قرار دیتے ہیں کے لیے ہی ہے۔ایک دفعہ اس ذات سے لو لگا لیں اور پھر آگے آگے عشق کی تجلیات دیکھیں ۔ مثلاً وہ کہتے ہیں:

روبرو کب کوئی ٹھہرا ہے تری ذات کے بعد
ہم کوئی بات نہیں کرتے تری بات کے بعد۴۲۸؎

یامین اپنے دل کے اندر جہاں عشق کی پیت کا ذکر کر رہے ہیں وہانوہ عشق کے مقابلے میں ہر چیز کو کم ترتصور کر رہے ہیں ویسے بھی فرزانہ لوگ عاشقی کو نہیں سمجھ سکتے ،یہ عشق الٰہی وہ دولت ہے جو انسان کو عقل سے بالا تر کرکے خدا کی محبت میں عروج پر لے جاتی ہے۔وہ عشق حق کی آتش میں یوں جل رہے ہیں:

جس نے اپنے دل کے اندر آپ کی پیت سنبھالی
اس کے آگے دنیا کیا ہے،کیا رتبہ،خوش حالی۴۲۹؎

پروفیسر بشیر مغل عشق کے دامن میں ہی کامیابی و کامرانی کا جہاں درس دے رہے ہیں وہاں وہ دوسری طرف ایسے جنوں کی نفی بھی کر رہے ہیں جو معتبر نہ ہو ۔عشق تو ایک سچا جذبہ ہے اس کی بنیاد یہی ہے کہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ مثلا وہ کہتے ہیں

دامن نہ چھوڑ عشق میں بھی احتیاط کا
ایسا جنوں نہ مانگ کہ معتبر نہ ہو ۴۳۰ ؎

خان محمد بدر چوہان عاشقوں کی صفات کا ذکر کرتے ہیں ،اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ والے دنیا و مافیہا سے نیارے اورزمین و آسماں کے ستارے ہیں ،نہ جاہ و حشت نہ مال وزر کی تمنا،نہ پختہ اینٹوں والے انہیں گھر کی تمنا،عبادت و رضیت میں وہ مگن رہتے ہیں ،کردار و گفتار میں نیک چلن ہوتے ہیں ۔وہ یوں عشق کی عاشقوں پر تجلیات کو لب پر لاتے ہیں:

وہ صبر وقناعت ہر شے میں دیکھنے والے
عرش سے تہتہ السرا دیکھنے والے

فرشتے بھی کرتے ہیں ادب ان کی ادا سے
تقدیریں بدلتی ہیں بدر ان کی دعا سے ۴۳۱ ؎

عابدمحمود پر عشق کا ایسا رنگ چڑھتا ہے کہ اسے ہر جگہ اللہ کے جلوؤں سے مزین دکھائی دیتی ہے۔دل و لب، اندر ،باہر ہر جگہ تو ہی تو کا عقیدہ یوں ان کے لبوں پر مچل رہا ہے اور یہی عقیدہ اور وظیفہ ہماری دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی کام یابی کی ضمانت دیتا ہے۔شعر دیکھیں:

دل میں لب پر تم ہی تو ہو
اندر ،باہر تم ہی تو ہو ۴۳۲ ؎

گلزار حسین ساگر کاشمیری اپنے دل کی کیفیت کوکیفیت مجنوں سے بھی زیادہ شو ق جذبات کی گہرائی میں مبتلا پاتے ہیں جہاں انہیں لاالہٰ کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا ،وہ عشق میں لاالہٰ کا نعرہ یوں لگاتے ہیں اور یہ سمجھتے بھی ہیں کہ عشق کی معراج یہی نعرہ ہے۔عشق کی کیفیت دیکھیں :

آؤ سب مل کے ساگر کی آواز سے
چار سو جاگ اٹھے جب یہ نعرہ لگا
دل کی گہرائی سے شوق و جذبات سے
لاالہ ،لاالہ ،لاالہ، لاالہ ۴۳۳ ؎

محمد خلیل ثاقب عشق الٰہی کو ہی حقیقت تک رسائی کا واحد ذریعہ کہتے ہیں۔ ویسے بھی مومن تو وہ ہیں جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب انھیں اس کی آیتیں پڑھ کے سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور و ہ اپنے

پروردگار پر بھروسا کرتے ہیں۔وہ عشق کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں اور دکھوں کا ذکر نہیں کرتے :

چمک تیری آب میں اور بے کلی سیماب میں
عشق تیرا عاشقوں میں شعلہ زن اک نار ہے
شہیدوں کو تیری آرزو ہے غازیوں کو جستجو
موت سے ڈرتا نہیں جو طالب دیدار ہے۴۳۴ ؎

نذرحسین نذر کے جذبہ عشق کے سامنے تمام چیزیں بے بس اور بے حس و حرکت ہیں حتی کہ کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو تشبیہ دی جا سکے۔سب محبتوں پر اللہ کی محبت غالب دکھائی دیتی ہے ۔ہر چیز شاعر کے عشق الہی کے آگے مانند پڑ گئی ہے۔ عشق کی انتہا ملاحظہ کیجیے:

روٹھ گئے الفاظ
مر گئے مرے جذبات
لٹی آن خدائی
جب تیری تعریف کو
میں ڈھونڈوں
کوئی لفظ،کوئی گل
کوئی پنکھڑی کا انداز
کوئی درد کی لے
کہ تجھ سے تشبیہ دوں
یہ تشبیہات یہ کنائے
تیرے آگے سب شرمائے۴۳۵ ؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کے مطابق عاشق نماز عشق ایسی ادا کرتے ہیں ، جس میں کوئی الفاظ نہیں اورنہ ہی ہر کوئی یہ نماز شروع کر سکتا ہے۔ اس تک صرف درد دل والوں کی رسائی ہے۔ آنکھوں کے آنسو اور خون جگر کے ساتھ وضو کرنا پڑتا ہے۔خوب صورت اظہاریہ ملاحظہ ہو:

بے عمل بھی ہیں یہاں شانہ بہ شانہ شیخ کے
عشق کا بازار ہے ملتے ہیں دیوانے کئی۴۳۶ ؎

رضوانہ خان عشق کی کیفیت سے دوچار ہے ،ویسے بھی عشق کا اصل امتحان جلال سے لیا جاتا ہے۔ صادق عاشقوں میں جلال تڑپ پیدا کرتا ہے اور وہ محبوب کی طرف زیادہ شدت سے بڑھتے ہیں۔عشق سے دل کے گوشے میں جو نور پیدا ہوتا ہے ' اسی سے انسانِ کامل کی پہچان ہوتی ہے۔ انھیں ہر طرف اللہ ہی کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔مثلا:

مکاں میں، لامکاں میں

نہاں میں، عیاں میں
اس جہان میں اس جہان میں
جو مجھ کو ملا ہے
اللہ ہے، اللہ ہے، اللہ ہے، اللہ ہے۴۳۷؎

میاں اسلم عشق توحید کے جمال و کمال پریوں نغمہ زن ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ تخیل میں عشق کو پروان چڑھانے کا درس بھی دے رہے ہیں۔عشق الٰہی اگر انسانی دلوں میں اور دماغ میں مزین ہو جائے تو اسے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔مثال کے طور پر یہ شعر دیکھیں:

قرآن کا مزاج سمجھ اور اس کا کمال
تخیل میں پروان توحید، عشق وجمال۴۳۸؎

جہانگیر احمد اپنے رب سے عشق کے عروج اورسود وزیاں بھول جانے کی دعا فرما رہے ہیں۔یہی تو حقیقت میں کام یابی ہے کہ بندہ اپنے خالق و مالک کے سامنے تسلیم و رضا کا پیکر بن جائے تو پھر اور کیا چاہیے۔ شعر ملاحظہ کیجیے۔

مجھ پہ کرم کرمیرے عشق کو عروج دے
میرا عشق ہو تجھ سے بھول جاؤں سود و زیاں۴۳۹؎

ڈاکٹر امتیاز عباسی جہاں عشق میں انا الحق کا جام پینے والوں کی عظمت کی بات کرتے ہیں وہاں وہ موت و حیات کی حدوں سے بھی عاشقوں کومبرا کہتے ہیں۔عشق میں وہ سولی پہ چڑھ جانے کو تیار ہیں اور عشاق کے قافلے میں اپنی شمولیت کی درخواست بھی کرتے ہیں:

کبھی لطف و کرم کی اک نظر مجھ پر بھی ہو جائے
ترے عشاق میں شامل مرا بھی نام ہے ساقی۴۴۰؎

ڈاکٹر کاشف رفیق کے نزدیک جینے کا قرینہ عشق ہی کے تحت سیکھا جا سکتا ہے اور راہ عمل میں عاشق کے جنبش لب پہ مہر لب بنیادی تقاضا کرتا ہے۔عشق کی معراج اور عشق کی تجلیات کی ہی بدولت انسانی زندگی میں حقیقت عیاں ہوتی ہے۔شعری مثال ملاحظہ کیجیے:

سکھایا عشق نے مجھ کو قرینہ جینے کا
وگرنہ راہ عمل پر میں دوڑتا ہی نہ تھا۴۴۱؎

افتخار ساگر نے عاشقوں کی چند خصوصیات کے ساتھ ساتھ عشق کے لیے دعا بھی کی ہے۔ عاشق دنیا کی کسی شے کو نگاہ میں نہیں لاتے،دنیا کے جلوے ان کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے ،وہ اپنی زندگی فقیر انہ اور درویشانہ گزر اتے ہیں۔ کھانے کو نان کھا لیتے ہیں ،پینے کو مٹی کے پیالے کو ترجیح دیتے ہیں،دیانت ان کا شیوہ امانت کے وہ پرستار ہوتے ہیں اور دنیا کی کسی بھی چیز سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہوتا:

عشق کے ساگر میں جگہ دے مجھ کو
عشق لازوال عطا مثلِ ہمالہ کر دے۴۴۲؎

اسرار ایوب اپنے دل میں عشق کی آتش یوں سلگا رہے ہیں کہ عشق کی بدولت بڑے بڑے معرکے سر کیے گئے ہیں ، عشق ہی بلالؓ کو تپتے ہوئے انگاروں پہ لٹانے پہ مجبور کرتا ہے ،عشق ہی کی بدولت منصور سولی پہ چڑھایا جاتا ہے۔ذرا شعر دیکھیں:

جس میں آباد نہ ہو کوئی سوائے ترے
اپنے سینے میں بھی اس اجڑے مکاں تک اتروں۴۴۳ ؎

غوث قطب یہیں قریب ہی رہتے ہیں اور عاشق آگے پہنچ جاتے ہیں۔ جس منزل پر عاشق پہنچتے ہیں، وہاں تک غوثوں کی رسائی نہیں۔ عاشق کو لامکان میں اللہ تعالیٰ کا وصال حاصل ہے۔عشق جاں گسل،جاں فزا اور روح فزا ہے۔عشق ایک آتش ہے جو جلتی ہے تو جلتی ہے جو بجھ جائے تو بھی اکثر سلگتی رہتی ہے۔عشق ایک گلبن،گلخن،دل میں مہکتا ہوا گلشن،حنا بندِعروسِ لالہ و صحرا،سیل بھی طوفان بھی تلاطم بھی،کربلا بھی کہ سب کچھ دے کے راہ حق میں مسرور بھی،آگ میں اترے تو آتش نور بھی،لیلہ مجنوں،یوسف زلیخا،منصور بھی،ہیر رانجھا،للا عارفہ بھی،رابعہ بصری ،آسیہ مریم،عائشہ وفاطمہ،زیب النسا بھی۔عشق ہی سے ضیا ہے انسان کی بستی میں۔یہی عشق دروں ہے جس سے استادہ ہیں نہ سپہر ،اسی سے تاب وتب و وارفگی مستی ہے ہستی کی۔آزاد کشمیر کی حمدیہ شاعری میں عشق ایک ایسا موضوع ہے جو ہر شاعر کے کلام میں جلوہ فگن ہے۔عشق کے نور سے سارے شاعر مزین ہو رہے ہیں:

۳,۱۹۔عاجزی و انکساری :

دل سے اپنے آپ کو کمتر و حقیر سمجھنا اور قول و فعل سے ان کا اظہار کرنا عاجزی و انکساری ہے عاجزی یہ ہے کہ ہر ممکن طور پر اپنی فضیلت و برتری کو چھپایا جائے، افضل ہو کر خود کو معمولی ظاہر کیا جائے، اعلیٰ ہو کر خود کو ادنیٰ ظاہر کیا جائے، عالم ہو کر خود کو طالبِ علم بنایا جائے، نیک و پار سا اور متقی و پرہیزگار ہو کر خود کو گناہ گار ظاہر کیا جائے، فرماں دار ہو کر بھی خود کو سیاہ کار بتایا جائے اور اپنی چال ڈھال میں عاجزی پیدا کی جائے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ‘‘بے شک ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا فرمایا۔’’۴۴۴ ؎

اردو شاعری میں عاجزی اپنی بیشتر شکلوں میں موجود ہے جس کا اظہار عاشق معشوق کے سامنے کرتا ہے۔ معشوق کے سامنے عاشق اپنی ذات کو مکمل طور پر فنا کردیتا ہے یہی عاشق کے کردار کی بڑائی ہے۔آزاد کشمیر میں اردوعاجزی و انکساری شاعری کی روایت حمدیہ شاعری کے ساتھ ہی شروع ہوجاتی ہے ۔شعرا اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے آگے سراپائے عجز وانکساری کا نمونہ بنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مقصود راہی کہتے ہیں کہ اے اللہ اعمال کی بجائے میری دعاؤں اور آہوں کو مدنظر رکھا جائے۔

اعمال کی نہیں ہے متاع گر مرے تمہیں

تو میرے عجز میری دعاؤں کو دیکھ لے
شب خیزی مجھ سے ہوتی نہیں ہے یہاں کبھی
ہر ہر قدم پہ تو میری آہوں کو دیکھ لے۴۴۵ ؎

بشیر مغل کہتے ہیں کہ زمانے والے کسی کو کیا دے سکتے ہیں ،موجودہ دور کے تناظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آج تو انسان ہی انسان کو ڈس رہا ہے،آج انسان یہ بھول چکا ہے کہ اس کا مقصدِتخلیق عبادات کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسانیت کی بہتری بھی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اے رب ذوالجلال مجھے زمانے کے سہارے پہ نہ چھوڑ بلکہ مجھے اپنی اماں میں رکھمیں تو ایک کم زور،بے بس،مجبور اور ضیعف ہوں ،مجھے اپنی آزمائشوں میں نہ ڈال ۔تو عظیم اور برتر ذات ہے ،ہم پر ہر طرح کا فضل وکرم والا معاملہ فرما:

اماں میں رکھ اپنی اے رب ذوالجلال مجھے
کرے زمانہ شکارِ غم و ملال مجھے
عظیم ذات تری ہے عظیم شان تیری
ضعیف ہوں میں نہ آزنائشوں میں ڈال مجھے۴۳۶ ؎

بشیر صرفی کا یہ کہنا درست ہے کہ عقل و فہم کا تقاضا یہ ہے کہ اس دنیا میں اونچی پرواز کے لیے انسان جیتے جی پیوندِ زمین ہو جائے اور عاجزی و انکساری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے اور پھر دیکھیے کہ اللہ ربّ العزت اس کو کس طرح عزت و عظمت سے نوازتا ہے اور اسے دنیا میں محبوبیت اور مقبولیت کا وہ اعلیٰ مقام عطا کرتا ہے جو اس کے فضل وکرم کے بغیر مل جانا ممکن ہی نہیں۔مثلاً کہتے ہیں :

مٹی کو اپنی مدح کی خاطر زبان دے
توفیق تو نہ دے تو کہاں تاب گفتگو۴۳۷ ؎

پروفیسر شفیق راجا کے تمام لفظ و خیال عاجز و بے بس ہیں ویسے بھی صاحبِ عقل انسان تواضع اور عاجزی کاطور طریقہ اختیار کرتا ہے اور یہی طور طریقہ اس کو دنیا میں بڑائی عطا کرتا ہے ورنہ اس دنیا میں جب بھی کسی انسان نے فرعونیت ،قارونیت اور نمرودیت اور شدادیت والی راہ اپنائی اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا ہی میں ایسا ذلیل و خوار کیا ہے کہ اس کا نام بہ طور تعریف نہیں بہ طور مذمت لیا جاتا ہے۔وہ یوں سراپا عجزبنے ہوئے ہیں:

تری صفات کا عرفان؟ ہم سے کیوں کر ہو
کہ معرفت سے ہیں عاجز تمام لفظ و خیال
سراپا عجز ہیں کرتے ہیں تجھ سے استغفار
حبیب پاک کے صدقے نہ امتحان میں ڈال۴۳۸ ؎

سید رضوان حیدر بخاری اپنی ناتوانی اور عاجزی پر یوں مد د اور توفیق کے طلب گار ہیں ویسے بھی کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس نے عاجزی اختیار کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے سرفرازی سے نہ نوازا ہو۔کوئی بھی ایسا شخص نہیں جسے دو فرشتوں نے لگام سے تھام نہ رکھا ہو جب وہ عاجزی کرتا ہے تو فرشتے عرض گزار ہوتے ہیں الٰہی اس

نے تواضع اورانکساری کو اپنا لیا ہے اسے سربلندی مرحمت فرما تو اس کی لگام کو اوپر کی طرف اٹھا لیا جاتا ہے یعنی اسے سربلندی عطا کی جاتی ہے اور اگر وہ تکبر و غرور سے کام لیتا ہے تو اسے سرنگوں اور ذلیل کر دیا جاتا ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

مفلس ہوں ناتواں ہوں عاجز ہوں غم کا مارا
اس بحر بیکراں میں کیسے کروں گزارا۴۴۹؎

حکیم سید اکبر شاہ کا یہ کہنا کہ کوئی نہیں تیرے سوا عاجزی کی غمازی کرتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ عاجزی زندگی گزارنے کی ایک صفت ہے جس میں آدمی اپنی ذات میں خود پسندی کا شکار نہیں ہوتا۔ اکھڑ دکھانے والے ہمیشہ ذلیل و رسوا ہو کر رہتے ہیں۔شیطا ن کی مثال ہمارے سامنے ہے۔انسان تو بے بسی کا پیکر ہے حقیقی مدد گار وہی ایک اللہ ہے۔وہ کہتے ہیں:

اکبر ہوا برباد میں
کس سے کروں فریاد میں

کوئی نہیں تیرے سوا
یا خدا یا خدا۴۵۰؎

الطاف عاطف قلم کی روانی میں طاقت بھی خدائے برتر کی توفیق کو قرار دے رہے ہیں ویسے بھی انسان جس کی تخلیق ایک نطفے سے کی گئی اور جسے آخر کار اس دنیا سے جانا ہے اور اس کے اختیار اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ اپنی بھوک پیاس، نیند، خوشی، غم، یادداشت، بیماری یا موت پر اسے کچھ اختیار نہیں۔ اس لیے اسے چاہیے کہ اپنی اصلی حیثیت او ر اوقات کو کبھی فراموش نہ کرے خواہ اس دنیا میں ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا کتنے ہی بڑے مقام و مرتبے پر کیوں نہ پہنچ جائے، خالقِ کون و مکان اللہ عزّوجل کے سامنے اس کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔وہ کہتے ہیں کہ سب چیزیں اللہ کے ہاتھ ہیں قلم،حروف،بیاں کی صلاحیت یہ سب کچھ اللہ کے حکم کے تابع ہے تو پھر میں کیسے ثنا لکھوں:

میں ثنا گر لکھوں تو لکھوں کس طرح
سب قلم سب حروفِ بیاں ہیں ترے۴۵۱؎

زاہد کلیم مظلومیت کا پیکر بنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں،غلطیاں انسان سے دانستہ اور غیر دانستہ طور پر ہوجاتی ہیں ،جولوگ غلطیوں پر اکڑ جاتے ہیں وہ ذلیل و رسوا ہوجاتے ہیں لیکن جو عجز و عاجزی دکھاتے ہیں ان کی سب خطائیں معاف ہوجاتی ہیں۔ دوسرے شعر میں خان محمدبدر چوہان کا عاجزانہ انداز ہے،بلاشبہ پائیداری صرف اور صرف اللہ کی ذات کے لیے ہے ،سب آب و تاب اور ارفع مقام میرے اللہ ہی کے لیے ہے ،جب ازل اور ابد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو انسانی زندگی میں اکھڑ کیوں ہو۔ ملا حظہ کیجیے:

یا رب، نگاہ لطف بہ فیضِ رسول کر

مظلومیت کی ساری دعائیں قبول کر۳۵۲؎

ہے آب و تاب تیری ارفع مقام تیرا
یہ بدر بھی اے خالق بندہ تیرا۳۵۳؎

ڈاکٹر فیاض الحسن نے اپنی حمدیہ شاعری میں بھی عاجزی اور بے بسی کے موضوع کو خوب برتا ہے۔عاجزی کے سوا بندہ کر ہی کیا سکتا ہے؟اس کے دائرہ اختیار میں ہے ہی کیا جس پہ وہ ناز کرے۔تمام مخلوقات کے لب پہ تو اسی ایک کا ذکر ہے۔ انھوں نے یوں اپنی عاجزی کا اظہار کیا ہے:

تیری حمد و ثنا کے ہی ترانے ہوں مرے لب پر
گناہوں کے مقابل یہ عمل دیوار بن جائے
بڑی ہی عاجزی سے ہے حسن کی التجا تجھ سے
کہ یاد مصطفی سے دل،دل بیدار ہوجائے۳۵۴؎

پروفیسربشیر احمد مغل کا کہنا بجا ہے کہ قدرت اور طاقت میرے اللہ کا نام ہے ،انسان کو جتنے بھی اختیارات دیے گئے ہیں وہ اللہ کے اختیارات کے سامنے عارضی اور عاجز ہیں۔ ابدی تو صرف اسی ذات کے لیے ہے۔وہ آغوش رحمت کے لیے یوں بے چین ہیں:

خدایا مجھ میں نہیں ہے قدرت
خدایا مجھ میں نہیں ہے طاقت
مجھے اپنی آغوش رحمت میں لے لے!معاف کر دے
مرے خدایا !عظیم ہے تو عظیم ہے تو۳۵۵؎

ڈاکٹر نیاز کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی ذیشان ہے ۔اس کی رحمت کی تو کوئی حد نہیں ہے۔جب کہ میں اتنی عاجز اور بے بس ہوں کہ ذرہ خاک کے برابر بھی نہیں ہوں ۔بے شک بے بسی اور عاجزی ہی میں ہماری کامیابی ہے۔ڈاکٹر کا عاجزانہ انداز اور لہجہ ملاحظہ کیجیے:

میں عاجز ہوں ذرہِ خاک بھی نہیں تیری زمیں پہ
رحمت تیری کی آس پھر بھی،تو بڑا ہی ذیشان
ہے۳۵۶؎

پروفیسر اکرم طاہر نے بھی اس موضوع کو خوب برتا ہے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور کارسازیوں کی کوئی حد نہیں ہے۔اس پاک ذات کی تعریف میں زمین و آسمان کی ہر چیز مصروف و مشغول ہے۔اللہ کی پاگیزگی کا بیان بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے۔انسان تو عاجز ی کا پیکر ہے جو بھی اپنے رب کی تسبیح میں مصروف ہے ۔وہ اس ذات کی مہربانی ہے۔اکرم طاہر کے کلام کا محور و مرکز اس کی ذات ہے وہ بحث کے اندر خدا کو تلاش کرنے میں ناکام ہیں ۔اللہ تعالیٰ کی ذات کو کون ہے؟ جو قلم بند کر سکتا ہے۔

میں کون ہوں کہ تجھ کو قلم بند کر سکوں

لیکن مرے کلام کا محور ہے تیری ذات۴۵۷ ؎

خالد کشمیری کہتے ہیں کہ دنیا و آخرت اور تما م عالمین کی بادشاہی اسی عظیم و برتر ذات کے دست قدرت میں ہے وہ جوچاہے کر سکتا ہے۔ہم سب اسی کے محتاج ہیں ۔وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ انسانی بے کسی پہ یوں نوحہ کناں ہیں:

ہے مرگ اس کی خاطر،جو تجھ سے جدا ہے
دونوں جہاں میں مولا ،محتاج ہیں ہم تیرے۴۵۸ ؎

پروفیسر رفیق بھٹی اپنے آپ کو ایک ذرہ ناچیزخیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں کیسے اللہ تعالیٰ کی ثناگوئی کا فریضہ ادا کر سکتا ہوں ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات لامحدودہے۔اس کی حدوں تک پہنچانا آسان نہیں ہے۔مثلاً وہ یوں کہتے ہیں:

میں ایک ذرہ ناچیز تو ہے لا محدود
تیری ثناءسے ہیں قاصر یہ میرے نطق وبیاں۴۵۹ ؎

ذیشان افضل کہتے ہیں کہ ساری انسانیت مشتِ خاک ہے اورمشتِ خاک کی حیثیت ہی کیا ہے؟اس کی تو اتنی ہی طاقت ہے جتنی رب ذوالجلال نے عطا کی ہے۔ انسان کی تو جان بھی اس کے قابو میں نہیں ہے۔ وہ یوں عجز و عاجزی کی تصویر بنے ہوئے ہیں:

میں خاک کا پتلا ہوں،کیا میری حقیقت ہے
اس شافعِ مطلق کی توصیف میں دقت ہے
میں خاطی و عاصی ہوں،بے بہرہ توبہ ہوں
تسِ پر بھی نعم جاری؟؟ سنسار کو حیرت ہے ۴۶۰ ؎

فیصل محمود یوں سراپا عجز ہیں کہ کائنات کی تمام تخلیقات اپنے خالق کی ثناءمیں مصروف ہیں۔ہر کوئی اپنی اپنی حیثیت اور اپنے اپنے انداز میں رب کی حمدگوئی میں مصروف ہے۔شاعر نے کس طرح اپنی انکساری کو بیان کیا ہے کہ کہاں تاب زبان اور کہاں اللہ کی حمدو ثنا ،کہاں میں اور کہاں وہ ذات ،انداز ملاحظہ کیجیے:

کہاں تابِ زباں، کہاں تیرا بیاں
میں کہاں،تو کہاں،الاماں اے خدا۴۶۱ ؎

حفیظ شاکر نے کما ل مہارت سے یہ موضو ع برتا ہے کہ ہر کام میں رہنمائی اور ہدایت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔وہی ہم سب کا پاسبان اور راز دان ہے۔وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔مکاں اور لامکاں میں بھی وہی ہے۔انسان صرف وہی جانتا ہے جتنا علم اس ذات نے عطا کیا ہے۔شاعر کا یہ کہنا کہ میں ایک ذرہ ناتواں ہوں ،حقیقت پر مبنی بات ہے:

تیری ذات ہی مری پاسباں
میرے روز و شب کا تو راز داں
توہی ہر جگہ تو ہی لامکاں
میں تو ایک ذرہ ناتواں۴۶۲ ؎

ڈاکٹر افتخار مغل نے خوب صورت انداز میں انسان کی کم مائیگی اورتنگ دامنی کا ذکر کیا ہے۔انسان تو ہے ہی بے بس ،اس کا بس تو بس اس کو دیے گئے اختیار تک ہی

محدود ہے۔اس کے مقابلے میں میرے اللہ کا جودو سخا اور ان گنت نعمتیں سبحان اللہ ! انداز ملاحظہ کیجیے:

میری کم مائیگی میری تنگ دامنی
تیری جودوسخا ان گنت بے بہا۴۶۳ ؎

صفدر شفیق نے درست فرمایا ہے کہ جب تک اللہ کی توفیق نہ ہو تو بندہ ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا،دنیا و آخرت میں وہی لوگ کامیاب رہتے ہیں جو تکبر کے تاج کو پھینک کر عاجزی کی چادر اوڑھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور وہ اللہ کے محبوب بن جاتے ہیں۔شعر دیکھیں:

قابل نہیں کہ لکھ سکوں میں ایک حرف بھی
کوشش ہے ناتمام جو تیری عطا نہیں۴۶۴ ؎

پروفیسراکرم طاہر نے اسی حقیقت کا عتراف کیا ہے کہ انسان اللہ کی ثنا گوئی بھی اس ذات کی توفیق کے بغیر نہیں کر سکتا۔ خدا کے سامنے عاجزی و انکساری ایمان و معرفت کی کنجی اور درگاہِ حق و قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اللہ کے سامنے تکبر اور گھمنڈ گم رائی کا سبب ہے۔انسان مشت خاک اور بے رہروی کی دھول کی مانند ہے۔وہ اتنا عاجز ہے کہ اسے اپنی زندگی پر بھی اختیار نہیں ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

طاہر نہیں،ناپاک ہوں،میں ایک مشتِ خاک ہوں
بے رہروی کی دھول ہوں ،تیری ثنا کیوں کر
لکھوں۴۶۵ ؎

ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی اپنی عاجزی پر گویا ہیں کہ میری عبادات تیری نعمتوں کے مدمقابل نہیں ہو سکتی،تیری نعمتوں پر میں جتنا شکر ادا کروں وہ کم ہے ۔تیرے سامنے میری کوئی حیثیت نہیں ہے کیوں کہ میں بندہ ہوں اور تو رب ہے۔میری ساری زندگی کی عبادت تیری ایک نعمت کا متبادل نہیں ہو سکتی۔شعری مثال ملاحظہ ہو::

حمدِ ناقص میری ہے تیرے سامنے
میرے بس میں نہیں ہے تیری ثنا۴۶۶ ؎

اللہ تعالیٰ کی قربت کا بہترین راستہ عاجزی ہے۔ خدا کے سامنے عاجزی و انکساری کی علامت یہ ہے کہ انسان اس کے فرامین تسلیم کرے۔ اس پر یہ کیفیت اس حد تک طاری ہو کہ اسے جو کچھ حاصل ہے اس سب کو خدا کی طرف سے سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اس کی مخلوقات میں سے ایک ناچیز ذرّہ سمجھے اور اس کا شکر گزار رہے اورخدا کی مرضی کے سامنے اپنی کسی بھی طرح کی مرضی چلانے سے پرہیز کرے۔آزاد کشمیر کی اردوحمدیہ شاعری میں عاجزی و انکساری کے حوالے سے ایک ثروت مند سرمایہ موجود ہے۔شعرا اپنے خالق و مالک کے سامنے بے بسی اور عاجزی کا پیکر بنے ہوئے ہیں۔ان کا یہ عقیدہ انھیں زمینی خداؤں کے خوف سے دور رکھتا ہے۔

صفحا تِ گزشتہ میں آزاد کشمیر میں تخلیق کی گئی اردو حمدیہ شاعری کے موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔آزاد کشمیر کی وادی سر سبز و سرخرو کی دل آویز سحر انگیز فضائیں اپنے قدرت کے جلوؤں کو کھول کھول کر دعوت نظارہ اوردعوت یکتائی پیش کر رہی ہے۔ان خوب صورت مناظر کی موجودگی میں آزاد کشمیر کے شعرا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں رطب اللسان ہیں۔آزاد کشمیر میں جو اردو حمدیہ شاعری تخلیق ہوئی وہ معیار اور تنوع کے اعتبار سے کسی طرح کم نہیں ہے بلکہ بعض جہات میں ان کے ہاں زیادہ گہرا فکری وفنی شعور اور تازگی دیکھنے میں آئی ہے۔ان شعرا نے جس لگن اور خلوص کے ساتھ اردو حمدیہ شاعری میں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا ہے ایک توانا آواز کی حیثیت سے یاد رکھے جائیں گے۔ایسا کیوں نہ ہوجب ان کے چاروں اطراف میں سرسبز پہاڑوں کے دل کش مناظر ہوں ،برف پوش چوٹیوں کے فرق نار پر دمکتے ہوئے چاند کا جھومر ہو،شام کی مانگ میں ستاروں کی کہکشاں دہلیز صبح کا دربان سرجِتقدس فطرت کی آبشاریں ہر جگہ ٹھنڈے میٹھے پانیوں کے سیماب صفت چشمے ادائے ناز سے بہتے ہوئے ندی نالے ، جھیلوں کا سکوت،بل کھاتی ہوئی پگڈنڈیاں ،کوئل کے گیت اور کئی دیگر فطرت کے مناظر میں شعرا کیسے اپنے رب کو بھول سکتے ہیں؟ تمام مناظر اپنے بنانے والے کی کہانی کھول کھول کے سنا رہے ہیں اورکسی کے ہونے کا اظہار کر رہے ہیں۔

آزاد کشمیر کے شعرا نے تمام نظاروں کے خالق کی ایک ایک خوبی اور ا سمائے حسنیٰ کو اپنی حمدیہ شاعری کا موضوع بنایا ہوا ہے اور شاعری کے ہر دور میں حمدیہ شاعری پر مبنی خوب صورت کلام دیکھنے اور پڑھنے کو ملتا ہے ،جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کامل،اس کی صفات و کمالات کے اظہار اور احاطہ قدرت کا بیاں ملتا ہے مودب اور منکسیر انداز بیاں موجود ہے۔ملک و قوم ،حب الوطنی اور راہبران ملک و قوم جیسے موضوعات کی وجہ سے ایمان و یقین ،نظریہ و عقیدہ اور مادر وطن سے مکمل وابستگی کے اظہار کے لیے زبان و بیاں پر اپنی قدرت کا مظاہر کرتے ہیں۔انھوں نے اپنی حمدیہ شاعری میں کئی فکری جہتیں اور انداز کو اپنے اپنے مشاہدات کے رنگ دیئے ہیں صرف زاویہ نگاہ وراسلوب کا فرق ہے۔مثلاعقیدہ توحید،وحدانیت کا اقرار،کائنات کے خالق و مالک کی تعریف،کائنات کی صنعت میں حیرت و استعجاب کے پہلو،اطاعت خداوندی ،مشکل کشائی ، انسان کا اپنے خالق سے تعلق ،قدرت کاملہ،عنایات و کرام،فضل و عطا اور اس کی عطا کردہ نعمتوں اور احسانات کا ذکر و شکر ،مناجاتی رنگ و آہنگ کے اظہار کے ساتھ ساتھ متنوع زاویوں سے اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کا ذکرکیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ،اصناف ادب ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۲،ص ۲۳

۲۔ ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعات حمدو نعت،مرتبہ صبیح رحمانی،نعت ریسرچ سنٹر کراچی،۲۰۱۵ء،ص ۳۰

۳۔ ---------ایضاً---------، ص۲۶

۴۔ ---------ایضاً---------، ص۲۸

۵۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری،کتاب التوحید،جلد اول،منہاج القرآن پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۹۹ء،ص ۴۴

۶۔ سورہ اخلاص،پارہ نمبر،۳۰------[القرآن]

۷۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور،۲۰۰۶، ،ص۵۳

۸۔ المومنون:۱۱،------[القرآن]

۹۔ بشیرصرفی، کلام بشیرصرفی ،مرتبہ،ڈاکٹرشفیق انجم ،پورپ اکادمی،اسلام آباد ،۲۰۱۰ء،ص۳۲

۱۰۔ سورۃالنسا،۳۶------[القرآن]

۱۱۔ بشیر مغل، شہر دردبدراں،راول پنڈی، ایس ٹی پرنٹر، ص۰۲

۱۲۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبیری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص۳۹

۱۳۔ سورہ بکرا ،آیت۱۶۳،------[القرآن]

۱۴۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،لاہور،۲۰۱۹ء،ص۲

۱۵۔ سورہ فاتحہ، آیت ۴،------[القرآن]

۱۶۔ پروفیسر صفدر شفیق ،حمد،مشمولہ،سروش، گولڈن جوبلی نمبر،گورنمنٹ کالج ،میرپور،۱۹۹۶ء،ص۷۰

۱۷۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اےکےبی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ ء ص۴

۱۸۔ سورہ الابنیاءآیت ۲۲،------[القرآن]

۱۹۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،شبستانِ نظم و غزل ،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۰ء،ص ۱۰

۲۰۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲، ص۲۱

۲۱۔ کاشف رفیق ،مرا ہر خواب سچا تھا ،خزینہ علم و ادب، لاہور ، ص ۲۰

۲۲۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۱۷

۲۳۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۰۱ء،ص۱۲

۲۴۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵، ص ۶۹

۲۵۔ جواد جعفری،احتجاج،ادار ہ تحقیقات اسلامی، مظفرآباد،۱۹۹۴،ص۳۳

۲۶۔ منور احمد قریشی،دھلیز شب اتفاق پریس مظفرآباد ، ۲۰۰۰ء، ص۱۴۲

۲۷۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت، نواب سنز پبلی کیشنز س ن ،راول پنڈی ،ص۱۱

۲۸۔ الطاف عاطف،جھیل کا چاند،سید محمد شاہ پرنٹرز،لاہور،۲۰۱۲ء،ص۲۱

۲۹۔ سید مقصود حسین راہی،سوز دروں ،اظہار سنز پرنٹرز،لاہور۲۰۱۱ء،ص ۲۷

۳۰۔ ظہور حسین ،بناہی ،اشک اشک،کاشر پبلشرز، میرپور،۲۰۰۸ء،ص ۱۱

۳۱۔ سورہ لقمان ۲۱۔۴

۳۲۔ محمدفاروق خان جرال ، غیر مطبوعہ کلام

۳۳۔ ڈاکٹر مقصود جعفری،گنبدِ افلاک،فکشن ہاؤس لاہور،۲۰۱۸،ص ۵۸

۳۴۔ سورہ الاعراف،۵۴،------[القرآن]

۳۵۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور،۲۰۰٦،ص۳۹

۳۶۔ سورہءمُلک آیت ۱۔ ۶،-----[القرآن]

۳۷۔ عبدالرزاق بے کل ،راز و نیاز،بشارت آفسٹ پرنٹنگ پریس مظفرآباد،۲۰۰۳ء،ص ۱۷

۳۸۔ بشیر مغل، گرداب، راول پنڈی : ایس ٹی پرنٹرز ۔ س ن،ص۱۱

۳۹۔ ترجمہ کنز الایمان

۴۰۔ ڈاکٹر افتخار مغل،حمد،مشمولہ،،اختر سحر،گورنمنٹ کالج چکار مظفرآبادمدیر اعلیٰ،پروفیسر بدر منیر،۱۹۸۴ء،ص۲

۴۱۔ سورۃ فاتحہ آیات ۱تا۷،-----[القرآن]

۴۲۔ محمد یعقوب شائق ،حمد،مشمولہ،قندیل،گورنمنٹ کالج باغ،۱۹۹۵ءص ۳۷

۴۳۔ رفیق بھٹی،ستون دار،پنجال پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۴ء،ص۳۵

۴۴۔ سورۃ البقرہ ،آیت ۲۵۵،-----[القرآن]

۴۵۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷ء،ص ۲۵

۶۴۔ سورہ مومن آیت ۴۰،-----[القرآن]

۴۷۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۵۸

۴۸۔ سورہ جاثیہ۴۵،-----[القرآن]

۴۹۔ خواجاحمید ممتاز ،چند سائے،پرنٹنگ ایونیو ہاوس ،راول پنڈی ،۲۰۰۹،ص ۷

۵۰۔ سورۃ الانعام۱۶۲،-----[القرآن]

۵۱۔ بشیر چغتائی،رستہ بہت کٹھن ہے،نکس، میرپور،۲۰۱۰،ص ۳۲

۵۲۔ التکویر ۲۹،-----[القرآن]

۵۳۔ محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶،ص ۱۴

۵۴۔ شہباز گردیزی،سید،حقیقتوں کے عذاب،طلوع پبلی کیشنز، باغ آزاد کشمیر، ۲۰۰۳،ص۵۰

۵۵۔ محمد الیاس طاہر،غیر مطبوعہ کلام

۵۶۔ عمران ساغر،غیر مطبوعہ کلام

۵۷۔ شفیق اے کمال،غیر مطبوعہ کلام

۵۸۔ ملک اظہر فیروزی،غیر مطبوعہ کلام

۵۹۔ بوٹا خان راجس ،میٹھا میوہ،عبدالرحمن پرنٹرز، القلم اسلام آباد، ۱۹۹۵ءص۴۶

۶۰۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت، نواب سنز پبلی کیشنز راول پنڈی ،س۔ ن ،ص۸

۶۱۔ ڈ اکٹرنثارحسین ہمدا نی ،چنار،چاندنی ا ورچنبلی،الشیخ پرنٹر،مظفرآباد، ۱۹۹۳ء،ص۲۳

۶۲۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلی شرز،۲۰۱۴ء،ص ۱۸

۶۳۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۲۲

۶۴۔ نوید قمر ،محبت کم نہیں ہوگی،کاشر پبلشرز ،میرپور،۲۰۰۷،ص ۳۳

۶۵۔ راجا محمد نسیم طاہر، محبت کے انداز ، علم و عرفان پبلشرز،لاہور،۲۰۰۷ء،ص۳۵

۶۶۔ عابدہ عالم عابی،برف کا پیکر،جی۔ایم۔آرٹ پریس، لاہور،۲۰۱۱ءص ۳۹

۶۷۔ ارشد احمد،چاہتوں کا سفر نہیں رکتا،ٹی،ایچ،کیو پرنٹرز، راول پنڈی،۲۰۰۷،ص ۲۲

۶۸۔ مسعود کشفی،کارواں،بک سنٹر،راول پنڈی،س،ن ،ص۵۵

۶۹۔ احمد کاظمی،شکستہ خواب،زیروپوائنٹ پرنٹر،راول پنڈی،۲۰۰۶ءص ۲۴

۷۰۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵،ص۳۴

۷۱۔ ------[القرآن]

۷۲۔ بنی اسرائیل:۱۱۰،------[القرآن]

۷۳۔ الاحزاب:۸۳،------[القرآن]

۷۴۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص۴۱

۷۵۔ صابر حسین صابر ، ہجر کے بعد ،علم و عرفان پبلشرز ، لاہور ، ۲۰۰۷، ص۱۹

۷۶۔ طاہرقیوم طاہر ، اظہارمحبت ،طہٰ پبلی کیشنز،لاہو، ۲۰۱۳،ص۲۸

۷۷۔ سجاد حسین ،خون جگر،غیر مطبوعہ

۷۸۔ وقار ساحر ،شام اکثر اداس رہتی ہے ، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ء ،ص۱۴

۷۹۔ ساگر کا شمیری ،ادھورے سپنے ،کا شر پبلشرز ، میرپور ، ۱۹۹۹ء ،ص۲۵

۸۰۔ محمدشاہپال طاہر،چاہت اس پری کی،صوفی سنز پبلشرز، کوٹلی،۲۰۰۵ء،ص۱۲

۸۱۔ محمد صدیق شاذ،درد حیات،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور،۲۰۱۴ء،ص۱۶

۸۲۔ صفدر شفیق ،حمد،مشمولہ،سروش، گولڈن جوبلی نمبر،گورنمنٹ کالج ،میرپور،۱۹۹۶ء،ص۱۰۹

۸۳۔ کاشف رفیق ،مرا ہر خواب سچا تھا ،خزینہ علم و ادب لاہور ، ۲۰۱۴ء،ص۱۷

۸۴۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷ءص۱۸

۸۵۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص۲۱

۸۶۔ ناز مظفرآبادی،حرف آشنا،مثال پبلشرز،فیصل آباد،۲۰۱۷ءص۱۳

۸۷۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹، ص ۴۲

۸۸۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷، ص۲۴

۸۹۔ ڈاکٹر مقصود جعفری،گنبدِ افلاک،فکشن ہاؤس لاہور،۲۰۱۸،ص۴۲

۹۰۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ءص۴۸

۹۱۔ الذاریات :۵۷،-----[القرآن]

۹۲۔ احمد و ابوداؤد،صححہ الالبانیی

۹۳۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص۴۷

۹۴۔ الحج:۵۸،-----[القرآن]

۹۵۔ سلمان رفیق،خواب سے آگے کا منظر،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴،ص۱۵

۹۶۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص۱۸

۹۷۔ پروفیسرعبدالحق مراد،،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۹

۹۸۔ ہود:۶،-----[القرآن]

۹۹۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۴۳

۱۰۰۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲،ص ۱۹۱

۱۰۱۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۱۰۹

۱۰۲۔ سید ذوالفقار خاور نقوی،نشاۃ مکرر،شوالکن پبلشرزہجیرہ آزاد کشمیر،۲۰۰۵،ص ۲

۱۰۳۔ الروم۔۳:رکوع ۴،-----[القرآن]

۱۰۴۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶، ص۹

۱۰۵۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵ ،ص ۱۲۲

۱۰۶۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی،گلزار وطن،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر،۲۰۱۷ء،ص ۲۴

۱۰۷۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹، ص۲

۱۰۸۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹرشفیق انجم ،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶، ص ۴۷

۱۰۹۔ مخلص وجدانی،نئی بہار نئے پھول ،عصرِ جدید مظفرآباد،۲۰۰۳،ص۱۶

۱۱۰۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص۴۵

۱۱۱۔ میجررفیق جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۴۸

۱۱۲۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،گلستان سخن،اسد محمود پرنٹنگ پریس راول پنڈی،۲۰۰۵،ص۷

۱۱۳۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص ۷

۱۱۴۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱، ص۷۶

۱۱۵۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ ص ۳۶۰

۱۱۶۔ الروم :۵۴،------[القرآن]

۱۱۷۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۳۲

۱۱۸۔ النمل ۷۴،------[القرآن]

۱۱۹۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریر ی ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص۳۸

۱۲۰۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص۵۳

۱۲۱۔ اکرم سہیل،نئے اجالے ہیں خواب میرے ، جمہورپبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۶ء،ص۱۵

۱۲۲۔ جاوید اقبال،دیس پرایا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴ء،ص۱۴

۱۲۳۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲،ص۲۲

۱۲۴۔ واحداعجازمیر،آواگون،نواب پبلی کیشنز،راولپنڈی، ۲۰۱۵ ،ص۲۴۵

۱۲۵۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵،ص۴۰۴

۱۲۶۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹرشفیق انجم ،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶, ص۶۳

۱۲۷۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص۵۹

۱۲۸۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱، ص ۸۸

۱۲۹۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ء، ص ۱۱۰

۱۳۰۔ منور قریشی،دہلیز شب،اتفاق پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۰ءص ۱۴۲

۱۳۱۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹٦،ص ۵۶

۱۳۲۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص ۱۱۶

۱۳۳۔ میجررفیق جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص۴۳

۱۳۴۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت، نواب سنز پبلی کیشنز راول پنڈی ،س۔ ن ،ص۱۱

۱۳۵۔ ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س۔ن، ص۱۹۶

۱۳۶۔ رفیق بھٹی،ستون دار،پنجال پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۴ء، ص ۲۷

۱۳۷۔ منور قریشی،دہلیز شب،اتفاق پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۰،ص ۱۴۲

۱۳۸۔ البقرہ:۲۲۸،------[القرآن]

۱۳۹۔ محمد صدیق شاذ،درد حیات،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور،۲۰۱۴، ص۳

۱۴۰۔ سلمان رفیق،خواب سے آگے کا منظر،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴،ص۶

۱۴۱۔ راجا صفدر حیات خاکسار ،کہکشاں کے جھرمٹ میں،کشمیر کمپیوٹر،مظفرآباد،۲۰۰۹،ص ۳

۱۴۲۔ مسعود کشفی،کارواں،بک سنٹر،راول پنڈی،س،ن ،ص۱۰

۱۴۳۔ البقرہ: ۲۳

۱۴۴۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ء، ص ۱۱۶

۱۴۵۔ سید نثار نجمی ، رنگ کشمیر،کشمیر کلچرل اکیڈمی،۲۰۱۵ءص ۱۷

۱۴۶۔ سید مقصود حسین راہی، سوزدروں، اظہر سنز پرنٹر لاہور۲۰۱۱ء، ص۳۲

۱۴۷۔ میجررفیق،جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۴۴

۱۴۸۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹرشفیق انجم ،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱٦، ص ۴۴

۱۴۹۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی،گلزار وطن،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر،۲۰۱۷ء،ص ۱۹

۱۵۰۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵، ص ۱۲۱

۱۵۱۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶، ص ۹

۱۵۲۔ ڈاکٹرناز یہ ،نیاز،معصوم دیوی اور کیٹ واک، اے۔ون پرنٹرز ،لاہور ،۲۰۰۹،ص ۱۵

۱۵۳۔ راجا شبیر خان ایڈووکیٹ،ابدی تلاش،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۱۲، ص ۲۲

۱۵۴۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص ۳۵

۱۵۵۔ ذیشان افضل، صدا بصحرا،دعا پبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۰ء،ص ۱۹

۱۵۶۔ صابر حسین صابر،ہجر کے بعد،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور،۲۰۰۷، ص ۳۰

۱۵۷۔ جواد جعفری،احتجاج،ادار تحقیقات اسلامی، مظفرآباد،۱۹۹۴، ص ۱۰

۱۵۸۔ النسا:۹۹،-----[القرآن]

۱۵۹۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ءص۲۲

۱۶۰۔ محمدشاہپال طاہر،چاہت اس پری کی،صوفی سنز پبلشرز، کوٹلی،۲۰۰۵ءص۸

۱۶۱۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی،۲۰۱۷، ص۶۳

۱۶۲۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲،ص ۱۹

۱۶۳۔ جواد جعفری،احتجاج،ادار تحقیقات اسلامی، مظفرآباد،۱۹۹۴، ص ۱۰

۱۶۴۔ ڈاکٹرافتخار مغل،انکشاف،طیبہ پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۳ءص۱۱

۱۶۵۔ یاسر عباس،شام ہوگئی آخر،الغازی پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۷ءص۱۲

۱۶۶۔ فیصل محمود،تتلیوں کے شہر میں،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور ،۲۰۰۴ء،ص۱۸

۱۶۷۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلی شرز،۲۰۱۴ء،ص ۱۳

۱۶۸۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱، ص۸۲

۹۶۹۔ محمد سعید بخاری،میراث بزرگان ،بشارت پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،ص۷۶

۱۷۰۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸، ص۱۰۸

۱۷۱۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،یورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶،ص ۴۶

۱۷۲۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی،گلزار وطن،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر،۲۰۱۷ء، ص ۱۸

۱۷۳۔ ڈاکٹر مقصود جعفری،گنبدِ افلاک،فکشن ہاؤس لاہور،۲۰۱۸، ص ۹۳

۱۷۴۔ طاہرقیوم طاہر ، اظہارمحبت ،طہٰ پبلی کیشنز،لاہو، ۲۰۱۳ء،ص ۲

۱۷۵۔ ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س-ن، ص۱۹۹

۱۷۶۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار، ۲۰۱۰ء،ص ۱۹۳

۱۷۷۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵، ص۲۸۸

۱۷۸۔ منور قریشی،دہلیز شب،اتفاق پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۰ء،ص ۱۴۲

۱۷۹۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء، ص ۱۴

۱۸۰۔ شعور انقلابی،آتش گویا،جموں پرنٹنگ پریس راول پنڈی ،۲۰۱۰ء،ص ۱۹

۱۸۱۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶، ص ۵۶

۱۸۲۔ النمل:۴۰،------[القرآن]

۱۸۳۔ حاجی سید رضوان حیدر،کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷، ص۴۰

۱۸۴۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲،ص ۱۹

۱۸۵۔ المومنون ۱۱۳،------[القرآن]

۱۸۶۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱، ص ۸۰

۱۸۷۔ بشیر مغل،شہر دربدراں،کاشر پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۳ء،ص۲

۱۸۸۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱٦،ص۷۳

۱۸۹۔ زاہد کلیم،محراب فکر،نیلم پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۲۰۰۶ء،ص ۲

۱۹۰۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،گلستان سخن،اسد محمود پرنٹنگ پریس راول پنڈی،۲۰۰۵، ص ۱۱

۱۹۱۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹، ص۲

۱۹۲۔ سید حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ص ۱۷

۱۹۳۔ میجر رفیق جعفری،کشمیر اشکبار ہے،ایس ٹی پرنٹرز راول پنڈی،۲۰۱۹، ص۳۰

۱۹۴۔ ناز مظفرآبادی ،اسے کہنا،مثال پبلشرز ،فیصل آباد،۲۰۱۸ء،ص ۱۰۱

۱۹۵۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷، ص ۲۵

۱۹۶۔ حنا کرامت،منزل کی جستجو،جذبہ پرنٹنگ پریس،میرپور ،۲۰۱۶، ص ۱۸

۱۹۷۔ محمد شفیق انجم،حافظ،تو کون ہے،ایگل کمپیوٹر میرپور ،۲۰۰۱، ص ۱۷

۱۹۸۔ آر۔ڈی ساگر،کوئے مقتل،کاشر پبلشرز،میرپور،۱۹۹۴ءص۱۹

۱۹۹۔ حفیظ شاکر،کرب آرزو،فیض السلام پرنٹنگ پریس ،راول پنڈی،۱۹۹۶

۲۰۰۔ کاشف رفیق ،مرا ہر خواب سچا تھا ،خزینہ علم و ادب، لاہور ، ص۲۰

۲۰۱۔ افتخار ساگر صمیم،نبھا کیسے ہوگا، پرنٹ ماسٹر، اسلام آباد،۲۰۱۱ء،ص ۲۱

۲۰۲۔ فیضا ن حسین ،نعت ،مشمولہ، سروش،گورنمنٹ کالج میر پور۲۰۰۷ء،ص ۵۵

۲۰۳۔ آل عمران: ۱۸۹،------[القرآن]

۲۰۴۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص۲۱

۲۰۵۔ سلمان رفیق،خواب سے آگے کا منظر،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴ءص۴

۲۰۶۔ صابر حسین صابر ، ہجر کے بعد ،علم و عرفان پبلشرز ، لاہور ،۲۰۰۷ءص۹

۲۰۷۔ پروفیسرعبدالحق ، مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۱۰

۲۰۸۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲ء،ص ۳۵

۲۰۹۔ جہانگیر احمد عامر،میرا مسیحا میرا قتل،گلوبل کمپیوٹر، میر پور،س۔ن،ص۶

۲۱۰۔ آل عمران ۳:رکوع ۳،------[القرآن]

۲۱۱۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلشرز ،میرپور،۲۰۰۱،ص۱۲

۲۱۲۔ راجا صفدر حیات خاکسار ،کہکشاں کے جھرمٹ میں، مظفرآباد، ۲۰۰۹،ص ۳۴

۲۱۳۔ منور احمد قریشی،دھلیز شب، اتفاق پریس مظفرآباد ، ۲۰۰۰ء، ص۱۴۲

۲۱۴۔ گلزار حسین ساگر کاشمیری، کوٹلی سے ہانگ کانگ ،پنجال پبلشرز میرپور۲۰۱۶ء،ص۱۱

۲۱۵۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶،ص۴۴

۲۱۶۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱،ص۸۵

۲۱۷۔ پروفیسرامین طارق قاسمی،مالا میں دھاگہ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴، ص ۱۲۷

۲۱۸۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹، ص ۲

۲۱۹۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،گلستان سخن،اسد محمود پرنٹنگ پرس راول پنڈی،۲۰۰۵، ص ۵

۲۲۰۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵، ص۳۵۷

۲۲۱۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵، ص ۹۵

۲۲۲۔ المائدہ:۱۶،------[القرآن]

۲۲۳۔ محمدشاہپال طاہر،چاہت اس پری کی،صوفی سنز پبلشرز، کوٹلی،۲۰۰۵ءص۴

۲۲۴۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص۷

۲۲۵۔ تنویر اختر ناز،نازیاب،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۱۳،ص۱۳

۲۲۶۔ سلطان محمد سلطان،ازہار،سلطان بک کارنر،میرپور آزاد کشمیر،۲۰۰۸،ص۸

۲۲۷۔ اکرم سہیل،نئے اجالے ہیں خواب میرے ، جمہورپبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۶،ص ۹

۲۲۸۔ بوٹا خان راجس ’’میٹھا میوہ‘‘ عبدالرحمن پرنٹرز، القلم اسلام آباد، ۱۹۹۵،ص۱۳

۲۲۹۔ محمد سعید بخاری،میراث بزرگان ،بشارت پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،ص ۷۶

۲۳۰۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵، ص۲۱

۲۳۱۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶، ۴۵

۲۳۲۔ مخلص وجدانی،نئی بہار نئے پھول ،عصرِ جدید مظفرآباد،۲۰۰۳،ص ۱۳

۲۳۳۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی،۲۰۱۷، ص ۴۹

۲۳۴۔ طاہرقیوم طاہر ، اظہارمحبت ،طہٰ پبلی کیشنز ،لاہو، ۲۰۱۳، ص ۱

۲۳۵۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶، ص۵۶

۲۳۶۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی،گلزار وطن،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر،۲۰۱۷، ص۱۸

۲۳۷۔ صنم گل،منزل،میڈیا نیوز نیٹ ورک میرپور ،ص ۲

۲۳۸۔ ہاجرہ کیانی،امید بہار،اے ٹو زیڈ پرنٹنگ، میرپور،۲۰۱۰ء،ص۱۰

۲۳۹۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار، ۲۰۱۰ء، ص ۲۴

۲۴۰۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلی شرز،۲۰۱۴ء،ص ۹

۲۴۱۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص ۱

۲۴۲۔ سورۃ النمل،------[القرآن]

۲۴۳۔ سورۃ المومن،------[القرآن]

۲۴۴۔ جہانگیر احمد عامر،میرا مسیحا میرا قتل،گلوبل کمپیوٹر، میر پور،س۔ن،ص۴

۲۴۵۔ پروفیسر محمد رفیق بھٹی ، لہو نگر ،پنجاب پبلشرز ، میرپور۱۹۹۷ص۸

۲۴۶۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۰۱ء، ص ۱۹

۲۴۷۔ سورۃ العمران آیت نمبر ۸،------[القرآن]

۲۴۸۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص۵۰

۲۴۹۔ جاوید الحسن جاوید،ابھی نظمیں ادھوری ہیں،رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،۲۰۱۷، ص ۱۰

۲۵۰۔ ساگر کا شمیری ،ادھورے سپنے ،کا شر پبلشرز ، میرپور ، اگست ۱۹۹۹،ص ۱۵

۲۵۱۔ صابر حسین صابر ، ہجر کے بعد ،علم و عرفان پبلشرز ، لاہور ، ۲۰۰۷،ص ۲۹

۲۵۲۔ وقار ساحر شام اکثر اداس رہتی ہے ،علم و عرفان پبلشرز، لاہور ،۲۰۰۷ء ص۱۵

۲۵۳۔ کلام قاضی رفیع اللہ ہاجز ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۴۰۴

۲۵۴۔ اکرم سہیل،نئے اجالے ہیں خواب میرے ، جمہورپبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۶ءص۱۵

۲۵۵۔ کلام یاد کاکشمیری، مشمولہ شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۹۱۶

۲۵۶۔ ناز مظفرآبادی، حرف آشنا، مثال پبلشرز ، فیصل آباد، ۲۰۱۷،ص۳۲

۲۵۷۔ بوٹا خان راجس ،میٹھا میوہ، عبدالرحمن پرنٹرز، القلم اسلام آباد، ۱۹۹۵، ص ۳۰

۲۵۸۔ نوید قمر ،محبت کم نہیں ہوگی،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۷،ص۱۱

۲۵۹۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷ص۶

۲۶۰۔ مشتاق شاد،نمبل ،شرکت پریس،لاہور،۱۹۹۶، ص۱۷

۲۶۱۔ محمد افضل ضیائی ،میرے خواب زنجیریں،مکتبہ جدید پریس ،لاہور،،س-ن ،ص ۹

۲۶۲۔ نصیر احمد ناصر، پانی میں گم خواب ، مکتبہ جدید پریس ،لاہور،۲۰۰۲ء،ص ۱۹

۲۶۳۔ تنویر اختر ناز،نازیاب،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۱۳،ص ۱۰

۲۶۴۔ سورہ ال عمران آیت نمبر ۲۶،------[القرآن]

۲۶۵۔ سورہ القدر،آیت ۔۱،۵،------[القرآن]

۲۶۶۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص۱۴

۲۶۷۔ کلام مرزا یعقوب گورکانی ، مشمولہ شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء، ص ۴۷۴

۲۶۸۔ کلام ظفر اقبال طاہر ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳، ص ۳۶۶

۲۶۹۔ سورۃجا ثیہ آیت نمبر۳۷،------[القرآن]

۲۷۰۔ خان محمد پدر چوہان پونچھی ،شبستان نظم و غزل ،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۶،ص۵

۲۷۱۔ سورۃ الرحمن،------[القرآن]

۲۷۲۔ الطاف عاطف،جھیل کا چاند،سید محمد شاہ پرنٹرز،لاہور،۲۰۱۲ءص۹

۲۷۳۔ راجا صفدر حیات خاکسار ،کہکشاں کے جھرمٹ میں،کشمیر کمپیوٹر ، مظفرآباد، ۲۰۰۹،ص ۳۴

۲۷۴۔ آزر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،۱۹۷۶ءص۸

۲۷۵۔ منور احمد قریشی،دہلیز شب، اتفاق پریس مظفر آباد ،۲۰۰۰ء، ص۱۴۲

۲۷۶۔ حُر کاشمیری غیر مطبوعہ کلام

۲۷۷۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلی شرز،۲۰۱۴،ص۲۲

۲۷۸۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص۵۴

۲۷۹۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلشر ز ،میرپور،۲۰۰۱،ص۱۱

۲۸۰۔ صفدر شفیق ،حمد،مشمولہ،سروش، گولڈن جوبلی نمبر،گورنمنٹ کالج ،میرپور،۱۹۹۶،ص۳۳

۲۸۱۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات ،فیصل آباد،۲۰۱۳،ص۳۳

۲۸۲۔ پروفیسرمحمد رفیق بھٹی ، لہو نگر ہ پنجاب پبلی کیشنز، میرپو۱۹۹۷، ص ۸

۲۸۳۔ پروفیسرعبدالحق ، مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۴

۲۸۴۔ سورۃ الرحمن ،آیت نمبر ۔۳،۴،۵،۶،۷،------[القرآن]

۲۸۵۔ نوید قمر ،محبت کم نہیں ہوگی،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۷ءص۱۵

۲۸۶۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵، ص۵۴

۲۸۷۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۰۱ء،ص۴۱

۲۸۸۔ سید نثار نجمی ، رنگ کشمیر،کشمیر کلچرل اکیڈمی،۲۰۱۵ءص،۱۷

۲۸۹۔ بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز، ندارد،افضل پور،۱۹۹۴ءص۵۷

۲۹۰۔ ڈاکٹر مقصود جعفری،گبندِ افلاک،فکشن ہاؤس لاہور،۲۰۱۸،ص۸۴

۲۹۱۔ سید ذوالفقار خاور نقوی،نشاۃ مکرر،شوالکن پبلشرزبجیرہ آزاد کشمیر،۲۰۰۵،ص ۳

۲۹۲۔ واحداعجازمیر،آواگون،نواب پبلی کیشنز،راولپنڈی، ۲۰۱۵،ص ۲۴۴

۲۹۳۔ ناز مظفرآبادی ،اسے کہنا،مثال پبلشرز،فیصل آباد،۲۰۱۸، ص ۳۵

۲۹۴۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹، ص۱۴

۲۹۵۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱،ص ۷۸

۲۹۶۔ محمد خان نشتر،لمحات نشتر،نیلم پبلی کیشنز،مظفرآباد۲۰۰۱ء،ص ۱۸

۲۹۷۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸، ص۱۱۴

۲۹۸۔ حق نواز مغل،نہیں تنہا نہیں ہوں میں،فیض السلام پرنٹرز،راول پنڈی،۲۰۱۴ء،ص۳۸

۲۹۹۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ء، ص۲۴

۳۰۰۔ ------[القرآن]: ۳۱

۳۰۱۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷، ص۱۱

۳۰۲۔ سلمان رفیق،خواب سے آگے کا منظر،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴،ص۵

۳۰۳۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبیری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ءص۲۹

۳۰۴۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص۱۵

۳۰۵۔ ورۃ الانفال۔آیت نمبر۱۶،------[القرآن]

۳۰۶۔ پروفیسرعبدالحق ، مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۹

۳۰۷۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱، ص ۸۴

۳۰۸۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵، ص ۱۱۷

۳۰۹۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص ۸

۳۱۰۔ سید ضوان حیدر رضی،مضراب آرزو ،نیو آرٹ پرنٹر،راول پنڈی،۱۹۹۸،ص ۲۵

۳۱۱۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶، ص ۱۳

۳۱۲۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار، ۲۰۱۰ء، ص ۷۷

۳۱۳۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،یورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶ء،ص ۴۵

۳۱۴۔ میجررفیق،جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۴۲

۳۱۵۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص ۵۹

۳۱۶۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵، ص ۳۵۶

۳۱۷۔ پروفیسرامین طارق قاسمی،مالا میں دھاگہ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴، ص ۱۳۷

۳۱۸۔ گلزار حسین ساگر کاشمیری، کوٹلی سے ہانگ کانگ ،پنجال پبلشرز میرپور ۲۰۱۶،ص ۱۶

۳۱۹۔ طاہرقیوم طاہر،اظہارالفت، کتا بستا ن بک گیلری ، لاہور،۲۰۱۴ءص ،ایک

۳۲۰۔ ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی،حمد باری تعالیٰ'مشمولہ،القلم ،گورنمنٹ کالج دھیر کوٹ،۲۰۰۷، ص ۹

۳۲۱۔ سورہ مومن ۰۴: رکوع ۷،------[القرآن]

۳۲۲۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵، ص ۱۱۶

۳۲۳۔ زاہد کلیم،روحِ انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸، ص ۱۱۳

۳۲۴۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفانِ عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱ءص ۸۲

۳۲۵۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹ءص ۱۵

۳۲۶۔ بشیر مغل،گہر ہونے تک،ایس ٹی پرنٹر راول پنڈی،۱۹۹۷، ص ۵

۳۲۷۔ میجر رفیق جعفری،کشمیر اشکبار ہے،ایس ٹی پرنٹرز راول پنڈی،۲۰۱۹، ص ۲۸

۳۲۸۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶،ص۴۴

۳۲۹۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶،ص ۱۰

۳۳۰۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵، ص ۳۵۴

۳۳۱۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲ء،ص۳۵

۳۳۲۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص ۵۵

۳۳۳۔ محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶،ءص ۱۴

۳۳۴۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلی شرز،۲۰۱۴ء،ص ۱۳

۳۳۵۔ پروفیسر عبدالحق چودھری،حمد،مشمولہ،پربت مطفرآباد، ۲۰۰۱ء،ص۱۶

۴۴۶۔ پروفیسر رفیق بھٹی،لہونگر،پنجال پبلشرز ،میر پور،۱۹۹۷ءص ۳۳

۳۳۷۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص ۳۶

۳۳۸۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵،ص۱۱

۳۳۹۔ ڈاکٹر مقصود جعفری،جبر مسلسل،پاک میڈیا فاؤنڈیشن،اسلام آباد،۲۰۱۵، ص ۲

۳۴۰۔ سورۃ النحل ،آیت نمبر۱۰،۱۱،------[القرآن]

۳۴۱۔ پروفیسرعبدالحق ، مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۳

۳۴۲۔ جاوید اقبال،دیس پرایا،علم و عرفان پبلشرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص۷

۳۴۳۔ سورۃ آل عمران ۲۷ ،------[القرآن]

۳۴۴۔ بشیر چغتائی،رستہ بہت کٹھن ہے،نکس، میرپور،۲۰۱۰،ص۳

۳۴۵۔ محمد سلیم عباسی، پھول میرا کہاں ہے بہارو، ورگو پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۹ء،ص۳۱

۳۴۶۔ النخل،۶۶ ،------[القرآن]

۳۴۷۔ خان محمد پدر چوہان پونچھی ،شبستان نظم و غزل ،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۶ء،ص۱۵

۳۴۸۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص۵۳

۳۴۹۔ سورۃ یونس ، آیت ۶۶،-----[القرآن]

۳۵۰۔ جہانگیر احمد عامر،میرا مسیحا میرا قتل،گلوبل کمپیوٹر، میر پور،س۔ن،ص۶

۳۵۱۔ فیصل محمود،تتلیوں کے شہر میں،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور ،۲۰۰۴،ص۱۳

۳۵۲۔ محمد یعقوب شائق، حمد، مشمولہ ،قندیل،گورنمنٹ کالج، باغ،۱۹۹۵ء،ص۳۶

۳۵۳۔ اشرف نقوی، حمد باری تعالیٰ، مشمولہ، پرواز، گورنمنٹ کالج ڈڈیال ، جلد نمبر۳شمارہ نمبر۱۔۲۰۰۱، ص۲۲۷

۳۵۴۔ جاوید الحسن جاوید،ابھی نظمیں ادھوری ہیں،رُ میل ہاؤس پبلی کیشنز،۲۰۱۷،ص۱۷

۳۵۵۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱، ص ۸۲

۳۵۶۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹ء،ص ۱۱

۳۵۷۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵،ص۱۴

۳۵۸۔ بشیر مغل،گہر ہونے تک،ایس ٹی پرنٹر راول پنڈی،۱۹۹۷، ص ۳۲

۳۵۹۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۹۱۵، ص ۸۱

۳۶۰۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶ءص ۴۴

۳۶۱۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار، ۲۰۱۰ء، ص ۹۱

۳۶۲۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی،گلزار وطن،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر،۲۰۱۷، ص۱۵

۳۶۳۔ سید مقصود حسین راہی،سوز دروں اظہار سنز پرنٹرز،لاہور ۲۰۱۱،ص۳۲

۳۶۴۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص ۳۶۹

۳۶۵۔ محمد جمیل اجمل،آس کا جگنو چمکا ہے،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۰۳ءص ۲

۳۶۶۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵ء،ص ۲۰

۳۶۷۔ عابدہ عالم عابی،برف کا پیکر،جی۔ایم۔آرٹ پریس، لاہور،۲۰۱۱، ص ۲۰

۳۶۸۔ ڈاکٹرناز یہ نیاز،،معصوم دیوی اور کیٹ واک، اے۔ون پرنٹرز ،لاہور ،۲۰۰۹ءص ۱۵

۳۶۹۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵، ص ۲۱

۳۷۰۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱ءص ۸۲

۳۷۱۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹ء،ص۱۴

۳۷۲۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵،ص۱۵

۳۷۳۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص۴۵

۳۷۴۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶،ص ۴۴

۳۷۵۔ گلزار حسین ساگر کاشمیری، کوٹلی سے ہانگ کانگ ،پنجال پبلشرز میرپور ۲۰۱۶ء،۱۵

۳۷۶۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲، ص ۴۳

۳۷۷۔ میجر رفیق جعفری ،محبت بنٹتے جاؤ ،ایس ٹی پرنٹرز راول پنڈی ،۲۰۱۸،ص ۳۸

۳۷۸۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص ۱

۳۷۹۔ نازمظفرآبادی،حرف آشنا ،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد ،۲۰۱۷،ص ۳۷

۳۸۰۔ بشیر چغتائی،رستہ بہت کٹھن ہے،نکس، میرپور،۲۰۱۰،ص ۱۸

۳۸۱۔ حمید ممتاز،خواجا ،چند سائے،پرنٹنگ ایونیو ہاوس ،راول پنڈی ،۲۰۰۹، ص ۹

۳۸۲۔ سورۃ یٰسین،آیت نمبر ۷۱تا۷۳،------[القرآن]

۳۸۳۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶،ص۴۷

۳۸۴۔ کاشف رفیق ،مرا ہر خواب سچا تھا ،خزینہ علم و ادب، لاہور ، ۲۱

۳۸۵۔ جاوید الحسن جاوید،ابھی نظمیں ادھوری ہیں،رُ میل ہاؤس پبلی کیشنز،۲۰۱۷،ص ۳۸

۳۸۶۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱،ص۸۴

۳۸۷۔ ظہور حسین ،بناہی ،اشک اشک،کاشر پبلشرز، میرپور،۲۰۰۸

۳۸۸۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲

۳۸۹۔ ساگر کا شمیری "ادھورے سپنے " کا شر پبلشرز ، میرپور ، اگست ۱۹۹۹

۳۹۰۔ محمد اکرم طاہر،شام کی دیلیز ،یاسر کمپو زنگ ،لاہور،س-ن

۳۹۱۔ مسعود کشفی،کارواں،بک سنٹر،راول پنڈی،س،ن

۳۹۲۔ پروفیسرعبدالحق ، مراد،جنبش لب، اے-کے-بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ءص۴،۳

۳۹۳۔ فیصل محمود،تتلیوں کے شہر میں،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور ،۲۰۰۴،ص۱۸

۳۹۴۔ سید نثار نجمی ، رنگ کشمیر،کشمیر کلچرل اکیڈمی،۲۰۱۵،ص۱۷

۳۹۵۔ گلزار حسین ساگر کاشمیری، کوٹلی سے ہانگ کانگ ،پنجال پبلشرز میرپور ۲۰۱۶،ص ۱۱

۳۹۶۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷، ص۱۹

۳۹۷۔ عبدالرزاق،بے کل،رازو نیاز،بشارت آفسٹ پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۳، ص ۱۷

۳۹۸۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص ۵۶

۳۹۹۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص،۱۵

۴۰۰۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵، ص ۳۹۷

۴۰۱۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶،ص ۱۴

۴۰۲۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،شبستان نظم و غزل ،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۶،ص۱۲

۴۰۳۔ حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ص۱۴

۴۰۴۔ سید مقصود حسین راہی،سوز دروں اظہار سنز پرنٹرز،لاہور ۲۰۱۱ء،ص، ۳۳

۴۰۵۔ پروفیسرامین طارق قاسمی،مالا میں دھاگہ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴، ص ۴۹

۴۰۶۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵، ص۱۱۶

۴۰۷۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار، ۲۰۱۰، ص۱۰۷

۴۰۸۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵،ص ۲۶

۴۰۹۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵، ص ۹۷

۴۱۰۔ بشیر احمد مغل ،دریا دریا ساحل ساحل، میاں چشتی پرنٹر جہلم ،ص۱۰

۴۱۱۔ سورة المزمل ،آیت نمبر ۸،------[القرآن]

۴۱۲۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲

۴۱۳۔ کاشف رفیق ،مرا ہر خواب سچا تھا ،خزینہ علم و ادب، لاہور ، ۲۰

۴۱۴۔ سید نثار نجمی ، رنگ کشمیر،کشمیر کلچرل اکیڈمی،۲۰۱۵،ص ۲۸

۴۱۵۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،یورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶،ص۸۶

۴۱۶۔ وقار ساحر"شام اکثر اداس رہتی ہے "علم و عرفان پبلشرز، لاہور جنوری ۲۰۰۷ ص۲۷

۴۱۷۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوقِ عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵

۴۱۸۔ ارم شاہین،حمد،مشمولہ،سروش گولڈن جوبلی نمبرگورنمنٹ کالج ،میرپور۸۔۲۰۰۷ءص۳۷۸

۴۱۹۔ سید محمد سعید بخاری،میراث بزرگان،بشارت پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۱۹۹،ص۷۶

۴۲۰۔ پروفیسر مقصود حسین راہی،صہبائے عشق،اظہار سنز پرنٹرز،لاہور،ص ۵۰

۴۲۱۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار، ۲۰۱۰ء، ص۲۳۹

۴۲۲۔ میجر رفیق جعفری،رودبارِ غم،ایس ٹی پرنٹرز،راول پنڈی،۲۰۰۹ءص ۸۸

۴۲۳۔ بشیر احمد مغل،کشفِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز ،میرپور آزاد کشمیر،۱۹۹۸ء،ص ۸

۴۲۴۔ اکرم سہیل،نئے اجالے ہیں خواب میرے،جمہوری پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۶،ص ۳

۴۲۵۔ حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ص ۱۴

۴۲۶۔ زاہد کلیم،محراب فکر،نیلم پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۲۰۰۶،ص۳

۴۲۷۔ نازمظفرآبادی ،ہم سخن،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد ،۲۰۱۴،ص ۳۲

۴۲۸۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات ،فیصل آباد،۲۰۱۳،ص ۳۴

۴۲۹۔ یامین ،دھوپ کا لباس،بی،پی،ایچ پرنٹرز، لاہور،۲۰۱۲،ص ۱۱

۴۳۰۔ بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز،ندارد،افضل پور،۱۹۹۴،ص۷۰

۴۳۱۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی،گلزار وطن،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر،۲۰۱۷، ص۴۵

۴۳۲۔ پروفیسرعابد محمود عابد،حمد ،مشمولہ،سروش،مدیر،پروفیسر،منیر احمد یزدانی،شمارہ نمبر ۱،جلد ۸۲۔ص،۲۰۱۴

۴۳۳۔ گلزار حسین ساگر کاشمیری، کوٹلی سے ہانگ کانگ ،پنجال پبلشرز میرپور ۲۰۱۶،ص۱۵

۴۳۴۔ طاہر قیوم طاہر ،گلستان عقیدت،۲۰۱۹،ص۱۲

۴۳۵۔ نذرحسین نذر،فصیل کے اس پار،کاشر پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۲،ص۱

۴۳۶۔ ڈاکٹرعبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیویارک اردو انجمن ، نیو یارک، ۱۹۹۱،ص۹۳

۴۳۷۔ رضوانہ خان،تجھے دیکھنے کے بعد،ریاض پرنٹر،بھمبر،۲۰۰۸،ص۱۰

۴۳۸۔ میاں محمد اسلم،کشکول آرزو،کاشر پبلشرز ،میرپور ،۲۰۰۵،ص ۱۳

۴۳۹۔ جہانگیر احمد عامر،میرا مسیحا میرا قتل،گلوبل کمپیوٹر، میر پور،س۔ن ،ص۱

۴۴۰۔ محمد سلیم عباسی،پھول میرا کہاں ہے بہارو،ورگو پبلشرز،لاہور،۲۰۰۹،ص۲۴

۴۴۱۔ کاشف رفیق،کبھی آباد تھا یہاں اک شہر،خزینہ علم وادب لاہور،۲۰۰۶،ص۲۱

۴۴۲۔ افتخار ساگر صمیم،نبھا کیسے ہوگا، پرنٹ ماسٹر، اسلام آباد،۲۰۱۱،ص۲۳

۴۴۳۔ اسرار ایوب ،حمد،مشمولہ،ماہل،گورنمنٹ،کالج باغ،مدیر ،پروفیسرمیر حسین ،۱۹۹۸،ص۵

۴۴۴۔ الدھر۔۲،-----[القرآن]

۴۴۵۔ سید مقصود حسین راہی،سوز دروں اظہار سنز پرنٹرز،لاہور ۲۰۱۱،ص ۹۸

۴۴۶۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶،ص۵۶

۴۴۷۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتب ،ڈاکٹر شفیق انجم،پورپ اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶،ص۲۶۰

۴۴۸۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵، ص ۳۹۸

۴۴۹۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷، ص ۴۳

۴۵۰۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶،ص۱۵

۴۵۱۔ الطاف عاطف،جھیل کا چاند،سید محمد شاہ پرنٹرز،لاہور،۲۰۱۲، ص۲۲

۴۵۲۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص ۱۰۶

۴۵۳۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،گلستان سخن،اسد محمود پرنٹنگ پریس راول پنڈی،۲۰۰۵، ص۳۵

۴۵۴۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ ،ص۱۴۳

۴۵۵۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص ۳۸۱

۴۵۶۔ ڈاکٹرناز یہ نیاز،،معصوم دیوی اور کیٹ واک، اے۔ون پرنٹرز ،لاہور ،۲۰۰۹ء،ص۱۶

۴۵۷۔ محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶، ص ۱۴

۴۵۸۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۱،ص۱۲

۴۵۹۔ پروفیسر رفیق بھٹی،لہونگر،پنجال پبلشرز ،میر پور،۱۹۹۷،ص۲۵

۴۶۰۔ ذیشان افضل، صدا بصحرا،دعا پبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۰،ص ۱۹

۴۶۱۔ فیصل محمود،تتلیوں کے شہر میں،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور ،۲۰۰۴، ص۱۹

۴۶۲۔ حفیظ شاکر،کرب آرزو،فیض السلام پرنٹنگ پریس ،راول پنڈی،۱۹۹۶،ص ۲۱

۴۶۳۔ ڈاکٹر افتخار مغل،حمد،مشمولہ،اختر سحر،گورنمنٹ کالج چکار،مدیر اعلیٰ ،بدر منیر خان عباسی،۱۹۸۴، ص۲

۴۶۴۔ صدر شفیق، حمد ،مشمولہ،سروش،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۰۷۔۸،ص ۳۷۷

۴۶۵۔ اکرم طاہر،نعت،مشمولہ،معرفت، مدیر اعلیٰ،پروفیسرعابد محمود عابد ،میرپور ،۲۰۱۲،ص۷۶

۴۶۶۔ ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی،حمد،مشمولہ ،القلم گورنمنٹ ڈگری کالج دھیر کوٹ،ص ۹

باب چہارم:

آزاد کشمیر میں اردونعتیہ شاعری کا موضوعاتی مطالعہ

انسانی جذبات ،احساسات اور خیالات کا لفظی اظہار ادب ہے۔اس اظہار کے لیے نظم و نثر کا سہارا لیا جاتا ہے ،اصناف سخن کی کئی صورتیں اور ہیتیں برتی جاتی ہیں،پھر تنقیدی مراحل سے گزار کر اس تخلیق کار کی تخلیق کا مقام و مرتبہ متعین کیا جاتا ہے۔ مقام و مرتبے کے تعین کے لیے دو طریقے اپنائے جاتے ہیں ،ایک تخلیق کا موضوعاتی مطالعہ اور دوسرا فنی مطالعہ دیکھا جاتا ہے۔ موضوعاتی مطالعے کے سلسلے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا تخلیق کار نے اپنی تخلیق میں نئے نئے موضوعات کوسمویا ہے،یعنی موضوعاتی تنوع ہے۔ کیاتخلیق کار نے روایتی موضوعات کو جدت،نئی فکر اور نئے نقطہ نظر کے مطابق اپنایا ہے۔؟ کیا وہ کلام میں عمومیت کے ساتھ ساتھ متعلقہ موضوع کی نئی نئی جہتیں ،شکلیں اور نئے نئے گوشے وا کرنے پر قادر ہیں۔؟یہی وہ بنیادی باتیں ہیں جو موضوعاتی مطالعے میں دیکھی اور پرکھی جاتی ہیں۔

اردو زبان و ادب نے ابتدا ہی دین اسلام سے کی۔ اس لیے اردو زبان کی ابتدا میں ہی ہمیں بہترین نعتیہ ادب ملتا ہے جو اپنے موضوعات کی جدت اور مضامین کے نئے گوشے روشن کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کے نزدیک سارے کا سارا قرآن ہی آپ کے حسن ِاخلاق کا مظہر ہےلہٰذا پورے کا پورا قرآن ہی نعت ِرسول ِمقبول کے ضمن میں آتا ہے۔ آپ کی ولاد ت سے لے کر آج تک اردو نعت نے مختلف موضوعات کو اپنے اند ر سمیٹاہر دو ر کے شعر ا نے آپ کے اخلاق و اوصاف ،سراپا ،عادات ،اطوار ،حسن سلوک اوردیگر موضوعات کو برتا ہے ۔دیگر اصناف ادب کی طر ح نعت نے بھی خوب ترقی کی ۔عر ب کے ریگ زاروں سے شروع ہونے والا یہ سفر آج ساری دنیا میں پھیل چکا ہے ۔بہت ہی کم ایسا ہوا ہوگا کہ کسی مسلمان شاعر نے اس مقدس صنف پر طبع آزمائی نہ کی ہو ۔مسلمان شعرا تو ایک طرف غیر مسلم شعرانے بھی نعتیں کہی ہیں ۔ابتدا سے لے کر آج تک نعت نے متنوع موضوعات کو اپنے اندر سمویا۔

جدید اردو نعت کے حوالے سے موضوعات کا تنوع نظر آتا ہے ۔شعر انے نئے تجربے کے ساتھ ساتھ قوم و ملک کی تمدنی زندگی سے اردو نعت کو ہم آہنگ کر کے نئی جہت بھی دی ۔اس ضمن میں ڈاکٹر شوکت زریں اپنی کتاب‘‘ اردو نعت کے جدید رجحانات’’ میں لکھتی ہیں:

‘‘جدید نعت گوئی کے تحت موضوعات کی رنگا رنگی کا انحصار صرف انھی شعراپر نہیں جن کاتذکرہ اس بات کے ضمن میں کیا گیا ہے ،اس کے علاوہ بھی نعت گوئی کے جدید رجحانات کے حوالے سے موضوعات کا تنوع نظر آتا ہے، اس میں بعض شعرا نے بالکل نئے تجربے کر کے اردو نعت کو قوم و ملک کی سیا سی و تمدنی زندگی سے ہم آہنگ کر کے نیاروپ دینے کی کوشش کی ہے۔’’ ۱؎

اردو نعت اپنے اندرلا محدود موضوعات اور وسعت کے سامان سموئے ہوئے ہے۔نعت گو شعرا نے عشق رسولﷺ جیسے موضوع میں ایسی وسعت پیدا کر دی ہے کہ داستان عشق تو گویا ابھی شروع ہی نہیں ہوئی تو انجام کیسا؟ ابھی گویائی کو وہ زبان ہی نصیب نہیں ہوئی جو حضرت محمد ﷺکی مدحت بیان کر سکے۔ابھی وہ قلم ہی نہیں بنا جو نعت نبی ﷺتحریر کر سکے۔اگر نعت صرف وصفِ نبی ﷺکا نام ہے تو کیا حضور کی صورت وسیرت،ظاہر و باطن،شمائل و خصائل اور اوصاف حمیدہ و جلیلہ مجدہ رہیں کہ یہ نعت کے دائرہ کار میں آسکیں گے۔ اس لیے یہ موضوع اتنا لامحدود ہے کہ تا قیامت بھی اگر تمام لوگ نعت گوئی کو اپنا پیشہ اور ہنر بنا لیں تو بھی صاحب حسن و جمال کا ذکر تشنہ رہے گا۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری نعت کے موضوعات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

‘‘جہاں تک موضوع (نعت) کی وسعت کا تعلق ہے اس میں حضرت محمد کی زندگی اور سیرت کے توسط سے انسانی زندگی کے سارے ثقافتی و تہذیبی پہلو اور سماجی و سیاسی مباحث در آئے ہیں۔یہ الگ بات ہے کہ اردو فارسی کے بیشتر شعرانے عموماًحضور اکرم ﷺکے حلیہ اقدس،واقعہ معراج اور معجزات ہی کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے لیکن نعت کے موضوع کا دائرہ اس سے بہت وسیع ہے۔اس میں شمائل و فضائل کے ساتھ ساتھ معمولات نبویؐ،غزوات نبویؐ،عبادات نبویؐ،آدابِ مجالسِ نبویؐ،پیغامات نبوی ؐاور اخلاقِ نبویؐ کے بے شمار پہلو شامل ہیں۔حسنِ عمل،حسن خیال،حسنِ بیان اور حسن معاملہ سے لے کر عدل و انصاف ،جود و سخا،ایثارو احسان،سادگی و بے تکلفی،شروم وحیا،شجاعت و دیانت،عزم و استقلال، مساوات و تواضع،مہماں نوازی و ایفائے عہد،زہد و قناعت،عفو وحلم،رحم و مروت،شفقت و محبت ، عیات و تعزیت، رفیق القلبی و جاں گزاری،رحمت و کرمت،لطف طبع ولطفِ سخن اور انسانی ہمدردی و غم خواری تک تمدنی زندگی کا کون سا پہلو اور کون سا رخ ہے جس کی ترغیب و ترویج و تزئین و تطہیر کا سامان نعت کے موضوع کے اندر موجود نہیں ۔’’۲؎

نعت کے موضوعات کے تناظر میں کئی دیگر ناقدین نے بھی اپنی اپنی ناقدانہ آرا پیش کی ہیں۔نعت کے حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید نے پاکستانی اردو نعت نگاری کے حوالے سے وقیع کام کیا ہے۔آپ کے مطابق:

> ''آج کے دور میں نعتوں میں موضوعات کی بوقلمونی اور رنگا رنگی بہ آسانی دیکھی جا سکتی ہے۔نعت نے حضور اکرم ﷺکی مدح و توصیف کے علاوہ آپ کی ذات ، حیات ، غزوات ، معجزات ، صفات، تعلیمات، احسانات، عادات و معمولات کے تذکار،شخصی واردات و کیفیات کے بیان ،قومی و ملی مسائل کے ذکر اور انسانی و آفاقی تصورات و نظریات کے مختلف پہلوؤں کو ایک قرینہ اور سلیقہ سے سمو لیا ہے۔ آپ کی عادات،معمولات اور متعلقات کے ذرا‌ذرا سے پہلوؤں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔''۳ے

اس طرح قدیم شعر ا سے لے کرجدید شعرانے آپ سے منسلک ہر شے کو احاطہ تحریر میں لایا ۔خطہ کشمیر میں اردو شاعری کے ساتھ ہی نعتیہ شاعری کا آغاز غلام محی الدین کی مثنوی" گلزار فقر''سے ہوتا ہے ۔ اللہ کے بزرگان و اولیا نے نعت کی روایت کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے ۔ شعرا نے نبی پاک ﷺسے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے نعتیہ ادب تخلیق کیا ہے جو کہ موضوعاتی لحاظ سے مضبوط روایت کا حامل ہے ا ور دیگر حوالوں سے بھی نعتیہ شاعری کو بلند مقام پر جانچا جا سکتا ہے۔ ذیل میں آزاد کشمیر کے شعرا کے نعتیہ کلام کے اہم موضوعات ومضامین پر سرسری روشنی ڈالی گئی ہے ۔شمائل رسولؐ،خصائل رسولؐ ، فضائل رسولؐ کے ساتھ ساتھ دیگر نعتیہ موضوعات کو اپناتے ہوئے شعرا نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

۴,۱۔شمائل رسولﷺ:

سر سے پاؤں تک پورا جسم اور تمام اعضائے جسمانی کی تعریف میں لکھے ہوئے اشعار،مثل،تمثال اور تصویر سراپا نگاری ہے۔ڈاکٹر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی سراپا نگاری کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> ''ادبیات کی اصطلاح میں محبوب یا ممدوح کے بالوں سے لے کر پاوں کے ناخن تک ایک ایک کر کے مختلف اعضائے بدن کی توصیف سراپا کہلاتی ہے۔''۴ے

سراپا بنیادی طور پر مشاہدات اور تجربات کی معنی خیز شکل میں کسی شخصی حالت کاآنکھوں کے سامنے تصویری شکل میں ابھرنے کا عمل ہوتا ہے۔انسانی سراپے کو لفظی پیکر میں ڈھالنے کا عمل سراپا نگاری کی ذیل میں آتا ہے۔نعت میں سراپا نگاری کا تعلق آپ کا ساتھ منسوب ہو گیا ہے۔آپ کے سراپا مبارک کو علامہ شبلی نعمانی نے یوں لکھا ہے:

'' چودھویں کے چاند سا دمکتا مسکراتا چہرہ 'پیشانی باریک گنجان اور خمدار ابرو، رنگ سفید ،سرخی مائل، چاندی سے دُھلا ہوا بدن، آنکھیں سیاہ، پلکیں دراز پتلیاں کالی نظریں نیچی نیچی اور شرمیلی ،ناک اونچی، رخسار ہموار اور ہلکے پھلکے،ذہن فراخ، دندان مبارک باریک چمکدار اور خوش نما ، ریش مبارک گھنی ، بھرواں اور سینہ مبارک پر سایہ کیے ہوئے بال، سیاہ اور قدرے خمدار کبھی کان کی لوتک، کبھی شانوں تک، کبھی چھوٹی چھوٹی زلفیں لٹکی ہوئیں، حسن کو دوبالا کرتی ہوئیں۔''۵؎

بلاشبہ عظیم ہستی کے جمال پرنور کی عظمت و شان ،سیرت و صورت سے انکار ممکن نہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ کو حسن سیرت کے جملہ اوصاف کے ساتھ ساتھ لازوال اور لاثانی حسنِ صورت سے بھی متصف فرما کر دنیا میں بھیجا۔رسول ﷺکا حسن سیرت کے ساتھ ساتھ حسن صورت بھی ایک مکمل باب کی حیثیت رکھتا ہے۔صحابہ کرام کے دور سے لے کر موجود شعرا تک اس موضوع کو خوب صورتی کے ساتھ برتا گیا ہے۔قرآن پاک اوراحادیث مبارکہ میں اس حسن صبیح و ملیح کا سراپا بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔سیرت ابن ہشام میں محسن رسول ابوطالب کا ایک نعتیہ قصیدے کا ایک شعر صورت و سیرت کے حوالے سے ملاحظہ ہو:

وہ بیواؤں کا وارث اور یتیموں کا والی
جسے دیکھ کر بادل بھی مینہ برسا دے۶؎

عربی ،فارسی اوراردو نعت میں سراپا نگاری کے حوالے سے خاصا مواد موجود ہے۔سراپا نگاری اردو نعت کی وہ خصوصیت ہے جسے ایک مکمل اورجامع حقیقت حاصل ہے اور اس حوالے سے اردو نعت میں خاصا مواد موجود ہے۔رسولﷺ جیسا دنیامیں نہ کوئی آیا نہ آئے گا ۔کیوں کہ سیرت وصورت دونوں کا حسن و جمال آپ پر منتج ہو چکا ہے۔ آپ کا ئنات کا مجموعہ حسن ہیں۔رسولؐ کی ذات مبارکہ پر ایمان کے ساتھ ساتھ آپ کے حسن وجمال پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ حضرت محمد ﷺحسن جمال کا بہترین و عظیم نمونہ ہیں۔آپ کا سراپا کمال درجہ حسین اور دل کش حسن و خوبی کا خزینہ تھا۔ آپ کا حسن کمالِ حسن کی بلندیوں کو چھوتا ہے اور یہ فیصلہ کرنا بھی ممکن نہیں کہ کس قدر پرنور آپ کا چہرہ تھا۔حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں:

''آپ سے حسین ترمیری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی کسی ماں نے آپ سے جمیل تر کو جنم دیا ہے۔ آپ کی تخلیق بے عیب ہے۔ جیسے آپ کے رب نے آپ کی خواہش کے مطابق آپ کی صورت بنائی ہے۔''۷؎

آ زاد کشمیر کے شعرا محمد کی سراپا نگاری کے پرنوربیان سے قلب و نظر جگ مگاتے دکھائی دیتے ہیں۔انھوں نے کمال طریقے سے سراپا میں سر ، بال ، زلف ، جبین ، رخسار ، ابرو ، آنکھ ، پلک ، ناک ، عارض،دانت ، رخ،منہ، گلا،گردن ،دوش ، ہاتھ،

کہنی، پاؤں،پسینہ ،نگاہ و نظر،تبسم،انداز وگفتار،نجابت ونزاکت،سادگی،خوش خرامی،نشان کف پا ودیگر کوبیان کیا ہے۔ رضوانہ خان کا یہ شعر ذرا دیکھیں:

میرے آقا کا حسن کمال ہے
دیکھ، بلال حبشیؓ مسرور ہونے لگا۸ے

محمد افضل ضیائی آپ کے چہرہ ،پیشانی، ابرو،رنگت،چشم سیاہ،پلکیوں،پتلیوں،ناک،رخسار،دہن مبارک،دندان مبارک اورریش مبارک پر رطب اللسان ہیں۔نعت کا لفظ بہ لفظ عقیدت و محبت سے تراشا ہوا اور عشق سراپا نگاری سے مزین ہے۔خوب صورت سراپا نگاری ضیائی کے کلام سے ملاحظہ ہو:

سلام اس پر
کہ جس کا ایسا ’’چمکتا ہوا چہرہ کہ گویا چاند کا ٹکڑا‘‘
سلام اس پر
’’پیشانی کشادہ اور تھے خم دار سے ابرو‘‘
سلام اس پر
کہ جس کی ’’سفید سرخی مائل تھی رنگت‘‘
سلام اس پر
کہ ’’چشم سیاہ اور پلکیں دراز جس کی‘‘
سیاہ پتلیاں اندازِ نظر حیا دارانہ تھا ‘‘جس کا
’’خانہ چشم لمبا اور اس میں سرخ تھے ڈورے
کہ گویا قدرتی سرمگیں‘‘
سلام اس پر
کہ جس کی ناک ’’رفعت مائل اور نورانی چمک والی‘‘
سلام اس پر
کہ جس کے رخسار تھے ہموار اور ہلکے‘‘
سلام اس پر کہ ’’دہن مبارک فراخ جس کا‘‘
سلام اس پر
کہ دندانِ مبارک،باریک اور آب دار تھے جس کے اور
تھیں خوش نما ریخیں‘‘
سلام اس پر
کہ ’’دورانِ تکلم جس کے دانتوں سے چمک نکلے‘‘
سلام اس پر
کہ ’’تھی بھرپور جس کی ریش مبارک‘‘۹ے

میجررفیق جعفری کے ہاں زلف اور جبین مبارک سے عقیدت اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہے۔ویسے بھی زلف ایک ایسا جزو سراپا ہے جو سالک کی اس کی منزل کی رسائی میں راہ نمائی کرتا ہے۔زلف بنیادی طورپر انقباض کی نشانی تصور کی جاتی ہے۔زلف سلسلہ تعینات ،جذب الہیٰ مقامِ راز و اخفا ،مظاہر کثرت پریشانی یا پریشان کن حالات اور ابتلا کی علامت ہے۔اردو نعتیہ شاعری میں خاص طور پر سراپا نگاری میں

زلف ایک وسیع استعارہ بن کر سامنے آتی ہے۔بلاشبہ رسول پاک ﷺکا سراپا کمال درجہ حسین و متناسب اور دل کشی و رعنائی کا حامل تھا۔ اشعار اور اظہار دیکھیے:

گھٹا کو بھی اسیرِ کاکل پیچان دیکھا ہے
قسم کھاتے ہو ئے اک زلف کی یزداں دیکھا ہے
جبین حسن خالق کا زمین پر چاند اترا ہے
میرے نور بصیرت نے سرِ فاران دیکھا ہے ۱۰؎

پروفیسرامین طارق قاسمی کی نعتیہ شاعری میں حسن و جمال اورمطلع انوار سے نورانی کرنوں کی جھلک اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ اپنے رنگ دکھا رہی ہے،کس طرح وہ روئے مبارک کو تاباں تاباں ،لوح جبین کو روشن روشن اور نظر کو نور کہ رہے ہیں۔ سراپا نگاری سے عقیدت ان کے ذیل کے اشعار میں ملاحظہ کیجیے:

سبحان اللہ ما افضلک، ما احسنک ، ما اجملک

روئے مبارک تاباں تاباں لوحِ جبیں ہے روشن روشن
نظر میں نور ہے ان کا ذرہ ذرہ طور ہے ان کا
ان سے منور مہر درخشاں ماہِ مبیں ہے روشن
روشن۱۱؎

ڈاکٹرفیاض الحسن کے کلام میں جا بہ جا سراپانگاری کے حوالے ملتے ہیں،یقینا آپ سب خلق سے حسین و جمیل اور آپ سا صاحبِ جمال کوئی نہیں۔جب اللہ تعالیٰ نے خود اپنے محبوب کے حسن کو تشکیل دیا تو پھر اس محبوب کا سراپا کیا سراپا ہو گا۔سبحان اللہ! آپ کی سراپا نگاری سے عقیدت ملاحظہ فرمائیں:

اے نبی محترم تیرے محاسن بے حساب
تیری نبوت بے مثال تیرا وجود لاجواب۱۲؎

خواجا محمد عارف نے آپ کی دیگر سراپا نگاری کے ساتھ ساتھ آپ کے چہر ہ اقدس کے حسن و جمال کی برکت کو خوب صورتی،دل کشی اور خط کش انداز میں اپنی شاعری میں سمویا ہے۔انسانی وجود میں سب سے اہم اور فضلیت چہرہ کی ہوتی ہے ۔رب نے قرآن پاک میں آپ کے حسن مبارک پر متعدد آیات نازل کی ہیں۔مثلاً:

ترجمہ :’’اور قسم ہے تیرے چمکتے ہو ئے چہرے کی۔‘‘۱۳؎

انھوں نے یوں اپنی نعتیہ شاعری میں آپ کے چہرہ مبارک کی برکت کو بیان کیا ہے۔اشعار دیکھیں:

ہو جو ذکر حسن و جمال کا
نظر آئے چہرہ مصطفی۱۴؎

خان محمد بدر چوہان پونچھی آپ کے حسن و جمال کی فضلیت ، عظمت اور برکت کو تمام بنی نوع انسان کے لیے معتبر قرار دے رہے ہیں۔بے شک آپ کے حسن وجمال کا تذکرہ تو خالق کائنات نے بھی کیا ہے۔وہ یوں آپ کے چہرہ مبارک سے عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں:

بن کے قاتل جو گئے تھے سر کاٹنے
چہرہ انور کو دیکھا تو شرما گئے۱۵؎

پروفیسر عبدالحق مرادنے آپ کے چہرے،شکم ، تبسم اور پیاری پیاری خوکو کس خوب صورتی سے اپنی نعتیہ شاعری کا حصہ بنایا ہے۔حضور ﷺکے حسن و جمال میں ایک اعتدال و توازن ہے۔جس میں کوئی کمی اور بیشی نہیں ہے۔آپ کی صورت و سیرت باکمال ہیں۔شعری انداز اورمثال ملاحظہ ہو:

کہاں نور ایمان کا چہرے پر غازہ
کہاں پتھروں سے شکم رکھنا تازہ
کہاں اپنے جامہ پہ پیوند سینا
کہاں رب کے نائب کا فاقوں میں جینا
کہاں وہ تبسم وہ خو پیاری پیاری
کہاں دشمنوں کی بھی تیمارداری۱۶؎

خواجا محمد عارف گیسو مبارک کی زیارت کرتے ہیں اورشانِ رخِ انورکے دیدار کے خوہاں ہیں۔آزاد کشمیر کی نعتیہ شاعری میں گیسو مبارک کی شاعری میں جا بہ جاآپ کی گیسو مبارک کے تذکرے موجود ہیں۔انھوں نے ذیل کے شعر میں کس دل فریبی سے گیسو مبارک سے عقیدت کا اظہار یوں کیا ہے:

کہ دو واللیل تصور میں جو گیسو دیکھو
والضحٰی لکھ دو جو شانِ رخِ انور لکھو۱۷؎

عاشق کے لیے اپنے محبوب کے قدموں کی خاک بھی بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ جب عشقیہ جذبات حد سے تجاوز کر جاتے ہیں تو عاشق اپنے محبوب کے پاؤں کی دھول سے بھی عشق کرنے لگتا ہے ۔ جب یہ عشق اپنے نبیﷺ کے ساتھ ہو تو اس کی شان ہی الگ ،منفرد، نرالی اور انوکھی ہوتی ہے ۔خواجا محمد عارف اپنے پیارے نبیﷺ کے پاؤں کی دھول کی شان بیان کرتا ہے ۔ میرے خیال میں ’’خاکِ پا‘‘ کے موضوع کو اس سے مزےدار باندھا ہی نہیں جا سکتا ۔خاکِ پاسے ان کو کس قدر عقیدت ہے کہ خاکِ پائے محمد سے بننے والا سرمہ ان کے لیے جلوہ طورِ سینا جیسا ہے۔مثلا وہ کہتے ہیں:

ہے میرے لیے جلوہِ طورِ سینا
جو سرمہ بنے خاکِ پائے محمد۱۸؎

پروفیسر شفیق راجا کی یہ خواہش ہے کہ آپ کے نعلین میری چمڑی کے ہوں ۔تسمے ریشہ جاں کے اور پھرپالش خون دل کی ہو۔پائے اقدس کی پاکیزہ خاک سرمہ چشم ہو۔عقیدت اپنی انتہا پہ ہے ۔حضور ﷺکے خاک پا سے زمین کو اوج اور بلندی حاصل ہوئی

ہے کہ خاک یثرب بھی سماوات کے لیے رشک کا باعث بن گئی ہے۔ذرا شاعری تو دیکھیں::

میری چمڑی کے نعلیں ہوں آپ کے
ان کے تلوے مرے سر کی چمڑی کے ہوں
ان کے تسمے مرے ریشہ جاں کے ہوں
خون دل کی مرے ان پہ پالش پھرے
سرمہ چشم میرے لیے ہو حضور
آپ کے پائے اقدس کی پاکیزہ خاک۱۹؎

حاجی محمد حسین کو آپ کا امتی ہونے باعث فخر ہے۔ اسی طرح وہ آپ کے قدموں کی خاک کی چٹکی ہونے کے لیے بھی بے چین ہیں اور اپنے لیے توشہ آخرت ، باعث برکت اورباعث فخر بھی سمجھتے ہیں۔کس پیارے انداز میں انھوں نے آپ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔شعری مثال ملاحظہ ہو:

بے شک تیرا امتی ہوں اور امتی ہوتا
کاش ترے قدموں تلے خاک کی چٹکی ہوتا۲۰؎

ایازاحمد عبا سی کے نعتیہ کلا م میں بھی سراپا نگاری کو خوب برتا گیا ہے۔ان کی جب نقش کف پا پر نظر پڑتی ہے تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ دہر میں ہمسری کا دعویٰ کرنے والا کیا کوئی ہے۔کیسے ہو بھی سکتا ہے ۔بعد از خدا آپ ہی تو ہیں۔ لہٰذا رسولﷺ کی شان اقدس پر نگا ہ پڑھنے کے بعد کسی دو سرے کی طر ف دیکھنے کی خواہش پیدا ہی نہیں ہوتی ۔نقش کف پاکی عقیدت میں ڈوبا منظر ، رسولﷺ کی ذا ت اقدس کی تصویر کی جھلک، آپ ﷺکے اسم مبا ر ک کی بر کت ، رسو لﷺ کی سیرت ، حسن جما ل اور لباس کی عظمت کی کس عقیدت سے سراپا کی گئی ہے، جن کے حکم کے تا بع چا ند اور تا رے ہیں۔ ان کے لباس میں کئی پیوند لگے ہو ئے ہوتے تھے۔ اشعار ملاحظہ کیجیے:

تمھارے نقش کف پا پہ جب نگاہ پڑی
کسی کو دہر میں دعویٰ ہمسری نہ ہو۲۱؎

پروفیسرشفیق راجا کی عقیدت دیکھیے کہ وہ نقش کف پا پہ سجدہ ریز ہیں۔سارے جہاں آپ کے زیر نگیں ہیں۔ آپ کے جسم مبارک کا سا یہ نہیں ہے۔وہ آپ پر دل و جان قربان کرنا چاہتے ہیں۔ذیل کا شعر ذرا دیکھیں کہ کس قدر جذبات اپنی آخری حدوں کو چھو رہے ہیں۔وہ یوں نقشِ پائے محمدﷺسے عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں:

میری نگاہ نقش کف پا پہ سجدہ ریز
ورد زباں درود شہ انبیا ہمیش۲۲؎

رشید چغتائی آپ کے نقشِ پا کو اپنی منزل قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں یونہی مدینے میں گھومتا رہ گیا ہوں ۔میری منزل تو نقش ِ پا ہے۔نہ صرف شاعر کی منزل بل کہ

ہر مسلمان آپ کے نقش ِ پا کو اپنی منزل سمجھتا ہے ۔خوب صورت اور خط کش انداز شاعر کی نعتیہ شاعری سے ملاحظہ ہو:

میری منزل تو تھی آپ کا نقشِ پا
میں مدینے میں یوں گھومتا رہ گیا۲۳؎

ڈاکٹر مقصود جعفری بھی نقشِ کفِ پا کو مسجود ملائک اور عاشقوں کا قبلہ قرار دیتے ہیں۔ویسے بھی نقش کف پا سے ہر عاشق کو جو عقیدت ہوتی ہے۔ اس کا اظہار لفظوں میں ممکن نہیں۔ہم سب تو رحمتہ العالمین کی خاک پا ہیں جو فخر انسانیت ہیں۔جو وجہ تخلیق کائنات ہیں۔جو سب دلوں کی دھڑکن ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی نعتیہ شاعری سے عقیدت کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

ایک اک نقشِ کفِ پائے حضور
عاشقوں کا کعبہ و قبلہ ہوا۲۴؎

پروفیسر محمد سعید ثاقب آپ سے عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عرش بریں والے بھی شان مصطفیؐ میں محبت کے موتی پیش کرتے ہیں ۔ہم تو آپ کے قدموں کی خاک بھی نہیں ہیں۔ آپ کی شان کبریائی کی بات کیوں نہ کریں؟رسولؐ سے دلی عقیدت کا اظہار ملاحظہ فرمائیے:

جن کے تلووں کو چومے عرش بریں
کیوں نہ اس محترم کی بات کریں۲۵؎

پروفیسر سید مقصود حسین راہی نے کس خوب صورتی کے ساتھ زلفوں سے عقیدت کے تقاضے نبھانے کی کوشش کی ہے۔ بلاشبہ زلف اور اس کے متعلقات کی سراپا نگاری بنیادی طور پر بصری اور شامی خصوصیات کی حامل ہوتی ہے۔جس میں بصارت کے ساتھ ساتھ قوت شامہ بھی حظ اٹھاتی ہے۔محبوب کی زلفیں منتشر حواس کے لیے تسکین کا سامان مہیا کرتی ہیں اور جب ان زلفوں کی بات ہو جن میں خدا کی تجلیات نہاں ہو ان زلفوں کی تو کیا بات ہے۔ زلف احمد نبیؐ جس کو مطلوب ہے۔ایسا بندہ خدا کا محبوب ہوتا ہے۔اشعار دیکھیے:

ہیں زلف نبی پہ جہاں سب نچھاور
رخ لالہ سوئے نبی دیکھتے ہیں
زلفوں میں نہاں جن کے تجلی تھی خدا کی
اللہ رے وہ حسن کمالات کے لمحے۲۶؎

خواجااسلم رضا دن کے اجالے کو آپ کی خیرات اور زلفوں کی سیاہی کو شہا زینت شب کہ رہے ہیں۔عاشقوں کے لیے آپ کی زلفوں کی کیا اہمیت ہے صرف عاشق ہی جان سکتے ہیں۔ چہرے اور زلفوں کی برکت اورعقیدت کو کس پیار سے انھوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں سمویا ہے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

خیرات ہے چہرے کی اگر دن کا اجالا
زلفوں کی سیاہی بھی شہا زینت شب ہے۲۷؎

ڈاکٹر مقصود جعفری آپ کی زلفوں کی زیارت کا تصور کیے ہوئے ہیں۔بے شک جو بھی شیدائے شہِ بطحا ہوتے ہیں ان پہ ہی رموزِ کائنات عیاں ہوتے ہیں۔وہ آپ کی زلفوں کو لیل اور مکھڑا کو والضحیٰ کہتے ہوئے عقیدت کا خوب صورت اظہار کر رہے ہیں۔ ذرا شعر دیکھیے:

وہ کبھی یسیں کبھی طہٰ ہوا
لیل زلفیں والضحیٰ مکھڑا ہوا۲۸؎

پروفیسرعبدالحق مراد کی نعتیہ شاعری میں آپ کی سراپا نگاری کمال کی ہے ۔ حضور پاک ﷺکا سراپا تحریر کرنا خونِ جگر کو پانی کرنا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ قلم میں روانی پیدا نہ کرے تو یہ سراپا کہاں تحریر کیا جا سکتا ہے؟ آپ کی صورت سے ہی تو جہاں میں ہر جانب اجالا ہوا۔ یقیناً آپ ملجا اور ماوٰی ہیں۔مراد کے کلام سے سراپا ئے عقیدت دیکھیے:

تری زلفیں رہیں میرے شانے رہیں
ذہن میں نعت کے تانے بانے رہیں
سیکھ لیں جرنیل اس گھڑی سے کوئی تو سبق
پیٹ پر پتھر تھے جب میدان کارزار میں۲۹؎

پروفیسر شفیق راجا نے آپ کی زلف کی برکت اور عظمت کو اپنی نعتیہ شاعری میں بیان کیا ہے۔ آپ کی زلف مبارک کا اس سے دل فریب پیرائیہ اور نہیں ہو سکتا ۔آپ مجسم حسن وخوبی ہیں۔ آپ کے لطف نظر میں مسیحائی کے اعجاز ہیں۔زلف کی برکت کا بیان ذیل کے شعر میں ملاحظہ فرمائیے:

ملی جو پھول کو خوشبو یہ فیض ہے تیرا
چلی شمیم، ہوئی زلف جب تیری برہم۳۰؎

محمد عارف آپ کے پسینہ،اشک اور آبِ وضو کی برکت کو اپنی نعتیہ شاعری میں سموتے ہیں۔حضرت محمد ﷺکا رنگ روشن اور چمک دار تھا اورپسینہ گو یا موتی تھا ۔دیبا ور یشم کے کپڑے سے بھی حضورﷺ کی مبا رک ہاتھ زیادہ نر م تھے۔ کو ئی ایسا مشک و عنبر نہیں ۔جس کی خو ش بو حضورﷺ کے جسم مبا رک کی خو ش بو سے بڑھ کر ہو۔آپ کی سراپا نگاری سے عقیدت و محبت ذیل کے شعر میں دیکھیے:

سب پسے نہ و اشک و آبِ وضو
جسمِ اطہر پی لیا ہوتا۳۱؎

سیدہ حنا بابر علی نے نورنبی ﷺکو اپنے کلام کا حصہ بنا کر نہایت خوب صورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔آپ سے زیادہ خوب صورت اس کائنا ت میں آج تک نہ کوئی گزرا اور نہ گزرے گا ۔ حضورﷺ کی ذات اقدس سراپائے نور ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نور سے منور فرمایا۔مولانا صفی الرحمن مبارک پوری اپنی تصنیف” الرحیق المختوم “میں لکھتے ہیں :ابن سعد کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺکی والدہ نے فرمایا:

''جب آپ کی ولادت ہوئی تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے
ملک شام کے محل روشن ہوگئے۔''۳۲ ؎

آپ سے عقیدت ذیل کے اشعار میں ملاحظہ کیجیے:

روز ازل سے پہلے بنا آپ ہی کا نور
نور خدا میں نور نبی آپ ہی تو ہیں۳۳ ؎

طاہر قیوم طاہرکی نعتیہ شاعری میں آپ کی سراپانگاری کے حوالے سے کافی مثالیں ملتی ہیں۔وہ کہیں تو آپ کی زلف کو واللیل،کہیں چہرہ مبارک کو شمس اور کہیں آپ کی آنکھوں کو مخمور اور دل کش وحسین کہہ رہے ہیں۔قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبیﷺ کے سراپے کو بیان کیا ہے ۔ کہیں پہ آ پ کی زلفوں کی تعریف کی گئی ہے اور کہیں پہ آپ کی آنکھوں کی تعریف کی گئی ہے ۔ کہیں پر آپ کو والضحیٰ کہہ کر پکارا گیا ۔کہیں پر **یا ایھا المد ثر**اور کہیں پر **یا ایھا لمزمل** کہہ کر پکارا گیا۔ طاہرکے ذیل کے اشعار میں آپ کی سراپا نگاری کی خوب صورت مثالیں ملاحظہ ہوں:

اس چہرہ انور پر کوئی کیسے زباں بولے
رب نے بھی قسم جس کی قرآن کھائی ہے
وہ ہیں خیر البشر رہبر مرسلیں
چہرہ پاک جن کا بدر سے مبین
آپ کی کالی زلفیں اور روشن جبیں
آنکھیں مخمور انداز دلکش حسین۳۴ ؎

نذیر مسکین کی نعتیہ شاعری میں جلوہ رخسار کی چمک اور زلف عنبر بارہ کی رنگینی کے رنگ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہیں۔بلاشبہ روئے کائنات آپ کے جلوہ رخسار سے ہے اور آبروئے کائنات زلف عنبر بارہ سے چمک رہی ہے۔ آپ کی تمام ادائیں خوئے کائنات کے لیے جاں فزا اور لائق تقلید ہیں۔ انھوں نے کمال مہارت کے ساتھ آپ کی سراپا نگاری کو اپنی نعتیہ شاعری میں یونسمویا ہے:

جلوہ ِرخسار سے چمکا ہے روئے کائنات
زلف عنبر بارہ سے ہے آبروئے کائنات
تیرے ہی اطوار سے مزین ہے کردار کا جمال
جاں فزا ادائیں تیری ٹھہری ہیں خوئے کائنات۳۵ ؎

محمد خلیل ثاقب آپ کے حسن خوب ،خوش نما چال ڈھال،رفتار اور گفتار پہ فدا ہیں، خالقِ کائنات خود جس کا ذکر بلند کر رہا ہو۔جو خود خالق کا محبوب ہو ۔جس کی سراپا نگاری کی دھوم عرش و فرش پرہو۔ان کی جبین،ان کی خوش نما رفتار ،ان کی دل ربا گفتار اور ان کے حسن بے مثال کی کیا بات ہے۔شعر دیکھیے:

جبین ماہ کنعاں جھکی نقش پا پر
گو اس کے حسن کی بھی شہرت بڑی ہے

چہرے پر اس محبوب کے جلوے ہیں حسن خوب کے
کیا خوش نما رفتار کیا دل ربا گفتار ہے ۳۶ ؎

ڈاکٹر افتخار مغل نے آپ کی سراپانگاری کی عظمت اور برکت کو بڑے خوب صورت انداز میں اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا ہے کہ آپ جس جگہ قدم رکھتے وہ جگہ چمک اٹھتی۔آپ کے نقش وعکس سینہ در سینہ لپکتے ہیں اور آپ کی آواز کی خوش بو سے ملاقاتی مہک جاتے تھے۔مسکان سے آئینے بھی چمک اٹھتے تھے ۔آپ تو شہر قاتلاں میں بھی سرخرو اور فتح مند داخل ہوئے۔ آپ کی آنکھوں کے کنول سے کس خوب صورت انداز میں عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ویسے بھی آنکھ انسانی جسم کا اہم اور سب سے احساس عضو ہے۔یہ حسن ازل کی مشاہدہ بیں ہونے کے ساتھ ساتھ قلب کو سہلانے اور گرمانے کا کام بھی دیتی ہے۔چشم کے کئی غمزے ہیں۔کبھی تو یہ چشمِ مست ، چشمِ شوخ، کبھی خماری و کرشمہ چشم بھی، اس کی مخصوص اصطلاحیں ہیں۔ عقیدت بھرا اظہاریہ ملاحظہ ہو:

کہ صحرا کی ریت پر جس کا قدم نکلا
وہ آئینہ در آئینہ چمکتے ہیں
وہ ،جس کے نقش،جس کے عکس
اب بھی سینہ در سینہ لپکتے ہیں
وہ جب آواز کی خوشبو جگا دیتا ملاقاتی مہک جاتے
وہ جب مسکان کا شعلہ جگا دےتا تو آئینے چمک جاتے
وہ شہر قاتلاں میں فتح مند اور سرخرو داخل ہوا
تو عجز کی خوشبو سے کس درجہ معطر تھا
دہر کی ظلمتیں جل اٹھیں، پگھل اٹھے ہجر
پھر گئے جب بھی، جدھر بھی تیری آنکھوں کے
کنول ۳۷ ؎

عطا راٹھور عطا نے آپ کے تلوؤں کی برکت کو بیان کیا ہے کہ آپ کے تلوؤں کوچومنے کے لیے تو جبرئیل کی پلکیں بھی ہمہ وقت بے چین ہیں۔آپ کے قدموں پر تو کروڑوں جانیں قربان کی جا سکتی ہیں۔بلاشبہ آپ کی ذات ِ گرامی بہ ذات خود حسن وجمال کا عظیم شہ کار ہے۔حسن کے مشاہدے اپنے اپنے ہیں۔ عطا راٹھور کی سراپاؔسے عقیدت کی جھلکیاں ذرا ان اشعار میں دیکھیے:

جن کے تلوؤں کو جبرئیل کی پلکیں چومیں
انھیں تلوں پر نثار عطا ہو جائے
یہ ایک جان عطا کیا اگر کروڑوں ہوں
کروڑوں بار میں کر دوں نثار قدموں میں ۳۸ ؎

مایہ ناز شاعراحمد شمیم کی نعتیہ شاعری میں آپ کے حسنِ بے مثال کی خوب صورت مثالیں ملتی ہیں۔یقیناً آپ کی محبت ہی ہماری کام یابی و کامرانی کی واحد صورت ہے۔کس قدر اپنائیت کا اظہار کیا گیا ہے اور سراپانگاری کو کس طرح لفظوں میں بیان کر دیا ہے۔ مثال ان اشعار میں ملاحظہ کیجیے:

کس کو پتھر میں نظر آئے گا چہرہ اپنا
کون دیکھا کرے اب رہنما کی صورت
لفظ معنی سے تہی اور عبادت جھوٹی
جیسے صحراوں میں نقش کف پا کی صورت۳۹ ؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کے ہاں سراپا نگاری میں تبسم ریز نگاہوں کے ساتھ ساتھ خوب صورت سراپارسولﷺ سے عقیدت کا اظہار ملتا ہے۔آپ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں تھا مگرآپ کی رحمت کا سا یہ کس جگہ نہیں؟آپ ہر وصف میں یکتا ہیں۔ کوئی نہ مثال ان کی ہے نہ ہو گا۔آپ تو نور مجسم ہیں، سائے کا گماں کیسے؟آپ نظر کی طراوت زبان کی حلاوت اورغذا دل کی سوزِ جگر ہیں۔آپ کی نظر میں تروتازگی اور زبان میں مٹھاس ہے ۔آپ بشر کے روپ میں نور مجسم ہیں۔ کردار و گفتار کا ہر کوئی شیدا ہے۔ آپ کی زبان شیریں اورگفت گو کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔ اشعار ملاحظہ کیجیے:

زبان شیریں روشن سارہ ادا دلبر نگہ روشن
بشر کے روپ میں نورِ مجسم آپ ہی تو ہیں
ہے تبسم رخ پرنور پہ رشک لالہ
گفتگو ایسی کہ دشمن بھی ہوں سن کر شیدا ۴۰ ؎

پروفیسر سید مقصود حسین راہی کے نعتیہ کلام میں سراپانگاری کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔بلاشبہ کاشانہِ آقا میں ذات باری تعالیٰ کے کئی راز پوشیدہ ہیں اور آپ کے چہرے پر نور الہی اورکاشانہِ آقا میں اسرار الہی ہیں۔زلف محبوب، رشک سنبل ہے ۔ سعادت کی جبین اورسرتاج محمدﷺ کی رفعت پوچھتے کیا ہو؟ کہ کعبے نے بھی سرجھکایا اور جبرائیل امین بھی قدموں کی پابوسی کے لیے حاضر ہوئے۔کاشانہِ آقا ،چہرہ مبارک اورمحبوب کے تلوؤں سے عقیدت کا خوب صورت اظہاریہ اشعار میں زرا دیکھیے:

شب معراج جبریل امین نے کی ہے پابوسی
مرے محبوب کے تلوؤں کی عزت پوچھتے کیا ہو ۴۱ ؎

پروفیسربشیر مغل نے اپنی نعتیہ شاعری میں آپ کی سراپانگاری کے موضوع کو انتہائی عقیدت کے ساتھ برتا ہے۔جبین کو جھکاؤسجتا ہے اور حکم رسول پر جان بھی قربان کی جا سکتی ہے۔وہ روئے حسین کی خواہش کے ساتھ ساتھ اس خاکِ طیبہ کی بھی خواہش رکھتے ہیں ،جو آپ کے پاؤں مبارک کے نیچے آئی ہو۔محبت و عقیدت کا بیان ان اشعار میں ملاحظہ ہو:

جس کے لیے آرائش کون و مکاں ہوئی
پیش ِ نظر وہ روئے حسین چاہیے مجھے
پاؤں تلے جو فخر دوعالم کے آئی ہو

وہ خاکِ طیبہ کی زمین چاہیے مجھے۴۲؎

مایہ ناز شاعر بشیر صرفی نے اپنی نعتیہ شاعری میں حضور پاکﷺ کے چہرہ مبارک ،جبین مبارک اورفراخ آنکھوں سے عقیدت کا اظہار دل کش صورت میں کیا ہے۔بلاشبہ نظر فروز جمال اورمتاعِ جاں خیالِ محمد عربی ہیں۔حضورﷺ کی پیاری صورت کی زیارت کے لیے جن وانس کیا ہر تخلیق بے تاب ہے۔ذیل میں کس خوب صورت انداز میں عقیدت اپنی حدوں کو چھو رہی ہے:

رخ انوار تیرا کمال نور
جن و انس و مالک ہیں شیدائی
پا گئی عزت قدم بوسی
ہفت افلاک کی وہ پنہائی۴۳؎

مسعود ساگر کی سراپا رسولﷺ سے عقیدت و محبت کا اپنا ہی انداز ہے۔ان کے نعتیہ کلام میں آپ کے پسینہ مبارک ، مشک مبارک،نقشِ کف پا سے عقیدت کا اظہار یہ موجود ہے یقیناً رحمت العالمینؐ کی زلفیں،نقش کفِ پا،پسینہ مبارک توصیف و ثناءکے قابل ہے۔خود اللہ تعالیٰ بھی حضور ؐ کی تعریف بیان کرتے ہیں ۔انھوں نے یوں آپ پر عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں:

ان سے بڑھ کے کہیں رکھتا ہے پسینہ اس کا
مشک عنبر ہو، بھلے عود، وجودِ مسعود
کہکشاں نقشِ کفِ پا کی بناتے ہوئے دھول
سدرہ سے آگے بود، وجودِ مسعود۴۴؎

عبدالبصیر تاج ور نے بھی حضورپاک ﷺکے سراپا کے بیان میں اپنی صلاحیتیوں کے جوہر دکھائے ہیں۔کل کائنات کی تخلیق کی وجہ آپ ہیں ہی تو ہیں ۔آپ تو عالمین کے لیے رحمت ہیں۔اس لیے آپ کی شفقت اور محبت کا سایہ بھی عالمین پر ہے۔ بصیر کی بصیرت اور شعرملاحظہ فرمائیں:

دل کی مسند پہ کون زیبا ہے
جس بے سایہ کا سب پہ سایہ ہے۴۵؎

ضیا الحسن ضیا جسم اطہر کی عظمت کے ساتھ ساتھ ساقی کوثر کی خاک پاک کو بھی چومنا چاہتے ہیں۔بے شک آپ کاحسن ازل سے شش جہات پر چھایا ہوا ہے ۔اس حسن کی بدولت رخ کائنات پر اِک نور کھیلتا ہے۔ چاند، ستارے رقصاں ہیں۔ رباب حیات پرجذبات مرتعش ہوتے ہیں۔آپ کے باعث عارض ہستی تاب ناک ہوئی۔ اس لیے انسانیت کوآپ کی صفات پر ناز ہے۔آپ کی وجہ سے لات و منات پرلرزہ سا طاری ہو گیا ۔پیشانی حیات کو نور آپ کی بدولت ملا ہے ۔سراپائے شہ کو اپنی آنکھوں کی رونق بنانے کے لیے وہ یوں مضطرب ہیں:

دیار ساقی کوثر کی خاک پاک کو چوموں
حیات سرمدی کے ساتھ لطف جاوداں پاؤں

منقش ہو نگاہوں میں سراپائے شہ والا
جدھر دیکھوں انھیں دیکھوں، جہاں جاؤں وہاں
پاؤں۳۶؎

الطاف عاطف نے سراپائے رسولﷺ کو اپنے نعتیہ کلام میں خوب برتا ہے۔وہ اس زمین کی خوش قسمتی پر رشک کر رہے ہیں جس پر آپ ﷺکے قدم مبارک لگے ہوں۔یقیناًوہ زمین کتنی خوش قسمت ہے جس زمین پر آپ کے قدم پڑے ہیں۔وہ یوں اس زمین پر درود و سلام پیش کر رہے ہیں جس پر آقا کے قدم پڑے ،شعر دیکھیں:

جس زمیں پر پڑے مصطفی کے قدم
اس مبارک زمین پر درود سلام۳۷؎

پروفیسرجان محمد آزاد نے بڑے خوب صورت انداز میں اپنی نعتیہ نظم میں آپ سے عقیدت ومحبت کو شاعری کے قالب میں ڈھالا ہے۔آپ کی عظمت اور مقام و مربتے کو بیان کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔خالق و مالک ہی آپ کی عظمت کو بیان کر سکتے ہیں۔شاعر نے تو بس اپنی سی کوشش کی ہے،اشعار ملاحظہ ہوں:

حضرت احسان کی عظمت   پہ قربان جائیے

خود نبی کو آپ کی نعت نبی اچھی لگی

گر زمانے کو شہنشاہی لگے اچھی لگی

ہم کو کوئے مصطفی کی چاکری اچھی لگی۳۸؎

نعت گو شعرا کے لیے انتہائی پسندیدہ موضوع یہ ہے کہ وہ نبی پاک ﷺکے شمائل کا ذکر عقیدت و محبت سے بیان کریں۔ حضور ﷺلطف و محبت ،شفاعت و رحمت ہیں تو انسان کی یہ مجال نہیں کہ وہ حضرت محمدﷺ کی تعریف کر سکیں۔کسی انسان کے علم کا دائرہ کار اتنی وسعت کہاں رکھتا ہے کہ وہ آپ کے اوصاف جمیلہ بیان کر سکے ۔آزاد کشمیر کے نعت گو شعرا اپنی سی کوشش کر کے بھی اس کش مکش سے دوچار ہیں کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

۴,۲۔معجزات نبی ﷺ:

نعت گوئی کے اندر اہم ترین موضوعات میں سے آپ کے معجزات بھی ہیں ۔قرآن پاک ﷺمیں آپ کے بے شمار معجزات بیان کیے گئے ہیں ۔ہر شاعر نے کہیں نہ کہیں آپ کے معجزات کو اپنی شاعر ی میں موضوع سخن بنایا ہے ۔ان معجزات میں واقعہ معراج ،معجزہ شق القمر ،پتھروں کا گواہی دینا ،سورج کا وا پس پلٹنا او راس کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سارے معجزات کا بیان ملتا ہے ۔ اردو نعتیہ شاعری میں آپ کے معجزات کے حوالے سے ایک وقیع سرمایہ موجود ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اس موضوع کو بڑی

عقیدت کے ساتھ اپنایا ہے ۔ ایاز احمد عباسی کی نعتیہ شاعری میں معجزہ رجعت شمس کا ذکر ملاحظہ کیجیے:

چاہو تو پلٹ آئے وہ ڈوبا ہوا سورج
یک جنبش انگشت مہتاب ہو دو نیم۴۹ے

بوٹا خان راجس نے اپنی نعت میں" ماہتاب کو دو نیم" کہہ کر نبیﷺ کے معجزے شق ا لقمر کوخوب صورت پیرائے بیان کیا ہے ۔معجزہ شق القمر کے حوالے سے علامہ شبلی نعمانی سیر ۃ النبی ﷺمیں لکھتے ہیں :

‘‘ ہدایت کی ان نشانیوں میں کفار مکہ کے لیے سب سے آخری اور فیصلہ کن نشان شق القمر تھا جس کے بعد آیات ہلا کت کا آغاز ہونے والا تھا اور احادیث میں ہے کہ کفار مکہ آپ سے معجزہ طالب تھے تو آپ نے ان کوشق القمر کا معجزہ دکھایا۔’’۵۰ے

راجس کا خوب صورت شعر دیکھیں

وہ جس نے ماہتاب کو دو نیم کر دیا
راجس بسا ہوا ہے میرے دل میں جاں میں۵۱ے

پروفیسرامین طارق قاسمی نے واقعہ معراج کو اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا ہے۔واقعہ معراج نعت نبیﷺ کے موضوعات میں بہت بڑا موضوع ہے۔معراج کی رات دین اسلام میں ۲۷ رجب المرجب کومنائی جاتی ہے اور اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کو ملاقات کے لیے اپنے عرشِ معلیٰ پہ بلایا تھا ۔ اسلام میں اس رات کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یوں ارشاد فرماتاہے :

‘‘ ترجمہ :پاک ہے وہ جو لے گیا ایک اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اُس نے برکت دی ہے تاکہ اُسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا۔’’۵۲ے

واقعہ معراج پر امین طارق کا خوب صورت شعر ملاحظہ کیجیے:

شب معراج ہوئی ان کو وہ رفعت حاصل
آپ کے زیر قدم اوج ثریا لکھوں۵۳ے

حنا کرامت آپ کو خوش نصیب کہتے ہوئے اس واقعہ کی عظمت اور آپ کی خوش نصیبی کو اپنی شاعری میں عقیدت سے بیان کرتی ہیں، واقعہ معراج میں حضرت محمدﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عرش پر بلایا اور تمام عرش، جنت ،جہنم کی سیر کروائی ۔تمام انبیا سے ملاقات کروائی اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی ملاقات کی اور کچھ احکام نازل کیے۔ شعر ملاحظہ ہو:

ایسا خوش نصیب کوئی ہو سکا نہیں

جو عرش خدا پہ جا کے ہوا ہم کلام ہے۵۴ ـہ

پروفیسر عبد الحق مراد نے بھی واقعہ معراج کو نعتیہ شاعری میں سمویا ہے۔یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم نبی حضرت محمدؐ کو جو سب سے عظیم تحفہ عطا کیا وہ شب معراج ہے۔جس میں خالق ومالک دو جہاں نے وجہ تخلیق کائنات کو دیدار کا شرف بخشا ہے ۔ مرادکے ہاں شب معراج کا ذکردیکھیے:

یہ راز کھلا معراج کی شب کس قدر تجھے اپنائے رب
جبریل کو پیچھے چھوڑ کے جب کرنے لگا تجھ سے
صلاحیں وہ۵۵ ـہ

محمد خلیل ثاقب نے ذیل کے اشعار میں آپ کے دو معجزات،شق القمر اور واقعہ معراج کو بیان کیا ہے۔مخلوق خدا میں حضرت محمدﷺ کے سوا کون ہے جو براق پر سوار ہوا اور آسمان عبور کر گیا۔جس کے رکاب کو سفر کے دوران میں جبرئیل امینؑ نے تھامے رکھا۔انبیاعظامؑ سفر کا نظارہ کرتے رہے۔یہ سفر سب کے لیے قابل رشک تھا اور آپ کے سوا یہ شرف کسی بھی مخلوق خدا کو حاصل نہیں ہوا۔ان کے کلام سے معجزات کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

نبی وہ نبی جو عرش گیا ہے
بجز اس کے یہ شرف کس کو ملا ہے

پھٹے چاند کیوں کر نہ خورشید پلٹے
کر لے گر اشارا نبی کملی والا۵۶ ـہ

قاضی رفیع اللہ ہاجز نے واقعہ معراج کے معجزہ سے اپنی عقیدت کا اظہار خوب صورت کیا ہے۔شب معراج میں آپ کو وہ عروج ملا کہ آپ آسمانوں سے بھی اوپر گزر گئے ۔آپ کو وہ مقام و مرتبہ عطا کیاگیا جو کسی اور کو عطا نہیں کیاگیا ۔سبحان اللہ ، ماشا ء اللہ، خوب صورت اظہار اور اشعار ملاحظہ کیجیے:

سبحان اللہ، ماشاءاللہ تجھ پیر ہدٰی کا کیا کہنا
تو فرش سے عرش پہ جا کے ملا تجھ صلی علیٰ کا کیا
کہنا
تیرے رنجہ قدوم سے لات و منات ہاں بیت ربی سے
دور ہوئے
تجھ نسبِ صفا کا کیا کہنا تجھ نورِ خدا کا کیا کہنا۵۷ ـہ

مرزا عبدالروف حسرت معراج النبیﷺ اور سدرۃ المنتٰی کے راز کو جاننے میں بے بس ہیں۔بہ حیثیت ایک امتی ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟اس واقعہ معراج میں راز کیا ہے؟تدبر،تفکر،علم و عمل اور ایمان کی ہمارے لیے کون کون سی راہیں کھولتا ہے؟اس راز کو تو صرف رب ہی جانتا ہے۔انسان تو یقیناً بے بس ہے۔وہ یوں شعر میں واقعہ معراج کو بیان کرتے ہیں:

میں کیا جانوں سدرۃ المنتٰی کا راز

کیوں بڑھا جانا نہ تھا جبریل آمیں سے۵۸ے

واقعہ معراج سبق کے بغیر نہیں ہے۔اس واقعہ کی اہمیت و عظمت کا اظہار شعرا اور سخن وروں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق کیا ہے۔اردو نعتیہ شاعری میں اکثر پوری کی پوری نظمیں ہی واقعہ معراج پر لکھی جا چکی ہیں ۔ رفیق جعفری نے واقعہ معراج پر ایک پوری نظم لکھ دی اور نعت کا عنوان ہی ‘‘ معراج مصطفی ’’ رکھا نعت اور انداز ملاحظہ ہو:

سمجھ میں آج تک یہ بات میری آنہیں پائی
جو خود معراج ہے اس نے کہاں معراج فرمائی
گیاجوچھوڑ کر جبرائیل کو سدرہ کی منزل پر
پھر اس سے آگے اس کی ہم سفر تھی اس کی تنہائی
یہاں پر بات ہے’’اسریٰ‘‘کی اور پھر ’’عبدہ‘‘واضح
تجھے یہ ’’عبدہ‘‘کی بات کیوں کر نہ سمجھ آئی۵۹ے

طا ہر قیو م طا ہر نے بڑی خو ب صو رتی کے سا تھ آپ کے معجزات ،چا ند کا دو ٹکڑو ں میں تقسیم ہو نا ،کنکریو ں کا کلمہ پڑھنا ، سو رج کا پلٹنا اورواقعہ معرا ج کو اپنی نعتیہ شاعری کامو ضو ع بنایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی پو ری زندگی ہی معجزا ت کا پیکر ہے۔ قرآن میں بھی آپ کے بے شمار معجزا ت کا ذکر ملتاہے ۔سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جب نبیﷺ تنہا گئے تو جبرا ئیل دھنک رہ گئے کیوں کہ یہ منظر وہ پہلی با ر دیکھ رہے تھے ۔ اس منظر کو شاعرنے بڑی عقیدت کے ساتھ اشعا ر میں یوں قلم بند کیا ہے:

ایک ہلکے سے اشارے سے تیری انگلی کے
چاند کو فلک پہ میں ٹوٹتا جڑتا دیکھوں
وقت معراج وہ سدرہ سے گزر جانے پر
ڈوبا حیرت میں میں جبرائیل کو تکتا دیکھوں
تیری خواہش کے ادا کر لے نماز اپنی علیؓ
ڈوبے سورج کو میں مغرب سے پلٹتا دیکھ۶۰ے

سیدہ حنا بابر علی نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے اور واقعہ معراج کے معجزے کو نہایت ادب اور عقیدت سے اپنے کلام میں برتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے آپ میں تمام انبیا کی صفات کو جمع کر دیا تھا۔ اسی طرح آپ نے اپنے صحابہ کرام کو بھی معجزات بھی دکھائے ۔ آپ نے چاند کو انگلی کا اشارہ کیا وہ دوحصوں میں تقسیم ہو گیا۔آپ کے معجزات احا دیث سے بھی ثابت ہیں۔فرمایا:

تر جمہ:‘‘حضر ت انسؓ سے مر وی ہے کہ مکہ وا لوں نے حضور ﷺسے کہا کہ آپ کو ئی معجزہ دکھا ئیں تو آپ نے چا ند کے ٹکڑے فر ما کر انھیں دکھا یا، یہا ں تک کہ مکہ والو ں نے حرا پہا ڑ کو چا ند کے دو ٹکڑو ں کے در میا ن میں دیکھا ۔’’۶۱ے

شاعرہ نے یوں اپنے جذبات آپ پر قربان کرتے ہوئے عقیدت کے پھول شان اقدس پر نچھاور کرنے کی سعادت حاصل کی ہے:

انگلی کے اک اشارے پہ دولخت چاند تھا
یعنی وہاں بھی بزم کی جاں آپ ہی تو ہیں
جبریلؑ کے تو پر جلے معراج خاص پر
بس رو بروئے رب جہاں آپ ہی تو ہیں٦٢ ؎

سیدرضوان حیدر بخاری نے واقعہ معراج کا نقشہ بڑے خوب صورت اور دل کش انداز میں اپنے کلام میں کھینچا ہے۔یارِ دیدار آپ کے لیے ایک ایسا شرف ہےجس کی سعادت سوائے آقا کے کسی اور کے حصے میں نہ آئی۔ سبحان اللہ!مطلوب و طالب کے پردے ہٹنے کا منظر کس عقیدت سے شاعر نے بیان کیا ہے۔اشعار دیکھیے:

یوں تو رُخت سفر باندھتے ہیں سبھی
اس مقام ٹھکانے کی کیا بات ہے
جب تھے مطلوب و طالب کے پردے ہٹے
یارِ دےدار پانے کی کیا بات ہے ٦٣ ؎

خواجا محمد عارف کے نعتیہ مجموعہ‘‘ سعادت ’’ کے اکثر اشعار کا محورومرکز واقعہ معراج ہے۔ نبی پا ک ﷺکو اللہ تعالیٰ نے بہت سے معجزات عطاکیے۔ سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید کی صورت میں عطا کیا گیا۔قرآن مجید میں اللہ پا ک نے فرمایا :

والاقد جاءتھم رسولنا بالبینات:‘‘اور ہمارے پیغمبر لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آیا کرتے ہیں۔’’٦٤ ؎

ذیل میں حوالے کے طور پر اایک انتہائی پر اثر نظمِ معریٰ کی صورت میں نعت ملاحظہ ہو جو اس سارے موضوع کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس کا عنوان ہی’’ معراج ‘‘ہے،اس نعتیہ نظم ‘‘معراج’’میں شاعر نے پورا واقعہ معراج بیان کیا ہے:

پاک ہے وہ ذات
جس نے راتوں رات
اپنے پیارے بندے کو
میرے پیارے آقا کو
حرم سے صحنِ اقصیٰ تک
اک لمحے میں سیر کرائی
ہر شے کی تفصیل بتائی
پاک ہے وہ ذات
جس نے راتوں رات
سب نبیوں کی دی سرداری
سیر فلک کی ہوئی تیاری
اور بنا براق سواری
جس میں شرق و غرب محیط

ایسے اس کے بال
پل میں ہو گئی طے مسافت
لاکھوں نوری سال
عرش سے فرش کی پستی دےکھی
غور سے اک اک بستی دیکھی
نیستی دیکھی ہستی دیکھی
پاک ہے وہ ذات
ربِ کائنات
جس نے راتوں رات
پیار سے اپنے پاس بلایا
خلوت جلوت
جلوت خلوت
خود بھی اس کا جلوہ دیکھا
اپنا بھی جلوہ دکھایا۶۵؎

حکیم سید علی اکبر شا ہ نے قرآنی حوالے کو خوب صورت انداز سے ا پنے کلام کا حصہ بنایاہے۔معجزہ معراج صرف ہمارے نبی ﷺکے حصے میں آیا ہے۔ دیگر انبیائے کرام کے ساتھ پیش نہیں آیا ۔دوسرے انبیا کی روحا نی قوت کا اثر ارضی چیزوں پر ہوا۔لیکن آسمانی چیزوں پر خاص خاتم المرسلین کا اثر پہنچا۔شاعر نے اسی واقعہ کو کس قدر دل کشی سے قلم بند کیا ہے:

معراج کی شب ان کو خود رب نے بلایا ہے
اس عرش معلی پہ دیدار کا چرچا ہے۶۶؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے اپنے نعتیہ کلام میں آپ کے بے شمار معجزات کو بیان کیا ہے۔ذیل میں بھی انھوں نے آپ کو دو معجزات کو بیان کیا ہے۔یقیناًآپ کا یہ معجزہ ہے کہ آپ کے جسم اطہر کا سایہ کبھی زمین پر نہیں پڑا۔سایہ نہ ہونے میں ایک یہ رمز تھا کہ رنگ دوئی واں آیا نہ تھا۔وہ فرش پر زمین گیر کیسے ہوتااس کے سائے کاقدم تو عرش پہ تھا۔ محبوب ذات کا سایہ اس لیے بھی نہیں پڑا کہ یکتائی کی یہ لاریب ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا لیکن سارے جہاں پہ تو آپ کا ہی تو سایہ ہے۔عبدیوں لب کشاں ہیں:

جسم کا سایہ نہیں تھا یہ حقیقت ہے مگر
آپ کی رحمت کا سایہ کس جگہ دیکھا نہیں
عرش پر تنہائی میں تھے،آپ مہمانِ خدا
یا محمدﷺ آپ کی نظروں نے کیا دیکھا نہیں۶۷؎

سید شہباز گردیزی نے معجزہ مبارک کو اپنے کلام میں نہایت عقیدت و محبت اور خلوص کے ساتھ بیان کیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی وجہ سے کل کائنات کو پیدا فرمایا۔دھوپ اور سایہ کی وجہ بھی تو حقیقت میں آپ ہی تو ہیں۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

اس کے دم سے یہ دھوپ سایہ

وہ جسم کہ جس کا سایہ نہیں ہے۶۸ے

پروفیسرسید مقصود حسین راہی نے معجز ات نبیﷺ سے اپنی نعتیہ شاعری کو مزین کیا ہے۔یقیناًآپ روشن معجزوں والے ہیں اور آپ کے اوصاف حد حساب سے بالا ہیں۔اللہ پاک نے آپ کو کئی معجزات سے نوازا ۔ان معجزات و خصائص میں سے ایک معجزہ کنکریوں کا آپ کی ہتھیلی پر تسبیح پڑھنا بھی تھا۔رحمت کے مینہ برسائے تو پتھر بول اٹھے۔ شعر دیکھیں :

تیرے کرم سے دور ہوئی ساری گندگی
تو نے سنگ ریزوں کو کلمہ پڑھا دیا۶۹ے

مسعود ساگر نے دوسرے نعتیہ موضوعات کے ساتھ ساتھ ذیل میں معجزہ معراج کو اپنی نعتیہ شاعری میں سمویا ہے۔ معجزہ معراج ایک معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کا ایک درخشاں باب بھی ہے۔جس میں اللہ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمدؐ کو رات کے کچھ حصہ میں حجاز سے بیت المقدس کی سیر کرائی جہاں آپ نے انبیا کی امامت فرمائی۔پھر اس کے بعد ایک تیز رفتار سواری ’’براق ‘‘کے ذریعے عرشِ معلیٰ تک لے جایا گیا ۔ جہاں پر آپ نے اس ذات کا دیدار کیا جو سارے جہانوں کا خالق اور نگہبان ہے۔ اس سفر کے دوران آپ کو جنت اور جہنم کی سیر بھی کروائی گئی۔ سزا اور جزا پانے والوں کے حالات بھی دکھائے گئے۔شعر ملاحظہ ہو:

کہکشاں نقش کف پا کی بناتے ہوئے دھول

سدرہ سے آگے کرے بود، وجودِ مسعود۷۰ے

پروفیسر بشیر مغل نے اپنی نعتیہ شاعری میں آپ کے معجزات کو جا بہ جا بیان کیا ہے۔یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے معجزات سے نوازا۔جو صرف اور صرف آپ کے ہی حصے میں آئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بلند پرواز عطا کی کہ سب اپنی اڑانیں بھول گئے ۔ عقیدت و محبت ملاحظہ ہو:

آپ کی پرواز کے آگے
بھول گئے سب اپنی اڑانیں۷۱ے

خواجا حمید ممتاز نے واقعہ معراج کو اپنی نعتیہ شاعری کا خاص حصہ بنایا ہے۔خالق کا بلاوا،خالق کی محبت اپنے محبوب سے ،پھر ملاقات ،سبحان اللہ!،یقینا سفر معراج کی عظمت و برکت بہت زیادہ ہے۔سفرمعراج کے دوران کے تمام سلسلے ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ذرا شعر دیکھیں:

آسمانوں کے سفر میں آپ نے
اک ملک کو راہ میں بخشا قیام۷۲ے

آزادکشمیر کے شعرا نے خوب صورتی سے آقا دو عالم حضرت محمد مصطفیﷺ کے معجزات و کمالات مبارک کا ذکر کیا ہے جو قرآن و سنت اور مذہبی روایات سے ماخوذ ہیں ۔با الخصوص رب کائنات نے معراج کا جو شرف نبی اکرم ﷺکو عطا کیا وہ

کسی اور نبی کے حصے میں نہیں آیا۔ رب نے اپنے محبوب کے لیے وقت کو ہی روک دیا۔ مسجد نبوی سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے سدرہ منتیٰ تک، سدرۃ منتہا سے آگے جبرائیل نے جا نے سے انکار کر دیا کہ میرے پر جل جائیں گے۔ لیکن رب کعبہ نے آپ کوساتویں آسمان پہ بلایا اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا ۔ اس واقعہ کا بیان تقریباً تمام شعرا کے کلام میں موجود ہے اور اس واقعہ معراج کی اہمیت کو مختلف انداز سے اجاگر کیا ہے ۔

۴٫۳۔رحمت اللعالمین:

عالمین۔عالم کی جمع ہے اور یہ ماخوذ ہے علم،بمعنی علامت یا نشان کے یعنی وہ جو اپنے خالق کا پتا دیتا ہو۔اصطلاحی معنی دنیا جہان کے ہیں۔عالم دنیا،عالم عقبی،عالم انفس آفاق،عالم ارض وسما،عالم جمادات،عالم جن و انس،عالم حیوانات،عالم ملائکہ،عالم ارواح،عالم ملکوت،عالم جبروت،عالم،ناسوت،عالم مثال،عالم ملا علیٰ،عالم کون ومکان،عالم لامکان،عالم غیب وشہود،عالم،عالم امر، عالم ظاہر،عالم باطن وغیرہ اور نہ جانے اس وسیع عریض کائنات میں کتنے نامعلوم جہاں ہیں۔اب اندازہ کیجیے کہ حضرت محمدﷺ رحمت للعالمین کی عظمت اور برائی کا کہ جن کی رحمت ان تمام جہانوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔آپ کی ذات تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے۔ نسلِ انسانی کی دوسری مخلوقات پر برتری بھی آپ کی وجہ سے ہی ہے۔آپ نے انسان کی طرف سے انسان پر لگائی ہوئی خود ساختہ پابندیوں کو ہٹا کرصرف اور صرف خدا کے قوانین کو نافذ کیا اور اسی ایک خدا کے در پر سر جھکانے کا درس دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> **و ما ارسلنٰک الا رحمت اللعالمین**(ترجمہ) ’’اے محمدﷺہم نے آپ کو (تمام) جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔‘‘۷۳ے

یہ موضوع نعتیہ شاعری کا اہم موضوع رہا ہے۔اس موضوع پر ایک وقیع نعتیہ ادب موجود ہے۔ حالیؔ کے یہ ا شعار دیکھیے:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بھر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا۷۴ے

آزاد کشمیر کے تقریباًہر شاعر نے اس موضوع کو خوب صورتی اور چاہت سے برتاہے۔ محمد خاں نشتر ملائک ،جن وبشیر کے لیے آپ کو رحمت قرار دیتے ہیں۔ یقیناً آپ کا ختم رسل ہونا بھی رحمت ہی کا کرشمہ ہے جس سے امت مسلمہ کو دوام نصیب ہوا اور عالم انسانیت کو فروغ ملا۔آپ کی ذات پر گویا رحمت ایزدی کی انتہا ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت عظمیٰ کامل صورت میں نازل کر کے آپ کو رحمت الہی کا مظہر قرار دیا۔شعر ی مثال دیکھیے

اے رحمت کل، ختم رسل، سرور عالم
چرچا ہے ملائک میں ترا جن و بشر میں۷۵ے

آزر عسکری رحمت دوجہاں کی غلامی پر بھی فخر کر رہے ہیں۔کیوں نہ فخر کریں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔اس لیے جہاں جہاں کوئی عالم ہے وہاں رحمت العالمین کی رحمت بھی موجود ہے۔یقیناً آپ کی ذات مقدس منشاءایجادو عالم اورمقصود کائنات ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

ہمیں دونوں جہانوں میں فخر اس پر
کہ ہم سب ہیں غلامان محمد۷۶ے

خواجا محمد عارف آپ کو کا ئنات کی ہر شے کے لیے باعث رحمت قرار دے رہے ہیں،آپ نہ صرف انسانوں کے لیے بلکہ جانوروں کے لیے بھی باعث رحمت ہیں،کافِ کن کا نقطہِ آغاز بھی آپ ہی ہیں اورقادر مطلق کی وجہِ ناز بھی آپ ہی تو ہیں،آپ کا وجود مبارک رحمت اللعالمین ہے۔عقیدت ذیل کے اشعار میں دیکھیے:

کافِ کن کا نقطہِ آغاز بھی
تا ابد باقی تیری آواز بھی
رحمت اللعالمین تیرا وجود
قادر مطلق کی وجہِ ناز بھی۷۷ے

سید رضوان حیدر بخاری نظر رحمت کے لیے طلب گار ہیں۔وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت محمدﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ چرند پرند، درخت، پہاڑ، جنگل، انسان ، حیوان غرض ہر شے کے لیے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا۔اس لیے وہ رسول عربی کی نظر رحمت کے لیے یوں دست دعا ہیں:

اس بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے اپنا
نظرِ رحمت میرے سلطان، رسولِ عربی۷۸ے

طارق بٹ یہ خوب جانتے ہیں کہ آپ ؐکی شخصیت تمام جہانوں کے لیے سراپا رحمت اور نور کا مکمل پیکر ہے ۔آپ کی شفقت کو موضوع بناتے ہوئے دیکھا جائے تو سیکڑوں کتابیں وجود میں آسکتیں ہیں۔آپ کی رحمت نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانوں، جانوروں، پرندوں، فرشتوں اور حتیٰ کہ تمام مخلوقات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ایک مرتبہ صحابہ کرام ؓنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مشرکین کے لیے بد دعا کریں۔آپ نے فرمایا:

’’ میں لعنت کے لیے نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔‘‘۷۹ے

طارق بٹ کی نعتیہ شاعری میں رحمت العالمین کی یہ مثال ملاحظہ کیجیے:

جفا کے بدلے حریفوں کو وفا دیتا ہے
ستم گروں کو بھی جینے کی دعا دیتا ہے
ابر رحمت ہے برستا ہے سبھی پیاسوں پر

ایسا داتا ہے جو منگتوں کو صدا دیتا ہے ۸۰؎

پروفیسرامین طارق قاسمی نے رحمت عالم ﷺکے حضور محبت وعقیدت کا نذرانہ پیش کیا ہے۔بلاشبہ مخلو ق خدا کے ساتھ رحم دلی ،شفقت اور محبت آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کا کمال رحمت یہ ہے کہ پتھروں کا جواب دعاؤں سے دیا۔ اشعار دیکھیے

آپ کی قامت پر ہر تقدس کا جامہ ہے راستہ
رحمتِ عالم کہوں ، سید کہوں ، سرور کہوں۸۱؎

ڈاکٹر فیاض الحسن نے اپنی نعتیہ شاعری میں آپ کے کوعرب وعجم کے لیے رحمت کہ کر پکارا ہے۔یقیناًآنحضرت رحیم المزاج اور رقیق القلب تھے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''مسلمانو! تمھارے پاس اللہ کا ایک رسول آگیاہے۔ جو تم میں سے ہے ۔تمھارے رنج و تکلیف میں پڑنااس پر بہت شاق گزرتا ہے ۔وہ تمھاری بھلائی کا بڑا خواہش مند ہے۔ وہ مومنوں کے لیے رحمت والا ہے۔''۸۲؎

فیاض کی شاعری سے رحمت رسول ﷺکی مثال ملاحظہ ہو:

سید الکوانین محمد آقا عرب و عجم کے
رحمتِ عالم صلی علی کیا کہنے ان کے کرم کے۸۳؎

تنویر اختر ناز بھی رحمت عالم کی عنایت کی نظر کے لیے دعا گو ہیں۔رحمت کا عالم دیکھیے کہ بہ قول حضرت عائشہ ؓ آپ اپنے پسندیدہ عمل کو بھی اس لیے ترک فرماد یتے کہ کہیں وہ عمل امت پر فرض کی حیثیت سے عائد نہ ہو۔جیسا کہ آپ نے مسواک کے بارے میں فرمایا:

'' اگر امت کو دشواری نہ ہوتی تو میں انھیں ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''۸۴؎

رحمت ا للعالمین کے کئی پرتو ہیں آپ کی شان میں نعت کہنا بھی آقا کا فیضان اور آقا کی عطا ہے ۔لفظوں میں تاثیر کی وجہ بھی آقا کی رحمت ہی ہے ۔ شاعرہ کی عقیدت ذیل کے اشعار میں ملاحظہ کیجیے:

اے کاش وہ دنِ لائے کبھی مجھ پہ مقدر
دامن ہو کھلا اور عنایت کا خزینہ
ہو رحمت عالم کی عنایت کی نظر تو
بن جائے ہر آنسو مری بخشش کا نگینہ۸۵؎

جاوید الحسن جاوید نے اس موضوع کو اپنی نعتیہ شاعری میں بہ طور خاص برتا ہے۔یقیناًآپ رحمت ،لاریب ،ملجاٰ اور ماویٰ ہیں آپ ہی توہر ایک کے لیے اجالا ہیں۔کوئی بھی ہو ،کہیں کا بھی ہو آپ ﷺ کی جامعیت کبریٰ سے استفادہ کر سکتا ہے۔انھوں نے اپنے جذبات کی عکاسی یوں کی ہے:

رحمت ہیں جہاں کے لیے احمدِ مختار
لاریب ہیں ملجأ مرے ماویٰ مرے آقا۸٦ے

ساگر کا شمیری کا ایمان ہے کہ مشکل کی گھڑی میں رحمت مجسم ہی کی ذات بچا سکتی ہے۔جس طرح خالقِ کائنات تمام انسانوں کا رب اور پالنے والا ہے ۔اسی طرح رسالت مآب کی ذات گرامی سب انسانوں کے لیے شفقت و محبت اور رحم و کرم کی علامت ہے ۔ خود رسول اللہ نے **انما انا رحمۃ مھداۃ** فرما کر اپنی رحمت کو پوری انسانیت کے لیے عطیہ ایزدگی قرار دیا ۔ساگرکی محبت ذیل کے اشعار میں ملاحظہ ہو:

اے رحمت مجسم اب تو مجھے بچا لے
میری زندگی کی نیا گرداب میں پڑی ہے۸۷ے

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد اندیشہ میزان سے بے فکر ہیں ۔وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے گناہ باعث تخلیق کائنات رحمت العالمین کے صدقے معاف ہو جائیں گے۔انھیں آقا کی رحمت کا سہارا مل گیا۔بے شک حضور اکرم ﷺتمام جہانوں کی بھلائی کے لیے مبعوث کیے گئے۔آپ نے انسانیت کے لیے خیر کا پیغام لایا۔ آپ کو خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اس بارے میں فرماتے ہیں:

ترجمہ : ‘‘ اے پیغمبر ہم نے تجھ کو گواہ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔’’ ۸۸ے

عبد یوں اپنے نعتیہ کلام میں آپ کی رحمت اورسہارے کے متلاشی نظر آتے ہیں:

بن گئی بات پس و پیش کا امکان گیا
ان کی رحمت ہے کہ اندیشہ میزان گیا
ہے اسی رحمت عالم سے اجالا ہر سو
کب زمانے سے یہ اللہ کا احسان گیا۸۹ے

ابوالکرم احمد حسین قاسم رحمت اور بخشش کی آس لگائے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺکو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔محمد نوید شاکر محدثِ کبیر امام جلال الدین سیوطی سے یوں نقل فرماتے ہیں :

‘‘ یعنی فضل اللہ سے مراد علم ہے اور رحمت سے مراد سید دو جہاں کی ذات پاک (اور بطور دلیل فرمایا)کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لیے رحمت سرکاردو عالم کو ہی ارشاد فرمایا ہے۔’’۹۰ے

رحمتِ دو جہاں حضرت محمدﷺ کی توصیف میں وہ یوں عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں اور رحمت کے لیے پر امید بھی ہیں ،شعر ملاحظہ کیجیے:

انھی رحمتِ کامل نے دلوائی ہمیں بخشش
شفیع المذنبین روزِ حشر ہم سب کے کام آئے ۹۱ے

ذوالفقار علی کھوکھر نے آپ کی رحمت کے اثرات کو خوب بیان کیا ہے۔یقیناًسبز گنبد کے مکیں کی آورد سے ہر طرف نور ہی نور چھا گیا ۔ہر طرف رحمت کی بارش ہونے لگی۔ظلم کے بادل چھٹ گئے۔ ظلم اور جہالت کا خاتمہ ہو گیا اورہر چیز تروتازہ اور شاداب ہو گئی۔ اسی لیے ہی تو آپ کا لقب رحمت اللعالمین ہے۔مثال کے لیے شعر ملاحظہ ہو:

آپ کے دم سے جہانِ عالم میں یہ کیسا انقلاب آیا
نفرتوں کی دنیا مِٹ گئی ، محبتوں پہ شباب آیا۹۲؎

میجر رفیق جعفری نے اپنے نعتیہ کلام میں نبیﷺ کی اس صفتِ پاک کو ان الفاظ عقیدت کے ساتھ سمویا ہے۔میرے نبیﷺ نہ صرف انسانوں بل کہ جنوں ، حیوانوں اور دنیا کے ہر ذی روح اور غیر ذی روح کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ یہ تمام نعمتیں آپ ہی کے سبب ہیں ۔آپ کی ذات عالم امکاں کا مصدر ہے۔ازل سے تا ابد روشنی آپ ہی تو ہیں۔وہ خالق اکبرکے نور اولین اور رحمتہ العالمین پر یوں سلامی پیش کر رہے ہیں:

السلام اے خالق اکبر کے نور اولین
وجہ تخلیق دو عالم رحمتہ العالمین۹۳؎

پروفیسرشفیق راجا نے آقا کی رحمت للعالمین کی رحمت عامہ کے مختلف مظا ہر کو بیان کیا ہے۔ ان میں سب سے بڑا مظہر تمام تخلیقات کاوجود ہے۔مخلوق کو کفر وشرک کی پستی سے نکال کر راہ ہدایت و توحید پر گامزن کرنا ایک اور بڑا مظہر ہے ورنہ انسان کو کہاں معلوم تھا کہ رب کون ہے؟ اور اس کی بندگی کے تقاضے کیا ہیں؟خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ایک اور رحمت کا مظہر ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوقات عالم پر جو بھی عنایات ہوتی ہیں وہ بہ واسطہ اور بہ وسیلہ رحمت عالم ہی ہوتی ہیں۔رحمت کا چوتھا مظہر آپ کا قبلہ حاجات ہونا ہے۔شعری مثال ملاحظہ کیجیے:

با وصف با کمال ہیں محبوب ذوالجلال
رحمت کا رسول ہیں آقائے دوجہاں۹۴؎

طاہر قیوم طاہر اس بات کو بہ خوبی جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺکے فیضانِ مبارکہ کا سلسلہ روز اول سے جاری و ساری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کا فیضان مبارکہ انسانیت کے ہر بن مد سے نہر سبیل بن کر پھوٹتا ہے اور ہدایت کے تشنہ لبوں کو سیراب ہی کرتا جاتا ہے۔ آپ کی رحمتوں،جود وکرم اور رحمت العالمینی کے حوالے سے وہ یوں سخن طراز ہیں:

ہر طرف رحمتوں کی ہی برسات ہے
ان کے جود و کرم کی تو کیا بات ہے

رحمت العالمین ہیں مجھے ہے اتنا پتا
آئیں گے وہ محشر میں ہم کو بچانے کے لیے ۹۵؎

محمد سلیم عباسی کارحمت العالمینی کے حوالے سے یہ اقرار کہ اس سے بڑا رتبہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ تمام انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں ہماری رہنمائی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ،دل کا سکون ہیں۔انھوں نے کس چاہت کے ساتھ آپ ﷺکو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔جذبات آخری حد کو چھو رہے ہیں،شعر دیکھیے:

اے شہنشاہ عرب اے دو جہاں کے تاجدار
آپ ہیں آنکھوں کی ٹھنڈک آپ ہیں دل کا قرار ۹۶ـہ

بوٹا خان راجس نے نہایت خوب صو رتی سے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ آپ کی ذات اقدس ہی ہے جو قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کرے گی۔آپ کی ذات مبارک ہی ہے جس نے بندے کا اللہ سے تعلق قائم کیا۔ وہ ایک اپنی جان کیا سارے جہاں کو وار کرنا چاہتے ہیں ۔اشعار ملاحظہ کریں:

اپنے خدا سے کیوں نہ ہو خلق خدا کا ربط
تیرا وجود پاک ہے گر درمیان میں۹۷ـہ

بشیر صرفی نے رحمت العالمینی کے موضوع کو خوب اپنی شاعری میں بیان کیا ہے،بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سارے جہاں کے لےے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا۔ ٹوٹے دلوں کا سہارا بنا کر بھیجا اور انسان کو اندھیروں سے نکالنے والانور بنا کر بھیجا۔آپ کی بعثت کا مقصد دراصل نوع انسانی کے لیے خدا کی رحمت اور مہربانی ہے ۔تفسیر مظہری میں اس آیت کی تفسیر میں اس کا ذکر یوں ہے :

’’رسول پاک کا مبعوث کرنا جس پر قرآن نازل ہوا وہ یقیناًرحمت ہے وہ لوگوں کے لیے سعادت کا سبب ہیں۔ پس جو سراپا رحمت سے فیض حاصل نہ کریں اور اس رحمت سے محروم رہیں تو وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔‘‘۹۸ـہ

کلام بشیر صرفی سے رحمت العالمینی کی خوب صورت عکاسی ملاحظہ ہو:

تیری رحمت اک دریا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
گنبد پر رحمت پر پھریرے اسم محمد صلی علیٰ۹۹ـہ

محمد خلیل ثاقب کو رحمت العالمینی کی بدولت اپنی بخشش کا پورا یقین ہے کیوں کہ آپکا لقب رحمت العالمین ہے۔آپ کائنات کی ہر چیز کے واسطے رحمت ہیں۔ آپ کسی ایک گروہ،کسی ایک خاندان،یا کسی مخصوص قبیلے کے لیے نہیں بلکہ تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں۔بہ طور مثال شعردیکھیے:

رحمت لقب خدائے بخشا نبی کریم محمد کو
عام الطاف میں پاوگے تم بہت حلیم محمد کو ۱۰۰ـہ

احمد عطا اللہ آپ ﷺکی رحمت کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ خدا کے بعد عظمت اور مرتبے پر فائز آپ ہیں۔آپ کل رحمت العالمین ہیں، رحمت بھی ایسی کہ بلا تفریق ہر کوئی استفادہ کر رہا ہے۔جینے اور مرنے والوں کو بھی آپ ہی کی امید ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

مرنے والے تیری رحمت پہ نظر رکھتے ہیں
جینے والے تیرے جینے کی طرف دیکھتے ہیں۱۰۱؎

ایاز احمد عباسی نے بھی آپﷺ کے فیضان مبارکہ کے بیان کے موتیوں سے اپنے کلام کو مرصع کیا ہے۔یقیناًآپ کی رحمت،محبت،شفقت اور فضل و احسا نات کائنات کی ایک ایک چیز پر محیط ہے۔آپ کی رحمت کے ہم طلب گار ہیں۔اے رحمت العالمین اگر نگاہِ کرم نہ ہوتا تو ہمارا کیا حال ہوتا۔خوب صورت اظہارشعر میں دیکھیے:

اس زمانے نے تو بس مار ہی ڈالا ہو تا
مصطفے نے نہ اگر ہم کو سنبھالا ہوتا۱۰۲؎

حُر کاشمیری آپ کو سب کے لیے ایک سائبان قرار دے رہے ہیں،۔ساری کائنات میں جہاں جہاں رب کی ربوبیت ہے وہاں رحمت العالمین کی رحمت بھی سایہ فگن ہے۔حسن جمال صوری و معنوی،خلق عظیم،تاج خاتمیت،نور ہدایت،رحمت ورافت اور شفاعت کبریٰ کی ساری دلربائیاں اور ساری رعنائیاں سمٹ کر آپ میں بکمال لطافت جلوہ نما ہیں۔شعری مثال دیکھیے:

موجزن پھر بحرِ رحمت ہو گیا افلاک پر
دشتِ ہستی کو ملا اک سائبانِ آدمی۱۰۳؎

جواد جعفری نے اپنے نعتیہ کلام میں یا رسول اللہ، یا رحمۃ اللعالمین، اور یا حبیبُ اللہ جیسے الفاظ استعمال کر کے اپنی عقیدت کا بہترین اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺکے بارے میں فرماتے ہیں:

> ’’مسلمانو! تمھارے پاس اللہ کا ایک رسول آگیا ہے جو تم ہی میں سے ہے ۔ تمھارا رنج و تکلیف میں پڑنا اس پر بہت شتاق گزرتا ہے۔ وہ تمھاری بھلائی کا بڑا ہی خواہش مند ہے ۔وہ مومنوں کے لیے شفقت رکھنے والا رحمت والا ہے۔‘‘۱۰۴؎

خوب صورت اظہاریہ ذیل کے شعر میں ملاحظہ ہو:

فرشتوں نے کہا کیسی خوشبو عنبریں آئے
کہا روح الامین نے رحمت العالمین آئے۱۰۵؎

حافظ خورشید حسن آپ کی رحمت کے حوالے سے پرامید نظر آتے ہیں۔یقیناًآپ ایساآفتاب ہیں جس کی تابانیوں سے صرف یہ عالم رنگ و بو ہی نہیں بلکہ وہ جہاں لطیف بھی درخشاں ہے ۔ وہ یوں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں:

خوب حاجت مند کے حالات سے
باخبر ہیں رحمتہ للعالمین۱۰۶؎

ڈاکٹر غلام حسین اظہر رحمت دوجہاں کی رحمت للعالمینی کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ رحمت عالم کا سب سے بڑا مظہر تو اس کائنات اور تمام جن وبشر و ملائکہ کا وجود ہے۔ آپ کی ذات والاصفات باعث ایجاد عالم اور وجہ تخلیق کائنات ہے۔اس لیے ہمیں وجود کی نعمت بھی رحمت للعالمین کے طفیل ہی ملی ہے یہ اتنا بڑا احسان ہے جس کا شکر ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ رحمت کا اظہار ددیکھیں:

صد شکر مجھ کو مل گیا رحمت کا ایک جام
حقدار اس عطا کا میں اظہر مگر نہ تھا۱۰۷ے

سچ تو یہ ہے کہ اس آفتاب کی نور افشانی کا رنگ ہی نرالا ہے، جو نہ زبان پر لایا جا سکا نہ یہ قلم سے لکھا جا سکے ۔ آزادکشمیر کے شعرا نے بھی بس اپنی سی کوشش کی ہے اور رحمت کے کچھ رنگوں کو ہی بیان کیا ہے کیوں کہ اس وسیع عریض کائنات کے لیے وسعت کے تصور کے لیے ہمارے اذہان قاصر ہیں،آپ کس طرح رحمت ہیں؟ اس کا پورا علم تو سوائے خداوندی کے کسی کو بھی نہیں ہے ہم بس اتنا ہی جانتے ہیں کہ آپ کواللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے:

۴,۴۔صاحب خلقِ عظیم:

تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ اللہ کی کوئی بھی تخلیق بے وجہ اور بے مقصد نہیں ۔ اللہ کو اپنی تخلیق کردہ ہر چیز سے بہت پیار ہے۔ مگر بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے ۔ یہ فضیلت ان مخلوقات کی ساخت یا ہیئت کی بنا پر نہیں بلکہ ان میں موجود روحانی ، جسمانی، قلبی ذہنی اور نفسانی خواہشات کو مدِ نظر رکھ کر عطا کی گئی ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی۔ جس کے باعث اسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انسانوں میں اولیا افضل ہیں ۔اولیا سے اصحابِ رسول ، اصحاب سے انبیا ً اور تمام انبیا ً سے حضرت محمد افضل ہیں۔ارشاد ہے:

و انک لعلی خلق عظیم (ترجمہ) :'' اور بے شک آپ بہت عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔''۱۰۸ے

عربی و فارسی کے ساتھ اردو نعتیہ کلام میں صاحب خلق عظیم کا بیان اہم موضوع رہا ۔حفیظ جالندھری کا شعربہ طور مثال ملاحظہ کیجیے:

سلام اے صاحب خلق عظیم انسان کو سکھلا دے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشمالِ روحانی۱۰۹ے

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے اپنی نعتیہ نظم ''خلق عظیم '' میں آپ کے خلق عظیم کے چند پہلوؤں کو دل کش انداز میں سمویا ہے یقیناًآپ ہر دو جہاں میں رحمت اور محسن ہیں۔اس لیے خلق عظیم کے اوصاف کوئی بھی نہیں بتا سکتا۔کیوں کہ آپ حسن مجسم ، خلق عظیم،خزینہ حکمت اورگنجینہ معرفت ہیں۔ فصاحت آپ پر ختم،بلاغت آپ پر نثار،سخاوت آپ کے قدم چومتی ،شجاعت آپ کی باندی، آپ مجسم رعنائی اور مجسم زیبائی وتوانائی

،رہِ مستقیم کے رہرو اور رہنما بھی ہیں۔عہد جدید و قدیم کے ہادی آپ ہی تو ہیں۔خلق عظیم میں اس جہاں میں کوئی مثل مصطفی ﷺدیکھا نہیں۔اشعار ملاحظہ فرمائیے:

محسن ہیں آپ رحمت ہر دوجہاں ہیں آپ
اوصاف کیا بتائیے خلق عظیم کے
اے عبد جن کا نام ہو ہر درد کی دوا
قربان کیوں نہ جائیے ایسے حکیم کے ۱۱۰؎

ایا ز احمدعبا سی نے ذیل کے نعتیہ اشعار میں حضور کے ذا تی اور صفا تی نا مو ں عفو وایثار ،عدل ، فضل ،قول واقرار،صبر، عزم اور خلق کے کئی پہلوؤں کو بیان کیا ہے،یقیناًآپ خالق کائنات کا شاہکار عظیم ہیں۔آپ نے خلق احسان ،خلق احصان ، خلق امانت و دیانت ، خلق وفائے عہد ، خلق شکر ، خلق عفو ، خلق عدل و انصاف ، خلق تواضع و انکساری ، خلق حلم و بردباری ، خلق رحم و مہربانی ، خلق سخاوت و جود و کرم ، خلق شجاعت و بہادری ، خلق ایثار و بے نفسی ، خلق حق گوئی وخلق صاف گوئی ،خلق اعتدال و توازن، خلق رفق و نرمی کے ساتھ ساتھ خلق عظیم کے کئی پہلوں کو خلق عظیم بنایا۔اشعار ملاحظہ ہوں:

صدق میں خُلق میں عفو و ایثار میں
عدل میں فضل میں قول و اقرار میں
صبر میں عزم میں اور اطوار میں
ان کے جیسا نہیں کوئی سنار میں۱۱۱؎

خواجا محمد عارف نے صاحبِ خلقِ عظیم جیسے بابرکت موضوع پر قلم فرسائی کی ہے ۔خدا کے بعد سب سے اعلیٰ ،مکمل اور کامل ذات آپﷺ کی ہے ۔ قرآن پاک بھی تو آپ کے خلق عظیم کی داستان ہے۔ خداوند قدوس نے محمد مصطفیﷺ کو خلق عظیم کے منصب جلیل سے نوازا۔دنیا کو ایسی ہی باکمال و باجمال شخصیت کی ضرورت تھی جو کمال حسن و جمال اور کمال خلق و عمل سے سب پر چھا جانے کے ساتھ ساتھ نہ صرف دلوں کو مسخر کرے بل کہ اپنی پاکیزہ خوش بوسے فضا کو معطر اور اپنی ضیا بار روشنی سے ماحول کو بھی منور کردے۔وہ یوں گویا ہیں:

کتاب حق سب انھی کا قصہ
انہی کے اخلاق ،انھی کی باتیں۱۱۲؎

پروفیسرعبدالحق مراد نے آقا کے نام کو بنی نوع انسان کے وقار کی وجہ دکھایاہے۔شعری لوازمات کے علاوہ صحتِ مضمون کے ساتھ بھر پور انصاف کیا ہے اورمہارت کے کمال جواہر دکھاتے ہوئے آقائے نام دار فخرِ رسُل جناب حضرت محمد ﷺکے صاحبِ خلقِ عظیم ہونے کی تائید کی ہے۔ مراد کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے :

تو علت تخلیقِ آدم، تو نائبِ اعظم اللہ کا
تیرے نور کی کرنیں ہیں ہر سو، پہچان تری کروائیں
جو۱۱۳؎

پروفیسرامین طارق قاسمی خلق عظیم کی چند جھلکیوں کی جھلک دکھا رہے ہیں کہ آپ نے انسانیت کو بنایا ،سجایا، نکھارا اور سنوارا اور ایسا حسین و جمیل، دل کش و دل نشیں مہکتا ہوا گلدستہ انسانی تیار کیا جس سے پوری انسانی برادری معطر اور سارا عالم مشک بار ہوگیا۔رہتی دنیا تک اس کے شمیم اخلاق و روحانیت قلوب و نفوس کو مہکاتی اور ان میں اپنی خوش بو رچاتی اور بساتی رہے گی۔ دنیاو آخرت میں سب سے عظیم تخلیق اورعظیم انسان آپ ہی توہیں۔خلق عظیم پر خوب صورت اظہاریہ ذیل کے اشعار میں دیکھیں:

اسوہ حسنہ مہر و مروت، سب کے لیے پیغام اخوت
جلوہ حق ہے مہر نبوت اس کا نگیں ہے روشن
روشن۱۱۴ے

پروفیسرمحمد اکرم طاہر کا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ کی ذات اقدس کو رب تعالیٰ نے تمام انسانیت کے حق میں خلق عظیم، اسوہ جلیل ،بے مثل سیرت ،قابل تقلید نمونہ اورانسان سازی کی شخصیت و کردار کی تشکیل کے لیے ایک ماڈل آف لائف بنایا ہے۔یہ راز خود باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتا دیا کہ آپ خلق عظیم کے مالک ہیں۔آپ نے خود بھی اس حقیقت کو ہم پرآشکار کیاہے کہ لوگو! رب العزت نے مجھے رسولﷺ بناکر بھیجا ہے۔ میری بعثت ، رسالت اور نبوت کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد بنی نوع انسانیت کے لیے اعلیٰ اخلاق، اعلیٰ رویےاور اعلیٰ اطوار و عادات کا ظہور ہے ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیأ کو جو اخلاق کریمانہ عطا کیے ہیں۔ وہ سب کے سب میری ذات میں مجتمع کردیے ۔شعر تو دیکھیے:

نقاش نے بنایا نہیں اور کوئی نقش
نقاش ہی کا نقش مکرر ہے تیری ذات۱۱۵ے

عطاراٹھور عطا آپ کے خلق عظیم کو ایسے بیان کرتے ہیں کہ جب ہر خلق آپ کے وجود اقدس میں خلق عظیم بنتاگیا اور ہر خلق آپ کی ذات میں مکارم اخلاق اورحسن اخلاق کے مقام پر پہنچتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر خلقِ حسن کی آقا کی ذات اقدس میں تکمیل اور کمال کی بشارت دیتے ہوئے آپ کو عظیم الشان خلق پر فائز کر دیا۔ذیل میں اسم محمدؐ اور خلق عظیم کی برکت کی جھلکیاں دیکھیے:

اسم احمد کی برکتوں سے
قرآن کا سارا نصاب خوشبو۱۱۶ے

سید محمد سعید بخاری نے اپنے نعتیہ کلام میں اس حقیقت کا اعتراف میں کیا ہے کہ انسانیت کو کمال اور حسن خلق کی معراج پر آپ نے پہنچایا ۔حسن خلق رب سے مانگنے اور اپنی ذات میں اختیار کرنے سے آتا ہے۔حسن خلق اور خلق سیئہ انسان کا اختیاری فعل ہے۔اسے اپنانا ،اپنے وجود میں ڈھالنا ،ترک کرنا اور اپنے وجود سے ہٹانا انسان پر منحصر ہے۔ آپ نے اپنے سب امتیوں کو اخلاق حسنہ اپنانے کے ساتھ ساتھ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔شعری مثال ملاحظہ کریں:

تاریک تھی شب حیات ماہ تمام کے بغیر
مستور حسن لم یزل جلوہ عام کے بغیر
سدرہ نشین کون ہے؟ کون ہے نور اولیں!
لولاک کس کی شان ہے! اس ذوالکرم کے بغیر۱۱۷ے

ڈاکٹر نصراللہ خان ناصر نے آپکے دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ خلق عظیم جیسے موضوع کو کمال سے برتا ہے۔ قرآن پاک میں آپ کے کے لیے،احمد، محمود، مدثر، طحہٰ ،یسٰین ، مزمل اور کئی دیگر القاب استعمال ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سب کمالات و اوصاف کو آپ کی ذات کا ملہ میں جمع فرماکر خلق عظیم کے مقام پر فائز کر دیا۔ مثال کے طور پر شعر ملاحظہ ہو:

بشیر و نذیر اور خلقِ عظیم
ملا دو جہاں کو محبی ندیم۱۱۸ے

رضوان الحسن نے بھی اپنی نعت میں خلق عظیم جیسے موضوع کو اپنے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔آپﷺ کے خلق عظیم اوراخلاق کریمانہ کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا ایک مختصر جملہ ہزاروں کتابوں اور لاکھوں خطبوں کا مواد اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔جب حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کے اخلاق کے بارے میں آپ ؓکیا جانتی ہیں؟ تو آپ ؓنے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ سارے کا سارا قرآن نبی اکرمﷺ کا اخلاق ہے ۔شعری مثال ملاحظہ کیجیے:

وہ جن کا حسن ہے اک ماہِ تاباں خلق قرآں ہے
ہے وہ شانِ کرم کہ خود کہا رب نے انہی کو رحمت
عالم
وہی وجہِ وجود کائنات اور اصلِ ایمان ہیں
سوہے مدحت میں ہر مخلوق اور خود خلقِ عالم۱۱۹ے

خالد کشمیری خلق عظیم کا موضوع برتے ہوئے سرمستی اور سر شاری کی کیفیت میں ڈوب جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی ذات کریم میں مکارم اخلاق اورمحامد صفات کے حوالے سے قرآن کریم میں مدح و ثنا فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔یعنی اچھے کاموں کومکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔''۱۲۰ے

یقیناآپ صاحب خلقِ عظیم ہیں۔ آپ کو پوری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔یہ نہیں کہا گیا کہ صرف مسلمانوں کی ہی تبلیغ کی جائے بلکہ اللہ پاک نے ہر انسان کی تبلیغ کے لیے آپﷺ کوبھیجا ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

آپ سے پایا ہے ہستی کا قرینہ
آپ سے ملتا ہے ایمان کا خزینہ۱۲۱ے

بوٹا خان راجس آپ کی آواز میں چاشنی و شیرینی کی برکت کو بیان کرتے ہیں کہ جب آپ گفتگو فرماتے تو آواز اتنی دھیمی نہ ہوتی کہ سننے والے پریشانی کا شکار ہوں اور نہ اتنی اونچی ہوتی کہ سننے والوں پر گراں گزرتی ۔خلق عظیم کے مالک آپ خوب صورت انداز میں گفت گو کرتے اور مختصر بات کرتے۔ جب آپ بات کرتے تو ایک ایک لفظ سامعین کے دل میں اتر جاتا ۔راجس کا انداز ذیل کے شعر میں دیکھیے:

زباں ایسی کہ بن جائیں سبھی پیکر سماعت کے
اسے شعر و ادب پر فلسفے پر بولتا دیکھا۱۲۲ے

زاہد کلیم نے اپنی نعت میں آپ کے لیے شاہِ عالم اخلاق کا لفظ استعمال کر کے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اخلاق کریمانہ کا ایسا پیکر مجسم کہ جس کے قوت ِخلق و عمل نے دنیائے انسانیت کو یک لخت اپنا گرویدہ بنا لیا ہو۔ پیدا ہوا، نہ ہے اور نہ کبھی ہوگا۔کیوں کہ اس کے پس پردہ یہ راز پنہاں ہے کہ آپ کو خلق عظیم کا عطیہ سبحانی اور اسوہ حسنہ کا تحفہ ربانی ملا ہے۔شعرملاحظہ ہو:

القصہ، شاہِ عالمِ اخلاق آگیا
روح روانِ انفس و آفاق آگیا۱۲۳ے

پروفیسرمحمد یعقوب شائق حسن خلق کی ہر ادا کواپنی زندگی کی راہ نما قرار دیتے ہیں۔بلاشبہ آپ ﷺکی زندگی خلق عظیم کا اعلیٰ نمونہ ہے کیوں کہ آپ نے ہر انسانی خلق کو اپنی ذات میں خلق عظیم بنایا ہے۔اسی لیے آپﷺ کی زندگی ہم سب کے لیے بہترین نمونہ ہے۔شائق کا ذیل کا شعر بہ طور مثال پیش ہے:

ترے حسن خلق کی ہر ادا مری زندگی کی ہے رہنما
تری یاد میں ہیں بسی ہوئی مری بے قرار سی
قربتیں۱۲۴ے

پروفیسربشیر مغل خلق عظیم کا یوں اظہار کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺکوخلق عظیم اسی وجہ سے کہا گیا کہ کائنات کی ہر چیز کے لیے آپ عظیم سے بھی عظیم تر ہیں۔ پیکر اخلاص اوراحسن تقویم کے ساتھ ساتھ۔اپنے سب اخلاق کو اپنی ذات میں خلق عظیم کی صورت میں پروان چڑھایاکر ان سب اخلاق کو اتنا عظیم ، اتنا زعیم ، اتنا تکریم اور اتنا باعث تنعیم بنایا کہ باری تعالیٰ نے اسے خلق عظیم قرار دیا۔شعر ی مثال ملاحظہ ہو:

ساری مخلوق میں تو افضل و اعلیٰ و بالا
خلق میں ہستی کوئی ہم سر ہے نہ ہمتا تیری۱۲۵ے

بشیر صرفی نے صاحبِ خلق عظیم کا خوب صورت مضمون باندھا ہے ۔بلاشبہ نبی ﷺکی ذات پاک جو العلی العظیم کی بلند عظمتوں کی مالک ہے۔اس کا محبوب صفاتِ ربانی کا مکمل آئینہ دار ہے۔ اسی لیے ذاتِ باری تعالیٰ نے حضور ﷺکے اخلاق کی بلندیوں کا ذکر جگہ جگہ فرمایا ہے۔ قرآن پاک حضور رحمت عالمﷺ کے اخلاق کی

عظمتوں کا واضح الفاظ میں اعلان کر رہا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ کی تعمیر و ترقی میں اخلاقِ حسنہ کا بڑاعمل دخل ہے۔ کلام بشیر صرفی سے مثال پیش ہے:

صاحبِ خلق عظیم و فضل وہ
نور مہر و ماہ کی بھی اصل وہ۱۲۶ے

خواجا محمد صادق ڈارنے آپ کے خلق حسن کو اپنے نعتیہ کلام کا حصہ بنایا ہے۔خلق حسن کسی ایک صفت کا نام نہیں ہے بل کہ خلق حسن جملہ صفات بشریہ کانام ہے ۔ جو کسی میں پائی جاسکتی ہیں۔ ان تمام صفات جمیلہ کا نام اخلاق حسنہ اور اسوہ حسنہ ہے۔ آپؐ نے تمام صفات جمیلہ مثلاً شرافت، نجابت، صداقت، امانت، عفت و عصمت اور حسن معاملت و معاشرت، جو دو سخا، صدق و وفا، ایثار و قربانی، عدل گستری، تواضع و انکساری، عفو وکرم، مہمان نوازی، سادگی و بے تکلفی، زہد و قناعت، خلق خدا پر رحمت و شفقت، مودت و محبت وغیرہ کو خلق عظیم بنایا۔آپﷺ کی ذات گرامی میں تمام صفاتِ جملہ جیسے گراں بہا جوہر پائے جاتے ہیں ۔مثلاً انھوں نے اپنا شعر خلق عظیم کے موضوع کو یوں برتا ہے:

قرینے معاملات کے خزینے خلق عظیم کے
ہیں اسوہ حسنہ میں شہود صلی علی محمد۱۲۷ے

میجر رفیق جعفری نے اپنی نعتیہ شاعری میں آپ کے صاحب خلق عظیم کے موضوع کو خوب سمویا ہے۔یقیناً قرآن مجید ایک ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتا ہےجس کے رہنے والے بلند اخلاق کے مالک ہوں۔ اس تناظر میں اگر حضورﷺ کے عطا کردہ نظامِ اخلاق کو دیکھیں تو یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے کہ نبیﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے تمام گوشے اور شعبے ''**تخلقوا باخلاق اللہ**'' کی عین تفسیر اورتعبیر ہیں۔شعر دیکھیے کہ کس کمال مہارت سے شاعر نے یہ موضوع بیان کیا ہے:

صاحبِ خلق عظیم آمدزِ بزم قدسیاں
نطقِ او نطق خدا اندر کتابِ بے گماں۱۲۸ے

آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں اخلاق و کردار کے مختلف رنگ بیان ہوئے ہیں ۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحب خلق عظیم کے موضوع کے حوالے سے وقیع نعتیہ سرمایہ موجود ہے ۔ اس سلسلے میں شعرانے اپنی نعتیہ شاعری میں اخلاق کی تعمیر، تشکیل اورتکمیل کو بیان کیا ہے۔ شعرا نے اپنی نعتیہ شاعری میں جہاں اخلاق حسنہ کو اپنے عروج و کمال پر پہنچانے کی بات کی ہے، وہاں اخلاق سیئہ اور اخلاق شنیعہ کی قباحتوں سے آگاہ کرتے ہوئے ہر ہر خلق سیئہ اور خلق شنیعہ کی جڑیں کاٹنے کا بھی درس دیا ہے۔جیسا کہ آپ نے خلق حسنہ کا اثبات کیا ہے اور خلق سیئہ کا انسداد ، خلق حسنہ کو فروغ دیا ہے اور خلق سیئہ کی ممانعت کی ہے۔

۴,۵۔خاتم النبین:

خاتم انبیاءکے معنی ’’نبیوں کو ختم کرنے والا‘‘ کے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہیں۔آپ کے بعد نہ کوئی نبی آیا اور نہ آئے گا۔ رسول ﷺ نے فرمایا :

‘‘میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ہر اک کادعوی ہو گا کہ وہ نبی ہے۔ سن لو! میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی بھی نہیں۔’’۱۲۹ے

جس طرح دنیا کی کسی بھی تقریب کے مہمانِ خصوصی کو دعوتِ خطاب کے لیے سب سے آخر پر بلایا جاتا ہے۔ بالکل اسی انداز میں اللہ تعالیٰ نے بھی دعوتِ حق کے لیے نبیوں میں سب سے آخر پر اپنے محبوب نبی کو مبعوث فرمایا۔آپ ﷺکے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا ۔ آپ نے دین اسلام کو مکمل کر دیا ۔ قیامت تک آنے والے انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے حکم و شریعت کے تابع کر دیا ہے۔ارشاد ہے:

مَا کَانَ مُحمد اَبَآ ا حَد مِن رِ جَا لِکمُ وِ لَـکِن رَّ سُو ل اللّٰہِ وَ خُا تَمُ الـنَبِیـنَ (ترجمہ): ‘‘محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خُا تَمُ النَبِینَ ہیں۔’’۱۳۰ے

اردو نعتیہ شاعری میں خاتم النبین کا موضوع ایک اہم اور بنیادی موضوع رہا ہے ۔اس حوالے سے شعرا کے ہاں اچھا خاصا نعتیہ سرمایہ موجود ہے۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اس مضمون کو جا بہ جا اپنی نعتیہ شاعری میں محبت اور عقیدت کے ساتھ برتا ہے۔خواجا محمد عارف کاشعر ملاحظہ ہو:

ہوئی جن پہ عارف نبوت تمام
وہی ہیں ہمارے تمہارے نبی۱۳۱ے

پروفیسرعبدالحق مراد نے بھی عقیدہ خاتم النبین کو اپنی شاعری میں خوب صورتی سے ادا کیا ہے ۔نبیﷺ نے فرما دیا کہ نبوت ان پر ختم ہو چکی ہے۔نبی وہی فرماتے ہیں جو اُن پر اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔ نبیﷺ نے اپنی اس حدیث میں یہ بھی ثابت کر دیا ایسا وقت بھی ہو گا جب جھوٹے لوگ ہوں گے اور نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔مرادکی شاعری سے مثال دیکھیے:

آفتاب ہدیٰ، خاتم الانبیا
تیری خاطر بنے ہیں یہ ارض و سما۱۳۲ے

گلزار حسین ساگرکاشمیری کا یہ ایمان ہے کہ رسالت کا جو سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوا تھا وہ آپ پر آکر ختم ہو گیا۔ آپ ﷺکے بعد کوئی نبی یا رسول قیامت تک نہیں آئے گا۔یقیناً رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ مثال پیش ہے:

یا رسول اللہ یا رحمۃ اللعالمین
یا حبیب اللہ یا ختم المرسلین۱۳۳ے

حنا کرامت کا خاتم النبین کے حوالے سے بڑا واضح عقیدہ ہے،۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺپر دین تمام کر کے خصوصی کرم کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ آپ ہیں۔کیوں کے آپ کو تمام بنی نوع انسانی کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنا دین آپ پر تمام کر دیا ہے۔ اس کے بعد نہ کوئی دین آئے گا اور نہ ہی کوئی نبی آئے گا ۔بہ طور مثال شعرملاحظہ ہو

کیا خوب عطا ہوئی ہے کرم کی آپ پر
دین خدا آپ پہ ہی ہوا تمام ہے۱۳۴ے

الطاف عاطف نے ختم نبوت کے موضوع کو اپنی شاعری میں سمویا ہے ۔اب کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ محمد ﷺ کے بعد اب کسی نبی نے آنا ہے یا اللہ کی وحی یاالہام کا کسی پر نزول ہونا ہے۔یہ کشف اور یہ سلسلہ اب ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا ۔ جو شریعت ہمیں ملی ہے وہ آخری،ابدی،دائمی اور قیامت تک باقی رہنے والی شریعت ہے۔کس عقیدت کے ساتھ شاعر نے عقیدہ ختم نبوت کو بیان کیا ہے۔ اشعار دیکھیں:

بعد ان کے نہ آئے گا کوئی نبی
خاتم المرسلین پر درود و سلام۱۳۵ے

سیدرضوان حیدر بخاری نے بڑے موثر انداز میں اس مضمون کو الفاظ کا لبادہ اوڑھایا ہے۔ وہ مسائل کے گرداب میں الجھی ہوئی زندگی کے لیے خاتم النبین کو ہی مخاطب ہوئے دست دعا ہیں ۔انھیں یہ امید ہے کہ خاتم النبین ہی ہماری لاج رکھیں گے۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

زندگی نے مصائب میں غوط زن تاو اُلجھی مسائل کے
گرداب میں
بار عصباں گراں کیسے پہنچے وہاں، لاج رکھنا تم ہی
خاتم انبیا۱۳۶ے

طاہرقیو م طاہرنے بھی حضور اکرمﷺپر دین کے مکمل ہونے کو نہایت ادب و احترام کے ساتھ بیان کیا ہے۔یہ عقیدہ ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ آپؐ کو آخری نبی تسلیم کیا جائے۔ جو حضورؐکو آخری نبی نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مثال دیکھیے:

شہءانبیاءآپ ختم الرسل
ہوا دین آخر تمام آپ پر۱۳۷ے

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کا پختہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمدﷺ خاتم النبین ہیں۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ کوئی قیامت تک آئے گا۔ آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی رہبر ی کی لیے حضور ؐ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔عبدکا شعر مثال کے لیے پیش ہے:

ہوئی جن پر آکر نبوت ختم
مٹے ان کے آنے سے رنج و الم۱۳۸ے

ابراہیم گل کا نبیﷺ کے حضور گلہائے عقیدت کا مترنم انداز اور خاتم النبیﷺ کا موضوع آب تاب کے ساتھ موجود ہے۔نبوت کی ابتدا و انتہا کے سلسلے یقیناً آپ پر آکر اختتام پذیر ہو گئے۔آپ ہی شاہ انبیا اور ختم المرسلین ہیں۔شعری حوالہ ذیل میں موجود ہے:

ابتدا و انتہا یا محمد مصطفی
آپ ہیں بعد از خدا یا محمد مصطفی
رحمت العالمین آپ ختم المرسلین
یعنی شاہ ابنیاءیا محمد مصطفی۱۳۹؎

محمدخلیل ثاقب نے عقیدہ ختم نبوت کو اپنی نعت میں روانی ،تسلسل بیان، خوش نما الفاظ و تراکیب کی بدولت استعمال کر کے نغمگی پیدا کی ہے۔آپ نے ہی انسانیت کو بلندی کی معراج پر پہنچایا اور آپ کی آمد سے ہی رنج و الم کا خاتمہ ہوا۔نبوت آپﷺ پر آکر ختم ہو گئی۔شعری مثال دیکھیے:

مٹے ان کے آنے سے رنج و الم
ہوئی جن پہ آکے نبوت ختم۱۴۰؎

پروفیسر بشیراحمد مغل نے جتنی آسانی ، صفائی ا ور خوب صورتی کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت کو شاعری میں پرو کر اپنی بات ہم تک پہنچائی میرے خیال میں اس سے بہترین ذریعہ اور کوئی بھی نہیں ہو سکتایقیناً آپ کی زندگی اور پیام حشر تک ہمارے لیے مشعل را ہ ہے۔نبوت آپ پر تمام اور آپ حق کے آخری نبی ہیں۔بہ طور مثال ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں:

تیرا پیام حشر تک پیام الٰہی تو ہے
انسانیت تجھ پہ تمام تجھ پہ نبوت تمام
اے حق کے آخری نبی ہے تیرے حرف و صورت میں
وہ نکتہ شرح جبیں وہ ارتقائے دین تام۱۴۱؎

ڈاکٹر مقصود جعفری نے قرآن و حدیث کے مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت اپنے ذیل کے شعر میں کی ہے۔بلاشبہ آپ تک جس قدر انبیاءعلیہم السلام مختلف ادوار میں دنیا میں تشریف لائے ۔ہر نبی کسی ایک خاص قوم یا کسی خاص بستی کے لیے ہوا کرتا تھا اسی لیے ضرورت ہوتی تھی کہ دوسری قوم اور دوسری بستی کے لیے دوسرا نبی بھیجا جائے۔اورجب انبیائے سابقین دنیا سے تشریف لے جاتے تو ان کے چلے جانے کے بعد ان کی شریعت میں تحریف ہو جاتی تھی اور اللہ تعالی نے کسی بھی شریعت کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی تھی یہ سلسلہ آپ پر آکر ختم ہو گیا۔آپ کو تمام جہانوں کی راہ نمائی کے لیے آخری نبی بنا کر دنیا میں معبوث کیا گیا۔مثال ملاحظہ ہو:

مسجود ملائک ترا نقشِ کفِ پا ہے
اے ختمِ رسل مرتبہ کیا پیشِ خدا ہے۱۴۲؎

زاہد کلیم نے اس موضوع کو اپناتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کائنات رنگ وبو کی ابتدا بھی آپ کے نور سے ہوئی اور اس کی انتہا بھی حضورﷺ پر ہی ہوتی ہے ۔کیوں کہ کل موجودات کی غائت اور ظہور وجود کے نقاط کا آخری نقطہ آپ ہی تو ہیں۔ آپ کی آمد کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے دین کو آپ پر مکمل کر دیا ہے۔ مثال ملاحظ ہو:

ہاں ختم، نورِ داوری
تجھ پر ہوئی پیغمبری۳۴۳

میجر رفیق جعفری نے اپنی نعت میں آپ کے لیے ہی نبیوں کا آقا ،ختم المرسلین اور علم و حکمت کا مہِ خندہ جبین جیسے خوب صورت الفاظ کا استعمال کر کے اپنے ایمان کی پختگی اور عقیدہ ختم نبوت کا اظہار کیا ہے۔یقیناً حق تعالیٰ کے تکوینی نظام کی ابتداتو خلق وتقدیر وہدایت سے ہوتی ہے لیکن اس کی انتہا رحمت للعالمین سے ہوتی ہے۔انھوں نے یوں شعر میں اس عقیدہ کو بیان کیا ہے :

ہاں وہی نبیوں کا آقا اور ختم المرسلین
آسمانِ علم و حکمت کا مہِ خندہ جبین۳۴۴ے

خواجا حمید ممتاز عقیدہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہوئے آپ کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔حقیقت یہی ہے کہ آپ کی ذات مقصود کائنات ہے۔ اس لیے بے شمار جہانوں کے لیے خاتم النبین بھی آپ کی ذات اقدس ہے۔بنی نوع انسان کی ہدایت کا پروگرام حضرت محمدﷺ سے شروع ہو کر آپ کی ذات اقدس پر ختم ہو گیا۔بہ طور مثال یہ شعر دیکھیں:

آپ سالارِ عجم، فخرِ امم
آپ پر ساری نبوت اختتام۳۴۵ے

سید ذوالفقار خاور نقوی نے عقیدہ ختم نبوت کا ذیل کے شعر میں خوب صورت اظہار کیا ہے۔بلاشبہ ختم الرسل کے آنے سے دنیا کا منظر ہی بدل گیا۔شریعت اسلامیہ مکمل ہوگئی۔ اس لیے اب کسی نئے نبی کی ضرورت ہی نہیں رہی ۔ختم الرسل تیرے آنے سے رنگ بدلا زمانے کا۔شعر دیکھیے:

شمیم صحرا نے ساز چھیڑا صباءیوں نغمہ سرا ہوئی
ہے
جہاں میں ختم رسل جو آئے جہاں کا منظر بدل
گیا۳۴٦ے

سید اکبر علی شاہ عقیدہ ختم نبوت پر یوں سخن ور ہیں کہ حضور پاکﷺ کی نبوت کے ساتھ ساتھ آپ کے خاتم النبین ہونے پر ایمان لانے سے ہی ایک مسلمان ،مسلمان ہوتا ہے۔یہی وہی بنیادی عقیدہ ہے جو ہماری دنیا و آخرت کی تقدیر بدل دیتا ہے۔شعری مثال ملاحظہ ہو:

وہ ہیں ختم الرسل وہ ہیں حبیب خدا
ساری دنیا پہ ان کا کرم دیکھ لو۱۴۷ے

سید عطا ءاللہ شاہ کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ آپ سید الرسل اور خاتم الرسل ہیں ۔اس لیے آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔آپ سے قبل کے انبیاءکسی خاص طبقہ،کسی خاص قبیلہ،کسی خاص خطہ یا کسی خاص علاقہ کے لیے معبوث کیے جاتے تھے۔اس لیے دوسرے نبی کی ضرورت باقی رہتی تھی۔ لیکن آپ کو تمام انسانیت کی طرف معبوث کیا گیا ہے۔ اس لیے آپ کے بعد کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہتی ۔شعری حوالہ ملاحظہ ہو:

وہ سید الرسل ہیں وہی خاتم الرسل
سب مقتدی نبی تو امامت رسول۱۴۸ے

محمد خاں نشتر نے اپنے ذیل کے شعر میں لفظ ”ختم رسل“ استعمال کر کے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے ۔اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کہ آپ قیامت تک کے لیے ہر علاقہ اور ہر طبقہ کے لیے نبی ہیں۔آپ کا پیغام ابدی ہے اس لیے قیامت تک ہماری راہ نمائی کرتا رہے گا۔مثال کے طور پر یہ شعر دیکھیے:

اے رحمت کل، ختم رسل، سرور عالم
چرچا ہے ملائیک میں ترا جن و بشر میں۱۴۹ے

قاسم عمر خان نے نعتیہ شاعری میں رسول آخری اور خاتم المرسلین جیسے الفاظ استعمال کرکے ختم نبوت کے موضوع کو بیان کیا ہے۔یقیناًآپ کی تعلیمات ،شریعت اسلامیہ اور دین اسلام میں ہمارے لیے مکمل رانمائی موجود ہے۔تمام بنی نوع انسانیت کے لیے ضابطہ حیات آپ کی تعلیمات ہیں ۔یعنی آپ کی تعلیمات کے بعد اب کوئی نئی تعلیمات نہیں آئیں گی ۔ شعری اظہار دیکھیے:

آپ شاہ امِم خاتم المرسین
شرف انسانیت آپؑ سلطانِ دین۱۵۰ے

راجا محمد سلیم طاہر نے اپنے شعر کے مصرعہ ثانی میں خاتم الانبیا کے عقیدہ کو بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نبیوں کا اختتام ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔رسالت اور نبوت آپ پر ختم ہو چکی ہے اور یہی آپ کی پہچان ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبیﷺ ہیں۔مثال ذیل کے شعر میں دیکھیے:

نبیوں میں سب سے بڑھ کر شان ہوئی آپ کی
خاتم الانبیا ہیں یہ پہچان آپ کی۱۵۱ے

آپ سے پہلے یکے بعد دیگر انبیاءعلیہم السلام آتے رہے اور نبوت کا سلسلہ دراز ہوتا رہا ۔مگر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا نبی و رسول بنا کر دنیا میں بھیجا تو اپ کی نبوت و رسالت بھی پوری دنیا کے لیے عام کردی۔ آپ کی شریعت کو ابدی اور دائمی فرما کر اس کو تحریف و تنسیخ کے عمل سے محفوظ فرما دیا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے اوپر لی ۔پھر یہ خوش خبری سنادی گئی کہ ہم نے آپ پر اپنے دین کو

اکمل فرمادیا۔آزاد کشمیر کے شعرا نے عقیدہ ختم نبوت کو مختلف پہلوؤں سے اپنی نعتیہ شاعری میں سمویا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ان کا ایمان پختہ ہے۔اس لیے اس حوالے سے ایک وقیع سرمایہ موجود ہے۔

۴٫۶۔وجہ تخلیق کائنات :

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کریمی پردہ ِتجرید میں مخفی تھی کہ اس ذات نے اپنے آپ کو پردہ سے نکال کر ظاہر کرنا چاہا ۔ اس نے سب سے پہلے اپنے محبوب آقائے نامدار حضرت محمد ﷺکی روحِ مقدسہ کو تخلیق کیا مگر اس ذات کو بھی اس وقت تک اوجھل رکھا کہ جب تک زمین و آسمان کی تزئین و آرائش مکمل نہ ہو گئی ۔ آخر کار اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس ذات کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر خطہِ ارض پر مبعوث فرما دیا ۔

لولاک مما خلقت الافلاک (الحدیث)ترجمہ:''اگر آپ(محمد)نہ ہوتے تو میں افلاک(جہانوں) کو پیدا نہ کرتا۔''۱۵۲؎

اردو نعتیہ ادب میں اس موضوع کے حوالے سے ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔شروع سے لے کر آج تک شعرا نے اپنے اپنے انداز سے اس موضوع کو موضوع سخن بنایا ہے۔آزاد کشمیر کی نعتیہ شاعری میں بھی اس حوالے سے شعرا نے اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔اس مضمون کوخواجا محمد عارف نے ایک نئی اور نہایت پر اثرجہت کے ساتھ بہترین انداز میں اس طرح نظم کیا :

یہ بزمِ کائنات سجائی گئی ہے کیوں
سب کچھ مرے نبی کے لیے اہتمام ہے۱۵۳؎

پروفیسرعبدالحق مراد کا ذیل کا شعر اس خیال کی مکمل عکاسی کرتا ہے کہ و جہ تخلیق کائنات آپ ہی ہیں۔ آپ نہ ہوتے تو دنیا میں کچھ بنایا ہی نہ جاتا۔ اللہ پاک نے نبی ﷺسے فرمایا اگر میں اے نبیﷺ آپ کو نہ بناتا تو کائنات کی کوئی چیز نہ بناتا۔ آپ کی وجہ سے یہ دنیا نہ صرف انسان بلکہ کائنات کی ہر ایک چیز کا تعلق آپ سے ہے ۔مثال ملاحظہ ہو:

تو علت تخلیق آدم ،تو نائب اعظم اللہ کا
تیرے نور کی کرنیں ہیں ہر سو، پہچان تری
کروائیں۱۵۴؎

سردار محمد افضل خاں نے**لولاک لما خلقت الافلاک** کے موضوع کی یوں وضاحت کی ہے کہ ابتدائے آفرینش سے پہلے ایک وقت ایسا تھا کہ یہ کائنات تخلیق نہیں ہوئی تھی۔ زماں و مکاں تھا ،نہ کیفیات تھیں، وہ مالک وہ خالق اس وقت بھی تھا جب کچھ بھی نہیں تھا تو اس وقت وہ یکتا ذات جس نے یہ سب کچھ تخلیق کیا، اس نے اپنے آپ کو دیکھا۔اپنا خود نظارہ کیا اور جب اسے اپنی ذات پر پیار آیا تو اپنے ہی نظارے میں کھو گیا۔ اس محبت میں اپنے آپ کو جاننا چاہا کہ کوئی تو ہو جو اس کی پہچان کرائے۔اس کے

خالق ہونے کا اعلان کرے۔ تو اس وقت اس نے وہ ایک پیکرِ مجسم، وہ ایک شبیہ تخلیق کی جس کے بارے میں **لولاک لما خلقت الافلاک** ارشاد فرمایا اورکہا اگر آپ کی شبیہ نہ ہوتی تو میں اس کائنات کو ہی تخلیق نہ کرتا۔اشعار دیکھیے:

کچھ نہ ہوتا، آپ نہ ہوتے اگر
یا رسول اللہ، وجہ تخلیق کائنات آپ ہیں
اللہ نے آپ کو مختار کل بنا دیا
لولاک آپ ہیں صاحب لولاک آپ ہیں۱۵۵؎

ضیا الحسن ضیا کا ایمان ہے کہ اگر ارض و سما کی محفل میں **لَولَاکَ لَمَا** کا شور نہ ہو تو یہ رنگ نہ ہو ،گلزاروں میں یہ نور نہ ہو، سیاروں میں حتیٰ کہ اس دنیا کی کوئی چیز بھی نہ ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی حدیثِ قدسی کا مضمون ملاحظہ کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''میری عزت و عظمت کی قسم، اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو جنت کو بھی پیدا نہ کرتا اور اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو پھر دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔''۱۵۶؎

ضیا کی نعتیہ شاعری سے وجہ تخلیق کائنات کے موضوع کی مثال دیکھئے:

زینت محفل امکان رسول عربی
وجہ تخلیق دل و جان رسول عربی۱۵۷؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہر اپنے ذیل کے شعر میں آپ کے وجود مبارک کو باعث تکوین کائنات قرار دے رہے ہیں۔حضور کریم ﷺکی ذات ا قدس کو اس کائنات میں ایک عظیم محور اور نمونہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ خدا نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اگر میرا مقصد حضور اکرم ﷺکو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اس کائنات کو کبھی بھی نہ تخلیق کرتا ۔شعری مثال دیکھیے:

تیرا وجود باعث تکوین کائنات
ہے کائنات مادہ جوہر ہے تیری ذات۱۵۸؎

تنویر اختر ناز کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ باعث تخلیق کائنات اور ایمان کا حاصل ہیں۔ آپ کی محبت ایمان کی شرط اول ہے۔ تہذیب و تمدن کے حوالے سے پوری کائنات آپ کی احسان مندہے۔ آپ کا کردار دنیا کے لیے بے مثال ہے جب بھی تو آپ کو قرآن ناطق کہا جاتا ہے۔ آپ کی تخلیق اس وقت ہوئی جب آدمؑ وحوا کا نشان بھی نہ تھا۔ کائنات کی ہر چیز کو آپ کے لیے پیدا کیا گیا تاکہ آپ کی قائدانہ نسبت پر فخر کیا جائے۔شعری اظہاریہ ملاحظہ ہو:

تنویر کائنات کا ممکن نہ تھا وجود
مقصود گر نہ ہوتی نبوت حضور کی۱۵۹؎

ایم۔ایم عاصی نے ذیل کے شعرمیں تخلیق آدمؑ ، فرشتوں کا حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنا ، شیطان کا سجدے سے انکار کرنا اور حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالنے کے واقعہ کو بیان کیا ہے۔ حضرت آدمؑ کی پیدائش پر مصور تو کیا شیطان بھی حیرت میں آ گیا تھا۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:

‘‘ اور یاد کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں
اپنا نائب بنانے والا ہوں ۔’’ ۱۶۰؎

یہ اشعار ملاحظہ کیجیے:

کر کے تخلیق آدمؑ مصور بھی حیران ہو گیا
دیکھ کر آدم ورطہ حیرت میں شیطان ہو گیا
تخلیق عالم ہوئی عاصی محمد کے واسطے
چاہت تھی جس کی پیدا وہ رحمن ہو گیا۱۶۱؎

میاں محمد اسلم نے اپنے نعتیہ کلام میں اس موضوع پر قلم فرسائی کی ہے۔بے شک اگر نبی نہ ہوتے تو نہ زندگی ہوتی،نہ زمانہ ہوتا، نہ زمین و آسمان ہوتے۔یہ زندگی اور زمانہ کائنات بھی ۔ شاعرکے مطابق پھولوں کی مہک اور پھولوں کی لذت نبیﷺ کی وجہ سے ہے۔حالاں کہ اللہ پاک خود کو بھی ظاہر نہ کرتا ۔اگر نبی ﷺکو ظاہر نہ کیا جاتا۔ کیوں کہ نبیﷺ کی وجہ سے کائنات اور کائنات کی وجہ سے ہی ہم قدرت کو دیکھ کر اللہ کی موجودگی کا احساس رکھتے ہیں۔ میاں کی شاعری ملاحظہ ہو:

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
نہ بحر وبر نہ انسان ہوتا۱۶۲؎

پروفیسر محمد عالم چودھری نے وجہ تخلیق کائنات کے موضوع دل کش انداز میں برتتے ہیں کہ نبی کریم ﷺکی ذات ہی ہے جس کے لیے یہ سارا کچھ تخلیق کیاگیا۔انھی کی وجہ سے آدم کو تخلیق ملی۔ آدم کو وجود ملا اور وجود بھی ایسے کہ یہ وہ ہیں جنھیں میں نے اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیابہ طور مثال ذیل کے اشعار دیکھیے :

جہاں خدا کی پہچان نورِ مصطفی سے ہوئی
ارض و سما کی تخلیق نور مصطفی سے ہوئی
وجود کائنات میں ہنگامہ ہائے زندگی
ذرے ذرے کی تخلیق ظہورِ مصطفی سے ہوئی۱۶۳؎

میجر رفیق جعفری اس انداز میں اس مو ضوع کو اپنے کلام میں پیش کر تے ہیں کہ جہانِ فانی اللہ نے آپ ہی کے مر ہون منت بنایا۔وجہ وجود عالم کون و مکان یعنی تمام زیست کا سامان مصطفی ہیں۔تمام خلق میں کوئی آپ سے بڑھ کر کیسے ہوتا کہ خالق نے تواس عالم و ارض و سمامیں جن و انس اور موت وحیات کا نظام بنایا ہی اسی کے لیے ہے۔اشعار ملاحظہ ہوں:

وہی کافی ہے میرے واسطے دونوں جہانوں میں
کہ وہ ہی وجہ خلقت ہے بقا ہے رب کی رحمت ہے
اسی سے روشنی اور زندگی گلزار رہتی میں
اسی سے رنگ و بو، شبنم ، صبا ، پھلوں میں نگہت
ہے۱۶۴ے

پروفیسر شفیق راجا آقائے دو جہاں کو یوں تخلیق کائنات کی وجہ اولین قرار دیتے ہیں کہ کائنات کی تمام رونقوں کی وجہ آپ ہیں ۔ آپ ہی کے وجود سے اس کائنات اور عالم آب و خاک کا وجود ہے ۔یقیناًبزم جہاں میرے آقا کے لیے ہی تو سجائی گئی ہے۔بہ طور مثال ذیل کے اشعار پیش ہیں:

تخلیق کائنات کی ہیں وجہ اولیں
وہ سید جہاں ہیں آقائے دو جہاں

دونوں جہاں کی نعمتیں تیرے قدوم کے طفیل
عالم آب و خاک کا تیرے وجود سے ظہور۱۶۵ے

دلشاد ار یب نے انتہائی خوب صورتی کے ساتھ اس موضوع کو قلم بند کیاہے ۔محمدﷺ ،اللہ تعالی کے ہاں مخلوق میں سے افضل اوراکرم ترین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی وجہ سے ہی سارا عالم پیدا فرمایا اورکہہ دیا کہ اگر نبیﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ عرش وکرسی اور نہ ہی آسمان وزمین اورنہ ہی شمس وقمر پیدا فرماتا۔اریب کا شعر ملاحظہ ہو:

وجہ تخلیق کون و مکان آپ ہیں
خاتم الانبیاءآپ کی ذات ہے۱۶۶ے

طاہر قیوم طاہر کہتے ہیں کہ آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں ۔میرے محبوب ایسے ہیں کہ جن کے لیے اللہ پاک نے یہ زمین و آسمان ، سورج ،چاند، ستارے، سمندر ،پہاڑ تخلیق کیے۔ جن کی خاطر ہواؤں کو روانی، سمندروں میں طغیانی بخشی اور ساری خوب صورتیاں اس کائنات میں رکھیں۔عقیدت کی مزید جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

جو خدا کرتا نہ تخلیق اگر نور نبی
ہم نہ ہوتے نہ زمین ہوتی نہ ہوتا یہ فلک

تیری ذات اگر نہ ہوتی رب کچھ نہ جہاں میں بناتا
تیرے دم سے کون ومکاں ہیں تیرا صدقہ ساری
خدائی۱۶۷ے

سیدہ حنا بابر علی نے آپﷺ کو دونوں جہاں کے روح رواں اور باعث تخلیق کائنات کہتے ہوئے اپنے اشعار میں اس موضوع کو برتا ہے۔بلاشبہ آپ ﷺتمام کائنات کے لیے ہدایت کا نمونہ ہیں۔ آپﷺ نے جہالت میں پسے ہوئے طبقے کی مدد فرمائی اور ہر طرف نور ہی نور منور کر دیا۔ مثال کے طور پر ان کا یہ شعر دیکھیے:

تخلیق کائنات کی جاں آپ ہی تو ہیں

دونوں جہاں کے روح رواں آپ ہی کو ہیں۱۶۸؎

پروفیسر سید مقصود حسین راہی نے اپنی نعت میں اس موضوع کوبرتا ہے۔پروفیسر صاحب کا یہ ایمان ہے کہ آپ کی وجہ سے کائنات اور مخلوق بھی وجود میں آئی ۔تخلیق کائنات اورہر دو جہاں کی وجہ آپ کی ہی تو ذات ہے۔وہ یوں بیان کرتے ہیں:

آپ کی ذات ہے آئینہ جہاں
وجہ ہر دو جہاں آپ کی ذات ہے۱۶۹؎

سید قاسم بخاری کا یہ کہنا بجا ہے کہ اگر محمدﷺ نہ ہوتے تو یہ جہاں نہ ہوتا ،نہ میں ہوتا اور نہ ہی کچھ اور ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے اس ذات مبارک کو تخلیق کیا جو احمدﷺ ہیں، جو محمدﷺ ہیں، جو مصطفی و مجتبیٰ ﷺہیں۔ جو مزمل و ہادی ہیں۔ جو رہبر ہیں۔ جو سب کچھ ہیں اوراصل میں آپ ہی وجہ تخلیق کائنات ہیں۔

آپ آتے اگر نہ دنیا میں یہ جہاں اور نہ وہ جہاں ہوتا
گر نہ پہچان دیتے آپ اس کی پھر خدا بھی خدا کہاں
ہوتا۱۷۰؎

محمد خلیل ثاقب نے اپنی نعت میں آپﷺ کو باعث ارض وسما قرار دیا ہے کہ یہ سب کچھ ہمیں از طفیل نبی ﷺحاصل ہوا ہے۔اسی کے نام نامی سے سب دولت ملی ہے۔صحن گلستان میں چمک اور بہار بھی آپ کے دم سے ہے۔یہ شعر مثال کے طور پر پیش ہے:

آپ حبیب کبریا اور باعث ارض و سما
اعتبار ما بوفت پرسش روز حساب۱۷۱؎

راجا محمد نسیم طاہر کہتے ہیں کہ آپ ہی فخر کائنات، وجہ تخلیق کائنات ،وجہ وجود کائنات ، باعث تخلیق کائنات اورمقصودِ کائنات ہیں کیوں کہ حضورﷺ اصل ہیں۔ حضورﷺمخزنِ حیات ہیں۔ منبع حیات ، معدن حیات ہیں اور ساری کائنات کے لیے بنیاد ہیں ۔بنیاد کے بغیر کوئی شے زندہ نہیں رہ سکتی۔عرش و کرسی بھی آپ کے ہی تابع ہے۔ذیل کا شعر مثال کے لیے ملاحظہ کریں:

تخلیق کائنات ہوئی آپ کے لیے
ہے عرش و کرسی تابع فرمان آپ کی۱۷۲؎

عبد الرحمن عبد نے اپنی نعت میں آپ کے لیے لفظ ”خلق اول“ استعمال کر کے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔قاری غلا م حسن قا دری نے ”شر ح حدا ئق بخشش“ میں ابو نعیم و ابن عسا کر کے قو ل کو نقل فر ما یا کہ حضر ت عمرؓ سے روایت ہے :

”جب آدمؑ سے لغزش ہو ئی تو انھوں نے حضورؐ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی با رگاہ میں دعا کی تو اللہ نے پوچھا !اے آدم تو نے میر ے حبیب کو کیسے پہچا نا ؟حضر ت آدمؑ نے عر ض کیا، اے اللہ! جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا فر ما یا ،میرے اندر اپنی رو ح پھو نکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پا یو ں پر تیرے نام کے سا

تھ نا م محمدﷺ لکھا ہو ا پا یا ،جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ کو ئی اللہ کا بڑا ہی پیا راہو گا کہ جس کے نام کو اللہ نے اپنے نام کے سا تھ ملا کر لکھا ہوا ہے ۔اللہ نے فر ما یا ،اے آدم تو نے سچ کہا اگر محمد ﷺنہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ فر ما تا۔ ’’۱۷۳؎

عبد نے اس شعر میں خلق اول کہ کر اسی حقیقت کو بیان کیا ہے ۔ذرا شعر دیکھیے:

خدا نے آپ کو بخشی فضلیت خلق اول کی
اے ختم الانبیا سب سے مقدم آپ ہی تو ہیں۱۷۴؎

ایاز احمد عباسی نے اپنے نعتیہ کلام میں نعت کے دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ وجہ تخلیق کائنات کے موضوع کو بھی برتا ہے۔اس میں کو ئی شک نہیں کہ رسو ل ﷺبا عث تخلیق کا ئنا ت ہیں۔جن کے لیے ہر ذی روح کو خلق کیا گیا ہے۔ جن و انسان اورملا ئک بھی آقا کی محبت کے دیوانے ہیں۔اشعار دیکھیے:

جس کی خاطر جہاں کو بنایا گیا
رنگ و بُو سے زمین کو سجایا گیا ۱۷۵؎

راجا شبیر ایڈووکیٹ نے آپﷺ کو تمام سلسلوں کی بنیاد کہہ کر اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔ توحید و رسالت ، فرشتے ، قرآن،درود وسلام کے نذرانے،ورفعنالک ذکرک کا پیغام ،دنیا و آخرت،کعبہ ومدینہ،مومن و صالحین،شہید و صدیق،نبی اور رسول،جبرائیل،ولی ،قطب،جنت، ہوا،زمین و آسمان،معراج اور براق،ایمان اور مسلمان،غار حرا اور غارِ ثور،غزوات و فتوحات ، مساجد اور نماز، اذان اور بلال،میدان عرفات غرض تمام کائنات اور مخلوقات کی وجہ آپ ہی تو ہیں۔مثال کے لیے اشعار دیکھیے:

فرشتے بھی تیرے لیے قرآں بھی تیرے لیے
رب نے کن کہا تیرے لیے تیرے لیے
جو بنا آدم کے لیے آدم بنایا تیرے لیے
بنا دی رب نے ساری کائنات تیرے لیے تیرے
لیے۱۷۶؎

ڈاکٹر ندیم حیدر بخاری نے یہ کہہ کر’’جو تم نہیں تو کائنات نہیں‘‘ اس حقیقت کو آشکار کیا ہے کہ مدعائے کائنات ،منشائے کائنات اور مقصود کائنات آپ ہی تو ہیں۔کل کائنات کی کل رونقوں کی وجہ آپ ہی تو ہیں۔مثال کے طور پر ان کا ذیل کا شعر دیکھیے:

تمھارے بعد کا موسم عجیب موسم ہے
جو تم نہیں تو سمجھا ہوں کائنات نہیں۱۷۷؎

رضوان الحسن اپنے ذیل کے شعر میں وجودِ کائنات اور اصل جیسے الفاظ استعمال کر کے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے کہ حضورؐ وجہ تخلیق کائنات ہیں اور ہم سب کا وجود

آپکا طفیلی ہے۔**لولاک لما خلقت الافلاک** سے مراد پوری کائنات کی تخلیق ہی ہے اور پوری تخلیق کی وجہ آپﷺ ہی ہیں۔مثلاً وہ یوں اس موضوع کو اپناتے ہیں:

وہی وجہِ وجود کائنات اور اصلِ ایمان ہیں
سوہے مدحت میں ہر مخلوق اور خود خلقِ عالم۱۷۸؎

رسول اکرم ﷺاس جہاں کی تخلیق کا باعث ہیں۔ خدائے برتر کو اپنی ذات وصفات آشکار کرنے کا خیال آیا اور یوں اس نے کئی مخلوقات تخلیق کیں اور ان سب کو رسول اکرم ﷺکی بعثت کے ساتھ جوڑ دیا ۔ قرآن و حدیث اور ان کی تشریحات و توضیحات کا تمام ذخیرہ چھان لیں ۔ہمیں ازل تا ابد ایک ہستی، ایک ذات اور ایک شخصیت دکھائی دیتی ہیں جو اس پوری بزم کون و مکان میں محبوبیت عظمیٰ کے مقام پر فائز ہے اور وہ ہمارے آقائے نامدار حضور تاجدارِ کائناتﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے اس موضوع کو اپنی نعتیہ شاعری میں خوب برتاہے۔

۴٫۷۔ساقی کوثر :

ساقی کوثر، دو الفاظ "ساقی" اور کوثر سے مرکب ہے۔ ساقی کے معنی دوسروں کو پانی یا شراب سے سیراب کرنے والے کے ہیں۔ جنت میں شفاف پانی کا ایک چشمہ حوض کوثر ہے جو نہایت وسیع ہے۔ جنتی افراد قیامت اور محشر کے مراحل کو طے کرنے کے بعد جنت میں جائیں گے۔ وہ بلافاصلہ حوض کوثر پر پہنچ کر اپنی پیاس بجھا ئیں گے اور بے حد لطف اندوز ہوں گے۔ آنحضورﷺاپنے دستِ مبارک سے جام بھر بھر کر پلائیں گے ۔جو ایک بار پی لے گا پھر میدانِ حشر میں پیاسا نہ ہو گا۔ مرتد و کافر و مشرک حوض کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے۔حوض کوثر کے رقبے اور پانی کی شفافیت بیان کرنے کے لیے متواتر احادیث ہیں۔ بلکہ حوض کوثر کے تذکرے کے لیے مکمل ایک سورت قرآن مجید میں "الکوثر" کے نام سے موجود ہے۔

انا اعطینٰک الکوثر(ترجمہ): ‘‘ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا۔’’ ۱۷۹؎

خواجا محمد عارف نے بھی قیامت کی سختی کے کرب کو محسوس کرتے ہوئے اپنی شاعری میں آپ ﷺسے حوضِ کوثر کے حصول کی التجا کی ہے۔ اگر حشر کی سختی سے بچنا ہے تو آپ ﷺکو شافع محشر تسلیم کرو ۔اگر پیاس کی شدت کا احساس ہے تو محمدؐ کو ساقیِ کوثر مان لینے میں ہی عافیت ہے۔ شاعر نے چھوٹی بحر کا استعمال کرتے ہوئے اس شعر کو سہلِ ممتنع کی مثال بنا دیا ہے ۔ شعر دیکھیے:

حشر کا ڈر ہے تو پھر شافع محشر لکھو
تشنہ لب ہو تو انھیں ساقیِ کوثر لکھو۱۸۰؎

عبد العزیز علائی نے اپنے ذیل کے شعر میں ساقی کوثر کا لفظ استعمال کر کے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔ روزِ محشر اگر پیاس بہت سخت ہو گی اور ہونٹ پیاس سے

خشک ہو جائیں گے لیکن غم نہ کرو کہ اس روز ایک ہستی ایسی بھی ہو گی کہ جس کو ساقیِ کوثر کہتے ہیں۔ وہ ہستی ہمارے نبیﷺ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺسے وعدہ کیاہے کہ وہ روزِ قیامت اپنے امتیوں کو انھی کے ہاتھوں سے جام کوثر حوض کوثر پلائے گا :شعری مثال دیکھیں:

ساقیِ کوثر کی ذاتِ پاک امت کے لیے
زندگی بھی مغفرت اور مغفرت ان کی وفات۱۸۱؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد آپ ﷺکو ساقی کوثر کہہ کر اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔یقیناً قیامت کا وہ منظر کہ جب نفس نفسی کا عالم ہوگا۔سورج بھی چند گام کے فاصلے پر ہوگا۔انبیاءکرام بھی پیاس سے تڑپ رہے ہوں گے تو ایسے وقت میں رسول ﷺ جام کوثر سے لوگوں کی پیاس بجھائیں گے۔عبد کی عقیدت کی جھلک ملاحظہ ہو:

خلق خدا کے مومن و دلبر شافع محشر ساقی کوثر وہ
سب پہ سدا اکرام محمد صلی اللہ علیہ وسلم۱۸۲؎

عطاءراٹھور عطار نے اپنی نعت کے ذیل کے شعر میں ساقی کوثر اور جام کوثر جیسے لفظ استعمال کیے ہیں ۔ کوثروتسنیم جنت کی دونہروں کے نام ہیں جو قیامت کے دن محمدکو دی جائیں گی اوروہ جنت میں جانے والے لوگوں کواس سے سیراب کریں گے۔ اسی رعایت سے محمدﷺ کو ساقیِ کوثربھی کہا جاتا ہے۔ جس نے آپ کی اطاعت کی تو وہ آپ کے حوض سے پانی پیئے گا۔ جب کہ بے دینوں کو روک دیا جائے گا۔ شعر ی مثال دیکھیے:

حشر میں مجھ کو ملے ساقی کوثر یا رب
جام کوثر کا بھی حق دار عطا ہو جائے۱۸۳؎

زاہد کلیم نے ساقی حوض کوثر کا مضمون خوب باندھا ہے۔قیامت کے دن جب سورج سوا نیزہ کی مسافت پر سے آگ برسا رہا ہو گا ۔ زمیں بھی تپتے ہوئے تانبے کی طرح ہو گی۔ شدت کی پیاس ہو گی۔ کہیں کوئی آسرا نہیں دکھائی دے گا ۔ ایسے میں ایک ہستی انسانیت کے لیے اللہ کے حکم سے پانی کا بند و بست کرے گی ۔ کوثر ایسا پانی ہو گا جو انسان کی شدید پیاس کو بجھا دے گا ۔ پیاس بجھانے والی ہستی ہمارے نبی اکرمﷺ ہوں گے۔خوب صورت اظہار دیکھیے:

ساقی حوض کوثر و منشائے کردگار
روح مسیح و قلبِ کلیم و کرم شعار۱۸۴؎

محمد عارف شیر بازبھی ساقیِ کوثر کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔حوض کوثر پر نبیﷺ کے ہاتھوں سے پانی پینے والے خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو آپ کی سنت پر عمل پیرا اور کبیرہ گناہوں سے بچتے رہے۔بازساقی کوثر کو ہر مرض کی دوا اور شفا قرار دیتے ہیں:

میسر ہے دوا ہر مرض لادوا کی
ساقیِ کوثر سے ہم کو شفا ملے گی۱۸۵ ؎

خواجا محمد گلزار عاجلؔ نے کوثر کی فضلیت کو یوں بیان کیا ہے کہ دوران حساب لوگوں کو اتنی سخت پیاس لگے گی جس سے کلیجا پھٹنے کو ہوگا۔ پیٹ پیاس کی وجہ سے آگ بن چکا ہوگاپھر اللہ تعالی اپنے نبی ﷺکو اعزاز بخشتے ہوئے امت محمدیہ کے لیے حوض کوثر عطا فرمائے گا۔ آپﷺ حوض کے کنارے کھڑے اپنی امت کو دیکھ کر بہت ہی زیادہ خوش ہوں گے اور سب کو پانی پینے کے لیے دعوت دیں گے ۔عاجل کا مائیاکی ہیئت میں ساقی کوثر کا اظہار دیکھیے:

بن پانی کے جگ تڑپے
شیدائی محمد کے
لوٹیں مزے کوثر کے۱۸۶ ؎

ضیا الحسن ضیا نے ساقی کوثر کی فضلیت کو یوں برتا ہے کہ حوض میدان محشر میں بہت بڑی زمین ہے۔ اللہ تعالی اسے نہر کوثر کے پانی سے بھر دے گا اور اس حوض میں نہر کوثر سے گرنے والے سونے چاندی کے دو پرنالے ہیں ۔ اس کا پانی کبھی کم نہیں ہوگا۔ نیز ہر مومن مرد و زن اس سے پانی ضرور پییں گے۔ پھر کبھی بھی پیاسے نہیں رہیں گے۔ وہ یوں ساقی کوثر کی خاک پاک کو چومنا چاہتے ہیں:

دیار ساقی کوثر کی خاک پاک کو چوموں
حیات سرمدی کے ساتھ لطف جاوداں پاؤں۱۸۷ ؎

بشیر صرفی نے آپ کو وسیلہ ساقی کوثرکہتے ہوئے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔خدا نے آپ کو کوثر عطا کی وہ ہی قاسم متاع عزوجاہ ہیں ۔صاحب کوثر اورشفیع المذنبین آپ کی رحمت کی علامات اور نشانیاں ہیں ۔ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

> ‘‘قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! حوض کوثر کے آبخورے اندھیری شفاف رات میں آسمان کے تاروں اور ستاروں سے بھی زیادہ ہیں ۔جنت کے برتنوں میں حوض کوثر کا پانی جو نوش کر لے گا وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس حوض میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں۔’’۱۸۸ ؎

ساقی کوثر سے عقیدت کی جھلکیاں ذیل کے شعر میں ملاحظہ ہو:

صاحب کوثر، وسیلِ عالمین
رحمت عالم، شفیع المذنبین۱۸۹ ؎

پروفیسر سیدمقصود حسین راہی کو بھی جاں فزائی کے لیے مقصود عشقِ ساقی کوثر ہے ۔امت پر حضرت محمدﷺ کی کئی رحمتوں کا نزول ہو گا اور ان میں سے ایک خاص رحمت حوض کوثر سے پانی کا پینا بھی ہے۔وہ پانی آپﷺ کی شفاعت سے ہی پیا جا سکے گا ۔وہ یوں ساقی کوثر کی برکت کو بیان کر رہے ہیں:

مقصود عشقِ ساقی کوثر ہے جاں فزا
ہستی کی نبض اس کے سوا کب ہے چل سکے ۱۹۰؎

ڈاکٹر کاشف رفیق حوض کوثر سے پانی پینے کے بے چین ہیں۔جب شدید تپش میں جان لیوا پیاس سے زبان اور خلق خشک ہو جائیں گے۔ان میں جو خوش نصیب آپ ﷺکے طفیل حوض کوثر سے پانی پیئں گے تو انھیں پھر پیاس نہیں لگے گی ۔شعری مثال دیکھیے:

دنیا میں بجھ نہ پائے گی یہ تشنگی مری
محشر میں وہ پلائیں گے تو تب بنے گی بات۱۹۱؎

حفیظ شاکر جام کوثر کے طلب گار نظر آتے ہیں۔روز محشر ہزاروں پیاسے اپنی تشنگی حوض کوثر کے پانی سے بجھائیں گے ۔ یقیناً اس دن کوئی کسی کا مدد گار نہیں ہو گا۔ نفسا نفسی کی کیفیت اور درد و غم کا خوف اور شدید پیاس کی صورت ہو گی اور صدقے آقا پر کہ حوض کوثر کے پانی سے سیراب فرمائیں گے۔شعر دیکھیے:

بجھائیں گے ہزاروں تشنگی جب روز محشر میں
مجھے بھی جام کوثر کا پلانا یا رسول اللہ۱۹۲؎

محمد ضیا الحق ضیا حوض کوثر کے پانی کی برکت اور فضلیت سے اپنے آپ کو نوازنے کے لیے دعا گو ہیں۔شدت کی پیاس میں حوض کوثر کا پانی وہ بھی آپ کی سفارش میں کتنی بڑی سعادت ہوگی ان کے لیے جو حوض کوثر سے مستفیض ہوں گے۔ضیا بھی اسی انعام کا طلب گار ہے۔

حوض کوثر کا پانی پلائیں گے وہ
خدایا ضیا پر بھی کر یہ انعام۱۹۳؎

محمد سلیم عباسی ،صاحب کوثر سے ایک جام کے لیے دعا گو ہیں۔یقیناً حوض کوثر کے پانی کے لیے سب تڑپ رہے ہوں گے مگر صرف مومن ہی استفادہ کر سکیں گے اور حوض کوثر سے پانی پلانے والے محمد ہوں گے۔شاعر نے یوں اس کیفیت کا ذکر اپنے ذیل کے شعر میں کیا ہے:

کہیں پیاسا نہ رہ جائے سلیم اے صاحب کوثر
مرا مقصود تو بس آپ کا اک جام ہے ساقی۱۹۴؎

حکیم سید علی اکبر شاہ نے آپ کے لیے ذیل کے شعر میں ساقی کوثر کا لفظ استعمال کر کے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ساقی کوثر ہیں اور حوض کوثر کے پانی سے اپنی امت کی پیاس مٹائیں گے ۔مثال کے طور پر وہ یوں اس خیال کو شاعری میں بیان کرتے ہیں:

وہ ساقی کوثر ہیں وہ شافع محشر ہیں
نبیوں کے رسولوں کا چرچا ہے۱۹۵؎

رضوان لحسن اپنی حقیقت سے باخبر ہے اور صرف آپﷺ کے کرم اور فضل کے متلاشی ہیں۔حوض کوثر سے تو صرف وہی لوگ پانی پی سکیں گے جن کو آقا کی اجازت

ملے گی اور یہ پیاسوں کے لیے آپ کی خصوصی عطا ہو گی ۔انھوں نے یوں ساقی کوثر سے کرم کی درخواست کی ہے:

کرم کی لطف کی،ان کی عطا کی حد ہے سب ورنہ
کہاں ساقی سا احقر اور کہاں نعت شاہِ عالم۱۹۶ے

قران حکیم ،احادیث مبارکہ اور سابقہ کتب میں ساقی کوثر کے تذکرے جابہ جا ملتے ہیں۔ساقی کوثر کاموضوع اردو شاعری کا اہم اور بنیادی موضوع رہا ہے ۔شعرا نے جابجا اپنی شاعری میں آپﷺ سے حوض کوثر کے پانی سے استفادہ کرنے دعا کی ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے ساقی کوثر کی عظمت ،فوقیت اور شفافیت کو تلمیحات کے قرینوں سے اپنے نعتیہ اشعار میں بہت خوب صورتی کے ساتھ برتا ہے اور روز محشر اپنی پیاس بجھانے کے لیے ساقی کوثر سے التجا بھی کی ہے۔

۴,۸۔سیدالانبیا،امام المرسلین ﷺ:

فلاح و اصلاحِ انسانیت کے واسطے اللہ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاؑ کو دنیا میں اپنا پیام بر بنا کر بھیجا ۔جو وقتاً فوقتاً دنیا کے مختلف حصوں میں مبعوث کیے گئے۔ یہ لوگ بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پر لانے کے لیے سر گرداں رہتے۔ تمام پیام برانِ خدا کا کام ایک سا تھا ۔مگر خدا نے جن کو چاہا اعلیٰ رتبہ و مقام عطا کیا۔ انبیاؑکا مقام باقی لوگوں سے کہیں زیادہ ہے ۔مگر آقائے نامدار حضرت محمدﷺ کی شان باقی سب انبیاؑ سے جدا اور اعلیٰ ہے۔ آپ تمام انبیاکے امام اور سردار ہیں ۔

اردو نعتیہ شاعری میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی آپ کو سید الانبیا امام المرسلینؐ تسلیم کرتے ہوئے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ خواجا محمد عارف نے آپﷺ کی فضیلت کے مضمون کو نہایت خوب صورتی کے ساتھ برتا ہے کہ شعر سہل ممتنع ہونے کے ساتھ ساتھ شعری معراج کی کمال پر پہنچ گیا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:

سید الانبیا، مصطفےٰ مصطفےٰ
ہادی و رہنما مصطفےٰ مصطفےٰ۱۹۷ے

پروفیسرامین طارق قاسمی آپﷺ میں سارے نبیوں کے کمالات دیکھ رہے ہیں۔ آپﷺ تمام انبیاؑکے سردار ہیں۔ تمام انبیاءکے امام ہیں۔ نبوت کا سلسلہ آپ ﷺپر ختم ہو گیا۔حضرت محمدﷺ کا خاندان سارے جہاں میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ کے نزدیک افضل ترین خاندان حضرت محمدﷺ کا خاندان ہے اور قیامت تک تمام خاندان میں سے افضل ترین رہے گا۔انھوں نے یوں عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

سارے نبیوں کے کمالات ہیں ان کا پر تو
حسن یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدبیضا لکھوں۱۹۸ے

جاوید اقبال نے بھی اپنے ذیل کے شعر میں''نبیوں کے سردار''کہہ کر آپ سے عقیدت برتی ہے۔یقیناًہمارے پیارے نبیؐ تمام انبیاکے سردار ہیں۔ نبیﷺ سب سے آخر میں آئے ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔شعر ی مثال ملاحظہ کیجیے:

نبیوں کے سردار چلے آتے ہیں
امت کے غم خوار چلے آتے ہیں۱۹۹؎

گلزار حسین ساگر کاشمیری نے آپﷺ کو سید الانبیا کہتے ہوئے محبت کا نذرانہ پیش کیا ہے۔آپﷺ کو دوسرے تمام انبیاءکرام پر فضیلت ہے۔ آپ ﷺدونوں جہاں کے راج دلارے ہیں ۔کائنات وجود میں آنے سے پہلے نبی ﷺکا نور اور ان کا ذکر جاری کر دیا اور آپ ﷺکی عظمت کا بیان ہوا ۔آپ ﷺکو تمام نبیوں کا نبی بنایا ۔ تمام نبیوں کو بہ طور خاص آپ پر ایمان لانے کا حکم دیا ۔ محبت کی جھلک دیکھیے:

چار سو جلوہ گر سیدالانبیا
آؤ ذکر محمد کریں مومنو۲۰۰؎

پروفیسر محمد سعید ثاقب نے شاہ امم سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔رسول اکرم ﷺ کو انبیا کا سردار بنا کر دنیا میں بھیجا گیا ہے۔اگرچہ رسول اللہ آخری نبی ہیں مگر آپ کا نور اس دنیا میں اس وقت آیا جب ابھی کائنات تخلیق نہیں ہوئی تھی۔ یعنی کائنات کی تخلیق سے پہلے ہی آپ کی تخلیق ہو چکی تھی۔ اس بات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا صرف آپ کی خاطر بنائی گئی ۔عقیدت ملاحظہ کیجیے:

آؤ شاہ امم کی بات کریں
نگہ لطف و کرم کی بات کریں۲۰۱؎

میجررفیق جعفری نے اپنی نعت میں اس مو ضوع کو اپناتے ہوئے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور امام الانبیاءہیں۔ مسجد اقصیٰ میں آپﷺ نے انبیاءکی امامت کرائی اور روز حشر آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا۔امام الانبیاءہی کے طفیل حضرت آدمؑ کی خطا کو معاف کیا گیا ۔ آپﷺ تمام نبیوں میں افضل نبی ہیں ۔ عقیدت کی جھلکیاں دیکھیے:

دکھائے جب نبوت اور رسالت انبیا جھک کر
پکاریں یک زباں ہو کر تیری واجب امامت ہے ۲۰۲؎

طا ہر قیو م طا ہر آپ کی فضلیت و عظمت بیان کرتے ہوئے عقیدت کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔یہ آپﷺ کی فضیلت ہی کا صد قہ تھا کہ آدم کی خطا معا ف ہوئی۔یہ آپ ﷺکی فضیلت ہی تھی کہ روز قیا مت امت کی شفا عت کا ذریعہ آپﷺ بنیں گے ۔نبیﷺ کی فضیلت کے با رے میں مو لا نا غلا م حسن قا دری رقم طرا ز ہیں :

''حضرت مو سیٰ نے اپنے دل کی تنگی کے با رے میں خو د عر ض کیا (**ویضیق صدری**) جب کہ نبی کو اللہ تعالیٰ نے خود فر مایا (**الم نشرح لک صدرک**)حضر ت ابرا ہیم نے عر ض کیا (

ربنا و تقبل دعا) اے اللہ میری دعا قبول فر ما لے مگر
حضو ر کے صدقے آپ کی امت کو فر ما یا (ادعو نی استجب
لکم) مجھ سے دعا مانگو میں قبو ل فرماوں گا۔ ’’۲۰۳ــہ

رب لم یزل نے نبی اکر م کوﷺ یکتا بنا یا۔ آپ ﷺجیسا نہ کو ئی تھا اور نہ ہو گا ۔یہی آپ ﷺکی فضیلت کا وا ضح ثبوت ہے ۔ آپﷺ کے طفیل آپ ﷺکی امت کو بھی فضیلت دی گئی ۔ وہ یو ں لکھتے ہیں :

تیری مثل ہے کوئی نہ ہی کوئی تیرا سایہ
میرے رب نے جدا ہے تجھے سب سے بنایا۲۰۴ــہ

پروفیسر سید مقصود حسین راہی آپ کو سدا جاوداں کہہ کراپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔آپﷺ کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپﷺ سے پہلے انبیاءرب سے دعا مانگتے تھے۔لیکن آپ کی عظمت و شان اتنی اعلیٰ ہے کہ آپ کو کہا گیاکہ اگر آپ چاہئیں تو یہ احد کے پہاڑ سونے میں بدل جائیں۔شعری مثال دیکھیے:

انبیا مرسلین آتے جاتے رہے
پر سدا جاوداں ہے ہمارا نبی۲۰۵ــہ

پروفیسربشیر مغل کا کہنا بجا ہے کہ حشر کے روز سب نبی آپﷺ ہی کے منتظر ہوں گے۔آپﷺ نبیِ نبیاں،سیدِ مرسلاں اور سالارِ دوجہاں ،فخر موجودات ہیں۔ انبیاءبھی آپﷺ کا امتی ہونے کے لیے خواہش کرتے رہے۔ آپﷺ تمام مخلوقات میں اعلیٰ وارفع مقام پر فائز سید الانبیاءہیں۔شعری حوالہ دیکھیں:

آپ کی ہیں اک شان میں جمع
آقا! سب نبیوں کی شانیں۲۰۶ــہ

فرہاد احمد فگار نے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اس موضوع کو اپنایا ہے۔ یقیناً آپ اللہ کے بعد سب سے زیادہ بزرگ اور برتر ہیں۔آپﷺ کا مقام صرف اللہ جانتا ہے۔حضور پاک ﷺکو باقی تمام انبیاءمیں سے امتیاز حاصل تھا کیوں کہ معراج صرف حضورﷺ کے حصے میں ہی آئی ہے۔ باقی انبیاءاس سے محروم رہے۔ آپ ﷺکی بعثت تو تمام انبیاءکے بعد ہوئی لیکن آپؐ کا مقام و مرتبہ تمام انبیاءسے برتر و اعلیٰ ہے۔ اسی لیے توآپﷺ کو سردار الانبیاکہا گیا ہے ۔شعری حوالہ دیکھیے:

یہ انبیا صفات میں اعلیٰ ہیں سب کے سب
ان سب سے پر صفات میں اعلیٰ حضور ہیں۲۰۷ــہ

ضیا الحسن ضیا نے آ پﷺ کے لیے ہادی سبل،فخر انبیا ءاور راہبر اقدس واکرم جیسے خوب صورت الفاظ کا استعمال کر کے اپنی عقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ،آپ کا مقام اتنا بلند ہے کہ انبیأ نے آپ کے امتی ہونے کی دعا بھی کی۔مثال کے طور پر ذیل کا شعر دیکھیے:

وہ ہادی سبل وہ برگزیدہ قائداعظم

وہ فخر انبیا وہ راہبر وہ اقدس و اکرم۲۰۸؎

پروفیسر بشیر مغل آپﷺ کو اپنی نعتیہ شاعری میں سرتاجِ انبیا،امامِ بارگاہ ابنیا،ذاتِ ستودہ صفت ،صاحب تاج و کلاہ ، شاہوں کے شاہ اور امامِ بارگاہ انبیاکہہ کر محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ آپﷺ کی ذات تمام انبیا ءمیں افضل ہے ۔آپ ﷺختم الرسول ہونے کے ساتھ ساتھ انبیا کے سردار بھی ہیں۔مثال ذیل کے اشعار میں پیش ہے:

سر تاجِ انبیا ہیں اور شاہوں کے شاہ آپ ہیں
اس انجمن میں صاحبِ تاج و کلاہ آپ ہیں
اے ذاتِ ستودہ صفت اے شافعِ روز جزا
حضور! امامِ بارگاہ انبیاءآپ ہیں۲۰۹؎

زاہد کلیم آپ کے پیام کو اللہ تعالیٰ کا پیام اور سارے نبیوں میں افضل مقام کے موضوع کو اپنی نعتیہ شاعری میں برت رہے ہیں۔رسول اللہ سارے نبیوں کے سردار اورشاہ امم ہیں یہ مقام مرتبہ آپ ﷺکو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا۔یقیناً آپ تو ہم پر قدرت کا ایک بڑا انعام ہیں ۔آپ تو نبیوں کے نبی ہیں۔زائد کلیم کا انداز ملاحظہ ہو:

ہے پیامِ الٰہی پیام آپ کا
سارے نبیوں میں افضل مقام آپ کا۲۱۰؎

حکیم سید علی اکبر شاہ اپنے شعر میں آپﷺ کو سارے انبیا کا پیشوا کہہ کر اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔نبی کریمؐ تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ آپﷺ حضرت آدم ؑ کی ساری اولاد کے ہم درد و غم گسار ہیں۔ آپﷺ کو انسانیت سے پیاراور ہم دردی ہے ۔ خداوند کریم نے محمدﷺ کو سراپا رحمت اور شفقت بنا کر بھیجا۔محبت کا اظہار ملاحظہ کیجیے:

زمانے بھر میں ان سا کون ہو گا
وہ سارے انبیاءکے پیشوا ہیں۲۱۱؎

بشیر صرفی اپنی نعت میں آپﷺ کو امام مرسل کہہ کر عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں۔ بلاشبہ آ پﷺ ہی سید المرسلین اور رحمۃ العالمین ہیں۔خدا کے بعد آپﷺ ہی کا مقام و مرتبہ ہے۔ اس لیے آپﷺ امام مرسل و انبیاءہیں۔انھوں نے انتہائی خوب صورتی کے ساتھ ذیل کے شعر میں امام مرسل و انبیاءسے محبت کا نذرانہ پیش کیا ہے:

تو امینِ جلوہ کبریا ،تو امام مرسل و انبیا
تو ہے رحمتِ ہمہ عالمین تو ہے مجتبیٰ تو ہے
مصطفی۲۱۲؎

افتخار ساگر صمیم نے اپنی نعت کے ذیل کے شعر میں آپؐ کو سب نبیوں کا سردار کہہ کہ آپ کی رسالت کی داد دیتے ہوئے محبت کے ترانے پیش کیے ہیں۔بلاشبہ آپؐ کی رسالت کی عظمت اور تعریف خود خالق کائنات نے فرمائی ہے۔ مثال ملاحظہ ہو:

سب نبیوں کے سردار ہیں سردارِ انبیاء

ساگر کیا خوب رسالت ہے رسالت اپنی۲۱۳؎

جواد جعفری نے اپنے نعتیہ کلام میں آپﷺ کے لیےامام المرسلین ،ختم الرسل،ستارہ عرش اعظم جیسے خوب صورت الفاظ کا خوب صورت چناؤ کرتے ہوئے عقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔خدا نے اپنے محبو ب کی عظمت و شان کو اتنا بلند فرمایا کہ آپﷺ امام المرسلین قرار پائے۔یہ مقام ومرتبہ کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔آپ کی پیروی کو اپنی پیروی قرار دیا۔اپنی اطاعت کو آپ ﷺکی اطاعت سے جوڑ دیا ۔ شعری مثال دیکھیے:

نبی آیا ،امام المرسلین ،ختم الرسل آیا
ستارہ عرش اعظم کا، حبیب کردگار آیا۲۱۴؎

ہر چیز اپنے مرکز یا اپنی اصل حقیقت کی طرف رجوع کرتی ہے ۔حدیث قدسی **لولاک لما خلقت الافلاک** کے مطابق آپ مرکزی روح کائنات یعنی وجہ تخلیقِ کائنات ہیں۔ محمدﷺ تما م موجودات کا مصدر،تمام کا مبدا اور تمام فیوض و برکات کا واسطہ اور سرچشمہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ پر دین کو مکمل کر کے آپ کو سید الانبیا اور امام المرسلین قرار دیا۔اردو شاعری میں ایک خاصا نعتیہ ادب اس موضوع پر ہے اور آزاد کشمیر کے شعرا نے اس بابرکت موضوع کواپنی نعتیہ شاعری میں جابہ جا استعمال کیا ہے۔

۴,۹۔عظمت ،مقام اورشانِ مصطفیﷺ:

بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر سے آپ کی عظمت معلوم ہوجاتی ہے ۔حدیث ’**انا من نور اللہ والمومنین من نوری**‘کے مطابق آپ کی کی عظمت ،شان اور مقام یہ ہے کہ تمام اشیاءاس نور کی مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وساطت سے عقول، نفوس ، لوح، قلم،عرش،کرسی،افلاک،کواکب،ارکان،معاوان،نباتات،حیوانات اور انسان کو پیدا فرماکر مقام محمود عطا کیا۔حضرت محمدﷺ سراپا قرآن ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے بہت سے مقامات پر اپنے حبیب اکرمﷺ کی قدر و منزلت انتہائی خوب صورت انداز میں واضح فرمائی ہے۔ جس سے ہمارے آقا نبی مکرم ﷺکی عظمت و رفعت اور بارگاہِ الہیہ میں کمال شانِ محبوبیت آشکار ہوتی ہے۔اردو نعتیہ ادب کی خوش قسمتی ہے کہ اس میں مقام اور شان مصطفی ﷺکے حوالے سے ثروت مند سرمایہ موجود ہے ۔ آپ کا مقام خدا ہی جانتے ہیں تاہم آزاد کشمیر کے شعر ا نے اس موضوع کو بہ طورخاص اپنی نعتیہ شاعری میں سموکر اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

پروفیسرامین طارق قاسمی کا یہ کہنا بجا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو**ورفعنا لک ذکرک**کا اعزاز بخشا۔ بھلا میں کیسے آپﷺ کی ثنا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ تو اپنی قسم بھی خود کو ربِ مصطفی ﷺکہہ کر کھاتا ہے۔ کبھی مقام قاب قوسین پر بٹھا کر، کبھی ذکرِ محبوب کو انتہائی بلندی دے کر،کبھی کائناتِ ارض و سما کی ہر کثرت عطا کرکے، کبھی

انا اعطینٰک الکوثر،کبھی آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دے کر،کبھی آپ ﷺپر سبقت لے جانے کو خود پر سبقت لے جانا قرار دے کر،کبھی آپ ﷺکی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے کر ،کبھی آپﷺ کی رضا کو اپنی رضا قرار دے کر ،کبھی آپ ﷺکو دھوکہ دینے کو اللہ کودھوکہ دینا قرار دے کر،کبھی آپﷺ کو اذیت دینے کو خود اللہ کو اذیت دینا قرار دے کرکہیں ۔آپﷺ کو عطاکردہ دائمی علم الہی کے فیض کا ذکر فرما کر، کہیں آپ ﷺکو عطائے الٰہی کے فیض سے علم غیب کی وسعتوں کا ذکر فرما کر اورکبھی آپﷺ کو روز قیامت مقام محمود کا وعدہ دے کر آپﷺ کی شان کا اظہار فرمایا۔عقیدت کی جھلکیاں ذیل کے اشعار میں ملاحظہ کیجیے:

حق نے اعزاز **ورفعنا لک ذکرک** بخشا
میں ہوں ناچیز بھلا اُن کی ثنا کیا لکھوں
یہ تمنا ہے کہ نعت شہِ والا لکھوں
آپ کی شان کو ہر شان سے بالا لکھوں۲۱۵؎

ڈاکٹر غلام حسین اظہر کہتے ہیں کہ شایان نبی پاکؐ کے لیے لفظ کہاں سے لاؤں۔شانِ مصطفیؐ کا بیان کرنا کافی مشکل کام ہے۔آپ ؐکی شان کے بیان کا سلسلہ ازل سے ابد تک جاری اور ساری رہے گا ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاں میری تعریف ہو گی، وہاں میرے پیارے حبیبؐ کی توصیف بھی اتنی ہی ضروری ہو گی جتنی کہ میری توصیف کرو گے ۔شان مصطفیؐ کا قرآن میں یوں بیان ہے :

ترجمہ :‘‘ اور تمہاری خاطر تمہارے (یعنی محمد) کے ذکر کو بلند کر دیا ۔’’۲۱۶؎

نمونہ عقیدت ملاحظہ کیجیے:

میں نعتِ سرورِ عالم کہوں تو کیسے کہوں
کہاں وہ لفظ کو شایان مصطفی ٹھہریں۲۱۷؎

میجر رفیق جعفری نے”بعد از خدا جو شان ہے وہ شان مصطفی“کہہ کر شان مصطفیﷺ میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔نبی اکرم ﷺاعلیٰ شان و عظمت کے مالک ہیں ۔ یہ آپ ﷺکی شان ہے کہ آپ کو انبیاءکا امام بنایا گیا ۔ یہ آپﷺ کی شان ہے کہ آدمؑ کی خطا آپ کے طفیل معاف ہو ئی اور روز قیامت آپ کو مقام محمود عطا کیا جائے گا اور آپ کی شفاعت کے صدقے آپ کی امت بخشی جا ئے گی۔ یہ بھی آپﷺ کی شان ہے رب لم یزل نے قرآن کریم میں متعدد جگھوں پر آپﷺ کی شان میں آیات نازل کی ہیں ۔ آپﷺ کی شان میں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے :

ترجمہ :‘‘اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضرو ناظر اور خو ش خبری دینا اور در سنانا اور الہہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب ۔’’۲۱۸؎

عقیدت کی رنگ ذیل کے اشعار میں دیکھیے:

سر جمال سورہ الرحمنٰ مصطفی
ما ینطق گواہ ہے قرآن مصطفی
نور خدا وجود کے پیکر میں ڈھل گیا
بعد از خدا جو شان ہے وہ شان مصطفی۲۱۹؎

سیدرضوان حیدر بخاری نے آپﷺ کی شان میں ذیل کے اشعار کی صورت میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔بلاشبہ دونوں جہاں اورلوح و قلم بھی اس ذات کی شان میں حمد و ثناکے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ آپ کی ذاتِ مبارک پر ایمان لائے بغیر کسی کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حضور ﷺکو بااعتبار صورت و سیرت تمام انسانوں سے افضل و اکمل تسلیم نہ کرے۔آپؐ کی ذاتِ شودہ صفات میں مجتمع اوصاف و فضائل کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی گنتی، جو ان کا احاطہ کر سکتی ہے۔انھوں نے اس موضوع کو یوں برتا ہے:

بڑی اونچی ہے تیری شان رسول عربی
ترے صدقے ترے قربان رسول عربی ۲۲۰؎

بوٹا خان راجس نے شان رسولﷺ میں اپنی عقیدت کے نغمے پیش کیے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپﷺ کے لیے دونوں جہاں بنائے۔ لیکن آپ نے نہایت ہی سادگی و عاجزی والی زندگی بسر کی۔ قلم کی زبان میں طاقت نہیں کہ آپﷺ کی فضیلت اور رفعت بیان ہو۔ آپ کی حد ہماری سوچ سے آگے بہت آگے ہے۔راجس نے یوں آپ کی شان میں محبت کا نذرانہ پیش کیا ہے:

لکھوں میں کیا تمھاری رسالت کی شان میں
طاقت نہیں ہے میرے قلم کی زبان میں
تم وہ کہ جن پہ سارا جہاں وار دے کوئی
یعنی نہیں جواب تمھارا جہان میں۲۲۱؎

طاہر قیوم طاہر کی عقل شان و مقام مصطفی ﷺکا ادراک نہیں کر سکتی۔اس سے بڑھ کر اور کیا شا ن ہو گی کہ رب نے نبی اکر م ﷺکو تما م جہا نو ں کے خزانو ں کی کنجیا ں عطا کر کے تما م جہا نو ں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ۔اللہ تعا لیٰ نے آپ ﷺکی شا ن و عظمت میں پورا قرآن اتا را ۔کبھی معرا ج پر بلا یا اور کبھی سید المر سلین کا شر ف عطا کیا ۔ آپ کی شا ن میں حدیث ملا حظہ ہو:

ترجمہ:‘‘ اگر میں چا ہو ں تو میرے سا تھ سو نے کے پہا ڑ چلنے لگیں ۔’’۲۲۲؎

عقیدت و محبت کی جھلکیاں ذیل کے اشعار میں دیکھیے:

آقا بساوں میں آپ کو دل اور جان میں
شانیں ہیں آپ کی بیان رب کے قرآن میں
حیرت زدہ ہے ذہن اور بے بس میزانِ حرد
ادراک شان کا نہیں عقل کے گمان میں۲۲۳؎

محمدخلیل ثاقب کے ہاں شان مصطفیﷺ سے عقیدت موجود ہے۔حضور اکرم ﷺصرف محبوبِ خدا ہی نہیں بلکہ امت کے لیے اسوہ کامل بھی ہیں۔ اسوہ کامل کی انتہا، بندگی کی انتہا سے اور بندگی کی انتہا بارگاہ الہیہ میں عاجزی کی انتہا سے ظاہر ہوتی ہے۔ آپﷺ مقام بندگی پر فائز ہوتے ہیں تو عجز و انکساری کی انتہا ظاہرفرماتے ہیں۔محبت کی جھلکیاں ذیل کے اشعار میں ملاحظہ فرمائیں:

بیان ہو مجھ سے نعت پیغمبری
وہ جس کا نعت خواں روح الامیں ہے
صف مرسلاں تیرے پیچھے کھڑی ہے
تیری شان عالم میں سب سے بڑی ہے۲۲۴؎

پروفیسرسید مقصود حسین راہی کا ایمان کامل ہے کہ کا ئنا ت میں سب سے بر ترو اعلی ذا ت اس رب کی ہے ۔اس کے بعد اگر کسی کا مقا م و مرتبہ ہے تو وہ ہما رے پیا رے نبی کاﷺ ہے ۔ آپ کی شا ن و مر تبے کی مثا ل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی کہ جہا ں جہاں خدا کا نام آتا ہے ،سا تھ میں نا م محمدﷺ ضرور آتا ہے ۔شعری عقیدت دیکھیے:

جبریل تیرے در کے سوالی
نہایت ہے ارفع تیری شان آقا۲۲۵؎

جابر طور آزاد نے دل وجان رسول عربی سے اس طرح محبت کا اظہار کیا ہے کہ کائنات میں سب سے اعلیٰ ذات رب کریم ؐ کی ہے اور اس کے بعدآپﷺ کی،آپﷺ کی عظمت ،مقام اور شان تمام ابنیا سے اعلیٰ و برتر ہے۔آپ ﷺکی شان رسالت سے متاثر ہو کر جوق در جوق غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔شاعر نے یوں عقیدت کا اظہار کیا ہے:

سارے نبیوں میں ہے سرکار کا رتبہ اونچا
مرتبہ پائی ہے کیا شان رسولِ عربی نے
عظمت شانِ رسل کیوں نہ میں تحریر کروں
مری مسرت مرے ارمان رسولِ عربی۲۲۶؎

ڈاکٹرندیم حیدر بخاری نے آپﷺ کی شان میں عقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔بلاشبہ آپﷺ کی عظمت،شان اور مقام یہ ہے کہ جس نے رسولﷺ کی اطاعت کی اس نے گویا اللہ کی اطاعت کی ۔بس سرکار کی عظمت ،مقام اور شان کو خدا ہی جانتا ہے۔یعنی کوئی شے شانِ مصطفی ﷺکے مقابلے میں ہے ہی نہیں۔ جب مقابلہ ہی نہیں تو شانِ مصطفیﷺ ہر ایک سے بلند ہے۔ندیم بخاری کا یہ شعر دیکھیئے:

مری مجال ہی کیا شانِ مصطفی ﷺمیں کہوں
جو حق ادا نہ کرے ایسی نعت، نعت نہیں۲۲۷؎

رضوان الحسن نے رحمت عالم کے حضور اپنی محبت کا نذرانہ پیش کیا ہے ۔یقیناً آپ ہی کی شان ہے کہ زینت محفل امکاں رسول عربی،وجہ تخلیق دل و جان رسول

عربی،منبع جودوسخا مخزن لطف و کرم،صاحب عظمت وایمان رسول عربی ہیں۔آقا کا مقام ، شان اور عظمت یہ ہے کہ بعد از خدا وہی ہیں ۔شعری مثال دیکھیے:

وہ جن کا حسن ہے اک ماہِ تاباں خلق قرآن ہے
ہے وہ شانِ کرم کہ خود کہا رب نے انہی کو رحمت عالم۲۲۸ ؎

سید محمد سعید بخاری نے ذیل کے شعر میں آپﷺ کی شان سے عقیدت کا اظہار کیا ہے کہ اللہ کے بعد جس ہستی کا مقام ہے وہ حضرت محمدﷺ ہیں ۔آپ ﷺنور اولین ہیں۔ آپ ﷺکو اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش پر بلا کر ملاقات کی۔ اس بات سے آپ کے مقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔حوالہ کے طور پر یہ شعر ملاحظہ ہو:

سدرہ نشین کون ہے؟ کون ہے نور اولیں!
لولاک کس کی شان ہے! اس ذوالکرم کے بغیر۲۲۹ ؎

حاجی محمد حسین نے شان محبوبیت کو کتنے خوب صورت اور محبت بھرے انداز میں واضح فرمایاہے کہ امی حکیم کی شان کو لفظوں میں بیان کیا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ کو تمام ابنیاسے بلند و برتر مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔آپ کی یہ عظمت اور شان ہی تو ہے کہ آپ کی آمد سے ظلمت کے اندھیرے چھٹ گئے اور ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا۔ شعر دیکھیے:

شان لفظوں میں سمٹتی کہاں ہے امی حکیم کی
سیرت جگ سے نرالی ہے میرے کریم کی۲۳۰ ؎

حنا کرامت نے مقام مصطفی ﷺکی فضیلت کواپنے اشعار میں نہایت خوب صورتی اور عقیدت سے برتا ہے ۔یہ آپؐ کی شان ہی تو ہے کہ جبریل امین آپ ﷺکے ساتھ فقط سدرہ تلک ہی چل سکا تھا ۔روح الامین کو کیا خبر کہ میرے آقا کہاں پہنچے۔یہ بات تو بس مقام کی ہے کہ کس نے اللہ سے کیا پایا۔کسی نے جلوے سے ہوش کھویا اور کوئی پلک تک جھپک نہ پایا ۔حضر ت ابن عبا س ؓنے کہا کہ رسو ل کر یم نے فر ما یا:

’’ خدا ئے تعا لیٰ کے تیئں میں اولین و آخر ین میں سب سے زیا دہ عز ت و بزرگی والا ہوں۔‘‘۲۳۱ ؎

بہ طور مثال ذیل کے اشعار ملاحظہ کیجیے:

مالک دو جہاں کے بعد جس کا مقام ہے
وہ تو بس میرے آقا کا نام ہے۲۳۲ ؎

ڈاکٹر عبدالرحمن عبدآقا کی عظمتوں و برکتوں پر لکھنے کی جسارت تو نہیں کر سکتالیکن آقا کے بھکاریوں کی فہرست میں کسی نہ کسی جگہ پر ادنیٰ سی جگہ پانے کی جسارت کر رہا ہے کیوں کہ حضور ﷺکی شان اتنی بلند ہے کہ عقلِ انسانی اس کو نہیں سمجھ سکتی ۔ خدا نے ان کے جلال وقدر کے لیے ان کے نام کو بھی اپنے نام ہی سے مشتق کیا ۔حضورﷺ کو خدا نہ جانو لیکن خدا سے جدا بھی نہ جانو، جتنی چاہو شانیں بلند

کر لو۔ ہمارے خیالات اور الفاظ ختم ہوجائیں تب بھی آپﷺ کی شان سے کم رہیں گے۔بہ طور حوالہ یہ شعر دیکھیں:

مکمل ہو نہیں سکتا بیاں شان محمد کا
زمانے میں انھیں افضل خدا کے ما سوا کہیے۲۳۳ے

راجا صفدر حیات لفظ محمدﷺ کی شان بیان کرنے سے قاصر ہیں کیوں کہ عقل محدود ہے اور نام محمدﷺ لکھنے کے بعدقلم کی طاقت بھی جواب دے چکی ہے ۔بلاشبہ جس کی شان خود خدا بلند کردے،۔اس شان کو امتی کیسے بڑھا یا گھٹا سکتا ہے۔ ہم امتی جو نیچے ہیں وہ اوپر والے کو کیا بڑھائیں گے؟ ہمارا تو دماغ، فہم، علم، ذکر اور بیان بھی اس بلندی پر نہیں پہنچتا جس پر پہلے سے مصطفی ﷺفائز ہیں۔ یہ اس نام کی عظمت ہے کہ قیامت تک اسے اذان و تکبیر میں پکاراجاتا رہے گا۔ شعری مثال دیکھیں:

محو سوچ تھی عقل، کیا لکھوں کون محمد؟
کہا عشق نے کچھ نہ لکھو بس نام محمد!
عروج کمال سخن تھا جہاں میں قلم مرا
چپ ہو گیا لکھ کر وہ بھی نام محمد!۲۳۴ے

ابراہیم گل اپنی نعت میں عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں کہ اگرآپ ﷺکو دنیا میں مبعوث نہ کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ اس دنیا کو ہی پیدا نہ فرماتا۔قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرمﷺ کی قدر و منزلت انتہائی خوب صو رت انداز میں واضح فرمائی ہے۔ جس سے ہمارے آقا نبی مکرم ﷺکی عظمت و رفعت اور بارگاہِ الٰہیہ میں کمال شانِ محبوبیت آشکار ہوتی ہے۔ شعر دیکھیے:

تیری پاک ذات کے صدقے میں تخلیق کون و مکان
ہوئے
ملا تو شمس و قمر کو بھی تیرے نور سے شبہ
دوسرا۲۳۵ے

لطیف آفاقی نے آپ ﷺکو راحت دو جہاں،دلوں کے حکمران اور فہم و فراست کا آسمان کہہ کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ قرآن مجید کا یہ ارشاد سچ ثابت ہو رہا ہے کہ یعنی ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔اللہ تعالی نے اپنے محبوب کومقامِ رفعت کی اس انتہا پر پہنچا دیا کہ جس پر اور کوئی نبی ، کوئی پیغمبر نہیں پہنچا سکا۔خدا کی عظمتیں کیا ہیں؟ محمد مصطفی ﷺہی جان سکتے ہیں اورمقام مصطفی کیا ہے؟ محمد ﷺکا خدا جانے ۔شعر ملاحظہ کیجیے:

نصیب اس کا ہے راحتِ دوجہاں کہ جس دل پہ بھی
حکمراں آپ ہیں
عرب و عجم کو کیا سر نگوں فراست کا اک آسماں آپ
ہیں۲۳۶ے

خواجااسلم رضا آپ کو خالق و مخلوق کا محبوب کہہ کر اپنی عقیدت کانذرانہ پیش کر رہے ہیں۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تقریباً ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے۔لیکن آپ کو تمام انبیاءپر فضیلت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والوں کویہ فرما کر کہہ'' اگر میری خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے محبوبؐ کی اتباع کرو''،آپ کی شان بتا دی۔عقیدت ملاحظہ ہو:

تیرے لیے ہر بزم سجائی ہے خدا نے
تو خالق و مخلوق کا محبوب عجب ہے۲۳۷؎

تنویر اختر نازنے آپ ﷺکی شان اقدس میں عقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب مقرر کیا ہے۔بلاشبہ انسانیت کو مقام و مرتبہ آپ ﷺکی وجہ سے ملا ۔آپ ﷺکی شان و سیرت کا ہی کمال تھا کہ عرب کے وحشی بھی مومن بن گئے۔میرے آقا ﷺکی عظمت ہی وجہ سے کل کائنات کا رنگ بدلا۔آپ ﷺکی شان یہ ہے کہ اللہ کی معرفت کی وجہ آپ ہی تو ہیں۔شاعرہ کا عقیدت ذیل کی نعتیہ شاعری میں دیکھیے:

کتنا بڑا شرف ہے یہ اس خاک کے لیے
جس کو مقام دے گئی عظمت حضور کی۲۳۸؎

جہاں عشق مصطفی اور توحید کی حدیں مل جائیں اور ایک دوسرے کو نہ توڑیں وہ مقامِ مصطفی کا صحیح عقیدہ ہے۔ یہ حدیں جڑی رہیں مگر کراس نہ ہوں۔ عبد عبد رہے اور معبود ،معبود رہے۔ خدا ،خدا رہے، مصطفی ، مصطفی رہے۔وہ دونوں شان میں الگ بھی رہیں اور جدا بھی نہ ہوں۔ جب یہ مقام عقیدہ میں آجائے تو پھر آقا کی اطاعت، محبت، ادب، حرمت، بیعت، طلب،رضا، عطا، غنا، قربت، خدا کی اطاعت، محبت، ادب، حرمت، بیعت، طلب،رضا، عطا، غنااور قربت ہوتی ہے۔ حضور ﷺکی بے ادبی، خدا کی بے ادبی ہوتی ہے۔مختصر یہ کہ عظمت ،مقام اور شان مصطفی ﷺکو رب ہی جانتا ہے۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے شان مصطفیﷺ کو اپنی نعتیہ شاعری میں مختلف انداز میں عقیدت کی لڑیوں میں پرونے کی اپنی سی کوشش کی ہے ۔

۴٫۱۰۔صادق و امین:

وہ خدا ئے برحق کے منتخب کردہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو خد اکے پیغام کو پوری سچائی اور امانت کے ساتھ اس کے بندوں تک پہنچا تے ہیں اور لوگوں سے اس کام کا معاوضہ طلب نہیں کرتے کیوں کہ ان کا معاوضہ ان کا خداخود ان کو روزِ محشر عطا کرے گا۔آپ ﷺبچپن ہی سے سچے اور امانت دار انسان تھے جس کے باعث دورِ جہالت

میں بھی آپ کو صاق و امین کہا جاتا تھا ۔ آپؐ کی ہر بات کو سچا سمجھا جاتا تھا۔ ہر طرح کے لوگ اپنی امانتیں آپ کے پاس ہی رکھوایا کرتے تھے ۔

آزاد کشمیر کی نعتیہ شاعری میں یہ موضوع شعرا نے جا بہ جا برتا ہے۔خواجا محمد عارف نے کمال مہارت اور نفاست کے ساتھ موضوع کو ادا کیا ہے کہ جس میں شاعر نے اصحابِ رسولﷺ کی جان نثاری اور آپ کی اصحاب کے ساتھ الفت کو بیان کیا۔ علاوہ ازیں شاعر نے آپﷺ کے امین ہونے کے ایک حقیقی موضوع کو بھی تاریخی سچائی کے ساتھ یوں بیان کیا ہے:

تو ان پر اور وہ بھی تجھ پر
دوست تو ہوتے ہی تھے نچھاور
تیرے پاس امانت رکھتے
تیری جان کے دشمن آ کر ۲۳۹؎

پروفیسر عبدالحق مراد نے اپنے کلام میں صادق اور امین جیسے الفاظ استعمال کر کے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔بلاشبہ حضرت محمد ﷺامانت دار بھی تھے اور دیانت دار بھی۔ آپ ہر ایک کی امانت جو آپ کے پاس چھوڑنا چاہے رکھ لیتے تھے ۔ آپؐ کے ہاں سال ہا سال لوگوں کی امانتیں پڑی رہتی تھیں۔آمنہ کا دلارا اور جہاں کا ایسا حسین کہ عرب و عجم کو بھی جس کے صادق اور امین ہونے پر فخر ہے۔شعری اسلوب اور محبت دیکھیے:

آدمیت کا وہ جگمگاتا نگیں
جس کو دشمن بھی کہتے ہیں صادق امیں ۲۴۰؎

ڈاکٹر فیاض الحسن نے اپنی شاعری میں آپ کے لیے حق و صداقت اور سچائی کے الفاظ برتے ہیں۔ہجرتِ مدینہ کے وقت آپ کے پاس کچھ مشرکوں کی امانتیں محفوظ تھیں ۔ آپ نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ امانتیں لوٹائے بغیر مدینہ نہیں جائیں گے۔ بعد ازاں آپ نے وہ امانتیں حضرت علیؓ کو دیں جنھوں نے وہ امانتیں ان کے اصل مالکان تک پہنچائیں۔ عقیدت و محبت میں ڈوبے اشعار ملاحظہ کیجیے :

بزم جہاں میں آ کے انھوں نے حق سچ بات بتائی
بھولے بھٹکے سب ہرجائی ہوگے پھر یک جائی ۲۴۱؎

ذوالفقار علی کھوکھر نے آپ ﷺکو امانتوں کا امین اور صداقتوں کی خوش بو کہ کر آپ کے صادق اورامین ہونے کی گواہی دی ہے ۔حضو رﷺنبوت سے پہلے بھی عرب میں صادق و امین کے لقب سے جانے جاتے تھے ۔ سید محمد میاں صاحب لکھتے ہیں :

‘‘ وہ بہترین اخلاق ہی کا اثر تھا کہ لوگ ادب کے باعث نام نہیں لیتے تھے’’ صادق ‘‘ اور ’’ امین‘‘ حضورؐ کا لقب مقرر کر رکھا تھا۔’’۲۴۲؎

انھوں نے یوں آپ سے عقیدت سے اظہار کیا ہے:

آپ امانتوں کے امین بھی راہبر اور راہنما بھی
آپ صداقتوں کی خوشبو بھی شرافت کا رنگِ حنا
بھی۲۴۳؎

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد پیکر اطہر کے صفا کا مضمون خوب صورت انداز سے باندھتے ہیں۔بلاشبہ آپ کے جانی دشمن بھی آپؐ کو صادق و امین کہ کر پکارتے تھے ۔اور تو صادق و امین کی اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے کہ آپ کی جوجان لینے کے درپے تھے وہ بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے اور ان امانتوں محفوظ بھی سمجھتے تھے۔عبد نے اسی خیال کو یوں اپنی نعتیہ شاعری میں بیان کیا ہے:

وہ ذات کے دشمن بھی جس کو پکاریں
کیا شان ہے اس پیکر اطہر کے صفا کی۲۴۴؎

خواجامحمد صادق ڈارنے کس خوب صورتی سے ہادی برحق اور مخبر صادق جیسے الفاظ آقا کے لیے استعمال کیے ہیں۔آپ دنیا میں تشریف لائے تو ظلمت کی زنجیروں کو توڑا کرہر طرف نور پھیلا دیا، لوگوں کو ہدایت اور سچائی کا راستہ بتایا۔محبت کا اظہار دیکھیے:

ہادی بر حق ہیں وہ ،مخبرِ صادق ہیں وہ
ان پر سلام ان پر درود صلی علیٰ محمداً۲۴۵؎

زاہد کلیم کی نعت میں محرب صدق اور مطلوبِ حق ایسے لفظوں ہیں ،جن سے آقاؐ کے صادق اور امین ہونے کے ساتھ ساتھ اس راستے کی طرف بھی اشارہ ہے جو آپ نے دکھایا ۔وہ راستہ حق اور سچ کا راستہ ہی ہے۔مثال کے طور پر یہ شعر ملاحظہ ہو:

محرابِ صدق و منبرِ عرفان و آگہی
مطلوبِ حق و منبع دریائے زندگی۲۴۶؎

بشیر صرفی کے نعتیہ کلام میں ایسے کئی الفاظ ملتے ہیں جو آپﷺ کے صدق و صفا ہونے کی زیبائی کرتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ عالم میں آرائی و زیبائی آپ کی سچائی اور حق گوئی ہی کی بنا پر نموہوئی۔شاعرکا خوب صورت اظہار دیکھیے:

مخزن صدق و قدس و زیبائی
ہے تیرے نام ہی سے عالم آرائی۲۴۷؎

میجررفیق جعفری نے جابہ جا آپؐ کے لیے صادق اور امین کے الفاظ استعمال کیے ہیں ۔بلاشبہ آپؐ قول کے صادق ،خلق کے اشراف،روشن نگیں،مہ جبین،صاحب کردار،صاحب صورت و سیرت،خوش خصال اور امین آپ ہی تھے۔ وہ یوں گویا ہیں:

قول کا صادق زمانے بھر سے کہلایا امیں
خلق کا اشرافِ مکہ میں تھا وہ روشن نگیں
صاحبِ کردار و سیرت خوش خصال و مہ جبین

جس کی ہر اک بات میں حسنِ دلائل دل نشین۲۴۸؎

پروفیسر بشیر مغل نے لفظ پیغام حق استعمال کر کے آپﷺ کی سچائی اور امانت کی تائید کی ہے۔کیوں کہ ہر جن و بشر تک پیغام حق پہنچنے والی ذات آپﷺ ہی ہیں۔آپﷺ ہی نے انسانیت کو حق کے پیغام اور سچائی کے راستے پر متعین کیا اور اس کی گواہی ہر ذی روح دے رہی ہے۔ہم آپ ﷺکی وسعتوں کو کیسے بیان کر سکتے ہیں ۔زمیں و آسمان تک آپﷺ ہی کی وسعتوں کے چرچے ہیں۔ لہٰذا شاعر کا یہ کہنا بجا ہے کہ خدا ہی آپ ﷺکی صداقتوں اور لطافتوں کا حساب جانتا ہے:

زمین سے آسمان تک جس خدا کے بندے کی وسعتیں
ہوں
خدا ہی اس کی صداقتوں کی لطافتوں کا حساب
لکھے۲۴۹؎

پروفیسر مقصود حسین راہی نے اپنے ذیل کے شعر میں آپﷺ کو منبع صدق و صفاکہ کر آپﷺ کی شان میں عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کیے ہیں ۔آپﷺ صدق و صفا کے ایسے پیکر تھے کہ صدق و صفا کو بھی آپﷺ پر ناز رہے گا۔مثال کے طور پر ذیل کا شعر دیکھیے:

منبع صدق و صفا و قلزمِ لطف وعطا
ہر کسی پہ ہو عنایت یہ ہے کام مصطفی۲۵۰؎

الطاف عاطف کے ہاں بھی یہ موضوع ذیل کے شعر میں برتا گیا ہے جس میں وہ عرب و عجم میں آپ کی صداقت کے چرچوں کا ذکر کرتے ہیں۔انھوں نے اپنی نعت میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ حضور نے انسان کو اخلاق وکردار کا در س دیا ،غیرت سکھائی اور تہذیب و تمدن سے مالال مال کیا۔ آپ کے آنے سے جہالت کے اندھیرے چھٹ گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ سرزمین عرب میں جہالت کا دور دورہ تھا، مگر نبوت کے اعلان کے ساتھ ہی انسانیت کو تہذیب و تمدن کی جلا ملی۔شاعرکے کلام میں یوں عقیدت و محبت کے جذبات موجزن ہیں :

ہیں صداقت کے چرچے عرب و عجم
دو جہاں کے امیں پر درود وسلام۲۵۱؎

محمدخلیل ثاقب آپ ﷺکے ایک معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے صدق وصفا کا مضمون اپناتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں آپ جیسا صادق و امین کوئی نہیں۔کہاں وہ صداقت ک،ہاں وہ امانت ،کہاں وہ شرافت ، کہاں وہ دیانت آپﷺ جیسی کہ جان کے دشمن بھی صادق و امین کہ کر پکارتے تھے:

پڑھا ان کا کعبے میں کلمہ بتوں نے
صداقت پر جن کی کہا دشمنوں نے

سچائی میں کوئی ان کا ثانی نہیں
امانت میں وہ ذات سب سے امیں ہے۲۵۲؎

بوٹا خان راجس کا یہ کہنا بہ جا اور قرآن و سنت کے مطابق ہے کہ بعد از خدا وہی آقا ہیں۔ گویا صادق و امین میں بھی آپ ہی ہیں۔ کفار نے بھی آپ ﷺکو صادق اور امین جیسے القاب سے پکارا ۔راجس نے عقیدت و محبت کو دل کش انداز میں بیان کیا ہے:

کفار نے بھی تم کو صادق و آمین
تم سا نہیں ہے کوئی بھی کون و مکاں میں۲۵۳؎

سلطان محمود سلطان نے کس محبت اور عقیدت سے صداقت اور امانت جیسے الفاظ اپنے آقا کے لیے استعمال کر کے اس موضوع کو برتا ہے۔بلاشبہ آپﷺ صداقت و امانت کے پیکر تھے۔خدا کی معرفت آپﷺ کے ہی ذریعے سے ہوئی،آپؐ نے حق اور سچائی کا راستہ انسانیت کو دکھایا۔شعر ملاحظہ ہو:

صداقت ان کی امانت ان کی شفاعت ان کی
جن کی امت ہیں ہم شان ان کی ہے عالی۲۵۴؎

خان محمد بدر چوہان نے محبوب خدا کے لیے ذیل کے شعر میں صادق اور امین جیسے خوب صورت لفظوں کا استعمال کر کے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔بے شک محبوب خدا کی صداقت اور دیانت کے چرچے پوری دنیا میں مشہور تھے۔مسلمان تو مسلمان کفار مدینہ بھی آپ کو صادق اور امین جیسے القاب سے پکارا کرتے تھے۔جب آپ ﷺنے اعلانِ نبوت کیا اس سے پہلے آپ ﷺنے قریش کو اکٹھا کیا اور پوچھا” اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک طوفان تمھاری طرف بڑھ رہا ہے تو تم یقین کر لو گے؟“ سب قریش یک زباں ہو کر بولے ”جی ہاں ، کیوں کہ آج سے پہلے ہم نے کبھی آپﷺ کی زباں سے جھوٹ نہیں سناَ۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

محبوب خدا کی وہ صداقت وہ دیانت
صادق یا امین کہتے تھے کفارِ مدینہ۲۵۵؎

بعثت نبیﷺ سے قبل عرب کا معاشرہ اخلاقی گروات و تنزلی کی بد ترین مثال تھا۔ وہاں پر ہر قسم کی برائی نظر آتی ہے۔ جھوٹ، بددیانتی، امانت میں خیانت، قتل و غارت غرض کے ہر وہ برائی جس کا وجد دنیا میں تھا وہ عرب کے معاشر ے میں عام طور پر پائی جاتی تھی۔ مگر ان تمام برائیوں اور جہالتوں کے اندر ایک سوز تاباں، روشن اور لازوال کردار بھی موجود تھا۔ جس کی عظمت کا اعتراف کفار عرب کھل کر کر رہے تھے۔آپﷺ کی صداقت اور امانت کے موضوعات اردونعتیہ شاعری میں موجود ہیں اورآزاد کشمیر کے شعرانے بھی اس موضوع کو کمال مہارت کے ساتھ اپنی نعتیہ شاعری کا حصہ بنایا ہے۔

۴,۱۱۔عفو در گزراورجود وسخا :

عفو عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معانی معاف کرنے،بخش دینے،درگزرکرنے،بدلہ نہ لینے اور گناہ پر پردہ ڈالنے کے ہیں۔اصطلاح شریعت میں عفو کے معنی کسی کی زیادتی وبرائی پر انتقام کی قدرت و طاقت کے باوجود انتقام نہ لینے

اور معاف کر دینے کے ہیں ۔آپ ﷺکی ساری زندگی عفو در گزر کی عملی تفسیر ہے۔اسی طرح نبی پاکﷺ کی جود وسخا کو قرآن پاک میں یوں بیان کیا ہے:

> وَ یوثِرُونَ علیٰ اَنفُسِھِم وَلَو کَانَ بِھِم خَصاصة
> (ترجمہ)''اور یہ لوگ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود کتنی ہی تنگ دستی کا شکار ہوں۔''۲۵۶ے

عفو و در گزر اورجودوسخا کے متعلق بخاری شریف میں یوں تذکرہ ہے:

> خَیرُ الصّدَقتہِ مَا کانَ عَلیٰ ظَھرِ غَنِیَّ، وَابدَ ابِمَن تَعُول(ترجمہ):''بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد خوش حالی قائم رہے، اور ابتدا ان لوگوں سے کرو جوتمھارے زیر کفالت ہوں۔''۲۵۷ے

نعت کا یہ مو ضو ع نہا یت اہم ہے ۔ شعرا نے اس مو ضو ع کو اپنا تے ہو ئے بڑی خو ب صورتی کے سا تھ نبی اکرمﷺ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کیا ہے ۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے بڑی عقیدت و محبت کے سا تھ سخاوت وعفو درگزر کے مو ضو ع کو اپنے کلا م میں جگہ دی۔نبی اکرم ؐمہمان نوازی میں بھی کسی دوسرے سے کم نہ تھے۔ آپ ؐکے ہاں بلا امتیاز مسلم اور غیر مسلم مہمان بنتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک یہودی آپؐ کے ہاں ٹھہرا۔ آپؐ نے اس کی خوب خدمت کی۔ سرکارِ دو عالمؐ جب فجر کی نماز پڑھ گھر لوٹے تو دیکھا یہودی جانے سے پہلے بستر پر گندگی کر کے گیاہے۔ آپ و ہ گندگی صاف کرنے لگے۔جاتے ہوئے یہودی کو راستے میں حیا آ گئی کہ جس نے میری اتنی خدمت کی میں نے اس کو کیا صلہ دیا۔ جب وہ واپس پلٹ کر آیا تو یہ دیکھ کر دھنگ رہ گیا کہ آپؐ نے گندگی صاف کر دی ہے ۔ وہ آپؐ کے قدموں گر گیا۔معافی طلب کی اور اسلام قبول کر لیا۔ خواجا محمد عارف نے آپؐ کی سخاوت کا ذکر یوں کیا ہے:

کبھی خالی نہ لوٹا جس سے کوئی
وہ دروازہ کھلا ہے اور میں ہوں۲۵۸ے

میجر رفیق جعفری آپﷺ کے جود وسخا سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے ۔ آپﷺ سخا وت کے اعلیٰ درجے پر فا ئز تھے۔ تا ریخ کی کتا بو ں میں آپﷺ کی سخا وت کی بہت سا ری مثا لیں ملتی ہیں۔عبد الحق محدث دہلو ی مدارج النبو ت میں حضرت انس ؓکی روا یت نقل کرتے ہیں :

> تر جمہ: ''حضرت سید نا انس ؓسے مروی ہے کہ "بحرین ''سے کچھ ما ل نبی کر یمﷺ کی خد مت میں آیا کہ آپ اسے مسجد کے صحن میں ڈا ل کر خو د با ہر تشر یف لے آئے ۔ ما ل کو دیکھا تک نہیں جب دوسری بارہم مسجد میں جلوہ گر ہو ئے تو پہلے نما ز ادا کی پھر ما ل کے پا س بیٹھ گئے اور ما ل تقسیم کرنا شروع کر دیا ۔ہر ایک نے اس

ما ل سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا یہا ں تک کہ تما م کا تما م ما ل ختم
ہو گیا ۔''۲۵۹ ؎

انھوں نے یوں اس موضوع پر مدح سرائی کی ہے:

خلق خدا پہ روز ازل سے ابد تلک
جو دو سخا و نعمت و احسان مصطفی۲۶۰ ؎

طا ہر قیو م طا ہر نے آپﷺ کی سخاوت کو اپنی نعتیہ شاعری میں سمویا ہے۔آپ جود وسخا کا سمندر تھے ۔جب نبی کریمؐ نے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی تو لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ۔ویسے بھی صحیح بخاری کے مطابق رشک دو ہی آدمیوں پر ہو سکتا ہے۔ ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور اسے (مال کو) راہ حق میں لٹانے کی پوری طرح توفیق ملی ہوتی ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت دی ہے اور وہ اس کے ذریعے فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔ذیل کے شعر میں شاعر نے آپ کی سخاوت کو بیان کر کے اپنی عقیدت کا یوں اظہار کیا ہے:

خدا کے اذن سے بے شک نبی مختار دیتا ہے
سوالی مانگے جب بھی وہ سخی ہر بار دیتا ہے۲۶۱ ؎

پروفیسرعبدالحق مراد نے اپنی نعت کے ذیل کے شعر میں انتہائی عقیدت کے ساتھ آپ کی سخاوت کے موضوع کو برتا ہے۔مہمان نوازی آپ کا بہترین وصف تھا۔غار آپ کا محل،خیر آپ کا عمل اور ہر پل بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ ۔ اسی طرح بے خودی میں خودی ، مفلسی میں غنی،عجز و وفا و مہر و وفا آپ ہی تو ہیں۔حضور کریمﷺ کی مہمان نوازی اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ گھر میں جو کچھ ہوتا مہمان کے آگے پیش کر دیتے تھے ۔خود بھوکے بھی رہ لیتے تھے لیکن مہمان کو ہمیشہ سیر ہو کر کھانا کھلاتے تھے ۔ سخاوت کی مثال آپ سے شروع اور آپ پر ہی ختم ہوتی ہے۔مرادکا یہ شعر دیکھیے:

کہاں اس غنی کا نہ دے دے کے تھکنا
کہاں اپنے گھر میں ذرا بھی نہ رکھنا۲۶۲ ؎

طارق بٹ نے اپنی اس نعت میں رسولﷺ کی صفت و درگزر کو زیر بحث لاتے ہوئے کہا ہے کہ آپﷺ دوستوں تو دور کی بات اپنے دشمنوں بل کہ اپنے جانی دشمنوں سے بھی، ان پر قابو پانے کے بعد درگزر کا معاملہ فرماتے تھے۔آپﷺ کی ذات پاک پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والی بڑھیاجب بیمارہوتی ہے تو آپ اس کی عیادت کے لیے پہنچتے ہیں۔ یہ مثال آج بھی امّت کے لیے مشعل راہ ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

اس کے رستے میں بچھاتے ہیں جو کانٹے اکثر
ان کی راہوں کو وہ پھولوں سے سجا دیتا ہے۲۶۳ ؎

ایاز احمدعباسی نے اپنی نعتیہ شاعر ی میں عفودر گزر کے موضوع کو برتا ہے۔یقیناً آپ عفو ودرگزر کی بڑی مثال تھے۔ ایک یہودی نے آپ کی گردن میں چادر ڈال

کر کھینچ دی یہاں تک کہ گردن مبارک پر نشان پڑھ گئے ۔ابو جہل کا ظلم و تشدد ،یہود و نصاریٰ کا دین کی دشمنی کی وجہ سے زیادتیاں کرنا،ہندہ کا حضورﷺ کے چچاکاکلیجہ چبانا اورفتح مکہ کے مو قع پر حضور ﷺ کایہ اعلان فر ما ناکہ جو بھی اپنی جان و ما ل کی امان چا ہتا ہے وہ ہندہ کے گھر چلا جا ئے اور اسی طرح کئی دیگر مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ شاعر نے اسی حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے:

اُس کا پرچم زمانے میں لہرائے گا
فتح مکہ کے دن جب یہ فرمائے گا
جو بھی ہندہ کے گھر میں چلا جائے گا
مال دولت کی جاں کی اماں پائے گا۲۶۴؎

ذکریا شاذ نے آپ ﷺکی شان ِعفو کو بیان کر کے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔حضرت محمد ﷺہمیشہ دشمنو ں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک اختیار کیے رہے اور آپﷺ کی دیکھا دیکھی آپﷺ کے جان نثار اصحابؓ بھی ایسا ہی کرتے رہے ۔ اُم المومنین حضرت عائشہ ؓنے فرمایا :رسول اللہﷺ کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی ۔برائی کے بدلے میں کبھی برائی نہ کرتے۔ بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔اتنے ظلم وستم کو برداشت کرنا اور پھر عفودرگزر کرنا صرف میرے آقا کے ہی بس میں تھا ۔شعری مثال ملاحظہ کریں:

اس کے صدقے جو در گزر کر دے
ہمت اس کی بساط اس کی ہے۲۶۵؎

محمد عارف نے واقعہِ طائف کی طرف اشارہ کر کے آپﷺ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔آپﷺ تبلیغِ اسلام کی غرض سے مکہ کے گردو نواح کے سفر پر تھے ۔ طائف کی بستی میں پہنچے۔ بستی کے مکینوں نے آپﷺ کی دعوت قبول کرنے کی بہ جائے آپ ﷺپر پتھر برسانا شروع کر دیے ۔حتیٰ کہ آپ کے جسمِ اطہر سے لہو بہہ کر نعلین مبارک تک آ پہنچا۔ ایسے میں جبرئیل امین خدا تعالیٰ کا پیغام لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے کہا کہ اگر آپﷺ فرما دیں تو میں دونوں پہاڑیوں کو ملا دوں اور یہاں کے عوام اسی میں دب کر مر جائیں ۔ نبیِ رحمت ﷺنے فرمایا :ہو سکتا ہے کل کو ان کی اولاد میں سے کوئی اسلام قبول کرے۔ اس کے بعد آپ ﷺنے ان کے اور ان کی آنے والی نسلوں کے لیے ہدایت کی دعا کی۔ محمد بن قاسم کا تعلق طائف سے تھا جس نے ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی ۔اشعار دیکھیے:

جن لوگوں نے تجھ کو اکثر
زخم لگائے، مارے پتھر
ان کے حق میں ترے شب بھر
پھیلے دستِ دعا رو رو کر۲۶۶؎

گلزار حسین ساگرکاشمیری نے اپنے نعتیہ کلام میں آپ کی عجز و نیازی کی شان کو بیان کر کے محبت کا اظہار کیا ہے۔بلاشبہ نبیﷺ اپنی اُمت کی بے بسی کی حالت میں

مشکل کشائی کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺہر لحظہ و جود عالم کے دارومدار ہیں اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے کی کنجی ہیں ۔ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سہارا ہیں۔ہر ایک توبہ کرنے والے کے لیے بخشش کا وسیلہ ہیں۔آپﷺ کے دربار میں اعلیٰ اور ادنیٰ سب برابر تھے۔ ساگر کا شعر دیکھیے :

دربار میں آئیں شاہ گدا سب
ہے عجز و نیازی سراپا سراپا۲۶۷؎

زاہد کلیم نے آپﷺ کو جود وسخا کا دریا قرار دے کر عقیدت کا اظہار کیا ہے۔یقیناًجود و کرم اور سخاوت وفیاضی آپ کا نمایاں ترین وصف تھا۔یہی وجہ تھی کہ معاشرے میں جہاں کے لوگ فطرتاًَسخاوت کرنا پسند کرتے تھے اور اپنے اجنبی مہمانوں کی خاطر داری کے لیے بھی اپنے قیمتی سے قیمتی اونٹ کو ذبح کرنے میں ذرہ برابر جھجھک محسوس نہیں کرتے تھے ۔بل کہ ایسا کر کے انہیں خوشی محسوس ہوتی تھی اور اس کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ یہ سب آپﷺ کی سخاوت کا ہی نتیجہ تھا۔ذیل کے اشعار بہ طور مثال پیش کیے جا سکتے ہیں:

دریائے جود و رحمت آئینہ جمال
ابر بہار و بارش الطاف ذوالجلال۲٦۸؎

بشیر صرفی نے آپﷺ کی سخاوت وفیاضی کی شان کوبیان کر کے محبت کا اظہار کیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی شاعری کا ایک بڑا حصہ عربوں کی سخاوت وفیاضی پر مشتمل ہے۔جس میں اہل عرب اپنی سخاوت وفیاضی پر ناز کرتے ہوئے نظرآتے ہیں۔مگر اپنی تمام تر سخاوت وفیاضی کی عادت کے باوجود جب انھوں نے رسول اکرم ﷺکی شان ِسخاوت و فیاضی کو دیکھا تو ان کی عقلیں حیرت و استعجاب کے اتاہ سمندرمیں ڈوب گئیں اور وہ اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ سخت نفرت وکدورت کے باوجود آپؐ کے سایہ عاطفت میں آگئے۔کلام بشیر صرفی سے اشعار دیکھیے:

آپ کے گدا ہیں سبھی خاص وعام
بے کنار آپ کا ہے جود وسخا۲۶۹؎

حکیم سید علی اکبر شاہ آپؐ کے عفو و درگزراور رحم وکرم پہ گویا ہیں کہ اس سے بڑی مثال کیا ہوسکتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسولؐ نے ان تمام دشمنوں کو معاف فرمادیا جنھوں نے چند ماہ نہیں متواتر تیرہ سال تک مکہ میں آپؐ اور آپ ؐکے صحا بہ کرامؓ پر عرصہ حیات تنگ کرتے ہوئے طرح طرح کی اذیتیں ،تکلیفیں پہنچائی تھیں ۔اللہ تعالیٰ نے عفو ودرگزر کرنے کی تعلیم د یتے ہوئے فرمایا :

(ترجمہ):’’جو خرچ کرتے ہیں خوش حالی میں اور تنگ دستی میں اور ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو اور درگذر کرنے والے ہیں لوگوں سے ا للہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے‘‘۲۷۰؎

وہ غریبوں کے داتا پر یوں سلام پیش کر رہے ہیں:

معاف ہو میری خطا در پہ اکبر کو بلا
میں ہوں دیوانہ تیرا میرے مختار نبی ہیں۲۷۱؎

ضیا الحسن ضیا نے اپنی نعت میں آپ ﷺکے لیے شہنشاہ امم،صاحب جود وکرم،منبع جود وسخا اور مخزن الطاف وکرم جیسے الفاظ استعمال کر کے محبت کا اظہار کیا ہے۔بلاشبہ حضورِ دو عالمﷺ جیسا سخی انسان اس زمیں نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺکے گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا لیکن آپ ﷺکے در سے کوئی سوالی خالی نہ لوٹتا تھا۔آپﷺ تو سخی تھے ہی آپﷺ کے اصحاب بھی سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ ضیاکی نعتیہ شاعری سے عقیدت کی جھلکیاں دیکھیے:

راکب دوش شہنشاہ امم
مرد حق اے صاحب جود و کرم

منبع جود و سخا مخزن الطاف و کرم
صاحب عظمت و ایمان رسول عربی۲۷۲؎

شہباز خواجا کا یہ کہنا بجا ہے کہ دنیا کے سارے وسیلے اور مددگار عارضی ہیں۔ایسا شخص جسے تمام درباروں سے انکار ہو جائے لیکن آپ کی محبت ،جود و سخا وت کی انتہا دیکھیے کہ اسے بھی آقا کے دربار سے خیرات ملتی ہے۔ سیرت النبیؐ میں یوں لکھا ہے:

‘‘نبی اپنے گھر کچھ بھی نہ ہوتے ہوئے غنی ہوتے پیر کامل تھے۔ آپ ﷺنے اپنے گھر سے کبھی کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ خود فاقہ کشی کر لیتے تھے مگر گھر آئے مہمان کی اچھی خاصی خاطر تواضح کرتے اور اس کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔ ’’میں تمھارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں‘‘یہ لوگ اگرچہ ظالم تھے، شقی تھے، بے رحم تھے لیکن مزاج شناس تھے، پکار اٹھے **اخ کریمُ و اب اخٍ کریم**’’تو شریف بھائی اور شریف برادرزادہ ہے۔’’۲۷۳؎

مثال کے طور پر ذیل کا شعر ملاحظہ ہو:

اسے بھی آپ کی چوکھٹ سے ہی خیرات ملتی ہے
جسے دنیا کے ہر دربار سے انکار ہو جائے۲۷۴؎

سید رضوان حیدر بخاری جود سخا اور عفو درگزر جیسے موضوعات کو برتتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیشہ عفو درگزر کا معاملہ اپنائے رکھا۔ مثلاًصبر، عزم، مسجد کے تقدس کو پامال کرنے والے کو معاف کرنا،چچا کے قاتل کو معاف کردینا،ابوسفیان بن حرب کو معاف کردینے کے علاوہ کئی اور ایسی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔اسی طرح روز حشر بھی آپﷺ عفو کا مظاہر کرتے ہوئے معاف فرمائیں گے۔منبع جود وسخا کی مثال ذیل کے اشعار میں دیکھیے:

زینتِ عرش و فرش اور صاحبِ جود وکرم
بے نوائم خاکسارم اے کہ تو ہے بادشاہ
منبع جود وسخا ہو ہادی دنیا و دیں
ہم تو ٹھہرے کم علم کج فہم اور کم آشنا۲۷۵؎

ڈاکٹر مقصود جعفری کا یہ کہنا بجا ہے کہ آپﷺ کے در سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹا۔ اس لیے وہ در حبیب ﷺپر ہر ایک کو جانے کا کہتے ہیں کہ جاؤ اور جھولیا ں بھر کے لاؤ۔آپﷺ سب کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتے۔کبھی کوئی آپ کے در سے مایوس نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی ہوگا۔شاعر کی عقیدت ملاحظہ کیجیے:

درِ حبیب سے لوٹا نہیں کوئی خالی
ارے تو جا تو سہی قسمت آزما تو سہی۲۷۶؎

محمدخلیل ثاقب آپﷺ سے یوں تخاطب ہیں ۔اے ارضِ شفا،اعمال مرے سراسر خطا،تیری صفت جود وسخا،میری طلب پرلطفِ نگاہ،اے حشر کے ساقی ،اے منبعِ جود سخا ،آپ نے خالی جھولیاں بھر دیں ،مظلوم و گدا کو آپ کے علاوہ کوئی سہارا نہیں۔ شاعر نے آپ کے اسی دل نشین انداز کا ذکر کیا ہے:

سلام اے قبر کے ساتھ سلام اے حشر کے ساقی
سلام اے منبعِ جود سخا اور بحرِ اخلاقی۲۷۷؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد اپنی نظم ’’قلزمِ جود سخا‘‘میں آپؐ کو یوں بزم کونین کے سردار ،رحمت ہر دو جہاں اورجود وسخا کا سمند ر قرار دے کر عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔یقیناً آپؐ دکھی انسانیت کی غم خواری کی خاطر مبعوث فرمائے گئے۔آپؐ تمام مخلو قات کے غم خوار بن کر سامنے آئے ۔ آپؐ نے نہ صرف انسانوں بل کہ جانوروں کے بھی حقوق متعین کیے ۔ آپؐ نے غلاموں ،باندیوں اور بیٹیوں وغیرہ کے حقوق مقرر کیے۔ دوسری طرف آقاؤں اوربادشاہوں وغیرہ کے لیے بھی حدود متعین کر دیں۔ حدیث ہے:

ترجمہ: ’’حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فر ما یا۔ سخی اللہ سے بہت قریب ہے اور جنت سے قر یب ہے ۔لوگوں سے قر یب ہے اور دو زخ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور جنت سے دور اور لو گو ں سے دور ہے اور جہنم سے قر یب ہے اور جا ہل سخی خدا کے نزدیک عبا دت گزار بخیل سے کہیں بہتر ہے۔‘‘۲۷۸؎

عبد کا انداز عقیدت و محبت ذیل کے اشعار میں دیکھیے:

قلزم جود و سخا لطف وعطا فقر وغنا
باعثِ صبح و مسا بندہ و محبوبِ خد۲۷۹؎

آپﷺ کی یہ سخاوت وفیاضی کسی ایک دو لوگو ں کے ساتھ مخصوص نہ تھی بل کہ جو بھی آپﷺ کے در دولت پر آتا نہال ہو کر جا تا اور پھر اسے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی نوبت ہی نہ آتی۔آپﷺ کے جود وسخا کے اتنے واقعات ہیں کہ سب کو بیان کرنے کے لیے ایک مستقل کتا ب کی ضرورت ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ۔آزاد

کشمیر کے شعرا نے آپ ﷺکے جود وسخاوت اور عفو در گزر جیسے موضوعات کو اپنے نعتیہ کلام میں خوب برتا ہے۔

۴,۱۲۔میلاد /آمد مصطفیﷺ:

محبوب خدا ،تخلیق کائنات و مکاں،یتیموں کے والی، غلاموں کے مولیٰ ،غربا و مساکین کے ملجا ،کم زروں کے ماویٰ ، بیوگان کے سہارا ، مظلوموں، مجبوروں ،مقہوروں اور بے آسروں کے آسرا ،بے کسوں کے ہا می ،گرے اور پسے ہوئے لوگوں کے د ست گیر غریبوں کے حقیقی غم خوا ر،آفتاب عالم تاب، سراج منیر و رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیﷺ ۱۲ربیع الاول۵۷۱ءبہ روز سوموار اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔نعت کی شروعات اللہ تعالیٰ کے توصیفی کلمات سے ہوئی اور نعت کا یہ سفر آج پوری آب و تاب سے جاری و ساری ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق اور ہم نے آپﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا بھیجاپھر اسی طرح ہم نے آپﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے ۔

آمد مصطفی ﷺکا موضوع شروع ہی سے نعتیہ ادب کا موضوع رہا ہے اور ایک پاکیزہ جذبہ روایت کی شکل میں نسل در نسل منتقل ہوتا رہا ہے۔آپ ﷺکی محبت و عقیدت میں ڈوب کر اردو شعرا نے آمد مصطفیﷺ کے موضوع کو اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں بھی یہ مبارک روایت بڑی تواتر سے ملتی ہے۔انھوں نے آمد مصطفیﷺ کے موضوع کو بڑے جوش و جذبے کے ساتھ پنی نعتیہ شاعری میں اپنایا ہے۔خواجا محمد عارف بھی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔یہ جہاں اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔خیرِ خلقِ خدا،نور الھدیٰ روشنی بن کر آگئے۔ آقا کی تشریف آوری سے زمانے کا رنگ ہی بدل گیا ۔انھوں نے آپﷺ کی آمد کو والہانہ اندازمیں یوں پیش کیا ہے :

آ گئے آگئے مصطفےٰ آ گئے
آ گئے خیرِ خلقِ خدا آ گئے
یہ جہان تھا اندھیروں میں ڈوبا ہوا
روشنی بن کے نور الھدیٰ آ گئے ۲۸۰؎

زاہد کلیم نے اپنی نعتیہ مسدس روح انقلاب میں رحمت العالمین، سر چشمہ محبت و محبوب کبریا ،نور ہدیٰ و کہف وریٰ اور چشمہ بقا جیسے الفاظ استعمال کر کے کہا ہے کہ آپﷺ کی تشریف آوری سے شان عجم کے قصر فلک بوس ہو گئے۔انھوں نے کس انداز اور خوبصورتی کے ساتھ آپ ﷺکی تشریف آوری کی برکت کو بیان کیا ہے کہ آپ ﷺکے آتے ہی دنیا کا نقشہ بدل گیا:

ایا زمیں پہ ناز سے پردہ کشائے راز
وہ مرکز نگاہ و سوار سمند ناز
فریاد رس، مزمل و طہٰ و حق نواز
فخر جہاں، مراد وس و جاں و چارہ ساز ۲۸۱؎

سید رضوان حیدر بخاری نے اپنے نعتیہ مجموعہ کلام میں آپﷺ کا والہا نہ استقبال کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺاس کائنات میں تشریف لائے تو اس وقت اندھیرااور جہالت بہت زیادہ تھی۔ ہر طرف کفر ہی کفر تھا۔ آپﷺ کے آنے سے نہ صرف اس کائنات سے اندھیرے چھٹ گئے بل کہ آپﷺ پوری کائنات اور دونوں جہانوں کے لیے رحمت العالمین بن کر آئے۔ کس خوب صورتی اور عقیدت سے آپﷺ کی آمد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اشعار دیکھیے:

مسلمانو! مبارک ہو کہ وہ تشریف لائے ہیں
نہ ہے جن کا کوئی ثانی نہ تھا جن کا کوئی سایہ
گنہگاروں کو روز حشر کی یارو و عید آئی
محمد آئے تو رحمت کا سایہ ساتھ ہی آیا۲۸۲؎

چودھری نظام الدین نے اپنے نعتیہ کلام میں عقیدت کا اظہار کیا ہے کہ آپﷺ کی آمد سے غلاموں کو راحت نصیب ہوئی اور یتیموں کو سکھ چین کی نعمت میسر ہوگئی۔ مخلوق کو اپنے خالق کی پہچان نصیب ہوئی۔مشرکین مکہ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے۔ بچیوں کی پیدائش کو نحوست سمجھتے تھے۔ آپﷺ سرکار دوعالم نے عورت کو معاشرہ میں اس کا صحیح مقام دلایا اور جنت کو ماں کے قدموں تلے قرار دے کر اس کی عظمت و رفعت کو اجاگر کیا۔ارشاد ہے:

‘‘بے شک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں عظمت والا رسول ﷺبھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔’’۲۸۳؎

وہ کہتے ہیں :

ظلمت کدوں میں کفر کا اجالا کرنے والا بھی تو آ گیا
معصوم بچیوں کو زندہ درگور سے چھڑانے والا بھی
تو آگیا۲۸۴؎

محمدخلیل ثاقب بھی آپﷺ کے جشن میں خوشیاں منا رہے ہیں اور اس بابرکت ماہ کے تقدس کے گن گا رہے ہیں۔ اپنائیت اور عقیدت سے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی آمد کی فیوض و برکات کی نشان دہی کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ آمد کی خوشی بھی منائی جا رہی ہے۔بلاشبہ آپﷺ کی آمد کی خوشی میں در و بام کو جھنڈیوں اور بجلی کے قمقموں سے سجایا جاتا ہے۔ یہ سب اظہار محبت کے مظاہر ہیں اور کیا پتا یہی مظاہرِ عقیدت اور یہی غلامی رسول پاکﷺ، ہماری نجات اور بخشش کا سامان بن جائے ۔اشعار کے نذارنے ملاحظہ کیجیے:

عرش پہ تھا اک نور کا عالم فرش پہ سماں سہانا تھا
مخمور فضائے فطرت تھی پُر کیف تمام زمانہ تھا
تھی ظلمت شب کی جانے کو اور نورِ سحر تھا آنے کو

تھی طلب جہاں کو اجالے کی جب سرورِ عالم آنا
تھا۲۸۵ ؎

اقبال میر نے بھی آپﷺ کی آمد کی برکت کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔آپ ﷺکی آمد کی بشارتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو جہاں کے لیے حضور ﷺکی ذات کو رحمت قرار دے دیاہے۔آپﷺ کے آنے سے ظلمتوں کے اندھیرے چھٹ گئے اورعرب کے صحرا نورِ صداقت کی روشنی سے چھٹ گئے۔آپ ﷺکی ولادت سے ہزاروں گلستان کھل گئے۔شعر دیکھیے:

ولادت پہ سرکار کی کھلے گلستان ہزاروں
تبلیغ سے ہر روز ہوئے مسلماں ہزاروں۲۸۶ ؎

جاوید اقبال ان تبدیلیوں کا ذکر کر رہے ہیں جو آقا کی آمد سے عرب معاشرے میں آئیں۔ مثلاًآپﷺ کی آمد سے توحید کا غلغلہ اٹھا۔چمنستان سعادت میں بہار آ گئی ۔ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔خالق کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا اور آپﷺ کی آمد پر معجزات نمودار ہوئے ۔جن کا ذکر قدیم آسمانی کتب میں بھی ہے ۔انھوں نے اس کو یوں موضوع بنایا ہے:

گل و گلزار پر نکھار آگیا
خوشیوں کا پیغام لے کر تاجدار آ گیا۲۸۷ ؎

سیدہ حنا بابر علی نے آپﷺ کی آمد کا استقبال خوب صورت انداز میں کیا ہے۔ حضور پاک ﷺکی تشریف آوری دونوں جہانوں کے لیے باعث رحمت و برکت ہے۔ آپ ﷺکی آمد سے اندھیرے مٹ گئے اور ہر طرف نور کے اجالے پھیل گئے ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کو ہدایت کا سامان اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ شاعرہ نے آمد مصطفی ﷺکو نہایت اد ب و احترام کے ساتھ بڑی ہی خوب صورتی سے اپنے کلام میں بیان کیا ہے :

آپ تشریف لائے اجالے ہوئے
اس کی رحمت کو دیدار منظور ہے۲۸۸ ؎

حنا کرامت آپﷺ کی آمد کی خوشیوں کو بیان کرتے ہوئے اپنی محبت کے نذرانے پیش کر رہی ہیں کہ آقاﷺ کی آمدسے ہر طرف چراغاں روشن ہوئے اور دنیا کے اسلام کے نور سے مزین ہوئی ۔ انھوں نے نبی کریمﷺ کی آمد کا ذکر اپنے شعر میں اس طرح کیا ہے:

کتنی اندھیر دنیا روشن ہوئی آپ سے
ہر سو پھیلا آپ ہی سے اسلام۲۸۹ ؎

طاہر قیوم طاہر ایک عا شق رسو ل ﷺہو نے کے نا تے اپنی عقیدت بیا ن کرتے ہیں کہ سید المرسلین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ نبی

کریم ﷺکی ولادت باسعادت نے حقائق کائنات کو منور کر دیا۔ حضور ﷺ کی آمد سے صحرا کی ریت بھی چمکنے لگی ۔آپ ﷺ کے آنے سے دنیا میں ہر سو نور پھیلا ۔فا رس کے آتش کدے بجھ گئے ۔تا رے بھی آپ ﷺ کے آگے سجدہ ریزہ ہو گئے ۔ ایک عا شق رسو ل ﷺ کے لیے یہ سعا دت کی با ت ہو تی ہے کہ وہ اس مہینے کے تقدس کو اجاگر کرے، جس میں محسن انسا نیت کا جنم ہو ا ۔ اشعار دیکھیے :

مناوں گا میں خوشی اس طرح ولادت پہ
چراغوں، جھنڈوں سے گھر کو میں جگمگاوں گا
لائے تشریف دنیا میں جب مصطفیؐ
اس زمین کو گھڑی اک سہانی ملی۲۹۰ ؎

رضوان الحسن آپ ﷺ کی آمد سے عرب معاشرے پر پڑنے والے اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پید ائش سے ذلتوں ،تاریکیوں اور پستیوں میں ڈوبا عرب کا جاہل معاشرہ اس نور خدا سے دنیا کا مہذب باشعور اورمکرم معاشرہ بن گیا۔ انھوں نے حضرت محمد ﷺ کی آمد کی خوشی کو کس عقیدت میں اپنی نعتیہ شاعری میں برتا ہے:

وہ اک ابرِ کرم ،شافعِ امم اور ہادی عالم
کہ جس کے نور سے ظلمتَ چھٹی ہر سو منور ہو گیا
عالم۲۹۱ ؎

خواجا محمد صادق ڈار آپ ﷺ کی آمد کی خوشیوں کو بیان کرتے ہوئے عقیدت نچھاور کر رہے ہیں۔ فلسفہ میلاد ،برکت میلاد ، عقیدت میلاد ،عشق مصطفی ﷺکے حوالے سے قرآن و حدیث کی روشنی میں ۱۲ربیع الاول کے نورانی و با برکت دن پر روشنی ڈالنے کا سلسلہ مختلف انداز میں جاری ہے ۔وہ جشن میلا د مصطفی ﷺ کے با رے میں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں:

غایتِ بزم ہست و بود صلی علیٰ محمداً
رحمت حق تیرا وجود صلی علیٰ محمداً
نور پھیلا علم کا، روشن ہوئی راہ حیات
رخشندہ صبح کی نمود، صلی علیٰ محمداً۲۹۲ ؎

حکیم سید علی اکبر آپ ﷺکی بڑائی بیان کرتے ہوئے عقیدت کے نذرانے پیش کر رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے چرچے قیامت تک رہیں گے۔سب آپ ﷺکے نام مبارک اور رحمت کے انوار کی خوشیوں کا میلاد مناتے ہیں۔ وہ میلاد نبی ﷺ کی خوشی میں شہروں ، قصبوں ،دیہاتوں ،شاہراہوں ،گلی محلوں کی گلیوں کو سجانے کے ساتھ ساتھ اپنے دل کی گلیوں میں عشق رسول ﷺ کے چراغ روشن کررہے ہیں:

میلاد کی محفل ہے سرکار کا چرچا ہے
اس رحمت عالم کے انوار کا چرچا ہے
سرکار دو عالم کا جو میلاد مناتے ہیں

اللہ کے حضور ان کے گھر بار کا چرچا ہے۲۹۳ ؎

پروفیسر شفیق راجا آپﷺ کی آمد کی برکتوں اورآپﷺ کی ولادت مبار ک انسانی تاریخ کا سب سے عظیم واقعہ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپﷺ ہی کے لیے یہ بزم کونین سجائی گئی ہے ۔پھر کیوں کر ہو سکتا ہے کہ کوئی شاعر اس موضوع پر طبع آزمائی نہ کرے۔ ہر کہیں محفل سجی صلوا علیہ ،ہے پیام عید میلادالنبی ،جا مناتا جا خوشی صلوا علیہ ،وجہ تخلیق مکان و لامکاں،آپؐ کی ہستی بنی صلوا علیہ، آپ ہی ہیں رحمۃ اللعالمین، آئے بن کے روشنی صلوا علیہ، خالق و مخلوق مصروف درود ،کہ رہا ہے ہر کوئی صلوا علیہ ، انھوں نے اس موضوع کو کس قدر دل آویزی سے بیان کیا ہے:

ظلم کی اتنی پھیلی تھی تاریکیاں ،مٹ گئی نقش قدرت
کی رعنائیاں
تب وہ حسن مجسم ،وہ نور الہدیٰ رب عالم کا لے کر
پیام آگیا
یہ ند ا آئی اے ارض کے ساکنو! سوئے بطحا چلو
،سوئے بطحا چلو
منتظر جس کی صدیوں سے تھی زندگی تھام کر وہ
جہاں کی زمام آگیا۲۹۴ ؎

اسلم راجا نے آپ ﷺکے میلاد مبار ک کی برکات کو اپنی نعتیہ شاعری کا موضوع بنایا ہے ۔بلاشبہ جشن ولا دت پر خو شی منا نے کی برکت بہت زیادہ ہے۔ آپ ﷺکو ما ننے وا لا آپ کی ولا دت کی خو شی منا ئے تو وہ نجا ت و سعا دت حاصل کر لیتا ہے اور اگر ایسا شخص خوشی منا ئے جو مسلما ن نہیں اور دو زخ میں رہنے کے لیے پیدا ہو تو اس کا عذاب کم ہو جا تا ہے۔وہ کس طرح نور سحرکی وجہ سے ہونے والی تبدیلیوں کی برکت کو بیان کرتے ہیں،اشعار دیکھیے:

مشرق سے اٹھا اک نور سحر
زروں کو ملی سورج کی کرن
وہ صبح ازل کا جھونکا تھا
انسان کے بھیس میں آیا تھا
مشرق سے اٹھا اک نور سحر۲۹۵ ؎

جواد جعفری نے آپ ﷺکی آمد کوپرجوش اندازمیں خوش آمدید کہتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جشن ولادت نعت کے مو ضو عا ت میں سب سے زیا دہ استعما ل ہو نے وا لا مو ضو ع ہے ۔یہ جشن عید میلاد النبیﷺ مذہبی جوش و جذبے سے منایا جاتا ہے ۔اس موقع پر نعت گو شعرا اور ثناخواں کی محافل نعت اور نعتیہ مشاعروں کا انعقاد ہو تا ہے۔آپؐ کی آمد ایک ایسی بہار ہے کہ جس سے عالم کا رنگ ہی بدل گیا ۔ہر چیز میں نکھار آئی،حتیٰ کہ گلوں اور مرغزاروں میں بھی نکھار پیدا ہوا۔آمد کے خوب صورت اشعار دیکھیے:

بہار آئی گلستاں میں جو وہ جان بہار آیا

زمانہ جگمگا اٹھا وہ حسن بے کنار آیا
نسیم صبح لے کر ان کی آمد کا پیام آئی
گلوں میں رنگ آیا مرغزاروں پر نکھار آیا۲۹۶؎

رضوانہ خان نے میلاد نبی ﷺمنانے کو رحمتوں کا نزول کہتے ہوئے آپﷺ کے میلاد کی برکت کو بیان کیا ہے۔نبیﷺ سے عقیدت رکھنے والے اپنے گھروں، شہروں، محلوں ، گلیوں اور سڑکوں کو چراغاں کرتے ہیں ۔نعت خوانی کی محفلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ محفل میلادالنبیﷺ میں حضور کی آمد کے چرچے ہوتے ہیں اور علماحضو رﷺکی شان پر تقریریں کرتے ہیں ۔شعر دیکھیے:

منایا جو میں نے میلاد نبی کا
رحمتوں کا گھر نزول ہونے لگا۲۹۷؎

بشیر صرفی میلاد اور حضرت محمدﷺکی ولادت کی برکتوں کا ذکر کرتے ہوئے محبت کا اظہار کر رہے ہیں کہ آقا کی آمد سے دنیا کو شرف انسانی کا اندازہ ہوا۔ کیوں کہ اس سے قبل انسان اپنی حرمت و مقام سے ہی بے خبر تھا اور اسی بے خبری و جہالت و گم راہی کے اند ھیروں میں بھٹکا ہوا تھا۔ وہ سورج ،چاند و ستاروں کی چمک سے مرعوب ہو کرانھیں معبود بنائے ہوئے تھا ۔وہ ڈر کر ہر چیز کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا تھا ۔انسان کو پتہ ہی نہیں تھا کہ میں کیا ہوں ۔میرا دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے۔ آپﷺ کے درس سے ہی دنیا میں رشتوں کی پہچان ہوئی ۔ماں ،بہن ،بیٹی ،خالہ ،پھوپھی ،دادی و دیگر سارے رشتوں کی ،آپﷺ کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے خود گلشن کائنات سجایا۔مسلمان اس مبارک دن اس مبار ک گھڑی میں جتنی بھی خوشی و مسرت کا اظہار کریں وہ کم ہے ۔ وہ یوں مبارک باد دیتے ہوئے میلاد کی خوشیاں منا رہے ہیں:

ہو مبارک عید میلاد نبی
ہو مبارک جشن دربار نبی۲۹۸؎

حُر کاشمیری آمد مصطفیﷺ کی خوشیوں اور عظمتوں کو بیان کر کے عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ رسول کریم ﷺکی آمد سے صحن انسانیت میں بہار آئی ۔قیصرو کسریٰ کے ایوان ہلے۔ فارس کے آتش کدے بجھے ۔ حق کا بول بالا ہوا ۔ کفر کا منہ کالا ہوا ۔ کعبے سے پتھر کے بت گرے۔چاند نے دو ٹکڑے ہو کر گواہی دی کہ یہ خدا کا رسولﷺ ہے۔ سنگ ریزوں نے دست اقدس پر کلمہ پڑھ کر کہا کہ ہمیں آپﷺ کی رسالت قبول ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں :

آمنہؓ کے لال کی آمد کی گھڑی ہے
نور کی یہ انتہا بے سبب نہیں
عروجِ آدمؑ زاد ہے مشیتِ ازل
میلادِ معشوقِ خدا بے سبب نہیں۲۹۹؎

آمد مصطفیﷺ مرحبا ،مرحبا سے ۱۲ربیع الاول جشن عیدمیلاد النبیﷺ کی بہار ہے۔ جشن عید میلادالنبیؐ کو مذہبی جوش و جذبہ اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ سرکار

دو عالم محمد مصطفیٰﷺ کے غلام ،عاشقان رسولﷺ شہروں ،قصبوں ، دیہات ،شاہراہوں ،گلی محلوں کو جوش و جذبے سے سجاتے ہیں اور محفل میلاد ،محفل نعت کا انعقادبھی کیا جاتا ہے۔نبی آخرالزمان محمد مصطفیٰ ﷺ،سرور کونین ،احمد مجتبیٰ ﷺ آمد سے آپ کی نورانی کرنوں سے حیات انسانی منور ہوئی ۔تاریخ میں علم و فضل کے لاکھوں کروڑوں دیے روشن ہوئے۔آپﷺ کے فیض سے مظاہر فطرت آشکار ہوئے ۔اس آفتاب نبوت کی بشارت توریت و انجیل نے بھی دی اور نبی آخرالزمان محمد مصطفیٰ ﷺ،سرور کونینﷺ احمد مجتبیﷺ کے ذکر کے متعلق اللہ پاک نے خود فرمایا ''**ورفعنالک ذکرک**''یہ ذکر کل بھی بلند تھا۔آج بھی بلند ہے اور ان شاءاللہ رہتی دنیا تک بلند رہے گا۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی میلاد مصطفیﷺ،آمد مصطفی ﷺکے مضمون کو خوب صورتی کے ساتھ برتا ہے ۔

۴,۱۳۔عشق رسول ﷺ:

جب ساری محبتوں میں ایک محبت غالب آجائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔ عشق مصطفیﷺ وہ جذبہ ہے جو کامیابی کی ضمانت دیتا ہے اورایمان کی دوسری سیڑھی ہے ۔ عشق کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا ۔حضور نے فرمایا:

> ''تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی نگاہ میں اس کے باپ، اس کے بیٹے اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ۔''۳۰۰ے

احمد ندیم قاسمی نعت میں جذبہ عشق کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

> ''حضور سے انتہادرجے کی ارادت اور عقیدت اور محبت کے بغیر موثر نعت کہنا دشوار کام ہے ۔اس طرح نعت رسمی ہو جاتی ہے اور ہمارے ہاں رسمی نعتوں کی کمی نہیں ۔ساتھ ہی انتہا درجے کی محبت کا ایک پہلو وارفتگی بھی ہے اور نعت گوئی میں وارفتگی کا گزر ہی نہیں۔ کیوں کہ نعت کہتے ہوئے وارفتگی اور بے احتیاطی کی وجہ سے کوئی جسارت سرزد ہوجائے تو نعت کا سارا اثر زائل ہوجاتا ہے۔ ''۳۰۱ے

عشق مصطفی ﷺاردو شاعری کا بنیادی موضوع رہا ہے اور ہر نعت گو شاعر کے ہاں عشق رسولﷺ کی تڑپ دکھائی دیتی ہے۔مثلاً امیر مینائی کی نعت کا شعر دیکھیے:

یہ آرزو ہے کہ ہر عضو عشقِ احمد میں
تڑپ تڑپ کے دل بے قرار ہو جائے۳۰۲ے

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال عشق مصطفی ﷺکے جذبہ کو یوں الفاظ کے قالب میں ڈھال رہے ہیں:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی یسینٰ وہی طٰہٰ۳۰۳؎

اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی عشق رسول ﷺکے موضوع کو اپنی نعتیہ شاعری میں برتا ہے اور عشق مصطفی ﷺپر اپنی قسمت پر نازاں ہونے کا اظہار بھی کیا ہے۔طاہرقیو م طا ہر عشق رسول ﷺکے قائل ہیں۔ وہ عشق کو اپنا امام کہتے ہیں۔ان کا کامل یقین ہے کہ عشق مصطفی ﷺہماری فلاح کا ضامن ہے ۔وہ اپنے عشق کی وجہ سے شریعت کی زنجیریں توڑتے نظر آتے ہیں ۔ اقبال کی طرح عقل کوچراغ راہ اور عشق کو منزل قرار دینے کا انداز پیش ہے:

ثنائے آقا کا جب اہتمام کرتا ہوں
جنونِ عشق کو اپنا امام کرتا ہوں۳۰۴؎

سید عطا اللہ شاہ کا نعتیہ سفر بھی عشق کے نعتیہ کلام سے لبریز ہے ۔یہ سفر جہاں سوز وگداز، اخلاق وشیفتگی کی تاثیر پید اکرتا ہے۔وہاں یہ سفر کافی دشوار بھی ہے۔قرآن پاک میں عشق رسول ﷺکے بارے میں یو ں ذکر آیا ہے :

ترجمہ :‘‘کہہ دیجئے (اے نبیﷺ)اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میر ی اتباع کر و تو اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا۔’’۳۰۵؎

شاہ صاحب کے نعتیہ کلام میں عشق کی تڑپ کچھ یوں ملتی ہے :

جب تک بسی ہے آنکھوں میں صورت رسول کی
جاری ہے جوئے شہد محبت رسول اللہ کی
آباد دل ہے جب تلک عشق رسول سے
ٹپکے ہر اک زباں سے حلاوت رسول کی۳۰۶؎

ڈاکٹرکاشف رفیق کی نعتیہ شاعری بھی عشق نبی ﷺسے لبریز ہے۔یقیناً عشقِ رسول ﷺوہ جذبہ ہے جو دنیا و آخرت میں نجات اور کامیابی کا ذریعہ ہے ۔جس دل میں عشقِ رسول ﷺسما گیا اس دل میں اور کوئی نہیں رہتا نہ آسکتا ہے۔عشقِ رسولؐ سے قلب کو سکون ملتا ہے۔ شاعران لوگوں کے نصیبوں پر رشک کھا رہا ہے۔ جن کے دلوں میں رسول اللہ کی محبت اوروفا کے دیے جل رہے ہیں۔ دلی عقیدت اورعشق مصطفیﷺ کا اظہارکاشف کے نعتیہ کلام میں ملاحظہ ہو:

یہ تقاضائے عشق ہے کاشف
ہر نفس مصطفی کا نام کریں۳۰۷؎

عبدالعزیز علائی نے اپنے نعتیہ کلام میں عشق رسولﷺ کے موضوع کو سمویا ہے ۔ویسے بھی اللہ تعالیٰ سے محبت کا واحد ذریعہ اس کے رسول ﷺکی اتباع و پیروی ہے۔ عقیدہ رسالت پر ایمان لانے کا لازمی تقاضا عشق رسولﷺ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

‘‘نبیﷺ مسلمانوں کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی عزیز ہیں ۔’’۳۰۸؎

عشق نبیﷺ عظیم تحفہ ہے کیوں کہ عشق کا تقاضا یہی ہے کہ جو محبوب عاشق کو کہتاہے وہ ہر صورت میں وہی کرتاہے۔وہ یوں عشق خدا کے لیے عشق مصطفی ﷺلازمی قرار دیتے ہیں:

عشقِ احمد کے سوا عشقِ خدا لا حاصل
در احمد سے جو بھٹکا تو وہ رسوا ٹھہرا۳۰۹؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبدکے ہاں عشق رسولﷺ میں ڈوبے جذبات موجود ہیں ۔قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق رسول پاکﷺ سے محبت ایما ن کا حصہ ہے اور محبت کے لیے اطاعت ضروری ہے ۔یہ اطاعت اور فرماں برداری ہی انسان کو عشق کی منزل تک پہنچاتی ہے۔ بندگی ایک راز ہے جو اس سے شناسا ہو گیا وہ رسول ﷺکا امتی ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

بندگی عشق محمد کے سوا کچھ بھی نہیں
وہ شناسا ہے جو اس راز کو پہچان گیا۳۱۰؎

بشیر صرفی کے نزدیک بھی حضور ﷺسے عشق کرنے والے وقت کے سب سے بڑے ولی اور امام ہیں ۔مخلوق میں عاشقوں کا مقام بہت بلند ہے۔ نبی ﷺسے عشق کرنے والے کائنات کے سب سے افضل انسان ہیں ۔عاشق بظاہر عاجزی اور مسکینی کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں لیکن جب یہ اپنے محبوب سے التجا کرتے ہیں تو وہ فوراً پوری ہوتی ہے اور ان کے سجدے عرش کو ہلادیتے ہیں۔جذبہ عشق اور وارفتگی کوانھوں نے عمدہ اور خو ب صور ت انداز میں یوں اپنایاہے :

قبول بارگ رب میں فقط و دل
کہ عشق صلی علیٰ میں بے قرار ہے۳۱۱؎

پروفیسرمقصودحسین راہی کو اس بات کا سخت صدمہ ہے کہ توحید کا عقید ہ رکھنے اور عشق رسول ﷺکا بلند دعویٰ کرنے والے مسلمان عوام اور مذہبی راہنما دراصل اپنی آستینوں میں دولت اور منصب و اقتدار کی خواہش کے کئی بت چھپائے ہوئے ہیں اور عجمی نظریات نے اسلام کے چشمہ صافی کو گدلا کر رکھ دیا ہے۔ان حالات میں وہ کچھ نہیں مانگتے بس عشق محمّد کا طلب گار ہیں:

میں عشق نبی خوب تر مانگتا ہوں
نہیں مانگتا میں دو جہاں کی ثروت۳۱۲؎

الحاج گلزار حسین ساگر کا شمیری کا نعتیہ کلام عشق نبی ﷺسے لبریز ہے۔اللہ تعا لیٰ نے بھی اپنی خو ش نودی کے لیے پہلی شر ط نبی اکر م ﷺسے محبت رکھی ہے ۔ درپر جانے کے لیے نبیﷺ کا گدا اور عشق کا امام ہونا پڑتا ہے ۔مثال کے طور پر ذیل کے شعر میں وہ عشق ِرسول ﷺکواپنی منزل اور زندگی میں بہار کی موجودگی قرار دیتے ہیں:

عشق مصطفی میری منزل قرار ہے

میری زندگی میں اب بہار ہی بہار ہے۳۱۳ے

ناز مظفرآبادی کے ہاں بھی آپ ﷺسے محبت کے موضوعات ملتے ہیں ۔ویسے بھی عشقِ رسول ﷺہر عاشق کے دل میں جلوہ گر ہوتاہے اور قلب کے سکون و اطمینان کا واحد ذریعہ ہے۔ عشقِ رسولﷺ کے بغیر زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ ارض و سماکی حقیقت عشقِ رسولﷺ ہے۔ ان کا کہنا بجا ہے کہ عشق رسول ﷺہی میری زندگی کا حاصل کل ہے اور عشق کا یہ غلبہ اتنا غالب آ گیا ہے کہ مجھے نہیں لگتا کہ میں اس کی تاب لا سکوں گا۔ناز نے دربار نبیؐ میں اپنی محبتوں کے نذرانے یوں پیش کیے ہیں:

یوں ہی کیسے نکل سکتے ہیں آنسو
یہ کیفیت ہے ہوتی سبھی کی
ہر دل سوز سے خالی نہیں
میرے دل میں ہے محبت نبی کی۳۱۴ے

شوزیب کاشر سگِ کوچہ جاناں کے گلو بند کے لیے عشق رکھتے ہیں،بلاشبہ جس دل میں نبی کریم ﷺکی محبت نہیں، ان کادل خدا کی رحمت سے محروم رہتا ہے ۔ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دل و جان سے نبی اکرمﷺ سے عشق و محبت کریں۔شعر ملاحظہ ہو:

مل جائے سگِ کوچہ جاناں کا گلوبند
مر جاؤں خوشی سے اگر اک بار پہن لوں۳۱۵ے

عطاءراٹھور عطا کے ہاں بھی عشق رسول ﷺسے لبریز شاعری موجود ہے۔ قرانی تعلیمات کے مطابق جو شخص اپنی زندگی میں آپﷺ کو نمونہ بنا کر جس قدر محاسن اپنے اندر پیداکرے گا ۔اسی قدر اللہ کے ہاں مقبول ہو سکتا ہے۔خود محبوب حقیقی ربِ کائنات کا عرفان بھی نورِ محمد کی بدولت ہی مخلوق خدا کو نصیب ہوا ۔وہ کہتے ہیں :

آتش عشق میں جھومے کسی بلے کی طرح
جب چھڑے نغمہ حق تار عطا ہو جائے۳۱۶ے

ابراہیم گل کا دل بھی عشق رسول ﷺمیں گرفتار ہے ۔اسلامیہ تعلیمات کے مطابق کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ آپ کو اپنے والدین، اولاد اور ہر کسی سے بڑھ کر محبوب نہیں رکھتا۔نبی مکرمﷺ سے والہانہ عشق ومحبت مومن کا ایمان نہیں بلکہ دین حق کی شرط ا ول کے ساتھ ساتھ منشارحمن بھی ہے۔ اسم محمدﷺ کی برکت اور عشق و محبت سے ہی دہر میں اجالا کیا جا سکتا ہے ۔وہ یوں عشق محمدﷺ کا اظہار کر رہے ہیں:

میں غلام احمد مجتبیٰ مجھے فانی دنیا سے لینا کیا
تیرے نام کا کروں ورد میں صبح و شام سپہر
انبیا۳۱۷ے

سلمان رفیق نے اسلامی تعلیمات کے تناظر میں لکھا ہے کہ عشق رسولﷺ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہمارے درود، ہمارے آنسو اور سلام سب حضور ﷺکے لیے ہیں۔رسول

پاکﷺ سے قرب، آپ ﷺسے محبت ہی ہمارے لیے راہ نجات ہے۔ عشق رسولﷺ ایک سچا جذبہ ہے۔ ہر مومن کے دل میں یہ جذبہ موجود ہوتا ہے۔ اسی جذبے کے تحت رسول پاکؐ سے قرب حاصل کیا جا سکتا ہے اور اگر تم حضور کی ا طاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے ۔وہ کہتے ہیں:

دو جہانوں پہ یہ احسان مکمل ہو گا
آپ کے عشق سے ایمان مکمل ہوگا۳۱۸ ؎

میاں محمد اسلم کے ہاں بھی عشق رسول ﷺکا موضوع برتا گیا ہے۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے بعد ہماری محبت کے مستحق اس کے رسولﷺ ہیں۔ آپﷺ ہی کی ذات بابرکت کی طفیل ہمیں اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت دولت دین میسر آئی۔ اللہ کی راہ میں جس قدر تکالیف آپ کو دی گئیں کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں اور وہ سب تکالیف آپﷺ نے اس غرض سے برداشت کیں کہ امت آخرت کی تکالیف سے بچ جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا مرنا اور جینا آپﷺ کے لیے ہی ہونا چاہیے۔شعر دیکھیے:

بس نبی کے لیے مرنا اور جینا
آنسوؤں کی لڑیاں جھکی ہو جبینہ۳۱۹ ؎

صابر حسین صابرکی نعتیہ شاعری بھی عشق رسول ﷺسے مزین ہے۔رسول ﷺکے ساتھ جو اہلِ ایمان کو محبت ہوتی ہے وہ ماں ، باپ ، بیوی ، بچوں کی طرح نہیں بل کہ روحانی اور عقلی وجوہ پرہوتی ہے۔ اسی طرح تمام عالمِ اسلام میں رسولﷺ سے محبت اور عقیدت کے اظہار کے لیے نعت لکھی ، پڑھی اور سنائی جاتی ہے۔ انھوں نے نبی کریمﷺ سے محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

زمانہ ان کو سمجھتا ہے زندہ جاوید
جو ان کی راہ میں خود کو نثار کرتے ہیں۳۲۰ ؎

تنویر اختر ناز بھی نعت کی دلآویزی ،دل کشی اور خوبی کے لیے عشق رسول ﷺکو اولین شرط کہتے ہوئے عشق کا اظہار کر رہی ہیں۔ عشق رسول ﷺقلب کے اطمینان کا ذریعہ ہے۔عشق رسول ﷺکے بغیر زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ارض وسما کی حیثیت عشق رسولﷺ سے مزین ہے۔نبیﷺ سے عقیدت ومحبت کا اظہار و انداز ملاحظہ فرمائیں:

دل میں تڑپ رہی ہے محبت حضور کی
کتنی بڑی ہے مجھ پہ عنایت حضور کی۳۲۱ ؎

حُر کاشمیری نے بڑے صورت انداز میں عشقِ مصطفی ﷺکو دلوں میں اجاگر کرنے کی تلقین کی ہے۔رسول ﷺکی ذات سے اللہ تعالیٰ کو بھی عشق ہے۔ویسے بھی جس سے نبیﷺ را ضی اس سے اللہ را ضی۔جس نے نبیﷺ کو پا لیا اس نے اللہ کو پا لیا۔ صحا بہ نے نبیﷺ کی محبت کو دلو ں میں ایسا بسا لیا تھا کہ کو ئی کا م سنت کے خلا ف نہیں

کر تے تھے اور ان کے سا منے جب نبیﷺ کا نا م آتا تو اشک با ر ہو جا تے ۔اشعا ر ملا حظہ ہو ں :

قدسی پکار اٹھے دہلیزِ خلد پر
آنکھیں بچھاؤ آیا دِوانہ حضور کا۳۲۲؎

سید حکیم علی اکبر شاہ عشق کی دیوانگی کے اثرات پر رطب اللسان ہیں۔آپﷺ کے عشق کا تقاضا بھی ہے کہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر آپﷺ سے عشق کیا جائے ۔حدیث کا مفہوم ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ماں باپ اہل و عیال سے عزیز نہ ہوں۔ عشق رسولﷺ کے بغیر تمام عبادتیں اورریاضتیں ا کارت ہوجاتی ہیں۔ یعنی عشق رسول ﷺکے بغیر سب کچھ نا مکمل ہے ۔مثال کے طور پر یہ اشعار دیکھیے:

جو عشق محمد میں دیوانے ہوتے ہیں
دنیا کے ہر غم میں بے گانے ہوتے ہیں
جو راتوں کو اٹھ اٹھ کے تیرے عشق میں روتے ہیں
تیرے نور کی شمع کے پروانے ہوتے ہیں۳۲۳؎

محمدخلیل ثاقب عاشقوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عاشق کی نماز اور دوسری نماز میں بہت فرق ہے ۔نماز عشق ایسی نماز ہے ۔ایک دفعہ جنھوں نے پڑھ لی وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو گئے۔ نگاہ عشق و مستی میں اول اور آخر یقیناً آپ ﷺکی ذات ہی ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

تیرا عشق زیبا ہے ان عاشقوں کو
نماز محبت جنھوں نے پڑھی ہے۳۲۴؎

ڈاکٹر مقصود جعفری آپﷺ کے نقش کف پاکو عاشقوں کا کعبہ و قبلہ کہتے ہیں۔بلاشبہ آپﷺ کی رسالت تمام دنیا والوں کے لیے بہترین نمونہ عمل اور اسوہ کامل کی حامل ہے۔ہادی اعظم تمام امیرو غریب ،حاکم و محکوم ،سپہ سالاروں، سیاست دانوں، مصلحین، مفکرین‘ قانون سازوں اور راہ نماؤں وغیرہ کے لیے اسوۂحسنہ کی حیثیت رکھتے ہیں ۔وہ کہتے ہیں:

کھل گئے اس پر رموزِ کائنات
جو بھی شیدائے شہِ بطحا ہوا
ایک اک نقشِ کفِ پائے حضور
عاشقوں کا کعبہ و قبلہ ہوا۳۲۵؎

افتخار ساگر صمیم نے جس عظیم ترین انسانی ہستی کے عشق میں ان کی مدح سرائی کی ہے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ایسی بے نظیر ہستی کی شان دیکھئے کہ خود خالق کائنات اس کا گرویدہ ہے۔دنیا کی تاریخ میں آپﷺ کو کہیں رسول کریم ﷺجیسی ہم جہت،مجموعہ کمالات، مونس و غم خو ار اور

انقلابی شخصیت نظر نہیں آئے گی۔جس میں تمام ظاہری اور باطنی خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہوں۔ وہ یوں عشق محمدﷺ میں جینا اور مرنا چاہتے ہیں:

پی لے پی لے عشق محمد کی مے تو واعظ
کوئی نہ تجھے ڈر ہو تو کیا بات ہے
عشق محمد میں ہی جیئے تو عشق محمد میں مرے
دنیا کی کوئی نہ خبر ہو تو کیا بات ہے۳۲۶ے

عشق مصطفی ﷺنعت کی بنیاد ہے اور یہ موضوع شروع ہی سے شاعری کا حصہ رہا ہے ۔عرب و فارس کے تمام شعرانے اپنی شاعری میں عشق رسول ﷺکے موضوع کو بہ خوبی بیان کیا ہے ۔ برصغیر کی شاعری میں عشق رسول ﷺکا موضوع استعمال ہوا ہے ۔یہی روایت آزاد کشمیر کی نعتیہ شاعری میں بھی نظر آتی ہے ۔ ان کے ہاں آپﷺ کی والہانہ محبت ،عقیدت موجود ہے اورآپﷺ کے عشق میں نعت گو شعرا آپ پر قربان ہونا مقصود ٹھہراتے ہیں ۔

۴,۱۴۔کرب فراق حرم /تمنائے زیارت:

مدینہ منورہ کائنات ارض و سماوات کا وہ نگینہ ہے، جہاں ہر لمحہ آسمان سے رحمت کی رم جھم برستی رہتی ہے۔ساکنانِ مدینہ سائبان کرم میں رہتے ہیں ۔اہل مدینہ کو مدینہ کا شہری ہونے کے باعث بے پناہ فضیلت حاصل ہے۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کے شب و روز کا ہر لمحہ حضور نبی اکرم ﷺکی چادرِ رحمت کے سائے میں گزرتا ہے ۔روضہ رسول پر حاضری کی خواہش تمام عاشقان رسول ﷺکی خواہش رہی ہے۔ جان نکلے تو سرکار کے روضے کے سامنے نکلے۔ موت آئے تو سرکار مدینہ کا جلوہ سامنے ہو۔ روضہ انور کی حاضری کی تمنا رکھنے سے عشق مصطفیﷺ پیدا ہوتا ہے۔سیدنا ابو امامہ ؓسے روایت ہے کہ میں نے رسول پاکؐ کو فرماتے سنا ہے:

>‘‘ اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ جب میرا وصال ہو گا تو مجھے ہر ایک کا درود سنایا جائے گا۔حالاں کہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری امت مشرق و مغرب میں ہو گی۔ اے ابو امامہ ؓ اللہ ساری دنیا کو میرے روضہ مقدسہ پر جمع کر دے گا اور میں ساری مخلوق کو دیکھتا ہوں گا اور ان کی آواز سنوں گا اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔’’۳۲۷ے

اردو نعتیہ شاعری میں ایک بڑا ادب مدینہ ،متعلقات مدینہ،روضہ رسول ﷺکی زیارت کے حوالے سے موجود ہے۔آزاد کشمیرکے نعتیہ ادب میں بھی ایک وقیع سرمایہ اس موضوع کے حوالے سے موجود ہے۔گلزار حسین ساگر مدینہ پہنچانے اور روضہ اقدس کی زیارت کے لیے دعا کرتے ہیں کہ میری سار ی زندگی عشق مصطفیﷺ میں گزرے ۔ وہ کس قدرروضہ اقدس کے دیدار کے لیے تاب ہیں۔جھلک اشعار میں ملاحظہ ہو:

نگاہوں میں روضہ لبوں پہ ہیں نعمتیں بے تابی میری
بڑھی جا رہی ہے
خدا کے لیے حاضری کا اذن دیں حیات ہر گھڑی موت
کو لا رہی ہے
مدینہ میں پہنچوں مقدر جو چمکے ہر پل محمد کی
چوکھٹ پہ گزرے
آخری سانس روضہ اقدس پہ لے لوں یہی دل کی
حسرت تڑپا رہی ہے۳۲۸ ؎

ساجد محمودساجد کو بھی مدینہ سے بے پنا ہ عقیدت ہے۔بلاشبہ مدینے کی فضاعقیدت و محبت کی علامت ہے۔ محبت کرنے والوں نے محبوب کی ہر شے سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ مدینے کی فضا وہ ہے جس میں حضرت محمدﷺ نے سانس لی ، چلے پھرے۔ عاشقان رسولﷺ کے لیے وہ فضا سب سے دل کش و حسین نمونہ ہے۔ ساجد مدینے کی گلیوں کے نظارے اور مدینہ میں جا کر مرنے کی یوں آرزو کرتے ہیں:

مر جاؤں کاش میں مدینے میں جا کر
پھر چاہے جو بھی میرا حشر ہو۳۲۹ ؎

سیدصغیر صفی ان لوگوں کی خوش نصیبی پر رشک کھا رہے ہیں ،جو لوگ رسول ﷺکے روضے کی زیارت کر کے آئے ، جنھیں نبی پاکﷺ کے شہر کا دیدار نصیب ہوا۔ اللہ کا ایک خاص کرم ہے ان کے سروں پر۔ اس سے زیادہ خوش قسمتی کی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔وہ اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

در نبی پہ کھڑے ہیں درود پڑھتے ہیں
خدا کا شکر کہ اُس نے یہ دن دکھائے ہیں۳۳۰ ؎

پروفیسرامین طارق قاسمی دربار رسالت میں حاضر ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آقائے دو عالم ﷺکے در پر حاضری دینے سے عشق حقیقی حاصل ہوتا ہے۔ جب کوئی عاشق سنہری جالیوں کے سامنے اپنے عشق کا اظہار کرتا ہے تو یہ لمحہ اس کی زندگی کا عظیم لمحہ ہوتا ہے اور یہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی ہوتی ہے۔ان کا دربار رسالت میں حاضر ہونا اور پھر درد دل کا ماجرا کہنا کس قدر دل نشین ہے۔ذرا شعر دیکھیے:

میں حاضر ہو رہا ہوں آج دربار رسالت میں
غنیمت ہے یہ موقع دردِ دل کا ماجرا کہیے۳۳۱ ؎

ڈاکٹر فیاض الحسن کتنے خوش قسمت ہیں کہ روضہ رسولﷺ پر حاضر ہیں۔ ویسے بھی خوش نصیب لوگ ہی روضے کی زیارت کر سکتے ہیں۔وہ نظریں جھکا ئے روضے پر کھڑا ہے اور اس سعادت کو اللہ پاک کا کرم اور فضل قرار دے رہا ہے۔مثال کے طور پہ یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

نظریں جھکائے ان کے روضے پہ میں کھڑا ہوں
کیا لکھ دیا ہے رب نے میرے نصیب میں۳۳۲ ؎

سلطان محمود سلطان آنکھوں میں مدینے کی خاک پانے کے لیے بے چین ہے ۔ ان کو یقین ہے کہ اس خاک کی عظمت سے میری آنکھوں کی روشنی تیز ہو گی۔آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔کتنی خوش بختی ہوتی ہے کہ عاشق روضہ مبارک کی جالی کو اپنے سینے سے لگائے۔محبت میں ڈوبا منظر ان کی نعتیہ شاعری میں پیش ہے:

آنکھوں میں مدینے کی خاک پانے دو
ہم بھی تو ہیں نابینے یا رسول اللہ ۳۳۳؎

صابر حسین صابر کی نعتیہ شاعری میں روضہ رسولﷺ کی زیارت کی آرزو ان کی دلی آرزو ہے ۔ مدینے اور روضہ انور کے لیے ان کی تڑپ اورپھر وہاں پہنچنے کے لیے ان کی دن رات کی دعائیں شامل ہیں۔ان کی زندگی کی بڑی آرزو یہی ہے کہ روضہ انور کا دیدار ہو جائے ۔ دیدار روضہ کی آرزو ،شربت دیدار کی تڑپ اور تشنگی ان کے ان الفاظ میں ملاحظہ ہو :

ہیں یاد روضہ انور میں اشک بار سو ہم
نثار گوہر ابر بہار کرتے ہیں
دکھا دے ہم کو بھی روضہ حضور کو یا رب
دعائیں ہم یہی لیل و نہار کرتے ہیں۳۳۴؎

ڈاکٹر غلام حسین اظہر خاکِ مدینہ کو چومنے کے لیے بے چین ہیں۔ روضہ رسول ﷺامت مسلمہ کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا چین ہے اور روضے کے دیدار کی تمنا ہر ایک کے دل میں ہوتی ہے۔ خصوصاََ مسلمان اس روضے کو مقدس خیال کرتے ہیں اور روضہ رسول کے نمونے تصاویر کی شکل میں اپنے گھروں میں سجا کر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسولﷺ کے روضے کی زیارت کرنے کی تمنا ذیل کے اشعار میں ملاحظہ کیجیے:

حسرت تھی جا کے خاکِ مدینہ چوم لوں
مجھ سے جدا خیال یہ شام و سحر نہ تھا۳۳۵؎

نوید قمر نے بھی مدینہ کی گلیوں میں چلنے اور مدینہ کی پرکیف فضا دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔یقیناًایک خوش بو مدینے کی گلیوں میں ہے۔ جس کے باعث وہاں کی فضا شاد ہے ۔ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی میں ایک با ر مدینہ ضرور دیکھے ۔ مدینے کی گلیوں میں اس خاک کو چومے جس نے حضوراکرمﷺ کے پائے اقدس کو چوما۔وجد کی کیفیت ان کی شاعری میں دیکھیے:

درکار ہے ٹھکانہ سرکار کی گلی میں
بن کے پھروں دیوانہ سرکار کی گلی میں
تیری گلی میں دنیا سرکار میں ہے عقبیٰ
ملتا ہے ہر خزانہ سرکار کی گلی میں ۳۳۶؎

طا ہر قیو م طا ہر روضے کا جلوہ اور دیکھنے کے لیے بے قرار ہیں۔کعبے کی زیا رت کر نا بڑی سعا دت ہے لیکن خو د کعبہ جس کی زیارت کے لیے حا ضر ہو گا اس کی

زیا رت کر نا بہت بڑی سعادت ہے ۔ علا مہ صفوری نے کتا ب شر ف المصطفیٰ سے نقل کیا ہے :

‘‘قیا مت کے روز کعبہ شر یف اپنے رب سے عر ض کر ے گا کہ الٰہی مجھے مصطفی ﷺکی قبر شر یف کی زیارت کی اجازت دے تو اللہ تعا لیٰ اسے اجاز ت دے گا اور وہ حضورﷺ کے رو ضہ مبا رک کی زیا رت کے لیے حا ضر ہو گا۔’’۳۳۷ ؎

نبیﷺ سے محبت اور عشق کرنے والا ان کے روضہ ِ اطہر سے محبت کرتا ہے۔ سبز گنبد سے عقیدت اور محبت ہر عاشق کی نشانی ہے۔شاعر نے روضہِ رسول ﷺکے نظارے، روضہ رسولﷺ پر حاضری کی تمنا اور روضہ پر حاضری کی کیفیات کو یوں بیان کیا ہے:

کریں گے گنبدِ خضرا کا نظارہ بھی ہم جا کر
کہ جس کی اک جھلک تکنے کو دنیاسب ترستی ہے۳۳۸ ؎
اس گناہ گار کی خواہش ہے تو بس یہی
میں بنوں روضے کا دربان رسول عربی۳۳۹ ؎

احمد شمیم آب زم زم کی فضلیت کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ہرمسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ روضہ رسول ﷺکی زیارت کرے اور آب زم زم سے اپنی پیاس کو بجھائے۔ شاعر کی بھی خواہش ہے کہ وہ روضہ رسولﷺ کی زیارت کرے اور رسولﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند ہو:

دل کے صحراوں میں گونجی ہے دعا زم زم کی
یانبی تیری شفا برسے گھٹا کی صورت۳۴۰ ؎

شیبا خان انمول روضہ رسول ﷺ کی زیارت کی خواہش رکھتی ہیں اور اس دربار کی حاضری کے لیے مچلتے جذبات، دھڑکتے دلوں اور ترستی آنکھوں کے ساتھ کشاں کشاں آپ کی بارگاہ اقدس میں بصد ادب و احترام حاضر ہونے کی دعا کرتی ہیں۔وہ ہجر کے عالم میں تڑپتے اور اضطراب و بے قراری کا اظہار یوں کرتی ہیں :

میں دنیا کے غموں سے بھی اے کاش آزاد ہو جاؤں
مجھے بھی اپنے روضے پر بلا لو یا رسول اللہ۳۴۱ ؎

محمدخلیل ثاقب کی دلی خواہش ہے کہ وہ زندگی میں روضہ رسول ﷺپر حاضری دے۔ویسے بھی یہ کیفیت تقریباً ہر عام و خاص مسلمان کو ایک اضطرابی کیفیت میں مبتلا رکھتی ہے ۔جب کوئی بھی مسلمان مدینے میں حاضری دیتا ہے تو اس قدر سکون حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے تمام تعلقات کو بھول جاتا ہے اور جھوم جھوم کر صرف اور صرف اس نام پر مر مٹنے کا جذبہ رکھتا ہے۔وہ جلوہ دیدار کے لیے ترستی آنکھوں کے ساتھ بے تاب ہیں۔ وہ زیارت اور روضہ رسولﷺ پر حاضری کی تمنا لیے ہوئے ہیں۔انھوں نے

تمنائے زیارت ، عشق ،بے چینی اور کرب کا اظہار انتہائی دل سوز انداز میں ذیل کے اشعار میں کیا ہے:

دل یہ چاہتا ہے کہ پہنچوں روضہ انور پر میں
آنکھیں ترستی ہیں میری جلوہ دیدار کے لیے۳۴۲ے

حاجی محمد حسین سفر مدینہ کے لیے بے تاب ہیں۔ در اقد س کا دیدار ہر مسلمان کی چاہت ہوتی ہے کہ وہا ں آنسو بہا ئے اوربعض اوقا ت وہ جنو ن عشق میں حد پا ر کر جا تا ہے اور قضا کی دعا کر تا ہے ۔ یہ ہر انسان کے اندر نبیﷺ کی محبت کا ایک مثبت پہلو اور واضح ثبو ت ہو تا ہے جو اسے دیدار کے لیے بے چین کر تا ہے ۔ مو لا نا منظور نعما نی نے اسی حوالے سے صحیح ابن حزیمہ کی حد یث بیان کی ہے : حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روا یت ہے کہ رسو ل نے فر ما یا :

ترجمہ:''جس نے میری قبر کی زیا رت کی اس کے لیے میری شفا عت وا جب ہو گی ۔''۳۴۳ے

مدینے کی گلی مدینے کی خاک نصیب ہو جائے تو گویا سب پا لیا۔شاعر یوں رات دن تصور حبیب خدا کے لیے بے تاب ہے:

مدینے کے گلی کوچوں کا سفر کرتا رہوں
حبیب خدا دن رات تیرا تصور کرتا رہوں۳۴۴ے

مدثر یوسف پاشا نے مدینہ سے محبت و عقیدت کا اظہار یوں کیا ہے۔نبوت کے دسویں سال رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ۔آپ ﷺکو مدینہ سے بے حد پیار تھا۔مدینہ سے محبت و عقیدت کا پتا آپ کی احادیث مبارکہ سے بھی ہوتا ہے ۔

''نبی کریم جب کبھی سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری تیز فرماتے اور اگر کسی جانور کی پشت پر ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسے ایڑ سے لگاتے۔''۳۴۵ے

شاعر مدینے کی کیف و دوام ،سہانی فضاؤں میں وجدانی کیفیت کو یوں محسوس کرتا ہے:

راحت قلب و جاں مدینہ ہے
مومنوں کا سفینہ مدینہ ہے
ملائک آتے ہیں جس کی زیارت کو
رشک لامکاں مدینہ ہے۳۴۶ے

ظہیر احمد مغل بھی مدینہ کی زیارت کے لیے بے چین ہیں۔مدینے جیسی پرنور فضا شاید ہی اس روئے زمین پر موجود ہو۔ مدینے جانے کی خواہش اور مدینے سے دل لگی ہر خاص و عام کو ہوتی ہے ۔ لوگ ہروقت یہ خواہش دل میں بسا کے رکھتے ہیں کہ ہم مدینے جائیں۔ روضہ رسولﷺ کا دیدا ر کریں۔عاشقان رسول ﷺکے چشم تصور میں

مدینہ جب بھی آتا ہے۔درو دیوار طیبہ کا انھیں پہروں رلاتا ہے۔ظہیربھی عشق نبیﷺ میں تڑپ کر مدینے میں بلاوے کی دعا مانگتے ہیں:

مقدور میرا جاگ جائے ظہیر
مدینے بلا لیں اگر مصطفےٰ۳۴۷؎

خواجا محمد عارف نے بھی اس موضوع کو زیرِ سخن لاتے ہوئے اپنے نبیﷺ کے شہر کا تذکرہ جن الفاظ میں کیا اس سے شاعر کی نبیﷺ کے شہر ساتھ سچی الفت واضح ہو جاتی ہے۔مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ مجاز مقدس کے وہ منفرد و معتبر گوشے ہیں جہاں آفتاب ہدایت چمکا اور ایسی حیا پاش کرنوں سے زندگی کے تاریک گوشوں کو منور کیا۔ اپنی حرمت اور تقدس کے باعث یہ معتبر ہیں ۔ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ وہ بار بار دراقدس پر حاضر ہو اور مدینے کی گلیوں میں گھومے اور مدینے کی پر نور فضا کو اپنی آنکھوں سے دیکھے اور محسوس کرے۔ شاعر کی سخن شناسی پر رشک کیجیے:

باغِ فردوس کا مظہر ہے مدےنہ تیرا
تیری خوشبو سے معطر ہے مدینہ تیرا۳۴۸؎

ڈاکٹرشفیق انجم آقا کے شہر جانے اور پھر وہیں مرنے کے کی شدید خواہش رکھتے ہیں ۔ویسے بھی جب عاشق اپنے محبوب کے ہجر میں جنوں کے باعث چیخ اٹھتا ہے تو یقیناً وہ موت اور وہیں دفن ہونے کی آرزو کرتا ہے۔اشعار ملاحظہ فرمائیں:

اے کاش پہنچوں مدینے میں موت سے پہلے
تیرے شہر تیرے کوچے میں کاش مر جاؤں ۳۴۹؎

محمد شاہپال طاہر بھی مدینے کے گلی کوچوں کے دیوانے نظر آتے ہیں اورمدینے جانے کی خواہش اپنے دل میں سجائے بیٹھے ہیں۔شہر آقا سے دل لگی کس کو نہیں ہوتی ۔ہر مومن کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ میں آقا کے شہر جاؤں اور وہاں سے واپس کبھی نہ آؤں کیوں کہ یہ آقا کے شہر سے محبت ہے کہ جو بھی جاتا ہے وہ وہیں کا ہو جاتا ہے۔مدینے سے عقیدت کا منظر نگاری ملاحظہ ہو:

ہم جا کر وہاں پھر واپس نہیں آئیں گے
ان گلیوں کی خاک کو آنکھوں میں سجائیں گے
چومیں گے جالی کو سینے سے لگائیں گے
رو رو کے آقا کو دل کا حال سنائیں گے۳۵۰؎

میاں محمد اسلم کی مدینے سے دل لگی بڑی واضح ہے۔ مدینے میں جا کر ایک مسلمان کے دل کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ قابل رشک ہوتی ہے وہاں جا کر ایک مومن کے دل میں اپنے آقا کے روضے کے دیدار کا جذبہ ہمیشہ کی زندگی پا لیتا ہے۔ان کے نزدیک مدینے جیسا شہر اور کوئی بھی نہیں ہے۔مدینہ جنت سے افضل اور جنت کا سینہ ہے۔ان کے ہاں مدینے سے تڑپ کا انداز پیش ہے:

ہے جنت سے اعلیٰ نبی کا مدینہ
ہے جنت کا سینہ نبی کا مدینہ۳۵۱؎

زید اللہ فہیم نے اپنی نعتیہ شاعری میں مدینہ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔ مدینہ ایک مقدس مقام ہے ۔اس مقام پر جانا ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے۔شاعرکے دل میں بھی مدینے جانے کی تمنا ہے کہ کب میری آنکھ مدینے میں کھلے گی۔ انھیں مدینے پر ناز ہے کہ اس کا تعلق رسول پاک ﷺکی ذات سے ہے ۔ مدینے سے دل لگی کا انداز ملاحظہ کیجیے:

جب مدینے کا نام آتا ہے
اشک آنکھوں میں تیر جاتا ہے
ناز کیوں کر نہ ہو مدینے کو
میرے آقا سے اس کا ناتا ہے۳۵۲؎

رضوانہ خان مدینے پرمر مٹنے کے لیے تیار ہیں۔ہر مو من کی یہ خوا ہش ہو تی ہے کہ اسے ارض نبی ﷺمیں مو ت آئے اور وہ انسا ن قسمت وا لا ہو گا جسے نبی اکر مﷺ کی دھر تی مبارک پر مو ت آئے گی ۔نبی اکر مﷺ نے بھی اس انسا ن کے لیے شفاعت کی ضمانت دی ہے۔ منظور نعما نی نے اپنی کتا ب ’’معارف الحد یث ‘‘ میں مسند احمد اور جا مع تر مذی کی حدیث بیا ن کی ہے۔ ملاحظہ ہو ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر سے روا یت ہے کہ رسو ل نے فر ما یا :

تر جمہ: ‘‘ جو اس کی کو شش کر سکے کہ مدینے میں اس کی مو ت ہو تو اس کو چا ئیے کہ وہ مد ینے میں مرے میں ان لو گو ں کی ضرور شفا عت کر وں گا جو مد ینے میں مر یں گے ۔’’۳۵۳؎

عقیدت کی جھلکیاں ان اشعار میں ملاحظہ ہوں:

ادھر سے پہنچوں میں مدینے میں
ادھر سے موت مجھے ملنے آئی ہو۳۵۴؎

حنا کرامت نے بھی اطاعت اورفرض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ روضہ رسولﷺ کے دیدار کی حسرت اور مدینے میں موت کی تمنا کی ہے۔حضور اکرم ﷺکے دیدار کی حسرت ہر مسلمان کے دل میں ہوتی ہے۔کوئی خواب میں دیدار چاہتا ہے تو کوئی روضہ رسول ﷺپر حاضری کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے اور جس کو یہ سعادت ایک بار نصیب ہو جائے وہ بار بار اس کی طلب کرتا ہے۔انھوں نے اپنی عقیدت کو خوب صورت انداز میں اپنے اشعار میں یوں بیان کیاہے:

سجدے میں سر میرا ہو مدینے کی خاک پر
موت یہ میری جب میرے قریب ہو۳۵۵؎

شہباز حبیب عباسی مدینے میں اپنی قبر کی خواہش رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کا مدینے سے یہ عشق ،پیار اور عقیدت اس وجہ سے ہے کہ آپﷺ نے مدینے میں اپنی زندگی کا ایک بیشتر حصہ گزارا اور آپ ﷺکا روضہ مبارک بھی مدینے میں ہے۔ عاشقانِ رسولﷺ بھی یہی چاہتے ہیں کہ وہ مدینہ پاک جائیں اور خاک طیبہ کو چومیں۔ یہ وہی خاک ہے جس پر آپ کے قدم مبارک چلے ہوں گے۔ اشعار میں عقیدت ملاحظہ ہو:

ہے جنت سے بڑھ کر تمنا یہ میری
مروں میں مدینے میں میری قبر ہو۳۵۶؎

حضور نبی کریم ﷺکی ذاتِ عظیم صدیوں سے شاعروں اور ادیبوں کے لیے ذریعہ اظہار عقیدت بنی ہوئی ہے ۔ سفر طیبہ ایک اہم موضوع ہے ۔ہر عاشق رسول ﷺکی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ مدینہ شریف کا دیدار کرے۔ وہ مدینہ کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں۔ مدینہ منورہ حاضری ،وہاں مستقل قیام، مدینہ میں دفن ہونے کی آرزو، وہاں سے واپسی اور ہجر کا غم اور فیضان مدینہ آزاد کشمیر کے شعراکی نعتوں کے مستقل موضوعات ہیں۔ان کی نعتوں میں جب دیا رِ نبیﷺ کا جذبہ فزوں ہے۔ ان کے جذبات واحساسات عشقِ رسولﷺ کا لبادہ اوڑھ کر شہر مدینہ سے وابستگی کا احساس بخشتے ہیں تو وہ پکار اٹھتے ہیں کہ میں کہاں اور مدینہ کہاں؟آزاد کشمیرکے شعرا کی نعتیہ شاعری میں شہر آرام گاہِ نبیؐ اور مدینہ کی عظمت و رعنائیوں کا بیان حسین پیرایہ میں ملتا ہے۔

۴,۱۵۔شفاعت رسولﷺ ،وسیلہ بخشش:

شفاعت، سفارش اور دعا کو کہتے ہیں ۔ کوئی شخص جب یوں کہے کہ میں نبیﷺ کی شفاعت کا طلب گار ہوں تو اس کی بات کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے ہاں اپنے حق میں رسول اکرم ﷺکی سفارش اور دعا چاہتا ہے۔ گویا سفارش اور دعا کی درخواست کو شفاعت کہتے ہیں۔قرآن و سنت سے شفاعت کی دوقسمیں ثابت ہیں۔شفاعت منفیہ (غیر مقبولہ)اورشفاعت مثبتہ (مقبولہ)منفیہ شفاعت وہ ہے جس کی اللہ عزوجل نے مشرکین کے حق میں نفی کی ہے۔ شفاعت مثبتہ (مقبولہ) وہ شفاعت ہے جس کی اہل توحید کے سوا تمام کے حق میں نفی کی گئی ہے۔

انسان خطا کا پتلا ہے۔ مقرب بندوں حتیٰ کے انبیاءکرامؑ سے بھی بعض مقامات پر مشیت ایزدی کی وجہ سے خطائیں سرزد ہوئیں۔ ایک گناہ گار مسلمان کو صرف نبی اکرم ﷺکی شفاعت کبریٰ کا آسرا ہوتا ہے۔ کیوں کہ وہ زندگی میں بہت کچھ کر چکا ہوتا ہے اور اپنے اعمال کے اعتبار سے عدل کے تقاضوں کے مطابق اسے اللہ تعالیٰ کے عتاب کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ لیکن یہ شفاعت کبریٰ ہی ہے جو ایسے گناہگاروں کو بھی جینے کا آسرا دیتی ہے۔ رسول اکرم ﷺکے ارشاد کے مطابق میں ہی پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔آپ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے اپنی خطائیں معاف کروائیں۔ دعا مانگنا وسیلہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ترجمہ:‘‘اے آسمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔’’۳۵۷؎

اردونعتیہ شاعری میں اس طرح کے موضوعات کا ایک وقیع سرمایہ موجود ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں شفاعتِ آقا پر مبنی شاعری کا وقیع سرمایہ موجود

ہے۔شفاعت کی طلب دار ی کے لیے شاعری کو ذریعہ اظہار کے طورپر استعمال کرتے ہیں۔سید رضوان حیدر بخاری کہتے ہیں کہ روز محشر میں ساری امت شفاعت کے لیے مختلف ابنیاءکرام کے پاس جائے گی۔تمام لوگ بے بسی کا اظہار کریں گے۔آپ تمام بے بس لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے۔وہ آپ سے شفاعت کا تقاضا کر رہا ہے:

وسیلہ بخششوں کا ہیں ، شفاعت کے بھی وارث ہیں
کریں رضوان پہ نظر ِکرم اب یا رسول اللہ ۳۵۸؎

ڈاکٹرفیاض الحسن کا آپﷺ کے شافع محشر ہونے پر پورا یقین ہے۔ ویسے بھی حضور ﷺنے ہمیشہ اپنی امت کے ساتھ شفاعت کی ہے۔ وہ ہمیشہ یہی دُعا کرتے تھے۔"اے اللہ میری امت کو بخش دے"روزِ قیامت نفسا نفسی کی حالت میں آپ ہی بخشش کاذریعہ ہوں گے۔انھوں نے بھی نفسا نفسی کے عالم میں آپ کو مدد کے لیے پکارا ہے:

نفسی نفسی کے عالم میں کوئی کسی کے ساتھ نہ ہو گا
ایسے میں سرکار مدینہ شافع ہوں روزِ حساب۳۵۹؎

جاوید اقبال نے اپنے کلام میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپﷺ سے شفاعت طلب کی ہے۔یقیناً عاصیوں کو آپ ہی کا مدد اور بخشش کا آسرا ہے کہ قیامت کے دن آپﷺ کے صدقے میں ہمارے گناہ معاف ہوں گے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

ہے سہارا فقط جنھیں آپ کی شفاعت کا
مجھ جیسے عاصی بے شمار چلے آئے ہیں۳۶۰؎

اکرم سہیل ایک واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عرب میں قحط پڑ گیا تھا تو ہر طرف بھوک و افلاس پھیل چکا تھا۔ عرب کے لوگوں نے حضور ﷺسے دُعا کروائی اور اس کے بعد بارش برسی اور ہر طرف ہر یالی ہو گئی۔ اس کے بعد عرب کے لوگوں نے حضورﷺ کی دعوتِ اسلام کو قبول کر لیا۔ کیوں کہ حضور ہی بے سہاروں کا سہارا ہیں:

حبس میں ابر کرم اور گھٹا کی صورت
بے سہاروں کے لیے دستِ دُعا کی صورت۳۶۱؎

پروفیسر محمد سعید ثاقب کوبخشش کی امید ہے۔ بے شک آپﷺ قیامت کے دن اپنی امت کے بخشش کا وسیلہ ہوں گے۔ وہ بھی نعت کے آخری شعر میں اسی حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ میرے لیے آپﷺ ہی بخشش کا وسیلہ ہوں گے۔اس لیے میں نم آنکھوں کے ساتھ آپ کے سامنے حاضر ہوں گا:

ثاقب کو ہے بخشش کا وسیلہ میرے مولا
حاضر ہوں بہ نم چشم میں، غمخوار کے آگے۳۶۲؎

قاضی شمس الدین شمس آپﷺ کے وسیلہ ہونے کا اظہار کرتے ہیں اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز حساب کا ذکر کیا ہے اور وہ

حساب ہو کر رہے گا ۔ اپنے حبیبﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آخر میں اپنے امتیوں کی شفاعت کریں گے اور امت کی شفاعت کا اختیار انھیں دیا جائے گا۔ انھوں نے شفاعت کے موضوع کو خوب برتا ہے:

تو ہے رفیق بے کساں تو ہے شفیع المذ نباں
عاصیوں کو تیرے سوا حشر میں بخشوائے کون۳۶۳؎

اقبال میر کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن آپ ﷺاپنی امت کی شفاعت کریں گے۔ آپﷺ کی شفاعت اس شخص کو نصیب ہوگی جو اپنے دل میں حضرت محمدﷺسے عقیدت رکھتا ہے۔ انھوں نے ذیل کے شعر میں اپنے بد کار ہونے اور آپؐ کے شفاکار ہونے کا مضمون باندھا ہے:

خوار ہوں بدکار ہوں ، گنہگار ہی سہی
ہر چند شفاعت کے ہیں ایقان ہزاروں۳۶۴؎

صابر حسین صابر کو آپﷺ کی شفاعت پر پورا یقین ہے۔ روزِ قیامت جب جلال الہیٰ کا آفتاب پوری تمازت پر ہو گا اور گناہ گار لوگ شفاعت کے لیے تمام انبیأ کے پاس جائیں گے مگر کوئی نہیں سنے گا ۔تمام انبیأ انکار کر دیں گے ۔ اس وقت فخر موجودات ، باعث خلق کائنات اور امام الانبیا ہاتھوں میں لوح ا حمد اور سر پر تاج شفاعت عظمیٰ سجائے بنی نوع انسان کی دست گیری فرمائیں گے۔انھوں نے یوں اس موضوع کو برتا ہے:

ملول کیوں ہو گناہوں پہ صابر عاصی
خطا معاف شہ باوقار کرتے ہیں۳۶۵؎

میجر رفیق جعفری کو آپﷺ کی شفاعت کی آس ہے ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپﷺ کی شفاعت کی وجہ سے آپ ﷺکی امت روز قیامت اماں پائے گی۔ آپ ﷺقیامت کے دن رب کے آگے اپنی امت کی شفاعت کریں گے ۔ہم جیسے عاصی آپ ﷺکی شفاعت کے طفیل بخشے جا ئیں گے ۔ اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں :

روز حساب مجھ سے گناہ گار کے لیے
بخشش کا بس ہے ایک ہی امکان مصطفی
کڑکتی دھوپ ہو گی پیاس ہو گی وہ بچالیں گے
لواءالحمد بھی جن کا ہے جو مختار کوثر ہیں۳۶۶؎

پروفیسر شفیق راجا اپنی نعتیہ شاعری میں شافع روز محشر کے موضوع کو یو ں اپناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قیامت کے روز آپؐ کو مقام محمود عطا کیا جائے گا ۔آپﷺ گنہ گاروں لوگو ں کی شفاعت کریں گے ۔ اس حوالے سے ایک حدیث کا بیان یوں ہے :

‘‘ہر نبی نے کچھ چیزیں مانگیں یا فرمایا کہ ہر نبی کو ایک دعا دی گئی جس چیز کی اس نے دعا مانگی پھر اسے قبو ل کیا گیا لیکن میں

نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھی ہوئی ہے ۔''۳۶۷ے

وہ یوں لب گویا ہیں:

تو شافع روز محشر ہے ،تیری ذات جہاں کا محور ہے
تو رب عظیم کا دلبر ہے اللہ سے ہو بخشش طلبی۳۶۸ے

دلشاد اریب نے شا فع محشر کے موضوع کو اپنا کر عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ یقیناًآپﷺ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر فوراً سفارش کی بجائے اللہ تعالی کے حضور سجدہ ریز ہوں گے اور اس کی حمد و ثنا کریں گے۔ اس کے بعد آپﷺ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں ۔ آپ ﷺکی بات سنی جائے گی۔حد یث کے مطابق سب سے پہلے شفا عت آپؐ ہی کریں گے اورآپ ﷺکی شفاعت سب سے پہلے قبو ل کی جا ئے گی۔ وہ اس موضوع کو یوں ادا کرتے ہیں :

شافع روز محشر آپ کی ذات ہے
سرور انبیاءآپ کی ذات ہے۳۶۹ے

الطاف عاطف شفاعت نبیﷺ کے طلب گار ہیں ۔بلاشبہ آپﷺ شافع محشر ہیں۔ آپ بہ ر وزِ حشر اپنے امتیوں کی شفاعت کا وسیلہ بنیں گے۔یہی وجہ ہے جہاں آدم ؑکی توبہ آپ ﷺکے توسل سے قبول ہوئی۔ وہاں روز قیامت بھی آپﷺ کی شفاعت کا وسیلہ ہی نسلِ آدم کو بخشش عطا کرے گا۔مثال کے طور شعر ملاحظہ ہو:

روز محشر ہوں عاطف وہ شافع مرے
شافع المذنبین پر درود و سلام۳۷۰ے

طاہرقیو م طا ہر آپﷺ کی شفاعت کا ذکر کرتے ہیں کہ روز قیا مت گناہ گاروں کو فقط آپﷺ کی شفا عت ہی کا سہا را ہو گا ۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ رو ز قیا مت ہما رے نبی ﷺمقا م محمو د پرہو ں گے۔ رب لم یزل مقا م محمو د کے با رے میں قرآن مجید میں فر ما تے ہیں :

تر جمہ: ''عنقریب آپ کا رب آپ کو مقا م محمو د پر فا ئز کر ے گا۔ ۳۷۱''ے

یہ وہ مقا م ہے جس میں آپﷺ اپنی امت کی شفا عت کریں گے۔ نبی کریمﷺ سب سے پہلے شفا عت کر یں گے اور ان کی شفاعت قبو ل ہو گی ۔ ہم جیسے عا صی نبی اکر م ﷺکے طفیل بخشے جا ئیں گے ۔وہ کہتے ہیں:

اس بات سے طاہر کو ملی غم سے رہائی
محشر میں شفاعت میرے سرکار کریں گے۳۷۲ے

نذر حسین نذر نے اپنی نعتیہ شاعری میں آپﷺ کو شفاعت کا وسیلہ کہتے ہوئے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔روز جزا جب تمام تر انسانوں کو ان کے اعمال کا صلہ دیا جائے

گا۔ ایسے وقت میں ان کی شفاعت و سفارش کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔دنیا کی عظیم ہستی یعنی ماں بچے سے نظریں چرالے گی کہ کہیں کوئی نیکی نہ مانگ لے۔ ایسے کڑے امتحان کے دوران رسول اکرمﷺ کی ہستی ہی ہر گناہ گارکو تسلی دے ۔عقیدت ملاحظہ ہو:

آج کا دن یوم جزا
آج ہر سو قیامت چھائی ہے
صحرا صحرا دھوپ اگی
چمن چمن انگارے
ہر سو چیخ پکار
نفسی! نفسی!۳۷۳ ؎

پروفیسرسید مقصود حسین راہی روز محشر آپﷺ کی شفاعت کے لیے پرامید ہیں کہ آپﷺ کی ذات گرامی ایسی کریم ذات ،ایسی عفو اورایسی رحیم ذات ہے کہ روز محشر گناہ گاروں کی بخشش آپﷺ کی شفاعت پر ہو گی۔ دوسرے شعر میں ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے آپﷺ کو خلق خدا کے مونس و دلبر ،شافع محشر اور ساقی کوثرکہتے ہوئے محبت کا اظہار کیا ہے۔ آپﷺ شافع روز محشر ہیں۔ جب قیامت آئے ان کی شفاعت سے ان شا اللہ مومن بہرہ مند ہوں گے۔عبد یوں سخن پیمائی کرتے ہیں:

گناہ گاروں کو کملی میں چھپائیں گے روز محشر
کریم ایسا رحیم ایسا کہ رحمت پوچھتے کیا ہو۳۷۴ ؎

خلق خدا کے مونس و دلبر شافع محشر ساقی کوثر
سب پر سدا کرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم۳۷۵ ؎

ایازاحمد عباسی شافع محشر کی شان میں گل ہائے عقیدت اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ حضورﷺ کی ذات ہما رے لیے خلد میں بھی وسیلہ بنے گی ۔صر ف انھی کی ذات کا آسر ا ہو گا۔حشر میں رب کی طر ف سے ملا ئک کے ذر یعے عا صیوں کو شا فی محشر کے وسیلے سے رہا ئی نصیب ہو گی۔شعر دیکھیے:

ڈھونڈتے پھر بھی یہی ایک وسیلہ یا رب
گر ہمیں خلد سے سو بار نکالا ہوتا۳۷۶ ؎

جابر آزاد طور نے اپنی نعت کے ذیل کے شعر میں شافعِ محشر کا لفظ استعمال کر کے عقیدت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔دنیا میں لوگوں کو ہدایت کی طرف دعوت دینا ان کو زندگی گزارنے کا طریقہ سکھانا اور اس کے نتیجے میں انسانوں کا نبیﷺ کی تعریف کرنادنیاوی مقامِ محمود اور آخرت میں باذن اللہ شفاعت کر نا اخروی مقامِ محمودہے۔ محبت دیکھیے:

یا نبی آپ ہی بس شافعِ محشر ہوں گے
میں بھی ہوں بے سرو سامان رسولِ عربی۳۷۷ ؎

خواجہ محمد عارف نے آپ ﷺکو وسیلہِ بخشش قرار دیتے ہوئے ہوئے اس موضوع کو اپنی شاعری میں سمویا ہے ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک ذات ایسی بھی ہو گی جو

روزِ قیامت بھی اپنے گناہ گار ا متیوں کو بھولنے کی بجائے خدا سے ان کی بخشش کی التجا کریں گی۔یقیناً وہ ہستی آپ ہوں گے۔شعری اظہاریہ ملاحظہ ہو:

آلامِ دو جہاں سے ملے کس طرح نجات
آزاد ہے جو خیرِ بشر کا غلام ہے

نفسی نفسی کے عالم میں بھی غم یہی
امتی امتی امتی امتی۳۷۸ ؎

روز قیامت شفاعت کی ابتدا اللہ کے اذن سے ر سول شفیع اعظمﷺ سے ہوگی اورپھر دیگر شفاعتیں اورسفارشات ہوں گی۔شفاعت گنا ہ گار مومنین موحدین پر اللہ کی خاص رحمت اور ان کے حق میں اللہ ہی کے فیصلے کا حصہ ہے۔قیامت کے روز شفاعت سے فیض یاب ہونے والے وہ خوش نصیب لوگ ہیں جنھوں نے خلوص دل سے اور جی جان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا۔اس طرح نبی کریمﷺ نے ہر موقع پر اپنے گناہ گاروں کو یاد رکھا۔ نہ صرف بخشش کا وعدہ کیا بل کہ جنت میں بھی ساتھ لے جانے کی بشارت سنائی ۔آزاد کشمیر کے نعتیہ کلام میں شفاعت کا اظہار بڑے عمدہ اور دل کش انداز میں ملتا ہے:

۴,۱۶۔فضل و عطا/احسانات نبی پاکﷺ:

اسم محمدﷺ کی تعظیم کرنے والوں کو جو انعام اور رحمتیں ملتی ہیں اس کا مطالعہ کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ بڑا ہی مشہور واقعہ ہے جسے ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاءمیں وہب سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص جو دو سو سال سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کرتا رہا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کے گناہوں کی وجہ سے اس کی لاش کو اٹھا کر کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر رکھ دیا۔ ادھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو حکم دیا کہ اے موسیٰ کلیم اللہ تم جاؤ اور اس آدمی کی نماز جنازہ جا کر پڑھو۔ موسیٰ کلیم اللہ اس وادی میں گئے اور وہاں کے حالات دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔یا اللہ اس نے تو دو سو سال تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا اے موسیٰ! جب میرے محبوب کا نام آتا تو وہ اسے عزت دےکر چومتا اور اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگاتا۔ا میں نے اس کے اس عمل پر اس کے گنا معاف کر دیے ہیں ۔

اردو شاعری میں آپ کے فضل وعطا اور احسانات کا ذکر جا بہ جا ملتا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی آپ ﷺکے فضل وعطا کے متلاشی نظر آتے ہیں۔طارق بٹ نے آپ کے عطا کردہ احسانات کا ذکر کیا ہے:

غلاموں کو سکھاتا ہے سکندری کے طریق
خاک زادوں کو سر عرش بٹھا دیتا ہے۳۷۹ ؎

ڈاکٹرفیاض الحسن کہتے ہیں کہ آپﷺ اپنی امت کے سب سے بڑے خطا کار کوبھی معاف فرما دیتے تھے اور گناہ گاروں کو بھی آپ اپنی نظر کرم سے عرش کے سائے کے

قریب پہنچا دیتے تھے۔ دشمنوں سے عفو و درگزر اور حسن سلوک کرنا آپﷺ کی کرم نوازی ہے۔آپﷺ دشمنوں کے حق میں بھی دُعائے خیر کرتے ۔انھوں نے شہ ابنیا کے فضل و عطا کو یوں بیا ن کیاہے:

ڈوب سکتا نہیں وہ آدمی کبھی
جو شہِ انبیا کے سفینے میں ہے ۳۸۰؎

طاہر قیوم طاہر آپ ﷺکی عطاؤں کا ذکرکر کے محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔یقیناًحضور ﷺکی عطا دنیا کے ہر شخص کے لیے ہے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔ حضورﷺنے اپنی ذات کی فکر کبھی نہیں کی بل کہ ساری زندگی انسانیت کی فکر میں لگے رہے ۔ اک بڑھیا جو روزانہ آپﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی جب وہ بیمار ہوئی تو آپﷺ اس کی عیادت کرنے اس کے گھر چلے گئے ۔وہ بڑھیا آپﷺ کے اخلاق سے متاثر ہو کر آپﷺ پر ایمان لے آئی ۔اس نے آپﷺ کی عطا کو دیکھ کر اپنا سب کچھ آپ ﷺپر قربان کر دیا ۔شعری مثال دیکھیے:

دولت الفت ملے جو مجھ سے آسی کو اگر
ہو گی تیری مہربانی میں ہوں اس قابل کہاں۳۸۱؎

ہاجر ہ کیانی نے دیگرموضوعات سمیت آپﷺ کے فضل و کرم اور احسانات کو بھی اپنی شاعری میں اپنایا ہے۔ آپﷺ کی آمد کے بعد تمام تر ظالم حا کمیت ختم ہوتی چلی گئی۔ ظالم حکمرانوں کا خاتمہ ہوتا گیا ۔ شاعرہ نے مشرکین کے اس انسانیت سوز واقعہ کا ذکر کیا ہے جو عرب میں بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھابیٹی کا زحمت سے رحمت بننا آپﷺ ہی کے طفیل ممکن ہوا۔وہ یوں نعت ہیں:

میری کیا جہاں میں توقیر تھی
میں ذلت کی جہاں میں تصویر تھی
میرا پیدا ہونا ہی پاپ تھا
زندہ دفناتا مجھے میرا باپ تھا
آپ آئے آقا تو میری قسمت بنی
زحمت سے میں پھر رحمت بنی۳۸۲؎

میاں محمد اسلم نے اپنی نعت میں آپ ﷺ کو کل کائنات کے لیے فضل و عطا کہتے ہوئے محبت برتی ہے ۔یہ کتنا فضل و کرم اور احسان ہے میرے آقا کا کہ دنیا کی تمام رونقوں کی وجہ سے ہی آپﷺ ہیں۔ حتیٰ کہ پھولوں کی مہک میں مہکار بھی آپﷺ ہی کی وجہ سے ہے۔ حوالہ شعر یوں ہے:

دنیا کی رونق طفیل نبی ہے
پھولوں کی مہک طفیل نبی ہے۳۸۳؎

پروفیسر محمد سعید ثاقب کا یہ کہنا بجا ہے کہ ہمیں تو آپﷺ کے صدقے میں اپنے ظرف سے بھی بڑھ کے ملا۔ رسول پاکﷺ اپنی امت کے غم میں بے چین ہیں ۔یہاں تک کہ

آپ ﷺنے سجدے میں بھی اپنے چاہنے والوں کی بخشش کی دعا کی ، امتی امتی لب پہ جاری رہا۔امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام۔شعری مثال ملاحظہ ہو:

جو ہے بے چین غم میں امت کے
چشم گریہ و نم کی بات کریں
ظرف سے بڑھ کے مل گیا ثاقب
کس لیے بیش و کم کی بات کریں۳۸۴؎

ڈاکٹر شفیق انجم کو اپنے نبی پاک ﷺکے فضل و کرم کی آس ہے۔بلاشبہ آپﷺ ہی فضائل اخلاق کا منبع و مدار ہیں اور ساری اخلاقی قدریں آپﷺ کے وجود پاک سے جنم لیتی ہیں۔حضور پاکﷺ کی ذات گرامی تمام امت کے لیے مطاع کا درجہ رکھتی ہے۔ مقام محبوبیت وہ مقام ہے جہاں محبّ و محبوب کی رضا ایک ہو جاتی ہے۔ شعر دیکھیے:

یہ کرم حضور کا ہے تیز طوفان میں بھی
چھوڑ دیتے ہیں رستہ کہ میں گزر جاؤں۳۸۵؎

پروفیسر سیدمقصود حسین راہی نے آپﷺ کے بے شمار احسانات کا تذکرہ کر کے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔رسول پاکؐ کے وسیلے سے ملنے والی نعمتوں کا کوئی حساب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول پاکﷺ کے صدقے میں انسانوں پر فضل وکرم فرماتا ہے۔ ویسے بھی جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔بلبل کو زبان اور برگ گل کو رخشندگی بھی آپﷺ کے طفیل ہی ملی ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

بلبل بے زباں کو زباں بخش دی
برگ گل کو ہے رخشندگی بخش دی۳۸۶؎

ضیا الحسن ضیا نے آپﷺ کے بے شمار احسانات کا ذکر کیا ہے۔عارض ہستی کو تابناکی اور پیشانی حیات کو نور آپﷺ کے کرم سے ہی ملا ہے۔آپ ﷺکا ابر کرم پوری کائنات کو روشن کیے ہوئے ہے۔آپ ﷺلطف و عنایات کے داعی ، کفیل رحمت اور شفقت و احسانات کے پیکر ہیں۔لہٰذا انسانیت کو آپﷺ کی صفات پر ہمیشہ ناز رہے گا۔وہ آپﷺ کو ہر درد کا درمان یوں قرار دیتے ہیں:

داعی لطف و عنایات کفیل رحمت
پیکر شفقت واحسان رسول عربی۳۸۷؎

بشیر صرفی اپنی زبان پر نعت کو آپ ﷺکا نگاہِ کرم کہتے ہیں اور جو الفاظ میں تاثیر ہے وہ بھی آپ کی توفیق سے ہی ہے ورنہ میں کہاں تھا اس کرم کے قابل۔ بس آقا کے کرم سے ہی نعت کی سعادت نصیب ہوئی۔مثلاً وہ یوں اس احسان کا ذکر کرتے ہیں:

تری نگاہِ کرم مجھ کو یوں نظر آئے
کہ دل میں عشق نبی نور بن کے در آئے
مری زبان پہ تری نعت ہے کرم تیرا
ترے ہی لطف سے الفاظ میں اثر آئے۳۸۸؎

پروفیسر بشیر مغل نے آپﷺ کے فضل و کرم اور احسانات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی عقیدت ومحبت کے نذرانے پیش کیے ہیں کہ آپﷺ کے ہی طفیل ارض وسما کے عقدے کھلے ۔آپﷺ ہی کے طفیل اللہ کی معرفت تک رسائی ہوئی ۔دوسرے شعر میں حکیم سید علی اکبر کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے جتنے احسانات ہیں وہ طفیل نبیﷺ ہیں۔ بس آگے بھی زندگی آپﷺ کی آس پہ ہی رواں دواں ہے یقیناً آپ ﷺکی ذات کے صدقے اللہ تعالیٰ روز محشر بھی مومنوں پر فضل فرمائیں گے ۔شعر ملاحظہ ہو:

سب عقدے ارض وسما کے ہیں تو نے کھول دئیے
نظر کے ایما سے ہاتھ کے اشارے میں۳۸۹ے

کچھ بھی نہ میرے پاس ہے
تیرے کرم کی آس ہے ۳۹۰ے

زاہد کلیم پورے عالم پر محبوب خدا ،رحمت لقب،ماہِ عجم اور مہر عرب کے فیضِ عام کا موضوع ذیل کی شاعری میں اپنائے ہوئے ہیں۔بلاشبہ دنیا پر آپﷺ کے بے شمار احسانات ہیں۔ کن کن احسانات کو انسان شمار میں لائے گا۔ساری دنیا ہی آپﷺ کے احسانات و فضل کی مرہون منت ہے۔دنیا میں انسانیت آپﷺ ہی نے تو سکھائی۔تہذیب و تمدن بھی آپﷺ کی وجہ سے آئی۔ہر بہتری کی وجہ آپ ﷺہیں اسی لیے فرمایا:

''بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺمیں بہترین نمونہ ہے۔''
۳۹۱ے

وہ یوں آپﷺ کے احسانات اور فیض و کرم کا ذکر کرتے ہیں:

آپ محبوب رب ،آپ رحمت لقب
آپ ماہ عجم، آپ مہرِ عرب
ہاں برستے ہوئے بادلوں کی طرح
سارے عالم پہ ہے فیضِ عام آپ کا۳۹۲ے

محمد خاں نشتر آپﷺ کے کئی احسانات کا ذکر کرتے ہیں ۔مثلاً آپ ﷺکا وجودپیکرِ احسانات کا مجموعہ ہے جس سے آدم خاکی کو بھی وقار ملا اور ذروں کو بھی نیر تاباں کا شرف حاصل ہوا۔وہ آپ ﷺکو یوں حقیقتِ ابدی کی معرفت قرار دے رہے ہیں۔ذیل کے اشعار بہ طور مثال پیش ہیں:

تیرا وجود باعث عرفان کردگار
تجھ سے حقیقت ابدی، عالم آشکار
ذروں کو تو نے نیرِ تاباں بنا دیا
تجھ سے ہوا ہے آدمِ خاکی فلک وقار۳۹۳ے

منور قریشی دشتِ بے یقینی میں آپﷺ کے خیال کو ایک شجر سایہ دار اور عالم ہستی میں ساری روشنی کا مرکزی روح قرار دے عقیدت کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ہم سے پہلی امتیں جب کوئی گناہ کر بیٹھتی تھیں تو خدا ان پر عذاب نازل فرما دیتا تھا اور ان

کی صورتیں بگاڑ کر جانور بنا دیتا تھا ۔مگر رسول اکرم ﷺنے اپنی امت کے لیے خاص طور پر شکل تبدیل نہ کرنے کی دعا کی ۔ اس طرح کی کئی اور دعائیں اور عمل آپ ﷺنے اپنی امت کے لیے کیے ۔ جاہلیت کے دستور و مراسم کا خاتمہ ، مساوات ، غلاموں کے حقوق، جاہلیت کے تمام خون کا باطل کرنا،سود کا خاتمہ ،عورتوں کے حقوق، جان و مال کا تحفظ،اس طرح کئی دیگر عوامل بھی آپؐ کے فضل و کرم سے ہیں۔وہ یوں آپ ﷺکی بصیرتوں پر جان نچھاور کر رہے ہیں:

وہ جس کے نور سے روشن ہے عالم ہستی
لباسِ انس میں کچھ اور شان دار لگا
نثار اس کے جس نے بصیرتیں بخشیں
اس آئینے میں مجھے عکس کردگار لگا،۳۹۴؎

سید رضوان حیدر بخاری آپﷺ کو پیکرِفضل و عطا اورآپﷺ کو فیض کا دریا قرار دے کر خلوص کے پھول اپنی نعت میں پیش کر رہے ہیں۔بلاشبہ آپﷺ کے لطف و عطا کی کوئی حد نہیں ہے۔اشعار ملاحظہ ہوں:

حدیں تیرے لطف وعطا کی نہیں ہیں
تب ہی طلب سے سوا چاہتا ہوں

فیض کا دریا ہیں ان کا فیض سب پہ عام ہے
ہر کسی کے لب پہ محبوب خدا کا نام ہے۳۹۵؎

جواد جعفری نے آپﷺ کے کئی احسانات کو موضوع سخن بنایا ہے۔مثلاًعرشِ الہی کو آپﷺ کے نعلین سے قرار ملا۔دو جہاں کی نعمتوں کی وجہ آپﷺ کی ذات ہے۔خدا کے نور کا پرتو اورآپکے نور سے سب شمس و قمر کی ضیائی ہے۔دل کو سکون اورجاں کو راحت آپؐ ہی کی وجہ سے ہے۔آپؐ سر چشمہ رشد وہدایت ہیں۔ رؤف بھی رحیم بھی ہیں اورکائنات کی ہر شے کے لیے رحمت العالمین ہیں۔آپؐ کے زمانے پر احسانات اتنے ہیں کہ شمار نہیں ۔وہ کائنات کی ساری رونقوں کا سبب آپ کو قرار دیتے ہیں :

شہِ بطحا بہت ہیں آپ کے احساں زمانے پر
نظر فرمائیے آقا ادھر اپنے دیوانے پر۳۹۶؎

خواجا محمد عارف نے اپنی نعتیہ شاعری میں آپﷺ کے احسانات و فضل وعطا کا ذکر کے محبت کا اظہار کیا ہے۔ **اِنّمَا المومنونَ اِخوۃ** کے مطابق سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔آپﷺ داعی امن بن کرامت میں بھیجے گئے۔ مساوات کا درس دیتے رہے،آپﷺ کی نظر میں امیر و غریب آقاو غلام سب برابر تھے۔ سلام کی آمد سے قبل عرب اپنے جھگڑے اور دیگر معاملات کو جنگ کے ذریعے ہی حل کیا کرتے تھے ۔ جنگ مسائل کا حل کیسے ہو سکتی ہے۔ جنگ تو خود ایک مسئلہ ہے۔ حضرت محمدﷺنے

تمام مسائل کو بات چیت سے حل کرنے پر زور دیا ۔انھوں نے اس سارے عمل کو خوب صورتی کے ساتھ دل کش و دل فر یب انداز سے موثر پیرائے میں بیان کیا ہے:

سکھائی اس نے انساں کو بس اک در کی جبیں سائی
کہ مقصودِ محمد نسلِ آدمؑ کی ہے یک جائی
دکھی انسانیت کی اور کیا ہوتی مسیحائی
جو پیاسے تھے لہو کے بن گئے آپس میں وہ بھائی
حرا سے حریت دیا صحرا نشینوں کو
تمدن آفریں ٹھہرے وہی مردانِ صحرائی۳۹۷ ؎

آپﷺ نے انسانیت کو مختلف نسلوں ،فرقوں ، رنگوں، علاقوں اور قبیلوں کے تعصب سے نکال کر خدائے ارض و سما کے در پر لا کھڑا کیا اور جو لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ۔ان کو بھائی بھائی بنا دیا ۔انسان کو حقیقت ابدی کی پہچان ہی آپؐ کے طفیل ہوئی۔دنیا کا ہرو جود اور ہر چیز آپﷺ کے بار احسان منت ہے کیوں کہ آپﷺ ہی وجہ تخلیقات کائنات ہیں۔فضل و عطا اور احسانات نبی ﷺکا موضوع اردو شاعری کا اہم موضوع رہاہے۔آزاد کشمیر کے نعت گو شعرا نے آپ ﷺکے احسانات کو اپنی شاعری میں خوب سمویا ہے اور جا بہ جا عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

۴٫۱۷۔اظہار عاجزی و انکساری / التجاتوسل نبی پاک :

دورِ حاضر کے تناظر میں دیکھا جائے تو امت محمدی ﷺپر عرصہِ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ ہر طرف سے ملت اسلامیہ کا گھیراؤ کیا جا رہا ہے۔اگر غیر مسلم قوتوں کو آپس میں زور آزمائی کرنا مقصود ہو تب بھی اکھاڑا ایک مسلم علاقہ بنتا ہے ۔یوں اسلام اور مسلمان دنیا میں ہر جگہ ظلم و جبر کی چکی میں پستے جا رہے ہیں ۔ مسلمان آپس کی رنجشوں اور اغیار کی چالاکیوں کے باعث ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو چکے ہیں ۔ہر سو تفرقہ نے امت کو بانٹ رکھا ہے ۔ مسلمانوں کی ایک جماعت دوسرے اسلامی لشکر کو مسلمان ہی تصور نہیں کرتی ۔ان حالات کے پیشِ نظر وہ تمام قوتیں سر اٹھا رہی ہیں جن پر مسلمان حکومت کر چکے ہیں اور وہ مسلمان قوم سے اپنی غلامی او ر محکومی کا بدلہ لے رہے ہیں ۔ جس کی واضح اور روشن مثال مسلمانوں کے ساتھ برما کی حکومت اور عوام کا ناروا سلوک، فلسطین پر اسرائیل کا جبر اور کشمیر میں جاری بھارتی بربریت ہے۔ان حالات کے باوجود حکمران طبقہ اغیار کی تقلید کیے جا رہا ہے۔ عالمِ اسلام اس وقت قائدانہ صلاحیت کے حامل حکمرانوں سے محروم ہے۔جس کے باعث اغیار نے مسلمانوں کا جینا دشوار کر رکھا ہے۔ ا ن حالات میں شعرا کیسے خاموش رہ سکتے ہیں۔شعرا ان تمام مشکلات کے حل کے لیے توسل نبی پاکؐ ، اللہ تعالیٰ سے دست دعا ہیں۔اردو نعتیہ شاعری ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہےجس میں آپؐ سے التجا و دعا کی ہے۔مثلاً حالی کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

اے خاصہِ خاصانِ رسل وقت دعا ہے

امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے۳۹۸؎

آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی توسل نبی پاک کاﷺراستہ اختیار کرتے ہوئے آپﷺ سے مدد طلب کی ہے۔ خواجا محمد عارف مسلم امہ کے لیے محبوب خدا،شاِ ہ امم اور رحمت عالم سے دستِ دعا ہیں کہ توحید کے داعی بکھرے جا رہے ہیں اور پرستارانِ صنم یک جا ہیں۔ان مشکلات میں ہماری اور ہمارے مقدس مقامات القدس،فلسطین،اقصیٰ اور دیگر مقامات کی حفاظت فرما۔خوب صورت دعائیہ اظہاریہ ذیل کے اشعار میں دیکھیے:

امت پہ تیری دنیا کے ستم اے رحمت عالم دیکھ ذرا
محبوبِ خدا ِ، اے شاہِ امم، اے رحمت عالم دیکھ ذرا
توحید کے داعی بکھرے ہیں تثلیث نے جھنڈے گاڑھے ہیں
یک جا ہیں پرستارانِ صنم ،اے رحمت عالم دیکھ ذرا
القدس و فلسطین و اقصیٰ وہ منزلِ معراج و اسریٰ
ہر سو ہیں وہاں بس آگ اور بم،اے رحمت عالم دیکھ ذرا
کوئی بھی نہیں ہے جائے اماں اب چھوڑ کے یہ در جائیں کہاں
اٹھی ہیں نگاہیں سوئے حرم،اے رحمت عالم دیکھ ذرا،۳۹۹؎

پروفیسر امین طارق قاسمی نبیﷺسے فلسطین اور کشمیر کے حوالے سے التجا کر رہے ہیں کہ ساکنان قبلہ اول اپنے ہی وطن میں بے رحم و بے بس و بے کس ہو چکے ہیں۔وہ نبی پاکﷺ سے ان تمام مشکلات اور معاملات کی عقدہ کشائی کے لیے یوں دعا فرما رہے ہیں:

وطن میں بے رحم ہیں ساکنان قبلہ اول
اسے بے رحم دنیا والوں کی ظالم ادا کہیے۴۰۰؎

گلزار حسین ساگرکاشمیری اپنی بے چینی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہیں کہ مجھے غم نے اس قدر رنجیدہ کر دیا ہے کہ اب سانس لینا بھی دُشوار ہو گئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپﷺ کی کرم نوازی ہو اور ان گناہوں اور غموں سے مجھے چھٹکارا ملے۔ ساگر کے دعائیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

آپ سے فریاد ہے بے سہارا کے ہیں آسرا
آنکھ بے دار دل میں لگن یاد سہارا مجھے۴۰۱؎

محمد سلیم عباسی مسلمانوں میں اتحاد کے فقدان کا اظہار کرتے ہوئے یوں اتحاد و اتفاق کی دولت کے لیے ملتمس ہیں۔یقیناً اس وقت پوری مسلم امہ وسائل کے باوجود مسائل کا شکار ہے۔ تو ایسے حالات میں بچاو کی صورت آپﷺ ہی ہیں۔آپﷺ کے طفیل ہی اللہ پاک ہماری لغزشوں کو معاف فرما کر تمام مشکل صورت حال سے نکال سکتے ہیں،اشعار بہ طور مثال ملاحظہ ہوں:

آپ کی امت کے دشمن ہو چکے ہیں متحد
میرے آقا ہے مسلمانوں میں پھر بھی انتشار
آپ ایسا مہربان آقا کہاں ڈھونڈے سلیم
آپ کا در چھوڑ کر جائے کہاں یہ خاکسار ۴۰۲ ؎

سیدصغیر صفی مسلمانوں کی موجودہ حالت کو گریہ وزاری کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ آج کا مسلمان دوسرے مسلمان کا خون بہانے میں مصروف ہے۔قوم بہ حیثیت مجموعی اپنے نظریات اور مہرووفا کو بھول کر نفرتیں بڑھانے میں مصروف ہے۔وہ کرم اور بہتری کی گزارشات کر کے لیے یوں دست دعا ہیں:

امام، شیخ، فقیہ ، و خطیب اور واعظ
سبھی لگے ہوئے ہیں نفرتیں بڑھانے میں
بھلا کے مہر و وفا کا سبق ہوئی مصروف
مرے نبی تیری امت لہو بہانے میں
صفی، یزید ہزاروں مقابلے میں ہیں
حسین آج بھی تنہا ہے اس زمانے میں ۴۰۳ ؎

سلطان محمود سلطان اپنے کلام میں آپﷺ سے مدد کے طلب گار ہیں۔یقیناًہم گناہ گاروں کے لیے مسیحا آپ ہی تو ہیں۔ہماری بے بسی،مجبوری،بے کسی اور لاچاری اس وقت بہت بڑھ چکی ہے ۔ان مشکل حالات میں رسول اللہ ہی سے نگاہ کرم کی التجا ہے ۔اشعار ملاحظہ کیجیے:

نگاہ کرم کی جیئے نگاہ کرم کی جیئے یا رسول اللہ
جھولی بھر دی جیئے جھولی بھر دی جیئے یا رسول اللہ ۴۰۴ ؎

سید رضوان حیدر اپنی کشتی کے کنارے کے لیے دعا گو ہیں۔آپﷺ کے فرمان کے مطابق آپﷺ کی ذات سے ایک مسلمان کی محبت دنیا کی تمام محبتوں اور تعلقات بشمول والدین اولاد اپنی جان تک سے فائق ہونی چاہے کیوں کہ بے شمار گناہوں کے نبی پاکﷺ نے اپنی امت کو اعلیٰ مقام پر رکھا ۔یہ نبی پاک ﷺکا عالی ظرف ہے کہ گناہ گار امت کو اپنی شفاعت عطا کر کے اعلیٰ مقام عطا کیا۔دعائیہ اشعار دیکھیے:

خدا کے بعد تم ہی سہارا ہو یارسول اللہ
نہیں کوئی تمھارے بن ہمارا یارسول اللہ ۴۰۵ ؎

سیدہ حنا بابرعلی حضور اکرم کے دیدار کی حسرت دل میں سجائے بیٹھی ہیں۔جس نے ایک بار آپ ﷺکادیدار کیا وہ بار بار حسرت کرتا ہے اور جس نے کبھی نہیں دیکھا وہ بھی حسرت دیدار رکھتا ہے ۔خواب میں بھی آپﷺ کا دیدار نصیب ہونا باعث رحمت ہے۔انھوں نے یوں دیدار کی حسرت کو اپنے نعتیہ کلام میں موضوع سخن بنایا ہے:

ہر روز آپ کا دیدار ہو نصیب
یعنی ہماری قوت جاں آپ ہی تو ہیں ۴۰۶ ؎

طاہر قیوم طاہر آپﷺ کے طفیل اللہ پاک سے بگڑی ہوئی قسمت کے سنورنے کی دعا کر رہے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا عبادت کا مغز ہے ۔ جس طرح انسان کا جسم صحیح ہو اور دماغ خراب وہ انسان بے کار ہوتا ہے۔ اسی طرح عبا دت بھی بغیر دعا کے بے کار ہے۔ دعائیہ اظہار تو دیکھیے:

بے کس ہوں میں عاجز ہوں عصیاں کے بھنور میں ہوں
بگڑی ہوئی قسمت ہے اس کو تو بنا آقا۴۰۷ے

خواجا محمد عارف نے آپ کے دیدار کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شیطان کبھی میری (حضرت محمدﷺ)شکل اختیار نہیں کر سکتا ۔لہٰذا اگر خواب میں آپ کوکہیں آپ کے دیدار کا اشارہ ہو جان لینا چاہیے کہ وہ یقیناً ہمارے نبیﷺ ہی ہیں۔شیطانی وسوسہ نہیں ۔ہم میں سے کسی نے بھی اپنے پیارے نبیﷺ کو دیکھا نہیں ۔دیدار کا واحد ذریعہ اللہ کے کرم سے خواب میں آپ ﷺکا تشریف لے آنا ہے۔وہ یوں خواب میں ردائے محمدﷺ کے لیے بے چین ہیں:

کہی نعت اس آرزو پر کہ شاید
عطا خواب میں ہو ردائے محمد۴۰۸ے

ساجد محمود ساجدرسول ﷺسے محبت و شفقت کا تقاضا کرتے ہیں ۔اگر آپ کی نگاہ کرم ہو جائے تو مجھے مشکلات سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ رسول پاک ﷺکے دیدار کی بار بار خواہش کی گئی ہے کہ اگر مجھ جیسے گناہ گار کو رسول پاک ﷺکا دیدار نصیب ہو جائے تو شب سے سحر نہ ہو۔اشعاربہ طور مثال ملاحظہ ہوں:

میری ساری مشکلیں حل ہو جائیں
محمد کی مجھ پہ اگر اک نظر ہو۴۰۹ے

مشتا ق شاد آزاد ی کشمیر کے لیے دعا کر رہے ہیں۔کشمیر ایک ایسا موضوع ہے جس پہ بڑے بڑے شعرا کے علاوہ کشمیر کے بھی ہر شاعر نے دل کھول کر لکھا ہے۔شاد کشمیر پر اتری ہوئی ظلمت کے خاتمے کے لیے دست دعا ہیں کہ میرے آقا اپنی عطاؤں سے کشمیر یوں کو آزادی عطا فرما۔خوب صورت دعا ملاحظہ ہو:

میرے آقا میرے کشمیر پر اپنی نظر کر دیں
یہاں اُتری ہوئی ظلمت کی ہر شب کو سحر کر دیں
یہ وادی آپ ہی کے نام لیواؤں کی وادی ہے
اِسے اپنی عطاؤں سے جہاں میں معتبر کر دیں۴۱۰ے

محمد خاں نشر نے آپﷺ کی بعثت سے پہلے کی کیفیت ،پھر آپﷺ کے آنے سے عرب کے معاشرے میں جو تبدیلیاں آئیں ان کاذکر کیا ہے ۔آج پھر قلب بشر میں اسی درد کی ضرورت ہے جو آپ کی تعلیمات سے پیدا ہوا تھا۔اشعار دیکھیے:

جس درد کا تو نے تھا کیا آ کے مداوا
وہ درد پیدا ہو پھر قلب بشر میں۴۱۱ے

احمد شمیم آپﷺ کی فضلیت سے دنیا کے رنگوں کا ذکر کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدﷺکو ان کے منصبِ نبوت کے اعتبار سے سراج منیریعنی ایک روشن چراغ قرار دیا ہے۔ایک روایت کے مطابق جب آدمؑ سے لغزش ہوئی تو انہوں نے محمدﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بخش دیا۔دعائیہ اظہار دیکھیے:

یانبی تیری شفا برسے گھٹا کی صورت
ہم بھٹکتے ہیں خلاوں میں صدا کی صورت
ریت میں پھول کھلے تیری محبت کے طفیل
دھوپ ویرانوں پر برسی ہے گھٹا کی صورت۴۱۲؎

حُر کاشمیری آپﷺ کے زمانے کی فضلیت و عظمت پر لب گویا ہیں۔یقیناً آپﷺ سے مسلمانوں کی جو ذہنی و روحانی وابستگی ہے وہ قابل فخر ہے۔ہر مسلمان کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ اسے آپ ﷺکا دیدار نصیب ہواور آپﷺ سے وابستہ ہر چیز سے وہ محبت کرے۔اشعار دیکھیے :

اے کاش دیکھتا میں زمانہ حضور کا
نجیبِ کائنات گھرانہ حضور کا
رہتا میں ان کے در پہ گدائے صفہ کی مثل
ملتا مجھے بھی نانِ شبانہ حضور کا۴۱۳؎

واحد اعجاز میر بھی فخر عیسیٰ اور ہا دی آخر الزمان سے نظر کرم کے لیے دست ِ دعا ہیں۔ہر امتی اپنے مسائل کے حل کے لیے آپﷺ کا توسل اختیار کرتا ہے ۔ دعائیہ اظہار ملاحظہ کیجیے:

اے فخر عیسیٰ
اے ہادی آخر الزماں
اک نظر اس طرف
اس پرانے کھنڈر
اس تڑختی عمارت کے اجڑے پلستر لرزتے ستونوں
کی چیخیں سنیں
رنگ و روغن ہوا اور مٹی کا منہ بھر چکے۴۱۴؎

صحابہؓ کے دور سے لے کر آج تک معاصر مبتدعین کے علاوہ تمام مفسرین توسل پر متفق ہیں۔نبی کریمؐ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کرنا اور اپنی پریشانیوں کا حل چاہنا اردو شاعری کی روایت رہی ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی کہیں توسل بالاعمال یعنی اپنے کسی نیک عمل کے وسیلے سے حاجت پوری فرمانے کی دعا کی ہے۔ کہیں توسل بالذوات یعنی کسی نبی، صحابی یا کسی ولی سے اپنے تعلق کا واسطہ دے کر بھی دعا مانگی ہے۔اسی طرح اسمائےصفات سے توسّل ،اعمال خیر کے ذریعہ توسّل ، مومن کی دعاکے توسّل ، پیغمبرکے ذریعہ توسّل سے دعا کی ہے اور سب سے بڑھ کر اپنی مشکلات سے چھٹکارے کے لیے آپ کا توسل اختیار کیا ہے۔

۴,۱۸۔اصحاب رسول ﷺسے محبت و عقیدت :

اردو نعتیہ شاعری کے ہر دور میں جہاں آپﷺ سے محبت و عقیدت کا اظہار ہے ۔وہاں شعرا نے صحابہ کرامؓ،آپؐ کے خدام اور جاں نثاروں کا ذکر بھی محبت و احترام سے کیا ہے۔صنف شاعری میں اس کے لیے منقبت استعمال ہوتا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں بھی یہ بیانیہ اپنی پوری جدتوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ڈاکٹرفیاض الحسن کا کلام ملاحظہ ہو:

پیر میرے صدیق اکبر میرے نبی کے وہ پیارے یار
دونوں میں سے ایک وہی تھے اِدھما فی الغار
دوسرے یار عمر ذیشان میری جان ان پر قربان
ان سے تو ابلیس بھی بھاگے دیکھ تو آقا کا فرماں
تیسرے یار عثمان غنی ہیں جامع قرباں ربانی
ذوالنورین ہے لقب پیارا کوئی نہیں ان کا ثانی
چوتھے یار علیؓ ولی ہیں صورت ہے قرآنی
ہر میدان میں یکتا ہیں وہ حیدر شیر حقانی۴۱۵ے

جاوید اقبال نے بھی آپﷺ کے چاروں عاشقوں صدیقؓ ،عمرؓ ،عثمانؓ اور علیؓ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔حضور ﷺکو اپنے صحابہ کرام اور امت سے اتنی محبت تھی کہ وہ پوری رات جاگ کر دعا کرتے تھے۔ حضور ﷺکے ارشاد کے مطابق صحابہ کرامؓ ستاروں کی مانند ہیں۔جاوید اقبال کا بیانیہ ملاحظہ کیجیے:

صدیقؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ
حضور کے چاروں یار چلے آتے ہیں
ہے مرتبہ بالا ان عاشقوں کا
جو کر کے حضور کا دیدار چلے آتے ہیں۴۱۶ے

پروفیسر شفیق راجا نے اپنے کلام میں حضرت صدیقؓ کے لیے صدق وصفا،حضرت عمرؓ کی نظم و عدالت،حضرت عثمانؓ کو جود وسخا،حضرت علیؓ کو شمشیر و قلم،حسینؓ کی پاکیزگی،زہرہؓ کا ایثار ووفا،جعفر طیارہ ؓ کی دل نشین زبان اور احسانؓ کی فہم و قلم کا خوب صورت ذکر کیا ہے۔یقیناًنبی ﷺکے بعد جن کا مقام آتا ہے وہ خلفائے راشدین ہیں۔ یہ نبی پاکﷺ کے جانثار ساتھی تھے۔ جنھوں نے اپنی زندگیاں آپﷺ کے ساتھ گزاریں جس پر ہر ایک کو رشک آتا ہے۔حضورﷺ کے چار یار، ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلفائے راشدین گزرے ہیں۔ آپﷺ نے ان کی اتباع کا حکم دیا ہے۔وہ یوں اصحاب مصطفیﷺ کا ذکر یوں کرتے ہیں:

صدیقؓ کا صدق وصفا ،نظم و عدالت عمرؓ کی
عثمانؓ کا جود و سخا ،حیدر کی شمشیر و قلم
پاکیزگی حسینؓ کی ،زہرہؓ کا ایثار و وفا
امت کی ماؤں کے لیے دل میں محبت یم بہ یم
کہاں سے جعفرؓ طیار کی زباں لائیں

کہاں سے لائیں وہ حسانؓ کے فہم و قلم۴۱۷؎

طاہر قیوم طاہر نے صحابہؓ اور اہل بیت کی فضیلت بیان کی ہے۔جو شخص نبیﷺ سے محبت کرتا ہے وہ آپﷺ کی آل و صحابہؓ سے لازماً محبت کرتا ہے۔ اسلام پر عملی طریقہ سے چل کر دکھانے والے صحابہؓ اور آل نبیﷺ ہی تھے ۔صحابہؓ نے حضورؐ کے دین کو ساری دنیا میں پھیلا یا ۔صحابہؓ نے آدھی دنیا پر حکومت کی اور اسلام کا جھنڈا لہرایا ۔ اہل بیت نے شریعت کی حفاظت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ۔ اشعار میں عقیدت ملاحظہ ہو:

یہ سارے تمہارے عاشق میں
ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ۴۱۸؎

سید صغیر صفی نے بھی اپنے کلام میں اہل بیت سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ حضرت امام حسینؓ ایسی ہستی ہیں جنھوں نے پیغمبر اسلامﷺ کی گود میں آنکھ کھولی۔ نبی کریمﷺ، حضرت امام حسینؓ سے بے حدمحبت کرتے تھے۔ حضرت امام حسینؓ جب فرات کی طرف بڑھے،پانی لے کر پینا چاہتے تھے کہ یزیدکے حامیوں نے آپؓ پر حملہ کر کے سر اقدس جدا کر دیا۔ وہ سر جہاں آپ چوما کرتے تھے۔حضرت امام حسینؓ نے میدان کربلا میں صبر و استقلال کی ایک ان مٹ اور لازوال مثال قیامت تک کے انسانوں کے لیے چھوڑی جو ساری کائنات کے لوگوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے سارے خاندان کو قربان کر کے اور اپنی جان دے کر اسلام کی آبرو بچائی۔ حضرت امام حسینؓ کی یہ قربانی تاریخ اسلام کا اہم ترین واقعہ ہے۔ شعری اظہار دیکھیے:

عجب داستان ہے
لہو لہو فرات ہے
رسول حق کے دیں پر سبھی لٹا دیا گیا
سر حسین یعنی ایک عظیم سر
جہاں رسول کے ہزار بوسے ثبت تھے
کٹا دیا گیا۴۱۹؎

طا ہر قیو م طا ہر نے ذیل کے شعر میں حضرت امام حسینؓ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔حضرت امام حسینؓ کو تاریخ اسلام میں بہت بلند اور اعلیٰ مقام حاصل ہے۔یزید اور اس کے حا می جنگ جیت کر بھی دربدر اور رسوا ہوئے اور جہنم اپنا مستقل ٹھکانا بنالیا جب کہ حضرت امام حسینؓ نے دین اسلام کی خاطر ایک عظیم قربانی دے کر جنت کوپالیا۔ آپﷺ نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا ہے۔ آپﷺ نے فرمایا:

''حضرت فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اورحسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''۴۲۰؎

بہ طور مثال شعر ملاحظہ فرمائیں:

وہی سردار ہے جنت میں بے شک سب جوانوں کا
خدا کے راستے میں جو لٹا گھر بار دیتا ہے ۴۲۱؎

رضوانہ خان حضرت صدیق اکبرؓکی جاں نثاری پر نثار ہوکر اپنی چاہت کا اظہار کر رہی ہیں۔یقیناً آپﷺ کے سب قرابت دار محبت کے قابل ہیں۔ایک سے بڑھ کر ایک کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں اور ہمارے لیے سب اصحابِ نبیﷺ عظیم ہستیاں ہیں اور ستاروں کی مانند ہیں۔شعر دیکھیں:

نبی کے حکم پہ گھر اپنے کی ہر اک شہ کو
خدا کی راہ میں صدیقؓ نے نثار کیا۴۲۲؎

پروفیسر سید مقصود حسین راہی نے بھی اپنے کلام میں اصحاب رسول ﷺسے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔یقیناً اصحاب رسولﷺ جن میں حضرت ابو بکر صدیقؓ،حضرت عمرؓ،حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ یہ سب عظیم اور خوش قسمت ہستیاں ہیں جنھوں نے آپ کا دیدار کیا۔راہی کا شعر ملاحظہ ہو:

ابوبکرؓ عمرؓ بھی عثمانؓ علیؓ بھی
اور حلقہ یاراں میں وہ حالات کے لمحے۴۲۳؎

محمد خلیل ثاقب نے اپنے کلام میں خلفائے راشدین کی شان میں محبتوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔آپ ﷺکے ارشاد کے مطابق ان اصحاب رسول ﷺکی اطاعت ہم پر لازم قرار دی گئی ہے ۔حضرت محمدﷺ کا ارشادِ پاک ہے:

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی اطاعت کرو گے ہدایت پاؤ گے۔''۴۲۴؎

ذرا شعر ملاحظہ کیجیے:

وہ نور خدا سر نبی سر ولی میں
وہ صدیقؓ ، فاروقؓ، عثمانؓ علیؓ میں۴۲۵؎

ڈاکٹر افتخار مغل نے اپنے ذیل کے کلام میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے جود وسخا کو بیان کیا ہے ۔حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آپﷺ اور اسلام سے محبت ڈھکی چھپی نہیں تھی۔حضور پاکﷺ کی جان نثاری پر وہ اپنے گھر کا سارا مال و متاع پیش کر دیتے ہیں۔عقیدت دیکھیے:

اک صدیقؓ نے جھولی جھاڑ کے بتلایا
میرے گھر بس نام تمھارا باقی ہے
اک غنی سے پو چھا کیا کچھ لائے ہو
آدھا لے آیا ہوں آدھا باقی ہے۴۲۶؎

حُر کاشمیری کی نعتیہ شاعری میں آپﷺ کے قرابت دار سے عقیدت کا اظہار ملتا ہے ۔ذیل کے شعر میں بھی انھوں نے حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام حسنؓ سے

عقیدت کا اظہار کیا ہے۔حسنین کریمین سے آپﷺ کو بہت زیادہ محبت تھی۔نماز میں بھی آپﷺ کا شانہ مبارک حسنین کریمین کا مرکب بن جاتا۔وہ یوں حسنین کریمین سے عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں:

حسنین کریمین کا صدقہ بھی لوٹتا
مرکب بنا تھا جن کا شانہ حضور کا۴۲۷ ؎

مسعود ساگر نے اپنے کلام میں اصحاب رسولﷺ سے بے پناہ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔آل نبی ﷺاور صحابہؓ سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے ۔جس طرح آپﷺ کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔ اسی طرح اصحاب رسولﷺ کی اطاعت بھی لازم ہے۔ وہ یوں عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں:

اس رات کے عالم کو تصور میں تو لاؤ
ہے جسم علیؓ کا، شہ ابرار کا بستر
صدیق کے زانو پہ، جو رکھا سرِ اقدس
اک یار کا زانوں ہو ااک یار کا بستر۴۲۸ ؎

حکیم سید علی اکبر شاہ محب علیؓ میں گرفتار نظر آتے ہیں۔شیر خداحضرت علیؓ سے اہل سلام کو بے پناہ محبت ہے۔یقیناً شیر خدا وہ عظیم اور بہادر ہستی ہیں جن کی بہادری قابل داد ہے۔شاعر محب علیؓ کو جنت کی خوش خبر ی سنا رہےہیں۔ذیل کا شعر بہ طور مثال پیش ہے:

وہ راہ جنت کبھی بھولے گا کیسے
جو محب علیؓ شیر خدا ہو۴۲۹ ؎

منور قریشی نے اپنی نعتیہ شاعری میں ثور وحرا میں حضرت صدیقِ اکبرؓ کے آپﷺ کے ساتھ رہنے پر انؓ سے عقیدت اور وفا ومہر کا پیکر کہہ اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے :

وہ کہ وفا ومہر کی جن کے،دیکھے تھے ثور و حرا
نے منظر
گونا گوں انسان ہوئے پر ،ایک ہوئے صدیقِ اکبر۴۳۰ ؎

پروفیسر سید مقصود حسین راہی اصحاب نبیﷺ، حضرت ابو بکر صدیقؓ،حضرت عمرؓ،حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی شان میں اپنے ذیل کے شعر میں عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں:

ابوبکرؓ و حیدرؓ و عثمانؓ بھی
عمرؓجاں جاں جان عرفان بھی۴۳۱ ؎

سید نثار نجمی اپنے آپ کو عاشق مصطفیﷺ ،مرتضیٰ کا شیدائی،اسیر صحابہؓ اوراولیا کا فدائی کہہ کرآپﷺ کے قرابت داروں کو محبت کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔یقیناً آپﷺ کے سب قرابت دار ہمارے لیے قابل احترام اور قابل عزت ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی قابل احترام ہیں۔شعر دیکھیے:

میں عاشق مصطفی ہوں مرتضیٰ کا شیدائی بھی
میں اسیر صحابہ ہوں، اولیا کا فدائی بھی۴۳۲؎

بشیر صرفی اپنے کلام میں حضرت صدیق ؓ کو یارِ غارِ صدیقؓ اور حضرت علیؓ کومحافظ اسلام و فاتحِ خیبرکہہ کر چاہتوں کا تحفہ پیش کر رہے ہیں۔یقیناًصحابہ کرامؓ سے اللہ تعالیٰ اور رسولﷺ کو بے حد اپنائیت اور چاہت تھی جس کی وجہ سے اصحاب رسولؐ کی اطاعت ہم سب پر بھی لازمی کر دی گئی۔اشعار دیکھیے:

چراغ بزم رسالت وہ یارِ غارِ صدیق
وہ ہر قدم پہ رسالت مآب کو مقبول
علی محافظ اسلام و فاتحِ خیبر
علی خدا و رسولِ خدا کو ہے مقبول۴۳۳؎

میجررفیق جعفری نے بھی اپنے کلام کو اصحاب رسولﷺ کے خوب صورت گوشوں سے منور کیا ہے۔یقیناً عشق مصطفیؐ ہی کی بدولت ہم دنیا کی سرداری پھر سے حاصل کر سکتے ہیں۔جب کہ تفرقہ بازی کا شکار ہو کر ہم اپنی جڑیں خود کاٹیں گے۔شاعر نے اس شعر میں اسی حقیقت کا اعتراف کیا ہے:

کر دو عشقِ مصطفی سے ان بتوں کو پاش پاش
”اے گرفتار ابوبکر ؓ و علیؓ ہشیار باش“۴۳۴؎

وہ اپنے ذیل کے اشعار میں بھی اصحاب مصطفی ﷺپر یوں سلام پیش کر رہے ہیں:

اصحاب مصطفی پہ سلام
نبی سے پیار کی دنیائے دل ربا پہ سلام
نبی کے عاشق و اصحاب ؓ باوفا پہ سلام۴۳۵؎

بعد ازخدا حضرت محمدﷺ ہیں۔بعد از محمد اصحاب نبیﷺ اور آپﷺ کے قرابت دار ہیں۔ہم آپ ﷺکے قرابت داروں کا مقام کیا متعین کر سکتے ہیں۔ ان سب کا مقام و مرتبہ خدا اور اس کے رسولﷺ ہی جانتے ہیں۔ہمارے لیے سب برابر ہیں ۔سب کے سب قابل احترام ہیں۔ آزاد کشمیر کی شاعری میں صد یق اکبر ؓ،حضرت عمر فاروقؓ،حضرت عثمان ؓ،حضرت علیؓ اور اہل بیت کے علاوہ آپﷺ کے قرابت داروں کا ذکر ایک مستقل موضوع ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے جہاں آپﷺ سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے وہاں آپﷺ کے صحابہ کرام ؓ کی شان سے بھی عقیدت برتی ہے ۔ شعرا نے اپنے کلام میں تمام صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کا ذکر نہایت عقیدت کے ساتھ کیا ہے۔

۴,۱۹۔مدحتِ رسول :

مدحت کا مطلب ہے تعریف کرنا۔نبی کریم ﷺکی تعریف وتوصیف پر مشتمل کلام کو عربی میں مدح النبی یا المدائح النبوی کہاجاتا ہے۔ ہر عاشق رسول ﷺیہ چاہتا ہے کہ اس کی زبان سے نبی پاکﷺ کی مدحت بیان ہو ۔یعنی آپﷺ کی مدح سرائی ہو۔ خود خالق نے اور ہم نے تمھارا ذکر بلند کیا کہہ کر مدحت کا سلسلہ شروع کیا۔اسلام کے اوائل میں ہی

شعرانے نبی کریمؐ کی مدح وتوصیف کے بارے میں اشعار کہنے شروع کردیے تھے۔عربی اور فارسی کے ساتھ اردو نعت میں بھی مدحتِ رسول ﷺمیں ایک وقیع سرمایہ موجود ہے۔

آزاد کشمیر کے نعتیہ ادب میں بھی مدحت رسول ﷺکا ایک ثروت مند سرمایہ موجود ہے۔بشیر صرفی کا یہ کہنا بجا ہے کہ جس کا ذکر خود خالق کرے میں اس کی مدحت کا حق کیسے ادا کر سکتا ہوں ؟انھوں نے اپنی نعت میں خاص ترنم ،بحر کی موزونیت ،عشق وارفتگی اور مدحت رسول ﷺکا نمونہ پیش کیا ہے، چند اشعار پیش ہیں:

سراپا عجز ہیں مدحت کے باب میں کیا کیا
کہیں حضورِ رسالت مآب میں کیا کیا
بھلا کہاں میں ،کہاں مدحتِ رسول خدا
کہ تیری مدح ہے ام الکتاب میں کیا کیا۴۳۶ ؎

ڈاکٹر عبدالرحمن عبد کی مدح رسول ﷺپر مشتمل کتاب’’ عرفان عبد‘‘میں عشق رسول ﷺاور مدحت رسولﷺ کا پاکیزہ بیان اور آپﷺ کے کارناموں کا حسین گل دستہ ہے ۔کلام کی برجستگی، الفاظ کی آورد، بندش کی پختگی میں انھوں مدحت رسول ﷺیوں بیان کی ہے:

آپ کی طاعت اصل عبادت آپ کی مدحت عین عبادت
عبد پہ ہوں انعامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۴۳۷ ؎

پروفیسربشیر مغل مایہ ناز شاعر ہیں۔انھوں نے اپنے کلام میں نبی رحمتﷺ کی مدحت اور نغمہ سرائی بڑے دل کش انداز میں کی ہے۔ وہ اس بات کو قابل فخر سمجھتے ہیں کہ امام انبیاؐ ہی ان کے ممدوح ہیں۔وہ اس ذات کی مدح کر رہے ہیں جس کی مدح خود خالق کائنات کرتا ہے۔ وہ یوں ثناءخواں ہیں:

ہے فخرِ طائفہ مرسلاں وہ
مرا ممدوح امام انبیاءہے
میں اسی کی نعت خوانی کر رہا ہوں
ثناءجس کی ذاتِ کبریا ہے۴۳۸ ؎

ڈاکٹرفیاض الحسن مدحت رسولﷺ کے لیے اپنی کم مائیگی کا اظہار کرتے ہوئے عقیدت کے نغمے پیش کر رہے ہیں۔ بلاشبہ آپﷺ کی پیروی کرنا ،عشق و محبت کی بات کرنا ہر عاشق رسولﷺ کی اولین ترجیح ہوتی ہے۔ ہر عاشق اپنے اپنے انداز سے آپﷺ کی تعریف بیان کرتا ہے جس سے اُس کے جذبہ عشق کی ترجمانی ہو جاتی ہے۔ آپﷺ کے بے شمار احسانات انسانوں کے لیے ہیں۔شعر ی مثال دیکھیے

مدحت ان کی کیسے کروں میں اپنی تو اوقات نہیں
سخن میرے پر کرم خدا کا مجھ میں ایسی بات
نہیں۴۳۹ ؎

طاہرقیو م طا ہرنے اپنے آپ پر فخر کیا ہے اور مدح خوانی کو عظیم کا م قرار دینے کے ساتھ ساتھ عشق اور محبت و عقیدت کو لازمی قرار دیا ہے۔قرآن کریم سب کا سب آئینہ مصطفی ہے۔ جو آپﷺ کے اخلاق کی گواہی دے رہا ہے۔مدحت رسولﷺ بھی ایک عظیم عبادت ہے اور سعادت کی بات ہے۔ شعر ملاحظہ فرمائیں:

مدحت آقا سے پہلے اتنا طاہر جان لے
اشک جب تک ہوں نہ شامل نعت ہوتی ہے کہاں ۴۴۰ ؎

عطا راٹھور عطا نے بھی اپنے نعتیہ کلام میں مدحت رسولﷺ کی ایک اپنی سی کوشش کی ہے۔بلاشبہ مدحت رسولﷺ کے چرچے عرش و فرش پہ جاری و ساری ہیں۔ہم مدحت رسول ﷺکا حق کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ہم تو صرف اپنی سی ایک کوشش ہی کر سکتے ہیں ۔ اشعار میں مدحت رسول ملاحظہ ہو:

سوال تھا مصطفی کی مدحت۔۔۔؟
تو سب لکھا جواب خوشبو ۴۴۱ ؎

ڈاکٹر مقصود جعفری کی شاعری کی کتابوں میں ان کانعتیہ کلام دل میں اترنے والا ہے۔آپﷺ کی مدحت اور اطاعت ہی سے دین و دنیا کی کام یابی حاصل ہوتی ہے۔شاعر بھی وظیفہ مدح محمد میں مگن ہیں اور اپنے آقا کی مدح میں ذیل کے اشعار عقیدت کے طور پر پیش کر رہے ہیں:

میرا وظیفہ مدح محمد ہے جعفری
ادنیٰ غلام ہوں میں رسالت مآب کا۴۴۲ ؎

ناز مظفرآبادی کے کلام میں خوب صورت نعتیں موجود ہیں۔ان کی یہ خوب صورت نظم ''سلیقہ مدحت ''سرکار کی چاہت میں مقبول ہے۔یقیناً وہ الفاظ بھی خوش قسمت ہیں جو آقا ﷺکی مدحت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔نعت ایک سلیقہ اور عشق مانگتی ہے۔نظم ملاحظہ ہو:

حرف جو
نعت میں نہیں آیا
کسی اوقات میں نہیں آیا
ناز مدحت
اک سلیقہ ہے
وہ تری بات میں نہیں آیا۴۴۳ ؎

اور ذیل کے اشعار دیکھیے وہ مدحت رسول ﷺاور نعت کے سلیقے اور قرینے کے ہنرکے لیے اپنے اللہ تعالیٰ سے یوں التجا کر رہے ہیں۔ یقیناً نعت دو دھاری تلوار ہے۔مدحت آقا ﷺکے لیے شعری اور شرعی آداب کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ناز کے اشعار ملاحظہ کیجیے:

نعت نبی کا یا رب مجھ کو ہنر عطا کر
ورنہ یہ اشک مجھ کو لے جاہیں گے بہا کر

یہ التجا ہے میری، ایسا مرے خدا کر
مدحت رسول میرے ہر شعر میں بپا کر۴۴۴؎

پروفیسر مقصود حسین راہی کے مدحت رسولﷺ پر مشتمل اشعار دلوں کی دنیا بدلنے ،دریائے عشق رسولﷺ کی غوطہ خوری اور محبت وعقیدت کا انمول نمونہ ہے۔ بلاشبہ محمدﷺ کے لیے حق نے یہ بزم کن سجائی ہے۔محمدﷺ کی مدح ہی میں یہاں یہ خشک اور تر ہیں۔مدحت رسول ﷺمیں یہ اشعار دیکھیے:

برگ گل تارِ نقشِ زمین و زماں
سر بسر نغمہ زن اس کے مدحت سرا۴۴۵؎

سید ذوولفقار خاور نقوی نے بھی مدحت رسول اللہ میں نعت کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنا توشہ آخرت کا ذریعہ بنایا ہے اور یقیناًنعت لکھنا ،پڑھنا اورنعت محافل کا انعقاد درحقیقت پیغام رسول ﷺکو عام کرنے اور مدحت رسولﷺ کی ایک صنف نعت گوئی پیغام رسولﷺ کو عام کرنے کا ایک منفرد ہتھیار ہے۔مدحت رسولﷺ میں ذیل کے اشعار دیکھیے:

نبی کی مدحت کا شوق دل میں نگینہ بن کے جڑا ہوا ہے
قدم منی کے ہیں نقش جب سے،تو دل مدینہ ہی بن گیا
ہے
نبی کی نعت لکھنا کہاں تھا بس میں یہ میرے خاور
یہ نعت لکھ کر میں سوچتا ہوں نبی کی مدحت کا معجزہ
ہے۴۴۶؎

سید رضوان حیدر بخاری اچھی نعت پڑھتے اور کہتے ہیں۔بلاشبہ مدحت رسول ﷺایک پاک سفر ہے اور ہماری کام یابی کی ضمانت بھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔وہ یوں مدحت رسولؐ کو ایک پاک سفر قرار دیتے ہیں:

مدح حبیب کبریا کرتا ہوں روز و شب
دن رات بسر ہوتے ہیں اس پاک سفر میں۴۴۷؎

حکیم سید علی اکبر شاہ کا یہ کہنا بجا ہے کہ سارے کا سارا قرآن آپﷺ کی مدح ہے ۔میں کیا ان کی مدح سرائی کا حق ادا کر سکتا ہوں۔آپﷺ کی ذات تو وہ ذات ہے جس کی مدحت میں خود خالق کائنات بھی ممدوح ہے۔تمام عبادات میں بھی آپﷺ کی مدحت ہی تو ہے۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

نمازوں میں آذانوں میں دعاؤں میں مرے آقا
قرآں ہے مدح ان کی ثناؤں میں میرے آقا۴۴۸؎

ضیا الحسن ضیا مولائے کل کی مدح سرائی کے شرف پر ہر وقت رطب اللسان رہنا چاہتے ہیں۔آپﷺ کی مدح سرائی عبادت ہے۔ اس کا شرف خوش قسمت لوگوں کو ہی ملتا ہے۔کل کائنات ہی آپﷺ کے صدقے میں بنائی گئی ہے،دوسرے شعر میں ڈاکٹر امتیاز عباسی نے اپنی نعت میں مدحت رسولﷺ کو ایک عظیم طاقت اور نعمتِ خداوندی کہہ کر

اپنی چاہت کا اظہار کیا ہے، جس ذات کا ذکر خود خالق کائنات کرےاسے کسی اور کی مدح کی کیا ضرورت ،ہم صرف اپنی سی کوشش کر سکتے ہیں، اشعار ملاحظہ ہو:

میسر ہو شرف مولائے کل کی مدح سرائی کا
میں اپنی بے زبانی کو سدا رطب اللسان پاؤں۴۴۹ ؎

وہ قوت ہے قوت ہے محمد محمد
صرف مدحت ہے مدحت محمد محمد۴۵۰ ؎

ذیشان افضل نے بھی مدحت رسول ﷺکو اپنی زندگی کی کامیابی کہہ کر شان اقدس میں پھو ل نچھاور کیے ہیں۔یقیناً جو ارض پہ احمد ہیں،جو ہم دم ارحم ہیں،جو ارفع واعظم ہیں،جو پیکرِ اکرم اور جن کا ذکر افلاک پہ جاری و ساری ہے ان کی میں کیا مدح سرائی کر سکتا ہوں۔شعر دیکھیے:

کیا مدح کروں ان کی جو ارض پہ احمد ہیں
اور ذکر وبیاں جن کے افلاک پہ پہیم ہیں۴۵۱ ؎

احمد شمیم کا مدحت رسولﷺ میں یہ کہنا بجا ہے کہ تیرے انفاس میں چمکا ہے ۔سماوات کا نور اور آپﷺ کی صورت میں ہی اللہ تعالیٰ کی صورت دکھائی دے رہی ہے۔بلاشبہ حضور ﷺکی آمدسے ہر طرف عطر جیسی خوشبو پھیل گئی اور ذرہ ذرہ چمکنے لگا۔ ہر ایک کوآپﷺ نے اس کے حقوق عطا کیے ،پھر کیوں نہ ہو مدحت رسول ﷺکی۔ شعری اسلوب اور اظہار ملاحظہ ہو:

تیرے انفاس میں چمکا ہے سماوات کا نور
تیری صورت میں نظر آئی خدا کی صورت۴۵۲ ؎

ایازاحمد عباسی مدحت رسولﷺ سے اپنے دل کو منور کرنا چاہتے ہیں۔بے شک دل اللہ تعالیٰ اور آپﷺ کی یاد سے ہی منور ہوتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور کامرانی بھی آپﷺ کی مدحت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔وہ یوں آپﷺ کی مدح سے دل کو غنی کر رہے ہیں:

حضور کوئی مداوا بھی آخری نہ ہوا
تمھاری یاد سے جب تک یہ دل غنی نہ ہوا۴۵۳ ؎

منور قریشی مدحت آقا ﷺمیں رطب اللسان ہیں۔حرمت اسم محمدﷺ کا اُجلا ہر سُو پھیلا ہوا ہے اور رحمت حق بھی اسی اجالا کے سبب کھینچتی ہے۔ہر رت میں وہی پیکر بہار بھی ہیں اور وہی ایک نام ہے جو حسن بے کنار بھی ہے۔حقیقت میں تو سارا عالم اسی کے نور سے روشن ہے ۔اسی کے آئینے میں عکس خدا بھی دکھائی دے رہا ہے۔مدحت رسول ﷺمیں خوب صورت اظہاریہ ملاحظہ ہو:

نثار اُس کے کہ جس نے بصیرتیں بخشیں
اُس آئینے میں مجھے عکس کردگار لگا۴۵۴ ؎

مدحت رسول ﷺکا سفر اللہ تعالیٰ کے توصیفی کلمات سے آج تک رواں دواں ہے ۔اردو نعتیہ شاعری میں مدحت رسولﷺ کے بہترین نمونے موجود ہیں۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی حب نبویﷺ اور عشق رسولﷺ میں مدحت رسولﷺ کے زمزمے گاتے ہوئے اپنی عقیدت ومحبت اور وارفتگی کے بیش بہا اور انمول تحفے نعت گوئی کی شکل میں اپنے کلام میں پیش کیے ہیں۔ انھوں نے مدحت رسول ﷺکے ان مول موتیوں کو الفاظ کے پیرائے میں عقیدت سے پرویا ہے۔

۴,۲۰۔اطاعتِ رسولؐ /غلامیِ رسول ﷺ:

اسلام میں اطاعت رسول ﷺکو ایمان کا لازمی جزو اور قربت الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن و احادیث میں نبی کریمﷺ کی اطاعت کو اطاعت الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ فرماتا ہے:

> ترجمہ:''جس نے نبیﷺ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔''۴۵۵؎

ڈاکٹر عاصی کرنالی اطاعت رسول ﷺکے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''حقیقت یہ ہے کہ ذکر رسول ﷺاور اس اطاعت کے وسیلے سے اپنے ذہن و فکر ،اپنے قول اور عمل اور اپنی سیرت و شخصیت میں کامل انقلاب لانا ہی مقصودِ نعت ہونا چاہیے۔اگر متکلم(شاعر)اس عمل نعت گوئی کو،اس ذکر وثناءکو اپنے وجود پر وارد نہ کر سکے اور اپنے قلب پر نازل نہ کر سکے تو وہ معاذ اللہ نعت کے مقتضیات و مطالبات سے محروم اور بے نصیب رہا اور ثنا سے رسول کی برکتوں سے تہی دامن رہا۔''۴۵۶؎

اطاعتِ رسول کا موضوع نعتیہ شاعری کا ایک اہم حصہ ہے۔ آزاد کشمیر نعت گو شعرا کے ہاں اس موضوع کا بیان اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ موجود ہے۔ایاز احمد عباسی اطاعت اور رضائے الہیٰ کو جزو ایمان سمجھتے ہوئے چاہت کا اظہار کر رہے ہیں۔ حضرت محمدﷺکی آواز پر اپنی آواز بلندکرنا اعمال کی بربادی کا باعث ہے اور آپ کے حکم کے مقابلے میں اپنی رائے کو مقدم رکھنا اعمال کی تباہی کا سبب بھی ہے ۔اس لیے اللہ اور آپ کی فرماں برداری میں کام یابی ہے۔وہ آپ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت کا مضمون یوں ذیل کے اشعار میں برت رہے ہیں:

ہے اطاعت نبی کی رضائے خدا

مصطفی، مصطفی، مصطفی، مصطفی۴۵۷؎

میجر رفیق جعفری اپنے کلام میں آپ ﷺکو علم وعرفان کا وسیع باب قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ خدا کامطیع وہی ہو سکتا ہے جو آپ ﷺکا مطیع ہو گا۔قرآن و سنت کے

اتباع کے علاوہ دوسرے تمام شخصی طریقے، مذاہب و مسالک کی تقلید کرنا انسان کو ہلاکت کے گڑھے میں پہنچا دیتے ہیں۔ جب کہ قرآن کریم اور صحیح آحادیث رسولﷺ کو کامل و مکمل جان کر اس کی اتباع ہی انسان کو کامیابی اور نجات کے راستے تک پہنچا دیتا ہے۔اشعار دیکھیے:

علم و عرفان کا تیرے تو باب ہے کتنا وسیع
جس نے کی تیری اطاعت وہ خدا کا مطیع
اتباع جس نے کیا تیرا وہی تو ہے رفیع
روز محشر ہم گناہ گاروں کا ہے تو ہی شفیع۴۵۸؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے بھی اہل اسلام و اہل ایمان کے لیے اتباع رسولﷺ کو بنیاد قرار دے کر چاہت کا اظہار کیا ہے۔اہل ایمان کو تو حید و سنت کا دامن ہاتھ سے تھامتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ نے جو شرعی احکامات ہم پر نازل فرما ئے ہیں، ہمیں ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا نا چاہئے کیوں کہ حضورﷺ کی زندگی ہم سب کے لیے بہترین نمونہ ہے۔وہ اطاعت رسول ﷺ،ذکر حبیب اور توصیف محمدﷺ کو دل کا سرو ر اور نغمگی یوں قرار دے رہے ہیں:

میرا طریقِ کار ہو طاعت رسول کی
ذکرِ حبیب پاک میری بندگی ہے

ہر دم مری زبان پہ ہو توصیف مصطفی
دل میں یہی سرور رہے نغمگی رہے۴۵۹؎

سید عطا ءاللہ شاہ کا یہ کہنا بجا ہے کہ نبی پاکﷺ رحمت عالم ،مساوات، اخوت،صدقت، امانت، شجاعت،عفو درگزر، سخاوت، ،عدل و انصاف، ایفائے عہد ، رواداری، خدمت خلق، انکساری، پاکیزگی و طہارت ، تحمل بردباری، شرم و حیا، میانہ روی اور صبرو استقامت جیسی صفات کا عمدہ شناخسا تھے۔ وہ نبی کریم ﷺکی سیرت طیبہ پر عمل پیرا اور اس کے مطالعہ کو ہما رے ایمان کی شرط اول یوں قرار دے رہے ہیں:

ایماں کی شرطِ اولین طاعت رسول کی
اور جانِ روح و قلب ہے سنت رسول کی۴٦۰؎

ناز مظفرآبادی اپنی نعتیہ نظم''محبت'' میں محبت کو اطاعت رسولﷺ کہہ کر اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں بلاشبہ آپﷺ سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ آپﷺ کی اطاعت کی جائے اور انسان کی کامیابی بھی اطاعت رسولﷺ میں مضمر ہے۔وہ ایک باایمان شخص کی زندگی کی سعادت کا دارومدار آپﷺ کی اطاعت کو یوں اپنی نظم میں پرو رہے ہیں:

اطاعت میں ہی مضمر ہےمحبت
محبت میں یہ پایا راز ہم نے
نبی کا عشق سرمایا ہے اپنا

یہ حاصل کر لیا اعزاز ہم نے ۴۶۱؎

آذر عسکری داماں محمد ﷺ کے مقابلے میں سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں اور اپنے آپ کو غلامان مصطفی ﷺ ہونے پر فخر کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ کی اتباع و اطاعت و فرماں داری اور سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ مسلمانوں کے لیے لازم اور وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے کیوں کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کا واحد ذریعہ آپ ﷺ کی اطاعت ہی تو ہے۔اپنی نظم" محمد "میں یوں غلامان مصطفی ﷺ میں آنے کے لیے سب کچھ تصدق کرنے کے لیے تیار ہیں:

شہنشاہی کریں اس پر تصدق
جو ہاتھ آجائے دامانِ محمد
ہمیں دونوں جہاں میں فخر اس پر
کہ ہم سب ہیں غلامان محمد۴۶۲؎

سلمان رفیق اپنے دل کوذکر مصطفی ﷺ سے منور کرنا چاہتے ہیں ۔ذکر مصطفی ﷺ اطاعت کے لیے لازمی ہے۔اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے احکامات کو دل و جان سے تسلیم کرنا چاہیے۔حتیٰ کہ وہ ایسے دیوان کو دیوان بھی نہیں کہتے جس میں نعت شامل نہ ہو ۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

آپ کے ذکر سے دل ہو گا منور میرا
آپ کی نعت سے دیوان مکمل ہو گا۴۶۳؎

میر یوسف میر(مقالہ نگار) کے نزدیک رب کی رضا اور سکون دل کے لیے ضروری ہے کہ تسلیم و رضا کا پیکر بننا چاہئے اور دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر آقا کے قدموں میں چلے جانا چاہیے ۔ اطاعت رسول ﷺ ہی جہانشفاعت کا مکمل وسیلہ ہے وہاں ہر بلا اور مشکلات کا بھی حل ہے ۔ زندگی کا مقصد اطاعت خداوندی و ثنائے رسول ﷺ ہے:

ہے محمد کی اطاعت ہی نجات ہر بلا
کیوں حیات چند روزہ رائیگاں کرتا چلوں۴۶۴؎

ذکریا شا ذکو بھی غلامی رسول ﷺ میں اپنی اور ساری دنیا کی نجات نظر آتی ہے یقیناًجس نے آپ ﷺ کی راہ کو پالیا۔ وہ دونوں جہانوں میں سرخرو ہو گا۔ آپ ﷺ ہی تو سارے انبیأسے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپ ﷺ کو رب تعالیٰ نے رحمت کے تاج سے نوازا اورہر عیب سے معتبر پیدا کیا۔وہ خوش قسمت انسان ہیں جن کے ہونٹوں پہ آپ ﷺ کا ذکر جاری و ساری رہتا ہے:

خود کو رکھ دے جو اس کے قدموں میں
ساری یہ کائنات اس کی ہے
جو غلاموں میں اس کے شامل ہو
درحقیقت نجات اس کی ہے۴۶۵؎

طاہرقیوم طاہرنے بھی آپ ﷺ کے درمیں سر جھکائے ہوئے ہیں۔بلاشبہ آقا کی غلامی میں دو جہاں کی کامیابی ہے اور جو آقا کا غلام ہے وہ ہمارا امام ہے ۔مسلمان

غلامی رسولﷺ کو ایمان کا جزو تسلیم کرتے ہیں ۔غلامی رسولﷺ اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو آقا کا غلام کہہ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ بس یہی لوگ فلاح پانے والے ہوتے ہیں:

ان کے جو بھی غلام ہوتے ہیں
وقت کے وہ امام ہوتے ہیں۴۶۶؎

خواجامحمد صادق ڈار آپﷺ کے ذکر جمیل ،اطاعت اورمحبت کو باعث تسکینِ خاطر قرار دیتے ہوئے چاہت کا اظہار کر رہے ہیں۔بے شک آپﷺ حاصل ایمان ہیں جو آپﷺ سے گریزاں ہیں وہ گویا اللہ تعالیٰ سے گریزاں ہیں۔ رسولﷺ کی اطاعت ہی کی بدولت ہم جنت میں جائیں گے ۔ محبت بھرا شعر دیکھیں:

باعث تسکینِ خاطر کیوں نہ ہو ذکر جمیل
ہے ملاءاعلیٰ کا سرود صلی علی محمداً۴۶۷؎

پروفیسربشیر مغل اپنے نعتیہ کلام میں اطاعت رسولﷺ کو دینوی و دنیاوی فلاح و بہبود کا ضامن قرار دیتے ہوئے اس حقیقت و تقویت کو اجاگر کرتے ہیں کہ اطاعتِ رسولﷺ ہی اطاعتِ خداوندی ہے اور محسن کائنات کی عملی زندگی کے مختلف رخ حقیقت کی تعلیمات اور باری تعالیٰ کی تفسیر و تشریح ہیں۔ چاہت کا اظہار ملاحظہ ہو:

اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں چاہیئے مجھے
ان کا غلام ہوں یہ یقین چاہیے مجھے
جھکتی رہے مغل ہر اک حکمِ رسول پر
جو ہو وقار سر وہ جبین چاہیئے مجھے۴۶۸؎

جاوید الحسن جاویدکی نعت میں اس بات کا اعلی الاعلان ہے کہ ازل سے ابد تک آپ کا ہمسر نہ پیدا ہوا ہے اور نہ ہی ہو گا ۔ آقائے رحمت کی اطاعت کے بغیر ہر عمل بے کار ہے۔ نبی کریم ﷺسے نسبت دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔شاعر کے نزدیک معتبر وہی ہے جو آقا ﷺکا اطاعت گزار اور غلام ہے:

محمد کی غلامی میں جو آیا معتبر ٹھہرا
یہ دنیا مشتِ خاکی ہے حضور پاک کے آگے۴۶۹؎

خان محمد بدر چوہان آقا کی غلامی کو اپنی لیے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔بلاشبہ آقا کی غلامی کسی بھی نعمت سے کم نہیں ہے ۔ آقا ﷺکی اطاعت ہی حقیقت میں کامیابی کا راستہ ہے۔ جس نے اپنے محبوب نبی محمد کریم ﷺکے علاوہ کسی امتی شخص کو شریعت کا امام اعظم جانا اور نبی کریم ﷺکی اتباع کو چھوڑ کر کسی امتی شخص کو اپنا امام جان کر اس کی تقلید کی تو وہ شخص ہلاک اور تباہ ہوا، شاعر آقا کے غلاموں میں شمولیت کو باعث سعادت سمجھتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ صرف شاہ امم کی گفت گو ،ان کا خیال و ذکر ہی ہمارے نجات کی صورت ہے۔چاہت ملاحظہ ہو:

کتنی عمدہ سعادت ملی ہے ہمیں
آقا تیرے غلاموں میں آگئے۴۷۰؎

حکیم سید علی اکبر ایک انسان کی مشکلات کے حل اور کامیابی و کامرانی کے لیے آقا کی غلامی کی سند کو لازمی قرار دے رہے ہیں۔ یقیناً جو آقا کا شیدائی اور اطاعت گزار ہے ۔گویا وہ اپنے رب کا شیدائی اور اطاعت گزار ہے۔لہٰذا حلقہ بگوشِ مصطفیﷺ ہونا بڑے اعزاز اور سعادت کی بات ہے۔شعر دیکھیے:

ان کی غلامی کی سند ہوگی جس کے ہاتھ میں
گو لاکھ ہوں گی مشکلیں پل سے گزر وہ جائے
گا۴۷۱ے

سید رضوان حیدر بخاری زندگی آمد برائے بندگی اور بندگی لازم برائے رضائے کبریا کا درس دے رہے ہیں۔انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد خدا کی عبادت و اطاعت ہے۔بعد از خدا آپﷺ کی غلامی کو لازمی قرار دیا ہے۔گویا ایک مسلمان رسولﷺ کو مانے بغیر ،آقا کی اطاعت کے بغیر مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔شعری اظہار ملاحظہ ہو:

زندگی آمد برائے بندگی تو ٹھیک ہے
بندگی لازم برائے ہے رضائے کبریا۴۷۲ے

شہباز خواجا کے بہ قول ایسی زندگی بالکل بے کار اور اکارت ہے جو آقا کی سیرت و احکامات کے منافی ہو۔آقا کی غلامی کی چند گھڑیاں بھی دنیا و ما فیہا سے بہتر اور بڑھ کر ہیں۔ وہ دامان مصطفی ﷺسے وابستگی اور پیروی کو کامرانی کی وجہ قرار دے رہے ہیں:

ہمیں بھی چند گھڑیاں آپ کے قدموں میں مل جائیں
کہیں ایسا نہ ہو یہ زندگی بے کار ہو جائے۴۷۳ے

ڈاکٹرمقصود جعفری آپﷺ کی ذات کو اپنے لیے کافی اور بے مثالی قرار دے رہے ہیں۔دنیا کی بنیاد اختلاف عمل پر ہے مختلف ذوق و شوق ،مختلف رنگوں ،مختلف مزاجوں،مختلف صلاحیتوں اور مختلف مکتبِ فکر کے لوگ پائے جاتے ہیں ۔انسانیت کو کسی ایسے رنگ کی ضرورت تھی جو مختلف رنگوں کا مجموعہ ہو اور یقیناً آپﷺ ہی وہ واحد ہستی ہیں جن کی جامعیت کبریٰ سے ہر کوئی مستفیض ہو سکتا ہے۔آپﷺ کی زندگی سب کے لیے بہترین نمونہ ہے۔اس لیے ہی تو قرآن کریم کی بیسیوں آیات میں پیغمبر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ۔ :

میں جعفری ہوں مجھے غیر سے غرض ہی نہیں
میرے لیے تو محمد ہی بس مثالی ہیں۴۷۴ے

پروفیسرمحمد طاہر اکرم نے آپﷺ کی سیرت کو دنیا وآخرت کی نجات قرار دیتے ہوئے آپﷺ کی شان میں چاہت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ محبت کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ صرف زبان سے اقرار کیا جائے بل کہ محبت کا مطلب یہ ہے کہ رسولﷺ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور ان کی سنت کی پیروی کریں۔حضورﷺ کی سیرت ہمارے لیے نمونہ ہے۔ اُن کے نقش قدم پر چل کر ہم اپنی دنیا اور دین دونوں بنا سکتے ہیں۔ حضرت محمدﷺ

کی زندگی قران مجید پر عمل کا نمونہ تھی اور ہر مسلمان پر آپﷺ کی اطاعت کو فرض اور لازم قرار دے دیا گیا ہے۔شاعر آپﷺ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت قرار دے رہا ہے۔:

تیری سیرت ہے مرے پیش نظر
یہی دنیا یہی دین ہے مجھ کو۴۷۵ ؎

اطاعت رسولﷺ ایک ایسا موضوع ہے جس کو قرآن مجید نے بہت زیادہ اہمیت دی ہے اوراطاعت رسول ﷺ کودخول جنت کی بنیادی شرط بھی قرار دیا گیا ہے۔ قران پاک میں متعدد بار اللہ کی اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت کرنے اور اس سے روگردانی نہ کرنے کاحکم نازل ہوا ہے۔تاریخ بشر میں کوئی ان ساکہاں ہے۔ ان کےقدموں میں جاکے تو سارا جہاں ملتا ہے تو پھر اطاعت کیوں نہ ہو؟ اردو نعت گو شعرا نے اس موضوع کو بہ طور خاص برتا ہے ۔ آزاد کشمیر کے شعرا کی نعتیہ شاعری اطاعت رسولﷺ کے گوناں گوں رنگوں سے مزین ہے۔وہ اطاعت رسول ﷺکو ہی کامیابی و کامرانی کی بنیاد قرار دے رہے ہیں۔

۴٫۲۱۔نذرانہ درود و سلام:

نبی پاکﷺ پر صلوۃ و سلام بھیجنے کو درود کہتے ہیں ۔ نعت میں جہاں نبی پاک ﷺسے عقیدت و محبت کا بیان ہوتا ہے ، وہی آپ ﷺپر درودو سلام بھیجنے کی فضیلت کا ذکر بھی ہوتا ہے ۔ ارشاد ہے:

انّ اللہ و ملائکتہ یصلّون علی النّبی یآ ایھا الّذین اٰمنو صلّوا علیہ و سلّموا تسلیما۔ (ترجمہ)‘‘بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔’’۴۷۶ ؎

درود کی فضیلت کے متعلق حدیث شریف میں ہے:

‘‘مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو بے شک تمھارا مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کے لیے مغفرت ہے۔’’۴۷۷ ؎

نعت کا یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے ۔تقریباً اس موضوع کو ہر شاعر نے اپنی نعت میں سمویا ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی آقا پر درود واسلام کے نذرانے پیش کیے ہیں۔پروفیسر عبدالحق مراد شان عقیدت میں دورد کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ رب اور فرشتے آپﷺ پر درود وسلام پیش کرتے ہیں اور جب یہ رب کا حکم ہے تو میں کیوں نہ آپ پر ہدیہ درود وسلام پیش کروں۔درود و سلام میں عقیدت کا اظہار دیکھیے:

تیری شان کرے کوئی کیسے بیان ، انسان تو ہیں سب
گونگے یاں

تیرے رب نے کہا تجھے صلّ علیٰ اور کرّو بیان
دہرائیں وہ۴۷۸ے

ہاجرہ کیانی نے مدحت رسول ﷺمیں دوسرے موضوعات کے ساتھ ساتھ درود وسلام کے نذرانے بھی پیش کر کے ثواب حاصل کیا ہے۔حضرت انس ؓسے روایت ہے کہ آقائے دو عالم نے فرمایا:

’’ایک بار درود پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دس درجے بلند ہو تے ہیں۔‘‘۴۷۹ے

چاہت کی جھلک شعر میں دیکھیے:

میں کیوں نہ بھیجوں درود آپ پر
میں کیوں نہ بھیجوں درود آپ پر ۴۸۰ے

صابر حسین صابراپنے کلام میں آپﷺ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں۔یقیناً درود کی قرآن و احادیث میں بڑی فضلیت اور برکت ہے،آپﷺ پر درود پڑھنے والے خوش قسمت ہیں۔ایک روایت کے مطابق آقا ﷺہمارے درود کو سماعت بھی فرماتے ہیں۔شاعر یوں درود پاک سے فضائے دہر کو خوش گوار کر رہا ہے۔اشعار ملاحظہ ہوں:

جو ان پر پڑھتے ہیں صبح و مسا درود و سلام
فضائے دہر کو وہ خوش گوار کرتے ہیں۴۸۱ے

گلزار حسین ساگر کاشمیری محبتوں اور چاہتوں کے نذرانے پیش کر تے ہوئے درود وسلام کی تلقین کر رہے ہیں۔حضرت انس ؓسے روایت ہے کہ رسول ﷺنے ارشاد فرمایا:

’’جس نے مجھ پر دن بھر میں ہزار مرتبہ درود پاک پڑھا وہ مرے گا نہیں جب تک کہ وہ جنت میں اپنی آرام گاہ نہ دیکھ لے گا۔‘‘۴۸۲ے

شعری مثال ملاحظہ فرمائیں:

حق کی پہچان جس نے دی ہے ہمیں
اس پہ لاکھوں درود پڑھو مومنو!
رب اعلی فرشتے بھی سب پڑھیں
پڑھو تم صلی اللہ مومنو!۴۸۳ے

آذر عسکری نے بھی اپنے کلام میں عقیدتوں کے تحفے پیش کیے ہیں۔بلاشبہ نبی کریم ﷺکی ذات برکات پر دُرود وسلام کا سلسلہ کائنات کی تخلیق کے ساتھ شروع ہو گیا تھا۔اردو شاعر ی میں تو شاعرانہ سلام بھی پیش کیے جاتے ہیں اور اکثر کی تعداد ہزاروں اشعار پر مشتمل ہیں ۔آذر کا تحفہ درود کی صورت میں بار گاہ رسالتﷺ میں یوں پیش ہے:

مہر مرصع، ماہ مکمل، سامع و لامع، کامل و اکمل
داورِ عادل سرورِ عالم، صل وسلم، صل و سلم۴۸۴ے

حاجی محمد خلیل ڈڈیالوی درود وسلام کو سنت ِ ملائکہ ، سنتِ رحمن اور نبیﷺ کا فرمان کہہ کر درود کے تحفے پیش کر رہے ہیں۔فرشتے اور رب کائنات بھی آپﷺ پر درود و سلام کے پھول پیش کرتے ہیں۔نذرانہ درود ملاحظہ ہو:

نبی کریم علیہ سلام کا سچا یہ فرمان ہے
جو نہ پڑھے درود شریف بخیل وہ انسان ہے
فرشتے بھی پڑھتے ہیں اور ربِ کائنات بھی
یہ سنتِ ملائکہ بھی ہے سنتِ رحمن بھی ہے۴۸۵؎

شمس الدین شمس بخاری رحمت اللعالمین،شافعِ الحزین،صاحب ام الکتاب اورشافع یوم الحساب پر سلام پیش کر رہے ہیں۔خوب صورت سلام خوب صورت ہستی پر ان اشعار میں ہو:

السلام اے صاحب ام الکتاب
السلام اے شافع یوم الحساب۴۸۶؎

پروفیسرشفیق راجا نے بھی نعت کے دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ آپﷺ پر درود وسلام کے نذرانے پیش کرتے ہوئے حسین و جمال و بے مثال ہستی پر چاہت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔یقیناً آپ ﷺجیسا حسین کل کائنات میں پیدا ہوا نہ ہو گا۔دردو وسلام کے نذرانے یوں اشعار میں پیش ہیں:

پڑھیں سارے ان پر درود و سلام
کہیں ان سا اعلیٰ کمال نہیں
اے سرور عالم صل علیک سرکار دوعالم صل علیک
اے سرور عالم صل علیک سرکار دوعالم صل
علیک۴۸۷؎

الطاف عاطف نے اپنے نعتیہ اشعار میں درود وسلام جیسے دل کش اور دل ربا موضوع کو اپنا کر ثواب کمایا ہے۔سید مرسلین، رحمۃاللعالمین اور محبوب خدا جیساحسین چہرہ اس کائنات نے کبھی نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھے گی۔سبحان اللہ!خوب صورت جبین پہ کروڑں دردو وسلام پیش ہے۔

سید مرسلیں پر درود و سلام
رحمۃ اللعالمین پر درود و سلام۴۸۸؎

سید رضوان حیدر آپﷺ پر درود وسلام کے تحفے پیش کر کے اپنی دنیا اور آخرت سنوار رہے ہیں۔نبی ﷺجب اس دنیا میں تشریف فرما ہوئے تو کعبے کے بت سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے قطار در قطار حضورﷺ پر درود و سلام بھیجتے۔شاعر یوں دو جہاں کے والی پرسلام پیش کر رہا ہے:

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلواہ اللہ علیک۴۸۹؎

طا ہر قیو م طا ہر نے بڑے پیا رے انداز میں اس مو ضو ع کو اپنے کلا م کا حصہ بنا کر با رگا ہ رسا لتﷺ میں درود وسلا م کے پھو ل نچھا ور کیے ہیں۔درود وسلا م کی رب کا ئنا ت نے اتنی فضیلت رکھی ہے کہ ہما را درود نبی اکر مﷺکے سا منے پیش کیا جا تا ہے۔ درود کی وجہ سے ہما رے درجا ت بلند ہو تے ہیں ۔درود وسلام کے تحفے ذیل کے اشعار میں دیکھیے:

پڑھیں سب سلام ان پر
پڑھیں سب درود ان پر
پڑھے رب سلام جن پر
کریں کیا کلام ان پر ۴۹۰ ؎

جاوید اقبال نے بھی اس نبی ﷺپر دردو وسلام پیش کیا ہے جس رسولﷺ نے ہمیں حق و با طل میں فرق سکھایا۔ اچھے اور برے میں تمیز سکھائی۔یقیناًہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم ان کی مداح سرائی کریں اور ان کی ذات اقدس پر درود کے پھول نچھاور کریں۔**ورفعنا لک ذکرک**پیغام بھی آپﷺ کے لیے اور کروڑوں درود اور سلام کے نذرانے بھی غلام آپﷺ پرصبح شام بھیجیں ۔درود وسلام کا نذرانہ ملاحظہ کیجیے:

دونوں جہاں میں گونج ہے درود و سلام کی
حبیب رب اولی نبیوں کا سردار آ گیا۴۹۱ ؎

خواجا محمدصادق ڈار اپنے کلام میں آپﷺ پر درود وسلام کے تحفے بھیج کر اجرعظیم اور سعادت حاصل کر رہے ہیں۔بزم ہست و بود کا وجود آپﷺ کی وجہ سے ہے۔آپ ﷺکے وجود کو اللہ تعالیٰ نے کل کائنات کے لیے رحمت بنایا۔خو د خالق اورفرشتے آپﷺ پر درود بھیج رہے ۔شعری مثال ملاحظہ فرمائیں:

غایتِ بزم ہست و بود صلی علیٰ محمداً
رحمت حق تیرا وجود صلی علیٰ محمداً۴۹۲ ؎

رسو ل اکر م ﷺنے فر ما یا کہ مجھ پر درود پڑھو کیو ں کہ مجھ پر درود پا ک پڑھنا تمھارے گنا ہو ں کاکفا رہ ہے اور تمھارے با طن کی طہا رت ہے ۔جو مجھ پر ایک با ر درود پڑھے گا اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔میجر رفیق جعفری بھی وجہ تخلیق گلستان اور نور اول نطق رحماں کی بار گاہ رسالت پر درود کے تحفے بھیج رہے ہیں۔ملاحظہ ہو ذیل کا شعر:

سلام اے وجہ ِتخلیق گلستان یا رسول اللہ
سلام اے نورِ اول نطق رحماں یا رسول اللہ۴۹۳ ؎

زاہد کلیم نے اپنے سلام میں آپﷺ کے لیے سراپا فیض عام،صدق نہاد و خوش کلام اور آب بقا تر پیام جیسے خوب صورت الفاظ استعمال کر کے عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔ ویسے بھی دورد وسلام کی بڑی برکت اور عظمت ہے۔ہماری بخشش اور

درجات کی بلندی کے لیے درود وسلام کی اہمیت کو کیسے کوئی نظر انداز کر سکتا ہے۔چاہت ان اشعار میں دیکھیے:

تجھ پہ درود اور سلام
تو ہے سراپا فیض عام
آبِ بقا ترا پیام
تجھ پہ درود اور سلام
لعل فشاں صبا خرام
تجھ پہ درود اور سلام۴۹۴؎

پروفیسربشیر مغل شہ ملک ہست وبود کی بار گاہ میں درود جیسے وظیفے پیش کر کے ا پنی مشکلات کے حل کے لیے کوشاں ہیں۔ درودو سلام کاایک فائدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص درود پڑھتاہے تو اس کے دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں ۔اس کے دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں اور اس کے نام پر دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ ہم اس سے خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک مرتبہ درود پڑھنے سے اگر ہمیں اتنا فائدہ حاصل ہوتا ہے تو نبیﷺ پر جو شخص بے شمار درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو اس کا مقام کتنا بلند ہو گا۔ وہ یوں درود سلام کے تحفے پیش کر رہے ہیں:

تجھ پہ سلام اور درود اے شہ ملک ہست وبود
ذکرِ جہانِ چار سو ثمرہ ترے ثبات کا
رب رحیم نے کہا تجھ پر درود جب پڑھوں
لکھ دیا جائے غیب سے حل میری مشکلات کا۴۹۵؎

ڈاکٹر فیاض الحسن عقیدت اور محبت کے پھول اپنے آقا پر نچھاور کر رہے ہیں۔بعد از خدا ذات آپﷺ کی ہے جس ہستی پہ خود خالق کائنات درود پیش کرے ۔اس ذات کی عظمت کیا ہو گی۔کتنا مقام و مرتبہ ہو گا اس شخص کا جو آپﷺ پر درود و سلام کے نذرانے پیش کرتا ہو گا۔وہ محبوب خدا کی محبت میں یوں دورد کے تحفے لے کر رطب اللسان ہیں۔

اللھم صلی سیدنا محمد
اللھم صلی سیدنا محمد
یا رسول اللہ سلام ہو آپ پر
یا حبیب اللہ سلام ہو آپ پر۴۹۶؎

ڈاکٹرعبد الرحمن عبد نے اپنے کلام میں شاہ رسل،محبوب خدا،شمع سبل اور ہادی سرور عالم پر صلی علیٰ کے نذرانے پیش کیے ہیں۔بے شک اللہ پاک نے قرآن مجید میں فرمایا کہ نبی ﷺپر درود و سلام بھیجا کرو۔ درود پاک کے بارے میں ہمارا یہ ایمان ہے کہ خالص نیت کے ساتھ جب ہم درود پڑھتے ہیں تو حضور ﷺسنتے ہیں۔عبد نے صلی علیٰ کے تحفے یوں بھیجے ہیں:

بھیجیں گے درود اور سلام اپنے نبی پر
گونجے گی فضاؤں میں صدا صلے علی کی۴۹۷؎

پروفیسر سیدہ نرجس افتخار نے اس ہستی پر دردو بھیجا ہے جس کا قرآن پاک میں جہاں جہاں رب نے اپنا ذکر کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہی اس محبوب کی محبوبیت کا اظہار بھی کیا ہے اور محبو ب کی اطاعت کو ہی اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔اطاعت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ ﷺکا ذکر ورد زبان ہو اور سارے غلام آپﷺ کے نور اور سیرت سے استفادہ کریں۔اشعار ملاحظہ کیجیے:

سلام آپ پہ آقا ہو ،صبح وشام سلام
ہمیشہ ورد زباں ہے یہی کلام ،سلام۴۹۸؎

خان محمد بدر چوہان نے اپنے نعتیہ کلام میں حبیب خدا ﷺپر صلی علیٰ کے پھول نچھاور کیے ہیں۔بلاشبہ آپﷺ کی تعریف سے سارا قرآن مملو ،کائنات کی ہر چیز ان کی مدح میں رطب اللسان ہے ۔بدر آقائے کون ومکاں، مدعائے کائنات ، رحمۃللعالمین،سراج السالکین،راحت العاشقین،سید الفقرا و الغربا و مساکین ،شفیع المزنبین ، محبوب رب العالمین پر یوں درود کے تحفے بھیج رہے ہیں:

اے حبیب خدا تجھ پہ لاکھوں سلام
انبیاءمیں بھی ہے تیرا ارفع مقام
رب سے عرشِ بریں پہ ہوئے ہم کلام
اے حبیب خدا تجھ پہ لاکھوں سلام۴۹۹؎

اردو نعتیہ شاعری میں دردود سلام کے حوالے سے ایک وقیع سرمایہ موجود ہے۔آزادکشمیر کے شعرا نے بھی آپﷺ پر دردو سلام کے بے شمار تحفے پیش کیے ہیں۔ان شعرا کا یہ ایمان ہے کہ دردو و سلام کے یہی تحفے کل قیامت کے دن داورِ محشر سے ہماری سفارش بن کر بخشش کا ذریعہ بنیں گے۔بے حد و بے حساب دردو و سلام اے محبوبِ خدا ۔

آزاد کشمیر کے شعرا کے نعتیہ کلام کے موضوعاتی مطالعہ کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ہاں نعت کی صنف میں قدیم و جدید موضوعات کا ایک جہانِ دیگر آباد نظر آتا ہے۔نت نئے موضوعات اچھوتے انداز میں موجود ہیں۔ موضوعاتی تنوع کی دل آویز اور ایمان افروز رنگینی ملتی ہے اور یہ موضوعاتی جدت ،شرعی اور شعری تاثر،عقیدت و محبت کی حلاوت اور معنی آفرینی کا سبب ہے۔ادبی چاشنی کے ساتھ ساتھ فکر و فن کا حسین امتزاج ہے۔ موضوعات میں ایجاد و اختراع کے عمل کی وجہ سے موضوعات کی جدت اور نئے نئے مضامین کے امکانات روشن ہوئے ہیں۔شمائل نبی جس میں آپ ﷺکا حسن مبارک،جبین مبارک،چہرہ اقدس،خاکِ پا،نقشِ پا،زلفوں کا بیان،رخسار،رنگت،پیٹ ،گیسو،تلوں کے ساتھ ساتھ دیگر سراپا نگاری ملتی ہے۔اسی طرح فضائل نبیﷺ میں آپﷺ کے معجزات،رحمت العالمینﷺ،خلق عظیم،خاتم النبینﷺ،وجہ تخلیق کائنات،شان مصطفیﷺ،عظمت مصطفیﷺ،مقام مصطفیﷺ،سید الانبیا ،فضل و عطا کے ساتھ ساتھ دیگر فضائل نبی پاکﷺ کے موضوعات کو خوب صورتی سے برتا گیا ہے۔اسی طرح خصائل نبی ﷺمیں آپﷺ کی عادات جن میں صادق و امین،مہمان

نوازی،دشمنوں سے سلوک،جود و سخا،عدل وانصاف،عفو درگزر کے ساتھ دیگر خصائل کو بھی اپنایا گیا ہے۔آمد مصطفیﷺ،میلاد نبی پاکﷺ ،کرب فراق حرم،تمنائے زیارت،عشق رسولﷺ،شفاعت نبیﷺ،اطاعت وغلامی نبی پاکﷺ ،اظہار عاجزی و انکساری،التجا توسل نبی اکرمﷺ ،حب مصطفیﷺ،مدحت آقا،یاران نبی پاک ﷺاوردرود واسلام کے ساتھ ساتھ آپ کی صورت و سیرت کے کئی پہلوؤں سے شعرا نے محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔شعرا عشق مصطفی ﷺکی وارفتگی میں ڈوبے دکھاتی دیتے ہیں۔سیرت طیبہ اور عظمت و رفعت کے مختلف پہلوؤں کے رنگ دکھائی دے رہے ہیں۔آپﷺ سے ان کی محبت وعقیدت کا عملی اظہار ان کی نعت گوئی میں موجود ہے۔منفرد اسلوب اور موضوعاتی تنوع کی وجہ سے آزاد کشمیر کے شعرا کا اردو نعتیہ ادب،اردو نعتیہ شاعری کو تازگی و وسعت اور عظمت و انفرادیت فراہم کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹرشوکت زریں چغتائی ، اردو نعت کے جدید رجحانا ت ، بزم تخلیق ادب ،کراچی ،۲۰۱۱،ص ۲۶

۲۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری ،اردو نعتیہ شاعری،گنج شکرپریس،لاہور،۲۰۰۷،ص۲۲

۳۔ ڈاکٹر ریاض مجید ،اردومیں نعت گوئی،اقبال ا کادمی،لاہور،۱۹۹۰،ص ۱۴

۴۔ ڈاکٹرابوالاعجازحفیظ صدیقی،تفہیم وتحسین شعر،لاہور،سنگت پبلشرز،۲۰۰۶ءص ۱۴۴

۵۔ علامہ شبلی نعمانی ، سیرت النبی ، (جلد اول۔دوم)،لاہور، اسلامی کتب خانہ، ص ۱۹۲

۶۔ ڈاکٹرحمیداللہ ،مضمون،مشمولہ، نقوش رسول نمبر،بہ حوالہ سیرت طیبہ کے شعری نقوش ،ص ۱۲

۷۔ دیوان حسان بن ثابت،عکسی ایڈیشن امجد اکیڈمی لاہور،۱۳۹۷ہجری۔۔ص ۱۲

۸۔ رضوانہ خان ،میری تنہائیاں،الموش پبلی کیشنز ،لاہور،۲۰۰۶،ص۴

۹۔ محمد افضل ضیائی ،میرے خواب زنجیریں،مکتبہ جدید پریس لاہور،ص ۱۰

۱۰۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۲۷

۱۱۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات، میرپور آزاد کشمیر، ۲۰۱۴،ص ۲۲

۱۲۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵،ص۱۸۸

۱۳۔ القرآن ،پارہ نمبر ۳۰،سورۃ الضحیٰ، آیت نمبر، ۵۱

۱۴۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۰۶

۱۵۔ خان محمد بدر چوہان،گلزار وطن،الشمس کمپوزنگ سنٹر حویلی،کہوٹہ،۲۰۱۷،ص۳۲

۱۶۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اےکےبی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۲۳

۱۷۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۱۵

۱۸۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۸۷

۱۹۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۳۸۳

۲۰۔ حاجی محمد حسین،عجیب وغریب خواب،الراہی پریس بھمبر،۲۰۰۳، ص ۸

۲۱۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵،ص۶۳

۲۲۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۳۶۷

۲۳۔ رشید چغتائی ،نعت ،مشمولہ،پرواز، گورنمنٹ کالج، ڈڈیال آزادکشمیر،مدیر اعلیٰ،محمد شبیر،شمارہ نمبر۱ ،۲۰۱۰، ص ۲۲۸

۲۴۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار،۲۰۱۰ءص۲۴۹

۲۵۔ پروفیسر محمد سعید ثاقب،سروش گولڈن جوبلی نمبرمیرپور ۱۹۹۶

۲۶۔ سید مقصود حسین راہی ، سوز دروں، اظہار سنز پرنٹرز ۲۰۱۱ء،ص ۸۴

۲۷۔ اسلم رضا خواجا،غیرمطبوعہ کلام

۲۸۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار،۲۰۱۰ء،ص۲۴۹

۲۹۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اےکےبی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۲۳

۳۰۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۳۳۲

۳۱۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص۶۵

۳۲۔ مولانا صفی الرحمن ، الرحیق المختوم ، المکتبہ السلفیتہ لاہور ،۱۹۹۵ء،ص ۸۳

۳۳۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲ء،ص۵۱

۳۴۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۱۲۳

۳۵۔ محمد نذیر مسکین،نعت،مشمولہ، مجلہ پرواز، جلد نمبر۳،شمارا نمبر۱، گورنمنٹ کالج ڈڈیال،۲۰۱۰، ص ۲۲۹

۳۶۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۱۲

۳۷۔ افتخار مغل،انکشاف،طیبہ پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۳،ص۲۱

۳۸۔ عطاءراٹھور عطار،غیرمطبوعہ کلام

۳۹۔ احمد شمیم،ریت پر سفر کا لمحہ،عکسی پبلشرز ،اسلام آباد،۱۹۹۸،ص۱۲

۴۰۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۴۳

۴۱۔ سید مقصود حسین راہی ، سوز دروں، اظہار سنز پرنٹرز۲۰۱۱ء،ص۲۲

۴۲۔ بشیر مغل، دھواں دھواں کشمیر،حلقہ ارباب ادب،

۴۳۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۳۴

۴۴۔ مسعود ساگر،ورا،الریاض پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۹ءص ۱۴

۴۵۔ عبدالبصیر تاجور،غیرمطبوعہ

۴۶۔ ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س۔ن، ص ۶۴

۴۷۔ الطاف عطاف،جھیل کا چاند،مہب پبلیشنگ،بلوچستان،۲۰۱۲، ص۲۳

۴۸۔ پروفیسر جان محمد آزاد،غیر مطبوعہ

۴۹۔ ایاز عباسی ، نعت ،مشمولہ ،نعت کا سفر ازشفیق راجا،پروفیسر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ءص ۴۱۷

۵۰۔ سیرۃ النبی جلد سوم علامہ شبلی نعمانی وسید سلمان ندوی ،آر زیڈ پبلی کیشنز لاہو ر۱۴۰۸ص ۱۶۵

۵۱۔ بوٹا خان راجس "میٹھا میوہ" عبدالرحمن پرنٹرز، القلم اسلام آباد، ۱۹۹۵ءص ۲۳

۵۲۔ سورہ بنی اسرائیل (مکی) آیت ۱

۵۳۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات، میرپور آزاد کشمیر ،۲۰۱۴ءص۲۳

۵۴۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷،ص ۲۷

۵۵۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۱۶

۵۶۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص ۲۳

۵۷۔ کلام قاضی رفیع اللہ ہاجر، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص۴۰۴

۵۸۔ کلام مرزا عبدالروف حسرت ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۴۷۳

۵۹۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۴۰

۶۰۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵ءص،ص ۳۸،۳۷

۶۱۔ مشکوٰۃ شر یف ، ص ۵۲۴

۶۲۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲،ص۵۰

۶۳۔ حاجی سید رضوان حیدر، سید، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، نومبر ۲۰۱۷ءص۱۰۲

۶۴۔ المائدہ : ۲۲

۶۵۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۷۴

۶۶۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶، ص ۴۰

۶۷۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۲۱

۶۸۔ شہباز گردیزی،سید،حقیقتوں کے عذاب،طلوع پبلی کیشنز، باغ آزاد کشمیر،۲۰۰۳،ص۴

۶۹۔ سید مقصود حسین راہی ، سوز دروں، اظہار سنز پرنٹرز ۲۰۱۱ء،ص۳۴

۷۰۔ مسعود ساگر،ورا،الریاض پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۹،ص۱۵

۷۱۔ بشیر مغل ، گرداب،راولپنڈی ٹی۔ ایس پرنٹرز س۔ن،ص۳۱۶

۷۲۔ حمید ممتاز،خواجا ،چند سائے،پرنٹنگ ایونیو ہاوس ،راول پنڈی ،۲۰۰۹،ص۱۳

۷۳۔ پارہ ۱۸ سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷

۷۴۔ مولانا الطاف حسین حالی،مسدس حالی،،تاج اینڈ کمپنی لمیٹڈ، لاہور،۱۹۹۳،ص۳۳

۷۵۔ محمد خان نشتر ،لمحات نشتر ،نیلم پبلی کیشنز ،مظفرآباد۲۰۰۱ءص ۱۲

۷۶۔ آزر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،۱۹۷۶ءص۶

۷۷۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶، ص۶۳

۷۸۔ حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ص۴۳

۷۹۔ صحیح بخاری کتاب المغازی، باب قصہ دوس

۸۰۔ طارق بٹ،نعت مشمولہ،پربت مظفرآباد، ۲۰۰۱، ص ۴

۸۱۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات، میرپور آزاد کشمیر ،اپریل ۲۰۱۴،ص۲۴

۸۲۔ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۳۸

۸۳۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص ۱۶۳

۸۴۔ صحیح بخار ی و مسلمہ

۸۵۔ تنویر اختر ناز،نازیاب،کاشر پبلشرز ،میرپور،۲۰۱۳ءص ۱۶

۸۶۔ جاوید الحسن جاوید،گل گلزارکا موسم،کشمیر کلچرل اکیڈمی، مظفرآباد،۲۰۱۵،ص۳۴

۸۷۔ ساگر کا شمیری ،ادھورے سپنے ،کا شر پبلشرز ، میرپور ، ۱۹۹۹ء،ص ۱۶

۸۸۔ پارہ ۲۲، سورہ احزاب، آیت ۴۴

۸۹۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبد،نعت،مشمولہ،سروش گولڈن جوبلی نمبرگورنمنٹ کالج، میرپور ۱۹۹۶ء،ص ۲۶۱

۹۰۔ محمد نوید شاکر چشتی، بارہ نقابتیں، مکتبہ زین العابدین ، لاہور ، ۲۰۰۸ءص ۹۸

۹۱۔ کلام ابوالکرم احمد حسین قاسم ، مشمولہ شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص۱۰۲

۹۲۔ کلام ذوالفقار علی کھوکھر، مشمولہ ’شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۲۸۲

۹۳۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ء، ص ۴۷

۹۴۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص

۹۵۔ طاہر قیوم طاہر ، اظہار محبت ،طہٰ پبلی کیشنرز لاہور، فروری ۲۰۱۳

۹۶۔ محمد سلیم عباسی،پھول میرا کہاں ہے بہارو،ورگو پبلشرز،لاہور،۲۰۰۹ء،ص۲۴

۹۷۔ بوٹا خان راجس ”میٹھا میوہ“ عبدالرحمن پرنٹرز، القلم اسلام آباد، ۱۹۹۵،ص ۱۱

۹۸۔ قاضی ثنا ءاللہ پانی پتی ،ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور ،جلد ششم ۲۰۰۲ء،ص۳۱۲

۹۹۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۴۱

۱۰۰۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن، ص۲۷

۱۰۱۔ احمد عطااللہ، ہمیشہ ، العصر پبلشرز، لاہور،۲۰۱۱، ص۱۹

۱۰۲۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵،ص۲۱

۱۰۳۔ طارق بٹ حُر کاشمیری،غیرمطبوعہ

۱۰۴۔ سورۃ التوبہ :آیت۱۶۸

۱۰۵۔ جواد جعفری،احتجاج،ادار تحقیقات اسلامی، مظفرآباد،۱۹۹۴،ص۲۱

۱۰۶۔ حافظ خورشید حسن،نعت ،مشمولہ،ماہنامہ دستک،دسمبر۲۰۱۷، ص ۳

۱۰۷۔ ڈاکٹر غلام حسین اظہر، مشمولہ شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۱۲۶

۱۰۸۔ القرآن ،سورۃ القلم ،آیت نمبر ۴

۱۰۹۔ کلیات حفیظ جالندھری،ص۱۳۵

۱۱۰۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۲۹

۱۱۱۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵،ص۲۳

۱۱۲۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص۷۶

۱۱۳۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۴۲

۱۱۴۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات، میرپور آزاد کشمیر ،اپریل۲۰۱۴

۱۱۵۔ محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶،ص۱

۱۱۶۔ عطاءراٹھور عطار،غیرمطبوعہ

۱۱۷۔ سید محمد سعید بخاری،میراث بزرگان،بشارت پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۱۹۹۹،ص۳۱

۱۱۸۔ ڈاکٹر نصراللہ خاں ناصر،غیرمطبوعہ

۱۱۹۔ رضوان الحسن،غیرمطبوعہ

۱۲۰۔ ڈاکٹر محمد عبدالخی، اسوۃ رسول اکرم “ ایجوکیشنل پریس کراچی، ۱۹۷۶ء،ص ۵۸

۱۲۱۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۰۱،ص۱۲

۲۲۱۔ بوٹا خان راجس ”میٹھا میوہ“ عبدالرحمن پرنٹرز، القلم اسلام آباد، ۱۹۵۹،ص۱۴

۱۲۳۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۴۸

۱۲۴۔ محمد یعقوب شائق، نعت،مشمولہ ،نعت کا سفرازپروفیسر شفیق راجا،ادارہ نکس میرپور،۲۰۱۵،ص ۴۰۶

۱۲۵۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص۱۱

۱۲۶۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۷۳

۱۲۷۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص ۲۹

۱۲۸۔ میجررفیق جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۴۸

۱۲۹۔ ترمذی ، الحسن ، کتاب الفتن، ص ۴۹۹رقم، ۲۲۱۹

۱۳۰۔ القرآن ،سورۃ الاحزاب ،آیت نمبر ۴۰

۱۳۱۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۰۳

۱۳۲۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اےکےبی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۲۲

۱۳۳۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری،ہانگ کانگ،۲۰۱۰،ص۲۵

۱۳۴۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷،ص۲۷

۱۳۵۔ الطاف عاطف،جھیل کا چاند،سید محمد شاہ پرنٹرز،لاہور،۲۰۱۲،ص۲۲

۱۳۶۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص۸۹

۱۳۷۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۱۳

۱۳۸۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۴۰

۱۳۹۔ ابراہیم گل غیر مطبوعہ

۱۴۰۔ ندائے حق،الفضل کتاب گھر،میرپور،۱۹۹۶ءص۲۳

۱۴۱۔ بشیر احمد مغل، گرداب،عظیم اللہ بھٹی، پرنٹرز میر پور سن۔ ن،ص۱۷

۱۴۲۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار،۲۰۱۰ء،ص ۲۴۹

۱۴۳۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۳۶

۱۴۴۔ میجررفیق جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۴۸

۱۴۵۔ خواجا حمید ممتاز،چند سائے،پرنٹنگ ایونیو ہاوس ،راول پنڈی ،۲۰۰۹،ص۱۴

۱۴۶۔ سید ذوالفقار خاور نقوی،نشاۃ مکرر،شوالکن پبلشرزہجیرہ آزاد کشمیر،۲۰۰۵،ص ۴

۱۴۷۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء، ص ۶۱

۱۴۸۔ سید عطا ءاللہ شاہ ،نعت، مشمولہ ،نعت کا سفرازپروفیسر شفیق راجا،ادارہ نکس میرپور،۲۰۱۵،ص۴۰۵

۱۴۹۔ محمد خان نشتر،لمحات نشتر،نیلم پبلی کیشنز،مظفرآباد۲۰۰۱ءص ۱۵

۱۵۰۔ قاسم عمر خان،غیرمطبوعہ

۱۵۱۔ راجا محمد سلیم طاہر، محبت کے انداز، علم و عرفان پبلشر لاہور۲۰۰۷ءص۳۰

۱۵۲۔ القرآن ،سورۃ بنی اسرائیل پارہ نمبر۱۵، ایت نمبر ۱

۱۵۳۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۰۴

۱۵۴۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اےکےبی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۲۲

۱۵۵۔ کلام سردار محمد فضل خاں شوق ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۳۳۳

۱۵۶۔ لمالفردوس بم ثور الخطاب، ۵: ۲۲۷، رقم: ۸۰۳۱

۱۵۷۔ ضیاءالحسن ضیا، حرف و حکایت(کلیات) ، میر پور، کاشاڈورٹائزر کمپورزر، ص۶۰

۱۵۸۔ محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶،ص ۱۵

۱۵۹۔ تنویر اختر ناز،نازیات،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۱۳،ص۱۳

۱۶۰۔ سورہ البقرہ، آیت نمبر ۳۰

۱۶۱۔ ایم۔ایم عاصی،صدائے دل،النور پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۱۸،ص۱۱

۱۶۲۔ میاں محمد اسلم،کشکول آرزو،کاشر پبلشرز ،میرپور ،۲۰۰۵، ص۲۰

۱۶۳۔ کلام پروفیسر محمد عالم چوہدری ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۱۹۷

۱۶۴۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۲۸

۱۶۵۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۴۰۳

۱۶۶۔ دلشاد اریب،نعت مشمولہ ،نعت کا سفرازپروفیسر شفیق راجا،ادارہ نکس میرپور،۲۰۱۵،ص۴۰۸

۱۶۷۔ طاہر قیوم طاہر ، اظہار محبت ،طہٰ پبلی کیشنرز لاہور، ۲۰۱۳،ص۱۴

۱۶۸۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲،ص۲۲

۱۶۹۔ سید مقصود حسین راہی، سوز دروں،اظہار سنز پرنٹرز، لاہور۲۰۱۱ء،ص۳۲

۱۷۰۔ سید قاسم بخاری ، سفر سرائے اور سلانی ، کشمیر کلچر اکیڈمی، مظفرآباد، ۲۰۱۰،ص۱۴

۱۷۱۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۳۷

۱۷۲۔ راجا محمد نسیم طاہر، محبت کے انداز، علم و عرفان ، پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷،ص۴

۱۷۳۔ حا فظ قا ر ی غلا م حسن قا دری ، شر ح حدا ئق بخشش ، مشتا ق بک کا رنر، لا ہو ر ، ص،۷۸۳

۱۷۴۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۳۷

۱۷۵۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵،ص۲۴

۱۷۶۔ راجا شبیر خان ایڈووکیٹ،ابدی تلاش،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۱۲، ص۲۶

۱۷۷۔ ندیم بخاری،کہیں پہ دل کہیں پہ آنکھیں،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۰۱

۱۷۸۔ رضوان الحسن،غیرمطبوعہ

۱۷۹۔ سورۃ الکوثر ،مکی، آیت نمبر ۱

۱۸۰۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۲۳

۱۸۱۔ کلام عبدالعزیز علائی ، مشمولہ 'شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۲۰۴

۱۸۲۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱،ص ۳۵

۱۸۳۔ عطاءراٹھور عطار،غیرمطبوعہ

۱۸۴۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۲۵

۱۸۵۔ محمد عارف شیر باز،تم یاد رکھنا،منزل پرنٹرز ،اسلام آباد ،۲۰۰۷،ص ۱۶

۱۸۶۔ خواجا محمد گلزار عاجل،خواجا پبلی کیشنز میرپور، ۲۰۱۸ءص ۱۷

۱۸۷۔ ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س۔ن، ص ۴۶

۱۸۸۔ حمد، مسلم، نسائی

۱۸۹۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۴۷

۱۹۰۔ سید مقصود حسین راہی ، سوز دروں، اظہار سنز پرنٹرز ۲۰۱۱ء،ص ۶۶

۱۹۱۔ کاشف رفیق،کبھی آباد تھا یہاں اک شہر،خزینہ علم وادب لاہور،۲۰۰۶، ص ۲۲

۱۹۲۔ حفیظ شاکر،کرب آرزو،فیض السلام پرنٹنگ پریس ،راول پنڈی،۱۹۹۶، ص ۲۴

۱۹۳۔ محمد ضیا ءالحق ضیاءنعت ،مشمولہ ،پربت ،مظفرآباد،ص ۴ ،شمار ہ ٦،سن ۲۰۰۱، ص۴۳

۱۹۴۔ محمد سلیم عباسی،پھول میرا کہاں ہے بہارو،ورگو پبلشرز،لاہور،۲۰۰۹ ص ۲۴

۱۹۵۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶، ص ۴۰

۱۹۶۔ رضوان الحسن،غیرمطبوعہ

۱۹۷۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۳۹

۱۹۸۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات، میرپور آزاد کشمیر ، ۲۰۱۴،ص۲۳

۱۹۹۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص۱۲

۲۰۰۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریر ی ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰،ص۳۳

۲۰۱۔ پروفیسر محمد سعید ثاقب،نعت،مشمولہ، گولڈن جوبلی نمبر سروش،گورنمنٹ کالج میرپور،۱۹۹۶ءص۲۶۱

۲۰۲۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ء، ص۲۸

۲۰۳۔ حا فظ قا ری مو لا نا غلا م حسن قا دری ، شر ح حدا ئق بخشش ، مشتا ق بک کا رنر ، لا ہو ر ، ص ۴۲۲

۲۰۴۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹرراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵،ص۱۲

۲۰۵۔ سید مقصود حسین راہی، سوز دروں لاہور، اظہار سنز پرنٹرز ،۲۰۱۱، ص۱۲۶

۲۰۶۔ بشیر احمد مغل، گرداب،عظیم اللہ بھٹی، پرنٹر میر پور سن ن،ص۱۷

۲۰۷۔ فرہاد احمد فگار،غیرمطبوعہ

۲۰۸۔ ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س۔ن، ص ۴۸

۲۰۹۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص۸۴

۲۱۰۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۳

۲۱۱۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء، ص ۳۶

٢١٢۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،٢٠١٠،ص ۴٨

٢١٣۔ افتخار ساگر صمیم،نبھا کیسے ہوگا، پرنٹ ماسٹر، اسلام آباد،٢٠١١،ص٢٢

٢١۴۔ جواد جعفری،احتجاج،ادار تحقیقات اسلامی، مظفرآباد،١٩٩۴،ص١١

٢١۵۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات، میرپور آزاد کشمیر ، ٢٠١۴ء،ص٢٣

٢١۶۔ سورہ الم نشرح (مکی) آیت ۴

٢١٧۔ کلام ڈاکٹر غلام حسین اظہر،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،١٩٩٣،ص ١٢۶

٢١٨۔ القرآن پارہ نمبر٢٢ سورة الاحزاب آیت نمبر ۴۵

٢١٩۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،٢٠١٧ء، ص٣٠

٢٢٠۔ سید رضوان حیدر رضی،مضرابِ آرزو،نیو آرٹ مین پرنٹرز راول پنڈی ،ص٢٧

٢٢١۔ بوٹا خان راجس ''میٹھا میوہ'' عبدالرحمن پرنٹرز، القلم اسلام آباد، ١٩۵٩ءص ٣٢

٢٢٢۔ مشکوٰة شر یف، ص، ۵٢١

٢٢٣۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،٢٠١۵،ص٢٩

٢٢۴۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص١۴

٢٢۵۔ پیر سید مقصود حسین راہی، سوزدروں،اظہار سنز پرنٹرز ٢٠١١ءص۴۵

٢٢۶۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلی شرز،٢٠١۴ء،ص۴٣

٢٢٧۔ ندیم بخاری،کہیں پہ دل کہیں پہ آنکھیں،خزینہ علم و ادب ،لاہور،٢٠٠١

٢٢٨۔ رضوان الحسن،غیرمطبوعہ

٢٢٩۔ سید محمد سعید بخاری،میراث بزرگان،بشارت پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،١٩٩٩،ص١٢

٢٣٠۔ حاجی محمد حسین،عجیب وغریب خواب المعروف شاہی سفنہ،الراہی پریس بھمبر،٢٠٠٣ءص ٨

٢٣١۔ مشکوٰة شر یف ص۵١۴

٢٣٢۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،٢٠١٧،ص ٢٧

٢٣٣۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ١٩٩١ء،ص٣١

٢٣۴۔ راجا صفدر حیات خاکسار ،کہکشاں کے جھرمٹ میں،کشمیر کمپیوٹر ، مظفرآباد، ٢٠٠٩،ص ٣۴

۲۳۵۔ ابراہیم گل ،غیرمطبوعہ

۲۳۶۔ لطیف آفاقی،غیرمطبوعہ

۲۳۷۔ اسلم رضا خواجا،غیرمطبوعہ

۲۳۸۔ تنویر اختر ناز،نازیاب،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۱۳،ص۱۲

۲۳۹۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۶۳

۲۴۰۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۴

۲۴۱۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص۱۶۳

۲۴۲۔ مولانا سید محمد میاں، تاریخ اسلام(حصہ اول)،مکتبہ البشری، کراچی، ۲۰۰۸،ص۳۵

۲۴۳۔ کلام ذوالفقار علی کھوکھر، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۲۸۳

۲۴۴۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۵۸

۲۴۵۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵،ص۱۱

۲۴۶۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸،ص ۲۶

۲۴۷۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۳۶

۲۴۸۔ میجررفیق جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۴۸

۲۴۹۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص۸۴

۲۵۰۔ سید مقصود حسین راہی،صہبائے عشق،اظہار سنز پرنٹرزلاہور،س۔ن، ص ۹۰

۲۵۱۔ الطاف عاطف،جھیل کا چاند،سید محمد شاہ پرنٹرز،لاہور،۲۰۱۲،ص۲۳

۲۵۲۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص ص ۴۴

۲۵۳۔ بوٹا خان راجس،میٹھا میوہ،القلم پبلی کیشنز،اسلام آباد، ۱۹۹۵، ص ۲۳

۲۵۴۔ سلطان محمود سلطان،سوزِزیست،مکتبہ عجائب ،میرپور آزادکشمیر،۲۰۰۴ء،ص ۱۳

۲۵۵۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،گلستان سخن،اسد محمود پرنٹنگ پریس راول پنڈی،۲۰۰۵، ص ۹

۲۵۶۔ (الحشر)

۲۵۷۔ (بخاری)

۲۵۸۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۸۴

۲۵۹۔ حضرت شیخ عبد الحق محد ث دہلو ی ، مدارج النبو ت ، خز ینہ علم وادب، لا ہو ر ، ص ۱۲۲
۲۶۰۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷، ص ۳۰
۲۶۱۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹرایندڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵،ص۴۳
۲۶۲۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے کے بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۱۱
۲۶۳۔ طارق محمود بٹ،نعت،مشمولہ،پربت مظفرآباد ،۲۰۰۱،ص۲۱
۲۶۴۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵،ص۳۲
۲۶۵۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات فیصل آباد، ۲۰۱۳ءص ۳۵
۲۶۶۔ خواجا محمد عارف ،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز، میرپور، ۲۰۰۶،ص۷۹
۲۶۷۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص ۶۱
۲۶۸۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۲۸
۲۶۹۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۶۲
۲۷۰۔ (القرآن ،سورہ آلِ عمران ۳آیت ۳۳۱)
۲۷۱۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء، ص ۷۵
۲۷۲۔ ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س۔ن، ص ۶۰
۲۷۳۔ کتاب کا نام سیرۃ النبی ، مصنف کا نام علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلمان ندویؒ
۲۷۴۔ شہباز خواجا ،نعت،مشمولہ،نعت کا سفرازپروفیسر شفیق راجا،ادراہ نکس،۲۰۱۵، ص ۴۱۵
۲۷۵۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص۱۵۸
۲۷۶۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار،۲۰۱۰،ص ۱۰۱
۲۷۷۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص ۶۰
۲۷۸۔ مفتی محمد جلا ل الد ین احمد امجدی ، انوار الحدیث ، شبیربرادرز ، لا ہو ر ، ۲۰۰۷ء،ص۲۱۳
۲۷۹۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۶۱
۲۸۰۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۴۳
۲۸۱۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،ص ۲۰۰۸ء،ص۲۱
۲۸۲۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص۸۶
۲۸۳۔ سورہ ال عمران۳ :۱۶۴

۲۸۴۔ کلام حاجی چوہدری نظام الدین ، مشمولہ شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۲۳۹

۲۸۵۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۲۱

۲۸۶۔ کلام محمد اقبال میر ، مشمولہ شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۴۳۴

۲۸۷۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص ۱۸

۲۸۸۔ حنا بابر علی ،سیدہ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲ءص۴۸

۲۸۹۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷،ص ۲۷

۲۹۰۔ طاہر قیوم طاہر ، اظہار محبت ،طہٰ پبلی کیشنرز لاہور، فروری ۲۰۱۳ئ

۲۹۱۔ رضوان الحسن،غیرمطبوعہ

۲۹۲۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص۵۲

۲۹۳۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،اپریل۲۰۱۶ءص ۴۰

۲۹۴۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۴۰۴

۲۹۵۔ اسلم راجا،نعت ،مشمولہ،نعت کا سفر، شفیق راجا،پروفیسر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ءص ۱۳۷

۲۹۶۔ جواد جعفری،نعت ،مشمولہ،نعت کا سفر، شفیق راجا،پروفیسر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ءص ۱۳۸

۲۹۷۔ رضوانہ، میری تنہائیاں ، روشن پبلی کیشنر، لاہور ۲۰۰۶، ص۱۲

۲۹۸۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۵۰

۲۹۹۔ طارق بٹ ، حُر کاشمیری،غیرمطبوعہ

۳۰۰۔ (بخاری ، مسلم ۔حضرت انسؓ)

۳۰۱۔ احمد ندیم قاسمی ،لالہ زار نعت پر ایک طائرانہ نظر ،لالہ زار نعت ،ازلالہ صحرائی ،مکتبہ اہل قلم ملتان ۱۹۹۱،ص۹

۳۰۲۔ کلیات امیر مینائی،ص۱۳

۳۰۳۔ علامہ محمد اقبال،کلیات اقبال،شیخ غلام علی اینڈ سنز،لاہور،۱۹۷۹، ص۳۲۱

۳۰۴۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۵۱

۳۰۵۔ القرآن ،سورۃ آل عمران ، آیت نمبر ۳۱

۳۰۶۔ سید عطا اللہ شاہ ،نعت ،مشمولہ شفیق راجا،پروفیسر،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵،ص۴۰

۳۰۷۔ کاشف رفیق ،مرا ہر خواب سچا تھا ،الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور س ۲۰۱۴،ص۲۳

۳۰۸۔ سورۃ التوبہ

۳۰۹۔ عبدالعزیز علائی، مشمولہ 'شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۲۰۴

۳۱۰۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۳۲

۳۱۱۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۳۴

۳۱۲۔ پیر سید مقصود راہی، پروفیسر سوزدروں، اظہر سنز پرنٹرز لاہور۲۰۱۱،ص۳۶

۳۱۳۔ گلزار حسین ساغر کا شمیری، کوٹلی سے ہانگ کانگ تک، پنجال پبلشرز میر پورآزاد کشمیر ۲۰۱۶، ص۱۳۶

۳۱۴۔ ناز مظفرآبادی، اسے کہنا ،لاہور ، مثال پبلشرز ۲۰۱۸ءص۹۶

۳۱۵۔ شوزیب کاشر ،خمیازہ،

۳۱۶۔ عطاءراٹھور عطار ،غیرمطبوعہ

۳۱۷۔ ابراہیم گل،غیرمطبوعہ

۳۱۸۔ سلمان رفیق،خواب سے آگے کا منظر،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴،ص۱۱

۳۱۹۔ میاں محمد اسلم،کشکول آرزو،کاشر پبلشرز ،میرپور ،۲۰۰۵،ص۳

۳۲۰۔ صابر حسین صابر ، ہجر کے بعد،علم و عرفان پبلشرز ، لاہور ۲۰۰۷ء،ص۳۳

۳۲۱۔ تنویر اختر ناز،نازیات،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۱۳،ص ۱۴

۳۲۲۔ حُر کاشمیری،غیر مطبوعہ

۳۲۳۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء، ص ۴۸

۳۲۴۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص ۴۲

۳۲۵۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوجِ دار،۲۰۱۰ء،ص ۷۸

۳۲۶۔ افتخار ساگر صمیم،نبھا کیسے ہوگا، پرنٹ ماسٹر، اسلام آباد،۲۰۱۱،ص ۲۶

۳۲۷۔ درۃ الناصحین، ص ۲۲۵، آب کوثر، ص۸۷، فضائل درود سلام ، ص ۱۰۴

۳۲۸۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،پبلی کیشنز ،ساگر لائبیری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ءص۵۵

۳۲۹۔ ساجد محمود ساجد،آنکھیں صحرا ہوئیں،عرفان رشید پرفیکٹ ملٹی میڈیا ،لاہور ،۲۰۰۵،ص۵

۳۳۰۔ سیدصفیر صفی،اس کو ملال بھی نہ تھا،سعد پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۶، ص۱۱

۳۳۱۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات، میرپور ، ۲۰۱۴،ص۲۱

۳۳۲۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵،ص ۱۷۰

۳۳۳۔ سلطان محمود سلطان، سو زیست، ضیاءالقرآن پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۴ءص۱۲

۳۳۴۔ صابر حسین صابر ، ہجر کے بعد ،علم و عرفان پبلشرز ، لاہور ۲۰۰۷ءص ۳۴

۳۳۵۔ کلام ڈاکٹر غلام حسین اظہر ، مشمولہ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۱۲۶

۳۳۶۔ نوید قمر ،محبت کم نہیں ہوگی،کاشر پبلشرز ،میرپور،۲۰۰۷،ص۱۹

۳۳۷۔ نزہتہ المجا لس ، مطبو عہ مصر ، ص ۱۵۲جلد اول

۳۳۸۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۱۱۰

۳۳۹۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلی شرز،۲۰۱۴،ص۲۶

۳۴۰۔ احمد شمیم،ریت پر سفر کا لمحہ،عکسی پبلشرز ،اسلام آباد،۱۹۹۸،ص۳۴

۳۴۱۔ شیبا خان انمول، اک دیا سا جلا دیا تو نے،حافظ جمیل پریس، ۲۰۰۵،ص۷

۳۴۲۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۲۷

۳۴۳۔ مو لا نا منظو ر نعما نی ، معا ر ف الحد یث ، دار الا شا عت کرا چی ، ۲۰۱۴ء،ص ۴۳۴

۳۴۴۔ حاجی محمد حسین،عجیب وغریب خواب ،الراہی پریس بھمبر،۲۰۰۳ءص ۸

۳۴۵۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۸۸۵

۳۴۶۔ مدثر یوسف پاشا،ماہنامہ دستک،اکتوبر ۲۰۱۷،ص۱۳

۳۴۷۔ ظہیر احمد مغل،غیرمطبوعہ

۳۴۸۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۳۷

۳۴۹۔ حافظ محمد شفیق انجم ،تو کون ہے،ایگل کمپیوٹر میرپور ،۲۰۰۱،ص ۲۴

۳۵۰۔ محمدشاہپال طاہر،چاہت اس پری کی،صوفی سنز پبلشرز، کوٹلی،۲۰۰۵،ص۲۲

۳۵۱۔ میاں محمد اسلم،کشکول آرزو،کاشر پبلشرز ،میرپور ،۲۰۰۵،ص۴۳

۳۵۲۔ زید اللہ فہیم ،نعت،مشمولہ،سروش،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۰۸،ص۱۸

۳۵۳۔ مو لا نا منظو ر نعما نی ، معا رف الحد یث ، دارلا شا عت کرا چی ۲۰۱۴،ص ۴۴۲

۳۵۴۔ رضوانہ خان،تجھے دیکھنے کے بعد،ریاض پرنٹر ،بھمبر،۲۰۰۸

۳۵۵۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷ص ۶

۳۵۶۔ شہباز حبیب عباسی،غیر مطبوعہ

۳۵۷۔ سپارہ نمبر ۱۵۔ آیت نمبر ۵۷،۵۶

۳۵۸۔ سید حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ،ص۳۵

۳۵۹۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵،ص۴۵

۳۶۰۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص۷

۳۶۱۔ اکرم سہیل ،نئے اجالے ہیں خواب میرے،جمہوری پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۶ء،ص ۵

۳۶۲۔ پروفیسر محمد سعید ثاقب،نعت ،مشمولہ،سروش ،گورنمنٹ کالج میرپور،۱۹۹۷،ص۱۳۱

۳۶۳۔ کلام قاضی شمس الدین شمس ، مشمولہ 'شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۴۰۵

۳۶۴۔ کلام محمد اقبال میر ، مشمولہ 'شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص۴۳۵

۳۶۵۔ صابر حسین صابر ، ہجر کے بعد ،علم و عرفان پبلشرز ، لاہور ۲۰۰۷ء،ص ۳۴

۳۶۶۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ء، ص ۳۱

۳۶۷۔ صحیح بخاری ،باب استغفار کے لیے افضل دعا کا بیان ،حدیث ۶۳۰۵

۳۶۸۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵،ص۱۲۸

۳۶۹۔ دلشاد اریب،نعت،مشمولہ،نعت کا سفر ازپروفیسرشفیق راجا،،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۴۰۱

۳۷۰۔ الطاف عاطف،جھیل کا چاند،سید محمد شاہ پرنٹرز،لاہور،۲۰۱۲،ص۱۴

۳۷۱۔ القرآن ، بنی اسرا ئیل آیت ۷۹

۳۷۲۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳ءص ۳۶

۳۷۳۔ نذر حسین نذر، فصیل کے اس پار، کاشر پبلشرز، میرپور آزاد کشمیر، ۱۹۹۲، ص۲

۳۷۴۔ سید مقصود حسین راہی، ، سوزدروں، اظہار سنز پرنٹرز لاہور ، ص ۸۸

٣٧٥۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ١٩٩١ء،ص٣٥

٣٧٦۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،٢٠٠٥،ص٢٧

٣٧٧۔ جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلشرز ،٢٠١٤ء،ص٣٢

٣٧٨۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،٢٠٠٦،ص٦٩

٣٧٩۔ حرکاشمیری،غیرمطبوعہ

٣٨٠۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،٢٠٠٥ء،ص٨٥

٣٨١۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،٢٠١٣

٣٨٢۔ ہاجرہ کیانی،امید بہار،اے۔ٹو۔زیڈ پرنٹنگ، میرپور،٢٠١٠،ص١١

٣٨٣۔ میاں محمد اسلم،کشکول آرزو،کاشر پبلشرز ،میرپور ،٢٠٠٥ءص٢٠

٣٨٤۔ پروفیسر محمد سعید ثاقب،نعت،مشمولہ،سروش گولڈن جوبلی نمبرمیرپور ١٩٩٦ءص٢٦١

٣٨٥۔ حافظ محمد شفیق انجم ،تو کون ہے،ایگل کمپیوٹر میرپور ،٢٠٠١،ص٢٢

٣٨٦۔ مقصود حسین راہی، سوزدروں،اظہار سنز پرنٹرز، لاہور ،س۔ن ،ص٤٩

٣٨٧۔ ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س۔ن، ص ٦٠

٣٨٨۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،٢٠١٠،ص٦١

٣٨٩۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،١٩٩٨ ،ص ١٣٢

٣٩٠۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،٢٠١٦ء، ص ٥٩

٣٩١۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،ص ٢٠٠٨ء،ص ٢

٣٩٢۔ سورۃ الاحزاب

٣٩٣۔ محمد خان نشتر،لمحات نشتر،نیلم پبلی کیشنز،مظفرآباد٢٠٠١،ص ٢١

٣٩٤۔ منور قریشی،دہلیز شب،اتفاق پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،٢٠٠٠،ص ١٣٨

٣٩٥۔ سید حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ،ص ٣١

٣٩٦۔ جواد جعفری،احتجاج،ادار تحقیقات اسلامی، مظفرآباد،١٩٩٤ ،ص ١٢

٣٩٧۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،٢٠٠٦،ص١٥٩

٣٩٨۔ مولانا الطاف حسین حالی،،مسدس مدجزر اسلام،تاج اینڈ کمپنی ، لاہور،١٩٩٣،ص٦٦

٣٩٩۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،٢٠٠٦،ص٩٦

۴۰۰۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴ءص ۲۱

۴۰۱۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،پبلی کیشنز ،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰،ص۵۰

۴۰۲۔ محمد سلیم عباسی،پھول میرا کہاں ہے بہارو،ورگو پبلشرز،لاہور،۲۰۰۹ءص ۲۲

۴۰۳۔ صفیر صفی ،سید،کوئی آواز محبت کی سنائی دے دے،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴،ص۶

۴۰۴۔ سلطان محمد سلطان،ازہار،سلطان بک کارنر،میرپور آزاد کشمیر،۲۰۰۸،ص ۶

۴۰۵۔ سید رضوان حیدر رضی،مضرابِ آرزو،نیو آرٹ مین پرنٹرز راول پنڈی ،ص۲۵

۴۰۶۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲ء،ص۵۰

۴۰۷۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۹۷

۴۰۸۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۸۷

۴۰۹۔ ساجد محمود ساجد،آنکھیں صحرا ہوئیں،عرفان رشید پرفیکٹ ملٹی میڈیا ،لاہور ،۲۰۰۵،ص۵

۴۱۰۔ مشتاق شاد،نمبل، شرکت پریس،لاہور،۱۹۹۶،ص۹

۴۱۱۔ محمد خان نشتر،لمحات نشتر،نیلم پبلی کیشنز،مظفرآباد۲۰۰۱ءص ۱۵

۴۱۲۔ احمد شمیم،ریت پر سفر کا لمحہ،عکسی پبلشرز ،اسلام آباد،۱۹۹۸،ص۲۲

۴۱۳۔ حُر کاشمیری،غیر مطبوعہ

۴۱۴۔ واحداعجازمیر،آواگون،نواب پبلی کیشنز،راولپنڈی، ۲۰۱۵،ص۲۳۴

۴۱۵۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص۵۶

۴۱۶۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴ء،ص ۱۶۹

۴۱۷۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۳۹۰

۴۱۸۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۹۹

۴۱۹۔ سید صغیر صفی ،کوئی آواز محبت کی سنائی دے دے،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴، ص۱۳

۴۲۰۔ سن ترمذی حدیث نمبر:۲۰۰۲

۴۲۱۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵، ص ۳۳

۴۲۲۔ رضوانہ،میری شہنائیاں ،روشن پبلی کیشنر راول پنڈی، ص۱۲

۴۲۳۔ پیر سید مقصود حسین راہی، سوز دروں ،اظہار سنز پرنٹرز لاہور۲۰۱۱ء،ص۸۴

۴۲۴۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز ، راول پنڈی،س۔ن،ص۲۰

۴۲۵۔ (ابن ماجہ)

۴۲۶۔ افتخار مغل،انکشاف،طیبہ پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۳،ص۱۲

۴۲۷۔ حُر کاشمیری،غیر مطبوعہ

۴۲۸۔ مسعود ساگر،ورا،الریاض پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۹ءص۱۸

۴۲۹۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء، ص ۲۹

۴۳۰۔ منور قریشی،دھلیز شب،اتفاق پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۰،ص ۱۴۳

۴۳۱۔ سید مقصود حسین راہی،صہبائے عشق ،اظہار سنز پرنٹرز لاہور،ص ۱۷۰

۴۳۲۔ سید نثار نجمی،رنگ کشمیر،کشمیر کلچرل اکیڈمی مظفرآباد،۲۰۱۵ءص۱۸

۴۳۳۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۹۴

۴۳۴۔ میجر رفیق جعفری،رودبارِ غم ،ایس ٹی پرنٹرز ،راول پنڈی،۲۰۰۹،ص ۷۴

۴۳۵۔ میجر رفیق جعفری،کشمیر اشکبار ہے، ایس ٹی پرنٹرز ،راول پنڈی،۲۰۱۹ء،ص ۳۳

۴۳۶۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۵۳

۴۳۷۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۳۵

۴۳۸۔ بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸، ص ۳۷۰

۴۳۹۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص۱۶۴

۴۴۰۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳ءص۸۷

۴۴۱۔ عطاءراٹھور عطار،غیرمطبوعہ

۴۴۲۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار،۲۰۱۰ء،ص۸۹

۴۴۳۔ ناز مظفرآبادی، اسے کہنا ،لاہور ، مثال پبلشرز ۲۰۱۸،ص ۷۰

۴۴۴۔ نازمظفرآبادی،حرف آشنا ،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد ،۲۰۱۷،ص ۳۱

۴۴۵۔ مقصود حسین راہی، سوزدروں،اظہار سنز پرنٹرز، لاہور ،س۔ن ،ص۶۹

۴۴۶۔ سید ذوالفقار خاور نقوی،نشاۃ مکرر،شوالکن پبلشرزہجیرہ آزاد کشمیر،۲۰۰۵،ص ۴

۴۴۷۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷، ص ۱۴۳

۴۴۸۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء، ص ۶۳

۴۴۹۔ ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س۔ن، ص ۴۶

۴۵۰۔ ڈاکٹر امتیاز عباسی ،نعت ،مشمولہ القلم گورنمنٹ کالج دھیر کوٹ،۲۰۰۷ءص ۱۰

۴۵۱۔ ذیشان افضل، صدا بصحرا،دعا پبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۰،ص ۲۳

۴۵۲۔ احمد شمیم،ریت پر سفر کا لمحہ،عکسی پبلشرز ،اسلام آباد،۱۹۹۸،ص۳۲

۴۵۳۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵،ص۲۱

۴۵۴۔ منور احمد قریشی،دھلیز شب اتفاق پریس مظفرآباد ، جولائی ۲۰۰۰ء ، ص۱۴۲،۱۸۶

۴۵۵۔ القرآن ،سور الحج، آیت نمبر ۷۳، پارہ نمبر ۱۷

۴۵۶۔ ڈاکٹر عاصی کرنالی،مضمون،مشمولہ،نعت نمبر۲،لاہور،جنوری ۱۹۸۴،ص۲۶۳

۴۵۷۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵،ص ۲۶

۴۵۸۔ میجررفیق جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۵۱

۴۵۹۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۶۵

۴۶۰۔ سید عطاءاللہ شاہ،نعت ،مشمولہ ،نعت کا سفرازپروفیسر شفیق راجا،ادارہ نکس میرپور،۲۰۱۵، ص ۴۰۴

۴۶۱۔ ناز مظفرآبادی، اسے کہنا ،لاہور ، مثال پبلشرز ۲۰۱۵ء، ص ۷۴

۴۶۲۔ آذر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،۱۹۷۶ء،ص۲

۴۶۳۔ سلمان رفیق،خواب سے آگے کا منظر،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴،۱۱

۴۶۴۔ میر یوسف میر ،نعت ،مشمولہ ،سیاست مظفرآباد،جنوری۲۰۱۹

۴۶۵۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات ، فیصل آباد،۲۰۱۳ء،ص۳۶

۴۶۶۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۱۱۶

۴۶۷۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص ۲۹

۴۶۸۔ بشیر احمد مغل،دھواں دھواں کشمیر،حلقہ ارباب ذوق، ص ۶

۴۶۹۔ جاوید الحسن جاوید،گل گلزارکا موسم،کشمیر کلچرل اکیڈمی، مظفرآباد،۲۰۱۵،ص۱۰۸

۴۷۰۔ خان محمد بدر چوہان،گلزار وطن،الشمس کمپوزنگ سنٹر حویلی،کہوٹہ،۲۰۱۷،ص ۳۱

۴۷۱۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ء، ص ۲۳

۴۷۲۔ حاجی سید رضوان حیدر، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص ۱۴۷

۴۷۳۔ شہباز خواجا،نعت ،مشمولہ،نعت کا سفراز پروفیسر شفیق راجا،ادارہ نکس میرپور،۲۰۱۵، ص ۴۱۵

۴۷۴۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار،۲۰۱۰ء،ص۲۸۳

۴۷۵۔ محمد اکرم طاہر،شام کی دیلیز ،یاسر کمپو زنگ ،لاہور،س-ن،ص۷

۴۷۶۔ الاحزاب ، ۵۶،۳۳

۴۷۷۔ الجامع الصغیر ص ۸۷رقم الحدیث ۱۴۰۶

۴۷۸۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے-کے-بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۱۶

۴۷۹۔ نسائی شریف، مشکوۃ، ص ۸۲، دلائل الخیرات، ص ۶، تفسیر مظہری، ص ۴۱۲، آب کوثر ص، ۳۲

۴۸۰۔ ہاجرہ کیانی،امید بہار،اے-ٹو-زیڈ پرنٹنگ، میرپور،۲۰۱۰

۴۸۱۔ صابر حسین صابر ، ہجر کے بعد ،علم و عرفان پبلشرز ، لاہور ۲۰۰۷، ص ۳۳

۴۸۲۔ آب کوثر، ص۱۴۵، القول البدیع، ص۱۲۶، کشف الغمہ، ص۲۷۱، جلاءالافہام ص ۲۷

۴۸۳۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص ۵۹

۴۸۴۔ آذر عسکری ، کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،۱۹۷۶ءص ۱۸

۴۸۵۔ کلام حاجی محمد خلیل ڈڈیالوی، مشمولہ ’شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۲۴۸

۴۸۶۔ شمس الدین شمس بخاری،مشمولہ ’شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفصل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء

۴۸۷۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۸ء،ص۳۲۱

۴۸۸۔ الطاف عاطف،جھیل کا چاند،سید محمد شاہ پرنٹرز،لاہور،۲۰۱۲،ص۱۳

۴۸۹۔ سید رضوان حیدر رضی،مضرابِ آرزو،نیو آرٹ مین پرنٹرز راول پنڈی ،ص۳۸

۴۹۰۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹرایندپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵،ص۱۳

۴۹۱۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص۷

۴۹۲۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص۵۴

۴۹۳۔ میجر رفیق جعفری،کشمیر اشکبار ہے،ایس ٹی پرنٹر گوالمنڈی راول پنڈی ۔۲۰۱۹ءص ۳۱

۴۹۴۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۶۵

۴۹۵۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶،ص ۱۸

۴۹۶۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء،ص ۶۴

۴۹۷۔ پروفیسر سیدہ نرجس افتخار، نعت مشمولہ ،معرفت ،میرپور،مدیراعلیٰ، ۲۰۱۶،ص۲۱

۴۹۸۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۵۸

۴۹۹۔ خان محمد بدر چوہان،گلزار وطن،الشمس کمپوزنگ سنٹر حویلی،کہوٹہ،۲۰۱۷،ص ۲۷

باب پنجم:

آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری کا فنی مطالعہ

ادب کی تخلیق کا دو طریقوں سے جائزہ لیا جاتا ہے۔ایک تو تخلیق کار کی تخلیق میں فکری جہتیں ،پہلو اور موضوعات تلاش کیے جاتے ہیں کہ آیا اس تخلیق میں کوئی نئی سوچ،خیال اور کوئی نیا پہلو برتا گیا ہے ۔شاعر یا ادیب نے اپنی بات کیوں اور کس تناظر میں کہی ہے۔ اس کے پیچھے اس کی فکر کی کیا فکر کار فرما تھی۔ دوسرا حوالہ

فنی ہوتا ہے ۔فن میں فنی لوازمات کو دیکھا جاتا ہے کہ آیا تخلیق کار نے روایت کی ہی پاسداری کی ہے یا مواد ،اسالیب اورفن میں کوئی جدت یا تنوع بھی ہے۔فنی حوالے میں یہ پرکھنا پڑتا ہے کہ شاعر یا ادیب نے ابلاغ تام کے لیے کون کون سے وسائل بروئے کار لائے اور اپنی بات کیسے کی؟ابلاغ یا ترسیل کے لیے بیان کے کون کون سے مختلف انداز اور لفظ کی مختلف سطحوں پر کون کون سی صورتیں استعمال میں لائی گئیں ۔ خوب صورت الفاظ کی بہترین ترتیب ہی خیال کی ترسیل کر سکتی ہے۔ خیال کی پیش کش میں خوب صورت اور بہترین الفاظ کو خاص ترتیب دے کر جب قرینے اور سلیقے سے پیش کرتا ہے تو حسن اظہار عمل میں آتا ہے۔یہی اس کا فن ہے کہ وہ ایک ہی بات خیال کو حسنِ اظہار کے سانچے میں ڈھال کر مختلف انداز میں پیش کرکے کلام کو حسین کرتا ہے۔بہترین شاعری بہترین الفاظ کی ترتیب سے وجود پاتی ہے۔ اس لیے ناقدین فن دو حوالوں سے ادبی معیا روں کو پرکھتے ہیں۔رشید احمد صدیقی اس حوالے سے یوں لکھتے ہیں:

> ‘‘ہیت ،موضوع ،مواد سب محتاج ہیں ابلاغ کے اور بلاغ محتاج ہے حسنِ اظہار کا جو منحصر ہے خلوص اور سلیقہ پر ۔کسی بات کا دل میں پیدا ہونا اتنا اہم نہیں ہوتا جتنا اس کا دوسرے کے دل میں اتارنا اور دل میں بات اتاری جاتی ہے حسنِ اظہار سے۔’’۱؎

حمد و نعت ایک مقدس موضوع ہے۔حمد کا محرک خالق کائنات ہے اور نعت کا محرک حضرت محمدﷺ ہیں۔اس لیے یہ ایک بڑا احساس موضوع ہے۔میر نے کیا خوب کہا ہے:

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام۲؎

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے حضرت محمد ﷺکی محبت کو عام کرنا ہے۔لیکن حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں شعری اور شرعی تقاضوں کو مدنظر رکھ کر ہی شاعری کی جا سکتی ہے۔قرآن و سنت اور احادیث کی روشنی میں حمدیہ اور نعتیہ ادب کے متن کی صحت کے اصولی اشاروں سے کام لیا جاتا ہے۔موضوع کی نزاکتوں کا شعری خیال،اشعار میں عجزِ بیان کے مظاہر کے ساتھ ساتھ توحید و رسالت کی شاعرانہ تفہیم کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ٹی۔ایس ایلیٹ کے مطابق شاعری کو بنیادی طور پر محض شاعری کی حیثیت سے قبول کرنا چاہیے۔اس لیے شاعری کے اصولوں کی بنیاد پر ہی شاعری کو بڑھا،سمجھا ،پرکھا اور دیکھا جائے۔اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حمدیہ اور نعتیہ شعری سرمایہ بھی بنیادی طور پر شاعری ہی کی ذیل میں ہونے کے باعث شاعری کے طور پر پرکھا جائے گا۔اگر شعری معیارات اور اصولوں کے مطابق ہے تو وہ شاعری کی تعریف میں آئے گی ۔لہٰذا پہلی بات کہ حمدیہ اور نعتیہ شاعری کو شاعری کے طور پر قبول کرتے ہوئے اس کی تحسین کی جائے۔

حمد و نعت کہنے کے لیے لفظوں کا تاریخی پس منظر ،لفظوں کے صحیح استعمال کا اصول،عروضی اوزان و بحورکے اصول ،صنائع و بدائع کا جائز استعمال اوردیگر فنی محاسن کے ساتھ ساتھ تنقید کے چار پہیے(تقابل،تجزیہ،امتیاز اور تعین قدر)کے مطابق دیکھا جاتا ہے۔اس لیے نقاد کو عیوب شاعری میں خاموش نہیں رہنا چاہیے کیوں کہ نقاد کی خاموشی سے مستقبل کے شعرا کے لیے ایسے عیوب کی راہ ہم وار ہو گی جس کا ازالہ ممکن نہیں ہو سکے گا۔

حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے رشتے قرآن و احادیث سے بہت گہرے ہیں ۔اس لیے قرآن و احادیث کے مفاہیم کو شاعری قالب اور متن کا شعری حسن برقرار رکھنا ضروری ہے۔بہرحال حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں جذبے اور احساس کو شعری قالب میں ڈھالنے کا عمل انتہائی سچائی اور احتیاط کا متقاضی ہے۔حمدیہ اور نعتیہ اشعار کی بنت میں شرعی حدود کا خیال بہت ضروری ہے ۔اس نکتے کی تفہیم کے لیے ایک شعری مثال دتیا ہوں:

محمد کو خدا کہنا ،خدا کو مصطفی کہنا
یہ ہے ترکِ مدارج،شرک ہے،الزام و تہمت ہے۳ے

شاعرانہ رنگ آمیزیوں کی آڑ میں یہ نہ ہو کہ توحیدو رسالت کے فرق میں امتیاز نہ رہے۔حمد کے مقابلے میں نعت کہنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے تو نعت کو دو دھاری تلوار کہا گیا ہے۔آپ اللہ کے بندے ضرور ہیں لیکن بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اُتمام مخلوق میں صرف آپ کی ذات افضل ہے۔حضورﷺ کے قرابت دار ،اصحاب اورازواج سب محفوظ عن الخطاءہیں ۔جب کہ آپﷺ معصوم عن الخطاءہیں۔اصحاب النبیﷺ،ازواج،آپﷺ کے قرابت دار کا ذکر ،مناقب کے اشعار کی صورت میں آتا ہے۔ان میں سے کسی کا بھی حسن ،سیرت و کردار،کرامت اور حسن معتبری صرف اور صرف حضورﷺ کی تربیت اور فیضان نظر کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔شاعر کو قرآن و سنت اور احادیث کی مستند روایات اور مستند احوال کو سامنے رکھنا چاہیے۔تاریخ اور حدیث کے متون کا فرق بھی رہنا چاہیے۔ جہاں تاریخ کا اندارج حدیث سے متصادم ہو ،وہاں حدیث کو ترجیح دینا ضروری ہے ۔شرک فی النبوت سے دور رہنا چاہیے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر مولا بخش لکھتے ہیں:

> ‘‘حمد ونعت کی شاعری کے بارے میں یہ رائے قائم کرلینا کہ شعر چاہے جس درجے کا ہو،چوں کہ اس میں خدا اور رسول کا نام ہے۔اس لیے حمد یا نعت کا شعر ہے۔ ان معنوں میں بھی ایک لچر سی منطق بن جاتی ہے کہ خدا بھی اپنے بندوں کو قرآن میں احسن الخالقین کے نام سے پکارتا ہے یعنی وہ جو ہم میں بہتر تخلیق کار ہے مومن کہلاتا ہے۔مثال کے طور پر کسی کی تعریف اگر اچھے لفظوں اور آداب کے معیاری طریقوں کے پیش نظر کی جائے تو وہ تعریف اپنا اثر پیدا کرتی ہے۔لہٰذا حمد و نعت کا کم زور شاعر بھی ویسا ہی کم زور شاعر ہے جیسا کہ غزل کا ،کیوں کہ قرآنی شعریات میں خدا نے اپنی تعریف کا وہ ڈھنگ سکھایا ہے کہ جس سے وہ خوش ہوتا ہے۔الحمد شریف کی آیتوں

کو پڑھتے ہوئے کیا اچھی سے اچھی شاعری اس کے آگے روکھی پھیکی معلوم نہیں ہوتی؟۔''۴ے

حمدیہ و نعتیہ شاعری میں الفاظ کا مناسب اور درست استعمال کس قدر اہم اور ضروری ہے۔اس حوالے سے تنویر پھول اپنے مضمون ''حمدو نعت میں الفاظ کا مناسب استعمال''میں لکھتے ہیں:

''یہ ایک حقیقت ہے کہ اصناف شاعری میں سب سے بلند حمد و نعت کا مرتبہ ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ کچھ لوگ اسے صنفِ سخن کا درجہ دینے کو تیار نہیں۔اسے صرف عقیدت کی شاعری قرار دیتے ہیں اور اس پر کوئی تبصرہ یا تنقید کرنا ممنوع سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ حمدیہ اور نعتیہ شاعری کو ادبی اور دینی نقطہ نظر سے سمجھنے اور اس کے معیار کو پرکھنے کی سنجیدہ کوشش کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے ۔یہ کسی کی شخصیت یا علمی مرتبہ پر کوئی حملہ نہیں ہے ۔شعرا قابل احترام ہیں لیکن سب بشر ہیں۔یہ بشر کا کلام ہے۔ اللہ کا کلام تو نہیں ہے۔ اس لیے بعض اشعار میں فنی اور معنوی تسامحات کا ملنا عین ممکن ہے۔''۵ے

حمدیہ و نعتیہ شاعری بنیادی طور پر شاعری ہی کی ذیل میں آتی ہے اور یہ ایک مقدس صنف ہے۔ جس قدر یہ مقدس ہے اسی نسبت سے اس پر اظہار خیال کے لیے بہت احتیاط و قرینے کی ضرورت ہے۔دوسری اصناف کے مقابلے میں یہ زیادہ فنی تقاضا کرتی ہے۔ ڈاکٹرابو اللیث صدیقی نے یوں اظہار کیا ہے:

''حمد و نعت کا میدان عقیدت کے اظہار کا ذریعہ تو ہے ہی،اس میں فن کی نزاکت اور نفاست کا احساس بھی قائم رہے تو پھر یہ کلام صرف عام پسند نہیں رہتا،خاص پسند بلکہ خواص پسند ہو جاتاہے۔''۶ے

کسی بھی حمد و نعت پارے کی اولین شرط یہی ہوتی ہے کہ وہ حمدیہ اور نعتیہ لگے ۔ ہر شعر کا مضمون مواد شریعت کے مطابق ہے یا مخالف؟کیاشعر انے ادبی،لسانی اور شعری تقاضوں کو پورا کیا ہے ؟بہر حال پہلی ہستی اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے تمام کائنات تخلیق کی۔اس کے ساتھ ساتھ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا نام لیا ہے۔ وہاں حضرت محمدﷺ کے مبارک نام کا ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے اور پھر اس کے بعد اصحاب اورقرابت دار وں کا ذکر آتا ہے۔

اب آزاد کشمیر کے شعرا کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے فنی موضوعات پر بحث کی جائے گی تا کہ فنی مقام ومرتبہ متعین کیا جا سکے۔ہیت ،علم بیان ،علم بدیع کے ساتھ ساتھ دیگر فنی محاسن بھی تلاش کیے جانے کی کوشش کی جائے گی۔

۵,۱۔تخلیقی تنوع:

آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں ہیتوں کی گوناں گو رنگا رنگی دکھائی دیتی ہے۔ان کے ہاں حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں عقیدت و محبت کے جذبات و احساسات تقریباً تمام مروجہ ہیئتوں اور صورتوں میں برتے ہوئے نظر آتے ہیں۔محبت کا یہ رنگ،غزل،نظم ، آزاد نظم،مثنوی،قصیدہ،قطعہ،رباعی،مخمس،مسدس،مربع،مثلث،ماہیا،ہائیکو،سانیٹ و دیگر صورتوں میں ملتا ہے۔آزاد کشمیر کے شعر نے روایتی ہیئت کے تجربات کے ساتھ ساتھ ہیئت کے نئے تجربات میں بھی عقیدت کے تحفے پیش کیے ہیں۔انھوں نے حمدیہ اور نعتیہ موضوعات کو مختلف تخلیقی پیرائے میں بیان کر کے ثواب کمایا ہے۔ذیل میں مختلف ہیئت کی صورتوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور نمونہ کلام بھی تاکہ آزاد کشمیر کے شعرا کے تخلیقی تنوع کے بارے میں جانا جا سکے۔

غزلیہ ہیئت:

جہاں تک غزلیہ ہیت کی بات ہے تو اس میں اظہار جذبات اور ترسیلِ فکر دوسری اصناف کے مقابلے میں زیادہ موثر اور موزوں طریقے سے ہو سکتی ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ غزل کا ہیئتی تنوع زیادہ خوب صورت،لچک دار اور دل آویز ہے۔اس وقت سینکڑوں حمدیہ اور نعتیہ مجموعے،گلدستے اور انتخاب غزلیہ پیرائے میں موجود ہیں اور تقریبا ۹۰فی صد سے زیادہ حمد و نعت غزلیہ ہیت میں تخلیق ہو رہی ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

> ''ابتدائے اردو شاعری سے اگر آپ بنظرِ غائر مطالعہ کریں تو آپ کو ۹۵ فی صد نعتیں غزل کے فارم میں ملیں گی۔''۷؎

آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں غزل کی ہیئت میں تقریباً تمام قدیم و جدید موضوعاتِ نعت غزلیہ ہیئت میں عشق و محبت اور رعنائیاں بکھیرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ان کے ہاں غزلیہ پیرائے میں لکھی گئی حمدیہ اور نعتیہ جذب و کیف کی چاشنی پیش ہے۔خواجا محمد عارف کی حمدیہ شاعری میں غزلیہ ہیت میں عقیدت ملاحظہ ہو:

کرو ذکر تم صبح و شام اللہ
یونہی زندگی ہو تمام اللہ
بسا لو اسے دل کی دھڑکن میں ایسے
کہ سینے میں گونجے مدام اللہ۸؎

سید سعید احمد بخاری نے دیگر ہیتوں کے ساتھ ساتھ نعتیہ غزلیہ ہیت میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نبی کریمﷺ کی ثناکی ہے۔ان کی نعتیہ شاعری میں غزلیہ ہیت کی صورت ملاحظہ ہو:

صبا قدم سرعت اٹھا جلدی جلدی
مدینے منورہ پہنچا جلدی جلدی
میرے حال آشفتگی پر کرم کر
محمد کا روضہ دکھا جلدی جلدی۹؎

آزاد کشمیر کے شعر ا کے ہاں حمدیہ اور نعتیہ موضوعات کو غزلیہ ہیئت میں خوب برتا گیا ہے جس کی وجہ سے ان کے کلام میں نکھار،برجستگی،سادگی اور بندش کا ایک انوکھا پن قابل ستائش ہے۔ان کے ہاں تقریباً تمام بڑے بڑے شعرا مثلا غالب، اقبال، مومن، میر،کے علاوہ کئی دیگر شعرا کی زمینوں میں حمدیں اور نعتیں ملتی ہیں۔ بڑے بڑے شعرا کے قوافی،بحر اور زمینوں میں حمدیہ اور نعتیہ اشعار غزلیہ ہیئت میں موجود ہیں۔ شعرائے کشمیر نے غزل کی تلازمات سے اپنے کلام میں حسن تغزل کی کیفیت بھی پیدا کی ہے۔

نظمیہ ہیئت:

آزاد کشمیر کے شعرا نے جہاں غزلیہ ہیئت میں حمدیہ اور نعتیہ کلام لکھ کر اپنی کہنہ مشقی کا لوہا منوایا ہے۔ وہاں انھوں نے تقریباًتمام اصنافِ نظم، جن میں پابند نظم،معریٰ نظم،آزاد نظم اور سانیٹ میں بھی عشق الٰہی اور عشق محمد کا اظہار کیا ہے۔نظم ہی وہ قدیم اور خوش قسمت صنف ہے جو شروع ہی سے حمد و نعت کے لیے ہاتھ باندھ کے کھڑی ہے ۔

پابند ہیئت

پابند نظم ایسی نظم ہوتی ہے جس میں بحر،وزن ،ردیف اور قافیے کی پابندی ہوتی ہے۔اردو حمدیہ اور نعتیہ ادب میں پابند نظم کی ہیئت میں سرمایہ موجود ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی پابند نظم کی ہیئت میں محبت کا اظہار کیا ہے۔خان محمد بدر چوہان کی حمدیہ پابندنظم” اللہ تو نظر آئے “ملاحظہ ہو جس میں موصوف نے پابند نظم کی ہیت میں حمد بیان کی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں یوں گویا ہیں:

سورج و چاند تاروں میں تو نظر آئے
شہروں اور بازاروں میں تو نظر آئے
کوہستان اور بیاباں بھی کرتے ہیں حمد تیری
جنگلوں اور کھچاروں میں تو نظر آئے
پیدا کیا انسان کو بصیرت سے نوازا
دنیا کے گہواروں میں تو نظر آئے
چرند وپرند سارے لیتے ہیں نام تیرا
میدانوں اور کو ہساروں میں تو نظر آئے۱۰؎

پروفیسر بشیراحمد مغل کی نعتیہ نظم ”سوئے دیارِ نبی“ میں پابندنظمیہ ہیئت میں مدینہ کی عظمت اور روضہ رسول ﷺسے بے پناہ محبت کا اظہار موجود ہے۔بلاشبہ آپﷺ

اور متعلقات نبی ﷺسے ہر انسان کی یہی عقیدت ہوتی ہے۔دل ربا خیال اور دل ربا اظہار موصوف کی پابند نعتیہ نظم میں دیکھیے:

رواں ہے قافلہ جاں سوئے دیارِ نبی
بلا رہی ہے اسے گرمی بازارِ نبی
درود دل میں ہے ہونٹوں پہ سکتہ طاری ہے
مرعوب کن ہے ادائے نقش طرحدارِ
جلال روبرو دونوں جہاں کے والی کا
بلند دو عالم میں کر دیا گیا وقارِ نبی
وہ لمحہ آئے گا کب جب کہ میں کھڑا ہوں گا
بہ احترامِ فراواں سرِ مزارِ نبی!۱۱؎

معریٰ ہیئت :

معریٰ نظم میں بحر اور وزن کی پابندی ہوتی ہے لیکن قافیہ کی پابندی ضروری نہیں۔ڈاکٹر شفیق انجم کوکل کا ئنات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے جلوے ،نشانات اور کارگری و حکمت دکھائی دے رہی ہے جسے انھوں نے معریٰ نظم کی ہیت میں بیان کیا ہے ۔ حمدیہ نظم" تو کون ہے"میں انہیں اڑتی ہوئی دھول میں لہلہاتے پھول میں،بجلی کی کڑک میں،رنگوں کی دھنک میں،تاروں کی روشنی میں ،کلیوں کی تازگی میں،چمپا کی مہک میں اوربلبل کی چہک میں اللہ تعالیٰ کی شان نظر آ رہی ہے۔عقیدت ملاحظہ ہو:

تو کون ہے؟
اڑتی ہوئی دھول میں
لہلہاتے پھول میں
بجلی کی کڑک میں
رنگوں کی دھنک میں
تاروں کی روشنی میں
کلیوں کی تازگی میں
بلبل کی چہک میں
تو کون ہے؟۱۲؎

خواجا محمد عارف نے دیگر ہیئتوں کے ساتھ ساتھ معریٰ نظم کی ہیت میں بھی حمدیہ اور نعتیہ موضوعات کو فن کارانہ انداز میں بیان کیا ہے۔موصوف کی نعتیہ نظم "معراج" دیکھیے ۔کس خط کش انداز میں انھوں نے معریٰ نظم کی ہیئت میں واقعہ معراج کو اپنی نعتیہ شاعری میں سمویا ہے:

پاک ہے وہ ذات
جس نے راتوں رات
اپنے پیارے بندے کو
میرے پیارے آقا کو
حرم سے صحنِ اقصیٰ تک

ہر شے کی تفصیل بتائی۱۳؎

آزاد ہیئت :

آزاد نظم میں ردیف و قافیے کی پابندی نہیں ہوتی اور نہ ہی مصرعوں کے لیے برابر ہونا ضروری ہوتا ہے۔سید مسعود اعجاز نے نعت میں سادہ بیانیہ اختیار کیا ہے۔ہر عاشق رسولﷺ کی طرح شاعر کا دل بھی روضہ رسول ﷺکی زیارت کے لیے تڑپ رہا ہے ۔بے قراری کا اظہار نعت میں کیا گیا ہے۔ان کی آزاد نعتیہ نظم ’’یہ سب روشنی‘‘میں تخلیقی انداز ملاحظہ کیجیے۔

ستاروں کے جھرمٹ میں
بیچ سے اک روشنی پھوٹتی ہے
اک اسی کے دم سے
یہ سب روشنی ہے
آؤ! اسی کے دم سے
یہ سب روشنی ہے
نظریں جھکائے باادب چلیں
تاکہ سر خرو ہوں
اور بامراد لوٹیں
وہ دربار!
دربارِ مصطفی ہے
آؤ!
ہم سب چلیں
اور اپنی اپنی مرادیں پائیں۱۴؎

سانیٹ :

سانیٹ کو مقفیٰ نظم بھی کہا جا سکتا ہے ۔اس کے چودہ مصرعے ہوتے ہیں۔بشیر صرفی نے اپنے نعتیہ کلام میں سانیٹ کی ہیئت میں بھی نعتیہ کلام تحریر کیا ہے۔ خلوص و عقیدت سے لکھے گئے اشعار ان کی قلبی واردات کی عکاسی کرتے ہیں۔مثال ملاحظہ کیجیے:

وہ امامِ مرسلاں وہ شاہِ دیں
ذات اس کی رحمت اللعالمین
انبیاءو مرسلین میں آخریں
کر دیا کامل خدا نے اس پہ دیں
وہ رسولِ عالمینِ کائنات
جس نے روشن کر دیئے ہیں شش جہات
سید اولاد آدم، ذی حشم
وہ ازل سے تا ابد ہے محترم
مظہرِ ذات و صفاتِ حق وہی

نور، جس نے ختم کی تیرہ شبی
صاحبِ خلقِ عظیم و فضل وہ
نور مہر و ماہ کی بھی اصل وہ
ہادی راہ نجات و مستقیم
رحمت کلی ز رحمان و رحیم۱۵ ؎

آزاد کشمیر کے شعرا نے حمدیہ و نعتیہ شاعری کی ایک اہم صنف نظم جن میں پابند نظم، آزاد نظم اورمعریٰ نظم میں بھی حمدیہ و نعتیہ موضوعات کو انتہائی دل کشی ،خوب صورتی اور فنی مہارت سے سمونے کی بھرپور کوشش کی ہے۔روایت کے ساتھ ساتھ شعرا نے بعض نئے اسلوب میں بھی اصناف نظم میں اپنی چاہت کا اظہار کیا ہے۔

قطعہ کی ہیئت:

قطعہ میں کم از کم دواشعار ہوتے ہیں۔زیادہ کی کوئی قید نہیں ہے۔قطعہ میں خیال کو تسلسل کے ساتھ بیان کیا جاتا اور ہر شعر کے دوسرے مصرعہ میں قافیے کی پابندی ہوتی ہے۔ غزلیہ اور نظمیہ ہیئت کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں حمد و نعت کا اظہار قطعہ کی صورت میں بھی موجود ہے۔انھوں نے حمدیہ اور نعتیہ موضوعات کو خط کش انداز میں اپنی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں قطعہ کی ہیت کو برتا ہے۔ محمد خلیل ثاقب کی حمدیہ شاعری میں قطعہ کی ہیت میں چاہت دیکھیے:

ہر چیز میں موجود ہے جلوہ اسی کی ذات کا
قائم ہے جس کے حکم سے یہ سلسلہ دن رات کا
بینا ہو جس کا دل وہ یکھ لیتا ہے اسے
روشن ہے جس کے حکم سے آئینہ کائنات کا۱٦ ؎

ڈاکٹر مقصود جعفری کی نعتیہ شاعری میں قطعہ کی ہیت میں محبت کے جذبات موجود ہیں۔ذیل میں دیکھیے کہ کس د ل کشی کے ساتھ انھوں نے قطعہ کی ہیت میں عقیدت کا اظہار کیا ہے:

ہر شے سے محترم ہے حبیب خدا کا نام
اعلیٰ ہر ایک شے سے محبت حضور کی
ان کی صدا سے عالمِ باطل لرز اٹھا
لفظوں میں کیا بیاں ہو وجاہت حضور کی١٧ ؎

آزاد کشمیر کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں قطعات کے پیرائے میں عقیدت و محبت موجود ہے۔

رباعی کی ہیئت:

آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں دیگر اصنافِ سخن کے ساتھ ساتھ صنفِ رباعی میں بھی حمدیہ اور نعتیہ موضوعات موجود ہیں۔ صنفِ رباعی اردو شاعری میں شروع سے ہی حمدیہ اور نعتیہ مضامین کے اظہار میں استعمال ہوتی رہی ہے۔محافلِ سماع میں اس کا استعمال خاص طور پر رہا ہے۔ اردو میں یہ صنف فارسی ادب سے آئی۔ اس کے پہلے،دوسرے اور چوتھے مصرعے میں ردیف اور قافیے کی پابندی کی جاتی ہے۔ اس کے لیے ۲۴ بحریں مقرر کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کی شاعری میں رباعی کی ہیت یوں ہے:

اسی نے ہمیں فہم و دانائی دی
تماشائے فطرت کو بینائی دی
دلوں کو بھرا نورِ ایمان سے
ہمیں نعمتِ حق شناسائی دی۱۸؎

محمد خلیل ثاقب کی نعتیہ شاعری میں رباعی کی ہیئت میں محبت کا اظہار موجود ہے۔ذیل کی شاعری دیکھیے انھوں نے رباعی کی ہیئت میں عرق نبیﷺ کے قطرہ قطرہ کو نورکا نگینہ اور رخِ مہتاب کے پسینے کو نور کہہ کر عقیدت کا خوب صورت اظہار کیا ہے:

عرقِ نبی کا قطرہ قطرہ ہے نگینہ نور کا
اس رخِ مہتاب کا ہے سب پسینہ نور کا
مصطفی کے دیس کا ہر ذرہ مثلِ طور ہے
دور کر کے دیکھ لے کوئی دل سے کینہ نور کا۱۹؎

آزاد کشمیر کے شعرا نے حمدیہ اور نعتیہ مضامین کو رباعی صنف میں ڈھالتے ہوئے اپنے کلام میں رباعیات لکھی ہیں۔

ہا ئیکو کی ہیئت:

آزاد کشمیر کے شعرا کے ہاں ہیئتی تجربات میں ایک خوب صورت اور دل آویز تجربہ صنفِ ہائیکو میں حمدیہ و نعتیہ موضوعات کا بیان بھی ملتا ہے۔ہائیکو بنیادی طور پر ایک جاپانی صنف ِ سخن ہے۔ جو ہیئت کے اعتبا ر سے تین مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔جس میں اردو شعرا نے مختلف تجربات کیے ہیں ۔اس لحاظ سے ہائیکو ایک خوش قسمت صنف ہے کہ حمد و نعت کا ایک ثروت مند سرمایہ اس میں موجود ہےخواجا محمد عارف کی نعت میں ہائیکو کا قرینہ ملاحظہ کیجیے:

میرا ہے یہی ایمان
میرے نبی جیسا
کوئی بھی نہیں انساں۲۰؎

ڈاکٹر نثار ہمدانی کی حمدیہ شاعری میں ہائیکو کی ہیئت میں محبت کا خوب صورت انداز ذیل کی حمدیہ شاعری میں ملاحظہ فرمائیں:

اس قدر وسعت اظہار کہاں سے لاؤں
اس کی تعریف و ثنا کی خاطر
جس نے چنبیلی کے ان پھولوں میں خوشبو رکھی۲۱؎

قصیدہ کی ہیئت:

قصیدہ جو مدحتِ خدا اور مدحت رسولﷺ کے حوالے سے اہم اور قدیم ترین صنف کے ساتھ ساتھ زوربیان اور فنی مہارت کی پہچان بھی ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں قصیدہ کی ہیئت کو ایسے برتا ہے کہ اسلوب کی دل کشی،خلوص، صداقت کے ساتھ ساتھ جذب کی شدت نمایاں نظر آرہی ہے۔بشیر صرفی کے کلام سے ایک مثال ملاحظہ کیجیے:

رخ تاباں ہے مطلع انوار
صبح ازلی تجھی سے فرخ
ہے لقب نور تیرااور نوری
تیرے دلدار، تیرے عاشق زار
سب ہیں تیرے درود خوانوں میں
گلشن و ابر و کوہ و جوئے بار
ساری فیروز مندیاں تجھ سے
ہے تیرے نام سے دلوں کو قرار۲۲؎

ماہیا کی ہیئت میں محبت

آزاد کشمیر کے شعرا کی فنی مہارت کا ایک اور انداز ماہیا کی ہیئت میں حمدیہ اور نعتیہ مضامین کا بیان بھی ہے۔ماہیا بنیادی طور پر ہندکو اور پنجابی شاعری کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔آزادکشمیر کے شعرا نے اس ہیت میں بھی اپنی صلاحیتوں کے خوب جوہر دکھائے ہیں ۔خواجا محمد گلزار عاجل کی حمد یہ شاعری ماہیا کی ہیئت میں پیش ہے:

پھٹ جائے گا دل میرا
ہو چشمِ کرم مولا
دیکھو نہ عمل میر۲۳؎

خواجا محمد عارف کی نعتیہ شاعری میں بھی ماہیا کی ہیت میں عقیدت موجود ہے۔ذیل کی شاعری میں دیکھیے خوب صورت انداز میں ماہیا کی ہیئت میں چاہت کے نذرانے پیش کیے ہیں:

طیبہ سے ہوا آئی
نعتِ نبی سے
یہ بزم بھی مہکائی۲۴؎

مثنوی کی ہیئت میں عقیدت:

مثنوی شاعری کی اہم اور قدیم ترین صنفِ سخن ہے ۔دوسرے موضوعات کے ساتھ ساتھ اردو حمدیہ اور نعتیہ کلام بھی مثنوی کی ہیئت میں موجود ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے ہیئت کے بے شمار تجربات کیے ہیں۔حکیم سید علی اکبر شاہ کی عقید ت دیکھیے:

عرش اور فرش پر بادشاہی تیری
وہ خدا آپ کا یہ خدائی تیری

تیرے آنے سے جگ میں اجالا ہوا
ساری دنیا میں اک بول بالا ہوا۲۵؎

عزیز الرحیم میر ڈورسی کی حمدیہ شاعری میں مثنوی کی ہیئت میں رب العالمین کے ہاں عقیدت کے نذرانے ملاحظہ کیجیے:

خدا بادشاہ ہے، حکیم و قدیم
وہ خالق، وہ مالک، رؤف و رحیم

وہ اول وہ آخر وہ ظاہر نہاں
وہ شہنشاہ و کون و مکاں
معبود برحق یہ ہے اس کی شان
درخت اور ستارے بھی سجدہ کناں۲۶؎

آزاد کشمیر کی اردو شاعری کی تقریباً تمام مروجہ اصناف میں حمدیہ اور نعتیہ موضوعات کو دل کش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ غزلیہ،نظمیہ،قطعات،رباعیات،مثنوی،ماہیا،قصیدہ،ہائیکو کے ساتھ ساتھ دیگر ہیئتوں کو بھی برتا گیا ہے۔علاوہ ازیں مثلث، مربع، مخمس ، مسدس اور تقریبا تمام مروجہ اقسام میں عقیدت کے نمونے پیش کیے ہیں۔

مثلث کی ہیئت:

مثلث ایسی نظم ہوتی ہے جس کا ہر بند تین مصرعوں پر ہوتا ہے۔آزاد کشمیر کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں مثلث کی ہیئت میں محبت و عقیدت کے نمونے موجود ہیں۔جو شعرا کی فنی پختگی کا ثبوت ہیں۔ ذیل میں صاحبزادی انور کوثرکی نعت مثلث کی ہیئت میں ہے:

اے تاجدار مدینہ بگڑی مری بنا دے
کشمیر جل رہا ہے اس آگ کو بجھا دے
اے تاجدار مدینہ۲۷؎

حکیم سید علی اکبر شاہ کی نعت مثلث کی ہیئت کی مثال ملاحظہ کیجیے۔

جو ان کے در پہ جاتے ہیں
وہ جھولی بھر کے آتے ہیں
پکارو یا رسول اللہ۲۸؎

مربع ہیئت

مربع ایسی نظم کو کہا جاتا ہے جس کے چار مصرعے ہوتے ہیں۔اردوحمدیہ اور نعتیہ شاعری میں بیشتر شعرا نے اپنے کلام میں مربع ہیئت کا استعمال کر کے اپنی محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔آزاد کشمیر کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں اس ہیئت بھی میں ایک وقیع سرمایہ موجود ہے۔پروفیسر شفیق راجا کی حمدیہ شاعری میں مربع ہیئت میں چاہت دیکھیے:

تو جو چاہے تو آسمان و زمین
ایک پل میں ادھر ادھر کر دے
تیری مرضی کسی کو پیاسا رکھے
تیری مرضی کہ جام بھر دے۲۹؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے بھی اپنی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں مربع ہیئت کے تجربات کیے ہیں۔عبد کی نعتیہ شاعری سے مربع ہیئت کا نمونہ ملاحظہ کیجیے:

ذات حق دیتی ہے درسِ احترام مصطفی
ہو رہا ہے خلق پہ نافذِ نظام مصطفی
فیض کا در وا ہوا بٹتا ہے جام مصطفی
سیر ہونے آرہے ہیں تشنہِ کامِ مصطفی۳۰؎

مخمس کی ہیئت:

پانچ مصرعوں والی نظم کو مخمس کہا جاتا ہے۔آزادکشمیر کے شعرا نے بھی اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری میں اس ہیئت کے تجربات کر کے سعادت حاصل کی ہے۔ پروفیسر بشیر مغل کی شاعری دیکھیے:

زمین و آسمان و بحر وبر پہ حاوی ہے
حدود شام و سحر پہ حاوی ہے
شجر و ہجر و جن و بشر پہ حاوی ہے
شعور و آگہی و نظر پہ حاوی ہے
مکیں وہی ہے مقابل مکاں اسی کا ہے۳۱؎

اسلم راجا کی حمدوں اور نعتوں میں بھی مخمس ہیئت کا استعمال کیا گیا ہے۔عقیدت ملاحظہ کیجیے:

مشرق سے اٹھا اک نورِ سحر
ذروں کو ملی سورج کی کرن
قطروں کو ملا دریا کا جگر
فولاد ہوئے چاندی کے بدن
مشرق سے اٹھا اک نورِ سحر۳۲؎

مسدس کی ہیئت میں عقیدت:

چھے مصرعوں والی نظم کو مسدس کہا جاتا ہے۔ اردو حمدیہ اور نعتیہ ادب کا ایک بڑا ذخیرہ ہیئت ِمسدس میں موجود ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی مسدس کی ہیئت میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺسے عشق کا اظہار کیا ہے۔زاہد کلیم کے ہاں عقیدت و محبت کے تجربات مسدس کی ہیئت ملتے ہیں۔ان کے ہاں ہیئت کے نئے تجربات بھی موجود ہیں جن کو انہوں نے اپنے کلام کی زینت بنایا ہے۔ان کے کلام سے مسدس کی ہیئت میں عقیدت و محبت ملاحظہ کیجیے:

یکتا ہے جو صفات میں بے مثل ذات میں
جلوے اسی کے حسن کے ہیں شش جہات میں
اس کا ہی رنگ و نور ہے اس کائنات میں
خوشبو گلوں میں ، لطف ہے قند و نبات میں
نزدیک و دور اس کے نشیب و فراز بھی
وہ رب ہے ، بندہ پرور و بندہ نواز بھی۳۳؎

طاہر قیوم طاہر مایہ ناز نعت گو شاعر ہیں۔انہوں نے اپنے کلام میں مختلف ہیئتوں کے تجربات کیے ہیں۔ذیل میں مسدس کی ہیئت میں عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کیے ہیں:

وقتِ میزان ہو گا عجب اک سماں
خوف سے کانپتا ہو گا ہم سا وہاں
آپ کی جب بڑے گی نگاہِ کرم
بخت ہم بے کسوں کے سنور جائیں گے
التجا ہے کرم کی حبیب خدا
آپ کے آستاں سے کدھر جائیں گے۳۴؎

غیر منقولہ حمد:

اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری میں گنتی کے شعرا نے غیر منقولہ حمدیں کہی ہیں۔پروفیسر عبد الحق مراد کی شاعری میں غیر منقولہ حمد موجود ہے۔مراد کے مطابق اردو میں یہ پہلی غیر منقولہ حمد ہے ۔مراد کی غیر منقولہ حمد ان کی فن کارانہ عظمت کی دلیل ہے۔غیر منقولہ حمد دیکھیے:

ورد ہو اللہ ہی کے اسم کا
ہر گھڑی ،ہر دم اسی کا آسرا
آگہی ہر اک طرح کی ہے اسے
حمد ہے ساری اسی کے واسطے۳۵؎

غیر منقولہ نعت :

آزر عسکری کی اردو نعتیہ شاعری میں غیر منقولہ نعت موجود ہے۔اس نعت کو پڑھ کر شاعر کی قادرالکلامی اور شاعرانہ کمالات سے آشنائی ہوتی ہے۔موصوف نے فنی

کمال مہارت کا ثبوت دیتے ہوئےاپنی نعت میں غیر منقولہ نعت کہی ہے۔غیر منقولہ نعت ملاحظہ ہو :

اسم محمد اسم مکرم، صلی وسلم، صلی و سلم
اطہر و طاہر، عاصم و اکرم، صلی وسلم صل وسلم
مہر مرصع، ماہ مکمل، ساطع و لامع، کامل و اکمل
داور عادل سرور عالم صل و سلم صل وسلم۳۶ ؎

یوں آزاد کشمیر کے شعرا نے تقریباً تمام مروجہ ہیئتوں میں محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔ان کے فنی سفر میں ہیئتی تجربات کے ذریعے حمد ونعت کے حسن میں اچھے اضافے کی مستحسن کوشش نظر آتی ہے۔انھوں نے چھوٹی ، بڑی ، مختصر،طویل بحروں اور قدیم اور جدید شعرا کی زمینوں میں حمدیں اور نعتیں تخلیق کی ہیں ۔ان کا یہ تخلیقی اظہار لائق تحسین ہے۔ مختلف ہیئتوں میں حمد و نعت کا تخلیقی سفران کی فنی گرفت پر دلالت کرتا ہے ۔انھوں نے اردو کے بڑے بڑے شعرا کے طرز سخن اور زمینوں کو اپنایا ہے۔ کہیں پہ حالیؔ کے طرز پر سخن طرازی کی ہے اور کہیں اقبال کا طرزِ نو اپنایا ہے۔اسی طرح غیر منقولہ حمد یں اور نعتیں ان کی فنی پختگی کا واضح ثبوت ہیں۔ہیئتوں کی یہ رنگا رنگی اور تنوع انہیں عصرحاضر کے حمد اور نعت گو شعرا میں اہم مقام عطا کرتا ہے۔شعرا نے مختلف پیرائے میں حسین لفظیات سے تمام تر شعری وسیلوں کو بروئے کار لا کر فنی پختگی اور لطافت کے ساتھ اشعار تخلیق کیے ہیں،جن کی جھلک ان کے حمدیہ و نعتیہ کلام میں نظر آتی ہے۔

۵/۲۔تشبیہا ت میں عقیدت کے پھول

کسی ایک چیز کو کسی مشترک وصف کی بنا پر کسی دوسری چیز کی مانند قرار دینا جب کہ وہ مشترک و صف یا خوبی دوسری چیز میں زیادہ پائی جائے تشبیہ کہلاتی ہے۔ڈاکٹر مزمل حسین نے یوں تعریف کی ہے:

> ‘‘علم بیان کی اصطلاح میں کسی چیز کو کسی خاص صفت(اچھی یا بُری)کے اعتبار سے دوسری چیز کی مانند قرار دینا تشبیہ کہلاتی ہے۔لیکن دوسری چیز کے مقابلے میں صفت مسلمہ طور پر زیادہ جامع صورت میں موجود ہونی چاہیے۔’’۳۷ ؎

تشبیہات شاعری کی جان تصورکی جاتی ہیں۔ان کے استعمال سے کلام میں خوب صورتی پیدا ہوتی ہے۔ کلاسیکی شعرا سے لے کر آج کے جدید شعراتک تشبیہات کا ستعمال عام ملتا ہے۔آزاد کشمیر کے اردوحمد اورنعت گو شعرا نے اپنے کلام میں تشبیہات کا استعمال کیا ہے۔ انھوں نے تشبیہات کو کس خوب صورتی سے برتا ہے۔ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

سید رضوان حیدر بخاری السیفی کے حمدیہ و نعتیہ کلام میں تشبیہ کو بہت شاندار طریقہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ان کے کلام میں تشبیہات کا استعمال جہاں ان کے کلام کو چار چاند لگا دیتا ہے وہاں اشعار کی معنویت اورتاثیر میں بھی اضافہ کا باعث بنتا ہے۔رضوان حیدر کبھی تونوری چہرے پہ زلفیں گھٹا کی طرح اور کبھی نور کو خدا کے نور کی مانند،کبھی چہرہ محبوب کو روشنی کی کان ، کبھی روشن باغ کے چھوٹے پودے سے تشبیہ دیتے ہیں تو کبھی مدینہ جانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں ۔اشعار ملاحظہ ہوں:

نوری چہرے پہ زلفیں گھٹا کی طرح
نور آنکھوں میں نورِ خدا کی طرح

کس نے بندگی شہنشاہ کی طرح
کون ہو گا میرے مصطفی کی طرح۳۸ ؎

پہنچ جاؤں میں رضوان ان کے شہر
مثلِ بسمل وہاں بال و پر ہو میرا۳۹ ؎

مسکرائے آپ تو ہر چیز روشن ہو گئی
چہرہ محبوب ہے یا روشنی کی کان ہے ۴۰ ؎

پروفیسرامین طارق قاسمی نے بھی تشبیہات سے مرصع کاری کر کے اپنی فن کارانہ صلاحیتیوں کا اظہار کیا ہے ۔ تشبیہات کی مرصع کاری ان کے کلام کو حسن بخشتی ہے ۔تشبیہاتی انداز کے حامل چند اشعار میں وہ سرکار دو جہاں حضور اکرم ﷺکو مظہر نور خدا، شمس الضحیٰ اور بدر الدجےٰ سے تشبیہ دے کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں:

محمد مصطفی کو مظہر نور خدا کہیے
انہیں شمس الضحیٰ کہیے انہیں بدرالدجےٰ کہیے ۴۱ ؎

گلزا ر حسین ساگر کاشمیری سرورکونینﷺ کی صفات بابرکات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت ابو بکر ؓ اور حضرت عمرؓ کو چمکتے تاروں سے تشبیہ دیتے ہیں۔یہ تشبیہاتی انداز جہانشعری حسن میں اضافہ کر رہا ہے۔ وہاں صحابہ کرام ؓ کی محبت بھی دلوں میں اجاگر کر رہا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺسے ہی ابو بکرؓ،عمرؓ،علی ؓ اور عثمانؓ نے فیض حاصل کیا ہے۔مثلاً وہ کہتے ہیں:

چمکتے تاروں کی طرح ابو بکرؓ عمرؓ
علیؓ عثمانؓ نے بھی تجھ سے حیا پائی ہے ۴۲ ؎

علی محمد فرشی اپنے نعتیہ کلام میں ریت کو قوس قزح سے تشبیہ دیتے ہوئے کلام میں معنوی لطافت پیدا کرتے ہیں۔ریت کو دھنک سے تشبیہ دینا شہر کے لوگوں کے لیے غیر معروف ہے لیکن اس کا لطف وہ لوگ زیادہ اٹھا سکتے ہیں جو ریگستان میں ریت کے ٹیلوں کی بدلتی ہوئی نوعیت کو سمجھ سکتے ہیں اور اس کا مشاہدہ کر چکے ہیں :

کہ ٹیلوں پہ پھیلی ہوئی ریت کروٹ بدلتی
تو لگتا کہ جیسے دھنک جھومتی ہو

یہی حکمتِ رحمت دو جہاں تھی
کہ خود قوتِ فیصلہ اونٹنی میں کہاں تھا۴۳ ؎

تنویر اختر نازسرور انبیا حضور اکرمﷺ کی سیرت کو روشنی سے تشبیہ دیتی ہیں ۔یہ تشبیہاتی انداز ان کے کلام کو چار چاند لگا دیتا ہے ۔بلاشبہ آپﷺ کی ذات ،آپﷺ کی سیرت مبارک کل کائنات کے انسانوں کے لیے روشنی اور ہدایت کا زریعہ ہے۔شعر دیکھیے:

انسانیت کو جس نے دکھائی خدا کی راہ
اُس روشنی کا نام ہے سیرت حضور کی۴۴ ؎

طاہر قیوم طاہرنے اپنے نعتیہ کلام میں تشبیہات کا بہترین استعمال کیا ہے۔وہ حضورﷺ کی زلف کورات اور ان کے چہرہ کو سورج سے تشبیہ دیتے ہیں۔آنسو کے لیے انھوں نے موتی کی تشبیہ کا استعمال اتنے دل کش انداز میں کیا ہے کہ بندش کی چستی اور سلاست بیاں پر کوئی حرف نہیں آیا۔اشعار ملاحظہ کریں

واللیل اگرہے زلف تو شمس تیرا چہرہ
کرتا ہے ثنا تیری قرآن رسول اللہ
گوہر بن جاتے ہیں آنسو آکر ان کے قدموں میں
آوبہائیں اشک ندامت آکر ان کے قدموں میں۴۵ ؎

بیاں کیسے کروں حُسنِ نبی، بس میں نہیں میرے
منور چاند سا چہرہ، حسیں زلفیں، جبیں روشن۴۶ ؎

خواجا محمد عارف کے ہاں تشبیہات لفظ و معنی کے نئے نئے رنگوں کی صورت میں جلوہ گر نظر آتی ہیں۔ان کی تشبیہات میں آزاد کشمیر کی ثقافت کا عکس بھی چھلکتا ہے۔ لفظ ” کیاری “کا صحیح مزا باغبانی کے شعور کا متقاضی ہے اور آزاد کشمیر کے دیہی پس منظر میں یہ تشبیہ عمومی شعور کے بہت قریب ہے۔اسی طرح آخری شعر میں وہ تشبیہ کا استعمال کرتے ہوئے مناجاتی انداز اختیار کرتے ہیں اور اپنی دعا کو تشبیہ کے دامن میں چھپا کر پیش کرتے ہیں ۔انھوں نے تشبیہات کے ذریعے کلام میں اثر انگیزی پیدا کی ہے ۔مثال ملاحظہ کیجیے:

روضہ ہے کہ اک منبعِ انوارِ نبی ہے
جنت کی کیاری ہے یہ گلزارِ نبی ہے
خضرا جسے کہتا ہے زمانہ مرے نزدیک
اک گول سی خوش رنگ سی دستارِ نبی ہے۴۷ ؎

بنا نرم و شیریں مرے شعر کو
معطر ہو مثلِ نسیمِ سحر۴۸ ؎

محمد خلیل ثاقب کا کلام بھی لطیف اور پاکیزہ تشبیہات سے معمور ہے ۔موصوف نے اظہار مطالب کے لیے اکثر تشبیہات کا سہارا لیا ہے ۔ کس خوب صورتی کے ساتھ انھوں نے زینہ معراج پر آپ کے چلنے کو آفتاب کی مانند اور ہر ذرہ کو مثلِ طور کہہ کر عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ان کے ذیل کے کلام میں تشبیہ کے ساتھ ساتھ تلمیح بھی موجود ہے، جس سے معنویت میں اضافہ ہوتا ہے:

زینہ معراج پر تھا یوں گزر سرکار کا
تیرتا ہے آسمان پر جس طرح سے آفتاب
ہر شے میں تیرا نور ہے ہر ذرہ مثلِ طور ہے
کونہ کونہ دو جہاں کا بقعہ انوار ہے۴۹ ؎

مدثر یوسف نے کلام میں منفرد تشبیہات کا استعمال کیا ہے جس سے ان کے کلام میں ایک ندرت پیدا ہو گئی ہے ۔لفظ مدینہ اپنے اند ایک تاریخی پس منظر رکھتا ہے اور شاعر نے ذیل کے شعر میں مدینہ کو زمین کے ایسے جھومر سے تشبیہ دی ہے جس میں سے روشنی پھوٹ رہی ہے اور زمین کو منور کر رہی ہے ۔ذرا شعر دیکھیے:

زمین کے ماتھے کا جھومر گل
ضو فشاں مدینہ ہے۵۰ ؎

ابراہیم گل مزاحیہ شاعر ہیں لیکن ان کے کلام میں حمدیہ و نعتیہ اشعار بڑی تعداد میں ہیں ۔وہ سادہ اور رواں انداز میں نبی کریم ﷺسے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ۔تشبیہات کو قائم کرتے ہوئے بھی ان کے کلام کی روانی متاثر نہیں ہوتی۔مثال کے طور پر ذیل کا شعر ملاحظہ کریں:

میری صبح تو میری شام تو تیرا نور ہے مرے چار سو
مری زندگی کی بہار تو مری زندگی کا آسرا تو۵۱ ؎

احمد شمیم ایک کہنہ مشق شاعر ہیں ۔تشبیہ کے برتنے میں انھیں خاص مہارت ہے ۔لفظوں کو مہارت سے کلام میں جوڑتے ہیں ۔ تشبیہات کے قائم کرنے میں انھیں خاص ملکہ حاصل ہے ۔ذیل کے اشعار میں شفا کو گھٹا سے تشبیہ دے کر اس کے مفہوم میں جو وسعت پیدا کی ہے یہ اپنے اندر الگ ہی جاذبیت رکھتی ہے ۔اسی طر ح دوسرے شعر میں عباد ت کو صحرا میں نقش کف پا سے تشبیہ دے کر کس خوب صورتی سے عبادت کے دیر پا نہ ہونے کی وضاحت کر دی ہے :

یانبی تیری شفا برسے گھٹا کی صورت
ہم بھٹکتے ہیں خلاوں میں صدا کی صورت
لفظ معنی سے تہی اور عبادت جھوٹی
جیسے صحراوں میں نقش کف پا کی صورت۵۲ ؎

میجر رفیق جعفری کے دل میں بھی یہ تمنا موجود ہے اور وہ اپنے تخیل کے زور پر سراپا نبوی ﷺکو بیان کرتے ہیں تو ہر ہر مصرع تشبیہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔نبی کریمﷺ چودہ سو سال قبل دنیا سے پردہ فرما گئے ۔ہر امتی کے دل میں یہ تمنا

موجود ہے کہ کاش کہ وہ نبی کریمﷺ کا دیدار کر سکتا اور چہرہ انور پر ایک نگاہ ڈال سکتا ۔ذیل کے اشعار دیکھیے کہ کس خوب صورتی کے ساتھ تشبیاتی انداز اختیار کر کے عقیدت کا اظہار کیا ہے:

گلوں کے آنچل میں جس کی رنگت
چمن میں خوش بو سے جس کی نکہت
وہ جس کی زلفیں گھٹا کی صورت
وہ جس کا سایہ جہاں پہ رحمت۵۳ ؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد مایہ ناز نعت گو شعار ہیں ۔موصوف کا نعتیہ مجموعہ ’’عرفان عبد‘‘شمالی امریکہ میں پہلا نعتیہ مجموعہ ہے۔ موصوف نے اپنے کلام میں دیگر فنی خصوصیات کے ساتھ ساتھ تشبیہات کو بھی خوب صورت استعمال کیا ہے۔ذیل کے اشعار میں وہ متعلقات نبیﷺ کی وجہ سے فضائے مدینہ کو جنت اور سارے جہاں کی بہار کی وجہ مدینہ کو کہہ کر اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں:

تمنا نہیں اب ورائے مدینہ
ہے دنیا میں جنت فضائے مدینہ

ہوا نورِ وحدت ہویدا یہیں سے
بہارِ جہاں ہے عطائے مدینہ۵۴ ؎

پروفیسر محمد یعقوب شائق کا کلام بھی تشبیہات سے مزین ہے۔موج نور کی روانی ایسے رواں ہے جیسے آپ کے در پہ جھکی ہوئی کمال سدرہ کی ر فعتیں ہوں۔ بلاشبہ روضہ رسول ﷺپر حاضری ہر مسلمان کی دلی تمنا ہے اور امت مسلمہ کا یہ پختہ خیال ہے کہ شہر مدینہ میں ہر وقت تجلیات نور کا نزول ہوتا رہتا اور نبی کریم ﷺکا روضہ مبار ک نور افشاں ہے ۔عقیدت دیکھیے:

کوئی موجِ نور ہے یوں رواں،مجھے ہو رہا ہے یہی
گماں
ترے در پہ جیسے جھکی ہوئی ہوں کمال سدرہ کی
رفعتیں۵۵ ؎

زاہد کلیم مایہ ناز شاعر ہیں۔ انہوں نے اپنے کلام میں مختصر بحر میں تشبیہ کو حسن کے ساتھ پرویاہے جو واقعی ایک دقیق اور فن کارانہ کام ہے ۔اگر ایک ہی شعر میں کئی تشبیہات کو خوب صورتی کے ساتھ پرو یا جائے تو دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ ذیل کے شعر میں تشبیہات نگینوں کی طرح محسوس ہوتی ہیں ۔کس طرح وہ معرفت کا ناز اور حقائق کا بادشاہ فرازِ عقل پہ مانندِ قرصِ ماہ چمکا ہے :

چمکا فرازِ عقل پہ مانندِ قرصِ ماہ
وہ معرفت کا ناز ،حقائق کا بادشاہ۵۶ ؎

اسی طرح ذیل کے اشعار میں تشبیہات کے قرینے دیکھیے کہ کس طرح شاعر نے پہلے شعر میں آپ کو ایک جنس گراں، دوسرے شعر میں والیل کی زلفیں اوروالضحیٰ کا چہرہ اور تیسرے شعر میں آپ کے چمکتے ہوئے چہرے کو چاند کے ٹکڑے کی مانند کہہ کر عمدہ تشبیہات کا استعمال کر کے عقیدت کا اظہار کیا ہے:

آپ کی ذات سا اور کوئی کہاں
ایک جنسِ گراں آپ کی ذات ہے ۵۷ ؎

والضحیٰ کا چہرہ آپ کا زلفیں ہیں والیل کی
کوئی نہیں ہے اس دنیا میں صورت آپ کے میل
کی ۵۸ ؎

سلام اس پر کہ جس کا ایسا
چمکتا ہوا چہرہ کہ گویا چاند کا ٹکڑا ۵۹ ؎

آزادکشمیر کے شعرا کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے جن کے ہاں تشبیہات لفظ و معنی کے نئے نئے رنگوں کی صورت میں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں ۔انھوں نے نادر تشبیہات سے مرصع کاری کر کے اپنی فن کارانہ صلاحیتیوں کا بہترین اظہار کیا ہے ۔ بڑی مہارت سے تشبیہ کے التزام سے اپنے اشعار میں صوتی و معنوی حسن پیدا کیا ہے۔خوب صورت تشبیہات کے ساتھ طرز ادا کا بانکپن بھی جلوہ دکھا رہا ہے ۔ان کے ہاں عام فہم تشبیہات کا استعمال ملتا ہے لیکن انھوں نے ان تشبیہات کو تازگی عطا کی ہے ۔بہت سی تشبیہات میں ان کی ندرت و جدت کے نمونے ہیں۔ان کے ہاں تشبیہات اپنی پوری معنویت اور جذب دروں کی تپش اور حرات سے مدون ہوتی ہیں۔کس قدر حسین تشبیہات ہیں ایسی لطیف اور پاکیزہ تشبیہات سے ان کا کلام معمور ہے کہ ان تشبیہات کے استعمال سے بندشوں کی چستی اور سلاست بیان پر کوئی حرف نہیں آتا ۔

۵/۳۔استعاراتی پیکر تراشی :

استعارہ میں الفاظ حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اور اس میں تشبیہ کا تعلق پایا جاتا ہے۔ پروفیسر انور جمال نے استعارہ کی تعریف یوں کی ہے :

> ’’ استعارہ علم بیان کی اصطلاح ہے جس کے معنی ادھار لینا ہے ،کسی شے کے لواز مات اورخصوصیات کو کسی دوسری شے سے منسوب کرنا استعار ہ ہے ،لفظ کو مجازی معنوں میں اس طرح استعمال کرناکہ حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہواستعارہ کہلاتا ہے۔‘‘ ۶۰ ؎

استعارہ میں شاعر کا تخیل کھل کر سامنے آتا ہے۔ استعارہ تشبیہ سے برتنے اور سمجھنے میں بہتر قرینہ ہے لیکن مشکل بھی ہے۔ استعارہ وہ قرینہ ہے جس کے تحت ایک شے کو دوسرے کے ذریعے بیان کیا جاتا ہے۔ استعارہ کسی چیز کو بہتر انداز میں بیان

کرنے کی سعی ہے اور علم بیان کی دوسری قسم ہے ۔ اس کا استعمال کلام میں خو ب صورتی اور حسن میں اضافہ کرتا ہے۔ شعرا حضرات نے اردو کلام میں استعارات کے استعمال سے خوب صورت معنی آفرینی پیداکی ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں خط کش اور دل کش استعارات کا استعمال کیا ہے ۔ محمد یاسین کے اشعار دیکھیں۔اشعار میں ’’تیری چاندنی‘‘ استعارہ ہے۔

ظلمتیں تاریکیاں سارے جہاں سے مٹ گئیں
بارہ ربیع الاول تیری چاندنی اچھی لگی
طبیہ کو جاؤں میں پھر لوٹ کر آؤں نہ میں
اپنے دل کی آرزو یہ آخری اچھی لگی۶۱ ؎

سید رضوان حیدر بخاری کے نعتیہ کلام میں استعارہ کا استعمال جا بجا ملتا ہے۔موصوف نے کس خوب صورت اور دل فریب انداز میں سکون اور چین کو قبرستان کہا ہے اور وہاں کی خاموشی اور سکوت کو مستعار لیا ہے۔ذیل کا شعر بہ طور مثال ملاحظہ کیجیے:

سکون و چین سے جاؤں گا میں شہر خموشاں میں
لحد اگر روشن میری امام الانبیاءکر دیں۶۲ ؎

قاضی رفیع اللہ عاجزحضور پاک ﷺکے لیے پیر ہدیٰ کا استعارہ استعمال کرتے ہوئے واقعہ معراج کی بات کرتے ہیں ۔ جب نبی پاکﷺ کو اللہ پاک سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔سبحان اللہ، ماشاءاللہ آپﷺ ہی کی ذات ہے جیسے شرف معراج حاصل ہوا۔شعر دیکھیے:

سبحان اللہ، ماشاءاللہ تجھ پیر ہدیٰ کا کیا کہنا
تو فرش سے عرش پہ جا کے ملا تجھ صلیِ علیٰ کا کیا کہنا۶۳ ؎

عبدالعزیز علائی حضور اکرم ﷺکے لیے احمد کا استعارہ استعمال کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ عشق نبی ﷺکے بغیر عشق خدا کے مقام تک نہیں پہنچا جا سکتا۔گویا عشق نبیﷺ راستہ ہے خدا کا قرب حاصل کرنے کا اور جو نبی پاکﷺ کی سنت پر عمل پیرا نہ ہوا اس کے لیے دونوں جہانوں میں رسوائی ہے :

عشقِ احمد کے سوا عشقِ خدا لا حاصل
در احمد سے جو بھٹکا تو وہ رسوا ٹھہرا۶۴ ؎

ڈاکٹر افتخار مغل نے دو استعارات کو بڑی خوبی اورقرینے سے اپنے کلام میں استعمال کیا ہے ۔ موصوف نے سائیاں کا استعارہ خدا پاک کے لیے اور سجنا کا استعارہ نبی پاکﷺ کے لیے استعمال کیا ہے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپﷺ کے صدقے ہماری بگڑی ہوئی صورت حال پر کرم نوازی فرماتے ہیں:

سائیاں تجھ سے نہ مانگوں تو کس سے مانگوں
تو میری بگڑی ہوئی بات بنا دے سبحنا۶۵ ؎

پروفیسر امین طارق قاسمی نعت کہنا اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں اور نبی پاکﷺ کے لیے نور کا استعارہ استعمال کرتے ہوئے کلام کے حسن کو دوبالا کرتے ہیں۔یقیناً آپﷺ نور کا ایک ایسا پیکر ہیں،جس سے کل کائنات منور ہوئی ۔ذیل کا شعر دیکھیے:

یہ مرا بخت رسا ہے نعتِ پیغمبر کہوں
اس متاعِ نور کو میں نور کا پیکر کہوں۶۶؎

میجر رفیق جعفری نے بھی استعارات کے قرینوں سے نبی پاکﷺ سے بے پناہ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ چاند شعری بیان میں حسن کا مسلم استعارہ ہے ۔موصوف نبی کریم ﷺکی آمد کو چاند کے طلوع ہونے کو استعارے میں بیان کرتے ہیں اور ماہِ تاباں قرار دیتے ہیں ۔اشعار دیکھیے:

جبین حسن خالق کا زمین پر چاند اترا ہے
میرے نورِ بصیرت نے سر فاران دیکھا ہے٦٧؎

ربیع الاوّل کا ماہ ماہِ تاباں
وہ نور اول بہ شکل انسان
خدائے حسن تمام آیا
محبتوں کا امام آیا۶۸؎

اسلم راجا کی نظم‘‘مشرق سے اٹھا اک نور سحر ’’ایک استعاراتی نظم ہے جس میں موصوف بڑی فنی مہارت سے استعارہ کے التزام سے صوتی و معنوی حسن پیدا کرتے ہیں ۔اشعار دیکھیے:

مشرق سے اٹھا اک نور سحر
ذروں کو ملی سورج کی کرن
قطروں کو ملا دریا کا جگر
فولاد ہوئے چاندی کے بدن
مشرق سے اٹھا اک نور سحر۶۹؎

زاہد کلیم کے ہاں عشق رسول ﷺکی دھیمی دھیمی آنچ کا سا انداز ہے ،جس میں وہ خود بھی چٹکتے رہتے ہیں اور اپنے قاری کو بھی اس دھیمی مہک سے مسحور کرتے ہیں۔ان کے ہاں آقا کریمﷺ کے جسمانی حسن اور ظاہری زندگی کے پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سرکار دو عالم کی رحمت ،شفاعت اور امت سے بے پناہ محبت کا بھی اظہار ہے ۔موصوف مہرِ سپہر، ماہ و منیر ،دریائے جو د و رحمت ، ابر بہار اور بارشِ الطافِ ذوالجلال جیسے استعارات سے اپنے کلام کو مزین کرتے ہیں ۔چند مثالیں ملاحظہ کیجیے:

مہرِ سپہر و ماہِ منیر و کرم خصال
خیر الانام و مخزنِ عرفاں و بے مثال
دریائے جود و رحمت و آئینہ جمال

ابرِ بہار و بارشِ الطافِ ذوالجلال ۷۰؎

طاہر قیوم طاہرنے اپنے نعتیہ کلام میں استعارات کا استعمال کیا ہے ۔بہت سے استعارات ان کی شاعری میں ملتے ہیں جو اس سے پہلے استعمال نہیں ہوئے مثلاً ،’’ نجدی‘‘ یہ استعارہ اُنھوں نے مخصوص مسلک کے لوگوں کے لیے استعمال کیا ہے ۔کربلا اردو میں ظلم و بربریت یا حق و باطل کی جنگ کا استعارہ ہے ۔کربلا سے مراد ظلم و ستم کے خلاف جنگ ہے۔’’کربلا‘‘ خونِ شہیداں اور آلِ رسولﷺ کے مقدس لہو کی ایک ایسی جنگ ہے جو خیر و شر کے تصادم کے انجام کار کا ایک ناقابل برداشت منظرہے ۔اس کے علاوہ ایک اور استعارہ جو موصوف کے ہاں استعمال ہوا ہے وہ ’’خرد‘‘ ہے یہ اقبال نے بھی استعمال کیا ہے۔یہ عقل والوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو عشق سے خالی ہوتے ہیں اور ہر فلسفے اور نظریے کو عقل کی کسوٹی پرکھتے ہیں۔اشعار دیکھیے:

نجدی کو سمجھ آئی جب اُس نے وہاں دیکھا
محشر میں تو لب پر ان کی ہی دوہائی ہے ۷۱؎

خرد کی تو گھتیاں ہیں آج تک الجھی ہوئیں
عشق کیسے کربلا میں سوئے مقتل چل پڑا۷۲؎

حرُ کاشمیری استعارات کے پیرائے میں عقیدتوں کے اظہار میں وارفتگی اور جذب وکیف کو شعور کی شاداب وادیوں سے گزارتے ہیں۔استعارات کے استعمال میں احتیاط بہت ضروری ہے ۔توازن اور احتیاط ہی مدح و توصیف میں صداقت و سچائی پیدا کر سکتی ہے ۔ موصوف کا اندازہ ملاحظہ فرمائیں:

ہے ذکر بندہِ خاکی کا بزمِ قدسی میں
زمیں کو رشکِ نجوم و مہِ افلاک کیا۷۳؎

ظہور حسین بناہی نے اس کائنات کے لیے گلشن کو استعاراتی انداز میں اپنایا ہے وہ ایک ایسا باغ جسے خدا نے پھولوں ،پتوں اور انسانوں کے حسن سے سجایا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور حکمت سے کل کائنات کو خوب صورت تخلیق کیا۔شعر ملاحظہ ہو:

یہ گلشن جو تو نے لگایا ہوا
پھول پتوں بندوں سے سجایا ہوا۷۴؎

سلطان محمود سلطان اپنی ڈوبتی امیدوں کو ڈولتی ہوئی کشتی کہہ کر اسے کنارے یعنی منزل تک پہنچانے کی التجا کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آقا دو عالم حضرت محمد مصطفیﷺ کے صدقے میں ہماری مشکلات اور مسائل کو اپنے فضل و کرم سے حل فرمائیں گے۔ شعر دیکھیے:

جو ڈولتے ہیں میری امیدوں کے
کنارے لگا دو وہ سفینے یا رسول اللہ۷۵؎

پروفیسر محمد رفیق بھٹی خطہ کشمیر کو لہو نگر کے استعارے میں التجائی بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ کشمیر گزشتہ ستر سال سے آزادی کی نعمت سے محروم ہے اور باوجود حصول آزاد ی کی طویل جدوجہد کے ابھی تک آزادی کی منزل نصیب نہیں ہوئی ۔اس لیے موصوف خطہ کشمیر کی آزادی کے لیے لہو نگر کے استعارے میں التجائی بنا کر دست دعا ہے:

لہونگر کے چمن کی پکار بھی سن لے
ہر ایک شاخ بریدہ ، ہر اک برگ فغاں۷۶؎

ڈاکٹر فیاض الحسن نے نبی کریم ﷺکے مقاصد نبوت کے ایک پہلو کو بیان کرنے کے لیے چراغ ہدیٰ کا استعارہ استعمال کیا ہے۔بے شک نبی کریم ﷺدنیا میں رشد و ہدایت کے لیے تشریف لائے اور دوجہاں کے شہا کی آمد سے دنیا میں ہر طرف حسن ہی حسن کے چراغ فروزاں ہوئے:

ساری تارکیاں چھٹ گئیں آپ سے
اے چراغ ہدیٰ مصطفی مصطفی
کیا کہوں گا حسن آپ کی شان میں
دو جہاں کے شہا مصطفی مصطفی۷۷؎

خواجا محمد عارف نے نبی کریمﷺ کی زلفوں اور چہرہ انور کو بیان کرنے کے لیے قرآنی استدلال سے کام لیا ہے اس لیے شعر میں استعارہ کے ساتھ تلمیح بھی جمع ہوگئی ہے ۔قران کریم نے نبی کریمﷺ کی صفات جمیلہ کو مختلف استعارات میں بیان فرمایا ہے ۔ سورہ ’’الضحیٰ ‘‘ آپﷺ کا سراپا بیان کرتے ہوئے قرآن کریم نے تشبیہات و استعارت کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے ۔شعر ملاحظہ فرمائیں:

کہہ دو واللیل تصور میں جو گیسو دیکھو
و الضحیٰ لکھ دو جو شانِ رخِ انور لکھو۷۸؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں استعارات کا استعمال کرتے ہوئے عشق الٰہی اور عشق نبی ﷺکا اظہار کیا ہے۔ذیل کے حمدیہ شعر میں موصوف نے استعاراتی انداز اپنایا ہے کہ وہی عکس،وہی آئینہ اور وہی جلوہ گر پس آئینہ ہے جس کی شان قدرت کائنات کی ہر چیز سے عیاں ہے۔شعر دیکھیے:

وہی عکس ہے وہی آئینہ وہی جلوہ گر پس آئینہ
ہے شان اس کے ظہور کی کہ نہاں بھی ہے تو نہاں
نہیں۷۹؎

آزادکشمیر کے شعرا کے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں استعارات کے خوب صورت اور جذبات و معنی آفرینی کے نادر نمونے پائے جاتے ہیں۔یہاں صرف چند مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے ۔تمام شعرا بڑی مہارت سے استعارہ کے التزام سے صوتی و معنوی حسن پیدا

کرتے ہیں۔ان کے ہاں استعارات نہایت متحرک،نادر اور کیف آور ہیں ۔استعارات کے استعمال سے ان کے کلام میں نشاطیہ آہنگ اور حسن و تاثیر میں اضافہ ہوا ہے ۔انھوں نے استعارہ کو مجازی معنوں میں استعمال کر کے شعری حسن میں اضافہ کیا ہے ۔ استعارے کی تازہ کاری اور لطافت قابل داد ہے ۔

۵/۴۔ صنعتِ تلمیح کے قرینے:

صنعت تلمیح ایسی صنعت کو کہا جاتا ہے جس میں کسی تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا جائے ۔تلمیح دراصل وہ الفاظ ہوتے ہیں جو کسی خاص واقعے سے تعلق رکھتے ہوں اور پھر مستقل طور پر اس وقوع کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں ، مثلاََ برادر یوسف کی تراکیب سامنے آتے ہی حضرت یوسف ؑ کا پورا واقعہ ہمارے ذہن میں آجاتا ہے ۔ پروفیسر انور جمال نے تلمیح کی تعریف ''ادبی اصطلاحات ''میں یوں کی ہے :

> ''علم بد یع کی اصطلاح میں تلمیح اس شاعرانہ حر بے کو کہتے ہیں جس کے تحت کہنے والا یا لکھنے والا اپنے کلام یا تحریر میں کم سے کم الفاظ میں کسی قصے ،آیت ،حدیث ،شخصیت یا مشہور واقعہ کی طرف اشارہ کرے۔'' ۸۰؎

اردو شاعری میں تلمیحات کا استعمال ایک اہم روایت رہی ہے۔ بڑے بڑے اردو شعرا نے تلمیحات کے قرینوں کو خوب اپنایا ہے۔ اقبال اور غالب کے ہاں خوب صورت اور دل کش تلمیحات کا استعمال ہوا ہے۔آزاد کشمیر کے اردو حمد اور نعت گو شعرا نے بھی اس روایت کی پاس داری کرتے ہوئے تلمیحات کا ستعمال کیا ہے۔ مثلاًرفیق جعفری کے شعر میں ،،قاب قوسین ،، تلمیح ہے:

وہی جو قاب قوسین اور اس سے بھی قریں تر ہے
زمین پر جلوہ گر ہو چودہ تصویروں کی صورت میں
ہے ۸۱؎

خواجا محمد عارف کے شعر میں آتش نمردو تلمیح ہے ۔حضرت ابراہیم ؑکی قوم ستارہ پرست تھی اور بتوں کی پوجا کرتی تھی ۔اللہ کا پیغام پھیلانے پر حضرت ابراہیم ؑ کو دہکتی آگ میں پھینک دیا گیا لیکن اللہ پاک کے کرم سے وہ آگ گلزار بن گئی اور آپ ؑ محفوظ رہے۔رگوں میں لاالہٰ الااللہ کی گردش ہو تو آگ آج بھی گلزار بن سکتی ہے۔انداز دیکھیے:

کبھی پھر آتشِ نمرود بھی جلا نہ سکے
رگوں میں گر ہو رواں لا الٰہ الا اللہ۸۲؎

پروفیسرعبدالحق مراد نے دو تلمیحات کو بڑے عمدہ انداز میں ایک شعر میں سمو دیا ہے۔حضرت موسیٰ ؑ کوہ طور پر اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے گئے تو جلوہ خداوندی کی

تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے ۔وہ واحد نبی تھے جو اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہم کلام ہوئے۔ اس لیے انھیں کلیم اللہ کا لقب دیا گیا۔شعر ملاحظہ ہو:

گیا موسیٰ جو تیری ہمکلامی کو
تو بجلی کوندتی آئی سلامی کو۸۳؎

جنگ خندق نبوت کے مدنی دور میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے کیوں کہ یہ واحد جنگ تھی جس میں خندق کھود کر دفاع کی حکمت عملی بنائی گئی تھی اور وہ معروف واقعہ بھی خندق کھودنے کے درمیان پیش آیا جب ایک صحابی نبی کریم ﷺکے پاس آ کر اپنی بھوک کی کیفیت بیان کرتا ہے اور اپنے پیٹ پر بندھا ہو پتھر دکھاتا ہے تو نبی کریم ﷺاسے تسلی دیتے ہیں اور اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر دکھاتے ہیں۔ مرادنے اس تلمیح کے ذریعے اشرافیہ کو نبی کریم ﷺکے اسوہ کی پیروی کی تلقین کی ہے :

سیکھ لیں جرنیل اس گھڑی سے کوئی تو سبق
پیٹ پر پتھر تھے جب میدان کار زار میں۸۴؎

ساجد محمود ساجد حضرت موسیٰ ؑ کے اس واقعہ کو تلمیح بناتے ہیں جب حضرت موسیٰ ؑکے لشکر کو اللہ پاک نے دریائے نیل کو روک کر پار کروایا تھا اور فرعون کے لشکر کو غرق کر دیا تھابلاشبہ وہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتی ہے۔وہ چاہے تو چیونٹیوں سے ہاتھیوں کو بھی شکست دلاوا سکتی ہے۔اشعار دیکھیے:

وہ جو چاہے تو چیونٹیوں سے
ہاتھیوں کو مات دلاتا ہے
وہ پانیوں کا سینا چیر کے ساجد
موسیٰ کو فرعون سے بچاتا ہے۸۵؎

حاجی سید رضوان حیدر کے شعر میں یونس تلمیح ہے ۔یہ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہیں جب حضرت یونس ؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ہجرت کی تھی،جس کشتی پر وہ سوار تھے ۔راستے میں وہ ڈوبنے لگی تو کشتی والوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی گناہ گار ہے ۔ حضرت یونس ؑ نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔انھیں کشتی میں سے نکال کر پانی میں پھینک دیا گیا ۔جہاں انھیں مچھلی نے زندہ نگل لیا۔ ایک طویل مدت تک وہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے ۔پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی نے انھیں زندہ سلامت ساحل پر اُگل دیا۔موصوف نے تلمیح کا استعمال بہت خوب صورتی سے کیا ہے:

بن تیرے بجھتی شمعیں کوئی نہیں جلاتا
مچھلی کے شکم میں بھی یونس تھا گنگناتا۸۶؎

درج ذیل شعر میں عیسیٰ تلمیح ہے ۔حضرت عیسی ؑ کو اللہ تعالیٰ نے بن باپ کے معجزاتی طور پر حضرت مریمؓ کے بطن سے پیدا کیا اور انھیں پیدایش کے فوراً بعد نبوت عطا کی گئی ۔وہ جب پیدا ہوئے تو قوت گویائی رکھتے تھے ۔پیدائش کے کچھ دیر بعدانھوں نے نبوت کا قرار کیا۔وہ یوں اس تاریخی حقیقت کا بیان کرتے ہیں:

بن باپ کے عیسیٰ کو نبی اپنا بنایا
اقرار یہ کروایا پھر عیسیٰ کی زباں سے۸۷ے

پروفیسرامین طارق قاسمی نے مصرع ثانی میں دو تلمیحات کو خوب صورتی سے پرویا ہے ۔حضرت یوسف ؑ کو اللہ پاک نے دل کھول کر حسن سے نوازا تھا اور حضرت عیسی ؑکو ید بیضا کا معجزہ عطا کیا تھا۔دو مشہور تلمیحات کا انتہائی عمدگی سے استعمال کر کے آپ کی برتری اور عظمت کو بیان کر کے عقیدت کا یوں اظہار کیا ہے:

سارے نبیوں کے کمالات ہیں ان کا پر تو
حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضاءلکھوں۸۸ے

مرزا عبد الروف حسرت نے ذیل کے شعر میں واقعہ معراج کا ذکر کیا ہے، سدرۃ المنتہیٰ واقعہ معراج کی ایک تلمیح ہے وہ مقام جہاں سے جبریل امین نے نبی کریم ﷺکے ساتھ چلنا چھوڑ دیا تھا۔یقیناً سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جبریل امین کا ساتھ چھوڑ جانا ایک ایسا راز ہے جس کی حقیقت وہ اللہ خود ہی جانتا ہے۔شعر دیکھیے:

میں کیا جانوں سدرۃ المنتٰی کا راز
کیوں بڑھا جاتا نہ تھا جبریل آمیں سے۸۹ے

طاہر قیوم کے کلام میں بھی تلمیحات کا ذخیرہ اپنی بہار دکھاتانظر آتا ہے جو ان کی علمیت اور فنی چابک دستی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔انھوں نے ذیل کے شعر میں دو واقعات کا ذکر کیا ہے ۔پہلا جب نبی اکر مﷺ معرا ج پر گئے اور دیدار خدا کیا۔ دوسرا واقعہ موسیٰ علیہ السلا م کا ہے جب وہ خدا کا دیدار کر نے کے لیے گئے لیکن رب کے نو ر کی تجلی کو بر دا شت نہ کر سکے اورمو سیٰ علیہ السلا م بے ہو ش ہو گئے ۔ اشعا ر ملا حظہ ہو ں :

آقا نے کیا دیدار خدا
موسیٰ طور پہ ہوش گنوا بیٹھے۹۰ے

پروفیسر شفیق راجا کے ذیل کے پہلے شعر میں حضرت جعفر طیار ؓ اور حضرت حسان بن ثابت ؓ تلمیح ہے۔حسن یوسف ،صبر ایوب ، صدق خلیل اور دم عیسی پر مشتمل چار تلمیحات کو انتہائی خوب صورتی سے ایک شعر میں یوں سمو دیا ہے کہ ان کی فنی دلالت کو داد دینی پڑتی ہے۔ اشعار دیکھیے:

کہاں سے جعفر طیارؓ کی زباں لائیں
کہاں سے لائیں وہ حسانؓ کے فہم و قلم
بالا ہے حسن یوسفؑ و صبر ایوبؑ سے
صدق خلیل سے دم عیسیٰ سے خوب تر۹۱ے

زاہد کلیم کے ہاں بھی ہمیں کئی ایسی تلمیحات ملتی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی تعلیمات اسلامی پر گہری نظر ہے اور تاریخی حقائق و واقعات کو انھوں نے اس صنعت کے حسن سے اجاگر کیا ہے ۔ چند دل کش مثالیں ذیل کے کلام سے ملاحظہ ہوں:

گردوں کو زر،زمیں کو ملا خلعتِ شرف
معمور،نور حق سے ہوئے یثرب و نجف
ظلمت کدوں کو نور کا آغوش کر دیا
محمود کو ایاز کا ہمدوش کر دیا۹۲؎

راجا صفدر حیات خاکسار ذیل کے شعر میں تلمیح آتش نمرود اورخلیل اللہ سے یہ نکتہ پیداکرتے ہیں کہ باطل سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔باطل کا مقابلہ کرنے والوں کا خدا دوست ہے ۔حضرت ابرا ہیمؑ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں ان کا مقابلہ اپنے وقت کے خدائی کے دعوے دار نمرود سے تھا ۔نمرود نے حضرت ابرا ہیمؑ کو اپنی بربریت کا نشانہ بناتے ہوئے آگ میں ڈالا لیکن اللہ تعالی نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا ۔انداز دیکھیے:

فنائے جہاں میں شعلہ باطل سے ڈرتے ہو کیوں
آتش نمرود میں، خلیل اللہ کو صبر دیا خدا نے۹۳؎

مشاق شادنے خوب صورت تلمیح کا استعمال کیا ہے۔اسلامی تاریخ میں غزوات اور وہ مقامات جن کی نسبت نبی کریمﷺ سے ہے امت مسلمہ کے لیے متبرک ہیں اور جب شاعر انھیں ادائے مطالب کے لیے کلام میں لاتا ہے تو تلمیح کی صورت قائم ہوتی ہے نیز تلمیح میں اختصار کی خوبی بھی پائی جاتی ہے۔ ذیل کا شعر دیکھیے جوموصوف کی علمیت اور فنی چابک دستی کا واضح ثبوت ہے:

حنین و بدر کی صورت اِدھر بھی فضل ربی ہو
یہاں بھی لشکر کفار کو زیر و زبر کر دیں۹۴؎

پروفیسرمحمد یعقوب شائق کے ہاں تلمیحات کا ایک وافر اور ثروت مند ذخیرہ اپنی بہار دکھاتا نظر آتا ہے ۔ذیل کے شعر میں وہ خوب صورت انداز میں تلمیحات کا ذکر کر رہے ہیں۔حرا کی شوخ بلندیاں اورفراز طو کی ضو فشانی جیسے تلمیحاتی الفاظ کا استعمال کر کے عقیدت کا اظہار کیا ہے:

یہ نسیم صبح کی نغمگی وہ ہے مہر و ماں کی روشنی
یہ حرا کی شوخ بلندیاں وہ فراز طور ہے ضوفشاں۹۵؎

احمد شمیم نے اپنے زمانے میں گم راہی ،بے عملی اور بد عملی کو دیکھ کر التجائی انداز میں تلمیح قائم کی ہے کہ جس طرح حرا سے سارے زمانے کو ہدایت نصیب ہوئی تھی ایک بار پھر اسی ہدایت کی ضرورت ہے ۔ غار حر ا وہ مقام ہے جہاں سے رشد و ہدایت کا چند طلوع ہوا جس نے سارے زمانے کو جگ مگ جگ مگ کر دیا ۔تلمیح کا خوب صورت استعمال ذیل کے شعر میں ملاحظہ ہو:

پھر وہی حرف ابد صبح ازل سے اترے
پھر جہاں اٹھے مہک غار حرا کی صورت۹۶؎

ایازاحمد عباسی کے شعر میں ملائک کا سجدہ اور طائف کی آزمائش پر معنی تلمیحات ہیں جن کو موصوف نے انتہائی دل کشی کے ساتھ اپنی نعتیہ شاعری میں سمویا

ہے۔ ملائک کا سجدہ اور طائف کی آزمائش، تاریخ اسلامی کا درخشاں باب ہیں ۔ شعر دیکھیے:

پھر ملائک سے سجدہ کرایا گیا
اور طائف میں جب آزمایا گیا۹۷؎

ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصرنے اپنے نعتیہ کلام میں لفظ ’’براق‘‘ کا ذکر کر کے عمدہ تلمیح قائم کرتا ہے۔ تاریخ اسلام کی تلمیحات میں یہ ایک بڑا واقعہ ہے،جس کے پس منظر میں پوری ایک فکر پوشیدہ ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

قربت الٰہی فراق محمد
بے مثل تھا، بس براق محمد۹۸؎

نیاز سبحانی نے ذیل کے شعر میں دو تلمیحات سدرہ المنتہٰی اورروح الامین کا استعمال کیا ہے۔ سدرہ المنتہٰی جہاں کسی انسان کا گزر ممکن نہیں اور صرف فرشتے ہی وہاں تک جا سکتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺکی ذات اقدس وہاں سے بھی آگے تشریف لے گئی اور روح الامین کو بھی وہاں رکنا پڑا ۔ان دونوں تلمیحات کو شاعر نے یک جا کر دیا ہے ۔شعر دیکھیے:

وہ سدرہ کہ مسکن جو روح الامیں ہے
فقط نوریوں کی وہاں تک رسائی۹۹؎

محمدحفیظ شاکر نے ایک عاشق رسول ﷺکی وارفتگی کا اظہار تلمیح کے قرینے میں کیا ہے ۔حضرت یوسفؑ کا حسن بے مثال ہے اور حسن یوسف ایک ایسی تلمیح ہے جس کے پس منظر میں یوسفؑ کا پورا واقعہ چھپا ہوا ہے ۔موصوف نے اس تلمیح کے ذریعے نبی کریمﷺ کے حسن جمال کی عظمت کو نہایت خوبی سے بیاں کیا ہے۔انداز اور اظہار ملاحظہ ہو:

حسن یوسف ماند ہے جس کی ضیاءکے سامنے
چہرہ انور کی ایسی روشنی اچھی لگی۱۰۰؎

پروفیسر جان محمد آزاد کے ہاں نبیﷺ سے محبت کا اظہار ان کے ہر مصرع سے ہو رہا ہے۔بلا شبہ آپﷺ ہی کی محبت سے ہمارا ایمان مکمل ہے۔ حضرت احسانؓ میں تلمیح ہے جوانھوں نے کمال مہارت سے اپنے ذیل کے شعر میں خوب استعمال کیا ہے:

حضرت حسانؓ کی عظمت پہ قربان جائیے
خود نبی کو آپ کی نعت نبی اچھی لگی۱۰۱؎

پروفیسر محمد سعید ثاقب کے شعر میں گنبد خضرا اور جام جم میں تلیح ہے۔ نعت کا شعر عشق و محبت اور سوز و گداز کا مرقع ہے جو عاشق رسولﷺ کے دل میں موجود ہے۔ انھوں نے اپنے علم اور ذخیرہ معلومات کی بنا پر صنعت تلمیح کا استعمال بھرپور کیا ہے ۔ شعر دیکھیے

جن کی آنکھوں میں گنبد خضرا

کیوں بھلا جام جم کی بات کریں۱۰۲؎

آزادکشمیر کے شعرا کے حمدیہ و نعتیہ کلام میں تلمیحات کا ایک جہاں آباد ہے ۔جنھیں پڑھ کر قاری قصے کہانیوں کی دنیا سے ہوتا ہوا ایک ایسے جہاں میں پہنچ جاتا ہے جہاں اس کا تعلق ماضی کے معتبر واقعات سے جڑتا نظر آتا ہے اور عقیدت کی چوکھٹ پر اذن باریابی کا سبب بھی بنتا دکھائی دیتا ہے۔ان کے ہاں تلمیحات کی بہاریں قابل دید ہیں۔حضور اکرم ﷺکے مختلف قسم کے واقعات و قصص اور معجزات سے متعلق تلمیحات کے ساتھ ساتھ دیگر تلمیحات کے قرینوں سے انھوں نے حمدیہ و نعتیہ شاعری کے حسن اور تاثیر میں اضافہ کیا ہے ۔عام فہم تلمیحاتی اشعار کے ساتھ ساتھ دوراز کار تلمیحاتی اشعار بھی موجود ہیں جن کے سمجھنے کے لیے دینی علم اور سیرت رسولﷺ سے آگہی ضروری ہے ۔ان کے ہاں صنعت تلمیح میں ان گنت اشعار مل جاتے ہیں جو ان کی تعلیمات اسلامی اور تاریخی حقائق پر گہری نظر کا ثبوت ہیں ۔تاریخی اور مذہبی تلمیحات کا استعمال بہت زیادہ ہے۔

۵/۵۔صنعت تضاد یا طباق کا استعمال :

صنعت تضادایسی صنعت ہے جس میں شاعر کلام میں ایسے الفاظ لاتا ہے جو باہم متضاد و متقابل ہوں ۔مصنف خان لکھتے ہیں:

‘‘نثر یا نظم میں اسے دو الفاظ قریب لانا جو معنی کے لحاظ سے ایک دوسرے کے متضاد ہوں صنعت تضاد کہلاتا ہے۔’’۱۰۳؎

اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری میں اس صنعت کا استعمال خوب ہے۔آزاد کشمیر کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں بھی صنعت تضاد کے حامل اشعار بہ کثرت موجود ہیں جو ان کی فنی پختگی کی دلیل ہیں۔حنا کرامت کے نعتیہ کلام میں زمین و آسمان ایک دوسرے کی ضد ہیں۔مثال ملاحظہ ہوں :

اے میرے مالک دو جہاں
تیرے آگے ہیں جھکتے زمین آسماں۱۰۴؎

خواجا محمد عارف کے ہاں شمس و قمر،ازل اور ابد اور شب اور سحر جیسے الفاظ ملتے ہیں جو ان کے کلام کے حسن کا باعث ہیں۔ ان متضاد الفاظ کے استعمال سے کہیں بھی جھول نہیں پیدا ہو رہا بل کہ خوب صورتی کا سماں دکھائی دے رہا ہے۔ذیل کی شاعری میں دیکھیے کہ فن کارانہ طور پراس صنعت کو استعمال کر کے محبت کا اظہار کیا گیا ہے:

نہ چھوڑوں یہ رہ میرے ہاتھوں پہ گو
سجا دے کوئی لا کے شمس و قمر
سمٹ جائیں جس میں ازل تا ابد
عطا کر مری شب کو ایسی سحر۱۰۵؎

پروفیسر عبدالحق مراد نے فرش عرش کو بہ طور تضاد استعمال کرتے ہوئے اپنے کلام کو دل کشی بخشی ہے۔بلاشبہ آپﷺ کل کائنات میں سے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ۔جس طرح آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔اسی طرح ہمارے ایمان کی تکمیل کے لیے بھی آپﷺ سے محبت لازمی قرار دی گئی ہے۔ شعر ملاحظہ ہوں:

عرش والے نے اپنا تجھے کہہ دیا
فرش والوں کے دل میں اترنے لگا۱۰۶؎

خلیل ڈڈیالوی نے شب و روز کو بہ طور تضاد انتہائی عمدگی سے کلا م میں پرویا ہے جس سے کلام کے حسن اور تاثیرمیں اضافہ ہوا ہے۔ہر مسلمان کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ آقاﷺ کی محبت اور ور د دِ رود د زبان پر ہو۔دل میں آقا کی محبت ہی دین و دنیا کی کم یابی ہے۔انداز دیکھیے:

شب و روز وردِ دُرود ہو میری زباں پر خلیل
مچلتا ہوا میرے دل میں یہی اک ارماں ہے۱۰۷؎

ایم ایم عاصی نے شیطان رحمان کی صورت میں صنعت تضاد کا استعمال کیا ہے۔شیطان ایسی قوت ہے جو منشا خدا وندی کے خلاف انسان سے بر سر پیکار ہے اس لیے لفظ شیطان میں رحمان کے متضاد معنی بھی پائے جاتے ہیں ۔حوالہ کے طور پر شعر ملاحظہ ہو:

تخلیقِ دنیا اس مصور کا انوکھا کمال ہے
کوئی دوست ہے شیطان کا کوئی ساتھی رحمان ہو
گیا۱۰۸؎

مرزا عبدالرؤف حسرت کے ہاں فلک و زمین متضاد الفاظ ہیں جنھیں انھوں نے کمال مہارت سے برتا ہے۔بلاشبہ آپﷺ کے حسن کے چرچے عرش و فرش پر ہیں:

تیرے حسن کا چرچا کائنات بھر میں ہے
اچھل گیا جامِ ثنا فلک و زمین سے۱۰۹؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہر نے اشعار میں بے نیازی، ہوس اور پیچھے، آگے کا بہ طور صنعت تضاد استعمال کیا ہے ۔انسان جب بے بسی اور بے چارگی محسوس کرتا ہے تو فطری طور پر اسے خدا کی یاد آتی ہے اور وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے ۔رب کی عظمت اور اس کی عطاؤں کا احساس اُس سے عقیدت کے جذبات مل کر حمدیہ اشعار کی صورت میں ڈھل جاتے ہیں ۔ اشعار اس کی بہترین مثال ہیں۔

بے نیازی مرے پیچھے تو ہوس ہے آگے
تیسری سمت جو ہے قبلہ نما تیری ہے۱۱۰؎

خان محمدبدر چوہان نے بھی صنعت تضاد کو دل کش انداز سے استعمال کیا ہے ۔موصوف کے کلام میں کوہ و دمن، سرما گرما اوربہار و خزاں جیسے متضاد الفاظ شامل

ہیں جو ان کے کلام کی تاثیر اور دل کشی کو دوبالا کرتے ہیں۔شعر میں سادگی و بے ساختگی ، عقیدت و محبت کا رنگ نمایاں ہے۔

یہ وادیاں کوہ و دمن یہ برف کے نظارے
یہ سرما و گرما تیرا بہار و خزاں کے مالک۱۱۱ ؎

بشیر چغتائی نے رات ،دن،پھول اور خار جیسے الفاظ کو بہ طور صنعت تضاد استعمال کر کے کلام کی تفہیم کے ساتھ ساتھ کلام میں موسیقیت اور ترنم میں بھی اضافہ کیا ہے۔یقیناً وہی ایک ذات ہے جس کے نقاش سے دنیا بھری پڑی ہے۔ انداز ملاحظہ ہو:

وہی رات میں وہ سحر میں ہے
وہی دن کی تیز تپش میں ہے
وہی پھول میں وہی خار میں
وہی خوشبوؤں کی روش میں ہے۱۱۲ ؎

ذکریا شاذ نے تیرا میرا ، مرنا جینا ،قصور مہربانی جیسے الفاظ کا بہ طور صنعت تضاد استعمال کیا ہے۔ کلام سادہ ،سہل ،عام فہم ، سوزو گداز سے بھرا ہوا اور عاشقانہ جذبات سے مملو ہے۔شاعر نے اس میں تیرا میرا ، مرنا جینا ،قصور مہربانی جیسے الفاظ کو صنعت تضاد کی صورت میں برت کر کلام میں اتنی دل کشی پیدا کر دی ہے کہ جیسے لعل و گوہر کو حسین لڑی میں پرو دیا ہو۔مثال دیکھیے:

مر رہا ہوں اگر میرا قصور
جی رہا ہوں مہربانی ہے تیری۱۱۳ ؎

پروفیسرمحمد رفیق بھٹی نے اپنے کلام میں ارض و سما ،زماں و مکاں جیسے الفاظ کو صنعت تضاد کی شکل میں ڈھال کر اشعار کو خوب صورت بنا دیا ہے۔بلاشبہ کل مخلوق اللہ تعالیٰ کے دست وقدرت میں ہے ۔حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔اللہ تعالیٰ کی حمد بھی اسی رب کی مہربانی سے ممکن ہے۔خوب صورت اظہاریہ دیکھیے:

خدائے ارض و سماءخالق زماں و مکاں
کروں میں حمد تری مجھ میں ایسی تاب کہاں۱۱۴ ؎

پروفیسرامین طارق قاسمی نے ازل ابد،ابتدا انتہاجیسے الفاظ کو نہایت خوب صورتی کے ساتھ اپنے کلام میں پرویا ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اشعار کا ہر لفظ باوضو ہو کر ہونٹوں پر مدحتِ خدا کے گلاب سجائے گئے ہوں ۔ شعر ملاحظہ ہو:

ازل سے تا ابد ہے ان کے جلووں کی فروانی
انہیں کو ابتدا کہیے انہیں کو انتہا کہیے۱۱۵ ؎

میجر رفیق جعفری نے جنت ،جہنم کو صنعت تضاد کے طور پر اس طرح استعمال کیا ہے کہ زور بیان ،اثرآفرینی اور بے ساختگی میں کوئی فرق نہیں آیا ہے ۔ اس سے یہ

انداز ہ ہو تا ہے کہ موصوف کو اس صنعت کے استعمال پر کس قدر قدرت حاصل ہے۔ شعر ملاحظہ ہوں :

داخل جنت کریں گے سب فقیروں کو حضور
اور گستاخ نبی سیدھا جہنم جائے گا۱۱۶ ؎

سید قاسم سیلانی نے صبح اور شام کو ایک دوسرے کے متضادکے طور پر استعمال کیا ہے لیکن شاعر نے اس صنعت تضاد کے ذریعے دن رات ہونے والی اذان کے عمل کو مہارت سے بیان کیا ہے ۔مثال کے طور پر ذیل کے شعر میں موصوف نے تضاد کا خوب صورت استعمال کیا ہے:

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے مسجدوں میں اذان ہوتی ہے
گونجتی ہے جہاں میں سارے آدمی کی زباں ہوتی ہے۱۱۷ ؎

پروفیسر مقصود حسین راہی کے اشعار میں بہار ،خزاں ،زمین،زماں اورمکیں ،مکاں متضاد الفاظ ہیں ،جو شاعر نے کمال کے ساتھ ایک ہی شعر میں تضاد کے طور پر لائے ہیں۔یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات رب العالمین ہے۔ساری کائنات کا وہی خالق و مالک ہے۔شعر دیکھیے:

اس کے زمین زماں اور اس کے مکیں مکاں
اس ہی کی شان سے یہ خزاں و بہار ہے۱۱۸ ؎

محمد خلیل ثاقب نے اپنے نعتیہ کلام میں گرمی ،سردی،بہار،خزاں،آہ،فغاں،زماں، مکاں،نہاں،عیاں جیسے الفاظ استعمال کر کے جذبات کی رونمائی اور معنوی گہرائی کے جوہر دکھائے ہیں۔ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

وہ گرمی و سردی بہار و خزاں میں
پرندوں کے چہچوں میں آہ و فغاں میں
حیوانوں کی بولی میں ہر اک زبان میں
وہ ظرف زماں میں وہ ظرف مکاں میں
نہاں میں عیاں میں غرض دو جہاں میں
محمد کا جلوہ ہے کون و مکاں میں۱۱۹ ؎

فیصل محموداورآزر عسکری کے ذیل کے اشعار میں عیاں، پنہاں ، اول ،آخر ۔ یہ سب متضاد تراکیب ہیں جن کو انھوں نے خوب سے خوب تر اپنے کلام میں برت کر عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔فنی شعور اور پختگی بھی بلندی پر ہے۔اشعار دیکھیے:

تو عیاں ہے میری صداوں میں
تیری ذات پنہاں گھٹاوں میں۱۲۰ ؎
مسلمان اول و آخر مسلمان
محمد سب مسلمانوں کے ملجا۱۲۱ ؎

حُر کاشمیری اورحاجی محمد حسین نے اپنے حمدیہ و نعتیہ کلام میں قدم قدم پر شریعت کا پہرہ بٹھایا ہے۔ جہاں حدود ادب میں رہ کر وہ زبان و قلم کو حرکت دیتے ہیں ۔ صبح ،شام،دن، رات جیسے صنعت تضاد کے حامل ان کے یہ الفاظ اور اشعار کیف وغنا میں ڈوبے ہوئے ہیں جو تخلیق کاروں کے کمالات فن کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔اشعار ملاحظہ ہوں:

صبحِ کعبہ سبحان اللہ شامِ مدینہ اللہ اللہ
ہر اک خالی دامن کو ملتا ہے خزینہ اللہ اللہ۱۲۲؎

مدینے کے گلی کوچوں کا سفر کرتا رہوں
حبیب خدا دن رات تیرا تصور کرتا رہوں۱۲۳؎

آزادکشمیر کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں صنعت تضاد کا بہت ہی لطیف اور حسین استعمال موجود ہے ۔ان کے ہاں آپ کو دو الفاظ ایسے ضرور ملیں گے جو معنی کے لحاظ سے متضاد ہوں اور ان متضاد الفاظ کو اسی طرح استعمال کیا ہے کہ زورِ بیان،اثر آفرینی اور بے ساختگی میں کہیں فرق نہیں آیا ہے۔وہ لفظی تضاد سے ایسے کام لیتے ہیں کہ ایک لفظ کے ساتھ اس لفظ کا متضاد لفظ دے کر نیا معنوی لسانی منظر نامہ پیش کرتے چلے آتے ہیں۔آزادکشمیر کے شعرا نے اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں بڑی سادہ اور پاکیزہ زبان میں اپنی تخلیقی توانائی اور جذبہ کی تب و تاب کو بروئے کار لا کر صنعت تضاد کو استعمال کر کے شعری حسن اور فکری وقار میں اضافہ کیا ہے جو ان کی فنی مہارت کا ثبوت ہے ۔

۵/۶۔صنعت لف ونشر:

البدیع کی رو سے صنعت لف و نشر ایسی صنعت ہے کہ جس کے ذریعے شاعر شعر کے پہلے حصہ میں بات کھول کر بیان نہیں کرتا ،بلکہ جب دوسرا حصہ لکھا جاتا ہے تو بات پوری سمجھ آجاتی ہے ۔ صنعت لف و نشر میں شعر کے پہلے اور دوسرے مصرعے کا انحصار دوسرے حصے پر ہوتا ہے ۔ شعر کے پہلے مصرعے میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہو اور دوسرے مصرعے میں اسی ترتیب کے ساتھ انھی چیزوں کو کھول کر بیان کرنا۔لف و نشر اردو کی مقبول صنعت ہے۔ اردوکے اکثر شعرا نے اس صنعت کا استعمال کیاہے۔ڈاکٹر سلیم اختر کے بہ قول :

> ‘‘علم بیان کی اصطلاح میں لف و نشر سے مراد وہ صنعت ہے کہ شعر کے پہلے مصرع میں کچھ چیزوں کا ذکر ہو اور دوسرے مصرع میں ان کی منا سبت سے چیزوں کا ذکر کیا جائے اگر دوسرے مصرع میں چیزیں پہلے مصرع کی ترتیب کے مطابق ہوں تو اسے لف و نشر مرتب کہتے ہیں اور اگر یہ ترتیب برقرار نہ رہے تو اسے لف و نشر کہتے ہیں۔ ’’۱۲۴؎

آزاد کشمیر کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں صنعت لف و نشر کابھر پور استعمال موجود ہے۔خواجا محمد عارف نے صنعت لف و نشر کا استعمال کرتے ہوئے محبت رسول ؐکے جذبے کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ کلام میں حسن تاثیر کا رنگ بھرا ہے ۔یہ اشعار جذبے کی سچائی اور احساس کی پاکیزگی میں ڈوب کر لکھے گئے :

جب بھی ذکر رسول ہوتا ہے
رحمتوں کا نزول ہوتا ہے
جانے کب یہ غریقِ غم عارف
راہ طیبہ کی دھول ہوتا ہے۱۲۵؎

سلیمان رفیق بھی صنعت لف و نشر کا استعمال کرتے ہوئے نبی پاکﷺ کی پیروی کرنے والوں کو نیک ناموں کی صف میں شامل کرتے ہیں۔شاعر کا سو ز عشق و عقیدت اپنے کمال پر نظر آتا ہے ۔عاجزانہ انداز کے ساتھ صنعت لف و نشر کا استعمال کلام کے حسن کو دوبالا کر رہا ہے۔شعر دیکھیے:

جو کوئی آپ کے اخلاق کو اپنائے گا
تب حقیقت میں وہ انسان مکمل ہو گا۱۲۶؎

جاوید اقبال نے اپنے نعتیہ کلام میں صنعت لف و نشر کو بہترین طریقے سے استعمال میں لاکر شان اقدس میں عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔بے شک وہ لوگ خوش قسمت ہوں گے جو آپﷺ کی شفاعت سے مستفیض ہو ں گے۔انداز اور اظہار شعر میں ملاحظہ فرمائیں:

خوش نصیب ہیں کتنے وہ امتی
بن کر حضور جن کے طرف دار چلے آتے ہیں۱۲۷؎

سلطان محمدسلطان بھی صنعت لف و نشر کا استعمال کرتے ہوئے آپﷺ کی عظمت کا اقرار کرتے ہیں کہ زمانے میں کسی کے سامنے جھولی پھیلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔کام یابی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور آپﷺ کی اطاعت اور غلامی سے ہی ملے گی:

زمانے میں کس آگے جھولی پھیلائیں
ملتا نہیں کچھ جب تک آپ نہ چائیں۱۲۸؎

مرزا عبدالرؤف صنعت لف و نشر کا بہ خوبی استعمال کرتے ہیں۔سرکار دو عالم حضور اکرم ﷺسے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں جو عشق رسول ﷺکو پہچان گیا وہ بندگی کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو جاتا ہے ۔ بلا شبہ شہید کی موت قابل رشک ہے لیکن جو رسولﷺ پر قربان ہو گیا۔ اس کی شان اس کا رتبہ سب سے عظیم ہے:

قابلِ رشک شہیدوں کا ہے رتبہ لیکن
شان اس کی ہے جو سرکار پہ قربان گیا۱۲۹؎

رضوان حیدر کے نعتیہ کلام میں صنعت لف و نشر کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں ۔وہ نہایت نرم و لطیف ،سادہ و شیریں لہجے میں جذبات محبت وعقیدت کا حق ادا کرتے ہیں ۔یہ کلام دل پر اثر کیے بغیر نہیں رہتا ۔شعر دیکھیے:

کس جگہ جائے کہاں جا کے فریاد کرے
اُمتی ترا ہے رضوان رسول عربی۱۳۰ے

بوٹا خان راجس نے بھی صنعت لف و نشر کو بہت خوب صورتی سے استعمال کیا ہے ۔ان کا درج ذیل شعر عقیدت حقیقی کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔بے شک دین و دنیا کی کامیابی اللہ تعالیٰ اور آپ کی تقلید اور محبت سے ہی ممکن ہے۔شعر دیکھیے:

اسے روح و بدن کی حکمرانی سونپ دی میں نے
اگر میں نے کہیں راجس کوئی قبلہ نما دیکھا۱۳۱ے

طاہر قیوم طاہرنے اس صنعت کو اپنے دل کش انداز میں برتا ہے ۔وہ پورے جوش عقیدت اور تخیلی گل کاری کے ساتھ اشعار قلم بند کرتے ہیں لیکن کہیں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جو حقیقت کے منافی ہو ۔ وہ تاریخ اسلام کو جوشِ محبت کے ساتھ نظم کرتے ہیں ۔دل آویز لب و لہجے کے ساتھ صنعت لف و نشر کا استعمال ان کے کلام کے حسن کو بڑھارہا ہے:

یہ سارے تمہارے عاشق ہیں
ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ۱۳۲ے

پروفیسرمقصود حسین راہی نے صنعت لف و نشر کے قرینے میں مدحت رسولﷺ سے دعائیہ انداز میں عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپﷺ کی شفاعت سے ہی ہماری ساری مشکلات اور پریشانیوں کا حل ممکن ہے۔شعر ملاحظہ فرمائیں:

درد و رنج و الم نے ہے گھرا مجھے پھر
اب غموں سے چھڑا دو مدینے والے۱۳۳ے

مشتاق شادکے کلام میں صنعت لف و نشر کا دل کش استعمال ملتا ہے ۔عاجزانہ لہجہ کلام کو مزید دل نشیں اور دل فریب بنا رہا ہے۔یقیناً دین و دینا اور آخرت کی معتبری آپ کی عطاؤں سے ہی ممکن ہے۔عشق الٰہیٰ اور عشق رسول ﷺہماری کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔خوب صورت شعر اور خوب صورت اظہار دیکھیے:

یہ وادی آپ ہی کے نام لیواؤں کی وادی ہے
اِسے اپنی عطاؤں سے جہاں میں معتبر کر دیں۱۳۴ے

فیصل محمودنے صنعت لف و نشر کا استعمال کرتے ہوئے محبتوں اور عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے ہیں۔موصوف کا کلام عقیدت و فن کا حسین امتزاج نظر آتا ہے جس کی تہہ میں عشق رسول ﷺکی شمع لود یتی ہے ۔مثال کے طور پر ذیل کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

تیری وسعتوں کے بیان میں
میں مگن ہوں تیری ہی شان میں۱۳۵ے

منور قریشی کے ہاں بھی صنعت لف و نشر کو برتا گیا ہے ۔وہ جوش عقیدت میں آکر خدا تعالیٰ کے حضور خود کو انتہائی عاجزانہ بندہ قرار دیتے ہیں اور اللہ کے سامنے

اپنی پست حیثیت کا برملا کرتے ہیں۔یقیناً انسان کے اندر اتنے شہر طلسم اس رب نے آباد کیے ہیں جو ہماری عقل و دانش سے باہر ہیں۔ کلام میں حد درجہ سادگی و صفائی اور روانی و حسن موجود ہے۔

اک انسان کے اندر کتنے شہر طلسم آباد کئے
عقل و خرد بے بس رہ جائیں ،جب اس بات کو سوچیں
جی۱۳۶؎

شیبا خان انمول نے حضورپاکﷺ کی بڑائی اور عظمت کو اشعار کا جامہ پہنایا ہے ۔شعر میں صنعت لف و نشر اور سادگی کے ساتھ ساتھ پر اثر بیان موجود ہے۔کالی کملی میں پناہ مل جائے تو اس سے بڑی اور خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔مثال ملاحظہ کیجیے:

میری خوش قسمتی کی انتہا ہو جائے گی آقا
مجھے اب کالی کملی میں چھپا لو یا رسول اللہ۱۳۷؎

ایازاحمد عباسی نے صنعت لف و نشر کو بہترین انداز سے اپنے کلام میں برتا ہے ۔شعر میں علمی و فکری بلند ی کے ساتھ ساتھ سلاست ،روانی ،سادگی اور شگفتگی موجود ہے ۔فن کارانہ اظہار اورخط کش انداز دیکھیے:

اس زمانے نے تو بس مار ہی ڈالا ہوتا
مصطفے نے نہ اگر ہم کو سنبھالا ہوتا۱۳۸؎

پروفیسربشیر مغل نے ذیل کے شعر کے پہلے مصرعے میں چاروں خلفائے راشدین کا ذکر کر کے دوسرے مصرعے میں پھر سب کو اہل وفا کہہ کر ایک خوب صورت کیفیت پیدا کی ہے ۔موصوف نے صنعت لف و نشر کا جس بہترین انداز سے استعمال کیا ہے اس سے ان کی قادر الکلامی اور شاعرانہ کمالات کا اظہار ہوتا ہے۔زرا شعر دیکھیں:

یہ بوبکرؓ، و عثمانؓ، و عمرؓ و حیدرؓ
مدینہ اہل وفا کی نگری۱۳۹؎

لف و نشر کثیر الاستعمال اور عامۃ الورود صنعت ہے جس کا استعمال آزادکشمیر کے شعرا نے جس بہترین اندا زسے کر کے عقیدت کے ترانے پیش کیے ہیں ۔اس سے ان کی قادر الکلامی کا اظہار ہوتا ہے۔انھوں نے بڑے ادب و احترام اور احتیاط و قرینے سے اس صنعت کو برتے ہوئے عشقِ الہی اور عشقِ رسول ﷺکی تڑپ میں لف و نشر کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اردو حمد و نعت میں لف و نشر کو بے تکلف استعمال کر کے کیف آفریں کی کیفیت پیدا کی ہے۔

۵/۷۔صنعت مراعات النظیر:

صنعت مراعات النظیر سے مراد کلا م میں چند ایسی چیزوں کا تذکرہ ہے جن میں تضاد کے سوا کوئی مناسبت ہو ۔ پروفیسر انور جمال لکھتے ہیں:

‘‘مراعات النظیر کو توفیق ،تلفیق اور ابتلاف بھی کہتے ہیں، مراعات النظیر اس صنعت کاری کا نام ہے جس کے ذریعے کلام میں ایسے الفاظ لائے جاتے ہیں جن کے معنوں میں ایک خاص مناسبت اور تعلق ہو۔ لیکن یہ مناسبت و تعلق، تقابل و تضاد کانہ ہو۔’’ ۱۴۰ ؎

آزاد کشمیر کے شعرا نے اپنے حمدیہ و نعتیہ کلام میں اس صنعت کو بہ خوبی برتا ہے۔خواجا محمد عارف نے صنعت مراۃ النظیر کا استعمال بڑی مہارت سے کیا ہے ۔درج ذیل شعر میں ہجر ،درد اور چشم تر صنعت مراعات النظیر ہیں۔جوان کی فنی چابک دستی کا ثبوت ہے۔

ہجر کے درد میں جو سدا نم رہے
مرے اللہ وہ چشمِ تر دے مجھے ۱۴۱ ؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہرنے اللہ تعالیٰ سے وابستگی و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے قطرہ،سمندر اور جہاز کا لنگر کوبہ طور صنعت مراعات النظیر بڑی خوب صورتی سے استعمال کیا ہے۔یقیناً ہم کل کا جزو ہیں۔کل اللہ کی ذات ہے اور جزو ہماری ہستی ۔شعر دیکھیں

جس کا میں قطرہ ہوں وہ سمندر ہے تیری ذات
بے شک مرے جہاز کا لنگر ہے تیری ذات۱۴۲ ؎

ساجد محمود ساجد حبِ نبوی ﷺ کے جذبے سے سرشار ہیں۔خالق کائنات کے سامنے عاجزی کا اظہار کر رہے ہیں کہ یا اللہ میری دعاؤں کو قبولیت بخش دے ۔دعا کا تعلق اثر کے ساتھ ہے ۔روضہ اقدس ﷺ پر جانے کی تڑپ،دیار کی حسرت موصوف کی عقیدت و محبت کو ظاہر کرتی ہے۔ذیل کے شعر میں شب سپنے اور سحر میں ربط ہے:

وہ جس شب آئیں میرے سپنے میں
میں مانگوں دعا کہ اب نہ سحر ہو۱۴۳ ؎

سیدرضوان حیدر بخاری کا حمدیہ کلام رب کائنات اور حضور اکرم ﷺسے روحانی و قلبی تعلق و عشق کا آئینہ دار ہے ۔ درج ذیل اشعار میں انھوں نے خالق دو جہاں کی صفات بیان کی ہیں ۔ اشعار میں خدائے برتر کی شانِ ربوبیت کا بیان ہے ۔قہار،جبار اور ستاران تمام صفات میں ربط و تعلق ہے۔شعر دیکھیے:

تیرا دین دینِ محمدی ، تیری شان شانِ سکندری
تو قہار بھی تو جبار بھی ، تو ستار بھی تیرا نام ہے۱۴۴ ؎

قاضی رفیع اللہ عاجز رب کریم کی چادرِ رحمت میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔خود کو ہر طوفان سے بچانے کے لیے خشوع سے دعائیہ انداز اختیار کرتے ہیں کہ اے خدایا میں

تیرا عاجز بندہ بے بس ہوں تو عظیم ہے اور میں نادان ہوں میری مدد فرما۔ان کے درج ذیل اشعار میں پل ،کشتی،کشتی بانجیسے الفاظ کے ذریعے خوب صورت زنجیر بنائی ہے:

نہ پُل ہے نہ کوئی کشتی نہ کشتی باں ہے کوئی
بچا مجھ کو بچا مجھ کو ازیں طوفان یااللہ۱۴۵؎

جہانگیراحمد عامر نے بھی عمدگی سے صنعت مراعات النظیر سے اپنے کلام کو مزین کیا ہے ۔موصوف کے درج ذیل شعر کے مصرع اولیٰ میں کرم ،رنگ و نور ،اورمحفل میں ربط ہے ۔مصرع ثانی میں آسماں ،تارے اور درخشاں میں تعلق پایا جاتا ہے:

تیرے کرم سے رنگ و نور کی ہے محفل
آسماں پہ ہیں جتنے ستارے درخشاں۱۴۶؎

جاوید اقبال کی حمدیہ نظم ایک رواں جھرنے کی مانند ہے ۔ایک مسحور کن روانی آبشار الفاظ کی ایک طرب آگیں موسیقی قاری کو ایک سحر آگیں دنیا میں لے جاتی ہے ۔پتے،اشجار ،پھول ،خار ،پت جھڑ ،بہار ،ویرانے ،سبزہ زار ان الفاظ کی خوب صورت زنجیر بناکر عشق الٰہیٰ کا اظہار کیا ہے:

ہر پتے میں تو اشجار میں تو
ہر پھول میں توخار میں تو۱۴۷؎

الطاف عاطف التجائیہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہر چیز پر تیرا اختیار ہے ۔ایک بار پھر سے محبت کے پھول کھلا دے۔ موصوف کے ذیل کے حمدیہ شعر میں کھل ،گل اوربہاریں میں ربط و تعلق موجود ہے۔شعر سادہ ہے لیکن پر اثر ہے۔ دوسرے شعر میں ناز مظفرآبادی نے درج ذیل شعر میں راہ ،سفر ،منزل جیسے الفاظ اپنے کلام میں لا کر صنعت مراعات النظیر کا استعمال کر کے رب ذوالجلال کی مدح سرائی کرتے ہوئے رحم کی اپیل کی ہے ۔سوزِ عقیدت اور سادگی کے ساتھ ساتھ ناز کا فن بھی کمال پر پر ہے۔اشعار دیکھیے

پھر کھلا دے صحن میں محبت کے گل
یہ بہاریں تیری آشیاں ہیں تیرے۱۴۸؎

وفا کی راہ کا لمبا سفر ہے
ہر اک منزل کڑی ہے رحم فرما۱۴۹؎

خالد کاشمیری اس دورِ انتشار کو دیکھتے ہوئے ایسی زندگی اور ایسے سماج کے آرزو مندہیں۔جہاں صرف سکون اور راحت ہو۔یہاں زندگی ،سکون اورسماج کا گہرا تعلق ہے۔شعر میں صنعت مراعات النظیر کی اثر انگیزی ، فنی پختگی کی بھی کمال کی ہے:

جس میں زندگی ہو سکون بھری
ایسا سب کے لیے سماج رکھ۱۵۰؎

پروفیسرمحمدرفیق بھٹی کے حمدیہ کلام میں صنعت مراعات النظیر کو سلیقے سے برتا گیا ہے ۔موصوف کے شعر میں ہر لفظ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑا ہے جیسے

ایک دوسر ے کے سہارے کھڑے ہو کر پوری قطار بنائی ہے ۔صنعت مراۃ النظیر کی دل کش زنجیر ہے ہر لفظ بولتا ،گنگناتا ہوا خالقِ کائنات کی ثنا خوانی میں محو نظر آتا ہے۔شعر دیکھیے:

نظر سے دل سے بیاں ہے ،عمل سے ناممکن
کہاں مقام تیرا اور کہاں یہ میری زبان۱۵۱؎

ہاجرہ کیانی کے ہاں بھی صنعت مراۃ النظیر کا استعمال جا بہ جا دکھائی دیتا ہے ۔جس سے ان کے کلام کی دل کشی دو چند ہو گئی ہے۔ دامنِ رسولﷺ سے وابستگی،مدحت سرائی ،اتباع سنت ،بیان سیرت کے ساتھ ساتھ صنعت مراۃ النظیر کا خوب صورت استعمال قاری کواپنے سحر میں ڈبو دیتا ہے ۔شعر میں اخلاص کی چاشنی اور محبت کی شدت موجود ہے:

سمیٹ لوں گی دل میں درِ نبی کا نور میں
ہر لمحہ جو رہے روشن ، رہتا ہے چراغ جلانے
کو۱۵۲؎

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین اظہرنے اپنے نعتیہ کلام میں صنعت مراۃ النظیر کا احسن طریقے سے استعمال کیا ہے ۔عشقِ نبیؐ اور خلوص و عقیدت میں ڈوب کر لکھے گئے اشعار ان کی قلبی واردات و کیفیات کے ترجمان ہیں۔برسیں،رحمت اور بدلیاں صنعت مراعات النظیر کی مثالیں ہیں۔شعر اثر انگیز ہے:

برسیں جہاں پہ ٹوٹ کے رحمت کی بدلیاں
اوجھل میری نظر سے کبھی وہ نگر نہ تھا۱۵۳؎

میجر رفیق جعفری نے ذیل کے شعر میں رنگ وبو ،شبنم،صبا ،پھولوں اور نکہت کے الفاظ سے صنعت مراعات النظیر کو کمال فن سے برتا ہے ۔بلاشبہ گل زار ہستی میں روشنی اور زندگی باعث آقا ہی تو ہے۔شعر میں خوب صورت اظہار اور انداز موجود ہے جوموصوف کی فنی چابک دستی کا ثبوت ہے:

اسی سے روشنی اور زندگی گلزار ہستی میں
اسی سے رنگ وبو، شبنم، صبا، پھولوں میں نکہت
ہے۱۵۴؎

بوٹا خان راجس کے ذیل کے شعر میں چمن ،فضا،صبااورگھٹا میں ربط و تعلق موجود ہے،والہانہ پن اور عقیدت عشق شعر میں اپنی بہار دکھاتا نظر آتا ہے۔بلاشبہ وہی ہے جو رب العالمین ہے۔جو خالق و مالک کل کائنات ہے۔شعر میں موسیقیت اور ترنم کی کیفیت اپنی بہاریں دکھا رہی ہے:

چمن تیرا فضا تیری صبا تیری گھٹا تیری
پرندے بھی تیرے ہیں اور بال و پر بھی تیرے
ہیں۱۵۵؎

پروفیسر بشیراحمد مغل نے ذیل کے شعر میں صنعت مراعات النظیر کا استعمال کرتے ہوئے پورا مئے خانہ ہی ایک شعر میں جمع کر دیا ہے ۔بلاشبہ تمام چیزوں پہ اختیار اللہ ہی کا ہے ۔میکدے،رند،مینا اور جام کی ایک زنجیر بنی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔شعر دیکھیے:

لکھی ہے میکدے میں رند مشبی میری
وگرنہ مئے تیری ،مینا تیری ہے، جام تیرا۱۵۶ے

پروفیسرمقصود حسین راہی نے بھی صنعت مراۃ النظیر کو بہت خوب صورتی سے اپنے نعتیہ شعر میں پرویا ہے ۔موصوف ان خوش نصیبوں کی قسمت پر رشک کرتے ہیں جن کے دل میں خدا نے حضور اکرم ﷺکی پیروی کا جذبہ رکھ دیا ہے۔تخیل کی بلند پردازی صنعت مراعات النظیرر کو مزید نکھار رہی ہے۔گرداب،طوفان اور سفینے میں ربط اور تعلق موجود ہے:

اے آقا میرے آ کر امداد میری کرنا
گرداب ہے طوفان ہے اور میرا سفینہ۱۵۷ے

ڈاکٹرعبدالرحمن عبد نے بھی اپنے کلام میں اس صنعت کو بڑے ادب اور قرینے سے استعمال کیا ہے ۔ رحمت کی طلب بھی کی ہے اورروضہ اقدس پر جانے کی حسرت بھی ہے ۔ذیل کے شعر میں صنعت مراعات النظیر کا کیف آفریں استعمال عبد کی فنی پختگی کا ثبوت ہے ۔شعر ملاحظہ کیجیے:

نہ متاع مال و دولت نہ وقار حاکمانہ
میری آرزو یہی ہے ملے خاک آستانہ۱۵۸ے

محمدخلیل ثاقب نے اپنے نعتیہ مجموعہ ہائے کلام" گلدستہ عقیدت "میں صنعت مراعات النظیر کا جا بجا استعمال کیا ہے ۔ذیل کے شعر میں فصل بہار ، پھل ،پھول ،باغ ا ور کلیاں کے الفاظ کی خوب صورت زنجیر بنا کر پورا چمن آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کیا ہے :

یہاں فرش پہ فصل بہاراں تھی اور گیت ہوائیں گاتی
تھیں
پھل پھول کھلے تھے باغوں میں اور کلیاں روپ دکھاتی
تھیں۱۵۹ے

منور قریشی بیان بدیع پر ایک خاص دسترس رکھتے ہیں وہ جب کسی صنعت کو کلام میں پروتے ہیں تو یہ گمان گزرتا ہے کہ یہی موزوں طریقہ ہے اور اس سے بہتر بیان نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ شعرمیں صنعت مراعات النظیر کااستعمال کر کے عشق الہیٰ کا اظہار کیا ہے:

ہر چہرہ ہے اُس کا چہرہ ہر اک روپ ہے اُس کا روپ
قریہ قریہ اُس کی مہک ہے، جس نگری بھی گھومیں
جی۱۶۰ے

حرُ کاشمیری نے ذیل کے شعر میں جبین،سجود،بتاں،اور بندگی کے الفاظ لا کے انتہائی دل کشی سے صنعت مراعات النظیرکا استعمال کیاہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے ہدایت بخشی اور میری جبین کو بتوں کے آگے جھکنے سے بچا لیا ۔یقیناً اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بڑا احسان ہے کہ ہمیں مسلمان کے گھر پیدا کیا۔شعر ملاحظہ کیجیے:

کلاہِ بندگی سے کر کے سرفراز مجھے
مری جبیں کو سجودِ بتاں سے پاک کیا۱۶۱ے

سید محمد سعید بخاری نے صنعت مراعات النظیر کا استعمال کر کے کلام کی تاثیر کو دو چند کر دیاہے ۔جنت،محراب،منبر اور جالی جیسے الفاظ کے استعمال سے سچے عاشقوں کے جذبات پھوٹ پڑے ہیں اور حب رسولﷺ کا ایک شیریں و شفاف چشمہ بہہ رہا ہے ۔ شعر دیکھیے:

ہمدم! وہ ریاض جنت ہے، محراب نبی وہ منبر ہے
وہ جالی ہے اے ذوق نظر، سبحان اللہ، سبحان
اللہ!۱۶۲ے

آزادکشمیر کے شعرا نے اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں صنعت مراعات النظیر کا بہترین استعمال کیا ہے ۔انھوں نے اپنے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں مختلف چیزوں کی مناسبت سے مزین کرتے ہوئے اس صنعت کا استعمال بڑی مہارت سے کیا ہے ۔انھوں نے اس مہارت کے ساتھ اس صنعت کو استعمال کیا ہے کہ بیان کی ساختگی ،گھلاوٹ اور صوتی حسن میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا ہے اور شعر کو حسن و رعنائی کا پیکر بنا دیا ہے ۔کلام میں لطافت ،تاثیر ،کیف ،ادب اورقرینے کا لحاظ رکھ کر کسی ایک لفظ کو اصل شعر قرار دے کر پھر اس کے مناسبات بیان کیے ہیں۔

۵/۸۔صنعتِ تکرار:

کسی لفظ یا جملے کو شعر میں بار بار لا کر شعر میں حسن پیدا کرنا صنعت تکرار ہے۔ موسیقت اور ترنم کے حوالے سے تکرار لفظی کا التزم بھی قابل ذکر ہے۔ لفظوں کی تکرار سے بھی روانی اور ترنم کی کیفیت جنم لیتی ہے۔سید عابد علی عابد صنعت تکرار کی تعریف اس طرح کرتے ہیں :

''اس کے متعلق ان کا موقف یہ ہے کہ الفاظ اور حروف کی تکرار ،عام اس سے کہ وہ شعر کے ایک ہی مصر عے میں ہو ں یا دونوں میں عموماََ قبیح سمجھی جاتی ہے اس میں شک نہیں کہ بعض موقعو ں پر تکرار الفاظ حسین ہی ہوتی ہے۔ ''۱۶۳ے

اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں صنعت تکرار کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ آزاد کشمیر کے شعرا کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں لفظوں اور جملوں کا تکرار بہ درجہ اتم

موجود ہے۔خواجامحمد عارف نے کمال مہارت سے شعر میں جن جن اور نسبت نسبت کے تکرار سے کلام میں شیرینی اور ترنم کی سی کیفیت پیدا کی ہے۔شعر دیکھیے

جن جن کو ہے رسول سے نسبت ذرا سی بھی
ان کی ہمیں بھی صحبت و نسبت نصیب کر۱۶۴؎

پروفیسر عبدالحق مراد نے ذیل کے شعر میں پیاری پیاری،ڈالی ڈالی جیسے الفاظ سے تکرار لفظی کا التزام کر کے معنوی خوبیوں اور موقع محل کی نسبت سے کلام میں حسن اورموسیقیت پیدا کی ہے ۔سوزِ عقیدت اور تاثیر خوب ہے۔ مراد کے کلام سے صنعت تکرار کا نمونہ دیکھیے:

اپنے پیارے والی کی اس پیاری پیاری وادی میں
ڈالی ڈالی اڑتا پھرتا شوق کی پیاس بجھاتا میں۱۶۵؎

گلزار حسین ساگرکاشمیری نے بھی صنعت تکرار کی بدولت کلام کو جاودانی حسن عطا کیا ہے ۔ کلام میں شعریت کے ساتھ ساتھ جذبے کی صداقت اور تاثیر موجود ہے ۔سراپا سے دل کشی پیدا ہوئی، بندش میں بھی فرق نہیں پڑا۔شعر دیکھیے:

دربار میں آئیں شاہ گدا سب
ہے عجز و نیازی سراپا سراپا۱۶۶؎

حاجی سید رضوان حیدر کے کلام میں تکرار لفظی کی غنائیت اور فکر و تخیل کی بار آوری کرتے ہوئے قاری کو مسحور کر دیتی ہے ۔ موصوف نے کلام میں تکرار لفظی کا عمدگی سے استعمال کیا ہے ۔ یہ شعر تکرار لفظی کی بدولت روانی سے رنگا ہوا نظر آتا ہے:

کرم کرم ہے کرم حضور کا ہے
بھرم رکھا ہے،بھرم ہے کرم حضور کا ہے۱۶۷؎

پروفیسررفیق بھٹی کے کلام میں دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ صنائع لفظی و معنوی کا اہتمام بھی ملتا ہے۔موصوف نے ذرہ ذرہ کا بار بار استعمال کر کے کلام میں حسن ،ترنم اور روانی کی کیفیت پیدا کی ہے۔عشق الٰہی میں یقیناً کل کائنات کا ذرہ ذرہ رب کی عظمتوں کا نغمہ خوانی کر رہا ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

فنا کی زد میں مری ذات ،تو ہے لافانی
ہے ذرہ ذرہ تری عظمتوں کا نغمہ خواں۱۶۸؎

حنا بابر علی نے تکرار لفظی سے کام لیتے ہوئے اپنے کلام کو خوب صورت بنایاہے۔گلہائے عقیدت اور وارفتگی کانذرانہ صفات خدا کی شکل میں ان کے حمدیہ کلام میں پیش کیا گیاہے ۔شاعرہ کا حمدیہ کلام حسن شاعری سے خوب مزین ہیں۔تکرار لفظی نے کلام کو تسلسل اور روانی عطا کی ہے ۔ایک ایک شعر مثل تابندہ نظر آتاہے۔مثال دیکھیے:

یا سبحان یا اللہ

یا رحمن یا اللہ
سبحان اللہ سبحان اللہ۱۶۹ے

پروفیسرامین طارق قاسمی کے ذیل کے شعر میں روشن روشن اوررخشاں رخشاں کی تکرار سے روانی پیداہوئی ہے ۔ موصوف کی لے خوب صورت الفاظ کی آبشار کی مانند ہے جوقاری کو ایک پرکیف دنیا میں لے جاتی ہے۔صنعت تکرار سے مزین موصو ف کے شعر کی روانی کا کیا کہنا، فنی پختگی عروج پر ہے۔دوسرے شعر میں ڈاکٹرفیاض الحسن نے اپنے نعتیہ کلام کو صنعت تکرار کے دل کش انداز سے سجایا ہے ۔جذبے کے خلوص اوراحترام رسالت سے ایسی دل آویزی پیدا کی ہے کہ ایک ایک لفظ پڑھنے ،سننے والوں کے دل و دماغ میں اترتا چلا جاتا ہے۔اشعار دیکھیے :

فرش زمین ہے روشن روشن عرش بریں ہے روشن
روشن
قبلہ اؤل رخشاں رخشاں کعبہ ویں ہے روشن
روشن۱۷۰ے

انبیاءو رسل جس کے محتاج ہیں کوئی اس کے سوا کب
ہے میرا خدا
مانگ لو مانگ لو اس خدا سے سبھی،ہے یہی لازمی
آدمی کے لیے۱۷۱ے

محمد شاہپال طاہر نے بھی صنعت تکرار کو اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔فنی پختگی کے ساتھ ساتھ تخیل کی بلند پروازی فنی محاسن کو نکھار رہی ہے۔عشقِ مصطفی ﷺکی تڑپ،مدینے جانے کی خواہش ان کے دل میں انگڑائیاں لے رہی ہے ۔روضہ اقدس پر حاضری، آب زم زم کی طلب ،عقیدت ووارادت اورذوق وشوق کا حسین امتزاج ان کے درج ذیل شعرمیں موجود ہے:

چومیں گے جالی کو سینے سے لگائیں گے
رو رو کے آقا کو دل کا حال سنائیں گے۱۷۲ے

محمد اقبال میرنے بھی صنعت تکرار سے کلام کو سجایاہے۔اُن کا نعتیہ کلام رسول ﷺکے حضور میں ایک بے حد حسین نذرانہ عقیدت ہے جس کی فصاحت ،روانی ،تکرار لفظی ایک وجد آگیں فضا قائم کر رہی ہے۔شعر ملاحظہ کیجیے:

نعت گو تیرے ہیں ثنا خواں ہیں تیرے
ہر کوچہ و قریہ میں ہیں ثنا خواں ہزاروں۱۷۳ے

طا ہر قیو م طا ہرکے کلام میں بھی تکرار لفظی کا استعمال اثر انگیزی کا موجب بنا ہے ۔کرم،کرم تکرار لفظی ہے جس سے شعر کے اندر ایک حسن پیدا ہواہے۔ شہنشاہ عالی سے کرم کے لیے قطاریں بنا کے سوالی کھڑے ہیں۔عشق الہیٰ کا جذبہ عروج پہ ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

کرم ہو کرم اے شہنشاہ عالی

قطاریں بنا کے کھڑے ہیں سوالی۱۷۴؎

پروفیسرشفیق راجا نے کتنی خو ب صو رتی کے سا تھ بار بارقدم قدم کا استعما ل کر کے شعر میں غنائیت اور تر نم کا رنگ پیدا کیا ہے جس سے شوق اورجذب کی فراوانی کلام کی تاثیر کو دوچند کر رہی ہے۔سوزِ عقیدت اور سوزِ عشق کی فراوانی بلند ہے۔صنعت تکرار کا حامل شعر دیکھیے:

ہیں قدم قدم پہ نوازشیں ،ہیں قدم قدم پہ عنایتیں
تری یاد میں جو گزر رہی ہیں وفود شوق کی
ساعتیں۱۷۵؎

محمدخلیل ثاقب کا حمدیہ کلام بھی صنعت تکرار سے مزین ہے ۔شعرمیں توصیف و ثنا در اصل موصوف کے دل کی آواز ہے جو الفاظ کی صورت میں سامنے آئی ہے ۔ان کے ذیل میں دیے گئے حمدیہ شعر میں اونچی تیری سرکار ہے اونچی تیری سرکار ہےکو تکرار بنا کر کلام میں حسن اور روانی کی شان پیدا کی ہے:

بے مثل ہے تیری ذات ہے تو صاحب برکات ہے
اونچی تیری سرکار ہے اونچی تیری سرکار ہے۱۷۶؎

ڈاکٹرنصراللہ خان ناصرنے اپنے کلام کو تکرار لفظی سے بہ خوبی مزین کیا ہے ۔موصوف نے نہایت دل کش انداز میں خدا پر کامل یقین کا اظہار کیاہے ۔جس خدا نے آج تک اپنی رحمتوں اور نعمتوں سے نوازا ہے وہ آگے بھی عطا کرتا رہے گا۔درج ذیل شعر میں چابک دستی سے ’’وہی‘‘ کو تکرار لفظی بنایا ہے۔جس سے کلام میں خوب صورتی کے ساتھ ساتھ موسیقیت کا عنصر پیدا ہو گیا ہے:

وہی ظاہر ،وہی باطن ، وہی اول ،وہی آخر
وجود بزم کن از خود ہے شاہد اس بڑائی کا۱۷۷؎

پروفیسرمسز انور کوثرکے حمدیہ کلام میں تکرار لفظی کا خوب صورت استعمال ملتا ہے ۔ توحید الہیٰ اور مرکز توحید سے وابستگی کا پیغام ہے ۔ معبود کی قدرت اور حاکمیت کو ظاہر کیا گیا ہے کہ اے خدا اس کائنات کی ہر چیز پہ صرف تیرا اختیار ہے ۔کیوں کہ ہر چیز تیری تخلیق ہے۔کلی کلی کے استعمال سے ترنم اور روانی پیدا ہوئی ہے ۔شعر دیکھیے:

کلی کلی کی چٹک میں وہ ہے اسی کا پیغام ہے صبا میں
یہ کس کی تعریف ہو رہی ہے ترنم مرغ خوش نما
میں۱۷۸؎

سید محمد سعید بخاری نے صنعت تکرار کو برت کرنہایت دل کش انداز میں روضہ اطہر کے پر نور مناظر سے عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ شعر میں فردوس نظر، فردوس نظر، سبحان اللہ، سبحان اللہ! کی تکرار سے محبت کی حلاوت اورجذبات کی شدت کے ساتھ موسیقیت اور نغمگی موجود ہے۔

پر نور مناظر مسجد کے، محراب کے، روضہ اطہر
کے
فردوس نظر، فردوس نظر، سبحان اللہ، سبحان
اللہ!۱۷۹ ؎

بشیر صرفی کے حمدیہ و نعتیہ اشعار کو جذبے کی صداقت ،بیان کی تاثیر ،سلاست اظہار اور صنعت تکرار حسن بخشتے ہیں۔ آپؐ سے وابستگی کا اظہار ،عقیدت اور اس کی ذات پریقین کامل موصوف کی نعتیہ شاعری کوقبول عام کی سند بخشتا ہے۔ کلام ایک قوس قزح کی مانند ہے جہاں محبتوں کے گوناں گوں رنگ افق حمد و نعت کو مزین کرتے چلے جاتے ہیں۔نطق کی تکرار دیکھیے:

کہ جس کا نطق نطق کبریا ہے
محمد مصطفی صل علی ہے۱۸۰ ؎

علامہ جواد جعفری نے بھی اپنے کلام میں صنعت تکرار کا بھر پور استعمال کیا ہے۔ شعرمیں بھی انھوں نے" آیا اور با ربار " تکرار سے کلام میں موسیقیت اور دل کشی پیدا کی ہے،جس سے تغزل کا رنگ اپنی جھلک دکھارہا ہے۔مثال کے طور پر موصوف کا شعر دیکھیے:

محمد کی ثنا خوانی تو خالق کا وظیفہ ہے
خدا کو ان پہ پیار آیا بہت اور بار بار آیا۱۸۱ ؎

پروفیسرمقصود حسین راہی کی ذیل کی نعتیہ شاعری میں صنعت تکرار سے ترنم اور موسیقیت پائی جاتی ہے اور اس سے کلام میں ایک خاص صوتی آہنگ پید ا ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار میں موصوف نے نقش کف پا کی تکرا ر سے کیسا لطف اور حسن پیدا کیا ہے :

سرمایہ عزت ہے نقش کف پا تیرا
خود مایہ جنت ہے نقش کف پا تیرا
ہے طائرہ سدرہ بھی حاضر در اقدس میں
اس کی وجہ عظمت ہے نقش کف پا تیرا۱۸۲ ؎

واحد اعجاز میر نے درج ذیل اشعار میں صفت کل کے ذریعے تکرار پیدا کی ہے ۔گوکہ موسیقیت اس طرح پیدا نہیں ہوئی جیسے کہ صنعت تکرار میں پیدا ہوتی ہے لیکن صفت کل اور تکرار کو یکجا کرنا ایک کمال ہے ۔ ایک ایک لفظ میں خلوص وعقیدت اور والہانہ پن کا اظہار ان کی فنی پختگی کا ثبوت ہے۔اشعار دیکھیے:

سب سے بڑا تخلیق کار ہے
وہ سب سے بڑا مصور ہے
سب سے بڑا سائنٹسٹ
وہ سب سے بڑا مفکر ہے۱۸۳ ؎

صنعت تکرار کا اتنا عمدہ استعمال شعرائے آزادکشمیر کے گہرے شعور اور فنی پختگی کی عکاسی کرتا ہے ۔تمام اشعار سوز اور خلوص کی آنچ سے لبریز ہیں۔موسیقیت

اور ترنم کے حوالے سے تکرارلفظی کا التزام بھی قابل ذکرہے۔لفظوں کی تکرار سے بھی روانی اور ترنم کی کیفیت جنم لیتی ہے ۔یہی روانی اور ترنم کی کیفیت صنعت تکرار کی بدولت اپنے کلام میں پیدا کی ہے ۔انھوں نے صنعت تکرار کے بھرپور استعمال کے ساتھ عقیدت کے خوب نگینے تراشے ہیں۔

۵/۹۔صنعتِ سیاق الاعداد:

کلام میں اعداد یعنی گنتی کا استعمال کرنا ، ایک ، دو ، تین اس طرح کے الفاظ کا استعمال کسی شعر میں کیا جائے جس سے تعداد مقدر کا تعین ہو سکے ۔سیا ق الاعداد کہلاتا ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر انور جمال لکھتے ہیں :

‘‘ علم الاعداد عربی حروف کا وہ علم ہے جو تاریخ گوئی، جفر، رمل ، ہیت اور نجوم کے علم میں کام آتا ہے۔’’۱۸۴ ؎

اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں صنعت سیا ق الاعدادکی بڑی مثالیں موجود ہیں۔آزاد کشمیر کے شعرا نے سیا ق الاعدادکو بھرپور اپنے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں برتا ہے۔حاجی سید رضوان حیدر بخاری السیفی نے اس صنعت کوخوبی کے ساتھ اپنے کلام کی زینت بنایا کر کلام کو دل کشی بخشی ہے ۔موصوف نے شعر میں’’ہزاروں‘‘ کوسیاق الااعداد کے طور پر استعمال کر کے حسن بیان کی چاشنی پیدا کی ہے۔شیریں بیانی اور عاجزانہ انداز کے باعث عشق کی کیفیت اوج کمال پر ہیں ۔مثلاً:

ہزاروں آفتیں ہیں جن سے چھٹکارا نہیں ملتا
غریبی میں میرا رکھیں بھرم اب یا رسول اللہ۱۸۵ ؎

خواجا محمد عارف نے صنعت سیاق الاعداد کا بہت خوب صورتی سے استعمال کیا ہے۔موصوف کے اشعار مدحت رسولؐ کا نہایت علیٰ مرقع ہیں ۔حضور پاکﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے صنعت سیاق الااعداد کے استعمال کے ساتھ اعلیٰ تصویر کشی کی ہے۔شعر ملاحظہ ہو:

اک اشارے کی تاب لا نہ سکا
پل میں دو نیم ماہتاب ہوا۱۸۶ ؎

عبدالرزاق بے کل نے صنعت سیاق الاعداد کو کمال مہارت سے کلام کا حصہ بنایا ہے ۔یقیناًوردِ زبانِ قلب پہ ایک ہی نام سے نجات کی صورت بن سکتی ہے ۔ جذبے کی تاثیر اور شدت عروج پہ ہے ۔ شعر میں’’ ایک ‘‘صنعت سیاق الااعداد ہے۔ دوسرے شعر میں گلزار حسین ساگر کاشمیری نے سیاق الااعداد کو خوب صورتی سے برتا ہے۔شعر میں’’ایک‘‘ سیاق الاعداد کی مثال ہے۔بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور اس کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں ،جن کوشمارے میں نہیں لایا جا سکتا۔شعر سوزِ عشق سے لبریز ہے۔

وردِ زبان قلب ہے نام ایک ذات کا
کیوں کر نہ پائے آدمی رستہ نجات کا۱۸۷ ؎

جتنی ہیں نعمتیں تری اتنے کہاں ہیں سانس
اک عمر اور ہو بھی تو نہ شکر کر سکے۱۸۸؎

یاسر عباس نے بھی صنعت سیاق الاعداد کو اس انداز سے برتاہے کہ تمام مہارتیں اور نزاکتیں فنِ شعر میں سمٹ آئی ہیں۔بے شک ہر جانب حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے ۔شعر میں" چہار،ایک اور ہزار"صنعت سیاق الاعدادکی مثالیں ہیں:

اللہ حقیقت چہار جانب
ہر ایک جانب
ہزار جانب۱۸۹؎

اکرم سہیل کا کلام بھی سیاق الاعداد سے مزین ہے۔موصوف کے درج ذیل حمدیہ میں شعر میں" ہزاروں ،ہزارِ اور ایک" جیسے الفاظ سیاق الاعداد کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔یقیناًاللہ تعالیٰ کے چاہنے والے اسی ایک رب العالمین کی تقلید میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔شعر دیکھیے:

یہ تیرے نام ہزاروں ہزار رنگ ہوئے
تمھارے چاہنے والے تمھارے سنگ ہوئے۱۹۰؎

مرزا محمد یعقوب کے ذیل کے حمدیہ شعر میں بھی سیاق الاعداد کا دل کش انداز موجود ہے ۔موصوف نے "ایک اور ہزار" جیسے الفاظ کلام میں لا کر صنعت سیاق الاعدادکا بہترین استعمال اس انداز سے کیا ہے کہ کئی بھی فنی جھول اور شعر کی بندش میں کوئی فرق نہیں آیا ۔دوسرے شعر میں ذکریا شاذ کے شعر کو سیاق الاعداد نے کیف آور بنا دیا ہے۔دراصل اس صنعت کا استعمال احتیاط و قرینے کا متقاضی ہے۔شاعرنے صنعت کے خوب صورت امتزاج سے کلام کو نیا رنگ اور نیا آہنگ دیا ہے۔اشعار دیکھیے:

حیران ہوں کہ کون سی نعمت طلب کروں
دستِ سوال ایک عطا کے ہزار ہاتھ۱۹۱؎

ایک قطرہ ہی سہی میری بساط
مجھ میں پنہاں پیکرانی ہے تیری۱۹۲؎

سیدہ حنا بابرعلی کے ہاں بھی سیاق الاعداد کی مثالیں موجود ہیں۔شاعرہ کے کلام میں شاعرانہ دل کشی کے ساتھ جہاں اور صنعتوں کا استعمال دکھائی دیتا ہے۔ وہاں اعداد کا ذکر کر کے صنعت سیاق الاعداد کی کمی بھی پوری کر دی ہے ۔شعر میں"ایک اور چار" صنعت سیاق الاعداد کی مثالیں ہیں:

ہر طرف سے وہی پیام آئے
ایک آواز سنا کے دیکھ لیا
جز تیرے میرا اور کوئی نہیں
چار سو دور جا کے دیکھ لیا۱۹۳؎

اقبال میر کے نعتیہ کلام میں اعداد کو بہت خوب صورتی سے برتا گیا ہے ۔شاعر کا نعتیہ کلام عشق رسولﷺ سے لبریز ہے۔ والہانہ عقیدت و خلوص میں ڈوب کر لکھے گئے ۔ذیل کے شعر میں بھی موصوف نے ’ ہزاروں‘کو صنعت سیاق الاعدادکے طور پر خوب صورت انداز میں برت کر عقیدت کا اظہار کیا ہے:

ولادت پہ سرکار کی کھلے گلستان ہزاروں
تبلیغ سے ہر روز ہوئے مسلماں ہزاروں۱۹۴ے

خواجا برکت کے نعتیہ کلام میں بھی صنعت سیاق الاعداد کا استعمال ملتا ہے ۔انھوں نے محبت و عقیدت اور سیاق الاعداد کے سبب ایک سحر آگیں کیفیت پیدا کی ہے ۔ان کے نعتیہ شعرمیں اعداد”دو“ استعمال ہوا ہے ۔شعر میں حضور سے محبت و عقیدت کا بے پناہ اظہار ہے۔نگینہ الفاظ کی مرصع کاری ملاحظہ ہو:

خاتم النبی ہیں رحمتِ دو جہاں ہیں
الطافِ بیکراں ہیں آپ مدینے والے۱۹۵ے

میجر رفیق جعفری نے صنعت سیاق الاعداد کو ایسی خوبی کے ساتھ اپنے کلام کی زینت بنایا ہے کہ کئی اعداد ایک ہی شعر میں لا کر فنی پختگی اور روانی کو بھی متاثر نہیں ہونے دیا۔چودھویں،چودہ سو تینتیس ،پانچ اور چودہ جیسے تاریخی نوعیت کے الفاظ کو انتہائی کمال مہارت کے ساتھاپنے کلام میں سمو کر عقیدت کا اظہار کیا ہے۔مثال اشعار میں دیکھیے:

عجب منظر ہے دیکھو چودھویں کا چاند گہنایا
محرم چودہ سو تینتیس اور یہ شب کی تنہائی

ہوئے تقسیم جب حکم خدا انجام دینے کو
بنے بھر پانچ سے چودہ یہ سب حق کی عطا والے۱۹۶ے

بوٹا خان راجس نے بھی نعتیہ کلام میں صنعت سیاق الاعداد کا استعمال کرتے ہوئے عقیدت و الفت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔شعر میں ’دو‘ صنعت سیاق الاعداد ہے،جسے بڑی فنی مہارت کے ساتھ شعر میں لا کر آپؐ کے ایک معجزہ مبارک کا ذکر کیا ہے:

وہ جس نے ماہتاب کو دو نیم کر دیا
راجس بسا ہوا ہے میرے دل میں جاں میں۱۹۷ے

طاہر قیوم طاہر کا کلام عشق مصطفی ﷺسے سرشار ہے ۔ان کی نعتیں جذبہ بیان کی تاثیر میں ڈھلی ہوئی ہیں ۔شاعر کے نعتیہ اشعار میں خیال کی بلندی موجود ہے ۔صنعت سیاق الاعداد کے دل کش استعمال سے شعر کی رعنائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔شعر میں’ بارہ ربیع الاول‘کے استعمال سے آپﷺ کی آمد کی خوشی منائی ہے۔مثال کے لیے شعر دیکھیے:

بارہ ربیع الاول کو جب شاہ مدینہ آئے
فرش سے لے کر عرش تک نور کے بادل
چھائے۱۹۸ے

عطا راٹھور عطا نے صنعت سیاق الاعدادکو کمال سے برتا ہے۔بلاشبہ نبی کریم ﷺپر جان قربان کرنا ہر ایک امتی کی تمنا ہے لیکن شاعر نے اس تمنا کو سیاق الاعداد کے ذریعے اچھوتے انداز میں بیان کیا ہے ۔پہلے کروڑوں زندگیا ں ہونے کی تمنا کی اور پھر ان کروڑوں زندگیوں کو نبی کریمﷺ پر قربان کرنے کی تمنا کا اظہار کیا ہے ۔خوب صورت اظہار دیکھیے:

یہ ایک جان عطا کیا اگر کروڑوں ہوں
کروڑوں بار میں کر دوں نثار قدموں میں۱۹۹ے

پروفیسربشیر مغل نے ذیل کے اشعار میں متعدد بار اس صنعت کو برتا ہے اور مختلف انداز سے برتا ہے ۔پہلے چار کا عدد لائے ہیں پھر ایک کا اور پھر شش جہات کا ۔گویا دو اشعار میں تین مرتبہ ایک ہی صنعت کو استعمال کیا ہے ۔ عقیدت کا اظہا ر اور عشق کی تڑپ اور فنی پختگی بام عروج پر نظر آتی ہے۔شعری مثال ملاحظہ ہو:

تجھ پر سلام درود اے شہ ملک ہست وبود
ذکرِ جہانِ چار سو ثمرہ ترے ثبات کا
نقشِ توحید کر دیا ہر اک نظر کے سامنے
تو نے شفاف کر دیا آئینہ شش جہات کا۲۰۰ے

بشرصرفی نے پہلے شعر میں'دو عالم 'کو صنعت سیاق الاعداد کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اللہ تعالی نے بے شمار عالمین پیدا کیے ہیں لیکن انسان کا تعلق عالم دنیا اور عالم آخرت سے ہے۔ اس لیے بیان میں سب سے زیادہ دو عالم کا ہی ذکر آتا ہے ۔ اسی طرح پروفیسرمقصودحسین راہی نے بھی دو جہاں کی ترکیب باندھی ہے ۔ موضوعات میں خدا کی صفات اور شان کا بیان ،عشقِ نبی ،دیدار مدینہ کی تڑپ ،دربار اقدس پر حاضری کے حسین جذبات کی عکاسی ملتی ہے۔

لاریب تم ہی باعث تخلیق دو عالم
اللہ نے تم ہی کو کیا سب سے مکرم۲۰۱ے

نہیں مانگتا دو جہاں کی میں ثروت
میں قدموں میں آقا کے سر مانگتا ہوں۲۰۲ے

پروفیسرمحمد یعقوب شائق نے کثرت نظارہ کو سیاق الاعداد کی صنعت کے تحت دل کش انداز میں بیان کیا ہے ۔بلاشبہ کائنات میں ہر سو اللہ تعالی کے مظاہر بکھرے ہوئے ہیں ۔کارخانہ خلق میں کہیں گنگناتی ندیاں ،کہیں عندلیبوں کی نغمہ خوانی حتیٰ کہ کروڑوں جلوے چھپے ہوئے ہیں۔فکروفن کی عمدہ شعری مثال دیکھیے:

ترے کارخانہ خلق میں ہیں کروڑوں جلوے چھپے ہوئے

کہیں گنگناتی ہیں ندیاں کہیں عندلیب ہے نغمہ
خواں۲۰۳ے

محمد خاں نشتر کی شاعری بیان و بدیع سے مزین ہے۔ دیگر صنعتوں کے ساتھ ساتھ سیاق الاعداد کی صنعت کا استعمال بھی خاص قرینے سے کرتے ہیں ۔نبی کریمﷺ کے حسن و جمال کی وضاحت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺکے جمال کو معیار قرار دیتے ہوئے دو عالم میں نبی کریم ﷺکے حسن کو حقیقی حسن قرار دیتے ہیں ۔شعر ی مثال ملاحظہ ہو:

جلوے ہیں تیرے لالہ و گل شمس و قمر میں
ہے حسن تیرا حسن دو عالم کی نظر میں۲۰۴ے

احمد شمیم اپنے کلام میں دیگر صنعتوں کے ساتھ ساتھ صنعت سیاق الاعداد کا استعمال کر کے کلام کے حسن میں اضافہ کر رہے ہیں۔موصوف کا کلام موضوعاتی اورفنی تنوع سے پوری طرح آراستہ و پیراستہ ہے ۔مثال کے طور پر ذیل کا شعر دیکھیے:

نہ کوئی خواب نہ خواہش نہ تمنا کوئی
دل بھی اک عمر سے ہے دست گدا کی صورت۲۰۵ے

آزادکشمیر کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں صنعت سیاق الاعداد کا استعمال شعرا کے کلام میں حسن پیدا کر رہا ہے۔ترکیبی صورت میں نظر آرہی ہے ۔انھوں نے اعداد کو اس جدت اور ندرت کے ساتھ اپنی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں اپنایا ہے کہ لطافت بیان،خیال کی نزاکت ،فصاحت اور بلاغت اپنی جگہ برقرار ہے ۔ان کے استعمال کردہ اعداد تاریخی حقائق اور تلمیحاتی انداز اپنائے ہوئے ہیں اور ساتھ ساتھ عشق کی شدت اور پاکیزگی کا آئینہ بھی برقرار ہے۔

۵/۱۰۔صنعت اشتقاق :

کلام میں چند الفاظ اس طرح لانا کہ ان لفظوں میں اصل کے حروف ترتیب وار موجود ہوں اورا صل میں جو معنی ہوں ان میں بھی باہم اتفا ق رکھتے ہوں ۔بہ قول سید عابد علی عابد:

> ‘‘ صنعت اشتقاق سے مراد شاعر ی میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی مصدر سے مشتق ہوں اور ان کا ماخذ ایک ہی ہو ۔ ایسی صنعت جس میں دو الفاظ ایسے لائے جاتے ہیں جن کا ماخذیکساں ہو اور با اعتبار معنی متفق ہوں۔’’۲۰۶ے

اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں صنعت اشتقاق کا استعمال جا بہ جا دکھائی دیتا ہے۔ آزاد کشمیر کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں بھی صنعت اشتقاق کے بھرپور نمونے موجود ہیں۔پروفیسرشفیق راجانے دیگر صنعتوں کے ساتھ ساتھ صنعت اشتقاق کو بھی

انتہائی مہارت کے ساتھ برتا ہے پہلے شعر میں مثل سے مثال ،دوسرے شعر میں فاتح سے مفتوح جیسے الفاظ لا کرصنعت اشتقاق کا استعمال کیا ہے۔مثلاً:

کوئی ان سا خوب خصال نہیں
کوئی ان کے مثل مثال نہیں۲۰۷؎
فاتح ہو تو مفتوح کی جانب بھی تمہی ہو
اے داعی اکرام ہو تم قابل تعظیم۲۰۸؎

خواجا محمد عارف نے صنعت اشتقاق کا استعمال کر کے جذبات کی گہرائی اور شدت نے والہانہ پن پیدا کیا ہے ۔ شعر میں تشنہ اور تشنگی صنعت اشتقاق کی خوب صورت مثال ہے۔جسے موصوف نے کمال مہارت سے شعر میں استعمال کر کے چاہت کا اظہار کیا ہے۔ شعر ملاحظہ کیجیے:

تشنہ لبوں کو حرفِ تسلّی تو دو کوئی!
کیا تشنگی جو ساقی کوثر کا جام ہے۲۰۹؎

گلزارحسین ساگر کا شمیری کے شعر میں ’’رحم اور رحیم‘‘کا ماخذ ایک ہے۔انھوں نے شاعرانہ و فن کارانہ انداز میں صنعت اشتقاق کا استعمال کرتے ہوئے رحم کی اپیل کی ہے۔شعر کا انداز دعائیہ ہے۔سادگی اورپر تاثیر کی عمدہ مثال ہے۔دوسرے شعر میں سلطان محمد سلطان نے جلا و جلال کی نسبت سے صنعت اشتقاق قائم کی ہے ۔شعر فنی پختگی کے ساتھ عقیدت کی چاشنی سے معمور ہے۔ موضوع بھی کمال کا برتا ہے۔بلاشبہ ہر مصیبت اور بلا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی دور ہوتی ہے۔شعری مثال دیکھیے:

در پہ تیری میں آن گرا رحم کر رحیم
گلزار ہوں حسین کا عزم حسین دے۲۱۰؎

تیری شان جلا و جلال ہو
ہر آئی بلا کو ٹال تو۲۱۱؎

سیدرضوان بخاری حیدر نے ذیل کے حمدیہ شعر میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہوئے قادر اور قدیر ہم ماخذ الفاظ کا چناؤ کیا ہے۔قادر اور قدیر ہم ماخذ الفاظ کا چناؤ اتنا خوب صورت اور حقیقت پر مبنی ہے کہ کہیں بھی شعر میں فنی اور فکری جھول پیدا نہیں ہوا۔شعری مثال دیکھیں:

ہر دُکھ سے تو نجات دِلا دے میرے مولا
قادر بھی تو قدیر بھی تو کبریا بھی تو۲۱۲؎

علی محمد فرشی نے بکھرے،بکھرتے،نکھرتے،مکاں اور لامکاں جیسے الفاظ استعمال کر کے اس صنعت کو کمال مہارت سے اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔کس قدر دل کش اور خط کش انداز سے چاشنی اور موسیقیت کا ماحول پیدا کیا ہے۔اشعار کی خوب صورتی ملاحظہ ہو:

ستارے تھے بکھرے ہوئے راستوں پر

قدم جن پہ پڑتے تو ہر سمت موتی بکھرتے
نکھرتے افق پر فرشتوں کے دل کھل رہے تھے
مکاں ،لامکاں آسماں سے گلے مل رہے تھے۲۱۳؎

پروفیسر عبد الحق مراد نے فنی مہارت اورفکری پختگی کا ثبوت دیتے ہوئے صنعت اشتقاق سے اپنے کلام کو مزین کیا ہے۔ذیل کے شعر میں کھلم کھلا کا اچھا استعمال ہے جسے موصوف نے استعمال کر کے عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔شعر ی مثال ملاحظہ فرمائیں:

وہ احد ہے ، وہ مکرم اور ودود
کھلم کھلا اس کی کرسی کی حدود۲۱۴؎

زاہد کلیم کی زبان کی تاثیر ،جذبوں کے وفور اور صنعت اشتقاق کے باعث شعر میں ایک حسین لے اور نغماتی آہنگ اپنے وجود کا احساس دلاتا ہے ۔شعر ارادت و اطاعت کا حسین امتزاج ہے ۔شعرمیں نقاش اور نقش صنعت اشتقاق کی خوب صورت مثال ہے جسے موصوف نے کمال مہارت سے شعر میں لایا ہے:

گم کردہ راہ،قافلہ سالار ہو گئے
نقاش خود ہی نقش بہ دیوار ہو گئے۲۱۵؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہر نے پہلے مصرعے میں نقاش اور نقش اور دوسرے مصرعے میں بھی نقاش اور نقش کا استعمال کر کے فنی شعور اور پختگی کا ثبوت دیا ہے۔ماخذ ایک ہی ہے۔جس کو انھوں نے کمال مہارت سے اپنے حمدیہ کلام کا حصہ بنایا ہے۔مثال دیکھیے:

نقاش نے بنایا نہیں اور کوئی نقش
نقاش ہی کا نقش مکرر ہے تیری ذات۲۱۶؎

پروفیسر ڈاکٹرمحمدشفیق انجم نے بھٹکتا اور بھٹکوں کوبہ طور صنعت اشتقاق استعمال کر کے آپﷺ سے اپنی عقیدت و محبت کا ثبوت دیا ہے۔یقیناً آقا کی محبت کی بدولت انسان کام یابی کی منازل طے کر کے حقیقی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔خلوص اور چاہت غالب ہے۔

بھٹکتا پھرتا ہوں میں سنبھالیے آقا
کہ پھر نہ بھٹکوں کبھی ایسا میں سنور جاؤں۲۱۷؎

ظفر اقبال نے اردو مصدر بیٹھنا سے بیٹھے بٹھائے دو صیغے استعمال کیے ہیں یہاں اس صنعت کے استعمال سے ایک باریکی یہ بھی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ روز مرہ بھی ہے ۔موصوف نے صنعت اشتقاق کا فن کارانہ استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی صفتِ رزاق کو بیان کیا ہے:

محنت پہ دے کسی کو روزی رساں ہے تو
چاہے کسی کو دے بیٹھے بٹھائے ہوئے۲۱۸؎

محمد خلیل ثاقب کے شعرمیں اردو مصدر چلنا سے" چلو چلیں چل" صنعت اشتقاق کی مثالیں ہیں، مسعود ساگر کے شعر میں گل وگلزاراور ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کے شعر میں" گل اور گلزار"اسم مشتق استعمال ہوئے ہیں ۔اشعار میں صرفی تصرف شاعر کے اعلیٰ لسانی شعور کا غماز ہے ۔ ذیل کے اشعار میں صنعت اشتقاق کے خوب صورت استعمال کے ساتھ ساتھ فکری و فنی لحاظ سے بھی کمال کا شعور ملتا ہے۔اشعار دیکھیے:

چلو چلیں چل روضہ دیکھیں اپنے مرسل عالی کا
ارض و سما میں نور ہے سارا دو جہاں کے والی کا۲۱۹ـ

وہ عطر میں لپٹا گل و گلزار کا بستر
جنت کا بچھونا مرے سرکار کا بستر ۲۲۰ـ

پالتا ہے خلق گونا گوں تہِ قلزم میں کون؟
کون کرتا ہے گل گلزار کی نشوونما۲۲۱ـ

بشیر صرفی کے شعر میں جمیل اور جمال اللہ تعالی کی صفات ہیں ۔جمال مطلق صفت ہے اور جمیل میں حسن بدرجہ اتم پایا جاتا ہے ۔ ذیل کے شعر میں دنوں صفات جمع کی گئیں ہیں ۔ صنعت اشتقاق کو استعمال کر کے غنائیت،موسیقیت اور نغمگی کی کیفیت پیدا کر کے عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے:

تو جمال ذات کا آئینہ تو ہے عکس رحمت لا یزال
تو جمیل ہے تو جمال ہے تو صفت میں مظہرکبریا۲۲۲ـ

پروفیسر مقصود حسین راہی کے ذیل کے شعرمیں صنعت اشتقاق کا استعمال ملتا ہے۔شاعر نے کمال مہارت کے ساتھ شعر میں مرسل سے مرسلاں کا صیغہ بناکر آپ سے چاہت کا اظہار کیا ہے۔سوزِ محبت کمال ہے۔شعر ی مثال دیکھیں:

اس کی تنویر سے ہیں جہاں ضو فشاں
مرسلِ مرسلاں ہے ہمارا نبی۲۲۳ـ

میجر رفیق جعفری،ڈاکٹر افتخار مغل اورڈاکٹر عبد الرحمن عبد کے ذیل کے اشعار میں لفظ سخن سے سخنور ،قرینہ سے قرینوں اور لفظ امن سے امان مشتق کیا گیا ہے ۔ صنعت اشتقاق کے شاعرانہ اور فن کارانہ استعمال سے فنی پختگی پیدا کی ہے۔ربط و روانی ، تسلسل بیان اور موسیقیت کی فضا بدرجہ اتم موجود ہے۔اشعار میں صنعت اشتقاق کی مثالیں دیکھیے:

زبانیں گنگ ہیں توصیف اس کی کیسے ممکن ہے
سخن بس اس کا اپنا ہے وہی تو اک سخنور ہے۲۲۴ـ

بنے بنائے قرینوں میں نعت کیوں لکھوں
میں کیوں نہ قرینہ نیا بنا کر دوں!۲۲۵ـ

پیدا مری خودی میں ہو وہ قدرت یقین
فکرو عمل میں باہمی امن و اماں رہے۲۲۶ے

پروفیسر بشیر مغل نے صنعت اشتقاق کا استعمال کرتے ہوئے فنی مہارت کا ثبوت دیا ہے ۔جذبے کی تاثیر سے کلام میں نغمگی وندرت پیدا کی ہے۔شعر میں شاعر نے مصرع اولیٰ میں مقبل سے مقبلا ں اور پھر مرسل سے مرسلاں مشتق کیا ہے:

مقبلِ مقبلاں، مرسل مرسلاں!
شان یکسر کمالات ہے آپ کی۲۲۷ے

آزاد کشمیر کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں صنعت اشتقاق کا بھرپور استعمال کیا گیا ہے جو شعرا کی فنی چابک دستی کا واضح ثبوت ہے۔صنعت اشتقاق کا استعمال جس قدر آسان ہے اسی قدر مشکل بھی ہے ۔دو ایسے الفاظ لانے جن کا ماخذ یکساں ہو بڑی فنی مہارت چاہتا ہے ۔آزادکشمیر کے شعرا نے بڑے ادب اور احتیاط و قرینے سے اس صنعت کا بھرپور استعمال کیا ہے ۔

۵/۱۱۔صنعتِ ترصیع:

صنعت ترصیع کا تعلق موسیقیت اور ترنم کے ساتھ ہے ۔ ایک موزوں مصرعے کے مقابل اس طریقے سے دوسرا مصرعہ لایا جائے کہ پہلے مصرعے کا پہلا لفظ دوسرے مصرعے کے پہلے لفظ کے ہم قافیہ ہوں ۔ اگر ایک مصرعے میں ہم قافیہ الفاظ آئیں تو بھی صنعت ترصیح کا التزام ہو گا۔کلام میں مناسب وقفوں کے ساتھ ہم قافیہ الفاظ لانا ترصیع کہلاتا ہے۔

''ایسی صفت جس میں پہلے مصرعے کے تمام الفاظ دوسرے مصرعے کے تمام الفاظ کے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔''۲۲۸ے

آزاد کشمیر کے شعرا کے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں صنعت ترصیح کو انتہائی قرینے سے برتا گیا ہے۔ذیل میں کچھ شعرا کی مثالیں پیش کی جا تی ہیں۔ساگر کاشمیری کے حمدیہ شعر میں صنعت ترصیع کابہت خوب صورت استعمال کیا گیاہے ۔شعر ملاحظہ ہو:

تو ہی مالک ہے سارے جہانوں کا
تو ہی خالق ہے سارے جہانوں کا۲۲۹ے

بشیر چغتائی نے بڑے دل کش اندازمیں صنعت ترصیع کو کلام کا حصہ بنایا ہے ۔جس سے کلام کی خوب صورتی کو چار چاند لگ گئے ہیں۔پہلے شعر میں کوئی کوئی اور دوسرے شعر میں بھی کوئی کوئی سے موسیقیت اور غنائیت پیدا ہوئی ہے۔اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کوئی سمجھے اسے عروج ہے
کوئی کہتا اسے زوال ہے

کوئی گیتا میں اسے ڈھونڈتا ہے
کوئی ڈھونڈتا ہے نماز میں۲۳۰؎

خالد کاشمیری نے' آپ ،آپ ' کی تکرار سے صنعت ترصیع قائم کر کے احسن طریقے سے شعر میں برتا ہے،جس سے شعر میں روانی ،ترنم اور موسیقیت پیدا ہو گئی ہے۔فن کے ساتھ ساتھ فکر بھی اعلیٰ ہے ،بلاشبہ سارا زمانہ آپ کا شیدا ہے۔شعری مثال دیکھیے:

آپ کی نظروں کا،کبھی چوکے نہ نشانہ
آپ کا شیدا ہوا ہے سارا زمانہ۲۳۱؎

رضوانہ خان کے نعتیہ کلام میں عشق رسول کا والہانہ انداز موجود ہے ۔مدینے کی پاک سر زمین پہ پہنچ کر جان دینے کی آرزو کرتے ہوئے صنعت ترصیع کا عمدہ انداز سے استعمال کرتی ہیں۔ادھر اور ادھر کی تکرار سے شعر میں دل کشی پیدا ہوئی ہے

ادھر سے پہنچوں میں مدینے میں
ادھر سے موت مجھے ملنے آئی ہو۲۳۲؎

پروفیسرعبدالحق مراد نے بھی نہایت چابک دستی سے صنعت ترصیع کو استعمال میں لایا ہے ۔شعر میں کوئی ،کوئی،نہیں اس بنا اور نہیں اس بنا جیسے الفاظ کی تکرار سے سے ایک لطف کی کیفیت اور صورت پیدا کی ہے۔شعری مثال دیکھیں:

کوئی سانس چلتی نہیں اُس بناں
کوئی سانس رُکتی نہیں اُس بناں۲۳۳؎

شمس الدین شمس بخاری نے بھی عمدگی سے صنعت ترصیع کا استعمال کر کے کلام میں خوب صورتی پیدا کر دی ہے۔ السلام اے،السلام اے کی تکرار کلام کو مزید خوب صورتی اور روانی بخش رہے ہیں۔جذبات،خیالات اور محسوسات کے اظہارسوزِ عقیدت ہے۔

السلام اے صاحب ام الکتاب
السلام اے شافع یوم الحساب۲۳۴؎

طا ہر قیو م طا ہر نے" بندگی ہی زندگی اور بندگی بن زندگی" جیسے الفاظ سے خوب صورت زنجیر بنا کرصنعت ترصیع قائم کی ہے۔خیال اور زبان و بیان دونوں حوالوں سے پر اثراور دل کش ہے۔ الفا ظ کا بہتر ین استعما ل کر کے شعر میں تر نم کا فن پیدا کیا ہے ۔ شعر دیکھیے:

بندگی ہی زندگی کا ہے حصول
بندگی بن زندگی تو ہے فضول۲۳۵؎

پروفیسرشفیق راجا " بجز تمہارے،بجز تمہارے" کی تکرار سے کلام کی دل کشی میں اضافہ کرتے ہیں۔اظہار عمدہ ،رنگین اور دل کش ، محبت و عقیدت کے جذبات کا والہانہ اظہار بھی خوب صورت ہے۔فنی پختگی اور لطافت کی جھلک بھی موجود ہے:

بجز تمہارے کسی نفس کو بقا ہے محال
بجز تمہارے ہر اک شے کو لازمی ہے زوال۲۳۶؎

عطاءراٹھور عطار نے صنعت ترصیع کے دل نشیں استعمال سے اپنی نعتیہ شاعری کا حسن دوبالا کر دیا ہے ۔شعر میں ''درود تم پہ، درود تم پہ اوراے باب خو ش بو ،اے شباب خوش بو سے صنعت ترصیع قائم کی ہے۔تمام تر فنی نزاکتوں کا خیال رکھتے ہوئے انتہائی سادہ اور عام فہم انداز میں شعر تخلیق کیا ہے۔مثال دیکھیے:

درود تم پہ اے باب خوشبو
درود تم پہ اے شباب خوشبو۲۳۷؎

محمد خالد کاشمیری کا حمدیہ کلام فن شعر گوئی کے تمام تقاضوں سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ صنعت ترصیع کا دل کش امتزاج ہے ۔خدا کی عظمت کے متعلق انھوں نے جو کچھ بھی لکھا ہے ۔احترام کا پہلو حد درجہ نمایاں ہے ۔مثال ملاحظہ کیجیے:

جسے تو چاہے اسے خلیل کرتا ہے
جسے تو چاہے اسے ذلیل کرتا ہے۲۳۸؎

جاوید الحسن جاوید قادر کلام شاعر ہیں ۔ ان کے کلام میں بدیع کی خوبیاں یوں محسوس ہوتی ہیں کہ خود ہی در آتی ہیں۔ ذیل کے شعر میں پورا شعر ہی تکرار کی خوبی لیے ہوئے صنعت ترصیع قائم کر رہا ہے۔ان کے کلام میں اخلاص کی چاشنی اورمحبت کی شدت بدرجہ اتم موجود ہے۔تکرار لفظی کا حامل شعر ملاحظہ کیجیے:

میں تری راہ میں مر جاؤں سعادت میری
میں تری یاد میں کھو جاؤں یہ جنت میری۲۳۹؎

مشتاق شاد،ڈاکٹر عبد الرحمن عبد اورمحمد خلیل ثاقب نے ذیل کے اشعار میں لفظ ''یہاں ، تیری، سلام اے اور تیرے ''کی تکرار سے ترنم اور موسیقیت پیدا کرکے صنعت ترصیع قائم کی ہے۔خوب صورت اشعار اور خوب صورت اظہار دیکھیے:

یہاں پھولوں کی خوشبو ہے یہاں آتش چناروں کی
یہاں کی زعفرانی خاک کو تابندہ تر کر دیں۲۴۰؎

تیری حکمت کا ثنا خوان ہے حجر اسود
تیری ہی باتیں کیے جاتی ہے ام معبد۲۴۱؎

تیرے آنے سے ٹھنڈا ہو گیا آتش کدہ فارس
تیرے دامن کو چھو کر سنگدل بھی ہو گئے
پارس۲۴۲؎

آزاد کشمیر کے حمد و نعت گو شعرا نے صنعت ترصیع کو اپنے اپنے انداز میں بہ خوبی برتا ہے ۔اس صنعت کے ذریعے کلام کی دل کشی میں اضافہ کرنے میں تمام شعرا کامیاب رہے ہیں۔ صنعت ترصیع کے استعمال سے کلام میں موسیقیت،نغمگی اور ترنم کی کیفیت پیدا کی ہے ۔شعرائے کشمیرنے اس صنعت کو اس انداز سے برتا ہے کہ بندش کی

چستی،اثر آفرینی اور مضمون آفرینی پر کوئی اثر نہیں پڑا۔عشق الٰہی اور عشق نبیﷺ کو صنعت ترصیع کے پیرائے میں بیان کر کے اپنی فکری و فنی مہارت کا ثبوت پیش کیا ہے۔

۵/۱۲۔صنعتِ ترافق:

صنعت ترافق سے مراد اگر کسی شعر کے مصرع اولیٰ کو مصرع ثانی اور مصرع ثانی کومصرع اولیٰ کی جگہ استعمال کر لیا جائے تو ا س کے معنی و مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور مفہوم برقرار رہتا ہے۔اردو شاعری اس صنعت کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا کے کلام میں یہ خوبی بہ درجہ اتم موجود ہے کہ ان کے کئی ایک ایسے مصرعے ہیں جن کو ردوبدل کیا جائے تو معنی و مفہوم اور فنی توازن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ خواجا محمد عارف کے کلام میں ایسے اشعار جا بہ جا دکھائی دیتے ہیں ۔

ہمارے نبی سب سے پیارے نبی
ہیں امت کی آنکھوں کے تارے نبی

شعر بالا کے مصرعہ اولی کو ثانی بنا دیا ہے اور ثانی کو اولی بنا دیا ہے ۔معنی و مفہوم پرکوئی فرق نہیں پڑا اور فنی توازن بھی برقرار ہے۔ دیکھیے کس طرح شعر کو تبدیل کر کے صنعت ترافق قائم کی ہے:

ہیں امت کی آنکھوں کے تارے نبی
ہمارے نبی سب سے پیارے نبی۲۴۳ ؎

حاجی سید رضوان حیدر بخاری السیفی نے اپنے کلام میں ترافق کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ان کے کلام میں صعنتِ ترافق کی مثال ذیل کے شعر میں دیکھیے کہ مصرعہ اولیٰ کی تبدیلی سے شعر کی موذونیت اور خیال میں بھی کوئی فرق نہیں پڑا ۔ مثال ملاحظہ ہو:

ہوں غم میں مبتلا میرے مولا
میری مشکلیں کر رفا میرے مولا۲۴۴

محمد خالد کا شمیری کے ذیل کے شعر کے مصرعوں کو ردو دبدل کیا جا ئے تو معنی و مفہوم اور فن پر کوئی اثر نہیں پڑتا اورنہ ہی شعر کی موذونیت متاثر نہیں ہوتی ہے۔ خطاؤں کے مقابلے میں اللہ کی عطا زیادہ اور بڑی ہے، مصرعوں کی تبدیلی سے بھی یہی مفہوم برقرار رہتا ہے۔

کوئی حساب نہیں ہے اپنی خطاؤں کا
ہر ایک محتاج ہے تیری عطاؤں کا۲۴۵ ؎

پروفیسر محمد اکرم طاہر ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔موصوف کے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں صنعت ترافق کے نمونے بہ کثرت موجود ہیں۔ان کے ذیل کے شعر کی ترتیب کو بدلا جائے تو شعر کی موذونیت کے ساتھ ساتھ شعر کا مطلب بھی برقرار رہتا ہے۔

میری تنہائی کے ہونٹوں پہ دعا تیری ہے
قریہ جاں میں جو گونجی ہے صدا تیری ہے۲۴۶ـ

تنویر اختر نازکا ذیل کا شعر بھی صنعت ترافق کی عمدہ مثال ہے،جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عطاؤں کا ذکر کرتے ہیں۔ ذیل کے شعر کے مصرعوں کے ردوبدل سے نہ ہی کوئی فن متاثر ہوتا ہے اور نہ ہی فکری پہلومیں کوئی تبدیلی واقعہ ہوتی ہے۔

اُسے غم نہیں کوئی رہتا جہاں کا
تیری رحمتوں کا رہے جس پہ سایہ۲۴۷ـ

محمد شاہپال نے ذیل کے شعرمیں مدینہ منورہ سے والہانہ پیار اور متعلقات نبیﷺ کا تذکرہ کیا ہے۔ موصوف کے شعر کے اگر مصرعہ اولی کو ثانی بنا دیا جائے اورمصرعہ ثانی کو اولی بنا دیا جائے توشعر کی نہ ہی فکری حیثیت متاثر ہو گی اور نہ ہی فنی حیثیت پر کوئی فرق پڑے گا ۔ ان کے کلام میں صنعت ترافق کاحامل شعر دیکھیں:

مدینے کی بستی پہ ہر پل رحمتیں ہی برستی ہیں
اس شہر کے دیدار کو آنکھیں میری ترستی ہیں۲۴۸ـ

میجر رفیق جعفری کے کلام میں دےگر صنعتوں کے ساتھ ساتھ صنعت ترافق بھی پائی جاتی ہے۔صنعت ترافق کا استعمال اساتذہ کے ہاں بھی ملتا ہے۔بلا شبہ اس صنعت کو برتنا بھی مشکل فن ہے۔اب اس نعت کے اس شعر کی ترتیب کو اگر بدلا جائے تو اس کے معنی و مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

مصطفی کی شان میں کوئی بھی کیا کہہ پائے گا
وہ زبان قرآن کی کیسے کہاں سے لائے گا۲۴۹ـ

طا ہر قیو م طا ہر مایہ ناز نعت گو شاعر ہیں اور موصوف نے اپنے جذبات ،خیالات اور محسوسات کو صرف اور صرف مدحت مصطفی ؐکے لیے ہی وقف کیا ہے۔ان کے الفاظ مدحت مصطفیﷺ پیرہن میں درِ اقدس میں شرف قبولیت کے خوہاں ہیں۔ موصوف کے ذیل کے شعر کو دیکھیے کہ اگر مصرعوں کو بدل بھی دیا جائے تو مضمون بھی وہی رہتا ہے اور فن پر بھی کوئی آنچ نہیں آتی۔

حالِ دل مجھ کو اے دربان بتا لینے دے
نعت لے کر جو میں آیا ہوں سنا لینے دے۲۵۰ـ

پروفیسر شفیق راجا کے ذیل کے شعر میں اسلوب کی دل کشی اور خلوص کی صداقت موجود ہے۔بلاشبہ جس طرح ہر مسلم کو آپ سے محبت ہے ۔ایسے ہی متعلقات نبیﷺ سے بھی محبت ہے۔موصوف نے انتہائی خوب صورتی کے ساتھ صنعت ترافق کو اپنی شاعری کے اندر استعمال کیا ہے ۔ ترافق کی مثال ملاحظہ کیجئے :

تا صبح و شام آنکھوں کو راحت ہوا کرے
آنکھوں کے سامنے رہے شہر وفا ہمیش۲۵۱ـ

پروفیسرعبدالحق مراد کا ذیل کا شعر صنعت ترافق کی ذیل میں آتا ہے ،کیوں کہ مراد کے ذیل کے شعر کے مصروں کی ترتیب کو بدل بھی دیا جائے تو خیال و معنی اور فنی خوبیاں برقرار رہتی ہیں۔

آپ کے درکے سوا کون ہے والی میرا
میں یہ عرضی یہ مناجات کہاں پیش کروں۲۵۲؎

شعربالا کی ترافق دیکھیں :

میں یہ عرضی یہ مناجات کہاں پیش کروں
آپ کے در کے سوا کون ہے والی میرا

خواجا حمید ممتازکے کلام میں بھی کئی اشعار ترافق کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ذیل کے شعر میں آپ کوخیر البشر، خیرالانام اورنبیوں کے امام کہہ کر عقیدت کا اظہارکیا گیا ہے۔مصرعوں کو تبدیل کر کے بھی دیکھ لیں شعر کا مضمون وہی رہتا ہے اور فن بھی متاثر نہیں ہوتا۔

آپ ہیں خیر البشر خیرالانام
آپ ٹھہرے سارے نبیوں کے امام۲۵۳؎

اب شعر کی ترتیب بدل دی گئی ہے تو بھی دیکھیں کہ اس کے فکر و فن پر کوئی فرق نہیں پڑا۔

آپ ٹھہرے سارے نبیوں کے امام
آپ ہیں خیرالبشر خیر الانام

سید محمد سعید بخاری ، پروفیسربشیر مغل ،زاہد کلیم اور مقصود حسین راہی بھی قادر الکلام شاعر ہیں ۔ان کے کہنہ مشق ہونے پر ان کا اپنا کلام بڑی دلیل ہے۔کسی شاعر کی لسانی مہارت اور قوت بیان پر دسترس کی یہ بھی دلیل ہے کہ وہ شعر میں لفظوں کی ترتیب اس طرح قائم کر دے کہ اگر مصرعہ اولی کو ثانی بنا دیا جائے اور ثانی کو اولی بنا دیا جائے تب بھی خیال ومعنی کے ساتھ ساتھ فن میں بھی کوئی فرق نہ آئے ۔یہ مہارت بنا کڑی ریاضت کے ممکن ہی نہیں ۔ذیل کے اشعار صنعت ترافق کی ذیل میں آتے ہیں کیوں کہ ان کے مصرعوں کی تبدیلی سے نہ ہی مفہوم و معنی بدلتے ہیں ،نہ ہی فنی حیثیت بدلتی ہے اور نہ ہی موذونیت ۔اشعار ملاحظہ کریں :

خدا کی کل خدائی میں رسول اللہ کی شاہی ہے
زمین و آسماں میں بس اسی کی دھوم آئی ہے۲۵۴؎

اک چیونٹی کا خدا جو ہے وہ ہے میرا بھی خدا
عرش سے فرش تلک ساری ہے خدائی جس کی۲۵۵؎

صدق نہاد و خوش کلام

جن و بشر ترے کلام۲۵۶ے

میں بس کملی والے کا در مانگتا ہوں
خدا کی قسم اک نظر مانگتا ہوں۲۵۷ے

اعجاز نعمانی صاحب اسلوب شاعر ہیں ۔نبی کریمﷺ اور متعلقات نبی ﷺسے ان کا عشق والہانہ ہے ۔ان کے نعتیہ کلام میں ایک وارفتگی اور کیف ومستی چھلکتی ہے۔ صنعتوں کے استعمال کا انھیں خاص سلیقہ وقرینہ ہے۔ ذیل میں ترافق کا استعمال دیکھیں :

ضرورت ہے مجھے نصرت کی آقا
میں اس دنیا میں تنہا رہ گیا ہوں۲۵۸ے

عزیز الرحیم میر ڈورسی اور ناز مظفرآبادی بھی کہنہ مشق سخن ور ہیں۔ بلاشبہ صنعت ترافق ایک مشکل صنعت ہے اور ہر شاعر کے لیے آساں نہیں کہ اس صنعت سے اپنے کلام کو مزین کریں کیوں کہ اس صنعت کے اظہار اور استعمال میں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ان کے ہاں ترافق کی مثالیں ان کی فنی گرفت پر دلالت کرتی ہیں۔ ذیل کے اشعار بہ طور مثال پیش ہیں:

معبود برحق یہ ہے اس کی شان
درخت اور ستارے بھی سجدہ کنان۲۵۹ے

یہ التجا ہے میری ،ایسا مرے خدا کر
مدحتِ رسول میرے ہر شعر میں بپا کر ۲۶۰ے

حمدیہ و نعتیہ شاعری بنیادی طور پر شریعت کی حدود میں ہی کی جاتی ہے ۔شعری پختگی کے ساتھ ساتھ شرعی پختگی بھی چاہتی ہے۔ شعروں کے آہنگ اور انتخاب کلمات و الفاظ و بنت میں قرآنی و سنت و احادیث کو با الخصوص مد نظر رکھا جاتا ہے۔چوں کہ صنعت ترافق میں مصرعوں کو ردوبدل کیا جاتا ہے اور اس طرح کیا جاتا ہے کہ فکری و فنی پختگی برقرار رہے ۔آزادکشمیر کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں اس حوالے سے کئی اشعار موجود ہیں جن کے مصرعوں کو ردوبدل کیا جا سکتا ہے اور معنی میں کوئی حرف نہیں پڑتا ۔

۵/۱۳۔صنعتِ جمع:

نام سے ظاہر ہے کہ کلام میں چند چیزوں کو اکٹھا کرنا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ چیزیں ایک حکم کے تحت اکٹھی ہوں اور ان چیزوں کے با اعتبار معنی آپس میں ربط ہو۔صنعت جمع کے بارے میں عابد علی عابد رقم طراز ہیں :

’’ کئی چیزوں کو ایک حکم میں کرنا۔‘‘ ۲۶۱ے

اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں صنعت جمع کا استعمال خوب ہے۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے اپنے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں اس صنعت جمع کا بہ خوبی استعمال کیا ہے۔نوید قمر کے کلام میں صنعت جمع کی مثال پیش ہے:

لعل و گہر شجر و حجر منظر ادھر منظر اُدھر
تیری عنایتوں سے ہے ہر اک عطا اے خدا اے
خدا۲۶۲؎

پروفیسر عبد الحق مراد نے اپنی حمدیہ شاعری میں پتھر، مٹی ، خوش بو ، گلشن ، غار ، محل ، مفلسی ،غنی ، عجز ، وفا ، ولی، وفا، شفا ، حاجت روا، چھپی ، ظاہر ، زمینی اورسماواتی الفاظ کے ساتھ ساتھ ذیل کے شعر میں موتیا ، سنبل ، ریحان، نیلم و یا قوت ، اورمرجان جیسے الفاظ کو صنعت جمع کے طور پر استعمال کیا ہوا ہے۔

موتیا میں سنبل و ریحان میں
نیلم و یاقوت میں مرجان میں۲۶۳؎

بوٹا خان راجس اور حاجی سید رضوان حیدر بخاری السیفی کے کلام میں بھی صنعت جمع کی مثالیں موجود ہیں۔راجس نے فضا، صبا ، گھٹا اورا لسیفی نے قہار، جبار اور ستار کے الفاظ صنعت جمع کے طور پر استعمال کیے ہیں جو فکری و فنی شعور پر دلالت کرتے ہیں :

چمن تیرا فضا تیری،صبا تیری،گھٹا تیری
پرندے بھی تیرے ہیں اور بال و پر بھی تیرے
ہیں۲۶۴؎

تیرا دین دینِ محمدی تیری شان شانِ سکندری
تو قہار بھی تو جبار بھی تو ستار بھی تیرا نام
ہے۲۶۵؎

زاہد کلیم ایک کہنہ مشق اورممتاز شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ شاگردِ جوش بھی ہیں۔موصوف کے نعتیہ اشعار میں صنعت جمع کے حامل کئی اشعار مل جاتے ہیں۔جو ان کی فنی بصیرت اور اصول سخن پر دلیل ہیں۔ذیل کی اشعار میں انھوں نےخورشیدِ رشد و نور و ضیابار و ضوفشاں،علم و حلم و شہنشاہِ،دشت و کوہ و شہر و بیاباں جیسے الفاظ کے تحت صنعت جمع قائم کی ہے۔

خورشیدِ رشد و نور و ضیابار و ضوفشاں
دریائے علم و حلم و شہنشاہِ دو جہاں
اللہ رے جلالتِ خورشیدِ احمدی
تھے دشت و کوہ و شہر و بیاباں زمردی۲۶۶؎

منور قریشی،ڈاکٹرنصراللہ خان ناصر اور طاہر قیوم طاہر کے ذیل کے اشعار میں صنعت جمع کی مثالیں موجود ہیں ،جن سے یہ اندازہ ہو تا ہے کہ آزاد کشمیر کے شعرا

نے اس صنعت کو خوب اپنے کلام میں استعمال کیا ہے جو فن پر ان کی گرفت کا واضح ثبوت ہے۔ان کے کلام سے صنعت جمع کی مثالیں ملاحظہ کیجیے:

کتنی زمینیں؟ کتنے سورج؟ تہ در تہ آفاق کئی
رخشِ خیال پہ بیٹھ کے بھی ان بھیدوں کو نہ پہنچیں
جی۲٦٧ے

بدیع و ہادی و النور ذات مقتدر اس کی
جہان رنگ و بو شاہد ہے یہ اس کی سچائی کا۲٦٨ے

سب سے وہ محترم ہیں ،ہم توہیں سب کے غلام
ہوں ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ ہوں یا ہوں علیؓ۲۶۹ے

میجر رفیق جعفری ،پروفیسر بشیر مغل اور بشیر صرفی نے دیگر صنعتوں کی طرح اس صنعت جمع سے بھی اپنے کلام کو سجایا ہے۔ جعفری نے مصرعہ ثانی میں نبوت ،رسالت ، امامت اور ولایت چار صفات کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے ۔بشیر مغل نے اپنے کم مائیگی کا اظہار کوتاہ بین، و کوتاہ دست، وکوتاہ فکراور کم ہمت کہہ کر کیا ہے اور عنایت کی توقع رکھتا ہے کہ دیار نبی ﷺمیں آ کر یہ کجیاں دور ہو جائیں گی۔بشیر صرفی نے شعر میں نبی کریم ﷺکی چار صفات کو یک جا کیا ہے ۔یہ چاروں نبی کریم ﷺکی بلند تر صفات ہیں۔ شاعر نے تمام صفات کے بیان کے لیے قرآن کریم سے استدلال کیا ہے ۔

وہ آیت کیا ہے؟ بس قرآں اسی میں سب سرایت ہے
نبوت ہے، رسالت ہے، امامت ہے، ولایت ہے۲۷۰ے

میں کوتاہ بین و کوتاہ دست وکوتاہ فکر وکم ہمت
مدینے میں بھی آکر مری سرکار رہ جائے۲۷۱ے
تو امینِ جلوہ کبریا ،تو امام مرسل و انبیا
تو ہے رحمت ہمہ عالمین تو ہے مجتبیٰ تو ہے
مصطفی۲۷۲ے

بشیر احمد مغل روانی،تسلسل اور تاثیرکے حوالے سے شہرت کے حامل شاعر ہیں ۔وہ آپ ﷺکے وجود بے مثال کو سب پر حاوی قرار دیتے ہیں۔ ذیل کے اشعار میں اللہ تعالی کی حمد اعمال کے لحاظ سے بیان کی ہے اور دوسرے شعر میں توحید ذات کی صفات بیان کی ہیں اور دونوں صفات جمع ہو گئی ہیں ۔

نمو کے ساماں تمام اس کے ،نظام سب ،سب ہیں کام اس
کے
اسی کا صحرا ،چمن اسی کا، اسی کا کوہ، اسی کی
وادی

کمال ہے لازوال اس کا ،وجود ہے بے مثال اس کا
وہ سب کا مالک وہ سب کا آقا وہ سب پہ غالب وہ سب
پہ حاوی۲۷۳؎

پروفیسرمحمد یعقوب شائق آزاد کشمیر کی شاعری میں ایک معتبر نام ہے ۔ان کا کلام بیان و بدیع کی صنعتوں سے مزین ہے ذیل کے اشعار میں چمن، پھول، وادیاں، ہوا، ر ات، کہکشاں، صبا، دشت، تتلیاں، زمیں، آسماں، زمیں، زماں، مکیں اورمکاں جیسے الفاظ کے استعمال سے صنعت جمع قائم کی ہے۔ اشعار دیکھیے:

یہ چمن، یہ پھول، یہ وادیاں، یہ ہوا، یہ رات، یہ کہکشاں
یہ صبا، یہ دشت، یہ تتلیاں، یہ زمیں، وہ جلوہ آسماں
تو ہر ایک شے میں ہے جلوہ گر، تری ذات سب سے
ماورا
تری جستجو میں ہے مضطرب، یہ زمیں، زماں، یہ
مکیں، مکاں۲۷۴؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہر نے ذیل کے شعر میں اللہ تعالی کی دو صفات چھپا ہونا اور ظاہر ہونا کو بیان کیا ہے۔ انھوں نے ایک شعر میں جمع کی ہیں ۔ اسی طرح سلطان محمود سلطان نے ذیل کے شعر میں نبی کریمﷺکی صفت صداقت ، صفت امانت اور صفت شفاعت ایک شعر میں جمع کر دی ہیں ۔

ذرہ، ستارہ، پھول، ندی، دھوپ، چاندنی
ہر ایک شے میں باطن و ظاہر ہے تیری ذات۲۷۵؎

صداقت ان کی امانت ان کی شفاعت ان کی
جن کی امت ہیں ہم شان ان کی ہے عالی۲۷۶؎

حمدیہ اور نعتیہ شاعری بنیادی طور پر عقیدہ ،عقیدت اور فن کا تقاضہ کرتی ہے ۔فن کے سلسلے میں شعری اصول اور فنی بصیرت درکار ہوتی ہے ۔آزادکشمیر کے شعرا نے صنعت جمع کا بھرپور استعمال کیا ہے ۔انھوں نے ایک حکم کے تحت کئی چیزوں کو ایک مصرع یا ایک شعر میں اس طرح بیان کیا ہے کہ عقیدہ ،عقیدت اور فنی کم زوری کہیں بھی نظر نہیں آتی بل کہ ایک روانی ، تسلسل ، تاثیر اور حسن کاری کا جو ہر بھی پیدا کیا ہے اور تجدید متن کی شان بھی برقرار رکھی ہے۔

۱۴/۵۔صنعتِ حذف:

اگر کسی شعر کا کو ئی لفظ خذف کر لیا جا ئے اور اس کے حذف کرنے سے شعر کے مو زونیت میں کو ئی فرق نہ آئے تو یہ صنعت پیدا ہو تی ہے ۔حذف کے لغوی معنی ساقط کرنا ،دور کرنا اور گرا دینا کے ہیں ۔ ڈاکٹر مزمل حسین لکھتے ہیں:

''اصطلاح میں کلام میں کسی حرف یا بعض حروف کے نہ لانے کا
التزام کرنا ،اس صنعت کو قطع الحروف بھی کہتے ہیں۔''۲۷۷ـ

اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعر ی میں صنعت حذف کی مثالیں ملتی ہیں۔آزاد کشمیر کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں بھی صنعت حذف کے اشعار موجود ہیں۔ طا ہر قیو م طا ہر کے ہا ں اس صنعت کا بہت استعما ل ملتا ہے ۔ ذیل کے شعر میں مصر ع اولیٰ کے پہلے لفظ ''کر م ''کو اگر دور کیا جا ئے تو شعر کی مو زونیت میں کو ئی فر ق نہیں آئے گا ۔

کرم ہو کرم اے شہنشاہ عالی
قطاریں بنا کے کھڑے ہیں سوالی۲۷۸ـ

تنویر اختر ناز کے شعر سے ''وہی ''کو حذف کرنے سے ،سید رضوان حیدر کے شعر سے'' مرحبا ''اورپروفیسر شفیق راجاکے شعر سے'' تیری'' کے الفاظ حذف کرنے سے اشعار کے فکرو فن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔تینوں شعرا نے اس انداز سے صنعت حذف کا استعمال کیا ہے کہ نکھار،سادگی،برجستگی اور بندش بھی برقرار ہے اور فکری و فنی موذونیت پر بھی کوئی اثر نہیں پڑا۔اشعار دیکھیں:

وہی ہے وہی راستہ صاف واللہ
رسولِ خدا نے ہمیں جو دکھایا۲۷۹ـ

مرحبا کتنا حسین میرا نبی سلطان ہے
خدارا آپ ہی ہمیں بلوائیے ۲۸۰ـ

تیری شان سب سے بلند ہے ،تیری آن سب سے بلند ہے
تیرا نام اعلیٰ ہے اے خدا تری شان جل جلالہ۲۸۱ـ

زاہد کلیم،منور قر یشی اور ڈاکٹر افتخار مغل کے کلام میں بھی صنعت حذف کی مثالیں موجود ہیں،جو ان کی فنی گرفت پر دلالت کرتی ہیں۔زاہد کلیم کے شعر میں لفظ ''مردہ''، منور قریشی کے شعر کے مصرع اولی میں سے لفظ ''دیکھتی'' اور ڈاکٹر افتخار مغل کے شعر سے لفظ '' اسم ''حذف کیے جائیں تو اشعار روانی اور موزونیت پر قطعاً کوئی فرق نہیں پڑے گا اور نہ ہی معنی میں بھی کوئی خلل پیدا ہوگا۔اشعار ملاحظہ ہوں:

اہلِ جہاں نے پایا شعورِ حیاتِ نو
مردہ دلوں کو مل گیا عزم و ثباتِ نو۲۸۲ـ

ہم جو مظاہر قدرت رب کو، دیکھتی آنکھ سے دیکھیں
جی
ہر ڈالی کو گلے لگائیں، ہر پتے کو چومیں جی۲۸۳ـ

دیے بنا کے منڈیروں پہ اس کے اسم رکھوں
میں اس کے نام کا ہر حرف قمقہ کروں۲۸۴ـ

محمد خلیل ثاقب ،خواجا محمد صادق ڈار اورڈاکٹر مقصود جعفری خوب صورت لب و لہجے کے کہنہ مشق شاعر ہیں۔انھوں نے کمال مہارت سے اپنے کلام میں صنعت

حذف کا استعمال کیا ہے۔ خلیل ثاقب کے دوسرے مصرعے میں لفظ ’’سارا ‘‘ اگر نکال دیا جائے تب بھی شعر کے حقیقی حسن میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔خیال بھی جو ں کا توں برقرار رہتا ہے اور کوئی نقص بھی پیدا نہیں ہوتا ۔ خواجا محمد صادق ڈار کے پہلے شعر میں لفظ ’’یہی ہے ‘‘ اگر حذف کر دیا جائے تو شعر کا اصل حسن برقرار رہتا ہے ۔اسی طرح ڈاکٹر مقصود جعفری کے شعر کے دوسرے مصرعہ سے لفظ’’یہ‘‘حذف کیا جائے تو مفہوم و معنی اور موذونیت پرکوئی اثر نہیں پڑتا:

ہر مومن کو بخش خدایا سایہ کملی کالی کا
ارض وسما میں نور ہے سارا دوجہاں کے والی کا۲۸۵؎

تیری رحمت کا دامن کشادہ ہے بے حد ہمیں بھی ملے
اس میں دائم پناہ
یہی مانگتے ہیں یہی ہے دعا سبحان اللہ و بحمدہ۲۸۶؎

مجھ پہ گر تیرا کرم اے شہِ بطحا ہوتا
یہ مقدر مرا ہمدوشِ ثریا ہوتا۲۸۷؎

ڈاکٹر فیاض الحسن،پروفیسر بشیر مغل،بشیر صرفی اور جاوید الحسن جاوید صاحب اسلوب شاعر ہیں۔ان کے ذیل کے اشعار میں دل کش اندازمیں صنعت حذف کی مثالیں ملتی ہیں۔ڈاکٹر فیاض الحسن کے شعر میں سے اگر لفظ ’’ساری ‘‘ پروفیسر بشیر مغل کے شعر میں سے ’’اجرام ‘‘ ، بشیر صرفی کے شعر میں ’’کہ‘‘ اورجاوید الحسن جاوید کے شعر میں سے’’ حرف حرف‘‘حذف کر لیا جائے تو شعر کی موذونیت اور اس کا معنوی حسن اسی طرح قائم رہتا ہے اور شعر کی دل کشی میں کوئی فرق نہیں آتا ۔خوب صورت اشعار دیکھیے:

مجھے ساری دنیا سے کیا لینا دینا
کہ میں آپ کا در مانگتا ہوں۲۸۸؎

تھام رکھا ہے اجرام فلک کو اس نے
وہ زمین والوں پہ رحمت کی نظر کرتا ہے۲۸۹؎

کہ جس کی خاک پہ افلاک رشک کرتے ہیں
مرے نصیب میں طیبہ کی وہ گلی کر دے۲۹۰؎

ترے عظیم حوالے کی بات کرتا ہوں
میں حرف حرف اجالے کی بات کرتا ہوں۲۹۱؎

حمدیہ و نعتیہ شاعری بنیادی طور پر حبِ خدا ،حب رسول ﷺ،گداز قلب اور سلیقہ اظہار کا تقاضہ کرتی ہے۔آزادکشمیر کے شعرا نے صنعت حذف کو اپنی حمدیہ ونعتیہ شاعری کو اس طرح استعمال کیا ہے کہ اپنا شعری معیار برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اشعار میں سے شعر کا جب کوئی لفظ حذف کیا جائے تو شعر کی موزونیت میں کوئی

فرق نہیں پڑتا اور یقیناً یہ ان کی فنی مہارت کی دلیل ہے۔ ورنہ ایک لفظ کے ردوبدل سے معنی و مفہوم تک بدل جاتے ہیں ۔آزادکشمیر کے شعرا نے صنعت حذف کو استعمال کر کے شعرِ عقیدت کے پھول بن کر گلستان حمد و نعت میں مہکائے ہیں۔

۵,۱۵۔صنعتِ تضمین :

صنعت تضمین اردو کی اہم اور معروف صنعت ہے۔ علم بدیع کی رو سے جب شاعر کسی دوسرے شاعر کے ایک مصرع یا غزل کے کسی شعر کو اپنی شاعری میں استعمال کرے تو اسے تضمین کہتے ہیں ۔پروفیسر انور جمال لکھتے ہیں :

> ‘‘یہ شعری اصطلاح ہے جس سے مراد پناہ میں لینا، ضامن بنانا ہے ،مشرقی شعریات میں اس سے مراد کسی دوسرے شاعر کا معرکہ یا شعر اپنی نظم میں لگانا ۔اس کی کئی صورتیں ہیں ،جن میں معروف یہ ہیں ساری نظم اپنی اور آخر میں ایک معرکہ یا شعر کسی اور شاعر کا لانا بل کہ یہ کہ شاعر کسی اور شاعر کا لانا، یہ شعر و شاعری کبھی نظم ہم قافیہ ہو۔’’۲۹۲ـــہ

اردو شاعری میں صنعت تضمین کی روایت پرانی ہے۔آزاد کشمیر کے حمد و نعت گو شعرا نے مختلف شعرا کے کسی شعر یا مصرعے یا قرآن کی کسی آیت کے کسی ٹکڑے کو اپنے کلام میں شامل کیا ہے۔خواجا محمد عارف نے تضمین بر مصرعہ مولانا ظفر علی خان یو ں کیا ہے:

مثالِ مصطفی عارف زمانے میں نہیں کوئی
‘‘مسلم ہے خدا کے بعد کے بعد جس کی شانِ
یکتائی’’۲۹۳ـــہ

خو اجا محمد عارف نے شیخ سعدی کی مشہور نعت کے مصرعوں کو کس دل کشی اور دل نشینی سے یوں تضمین کیا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

نہ گیا وہاں کوئی دوسرا
کہ جہاں گئے شہِ انبیا
بہ مقامِ سدرہ منتہیٰ
پر جبرئیل تو رک گیا
مگر اس سے آگے گئے نبی
‘‘بلغ العلیٰ بکمالہ ’’
ہو جو ذکر حسن و جمال کا
نظر آئے چہرہ مصطفی
کہیں اہلِ دل جسے والضحیٰ
وہ سراپا حسن جدھر گیا

چھٹی تیرگی،ہوئی روشنی
''کشف الدجی بجمالہ''
وہ شفیق ہیں،وہ حلیم ہیں
وہ ہیں مہرباں،وہ کریم ہیں
وہ رؤف ہیں،وہ رحیم ہیں
وہ دوائے دردِ یتیم ہیں
وہ امینِ دشمنِ جان بھی
''حسنت جمیع خصالہ''
ہے خدا کی ان پہ سلامتی
ہیں فرشتے محوِ دعا سبھی
ہے ہمیں بھی حکمِ خدا یہی
یہی شرطِ قربِ محمدی
کہ بنائیں وردِ زبان یہی
''صلوا علیہ و الہ'' ۲۹۴ـہ

پروفیسرشفیق راجا نے ذیل کے شعر میں شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کے شعر کی تضمین کی ہے اور دوسرے شعر میں بشیر صرفی نے بھی اسی کلام کے آخری مصرعے ''بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر'' کی تضمین کی ہے ۔وہ یوں اپنے کلام کو صنعت تضمین سے مزین کرتے ہوئے آپ کے فیض سے کائنات میں روشنی کے وجود کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

''یاصاحب الجمال یا سید البشر''
روشن ہیں تیرے فیض سے یہ شمس و قمر۲۹۵ـہ

زیبا تجھے درود کی سوغات جانِ جاں
''بعد از خدا بزرگ توی قصہ مختصر''۲۹۶ـہ

پروفیسر امین طارق قاسمی نے اپنے ذیل کے شعر میں پیر مہر علی شاہ کے زبان زد عام کلام کی تضمین کی ہے جو انھوں نے روضہ رسول ﷺپر حاضری کے لیے لکھا تھا ۔ اسی طرح حاجی سید رضوان حیدر بخاری نے اپنے ذیل کے شعر میں مرزا غالب کے ایک شعر کی تضمین کی ہے ۔غالب کے مصرعہ اولی کو مصرعہ ثانی بنایا ہے جب کہ غالب کے کلام میں یہ مصرعہ شعرکا پہلا مصرعہ ہے ۔

''سبحان اللہ ما افضلک، ما احسنک،
ما اجملک''
روئے مبارک تاباں تاباں لوحِ جبین ہے روشن
روشن۲۹۷ـہ

میں تو ہوں مغلوب غالب ہے فقط میرا خدا
''نیند اس کی ہے دماغ اس کا ہے راتیں اس کی
ہیں''۲۹۸ـہ

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے اپنے ذیل کے شعر میں شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے شعر کی تضمین کی ہے ۔اس شعر میں علامہ نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ شاعری میرا مقصد نہیں بلکہ مقاصد خاص کے لیے اس روش کو اختیار کیا ہے ۔شعر ملاحظہ کیجیے:

عبد بیاں کریں بھی کیا شانِ حبیب کبریا
''نغمہ کجا و من کجا سازِ سخن بہانہ ہے''۲۹۹ے

مایہ ناز شاعر پروفیسر محمد یعقوب شائق نے اپنے کلام میں صنعت تضمین کا استعمال کر کے کس قدر جان کاری سے اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔ اشعار میں علامہ اقبال کے کلام کی دو جگہ تضمین کی گئی ہے۔

اے خوشا! وہ دور جس میں تاجدارِ انبیا
جلوہ افگن تھا زمین پر خواجہ ہر دوسرا
''نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر''
مشرق و مغرب میں اس کے نور کا چرچا ہوا
شائق! اپنے گلستان کے طائرانِ خوشنوا!
مژدہ ہستی کے سازِ نو پہ ہیں نغمہ سرا
''شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے''۳۰۰ے

ڈاکٹر زاہدہ قاسم نے اپنے نعتیہ کلام میں مختلف مقامات پر تضمین کی ہے۔ ذیل کے شعر میں انھوں نے امام بوصیری کا قصیدہ بردہ شریف کا پورا ایک شعر تضمین کیا ہے ۔قصیدہ بردہ معروف ترین نعتیہ کلام ہے اور پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے ۔اشعار دیکھیے:

آپ آئے جہاں میں سرور آگیا
کفر باطل مٹا اور نور آگیا
''مولیٰ یا صلی و سلم دا ءما ابدا
علی حبیبیک خیر خلق کلھیم''۳۰۱ے

آزاد کشمیر کے ہر حمد و نعت گو شاعر نے اپنے کلام میں تضمین کی ہے اور کوئی شاعر بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ذیل میں مختلف شعرا کے کلام کی مثالیں ملاحظہ کریں ۔جو ان کی فنی چابک دستی کی واضح عکاس ہیں:

کہاں یہ خاک کی چٹکی کہاں صفاتِ رسول
''جزایں قدر کہ نواسنج و عاشق و مستم''۳۰۲ے

یہی ہم بے نواؤں کی ہے منزل
''الا یا خیمگی! خیمہ فر و ہل''۳۰۳ے
طریق محمد کو ہم چھوڑ کر پھر
''خیابان خیابان ارم دیکھتے ہیں''۳۰۴ے

دل میں خدا کا خوف بٹھاؤں تو پھر کہیں
‘‘شاید مجھے نجات کا رستہ دکھائی دے’’۳۰۵؎

جہاں اردو شاعری میں صنعت تضمین کا استعمال بہ کثرت موجود ہے وہیں حمدیہ و نعتیہ شاعری میں بھی شعرا نے موقع کی مناسبت اور موضوع کی موزونیت کے مطابق اس صنعت کا استعمال کیا ہے ۔آزادکشمیر کے شعرا نے صنعت تضمین کے سلسلے میں بڑے بڑے شعرا کے مصرعوں کی تضمین کر کے اپنی حمدیہ و نعتیہ شاعری کا حصہ بنایا ہے ۔انھوں نے شاعرانہ و فن کارانہ تضمین کا استعمال کرتے ہوئے فکر کی گہرائی اور اظہار کی ندرت کے تحت نیا رنگ پیدا کیا ہے ۔ انھوں نے عربی اور فارسی کے بڑے بڑے حمد و نعت گو شعرا کے مصرعوں کو اس خوب صورتی سے تضمین کیا ہے کہ کہیں بھی فنی کمزوری نظر نہیں آتی اور نہ ہی بندش کی چستی، خیالات کے بہاؤ،سلاست،بے ساختگی اور فکری و فنی معنی آفرینی میں کمی نظر آتی ہے۔

۵/۱۶۔صنعتِ ذوقافیتین:

ایسی صنعت جس کی وجہ سے کلام یا شعر میں ایک سے زیادہ قافیوں کا اہتمام کیا گیا ہو اسے ذو قافتین کہتے ہیں۔ سید عابد علی عابد کہتے ہیں:

‘‘ایک شعر میں دو سے زیادہ قافیے لانا ذو قافتین کہلاتا ہے۔’’ ۳۰۶؎

اردو حمد یہ اور نعتیہ شاعری میں صنعت ذوقا فتین کا خوب صورت استعمال کیا گیا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی صنعت ذوقا فتین کو دل کشی کے ساتھ اپنے کلام میں برتا ہے۔زاہد کلیم نے بھی جداگانہ انداز میں قافیہ پیمائی کی ہے ۔ان اشعار میں ،رواں ، دلاں ،رواں ،کارِرواں قافیے ہیں۔

مشکل کشا و قبلہ ایماں و ارتقا
روحِ رواں طبیبِ دلاں شاہِ دوسرا
دریائے رحمت میں سفینہ رواں ہوا
منزل کی سمت یعنی رواں کاروں ہوا۳۰۷؎

طا ہر قیو م طا ہر نے اس شعر میں کتنی خو ب صو رتی کے ساتھ قا فیہ پیما ئی کی ہے ایک کے بدلے دو قوافی کا استعما ل کیا ہے۔ رسا لت، ولادت ،لٹا نا ،منا نا وزن بھی برا بر رکھا ہے ۔شاعرنے صنعت ذوقا فتین کا استعما ل کر کے شعر کے حسن کو دو با لا کیا ہے ۔ شعر دیکھیے:

جان ناموس رسالت پر لٹانا نعت ہے
پیارے سے جشن ولادت کو منانا نعت ہے۳۰۸؎

ذوالفقار علی کھوکھراورسید رضوان حیدر بخاری نے ذیل کے اشعار میں صنعت ذوقافتین کا التزام کیا ہے۔ ذوالفقار علی کھوکھرنے شعر میں نفرتوں اور محبتوں ،انقلاب اور شباب دو قافیے قائم کیے ہیں ۔ سید رضوان حیدر بخاری کے ذیل کے شعر میں بھی

صنعت ذوقافتین موجود ہے پہلے مصرعے میں بیکساں ،رازداں اور دوسرے مصرعے میں اسی قافیے کے مطابق ناتواں کا قافیہ لایا گیا ہے ۔

آپ کے دم سے جہانِ عالم میں یہ کیسا انقلاب آیا
نفرتوں کی دنیا مِٹ گئی محبتوں پہ شباب آیا۳۰۹؎

حامئی بیکساں اے میرے رازداں
بے کس و ناتواں سخت لاچار ہے۳۱۰

حکیم سید علی اکبر شاہ کے ذیل کے شعر میں جیتے ، مرتے اور ہوتے کے قافیہ باندھے ہیں۔اور شعر میں تین قافیوں کا التزام کیا ہے۔ اس لیے شعر میں صنعت ذوقافتین موجود ہے اور شاعر نے سادگی کے ساتھ اسے ذیل کے شعر میں پرویا ہے ۔

تیرے نام پہ جیتے ہیں تیرے نام پہ مرتے ہیں
جن کے میرے آقا سے یارانے ہوتے ہیں۳۱۱؎

بشیر صرفی،ڈاکٹر فیاض الحسن اور پروفیسر امین طارق قاسمی کے ذیل کے اشعار میں صنعت ذوقافتین کی مثالیں ملاحظہ کریں۔ پہلے شعر میں کشا، فزا اور ضیا کے قافیے شعر میں لائے ہیں ۔ دوسرے شعر میں شمار ، نثار، احسان اور جان کے قافیہ شعر میں پروئے ہیں اور تیسر ے شعر میں شاعر نے جاں ،عیاں اور اماں کے قافیے قائم کر کے صنعت ذوقافتین کا بہترین استعمال کیا ہے ۔

تو ہے اک تجلی دل کشا،ترا نام راحت و جاں فزا
تری تاب و تب کے نثار میں کہ فلک فلک ہے تری
ضیا۳۱۲؎

کیا کیا کروں شمار میں احسان یا رسول
ہو آپ پر نثار میری جان یا رسول۳۱۳؎

نام محمد راحت جاں ہے،ارض وسماءکا سر عیاں ہے
دنیا کے ہردکھ سے اماں ہے حصنِ حصیں ہے روشن
روشن۳۱۴؎

خواجا محمد عارف نعت گوئی میں ایک منفرد نام ہے اور صنعتوں کے استعمال میں ایک خاص سلیقہ اور قرینہ رکھتے ہیں ۔ صنعت ذوقافتین کا استعمال دیکھیں کہ شعر میں صدا ، دعا اور اٹھا کے قافیے باندھے ہیں ۔شعر کی بندش ،روانی اور تسلسل بھی برقرار رکھا ہے۔

وقتِ سحر فلک سے یہ آئی صدا تو مانگ لے
ہم ہی سکھائیں گے دعا ،ہاتھ اٹھا تو مانگ لے۳۱۵؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد مترنم گو شاعر ہیں ان کے کلام میں ترنم اور موسیقیت پائی جاتی ہے ۔صنعتوں کا استعمال مہارت اور چابک دستی سے کرتے ہیں۔ ذیل کے اشعار

ملاحظہ کریں کہ کس خوبی سے شان،بیاں،زباں،زمیں،بریں،جہاں اور مکاں جیسے الفاظ لا کر صنعت ذوقافتین کو اشعار میں پرویا ہے ۔اشعار دیکھیے:

کروں شان اس کی بیاں بھی کیا کہ زباں کو تابِ بیاں
نہیں
وہ قدیم ہے وہ قدیر ہے وہ کریم ہے وہ کہاں نہیں
سرِ مکاں پہ زمین پہ ہے وہی ذات عرشِ بریں پہ ہے
جہاں دیکھیے وہ وہیں پہ ہے اسے قید حدومکاں
نہیں۳۱۶ـ

نوید قمر اور طا ہر قیو م طا ہر کے ذیل کے اشعار میں صنعت ذوقافتین کا خوب استعمال ہے۔ نوید قمر نے ضیا ، علا ،جگہ ،خدا کے قافیے قائم کیے ہیں جس سے شعر میں ایک حسن پید ا ہو گیا ہے اور ان قوافی نے ایک خاص صوتی آہنگ پیدا کر دیا ہے ۔طا ہر قیو م طاہر نے شعر میں لگا ئی، آئی ،کو ئی ،ہم وزن الفاظ استعمال کیے ہیں۔آئی اور شیدا ئی نعت کا اپنا قا فیہ ہے ۔

تجھ سے مہک تجھ سے ضیا میرے خدا رب علا
تو ہے موجود ہر اک جگہ اے خدا اے خدا۳۱۷ـ

جب تجھ سے بریت لگائی تو بات سمجھ میں آئی
قربان ہیں کیوں سب تجھ پر تیرا ہر کوئی کیوں
شیدائی۳۱۸ـ

خواجامحمدصادق ڈارصنعت ذوقافتین کو سلیقے سے استعمال کرتے ہوئے کلام کی دل کشی میں اضافہ کرتے ہیں ۔ عیاں ، نہاں ، زماں ،مکاں،ابتدا اور انتہا کا استعمال کر کے کلام میں ترنم و نغمگی کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ اشعار دیکھیے:

ہر شے سے ہے تیری قدرت عیاں ہر شے میں ہے
تیری حکمت نہاں
ہر شے کا مولا سب کا الہٰ سبحان اللہ وبحمدہ
تجھ سے روشن ہے یہ ارض وسما تجھ سے قائم ہے یہ
زمان و مکاں
نہ تیری ابتدا نہ تیری انتہا سبحان اللہ و بحمدہ۳۱۹ـ

صنعت ذوقافتین کا استعمال فنی مہارت چاہتا ہے۔ کیوں کہ تعمیری حسن اور وحدت شعر کے ساتھ ساتھ تمام شعری اور شرعی اصولوں کے مطابق ہی شعر کہا جا سکتا ہے ۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے صنعت ذوقافتین کا استعمال کر کے اللہ تعالیٰ اور آپ سے عقیدت و محبت ،شگفتگی و وابستگی کی شدت کا اظہار کیا ہے۔ زور بیان میں عملی وجاہت ان کی شعری استعداد اور فنی مہارت کا بین ثبوت ہے ۔ ان کے ہاں اس صنعت کے استعمال سے جذبے کی فراوانی ،الفاظ و تراکیب کی دل کش ترتیب اور صوری و صوتی حسن نے ان کی حمدوں اور نعتوں میں موسیقیت،ترنم،روانی اورحسن پیدا کیاہے جو جذبے کی تاثیر کے ساتھ ساتھ کلام میں نغمگی اور لے بھی پیدا کرتی ہیں۔ الفاظ و معنی کی ہم آہنگی اور

بلاغت کے ساتھ اس صنعت کے استعمال سے برجستگی،تسلسل بیان ،معنوی ربط اور حسن و معنوی کا توازن بھی پیدا کرتے ہیں۔

۵/۱۷۔صنعتِ استفہام:

جذبات کا اظہار مختلف انداز سے کیا جاتا ہے ۔شاعری میں شاعرمختلف انداز اختیار کرتا ہے۔استفہامیہ انداز میں بنیادی طور پر سوالیہ انداز اپنایا جاتا ہے۔عابد علی عابد یوں لکھتے ہیں:

> ‘‘ ایسی صنعت جس کے اندر شعرمیں سوالیہ انداز پایا جائے استفہام کہلاتی ہے۔’’۳۲۰ـ

استفہامیہ لہجہ سے کلام کی خوب صورتی اور شاعر کی قادر الکلامی کا اظہار ہوتا ہے ۔ استفہامیہ لہجہ اردو شاعری کے کلاسیکی دور سے استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے ۔ آزاد کشمیر کے شعرا نے استفہامی لہجے کا کثرت سے استعمال کیا ہے ۔ ذیل میں عبدالحق اور طاہر قیوم کے کلام سے ایک ایک مثال ملاحظہ کریں :

میں کیسے محمد کی توصیف لکھوں
میں کیسے سمندر کی موجوں سے کھیلوں۳۲۱ـ
پھیلاوں کیوں میں دامن کسی اور در پہ جا کر
لے کے کرم کی تجھ سے خیرات میں مڑا ہوں۳۲۲ـ

بوٹا خان راجس اور ڈاکٹرغلام حسین اظہر شان نبوت کے بیان کا حق ادا کرنے سے اپنی معذوری کا اظہار استفہا میہ انداز میں کرتے ہیں۔بلاشبہ نعت لکھنا اصنا ف شاعری میں ایک مشکل ترین کا م ہے کیوں کہ نبوت کے مراتب کا پا س رکھنا لازم ہے ۔مقام نبوت کا درجہ اگر تھوڑا سا بڑھا دیا جائے تو شرک کے قائم ہونے کا احتمال پید ا ہو جاتا ہے۔اشعار دیکھیے:

لکھوں میں کیا تمہاری رسالت کی شان میں؟
طاقت نہیں ہے میرے قلم کی زباں میں۳۲۳ـ

میں نعتِ سرورِ عالم کہوں تو کیسے کہوں؟
کہاں وہ لفظ جو شایان مصطفی ٹھہریں۳۲۴ـ

زاہد حسین ،ہاجرہ کیانی اورسید صغیر صفی کے ذیل کے اشعار میں استفہامیہ اندازہے۔نبی کریمﷺ کی ذات اقدس کی مداح و توصیف قرآن کریم میں مختلف مقامات پر بیان ہوئی ہے جہاں رب کریم خود نبی کریمﷺ کی مدحت بیان فرماتا ہے ۔ اس کا اظہار زاہد حسین نے کیا ہے ۔ہاجرہ کیانی آپ کی شان اقدس پر یوں درود و سلام کے نذرانے پیش کر کے استفہامیہ انداز برت رہی ہیں۔سید صغیر صفی یوں نبی کریمؐ کے مقام اولیٰ و اعلیٰ کے بیان سے معذوری کواستفہامی لہجے میں بیان کر کے اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں:

میں کیوں نہ بھیجوں درود آپ پر
میں کیوں نہ بھیجوں سلام آپ پر ۳۲۵؎

مقام ان کا کسی عقل میں سمائے کیا؟
خدا نے جن کے لیے دو جہاں بنائے ہیں۳۲۶؎

اُن کی توصیف کا حق مجھ سے ادا ہو کیسے
خود خداوند بھی کرتا ہے جو مدحت اُن کی۳۲۷؎

زید اللہ فہیم نے بھی اپنے شعر میں استفہامیہ انداز برتا ہے۔ شہر مدینہ کا شرف اس بنا پر ہے کہ اسے نبی کریم ﷺسے نسبت ہے اور یہ وہ عالی نسبت ہے جس پر درود اللہ تعالیٰ کی ذات خود بھیجتی ہے اور تمام مومنین کو بھی حکم کہ وہ نبی کریم ﷺکی ذات اقدس پر درود پڑھا کریں۔ اس بات کو استفہامیہ انداز میں موصوف نے درج ذیل انداز سے منظوم کیا ہے :

ناز کیوں کر نہ ہو مدینے کو
میرے آقا سے اس کا ناتا ہے۳۲۸؎

حاجی سید رضوان حیدر بخاری درج ذیل اشعار میں سوالیہ انداز میں نبی کریمﷺ سے التجا کر رہا ہے کہ میرے مقدر کی بگڑی کیسے بنے گی اور میری دعاوں میں کیسے اثر پیدا ہو گا ؟دوسرے شعر میں صفدر شفیق اللہ کے کرم کا ذکر کرتے ہوئے استفہامیہ انداز اختیار کرتے ہوئے رب کے حضور شکر گزاری بجا لاتے ہیں۔تیسرے شعر میں ذکریا شاذ سوالیہ انداز اختیار کر کے پھر خود ہی جواب دے کر شعر کا لطف دوبالا کرتے ہیں۔اشعار ملاحظہ ہوں:

مقدر کو اپنے جگاؤں تو کیسے
الٰہی مدینے میں جاؤں تو کیسے
اثر ہے دعا میں نہ فریاد میں دم ہے
یہ عرضی میں رضواں سناؤں تو کیسے ۳۲۹؎

اللہ تیرے کرم کی کوئی انتہا نہیں
بندے کو تیری ذات نے کیا کچھ دیا نہیں ۳۳۰؎

روبرو کب کوئی ٹھہرا ہے تیری ذات کے بعد
ہم کوئی بات نہیں کرتے تیری بات کے بعد ۳۳۱؎

خان محمد بدر چوہان پونچھی شعر وسخن کا ملکہ بخشنے پر یوں اپنے رب کے ہاں سجدہ کناں ہو کر استفہامیہ انداز میں شکر گزاری بجا لارہے ہیں۔ویسے بھی دینے اور نوازنے والی ہستی ایک رب کی ہی ہستی ہے ۔دوسرے شعر میں محمدخلیل ثاقب نے خوب صورتی پیدا کرنے کے لیے استفہامیہ لہجے کا استعمال کیا ہے۔تیرے سوا تیرے سوا سوالیہ انداز ہے تو اسے ہم استفہامیہ لہجہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

شعر و سخن کا ملکہ بخشا بدر کو تو نے
کیوں نہ کرے یہ سجدہ اے جان جہاں کے مالک۳۳۲؎

حضرت آدم وہ جن سے عالم انساں ہوا
کون تھا ان کی جبیں میں حمد باری کے لیے۳۳۳؎

طاہر قیوم طاہر سوالیہ انداز میں یوں منظوم کرتے ہوئے اپنی کم مائیگی کے ذکر کے ساتھ استفہامیہ انداز کی عکاسی کرتے ہیں۔ویسے بھی ہر مسلما ن کی خواہش ہے کہ وہ روضہ رسول ﷺپر حاضری دے اور ہدیہ درود و سلام پیش کرے ۔دوسرے شعر میں محمد نذیر مسکین نے صنعت استفہام ، شعری لوازمات سے اپنے کلام میں حسن،تاثیر اور روانی کی کیفیت پیدا کی ہے۔

کیا پاس ہے جو لے جاوں گا
میں کیسے مدینے آوں گا
یہ سوچتا رہتا ہوں اکثر
کیا میں بھی بلایا جاوں گا۳۳۴؎

کب؟ بالغ ہوگا تیری آمد سے انسانی تمدن
قرنوں سے تھی بس یہی جستجو کائنات۳۳۵؎

اردو شاعری میں مختلف انداز موجود ہیں۔ شعرا نے بھی مختلف انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ۔اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری میں بھی شعرا نے کئی انداز میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا نے جہاں کئی لہجے اختیار کیے ہیں وہاں استفہامیہ لہجہ بھی اختیار کیا ہے۔انہوں نے استفہامیہ اندازسے بات پیدا کر کے اشعار میں شگفتگی ،روانی اور صوتی ترنم و موسیقیت پیدا کی ہے ۔استفہامیہ انداز کے التزام سے لطف پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ خوب صورت حسن پیدا کیا ہے ۔

۵/۱۸۔سہلِ ممتنع:

بعض اوقات کسی شاعری کے کلام کو دیکھ کے ایسا لگتا ہے کہ اس جیسا تو میں بھی لکھ سکتا ہوں لیکن جب لکھنے پہ آئے تو ایسا نہ لکھ سکے۔یعنی دیکھنے میں آسان اور کرنے میں مشکل ہو۔سید عابد علی اس صنعت کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

> ‘‘جس کو دیکھ کر ہر شخص بظاہریہ سمجھے کہ یہ بات میرے دل میں بھی تھی اور کہنا شاعر کیلئے آسان ہے ، مگر جب وہ خود کرے ویسا لکھنا چاہے تو نہ لکھ سکے۔’’۳۳۶؎

اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں سہل ممتنع پر مبنی شاعری کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بھی اس صنعت کا استعمال خوب کیا ہے ۔طاہر قیوم طاہر نے اس صنعت کو یوں اپنایا ہے۔

چلو چلو چلو چلتے ہیں

جہاں مقدر بنتے ہیں۳۳۷؎

جاوید الحسن کے کلام میں سہل ممتنع کی مثالیں کثرت سے مل جاتی ہیں ۔وہ سیدھے سادے اور رواں انداز میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اکثر اشعار سہل ممتنع کی مثال بن جاتے ہیں ۔خواجا محمد عارف نعتیہ کلام کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہر اس دل پر رشک کرتے ہیں جہاں نبی کریمؐ کی محبت جلوہ گر ہے۔ان کے کلام سے سہل ممتنع کی مثالیں پیش ہیں:

میں ہوں خوش نصیب کہ آج بھی
مری جان تیری اماں میں ہے۳۳۸؎

اے خوشا وہ سر کہ سودائی تیرا
مرحبا جس دل میں گھر تو نے کیا۳۳۹؎

مشتاق شاد ایک کہنہ مشق سخن ور ہیں۔موصوف کی شاعری سہل ممتنع کی اعلیٰ مثال کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے ۔شاعر نبی پاکﷺ کی تعریف و مدح کے لیے الفاظ کا وضو بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔ذیل کا شعر دیکھیے سہل ممتنع کی بہترین مثال ہے:

لفظ جب تک وضو نہیں کرتے
ہم تیری گفتگو نہیں کرتے۳۴۰؎

حکیم سید علی اکبر شاہ،ڈاکٹر فیاض الحسن اور سید رضوان حیدر بخاری کے ذیل کی شاعری سہل ممتنع کی اچھی صورت ہے۔ سہل گوئی کے جس میں معنی کی لذت ، رونی ، بر جستگی ، بھاو، موسیقیت اور تغزل کا رنگ پایا جاتا ہو کہنا آسان نہیں ہے ۔لیکن آزاد کشمیر کے ہر نعت گو شاعر کے ہاںایسی مثالیں موجود ہیں۔مثالیں دیکھیں :

تیرے آنے سے جگ میں اجالا ہوا
ساری دنیا میں اک بول بالا ہوا۳۴۱؎

بتانِ عجم کے پجاری تمام
سبھی کو صحیح رہ دکھاتے چلو۳۴۲؎

جب بھی مشکل سا کوئی مقام آگیا
میرے لب پہ محمد کا نام آگیا۳۴۳؎

پروفیسر بشیر مغل نے اپنے کلام کو سہل ممتنع سے مزین کیا ہے اور مختلف انداز میں اپنے جذبات کا اظہار انتہائی سادگی اور عام فہم انداز سے کرتے ہیں۔دوسرے شعر میں ناز مظفرآبادی اپنے کلام میں حقیقت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی تمام تر خواشہات اور التجاؤں کا منبع اللہ پاک کی ذات کو ٹھہراتے ہوئے سہل ممتنع کو سلیقے اور قرینے سے برتتے ہیں۔سہل ممتنع کے لحا ظ سے ڈاکٹر نثار ہمدانی کا کلام بھی کسی طرح دیگر شعرا سے ہیچ نہیں ہے وہ مختصر الفاظ میں ادائے مطالب کا ہنر جانتے ہیں ۔ اشعار دیکھیے:

ذکر خدا کے ساتھ ذکر آپ کا ملا ہوا
محبتِ حق محبوب ذاتِ کبریا آپ ہیں۳۴۴؎

جو بھی دے گافقط خدا دے گا
آدمی آدمی کو کیا دے گا۳۴۵؎

روزِ محشر ہو عنایت کی نظر
رحمتِ عالم حبیب کبریا۳۴۶؎

الطاف عاطف، پروفیسرعبدالحق مراد ،یاسر عباس ،پروفیسرامین طارق قاسمی،ڈاکٹر مقصود جعفری اورعزیز الرحیم بھی سہل گو شاعر ہیں اور مشکل پسندیوں میں نہیں الجھتے۔ انھوں نے مختصر بحر میں بہت اچھا کلام بھی کہا ہوا ہے ۔ چند مثالیں دیکھیں :

عزتیں ذلتیں سب ترے ہاتھ میں
طالبانِ کرم مہرباں ہیں ترے۳۴۷؎

تجھے میں لا نہیں سکتا نگاہوں میں
مگر تیری ادائیں ہیں گواہوں میں۳۴۸؎

پھر وہیں سایہ دیوارِ مدینہ مہکا
جب بھی سوچا کہ کوئی سایہ دیوار ۳۴۹؎

ازل سے تا ابد ہے ان کے جلوؤں کی فروانی
انہیں کو ابتدا کہیے انہیں انتہا کہیے ۳۵۰؎

کسی کا کب نسب باقی رہے گا
فقط اک نامِ رب باقی رہے گا۳۵۱؎

محمد جو نبیوں کے سرتاج ہیں
مقام ان کے سدرہ و معراج ہیں۳۵۲؎

صنعت سہل ممتنع کا ادب میں بہترین استعمال شاعرانہ کمال ہے۔آزاد کشمیر کے شعرانے صنعت سہل ممتنع کا بہترین اور عمدگی سے استعمال کیا ہے ۔انھوں نے حمدیہ و نعتیہ کلام میں جوش عقیدت اور محبت رسولﷺ کے جذبے سے بھرپور کر کے اس صنعت کا استعمال سے اپنے کلام کی تاثیر کو دو چند کیاہے ۔صنعت سہل ممتنع کے استعمال سے سچے عاشقوں کے جذبات پھوٹ پڑے ہیں ۔

۵/۱۹۔صنعت اقتباس:

قرآن کریم کی کسی آیت یا اس کے جزو کو شعر میں لانا یا کسی حدیث کے چند الفاظ پیش کر کے بہ طور دلیل یا سند کو پیش کیا جائے تو یہ صنعت قائم ہو گی۔اس صنعت کے لیے عالمانہ شعور درکار ہے۔آزاد کشمیر کے شعرا کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں

صنعت اقتباس کے نمونے جا بجا ملتے ہیں۔خواجا محمد عارف نے یوں اس صنعت کا استعمال کیا ہے:

بنائے کون و مکاں،لا الہ الا اللہ
نظامِ کارِ جہاں ،لاالہٰ الااللہ۳۵۳ ؎

ذیل کے شعر میں وہ اللہ کی رحمت سے امید کے جذبے کا ربط بیان کرتے ہوئے یوں قرانی اقتباس کا حوالہ دیتے ہیں۔شعر ملاحظہ کیجیے:

جم گیا ہوتا عذابِ حشر کے ڈر سے لہو
دل کو جنبش جو نہ دیتی آیتِ لا تقنطوا۳۵۴ ؎

ڈاکٹر مقصود جعفری اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جب انسان ہر طرف سے مایوس ہوجاتا ہے تو پھر وہ اپنے رب کی پناہ چاہتا ہے اور اپنی تمام تر مشکلات کا حل اپنے رب سے ہی چاہتا ہے :

اے اسیرانِ یاس و حسرت و غم
رہے لا تقنطو بھی پیشِ نظر۳۵۵ ؎

بشیر صرفی نے صنعت اقتباس کے دل کش استعمال سے اپنے جذبوں کی صداقت کو طراوت بخشی ہے ۔وہ بہت سلیقے سے شاعرانہ کمال کے نمونے پیش کر رہے ہیں:

نوری نژاد و نور صفت،نورِ عین تم
من وجہک المنیر لقد نور القمر۳۵۶ ؎

خان محمدبدر چوہان پونچھی نے صنعت اقتباس کا استعمال کرتے ہوئے رب العالمین کی ایک اہم صفت واحد لا شریک کو ذیل کے شعر میں انتہائی دل کشی سے برتا ہے:

تو واحد لا شریک،نہ ہے کوئی ہمسر تیرا
قریہ قریہ گاؤں شہر بھی دکھائے اے خداوندا۳۵۷ ؎

طاہر قیوم طاہر کہیں تو **اللہ اللہ ھو لا الہٰ الہ ھو** کا استعمال کرتے ہیں اور کہیں غفار ، رحیم ستار اور کریم کا ذیل کے شعر میں وہ یوں صنعت اقتباس کو اپنے کلام کی زینت بناتے ہیں:

کہا گیا جب رب ارنی جواب آیا کہ لن ترٰنی
مگر بلایا حبیب کو خود یہ خاص رب کی تھی مہربانی۳۵۸ ؎

حکیم سید علی اکبر شاہ آپ کے حضور گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے فنی مہارت کی عکاسی کرتے ہیں:

مازاغ البصر آنکھیں تیری
ولیل ہیں زلفیں تیری
شمس الضحیٰ چہرا تیرا
یا مصطفی یا مصطفی۳۵۹؎

ڈاکٹر سردار فیاض الحسن صنعت اقتباس میں کہیں تو درود پاک مثلاً **اللھم صلی علی سیدنا محمدالللھم صلی علی سیدنا محمد**کا استعمال کرتے ہیں اورکہیں صفت خدا**کن فیکون** کو بیان کر کے اپنے کلام میں دل نشینی پیداکرتے ہیں :

بلغو اعنی و لو آیہ،والی
حدیثِ پیمبر بتاتے چلو۳۶۰؎

پروفیسر امین طارق قاسمی نے اپنے کلام کو صنعت اقتباس سے خوب مزین کیا ہے جس سے ان کی قرآن و سنت پر علمیت واضح ہوتی ہے۔مثلاً ذیل کی شاعری میں دیکھیں کہ کس طرح انھوں نے اس صنعت کو استعمال کر کے اپنی فنی مہارت کا ثبوت دیا :

انہیں **شمس الضحیٰ** کہیے انہیں **بدرالدجےٰ** کہیے
سبحان اللہ ما افضلک ما احسنک ،ما اجملک

حق نے اعزاز و **رفعنا لک ذکرک** بخشا
میں ہوں نا چیز بھلا ان کی ثناءکیا لکھوں۳۶۱؎

سید رضوان حیدر بخاری صنعت اقتباس کا استعمال کرتے ہوئے دعائیہ انداز میں اپنی مشکلات و مصائب کے خاتمے کے لیے التجا کر رہے ہیں:

اے خدا،اے بے نشاں،انت **کفیل کلھا**
میں تو ہوں عاصی مگر،تو رازداں ہر چیز کا
پوری کر ہر اک دعااب رد نہ کرنا التجا
ورد ہے رضوان کا**لی خمسة اطفی بھا**
۳۶۲؎

سیدہ حنا بابر علی نے یوں صنعت اقتباس سے اپنے کلام کے حسن کو یوں دوبالا کیا ہے۔انداز ملاحظہ کیجیے:

قطرہ خون اور پانی کی
لگ گئی آگ لن ترانی کی۳۶۳؎

پروفیسرمحمد یعقوب شائق اپنے کلام میں فنی بصیرت اور شعور کی گہرائی کی عکاسی کرتے ہیں ۔وہ آپ کی ذات بابرکت کو تمام نوع انسانی کی عظمتوں کی انتہا قرار دیتے ہوئے روح پرور الفاظ کا ستعمال کرتے ہیں:

شاہد علم و فضل ،وجہ نمودِ کائنات

مظہرِ شان خدا ،شمس الضحیٰ،بدرالدجیٰ
صاحبِ قرآن،ختم المرسلین،خیرالوریٰ
نوع انسانی کی ساری عظمتوں کی انتہا۳۶۴؎

احمد کاظمی اور ارشد احمدنے ذیل کی شاعری میں انتہائی فنی مہارت سے صنعت اقتباس کا استعمال کرتے ہوئے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار یوں کیا ہے:

وہ ذات جو رؤف بھی رحیم بھی
کائنات کی ہر شے کے لیے رحمت اللعلمین بھی۳۶۵؎

تری یاد میرا سکون ہے
ترا امر کن فیکون ہے۳٦٦؎

پروفیسر عبدالحق مراد اور پروفیسر مقصود حسین راہی نے قرآنی حوالوں کو پیش کرتے ہوئے نبی پاکﷺ کے حضور اپنے جذبوں کی ترجمانی کی ہے:

پتے پتے کی صدا
لا الہ الا اللہ
قمریاں نغمہ سرا
لا الہ الا اللہ۳٦٧؎

ہے گواہ **مایـنطقِ عنِ الـھویٰ** قرآں میں
یعنی اللہ کا بیاں ہے بس بیانِ مصطفی
و اذ کرو بـنعمت اللہ علیکم دیکھ لے
چرچا کرتے ہیں نبی کا خادمانِ مصطفی۳۶۸؎

اسی طرح پروفیسر شفیق راجا،پروفیسر بشیر مغل ،مسعود ساگر،محمد خلیل ثاقب اور آر ۔ڈی ساگر نے بڑی محبت اور محنت سے اپنے حمدیہ و نعتیہ کلام میں صنعت اقتباس کا استعمال کرتے ہوئے فنی تقاضوں کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے:

خطاب تیرے مزمل، مدثر و یسیںٰ
نبی و مرسل و طہٰ کریم اور رحیم۳٦۹؎

نزولِ حرفِ یسینٰ و طہٰ
اور آغازِ مدثر و مزمل۳٧٠؎

ورفعنا لک،ذکرک کرے تعریف خدا
رب کعبہ کا ہے محمود، وجودِ مسعود۳٧١؎

کن فیکون میں مضمر تھا جو راز لولاک لما سے کھلا
عالم کی تخلیق کا مقصد ذکر حبیب پھیلانا تھا۳٧٢؎

یـا ذی الـجودو الـکرام!
مری قوم کے محکوموں کو بھی آزادی ہو عطا
ہر جگہ یہ بیچارے مسلمان سو طرح سے مصیبت زدہ

یقین محکم ہے مجھے **لا یسقط ورقتہ الا
باذن اللہ**۳۷۳؎

حمدیہ اور نعتیہ شاعری کا منبع و سرچشمہ قرآن و احادیث مبارکہ ہی ہیں ۔لہٰذا اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری میں ان گنت اشعار ایسے موجود ہیں جو سرا سر قرآن و احادیث کی تشریح و توضیح معلوم ہوتے ہیں ۔آزادکشمیر کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں قرآن و احادیث کے جا بجا حوالے ملتے ہیں جو ان کی قرآن و احادیث پر علمی گرفت کی ضمانت ہیں ۔ بڑی محبت اور محنت سے قرآن و احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد بہترین انداز میں نہایت خوش اسلوبی اور فنی مہارت کے ساتھ اس نازک ترین مرحلے کو طے کیا ہے ۔ان کی شاعری میں قرآنی اور احادیث کے اقتباسات کے ساتھ ساتھ قرآنی احکامات و تعلیمات کی منظوم صورت بھی ملتی ہے ۔قرآنی آیات سے استفادہ کا رحجان ملتا ہے وہاں ان کا کلام احادیث مبارکہ کے نور سے بھی مزین اور منور دکھائی دیتا ہے ۔آزادکشمیر کے شعرا نے پوری فنی مہارت کے ساتھ صنعت اقتباس کو نظم کرتے ہوئے قرآنی متن و احادیث کے متن کو تخلیق حسن کے ساتھ شعری قالب کے خوب صورت انداز میں ڈھالا ہے۔

۵/۲۰۔صنعتِ تنسیق الصفات:

ممدوح کی متعدد صفات ایک یا دونوں مصرعوں میں آ جائیں تو یہ صنعت قائم ہو گی۔آزاد کشمیر کے اردو حمد و نعت گو شعرا نے اس صنعت کا خوب استعمال کیا ہے۔خواجا محمد عارف نے صنعت تنسیق الصفات کا استعمال کر کے عقیدت و محبت کے پھول نچھاور کیے ہیں اور کلام کے حسن کو دوبالا کیا ہے۔ شاعر کا یہ بھی کمال ہے کہ جوش کے ساتھ ہوش کا دامن بھی تھامے رکھا ہے۔ انھوں نے نبی پاکﷺ کی محبت کو اپنے شعر میں صدق ،صادق اور امین کی صفات کے ساتھ جمع کر کے یوں بیان کیا ہے:

محمد پیکرِ صدق و یقین ہیں
محمد صادق الوعد و امیں ہیں۳۷۴؎

بشیر صرفی نے اس شعر میں اللہ تعالی کی سات صفات سمیع، بصیر ، بے نیاز، حی و قیوم ، قوی اور چارہ ساز کو ایک ہی شعر میں انتہائی خوب صورتی سے یوں جمع کر دیا ہے ۔طاہر قیوم طاہر نے رحمن ، رحیم ، کریم ،خالق ، رازق اور علیم جیسی اللہ تعالی کی صفات اپنے کلام میں لائی ہیں۔عقیدت کا انداز ملاحظہ کیجیے:

اے سمیع و اے بصیر و بے نیاز
حی و قیوم و قوی و چارہ ساز۳۷۵؎

یا اللہ، یا رحمن، یا رحیم و کریم
تو ہے خالق، تو رازق ہے تو ہے علیم۳۷۶؎

حکیم سید علی اکبر نے صنعت تنسیق الصفات کو نہایت دل کشی سے بیان کیا ہے اور جذبے کی تاثیر سے کلام میں نغمگی و ندرت پیدا کی ہے۔دوسرے شعر میں پروفیسر

امین طارق قاسمی نےصنعت تنسیق الصفات کو استعمال کیا ہے۔تیسرے شعر میں سید رضوان حیدر بخاری قدیر،کریم،رؤ ف اور رحیم کہہ کر زندگی کی الجھنوں کے کش مکش سے بے زار آکر اللہ کے حضور مشکلوں کو ٹالنے کی درخواست پیش کرتا ہے ۔اشعار ملاحظہ فرمائیں:

حسین ہیں جمیل ہیں رؤف ہیں رحیم ہیں
چہرا ہے جن کا شمس الضحیٰ ان کے لیے میں کیا کہوں۳۷۷ ؎

مرا خدا تو رؤف و رحیم ہے طارق
جفا شعارِ بتاں ہے مجھے نہیں معلوم۳۷۸ ؎

تو قدیر ہے،تو کریم ہے،تو رؤف ہے تو رحیم ہے
میری مشکلوں کو ٹال دے میرا صرف اتنا سوال ہے۳۷۹ ؎

محمد خلیل ثاقب نے اللہ تعالی کی صفات عالی واقف اسرار ، الہٰ ، پالنہار ، خالق ، غفار ، اور مالک و مختار کی صفات کو یوں بیان کیا ہے ۔موصوف نے انتہائی دل کشی کے ساتھ صنعت تنسیق الصفات کا استعمال کرتے ہوئے ممدوح کے متعدد صفات اپنے مصرعوں میں خط کش انداز میں یوں سمویا ہے:

تو پاک ہے ہر عیب سے آگاہ ہے غیب سے
تو جانتا ہے راز دل تو واقف اسرار ہے
یا الہٰ العالمین تو سب کا پالنہار ہے
تو خالق و غفار ہے تو مالک و مختار ہے۳۸۰ ؎

ڈاکٹر عبد الرحمن عبد کا کلام ان کی شاعرانہ قادرالکلامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔وہ نبی کریمﷺ کی ذات بابرکت کو شفیق ، محسن ، محب و دل بر ، جمیل و احسن ، ناز گلشن ، وقار انسانیت ، حبیب یزداں اور دلیل روشن کہتے ہوئے اپنی روح کو سکون بخشتے ہیں:

شفیق و محسن محب و دلبر جمیل و احسن ہیں میرے آقا
ہے گلفشاں گلستانِ عالم کہ نازِ گلشن ہیں میرے آقا
وقارِ انسان حبیب یزداں وہ جانِ ایماں وہ عینِ قرآن
خدا کی جانب سے سب جہاں پہ دلیل روشن ہیں میرے آقا۳۸۱ ؎

درج ذیل اشعار میں آذر عسکری،ایاز احمد عباسی،پروفیسر عبد الحق مراد اور پروفیسر شفیق راجا نے نبی کریم ؐ کی صفات محمود و حامد،احمد،محلل،آمرمحرم ،مالک و عالم، تفہیم کن اور دست ولا ،حاجت روا ، وجہ خلائق عالم کو بیان کر کے عقیدت کا اظہار کیا ہے:

محمود و حامد احمد، محلل، آمر محرم مالک و عالم
رکھ ورد اس کا ہر گام ہر دم صل و سلم، صل و سلم۳۸۲ے

تو ہے تفہیمِ کن تو ہے دستِ ولا
مصطفی، مصطفی، مصطفی، مصطفی،۳۸۳ے

تو ہی ولی، تو ہی وفا، تو ہی دوا، توہی شفا
کوئی نہیں حاجت روا تیرے سوا، تیرے سوا۳۸۴ے

تو وجہ خلائق عالم ہے من بعد اللہ معظم ہے
تیرا نام ہی اسم اعظم ہے تیری شان تری اعلیٰ حسبی۳۸۵ے

صنعت تنسیق الصفات مدح میں یہی سہل الورود ہے اور اس طرح حمد گو اور نعت گو شاعر کے لیے اس کا استعمال مشکل بھی نہیں ہے ۔کیوں کہ تمام چیزوں کا خالق اور مالک اللہ ہے اور وجہ آپ ہیں ۔اس لحاظ سے آزادکشمیر کے شعرا نے اپنے اشعار میں اللہ تعالیٰ اور آپ کی صفات کو ایسی فنی مہارت کے ساتھ پیش کیا ہے کہ ممدوح کی متعدد صفات ایک یا دونوں مصرعوں میں خوب صورت انداز میں ملتی ہیں۔

۵/۲۱۔محاورات اور روزمرہ کا استعمال:

روزمرہ لغت میں بات چیت اور انداز بیاں کو کہتے ہیں ۔جب کہ محاورہ وہ ہے جس میں مرکب الفاظ اپنی اصلی معنی کی بجائے ایک مخصوص مطلب کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوتے ہیں ۔ بہ قول انور جمال:

> ’’ محاورہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا ایسا مجموعہ جو مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اہل زبان کی گفتگو کے مطابق ہوتا ہے۔‘‘۳۸۶ے

کسی بھی زبان کا منظوم ادب ہو یا نثر ی اسالیب، محاورہ ادب کی ان دونوں شاخوں میں بڑی اہمیت رکھتاہے۔ محاور ات وروزمرہ کا استعمال کسی شاعر کے اہل زبان ہونے کا ثبوت ہوتا ہے ۔اردو شاعری میں محاور ات وروزمرہ کا استعمال کوئی نئی بات نہیں ہے ۔ قدیم و جدید شعراءاپنی شاعری میں محاور ات وروزمرہ کا استعمال کرتے رہے ہیں ۔ آزاد کشمیر کے حمد اور نعت گو شعرا نے اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں جا بہ جا محاور ات وروزمرہ کا استعمال کیا ہے ۔ اس سلسلے میں شعرائے آزادکشمیر کی کاوشیں بلائق تحسین ہیں۔خواجا محمد عارف نے ’’آ ب آب‘‘کا محاورہ استعمال کر کے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے:

یہ سوچ کر کہ میں اس در پہ جاؤں کس منہ سے
مری یہ چشمِ گنہگار آب آب ہوئی۳۸۷ے

جاوید الحسن جاوید خوب صورت لب و لہجے کے شاعر ہیں ۔انہیں اپنی تہذیبی اور ثقافتی برتری کا خوب اندازہ بھی ہے اور اس مٹتی ہوئی تہذ یب کے لیے نوحہ کناں بھی ہیں ۔انھوں نے روزمرہ اور محاورات کا بہترین استعمال کیا ہے ۔اشعار ملاحظہ کریں:

یہ وقت عصر ہے مولا
مجھے کس کا سہارا ہے
قلم کی روشنائی
رو رو کر فریاد سناتے ہیں
آنکھیں سوکھ گئی ہیں۳۸۸؎

تنویراخترنازکے ہاں محاورہ کا خوب صورت استعمال موجود ہے ۔''خدا کی رہ دکھانا'' محاورہ ہے۔دوسرے شعر میں حنا کرامت نے بھی روزہ مرہ و محاورہ کا خوب صورت استعمال کیا ہے ۔ تیسرے شعر میں محمد سلیم عباسی کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں روزمرہ اور محاورات کا استعمال بھرپور موجود ہے۔شعر میں ''ہمت نہ ہارنا'' محاورہ ہے۔اشعار ملاحظہ ہوں:

انسانیت کو جس نے دکھائی خدا کی راہ
اس روشنی کا نام ہے سیرت حضور کی۳۸۹؎

موت جب بھی آئے چوکھٹ پہ میری
ورد کرتی ہو تیرا یہ میری زباں۳۹۰؎

ہمت کبھی نہ ہارو
رب کو فقط پکارو ۳۹۱؎

شاہپال طاہر کے کلام میں محاورات کا خوب صورت استعمال ہے ۔ذیل کے شعر میں انھوں نے ''سرور آنا''محاورہ استعمال کیا ہے۔دوسرے شعر میں ہاجرہ کیانی نے بھی محاورات سے اپنے کلام کو مزید دل کشی بخشی ہے ۔موصوفہ کے شعر میں ''قدموں تلے رکھنا'' اور ''دل تڑپنا'' محاورات ہیں۔سیدصغیر صفی کے کلام میں محاورت کا خوب صورت استعمال موجود ہے۔ اشعار دیکھیے:

کتنا سرور آئے گا آب زم زم کو پینے میں
لطف ہی نہیں آتا اس در کے بغیر جینے میں۳۹۲؎
ماں کی صورت تو نے اتنا بڑا کر دیا
لا کے جنت کو قدموں تلے رکھ دیا۳۹۳؎

بھلا کے مہر و وفا کا سبق ہوئی معروف
مرے نبی تیری امت لہو بہانے میں۳۹۴؎

ذکریا شاذ نے بھی محاورات کا بھرپور استعمال کیا ہے ۔ان شعرمیں آنکھوں میں اشک آنا اورہونٹوں پہ نعت '' محاورات ہیں جو کلام کو حسن عطا کرتے ہیں۔پروفیسرشفیق راجا نے اپنے نعتیہ مجموعہ ہائے کلام ''نعت کا سفر'' میں محاورات کو بڑی خوب صورتی سے سمویا ہے۔دوسرے شعر میں ''سر کے بل چلنا ''محاورہ ہے۔اشعار دیکھیے:

شاذ آنکھوں میں اشک آئے ہوئے
اور ہونٹوں پہ نعت اس کی ہے۳۹۵؎

سر کے بل چلا پہنچ جاؤں جو ہو اذن سفر
چوم کے روضے کو زخموں کے نشان پیش
کروں۳۹۶؎

زاہد کلیم کا شمار آزاد کشمیر کے نامور اور ممتاز شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کے کلام میں روزمرہ اور محاورات کا ایک ثروت مند سرمایہ موجود ہے۔ انھوں نے کمال مہارت سے محاورات کا استعمال کر کے معنوی حسن پیداکیاہے ۔ذیل کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

تو نے جگائی اے نبی
خواب گراں سے زندگی۳۹۷؎

طاہر قیوم طاہرنے بھی محاورات کو بہ خوبی اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے ۔درج ذیل اشعار میں جشن منانا ،آنسو بہانا ،سینہ چاک کرنا ، دامن تھامنا محاورات ہیں۔ اسی طرح دوسرے شعر میں ڈاکٹرغلام حسین اظہر پاک نام کا ذکر کرتے ہوئے بحر شرم وندامت میں غرق ہو جاتے ہیں۔محاورات کا استعمال دیکھیں:

در پہ آنے کی جس دم اجازت ملی
سر کے بل چل کے طیبہ ہم جائیں گے۳۹۸؎

وہ پاک نام مرے لب پہ جب کبھی آئے
تو بحر شرم وندامت میں غرق ہوجاؤں۳۹۹؎

پروفیسر بشیر مغل ایک مایہ ناز شاعر ہیں۔ان کی شاعری کئی زبانوں کے محاورات استعمال ہوئے ہیں۔خاک ہونا محاورہ اور اس کے معنی فنا ہونا یا مٹ جانا کے ہیں۔ انھوں نے اسے کلام میں کس خوبی سے استعمال کر کے اپنے لیے درِ رسول کی جگہ مختص کی ہے۔ شعر دیکھیں:

خاک ہو کے ترے کوچے کا مکیں ہو جانا
خاک سے اٹھنا ہے افلاک ہو جانا۴۰۰؎

خواجا حمید ممتاز نے اپنے کلام میں عمدہ محاورات کو جگہ دی ہے۔اندھیرا چھٹنا محاورہ ہے۔موصوف نے محاورات کو سلیقے سے اپنے کلام میں پرویا ہے جس سے کلام کا ابلاغ اور بھی موثر ہو گیا ہے ۔ اسی طرح دوسرے شعر میں حاجی محمد حسین نے محاورات کے استعمال سے کلام کو گہرائی و گیرائی بحشی ہے۔ انھوں نے محاوارت کے استعمال سے اپنے کلام کی چاشنی میں مزید اضافہ کیا ہے۔ محاورات کا استعمال کر کے آپ سے محبت کا اظہار کیا ہے۔اشعار دیکھیے:

آپ آئے تو اندھیرے چھٹ گئے
روشنی ہی روشنی ہر سمت عام۴۰۱؎

بے شک تیرا ہوں امتی ہوں امتی ہوتا

کاش ترے قدموں تلے خاک کی چٹکی ہوتا۴۰۲ـہ

محمد خلیل ثاقب کی اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں اچھے خاصے اور بکثرت محاورات مستعمل ہیں ۔تلوے چومنا ، قدموں میں رکھنا ، محاورات ہیں ۔شعرا نے انھیں پوری مہارت اور سلیقے سے کلام میں استعمال کیا ہے جس سے ان کی قادر کلامی کا اظہار ہوتا ہے ۔اشعار ملاحظہ فرمائیں:

رہا دیوانگی میں بھی مجھے پاس ادب اتنا
گدائے کوچہ جاناں کی تلیاں چوم لیں میں نے
نگاہ لطف کے صدقے اسے تلوؤں میں رہنے دو
وفور شوق سے قدموں میں رکھی ہے جبیں میں
نے۴۰۳ـہ

مسعود ساگر کا بیشتر کلام خوب صورت محاورات سے مزین ہے۔ذیل کے شعر میں بھی انھوں نے منہ خاک کا محاورہ استعمال کیا ہے۔اسی طرح دوسرے شعر میں گلزار حسین ساگر اپنے کلام میں محاورے کا بر محل استعمال کر کے اپنی فنی چا بک دستی کا واضح ثبوت پیش کر رہا ہے۔ان کے ہاں استعمال کیے گئے محاورات میں ایک خلوص اور عقیدت موجود ہے۔اشعار دیکھیے:

خاک کہتے ہیں جو اس کو انھی کے منہ میں خاک
نہیں ہو گا کبھی نابود ،وجودِ مسعود۴۰۴ـہ

لفظِ نعت سے مری پاک ہو گئی زباں
جسم و جان بن گئے الفتوں کے گلستان۴۰۵ـہ

میجررفیق جعفری نے ایک ہی شعر میں تین محاورات پھر جانا ، خدا لگتی کہنا ، ہائے بسم اللہ روانی کے ساتھ استعمال کیے ہیں ۔ جس کی وجہ سے پورا شعر ہی محاروہ بن گیا ہے۔ موصوف نے عقیدت نگاری اور محبت کے باب میں اپنے خلوص ،محبت ،وارفتگی اور فنی مہارت کے جاوداں نقوش ثبت کیے ہیں۔شعر دیکھیں:

اور پھر جاتا کہاں تم ہی خدا لگتی کہو
ہائے بسم اللہ تھا اللہ کے گھر آ گیا۴۰۶ـہ

مرزا عبدالروف حسرت نے محاورات کے استعمال سے کلام میں حسن کی تاثیر ، دل کشی ، اسالیب میں بھی خوب صورتی پیدا ہوئی ہے۔انھوں نے پلکوں سے دستک دینا کے محاورے کو نہایت خوبی سے شعر میں باندھا ہے۔شعر ملاحظہ کریں:

پلکوں سے دستک دوں لوحِ جبیں پر
یہ تمنا لیے ہوئے کہ نگاہ رسولؐ ہو۴۰۷ـہ

محاروں کا درست اور برمحل استعمال جہاں کلام میں حسن اور دل کشی کا باعث ہے وہاں اشعار کو معنوی اعتبار سے بھی پر کر دیتا ہے ۔آزاد کشمیر کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں اردو محاورات کا استعمال جابجا ملتا ہے۔شعرا نے محبت کے جذبات اور واردات کو محاورات کے طرز ادا سے ایک اچھوتا رنگ اور نادر مضمون بنا دیا ہے

۔بعض اشعار میں دو ،تین تین محاورات کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ انھوں نے اپنے حمدیہ اور نعتیہ اشعار میں محاورہ بندی کے حسن اور بہار کے ساتھ ساتھ زبان کے حسن ،شیفتگی ، شیرینی زبان ، زور کلام ،طرز ادا کی رنگینی ،اچھوتا انداز ،حسن بیان اور روانی کے ساتھ محاورہ آرائی کو بر محل اور بر موقع استعمال کیا ہے جو ان کی فنی اور امتیازی شان کا حامل ہے۔

۵/۲۲۔صنعتِ ملمع:

حروف سے الفاظ ،الفاظ سے جملے اور جملوں سے عبارت وجود میں آتی ہے۔دنیا کی جتنی بھی زبانیں ہیں یقیناً ان کے الفاظ کی ایک پس منظری حقیقت ہوتی ہے۔زبان میں کسی ایک زبان کے الفاظ نہیں ہوتے بل کہ مختلف زبانوں کا استعمال ہوتا ہے۔ مختلف زبانوں کے استعمال سے تحریر میں حسن چاشنی اور خوب صورتی پیدا ہوتی ہے۔زبان کا کردار شروع اور ہمیشہ سے ہی ادب اور باالخصوص شاعری میں اہم اہمیت کا حامل رہا ہے ۔جس طرح عام زبان اور ادبی زبان سے فرق ہے اسی طرح ادب میں شعری زبان باقی تمام اصناف ادب سے مختلف ہوتی ہے ۔

آزاد کشمیر کے شعرا نے اپنے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں مختلف زبانوں کا استعمال کر کے چاشنی اور موسیقیت پیدا کی ہے۔ان کے ہا ں مختلف زبانوں کے الفاظ خوب صورت انداز سے برتے گئے ہیں۔خاص طور پر عربی،فارسی،مقامی اور دیگر زبانوں کو بھی استعمال کیا ہے۔سید رضوان حیدر نے اپنے کلام میں عربی، فارسی ، مقامی زبانوں پنجابی،سندھی،کشمیری کے ساتھ ساتھ کئی دیگر زبانوں میں عقیدت کا اظہار کیا ہے:

تو قدیر ہے تو کریم ہے تو رؤف ہے تو رحیم ہے
میری مشکلوں کو تو ٹال دے میرا صرف اتنا سوال
ہے۴۰۸ے

چہ بگوئم روز محشر پیش آیا آں سلطان را
لطف کن شاہ دو عالم برمن حیران را۴۰۹ے

طاہرقیو م طا ہر کے چھے نعتیہ مجموعہ ہائے کلام شائع ہو چکے ہیں۔موصوف نے ان نعتیہ مجموعوں میں اردو کے ساتھ ساتھ عربی،فارسی ،سرائیکی ،ہندی اور کشمیری زبان کے الفاظ کا بھرپور استعمال کیا ہے جو ان کی فنی پختگی اور مضبوطی کی دلیل ہے۔ موصوف کادوسرا پورا شعر ہی فارسی میں کہا گیا جو شاعر کے کہنہ مشق ہونے کی دلیل ہے۔اشعار دیکھیے:

یٰسین یا مزمل طہٰ کبھی کہا ہے
مدحت کرے گا پھر کیا انسان مصطفی کی۴۱۰ے

آقا مثل تو نہ شد پیدا
کجا مثلِ تو آقا شد پید ا،۴۱۱ے

محمد خلیل ثاقب کے اردو نعتیہ مجموعے میں فارسیت کا خط کش انداز ہے۔ فارسی الفاظ کا استعمال اگر چہ اردو کے ساتھ عام کیا جاتا ہے لیکن اتنا خوب صورت استعمال کہ اردو اشعار کے درمیان میں فارسی کا پورا شعر لکھ دینا اس بات کا غماز ہے کہ علم و ادبی لحاظ سے کشمیر کے لوگ کافی دسترس رکھتے ہیں اور اعلیٰ معیار کی شاعری دیگر زبانو ں میں بھی ہمارے ہاں موجود ہے اس کی ایک مثال یہ ہے :

گنہگارم شرمسارم حبیبی یا رسول اللہ!
گرفتارم در افکارم طیبی یا رسول اللہ!

کرو منظور یا حضرت سلامِ شوق ثاقب کا
رہے جھرمٹ سدا سر پہ میرے عالی کواکب کا۴۱۲؎

ڈاکٹرکاشف رفیق نے اپنے کلام میں بڑی عمدگی سے ندائیہ انداز ختیار کیا ہے۔ انھوں نے فارسی الفاظ کا خوب صورت اور برمحل استعمال کر کے شعر کے حسن کو دوبالا کیا ہے۔اسی طرح سید صغیر صفی کے نعتیہ کلام میں مختلف زبانوں کے الفاظ ہیں جو ان کی عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ فنی دلیل کی مثال بھی ہیں۔دوسرے اور تیسرے شعر میں سیدصغیر صفی نے اردو زبان میں عربی زبان کی آمیزش اس طرح کی ہے کہ روانی و سلاست کو متاثر نہیں ہونے دیا۔اشعار ملاحظہ کریں:

اے غفور و الرحیم اے کریم و علیم
میرے جذبوں کو کر اتنی شدت عطا۴۱۳؎

صفی انہی پہ کبھی اپنی باریابی ہو
جو شعر روضہ اقدس پہ گنگنائے ہیں۴۱۴؎

سبق دیا تھا جنہیں تونے اشک شوئی کا
لگے ہوئے ہیں غریبوں کو وہ رلانے میں۴۱۵؎

نصیر احمد ناصرمایہ ناز شاعر ہیں ۔انھوں نے اپنی شاعری میں جا بجا مختلف زبانوں کا استعمال کیا ہے۔ موصوف نے اپنے حمدیہ کلام میں الفاظ کو اس سلیقے سے برتا ہے کہ کہیں بھی نامانوسیت کا احساس تک نہیں جاگتا۔مثال کے طور پر ذیل کا شعر ملاحظہ کریں:

خدا میرے لفظوں کو جگنو بنا دے
خدا میری باتوں کو تتلی بنا دے۴۱۶؎

بشیر صرفی کا کلام عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ سوزو گداز سے بھی مزین ہے۔ انھوں نے خوب صورت زبان کے ساتھ دل کش الفاظ کے استعمال سے بھی کلام میں حسن کاری پیدا کی ہے:

خزاں نا آشنا اس جا بہاریں

مودب ہیں فرشتوں کی قطاریں

یہاں ہے برشگالِ ابر رحمت

ابد تک ہے یہاں فصلِ سعادت۴۱۷ ؎

زاہد کلیم،خواجا محمد عارف اورپروفیسر بشیر مغل کا شمار آزاد کشمیر کے بڑے شعرا میں ہوتا ہے۔ان کے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں مختلف زبانوں کا استعمال ملتا ہے۔ذیل کے اشعار دیکھیے کہ کس خوب صورتی سے انھوں نے اپنے کلام کو مختلف زبانوں سے مزین کر کے عقیدت کے پھول نچھاور کیے ہیں۔ان کے ہاں عربی ،فارسی اور دیگر زبانوں کی آمیزش اس طرح کی گئی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اردو زبان کے ہی الفاظ ہیں۔روانی ،تسلسل بیان اور سلاست بھی متاثر نہیں ہوئی۔ اشعار دیکھیے

مفقور ہو کے رہ گیا ہر نغمہ فسوں
شرک و دوئی کے دیو کی حالت ہوئی زبوں
بیٹھی جو گرد سمٹا روایات کا جنوں
طنبورہ و جلاجل و مترنا و ارغنوں۴۱۸ ؎

ہر ایک سمت سے یورش ہے کفر کی ہم پر
ہماری جائے اماں لا الہٰ الا اللہ۴۱۹ ؎

آئینہ آپ کی ذات آیات کا
مصحفِ پاک سوغات ہے آپ کی۴۲۰ ؎

پروفیسرسید مقصود حسین راہی کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں مختلف زبانوں کے استعمال سے آپ سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے۔الفاظ کی بندش وترتیب اور دل کش استعمال سے ایک عجیب ترنم و موسیقیت راہی کے کلام کا خاصہ ہے۔اشعار دیکھیے:

تو ہی یسین تو ہی طہٰ تو ہی قرآن تو ہی فرقان
تو ہی مشہود،شاہد اور مبشر یا رسول اللہ
زمانہ تیرے درکا ہے بھکاری اور تو داتا
ترا دشمن ہے اسفل اور ابتر یا رسول اللہ۴۲۱ ؎

کوہ وباغ ودمن گلبن وگلبدن
ذکرِ محبوب باری میں صبح ومسا۴۲۲ ؎

ڈاکٹر نصر اللہ خا ن ناصر،زین العابدین اور ڈاکٹر سید نثار ہمدانی آزاد کشمیر کے کم و بیش تمام ہی شعرا کے ہاں ہمیں مختلف زبانوں کے الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ ذیل کے اشعار عربیت کے ساتھ ساتھ دیگر زبانوں کا تاثر لیے ہوئے ہیں۔حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں مختلف زبانوں کا استعمال ان کی بھرپور دسترس اور موضوعات کا احاطہ کرنے کی صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔مختلف زبانوں کے استعمال نے شعرا کے کلام کو وسعت بخشی ہے۔ اشعار دیکھیے:

قہاری اور جباری وہی مغنی غنی بھی ہے
وہی ہے خالق و مانع جہاں کی کج ادائی کا۴۲۳ ؎

دستگیری گر نہ فرمائیں گے آپ
ساقیا! ہے کون تجھ سا راہبر۴۲۴؎

آفتاب علم و عرفان و یقین
مشعلِ نور ھدیٰ شمس الضحیٰ۴۲۵؎

آزادکشمیر کے شعرا نے عربی ، فارسی اور دیگرزبانوں کو وسعت الفاظ کے ساتھ ساتھ معنوی خزانے عطا کر کے عشق و مستی میں ڈوب کر اللہ تعالیٰ اور حضور اکرمﷺ کی ذات اقدس اور ان کی صفات کاملہ پر قلم اٹھایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان کے ہاں زبان کا بہترین استعمال موجود ہے جس کی وجہ سے ان کے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں روانی ،الفاظ کی گنگناہٹ ،بلاغت اور صوتی سرسراہٹ قاری و سامع کو ایک طرح کا وجد آفرینی حسن عطا کرتا ہے ۔ان کے ہاں مختلف زبانوں کے الفاظ و تراکیب کا استعمال ،ان کی ترتیب اور مصرعوں کی تشکیل میں نہایت فنی مہارت کو اپنایا ہے ۔ان کی حمدوں اور نعتوں میں سادہ ،بے تکلف ،برجستہ و شگفتہ زبان کا استعمال ملتا ہے ۔مقامی زبان ،رنگ اور آہنگ کی فن کارانہ آمیزش ہے ۔

۵/۲۳۔قوافی اور ردائف کی خوش آہنگی:

قافیہ اور ردیف کے بہترین استعمال سے شاعری میں صوتی آہنگ ،موسیقیت اور ترنم کی سی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ شعرائے آزادکشمیر نے حمدیہ و نعتیہ کلام کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ردیف و قوافی کا استعمال کمال مہارت سے کیا ہے ۔خواجا محمد عارف نے علامہ اقبال کی زمین اپناتے ہوئے قوافی و ردائف کو اپنے کلام میں خوش سلیقگی سے برتا ہے:

سوئے طیبہ سر کے بل چل، تیز چل
اے مسافر چل، مسلسل تیز چل
آج کا یہ کام ہے، کل پر نہ ٹال
ہو نہ جائے آج سے کل، تیز چل۴۲۶؎

ڈاکٹر فیاض الحسن نے بڑے اہتمام کے ساتھ ردیف ،قافیے کا استعمال کیا ہے ۔قوافی اور ردائف سے ندرت اظہار کے مختلف پہلو نکال کر معنوی حسن اور جدت مفاہیم پید اکیے گئے ہیں۔ غالب کی زمین میں یوں ملت کی زبوں حالی پر کناں ہیں:

الٰہی یہ کیا ہم ستم دیکھتے ہیں
کہ مسلم کو ہم منقسم دیکھتے ہیں
جنہیں عام کرنا تھا پیغامِ حق کو
انہیں زیر اغیار ہم دیکھتے ہیں۴۲۷؎

حاجی سید رضوان حیدر بخاری نے ذیل کے اشعار میں قوافی ”احسان ، جان ، پہچان ، قرآن ، فرمان “ہیں جبکہ”رسولِ عربی “ ردیف ہے کے استعمال سے جذبے کی

شدت،تخیل کی رنگینی ،روانی اورخوب صورتی پیدا کر کے حسنِ ابلاغ میں نکھار پیدا کی ہے۔اشعار دیکھیے:

ہم پہ اللہ کا احسان رسولِ عربی
ہو فدا آپ پہ یہ جان رسولِ عربی
تم ہو اللہ کے بندے نہ لڑو آپس میں
یہ بھی ہے آپ کا فرمان، رسولِ عربی۴۲۸؎

خان محمد بدر چوہان پونچھی کی شاعری میں فنی نزاکتیں ،ردائف و قوافی کی تکرار سے عجب صوتی آہنگ میں ڈھلتی ہیں اور ابلاغ کی صورت میں آہنگ و حسن پیدا کرتی ہیں ۔بدر کا خوب صورت چناؤ دیکھیں:

تسبیح تیری ہی کرتے ہیں شجر وحجرجہاں کے
قوس وقزاح بھی تیری اے کہکشاں کے مالک۴۲۹؎

سید حنا بابر علی نے مختلف ردائف و قوافی کو برتنے کے تجربات کیے ہیں جو کہ ایک نیا ہی رنگ پیدا کر رہے ہیں ۔تمام اشعار میں حب خدا اور حب نبوی ﷺ کا عکس جھلکتا ہے ۔فنی پختگی عروج ہے ۔حمد یہ کلام میں قافیہ کا کس قدر خوب صورت استعمال ہے ۔ اسی طرح محمد اسلم ظفر نے ''ہم کو کوئے مصطفیﷺ کی چاکری اچھی لگی'' کی زمین پر نعت لکھ کرخوب صورتی پیدا کی ہے:

تجھے اپنا بنا کے دیکھ لیا
رات کو دن بنا کے دیکھ لیا۴۳۰؎
خرد مندوں کو ہے اپنی خرد مندی پر ہی ناز
تیرے دیوانے کو آقا بے خودی اچھی لگی
ہیں فقیر بے نوا ہوں کون ہے میرایہاں
مجھ کو آقا تیری بندہ پیروی اچھی لگی۴۳۱؎

محمد خالد کاشمیری کے شعر میں مترنم ردیف قافیہ ہے۔سرمستی اور سرشاری کی کیفیت ہے۔قرینہ اور خزینہ واقعی ان کی شاعری کا قرینہ اور خزینہ ہے۔ اسی طرح محمد خلیل ثاقب کی نعت میں روانی اور تسلسل بیان ہے۔ خوش نما الفاظ و تراکیب کی بدولت نغمگی پیدا ہو گئی ہے۔ذیل کے اشعار میں ان کی روانی ملاحظہ کیجیے:

آپ سے پایا ہے ہستی کا قرینہ
آپ سے ملتا ہے ایمان کا خزینہ۴۳۲؎

وہ آئے یہاں بن کے شاہ امم
کریں گے شفاعت وہ روز عدم
مٹے ان کے آنے سے رنج و الم
ہوئی جن پہ آکے نبوت ختم۴۳۳؎

پروفیسرامین طارق قاسمی اپنے ذیل کے کلام میں تکرار سے موسیقیت اور ترنم پیدا کرنے میں خاص مہارت رکھتے ہیں ۔وہ لفظوں کی اس طرح تکرار کرتے ہیں کہ ایک

خاص صوتی آہنگ پیدا ہو جاتا ہے ۔دوسرے شعر میں مسعود ساگر نے محدود ،وجودِ مسعود اورموجود ،وجودِ مسعود جیسے قوافی و ردائف سےیوں مترنم کیفیت پیدا کی ہے:

فرشِ زمین ہے روشن روشن ،عرش بریں ہے روشن
روشن
قبلہ اول،رخشاں رخشاں کعبہ دیں ہے روشن
روشن۴۳۴؎

اس زمین تک نہیں محدود ،وجودِ مسعود
کن سے پہلے بھی تھا موجود ،وجودِ مسعود۴۳۵؎

منور قریشی کے ہاں ایک جیسے قوافی اور ردائف طویل بحور میں عشق کے جذبات کا یہ ذخیرہ ان کے خیالات میں روانی کے ساتھ ساتھ موضوعاتی تنوع کے بیان میں دل کشی اور انفرادیت پیدا کرتا ہے۔اعتبا،قرار،گنہ گار اور اسار خوب صورت قوافی ہیں اور اسی طرح ان کے ہاں ردیفیں بھی بولتی ہوئی اپنے وجود کا احساس دلاتی ہیں۔ انداز ملاحظہ کیجیے:

زیست کا اعتبار دے مولا
مجھ کو تو ہی قرار دے مولا
میں گنہ گار مانگتا ہوں دعا
تو مرا مان اسار دے مولا۴۳۶؎

جاوید الحسن جاوید نے مختصر بحر میں قافیہ اور ردیف کی یوں خوب صورتی پیدا کی ہے۔ان کی فنی جان کاری کا واضح ثبوت ان کی یہ شاعری ہے۔ طاہر قیوم طاہر کے ہاں طویل و مختصر قوافی و ردائف کی تکرار سے ندرت اظہار کے مختلف پہلو نکال کر معنوی حسن اور جدت و ندرت کے ساتھ ساتھ ان کے ہاں قوافی و ردائف اپنے وجود کا احساس دلاتی ہیں:

یہ جو کرب میری فغاں میں ہے
یہی درد دردِ نہاں میں ہے
مری فکر ہے مری ذات تک
ترا رحم سارے جہاں میں ہے۴۳۷؎

لائق در میں جبیں اپنی بنا لوں تو چلوں
لب پہ نعتوں کی میں سوغات سجا لوں چلوں۴۳۸؎

بشیر صرفی کا شمار آزاد کشمیر کے ان شعرا میں ہوتا ہے جو علم بیان اور قوافی و ردائف کے استعمال سے کلام کے حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ بشیر صرفی کے کلام میں قوافی اور ردیف سے صوتی آہنگ سے پیدا ہونے والی موسیقیت کی مثال ملاحظہ کریں :

نہ خوف و حزن نہ ہی دل میں کچھ ملال رہے
ترا کرم ہو تو پھر کیسے دل میں بال رہے

کہ رشکِ ماہ و قمر نورِ بے مثال رہے
نگاہ لطف ہے مجھ پر تو پھر بحال رہے۴۳۹ے

ڈاکٹر عبد الرحمن عبدکے ہاں مضامین کے تنوع کے ساتھ ساتھ مختلف قوافی اور ردائف و بحور مختلف زمینوں میں برتنے کا رحجان ان کی حمدوں اور نعتوں میں نظر آتا ہے ۔ذیل کے اشعار میں انھوں نے مولائی ، مسیحائی ، گہرائی ، شناسائی ، شنوائی بینائی ، پسپائی اور دانائی جیسے مشکل قافیہ کو بڑی کوخوب صورتی کے ساتھ یوں نبھایا ہے :

میرے مولا مجھے اک تحفہ مولائی دے
ہوں مسیحا تو مجھے دستِ مسیحائی دے
جستجو میں ہوں میرے فہم کو گہرائی دے
مجھ کو میری ہی حقیقت سے شناسائی دے
میری فریاد کو اب عزت شنوائی دے
فیضِ عرفان دے میرے قلب کو بینائی دے
علم بے فیض نہ اعمال میں پسپائی دے
اے خدا عقل عطا کر مجھے دانائی دے۴۴۰ے

پروفیسرمقصود حسین راہی کی شاعری میں قوافی و ردیف کے ذریعے مخصوص صوتی آہنگ پیدا ہو کر کس طرح موسیقیت کو جنم دے کر خوب صورت انداز میں قوافی و ردائف ان کی قدرتِ اظہار کی تاب و تب ظاہر کرتا ہے ۔اشعار ملاحظہ ہوں:

گل رخ گل رخاں ہے ہمارا نبی
محورِ عاشقاں ہے ہمارا نبی
بوئے گل میں نہاں ہے ہمارا نبی
مرکزِ ایں و آں ہے ہمارا نبی
سرورِ مرسلاں ہے ہمارا نبی
دلبرِ دلبراں ہے ہمارا نبی۴۴۱ے

میجر رفیق جعفری نے بہت خوش سلیقی سے قوافی و ردائف کا ہتمام کیا ہے اورمختلف پہلو نکال کر معنوی حسن میں اضافہ کیا ہے۔خرامِ زندگی،مشام زندگی،اہتمام زندگی اورنظام زندگی سے خوب صورتی پیدا کی ہے۔جس سے موصوف کے لسانی شعور کی وسعت اور گہرائی کا انداز ہوتا ہے۔ذیل کے اشعار دیکھیے:

دل کی دھڑ کن سے ہے وابستہ خرامِ زندگی
تیری خوشبو سے معطر ہے مشام زندگی
تو ہے زندہ اور تجھ سے اہتمام زندگی
تیرے کن کہنے سے جاری ہے نظام زندگی۴۴۲ے

پرفیسر بشیر مغل نے قوافی و ردائف کا خوب صورت استعمال کر کے موسیقیت اور ترنم و مستی کی کیفیت پیدا کی ہے۔ عطائیں،جائیں، نگائیں،آئیں، ندائیں، اور صدائیں جیسے خوب صورت اور غنائیت والے الفاظ کا استعمال کر کےعقیدت کا اظہار کیا ہے:

یہ حسن عنایت، یہ مروت، یہ عطائیں

اٹھیں تو حرمِ کعبہ پہ جم جائیں نگائیں!
بے زور بھی، کمزور بھی، بوڑھے بھی، جواں بھی!
یہ آنسو، یہ آئیں، یہ ندائیں، یہ صدائیں۴۴۳ـہ

مظہر جاوید الحسن نے قوافی و ردائف کی ہم آہنگی اور ہم وزنی سے کس قدر موسیقیت اور مترنم و سرشاری کا سا انداز پیدا کیا ہے۔جو ان کے کلام کی فنی بلندی کا اظہار ہے۔مضامین کی رنگا رنگی میں خوب صورت ردیف چاندنی کا استعمال حد درجہ خوب صورت ہے۔

درد کا نیلا سمندر چاندنی
گھل رہی ہے میرے اندر چاندنی
سید والا کی گلیوں کا پتہ
پوچھتی پھرتی ہے اکثر چاندنی۴۴۴ـہ

پروفیسر محمد عالم چوہدری نے نورِمصطفی ﷺاورظہورِمصطفیﷺ سے کس قدر عقیدت اور اپنائیت کا اظہار کیا ہے۔قوافی و ردائف کو قرینوں سے برتا گیا ہے۔ان کے ہاں قوافی و ردائف کا خوب صورت استعمال موصوف کے خیالات میں روانی پیدا کر کے کلام کو متنوع موضوعات کے بیان میں دل کشی پیدا کرتا ہے۔اشعار دیکھیے:

جہاں خدا کی پہچان نورِ مصطفی سے ہوئی
ارض و سما کی تخلیق نورِ مصطفی سے ہوئی
وجود کائنات میں ہنگامہ ہائے زندگی
ذرے ذرے کی تخلیق ظہورِ مصطفی سے ہوئی۴۴۵ـہ

قوافی و ردائف کا درست استعمال شاعری کے حسنِ ابلاغ میں نکھار اور سنوار پیدا کرتا ہے ۔آزاد کشمیر کے شعرا نے بڑے اہتمام کے ساتھ قوافی اور ردائف سے ندرت اظہار کے مختلف پہلو نکال کر معنوی حسن اور جدت مفاہیم پید اکیا ہے۔ قوافی و ردائف کی خوش آہنگی مختلف ہستیوں کی لکھی گئی حمدوں اور نعتوں میں جابجا نظر آتی ہے ۔تمام ممکنہ قوافی و ردائف کے بہترین استعمال کی ترجمان سازی اپنے پورے جوبن پر ہے ۔ان کے لسانی شعور کی گہرائی اور وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے ہاں چھوٹے اور بڑے شعرا کی زمینوں میں بھی قوافی اور ردائف حمدیہ اور نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔موضوعات کی رنگا رنگی اور وسعت میں بھی وہ تمام ممکنہ قوافی و ردائف کو بڑی مہارت کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔مختصر اور طویل قوافی و ردائف کو معنویت عطا کر کے اور ان کے توسط سے اپنے طرز ادا کے جو مختلف دل کش،حسین و رنگین جلوے پیدا کیے ہیں۔وہ ان کی شعری ترتیب کے ساتھ ساتھ شعری عظمت پر دلالت ہے ۔ مختصر یہ کہ آزادکشمیر کے شعرا کی حمدوں اور نعتوں میں علم القوافی اور علم ردائف کے جملہ لوازم کی بھرپور رعایت ملتی ہے۔

۵/۲۴۔عمدہ تراکیب سازی :

دو الفاظ کو آپس میں ملانے کے لیے،"و" اور "زیر" کا استعمال کیا جائے تو ترکیب کہلائے گا۔ دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا مجموعہ ترکیب کہلاتا ہے۔ترکیب سے مراد دو الفاظ کو جوڑ کر تعلق پیدا کرنا ہے جس سے الفاظ ایک دوسرے سے پیوست ہو کر مفہوم ادا کرتے ہیں ۔ترکیب کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر سلیم اختر یوں رقم طراز ہیں :

''دو غیر متعلق الفاظ کو زیر کے ذریعہ سے جوڑ کر نیا لفظ بنا لینا استعارہ سازی کی مانند ترکیب تراشی بھی ذہن کی خلاقی کی مظہر ہوتی ہے ۔ترکیب کو رخ اسلوب کا خازہ سمجھنا چاہیے۔''۴۴۶؎

تراکیب کا استعمال شاعری کے اندر خوب صورتی، چاشنی اور رنگینی کو بڑھا دیتا ہے۔ حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے اندر تراکیب کا استعمال اردو شعری روایت کاحصہ رہا ہے ۔ آزاد کشمیر کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں تراکیب سازی کا استعمال خوب صورت انداز میں کیا گیا ہے۔ڈاکٹر عبد الرحمن عبد نے اپنے نعتیہ مجموعے "عرفان عبد" میں عمدہ تراکیب کا بہت زیادہ استعمال کیا ہے۔ عبد کی،امیر دلبراں، عزیز آشوب، سرور کون مکاں، شہہ دو جہاں، سطوط جہاں، ذار سفر، کار محال، لذت شام وصال، دارفنا، کارزار خاک کے علاوہ کئی عمدہ تراکیب کا استعمال کیا ہے۔ شعر میں رگِ حیات،رقصِ رواں،قلب ونظر اور برق تجلی جیسی عمدہ تراکیب کا استعمال کیا ہے:

یا رب رگِ حیات میں جب تک رقصِ جاں
قلب و نظر میں برقِ تجلی رواں رہے۴۴۷؎

پروفیسرمحمد اکرم طاہر نے ذیل کے شعر میں خوشبوئے وفا فارسی ترکیب کا عمدہ استعمال کرتے ہوئے عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔الطاف عاطف نے ذیل کے شعر میں حروفِ بیاں جیسی خوب صورت ترکیب کے استعمال سے اپنے کلام کو مزین کیا ہے۔اس کے علاوہ ان شعرا نے کئی اور بھی دل کش تراکیب کو اپنے کلام میں لایا ہے۔

میرے اشعار جو سانچے میں ڈھلے ہیں اُن میں
رنگ میرا ہے تو خوشبوئے وفا تیری ہے۴۴۸؎
میں ثنا گر لکھوں تو لکھوں کس طرح
سب قلم سب حروفِ بیاں ہیں ترے۴۴۹؎

محمد خالد کاشمیری نے فضل و کرم کے مترادف الفاظ کو مرکب عطفی کی ترکیب بنا کر شعر میں جمع کیا ہے ۔ترکیب کے استعمال کے باو جود شعر میں کوئی بوجھل پن پیدا نہیں ہوا ۔اکرم سہیل نے شاعری میں خوب صورت تراکیب کا استعمال کر کے معنی و مفہوم کا نیا جہاں وا کیا ہے۔شاعر نے اپنے دیس کے ظلم و ستم کے خاتمے کے لیے التجائیہ انداز اپنایا ہے:

ہر حال میں تیرا فضل و کرم ہے درکار
کوئی بار اٹھا نہیں سکتا تیری سزاؤں کا۴۵۰؎

اس عہد ظلم و ستم کا بھی خاتمہ ہو گا
ہمارے دیس میں کب امن اے خدا ہو گا۴۵۱؎

محمد عاصم چوہدری نے اپنے ان اشعار میں ”امروز و فردا، آب و گل، دستِ دعا، دستِ سوال، رگ و ریشہ، سازِ مخلوق اور جلوہِ خالق جیسی عمدہ تراکیب کا خوب صورت اور عمدہ استعمال کیا ہے:

جہاں آب و گل کی حقیقت کی جستجو کی میں نے
ذرہ سے بیاباں تک ہر چیز سے گفتگو کی میں نے
سازِ مخلوق کے ہر تار سے یہ آواز نکلی
جلوہِ خالق کو پانے کی آرزو کی میں نے۴۵۲؎

آذر عسکری کا کلام بھی خوب صورت تراکیب سے مزین ہےدست ِ دعا خوب صورت ترکیب کو خوب صورت انداز سے اپنایا ہےذکریا شاد نے جنبش تار نفس اور نغمہ خوانی جیسی بلند تراکیب کے استعمال سے کلام میں حسن پیدا کیا ہےمحمد رفیق بھٹی نے ایک ہی مصرعے میں ارض و سما،زماں و مکاں خوب صورت تراکیب کا استعمال کر کے پورا مصرعہ ہی مرکب عطفی بنا دیا ہے ۔

دئیے جس نے دستِ دعا اور دے گا
تجھے جس نے اب تک دیا اور دے گا۴۵۳؎

تیرے دم سے ہے جنبش تار نفس
میرا جینا نغمہ خوانی ہے تیری۴۵۴؎

خدا ارض و سماءخالق زماں ومکاں
کروں میں حمد تیری مجھ میں ایسی تاب کہاں۴۵۵؎

پروفیسر امین طارق قاسمی نے مالکِ دو جہاں ،مظہر نورِ خدا ،باغ دل کش ،گنبد گردوں،حسن یوسف،ؑ دم عیسیٰ ؑ اورید بیضاءکی تراکیب کا خوب صورت استعمال کیا ہے ۔

محمد مصطفی کو مظہر نورِ خدا کہیے
مدینے کے گلی کوچوں کو باغ دلکشا کہیے

جھوم رہا ہے گنبد گردوں ،ارض میں ہے روشن روشن
حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضاءلکھوں۴۵۶؎

سید رضوان حیدر بخاری نے اپنے حمدیہ و نعتیہ شاعری میں بھی جا بجا تراکیب کا استعمال کیا ہے۔ جہاں رنگ و بو،زینت عرش و فرش، ایامِ زندگی ، ابرِ رحمت ،جانِ جگر ، بوقتِ مرگ سکون قلب اور گل امید،بحرِ بیکراں اور روزِ محشر خوب صورت انداز کی تراکیب ہیں:

طلب دنیا کی مٹ جائے نبی کا عشق من بھائے
اسیر رنگ و بو کو اب اسیر والضحٰی کر دیں
میرا من اضطرابی ہے عجب اک بے قراری ہے

جہاں رنگ و بو سے مجھ کو مولا اب غنا کر
دیں۴۵۷؎

ڈاکٹر فیاض الحسن نے عالمِ رنگ وبو،گنبد آفاق اورشمعِ نجات جیسی اعلیٰ اور عمدہ تراکیب کے استعمال سے عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کیے ہیں۔حاجی محمد خلیل ڈڈیالوی نے اپنے اشعار میں سلامِ شوق، سنتِ ملائکہ، سنتِ رحمن، تخلیقِ دنیا، ساتھیِ رحمان، مختارِ کل، صاحب لولاک، محبوبِ خدا، رحمتِ دوجہاں جیسی تراکیب استعمال کی گئی ہیں جو کلام میں خوب صورتی کا باعث ہیں۔

عالمِ رنگ وبو میں آئی تیرے آنے سے بہار
گنبد آفاق میں جل اٹھی شمعِ نجات۴۵۸؎

فرشتے بھی پڑھتے ہیں اور ربِ کائنات بھی
یہ سنتِ ملائکہ بھی ہے سنتِ رحمن بھی ہے۴۵۹؎

سردار محمد فضل خاں شوق،ابوالکرم احمد حسین قاسم نے حمد و نعت میں وافر تراکیب کا استعمال کرتے ہوئے ا ردو شاعری باالخصوص اردو نعتیہ اور حمدیہ شاعری کا دامن وسیع کیا ہے ۔انھوں نے مختار کل،صاحب لولاک اورمحبوب خدا جیسی تراکیب کا استعمال کیا ہے:

اللہ نے آپ کو مختار کل بنا دیا
لولاک آپ ہیں صاحب لولاک آپ ہیں۴۶۰؎

جہاں یہ آج خوابیدہ ہیں محبوب خدا قاسم
تمنا ہے کہ اس میری نظر میں وہ مقام آئے۴۶۱؎

میجر رفیق جعفری نے نے تراکیب سازی کو سلیقے کے ساتھ شاعری کا حصہ بنایا ہے ۔ تراکیب سازی کے استعمال سے ان کا فن بھی مجروح نہیں ہوا۔نور بصیرت ،سرِ فاران ،سر میدان ، گلدستہ رحمت ، جان عصمت ،،مرکز ولایت، کون و مکان ،روز حساب، آتش دوزخ ،گستاخ رسالت ،جان جاں،، اور مہدی مدعود اور رہبر ،لوح و قلم ،زبان و لب کے ساتھ ساتھ زیرِ اور (و) واو دونوں سے تراکیب کا خوب صورت استعمال کیاہے۔اس شعر میں جہانِ رنگ وبوکو کس خوب صورت انداز میں بطور ترکیب استعمال کیا گیا ہے :

کن سے تو نے یہ جہانِ رنگ وبو پیدا کیے
چاند سورج اور ستارے چار سو پیدا کیے۴۶۲؎

طا ہر قیو م طا ہر اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں تر اکیب کا نہا یت عمدہ استعما ل کیا ہے ۔ جگہ جگہ مرکبات تراکیب کا استعمال کر کے شاعری کو خوب صورت کیا ہے۔ دل مضطر ، ھجوم عاشقاں ، شہر دو جہاں ، دراقدس ، نظر عنایت ، گنبد خِضرا،شاہ مدینہ ،شاہ امم، روح الامین ، میزان عقیدت، پیمانہ عقل ، شان نبی ، روضہ انور ، حیرات مقدر ، درانور، خاکِ راہ تلاش نقشِ کفِ پا، دیار پاک، کمال ضبط، محبوب خدا، شان خدا، مدح سرائی ، زائرکوئے جِناں ،ذکرِ آل مصطفی ،شاہ عرب ، طوافِ روضہ ئخیرالانام، درِ

دولت ، دولت الفت، خاک طیبہ،شنہشاہ دوعالم ، جلوہِ سبز گنبد ، اشک گوہر ، اشک ندامت، شان عطا ،عشقِ محمد ، دربارمنور ، احسان عظیم ، اصلِ دین، رفعت افلاک ،حجراسود ، وقت میزان، حب نبی، روز حشر، در نبی، اشک گوہر، جام کوثر، چشم کرم، شہر نبی، عالم دیوانہ، فیضان کرم، دربان مصطفیﷺ، تعظیم مصطفی ﷺاور فیضان کرم جیسی بے شمار تراکیب کو استعمال کیا ہےمر کب تر کیب کا نہا یت مناسب استعما ل کر کے کلام میں دلچسپی پیدا کی ہے ۔

گوہر بن جاتے ہیں آنسوؤں آکر ان کے قدموں میں
آؤ بہائیں اشک ندامت آکر ان کے قدموں میں۴۶۳ے

پروفیسر شفیق راجا نے ترکیب سازی کو بھی انتہائی احسن انداز میں برتا ہے ۔تراکیب سازی ان کے فن کا خاصہ ہے ۔ اشک رواں ،شوق زیارت ،ہجر مدینہ ،سرخیل مرسلیں ،سالار انبیاء،حامل قرآن ،تنویر طلب ،نگاہ لطف ،چشم بینا ،پیکرا خلاص جیسی تراکیب سازی کے استعمال سے اپنی شاعری کو چارچاند لگادیے ہیں۔گلزار حسین ساگرکے تیسرے شعر میں پہلا پورا مصرعہ مرکب عطفی بن گیا ہے ۔شاعر نے دو عطف کے ذریعے تین لفظوں کو باہم مربوط کیا ہے ۔تراکیب سازی کی مثالیں ملاحظہ فرمائیے :

دل جگر پیش کروں سود وزیاں پیش کروں
ان کی نعمت کے حضور اشک رواں پیش کروں
طہٰ بھی مدثر بھی کہیں ساقی تسنیم
تم پیکر اخلاص تمہی احسن تقویم۴۶۴ے

عطا کیجیے سوز و ساز و محبت
اے فریاد آقا نبی یانبی۴۶۵ے

پروفیسر سید مقصود حسین راہی نے عارض خنداں، نور نکہت، درد رنج اولم کے علاوہ کئی عمدہ تراکیب کا استعمال کی ہے۔ مثال کے طور پر ذیل کے اشعار دیکھیے کس طرح عمدہ تراکیب بلبل و کوئل ، تیہو وفاختہ،نعتِ احمد نبی،برگِ گلِ تارِ نقشِ زمیں و زماں،نغمہ زنِ کا خوب صورت استعمال کیا ہے ۔ پورا شعر ہی تراکیب میں آگیا ہے۔

بلبل و کوئل تیہو وفاختہ
نعتِ احمد نبی کرتے ہیں جا بجا
برگِ گلِ تارِ نقشِ زمیں و زماں
سر بسر نغمہ زنِ اس کے مدحت سرا۴۶۶ے

پروفیسربشیر مغل کی حمدیہ و نعتیہ شاعری میں،نقش کف پا، مرکز دیدہ و دل، کشت لالہ و گل، فریب ہوس،، مسرور ثقلین، فراز و پست، تاج شیاں، مہروں انجم، گلشن ایجاد کے علاوہ کئی تراکیب موجود ہیں۔ بشیر صرفی کے کلام میں جنبش لب، مظہر گل، فخر یزداں، بعث افلاک، کاسہ جاں اورجہان آب گل کے علاوہ خوب صورت تراکیب وافر مقدار میں موجود ہیں۔

ضیاءالحسن ضیاء نے رسیم کہن، کشت تمناءاور جبیں ہستی کے علاوہ بے شمار تراکیب کا استعمال کیا ہے۔ محمد نذیر مسکین کی زلف عنبر، خانہ نگاہ، محو نعت، آبروئے کائنات،رشید چغتائی کی باغ جنت، نقش پا، حسن سیرت اورمحمدخلیل ثاقب کی کو اکب عرش، واقف اسرار، روح رواں، حورو ملک، نور سحر، در مصطفی عمدہ تراکیب ہیں۔پروفیسر عبدالحق مراد نے کس خوب صورتی کے ساتھ تراکیب کا عمدہ استعمال کیا ہے۔انھوں نے سنبل و ریحان، نیلم و یاقوت، مرغزار وکھیت، ریگ و نخلستان، حسرت و ارمان، عجزو مہر ووفا، ارض وسما،عرب وعجم کے ساتھ ساتھ دل کش تراکیب کا استعمال کیا ہے۔

سیدہ حنا بابر علی کی روحِ رواں ،رگ ِجاں،شہرِ د ونیم ، پسِ پردہ، پردہ نشیں، فصلِ گل، تصور ِجاناں،جانِ ِالفت ، سوز ِنہاں اورخان محمد بدر چوہان پونچھی کی شعر و سخن اور جانِ جہاں کے علاوہ کئی اہم تراکیب کا عمدہ استعمال کر کے احساس،فکر ،خیال یا تجربہ کو شعری پیکر میں ڈھل کر الفاظ کے ڈھانچے کی تشکیل میں مطابقت ومناسبت ،موزونیت اور معنوی گہرائی و گیرائی کا خاص خیال رکھا ہے۔

زاہد کلیم کی حمدوں اور نعتوں میں الفاظ اور تراکیب کا دروبست حسن و وقار کا پیکر عطا کرتا ہے۔انھوں نے اپنی نعتیہ مسدس” روح انقلاب“ میں لگ بھگ چار سو تراکیب کا استعمال کیا ہے جو ان کی فنی مہارت اور پختگی کا ثبوت ہے۔ذیل کے شاعری میں بھی انھوں نے جسیحونِ انتشار،ایوانِ اتحاد،رحل البل اورقصرِ قدامت جیسی تاریخی تراکیب کا استعمال کیا ہے:

ہر تحت کو منیارہ عظمت بنا دیا
رحل البل کا قصرِ قدامت گرا دیا۴۶۷؎

یہ تو صرف چند مثالیں ہیں ان کے علاوہ شعرا کشمیر نے بے شمار تراکیب کو عمدگی سے اپنے حمدیہ اور نعتیہ کلام میں برتا ہے ۔ آزادکشمیر کے شعرا نے اپنے جذبات کی شدت ،احساس کی گہرائی ،فکر کی پروز،مشاہدوں کی ہمہ جہتی ،کیفیت کی انتہا ،تجربوں کی وسعت اور واردات قلبی کی رسائی میں عمدہ تراکیب کے استعمال میں حتی الامکان کوشش کی ہے جو ان کی فنی مہارت کا ثبوت ہے ۔ کچھ تراکیب روایتی ہیں اور بعض تراکیب میں جدت ہے۔انھوں نے اپنی حمدوں اور نعتوں میں عربی اور خاص طور پر فارسی تراکیب کا استعمال کر کے حسن اور چاشنی پیدا کی ہے ۔فارسی ،اردو ، ہندی اور کئی دوسری زبانوں کی عمدہ تراکیب کا نہایت سلیقہ مندی سے استعمال کیا ہے۔ تراکیب کا چناؤ بھی درست ہے اور بندش بھی بہترین ہے۔

آزاد کشمیر میں اردو حمد و نعت کی تاریخ سے لے کر آج تک اردوحمد و نعت کے فن میں اتار چڑھاؤ آتا رہا ہے۔شعرا کی اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری فنی لوازمات کے مختلف مراحل سے اب تک اپنی فنی تاریخ مرتب کرتی آئی ہے ۔موضوعات ِفن میں روایت کے ساتھ ساتھ جدت اورتنوع ہے۔ آزاد کشمیرکے شعرا نے اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم کی

جملہ صفات کو حمد اور نعت کے پیرائے میں بیان کیا ہے ۔تخلیق حمد و نعت کے دوران تخیل کی پرواز کو شرعی اور شعری حدود و قیود کے اندر رکھا ہے ۔فنی لحاظ سے تمام محاسن شعری کے استعمال کے سے حمدیہ و نعتیہ کلام کی دل کشی اور تاثیر میں حد درجہ اضافہ ہوا ہے ۔لب و لہجہ کی چاشنی ،فنی خوبیوں اور والہانہ پن سے شعرا نے حمدیہ اور نعتیہ کلام کے پرکیف نمونے پیش کیے ہیں ۔تمام تر نازک خیالی کے باوجود ادب و احترام کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پایا۔ خدا اور حب رسول ﷺکے پاکیزہ جذبوں کا اظہار مختلف پیرائیوں اور ہیئتوں میں کیا ہے۔ ان کی حمدوں اور نعتوں میں پر خلوص جذبوں کی ترجمانی بہترین اشعار کی صورت میں اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ موجود ہے جو ان کی فنی چابک دستی اور فنی مہارت پر دلالت کرتا ہے ۔صنائع و بدائع ،الفاظ ،تراکیب ،محاورات اور دیگر فنی مہارت کا ایسا استعمال ملتا ہے جس سے ان کی حمدوں اور نعتوں میں ایک قسم کی کشش اور وجد آفرین و سرور پیدا کرتا ہے ۔ لفظی و معنوی محاسن کا التزام موجود ہے ۔ زبان اور بیان کی نزاکتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔

ان کے اشعار میں شوکت الفاظ و تراکیب،معنی آفرینی ،ندرت بیان ،عجز و فروتنی اور وفور عقیدت کی جگمگاہٹ محسو س ہوتی ہے ۔خیال کی ترسیل کے لیے انھوں نے تمام تلازمات ،شعری لوازمات اور علم عروض کا خیال رکھا ہے ۔ قوافی وردائف کی ندرت ، فن کی تازہ کاری ،لفظیاتی مرصع سازی اور فکری طہارت کے گلاب کھلائے ہیں ۔شعری بنت پر پوری توجہ کے ساتھ ساتھ متن سخن کو بھی درجہ استناد سے کم نہیں ہونے دیا۔مضامین و موضوعات کا تنوع،تکنیک ، ساختیات اور لسانی تجربے کے اعتبار سے اہم ہے ۔ چھوٹی بڑی تمام بحروں کا استعمال موجود ہے۔ فنی حسن سے مزین تمام اردوحمدیہ و نعتیہ کلام کا ایک ایک لفظ کیف سرمدی کے آب مقدس میں ڈوبا ہوا ہے۔حمد و نعت کے الفاظ شایان و شان ہیں۔ فنی باریکیوں و حوالوں کا باقاعدہ التزام و اہتمام دکھائی دیتا ہے۔ مختصر یہ کہ آزاد کشمیر کے شعر ا نے اردو حمد و نعت کے ابلاغ کے لیے تمام فنی خصوصیات کو مدنظر رکھ کر عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے۔ فکر و فن کی پختگی ،بے ساختگی،روانی،جدت الفاظ و معانی کی قادرالکلامی ،ذہنی پختگی اور تخلیقی حسن نے ان کے کلام کو پر تاثیر بنایا ہے ۔ اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے فروغ اور شعری ذوق کی بے داری میں نمایاں اور قابل فخر کردار اپنی پوری آب وتاب سے جلوہ افروز ہے۔

حوالہ جات

۱۔ رشید احمد صدیقی،جدید غزل،اردو اکیڈمی، کراچی،۱۹۷۹ءص ۲۴

۲۔ کلیات میر،ص۳۲۱

۳۔ رزی جے پوری،جواہر النعت،کراچی،۱۹۸۱ء،ص۶۲

۴۔ ڈاکٹر مولا بخش،حمد و نعت کی شعریات،مشمولہ، نعت رنگ،مرتب سید صبیح الدین رحمانی،شمارہ۶۲،سن ۲۰۱۶ء،ص ۱۱۱

۵۔ تنویرپھول، حمدو نعت میں الفاظ کا مناسب استعمال،مشمولہ نعت رنگ،مرتب سید صبیح الدین رحمانی،شمار ہ ۲۴،سن ۲۰۱۴، ص ۲۱۹

۶۔ ڈاکٹرابواللیث صدیقی،فلیپ،مشمولہ ،نعت رنگ،مرتب سید صبیح الدین رحمانی،شمارہ۲۶،سن ۲۰۱۶،ص ۱۱۱

۷۔ ڈاکٹرریاض مجید ،اردو میں نعت گوئی،اقبال اکادمی پاکستان،لاہور،۱۹۹۰،ص ۳۸

۸۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص ۵۱

۹۔ سید سعید احمد بخاری،میراثِ بزرگان،بشارت پرنٹنگ پریس، مظفرآباد ۱۹۹۹ءص ۴۶

۱۰۔ خان محمد بدر چوہان،گلزار وطن ،الشمس فوٹو اسٹیٹ ،حویلی کہوٹہ ،۲۰۱۷ءص ۲۱

۱۱۔ بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،افضل پور،۱۹۹۴ء،ص ۲۸

۱۲۔ محمد شفیق انجم،تو کون ہے،ایگل کمپیوٹر ،میرپور ،۲۰۰۱ء،ص۱۸

۱۳۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص ۴۷

۱۴۔ سیدمسعود اعجاز بخاری،اس عہد کے ابرہہ کے لشکری،مجلس تحقیق فکرو فلسفہ، میر پور،۲۰۰۳،ص ۴۵

۱۵۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی، اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۸۲

۱۶۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز ، راول پنڈی،س۔ن،ص ۱۵

۱۷۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوجِ دار،۲۰۱۰ء،ص ۶۲

۱۸۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۷۷

۱۹۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز ، راول پنڈی،س۔ن،ص۵۲

۲۰۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص ۱۴۵

۲۱۔ ڈ اکٹرنثارحسین ہمدا نی،چنار،چاندنی ا ورچنبلی،الشیخ پرنٹر ،مظفرآباد، ۱۹۹۳،ص۲۱

۲۲۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی، اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۸۲

۲۳۔ خواجا محمد گلزار عاجل،دشت میں گلزار،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۱۸ء،ص۱۶

۲۴۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص ۱۴۵

۲۵۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر، لاہور،۲۰۱۶ء،ص۲۱

۲۶۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵،ص ۶۹

۲۷۔ پروفیسرصاحبزادی انور کوثر،نعت ،مشمولہ ،پربت ،مظفرآباد،۲۰۰۱ء،ص ۲۲

۲۸۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر ،لاہور،۲۰۱۶ء،ص ۶۸

۲۹۔ شفیق راجا،لفظ کا کاجل،طلوع ادب باغ ،۲۰۱۷ءبار دوم،ص۲۰

۳۰۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۵۰

۳۱۔ اسلم راجا، نعت ،مشمولہ،نعت کا سفر ازپروفیسر شفیق راجاادارہ نکس،میرپور،۲۰۱۵،ص۲۸۸

۳۲۔ بشیر احمد مغل،لعل و گہر،ص۱۵

۳۳۔ زاہد کلیم ،روح بو تراب، غیر مطبوعہ کلام

۳۴۔ طاہر قیوم طاہر، گلدستان عقیدت،۲۰۱۹،ص۲۳

۳۵۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۴

۳۶۔ آزر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،مظفرآباد،۱۹۷۶ء،ص۱۱

۳۷۔ ڈاکٹرمزمل حسین، علمِ بیان وبدیع کی مباحث،سنگِ میل پبلی کیشنز ،لاہور،۲۰۱۱،ص ۴۷

۳۸۔ حاجی سیدرضوان حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ص ۵۱

۳۹۔ حاجی سیدرضوان حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ص ۳۹

۴۰۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷، ص ۱۰۳

۴۱۔ امین طارق قاسمی،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج، میرپور،۲۰۱۴ء،ص۲۰

۴۲۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص ۳۵

۴۳۔ علی محمد فرشی،غاشیہ،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۶،ص۵

۴۴۔ تنویر اختر ناز،نازیات،کاشر پبلشرز ،میرپور،۲۰۱۳، ص۱۲

۴۵۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص ۷۹

۴۶۔ طاہرقیوم طاہر،اظہارالفت، کتا بستا ن بک گیلری ، لاہور،۲۰۱۴،ص۷

۴۷۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۹۳

۴۸۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۴۴

۴۹۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۳۷

۵۰۔ مدثر یوسف پاشا،ماہنامہ، دستک، بھمبر،اکتوبر ۲۰۱۷،ص۲۱

۵۱۔ ابراہیم گل ،غیر مطبوعہ کلام

۵۲۔ احمد شمیم،ریت پر سفر کا لمحہ،عکسی پبلشرز ،اسلام آباد،۱۹۹۸،ص۱۳

۵۳۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۲۷

۵۴۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۴۲

۵۵۔ محمد یعقوب شائق،نعت، مشمولہ،نعت کا سفر از پروفیسر شفیق راجا،ادارہ نکس، میرپور،۲۰۱۵،ص ۴۰۶

۵۶۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸،ص ۴۶

۵۷۔ سیدمقصود حسین راہی، سوزدروں،اظہار سنز پرنٹرز، لاہور ،س۔ن ،ص ۳۶

۵۸۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص ۶۱

۵۹۔ محمد افضل ضیائی ،میرے خواب زنجیریں،مکتبہ جدید پریس ،میرپور ،ص ۱۰

۶۰۔ پروفیسر انور جمال ،ادبی اصطلاحات ،سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۱۱،ص ۱۷

۶۱۔ محمد یاسین ،غیر مطبوعہ کلام

۶۲۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص ۸۶

۶۳۔ کلام قاضی رفیع اللہ ہاجر، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۴۰۴

۶۴۔ عبدالعزیز علائی، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۲۰۴

۶۵۔ افتخار مغل،انکشاف،طیبہ پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۳،ص۱۴

۶۶۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴ءص۲۴

۶۷۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۲۷

۶۸۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ،راول پنڈی،۲۰۱۷،ص۴۶

۶۹۔ اسلم راجا ،نعت ،مشمولہ،،نعت کا سفر از پروفیسرشفیق راجا،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۴۰۸

۷۰۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۲۸

۷۱۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳، ص ۳۶

۷۲۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳ص ۳۶

۷۳۔ حُر کاشمیری،غیر مطبوعہ

۷۴۔ ظہور حسین بناہی ،اشک اشک،کاشر پبلشرز، میرپور،۲۰۰۸ء،ص ۱۱

۷۵۔ سلطان محمود سلطان، سو ززیست، ضیاءالقرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۴، ص ۱۲

۷۶۔ پروفیسرمحمد رفیق بھٹی ، لہو نگر ہ پنجاب پبلی شرز، میرپور،۱۹۹۷ء،ص ۸

۷۷۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص ۸۸

۷۸۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص ۱۱۵

۷۹۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۱۷

۸۰۔ پروفیسر انور جمال ،ادبی اصطلاحات ،نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد ۲۰۱۷ءص۲۳

۸۱۔ میجر رفیق،جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷، ص ۲۸

۸۲۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۳۹

۸۳۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۷

۸۴۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۲۱

۸۵۔ ساجد محمود ساجد،آنکھیں صحرا ہوئیں،عرفان رشید پرفیکٹ ملٹی میڈیا ،لاہور ،۲۰۰۵ء،ص ۷

۸۶۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷،ص ۴۳

۸۷۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۱،ص۲۱

۸۸۔ امین طارق قاسمی،مالا میں دھاگہ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴،ص۲۳

۸۹۔ کلام مرزا عبدالروف حسرت ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۴۳۷

۹۰۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵ءص ۱۶

۹۱۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص ۳۹۰

۹۲۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ء،ص ۵۸

۹۳۔ راجا صفدر حیات خاکسار ،کہکشاں کے جھرمٹ مینکشمیر کمپیوٹر، مظفرآباد، ۲۰۰۹،ص ۳۴

۹۴۔ مشتاق شاد،نمبل،شرکت پریس ،لاہور،۱۹۹۶،ص۱۱

۹۵۔ محمد یعقوب شائق، حمد، مشمولہ،قندیل،گورنمنٹ کالج برائے طالبات باغ،۱۹۹۵،ص۹

۹۶۔ احمد شمیم،ریت پر سفر کا لمحہ،عکسی پبلشرز ،اسلام آباد،۱۹۹۸،ص۱۴

۹۷۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب، لاہور،۲۰۰۵،ص۲۴

۹۸۔ پروفیسر ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر،غیر مطبوعہ

۹۹۔ نیاز سبحانی،مرگ آرزو،الحرمین پریس ،لاہور،۲۰۰۳ء،ص ۱۲

۱۰۰۔ حفیظ شاکر،کرب آرزو،فیض السلام پرنٹنگ پریس ،راول پنڈی،۱۹۹۶،ص۳

۱۰۱۔ پروفیسر جان محمد آزاد،غیر مطبوعہ

۱۰۲۔ پروفیسر محمد سعید ثاقب،نعت،مشمولہ،سروش گولڈن جوبلی نمبرمیرپور ۱۹۹۶ءص۲۶۲

۱۰۳۔ مصنف خان اسحاب ، نگار ستان ، رحمان مارکیٹ اردو بازار، لاہور ،ص ۱۶۱

۱۰۴۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷،ص ۲۵

۱۰۵۔ خواجہ محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنزمیرپور،۲۰۰۶ءص ۴۳

۱۰۶۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۲۲

۱۰۷۔ کلام حاجی محمد خلیل ڈڈیالوی،مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۲۴۹

۱۰۸۔ کلام ایم ۔ ایم عاصی ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۱۹

۱۰۹۔ کلام مرزا عبدالروف حسرت ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۴۷۳

۱۱۰۔ محمد اکرم طاہر،شام کی دیلیز ،یاسر کمپو زنگ ،لاہور،س۔ن،ص ۱۹

۱۱۱۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،شبستان نظم و غزل ،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۶ء،ص ۱۰

۱۱۲۔ بشیر چغتائی،رستہ بہت کٹھن ہے،ادارہ نکس، میرپور،۲۰۱۰، ص ۱۸

۱۱۳۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات ، فیصل آباد،۲۰۱۳ء،ص ۳۳

۱۱۴۔ پروفیسرمحمد رفیق بھٹی ، لہو نگر ہ ،پنجاب پبلشرز، میرپور،۱۹۹۷ء،ص ۸

۱۱۵۔ امین طارق قاسمی،مالا میں دھاگہ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج ،میرپور،۲۰۱۴ء،ص ۲۰

۱۱۶۔ میجررفیق جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۳۶

۱۱۷۔ سید قاسم سیلانی، سفر سرائے اور سیلانی، کشمیر کلچرل اکیڈمی ،مظفرآباد، ۲۰۱۰،ص۱۴

۱۱۸۔ سید مقصود حسین راہی، سوزدروں،اظہارسنز پرنٹرز، لاہور ،ص۴۹

۱۱۹۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۲۱

۱۲۰۔ فیصل محمودتتلیوں کے شہر میں ،علم و عرفان پبلشرز لاہور ،۲۰۰۴،ص۱۸

۱۲۱۔ آزر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،مظفرآباد،۱۹۷۶ء،ص۱۱

۱۲۲۔ حُر کاشمیری،غیر مطبوعہ

۱۲۳۔ حاجی محمد حسین،عجیب وغریب خواب ،الراہی پریس بھمبر،۲۰۰۳ء،ص ۸

۱۲۴۔ ڈاکٹرسلیم اختر ،تنقیدی اصطلاحات ،سنگ میل پبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۱، ص ۲۲۲

۱۲۵۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنزمیرپور،۲۰۰۶،ص ۷۷

۱۲۶۔ سلمان رفیق،خواب سے آگے کا منظر،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴ء،ص ۲۵

۱۲۷۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴،ص۱۲

۱۲۸۔ سلطان محمد سلطان،ازہار،سلطان بک کارنر،میرپور ،۲۰۰۸ء،ص ۷

۱۲۹۔ کلام مرزا عبد الروف حسرت، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۴۷۳

۱۳۰۔ سید رضوان حیدر رضی،مضرابِ آرزو،نیو آرٹ مین پرنٹرز راول پنڈی ، ۲۸

۱۳۱۔ بوٹا خان راجس ،میٹھا میوہ، عبدالرحمن پرنٹرز، القلم اسلام آباد، ۱۹۹۵، ص ۳۳

۱۳۲۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳ء،ص ۵۰

۱۳۳۔ سید مقصود حسین راہی، خون جگر، اظہار سنز پرنٹرز، لاہور،ص۹۲

۱۳۴۔ مشتاق شاد،نمبل،شرکت پریس،لاہور،۱۹۹۶ء،ص ۱۷

۱۳۵۔ فیصل محمود،تتلیوں کے شہر میں،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور ،۲۰۰۴،ص ۱۸

۱۳۶۔ منور احمد قریشی،دہلیز شب، اتفاق پریس ،مظفرآباد ، ۲۰۰۰ء، ص۱۴۲

۱۳۷۔ شیبا خان انمول، اک دیا سا جلا دیا تو نے، خزینہ علم وادب، لاہور،، ۲۰۰۵ءص۱۵

۱۳۸۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب، لاہور،۲۰۰۵،ص ۲۱

۱۳۹۔ بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،میرپور،۱۹۹۴ء،ص ۳۷

۱۴۰۔ پروفیسرانور جمال ، ادبی اصطلاحات، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱، ص ۱۶۸

۱۴۱۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۶۶

۱۴۲۔ محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶ءص ۱۴

۱۴۳۔ ساجد محمود ساجد،آنکھیں صحرا ہوئیں،عرفان رشید پرفیکٹ ملٹی میڈیا ،لاہور ،۲۰۰۵، ص ۸

۱۴۴۔ سید رضوان حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز، راول پنڈی، ص ۱۷

۱۴۵۔ کلام قاضی رفیع اللہ ہاجر ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۴۰۴

۱۴۶۔ جہانگیر احمد عامر،میرا مسیحا میرا قتل،گلوبل کمپیوٹر، میر پور،س۔ن،ص۱۷

۱۴۷۔ جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلشرز،لاہور ،۲۰۱۴ء،ص۱۳

۱۴۸۔ الطاف عاطف، ،جھیل کا چاند،مہلب پبلیشنگ ہاؤس ، بلوچستان، ۲۰۱۲،ص۴

۱۴۹۔ نازمظفرآبادی،حرف آشنا ،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد ،۲۰۱۷،ص۳۷

۱۵۰۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۰۱ء،ص ۱۸

۱۵۱۔ محمد رفیق بھٹی ، لہو نگر ، الحمد پبلشرز، میرپور،۱۹۹۷، ص ۲۲

۱۵۲۔ ہاجرہ کیانی،امید بہار،اے۔ٹو۔زیڈ پرنٹنگ، میرپور،۲۰۱۰ء،ص ۱۳

۱۵۳۔ کلام ذوالفقار علی کھوکھر، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۲۸۳

۱۵۴۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ،راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۲۸

۱۵۵۔ بوٹا خان راجس ،میٹھا میوہ، القلم پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء،ص ۳۱

۱۵۶۔ بشیر مغل، دھواں دھواں کشمیر، ایس ٹی پرنٹرز ،راول پنڈی،س۔ن،ص ۵

۱۵۷۔ پروفیسرسیدمقصود حسین راہی، سوزدروں،اظہار سنز پبلشرز،لاہور، ۲۰۱۱ء،ص ۴۰

۱۵۸۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص۵۷

۱۵۹۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۲۶

۱۶۰۔ منور احمد قریشی،دھلیز شب، اتفاق پریس ،مظفرآباد ، ۲۰۰۰ء، ص۱۴۲

۱۶۱۔ حُر کاشمیری،غیر مطبوعہ

۱۶۲۔ سید محمد سعید بخاری،میراث بزرگان،بشارت پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۹۹۹۱،ص۲۳

۱۶۳۔ سیدعابد علی عابد ،البدیع،سنگ میل پبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۱،ص۱۰۲

۱۶۴۔ خواجہ محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۲۶

۱۶۵۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۲۷

۱۶۶۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص ۶۰

۱۶۷۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص ۱۰۵

۱۶۸۔ پروفیسرمحمد رفیق بھٹی ، لہو نگر ،الحمد پبلشرز، میرپور،۱۹۹۷، ص ۲۲

۱۶۹۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ، لاہور،۲۰۱۲، ص ۴۱

۱۷۰۔ امین طارق قاسمی،مالا میں دھاگہ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج ،میرپور،۲۰۱۴،ص۲۲

۱۷۱۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص۸۶

۱۷۲۔ محمدشاہپال طاہر،چاہت اس پری کی،صوفی سنز پبلشرز ، کوٹلی،۲۰۰۵ء،ص۲۱

۱۷۳۔ کلام محمد اقبال میر، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۴۳۴

۱۷۴۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹرا اینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص ۸

۱۷۵۔ پروفیسر محمد یعقوب شائق ،نعت ،مشمولہ،،نعت کا سفر،ازپروفیسر شفیق راجا،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۴۰۶

۱۷۶۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز ، راول پنڈی،س۔ن،ص ۸۳

۱۷۷۔ نصراللہ خان ناصر،غیر مطبوعہ

۱۷۸۔ پروفیسرمسز انور کوثر،نعت،مشمولہ،شعرا ئے کشمیر ،پروفیسر صغیرآسی ،الفضل کتاب گھر میرپور،۱۹۹۳،ص۱۳۷

۱۷۹۔ سید محمد سعید بخاری،میراث بزرگان،بشارت پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۱۹۹۹،ص۱۴

۱۸۰۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۵۹

۱۸۱۔ جواد جعفری،احتجاج،ادارہ تحقیقات اسلامی، مظفرآباد،۱۹۹۴،ص ۱۱

۱۸۲۔ پروفیسرسید مقصود حسین راہی،صہبائے عشق،،اظہار سنز پرنٹر ،لاہور ،ص ۲۴

۱۸۳۔ واحداعجازمیر،آواگون،نواب پبلی کیشنز،راول پنڈی، ۲۰۱۵ ،ص ۲۴۵

۱۸۴۔ پروفیسر انور جمال ، ادبی اصطلاحات،نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، چہارم، ۲۰۱۷ء،ص ۱۳۰

۱۸۵۔ سید رضوان حیدر بخاری السیفی ،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ بردرز پبلی کیشنز راول پنڈی ،ص ۳۵

۱۸۶۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۳۵

۱۸۷۔ عبدالرزاق بے کل،راز و نیاز ،آفسٹ پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد ،۲۰۰۳ء،ص ۱۷

۱۸۸۔ ساگر کا شمیری ،ادھورے سپنے ،کا شر پبلشرز ، میرپور ، ۱۹۹۹ء،ص ۱۴

۱۸۹۔ یاسر عباس،شام ہوگئی آخر،الغازی پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۷،ص۱۳

۱۹۰۔ اکرم سہیل ،نئے اجالے ہیں خواب میرے،جمہوری پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۱۶ ،ص۱۶

۱۹۱۔ کلام مرزا محمد یعقوب گورکانی ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص ۴۷۴

۱۹۲۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات ،فیصل آباد، ۲۰۱۳ ،ص۱۴

۱۹۳۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ ،لاہور،۲۰۱۲، ص ۲۷

۱۹۴۔ کلام محمد اقبال میر ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۴۳۴

۱۹۵۔ کلام خواجہ برکت علی عاصی،مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۲۷۳

۱۹۶۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمدﷺ سے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷ءص۳۴

۱۹۷۔ بوٹا خان راجس ،میٹھا میوہ، القلم پبلشرز، اسلام آباد، ۱۹۹۵ء،ص۳۲

۱۹۸۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵،ص۸۵

۱۹۹۔ عطاءراٹھور عطار،غیر مطبوعہ

۲۰۰۔ بشیر مغل ، گرداب، عظیم اللہ بھٹی پرنٹرز ، میرپور، ص۱۲

۲۰۱۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰ص۳۴

۲۰۲۔ پروفیسرسید مقصود حسین راہی، سوزدروں، اظہار سنز پرنٹر، لاہور۲۰۱۱ء،ص۳۸

۲۰۳۔ محمد یعقوب شائق، حمد، قندیل،گورنمنٹ کالج برائے طالبات باغ،۱۹۹۵ء،ص ۲۳

۲۰۴۔ محمد خان نشتر،لمحات نشتر،نیلم پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۲۰۰۱ء،ص ۱۵

۲۰۵۔ احمد شمیم،ریت پر سفر کا لمحہ،عکسی پبلشرز ،اسلام آباد،۱۹۹۸

۲۰۶۔ سیدعابد علی عابد ، البدیع، سنگ میل پبلی کیشنز ، لاہور، ۱۱۰

۲۰۷۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص ۳۸۱

۲۰۸۔ ایاز احمد عباسی،نعت ،مشمولہ،نعت کا سفرازپروفیسرشفیق راجا،،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ءص ۴۱۶

۲۰۹۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۰۵

۲۱۰۔ ساگر کا شمیری ،ادھورے سپنے ،کا شر پبلشرز ، میرپور ، ۹۹۹۱ء،ص ۴۱

۲۱۱۔ سلطان محمد سلطان،ازہار،سلطان بک کارنر،میرپور ،۲۰۰۸ء،ص ۲۵

۲۱۲۔ سید رضوان حیدر رضی،مضرابِ آرزو،نیو آرٹ مین پرنٹرز ،راول پنڈی ،ص۴۵

۲۱۳۔ علی محمد فرشی،غاشیہ،پورب اکادمی،اسلام آباد۲۰۱۶ء،ص ۳۴

۲۱۴۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اےکےبی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۴

۲۱۵۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸، ص۷۰

۲۱۶۔ محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶ءص، ۱۵

۲۱۷۔ محمد شفیق انجم،تو کون ہے،ایگل کمپیوٹر ،میرپور ،۲۰۰۱ء،ص ۲۴

۲۱۸۔ ظفر اقبال طاہر ،نعت ،مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۳۶۶

۲۱۹۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۲۸

۲۲۰۔ مسعود ساگر،ورا،الریاض ،پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۹ءص ۱۸

۲۲۱۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۷۸

۲۲۲۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۴۸

۲۲۳۔ پروفیسرسید مقصود حسین راہی، سوزدروں، اظہار سنز پرنٹر، لاہور ۲۰۱۱ء،ص ۲۳

۲۲۴۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص ۲۰

۲۲۵۔ افتخار مغل،انکشاف،طیبہ پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۳،ص۲۱

۲۲۶۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد،سرشاخ خیال،نیو یارک انجمن ترقی،نیویارک،۲۰۱۰، ص ۱۲

۲۲۷۔ بشیر مغل،شہر دربدراں،کاشر پبلشرز ،میرپور،۲۰۰۳، ص ۳

۲۲۸۔ منصف خان سحاب ، نگارستان، گنج شکر پرنٹرز، ۲۰۰۴،ص۱۳

۲۲۹۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص ۴۳۳

۲۳۰۔ بشیر چغتائی،رستہ بہت کٹھن ہے،ادارہ نکس، میرپور،۲۰۱۰ء،ص ۱۸

۲۳۱۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۱ء،ص۲۴

۲۳۲۔ رضوانہ خان،تجھے دیکھنے کے بعد،ریاض پرنٹر،بھمبر،۲۰۰۸ء،ص ۱۱

۲۳۳۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۳

۲۳۴۔ کلام مفتی شمس الدین شمس بخاری ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۴۵۴

۲۳۵۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص۲۶

۲۳۶۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۳۹۷

۲۳۷۔ عطاءراٹھور عطار،غیر مطبوعہ

۲۳۸۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۱،ص۱۶

۲۳۹۔ جاوید الحسن جاوید،محبت پھول کی مانند ،نیلم پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۴، ص ۱۰

۲۴۰۔ مشتاق شاد،نمبل،شرکت پریس،لاہور،۱۹۹۶ء،ص۱۷

۲۴۱۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۲۵

۲۴۲۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص ۶۰

۲۴۳۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۱۰۲

۲۴۴۔ سید حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ،ص ۲۴

۲۴۵۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۱ء،ص ۱۷

۲۴۶۔ محمد اکرم طاہر،شام کی دیلیز ،یاسر کمپو زنگ ،لاہور،س۔ن،ص ۱۹

۲۴۷۔ تنویر اختر ناز،نازیات، کاشر پبلشر ز ،میرپور،۲۰۱۳ء،ص ۹

۲۴۸۔ محمدشاہپال طاہر،چاہت اس پری کی،صوفی سنز پبلشرز، کوٹلی،۲۰۰۵،ص۲۴

۲۴۹۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ،راول پنڈی،۲۰۱۷،ص ۳۶

۲۵۰۔ طاہرقیوم طاہر، گلستانِ عقیدت، ۲۰۱۹،ص۳۲

۲۵۱۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص ۳۷۶

۲۵۲۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۳۲

۲۵۳۔ حمید ممتاز،خواجا ،چند سائے،پرنٹنگ ایونیو ہاوس ،راول پنڈی ،۲۰۰۹،ص۱۳

۲۵۴۔ سید محمد سعید بخاری،میراث بزرگان،بشارت پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۱۹۹۹،ص۴۷

۲۵۵۔ بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،میرپور،۱۹۹۴ء،ص ۱۷

۲۵۶۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸،ص۱۳۰

۲۵۷۔ پروفیسرسید مقصود حسین راہی، سوزدروں، اظہار سنز پرنٹر، لاہور،۲۰۱۱ء،ص۳۸

۲۵۸۔ اعجاز نعمانی،کہے بغیر،رمیل ھاؤس آف پبلی کیشنز،راول پنڈی ،۲۰۱۹ء،ص ۲۱

۲۵۹۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵،ص ۶۹

۲۶۰۔ نازمظفرآبادی،حرف آشنا ،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد ،۲۰۱۷،ص ۳۱

۲۶۱۔ سید عابد علی عابد ، البدیع، سنگ میل پبلی کیشنز ، لاہور، ۲۰۱۱،ص۲۱۷

۲۶۲۔ نوید قمر ،محبت کم نہیں ہوگی،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۷ء،ص۱۸

۲۶۳۔ پروفیسرعبدالحق ، مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ءص۲

۲۶۴۔ بوٹا خان راجس ،میٹھا میوہ،، القلم پبلشرز،اسلام آباد، ۱۹۹۵ء،ص ۲۱

۲۶۵۔ سید رضوان حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ،ص۱۷

۲۶۶۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸،ص ۲۶

۲۶۷۔ منور احمد قریشی،دھلیز شب اتفاق پریس ،مظفرآباد ، ۲۰۰۰ء ، ص۱۴۲

۲۶۸۔ نصر اللہ خان ناصر ،ڈاکٹر"حمد غیر مطبوعہ"

۲۶۹۔ طاہرقیوم طاہر،اظہارالفت، کتا بستا ن بک گیلری ، لاہور،۲۰۱۴ءص،۹۵

۲۷۰۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص ۲۸

۲۷۱۔ بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،میرپور،۱۹۹۴ء،ص ۴۲

۲۷۲۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۴۳

۲۷۳۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶،ص۱۰

۲۷۴۔ محمد یعقوب شائق،حمد ،مشمولہ،قندیل ،گونمنٹ کالج،باغ،۱۹۹۵ء،ص ۳۳

۲۷۵۔ محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶،ص۱۴

۲۷۶۔ سلطان محمود سلطان،سوزِزیست،مکتبہ عجائب ،میرپور ،۲۰۰۴ء،ص۱۳

۲۷۷۔ ڈاکٹرمزمل حسین، علمِ بیان وبدیع کی مباحث،سنگِ میل پبلی کیشنز ،لاہور،۲۰۱۱،ص۹۲

۲۷۸۔ تنویر اختر ناز،نازیات،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۱۳ء،ص ۹

۲۷۹۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵،ص۱۴۴

۲۸۰۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص۱۳۴

۲۸۱۔ شفیق راجا،پروفیسر،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵،ص۳۵۴

۲۸۲۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸،ص ۵۴

۲۸۳۔ منور احمد قریشی،دھلیز شب اتفاق پریس ،مظفرآباد ، جولائی ۲۰۰۰ء ، ص۱۴۲

۲۸۴۔ افتخار مغل،انکشاف،طیبہ پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۳،ص۲۳

۲۸۵۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۲۷

۲۸۶۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص۲۶

۲۸۷۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوجِ دار،۲۰۱۰ء،ص ۱۳۰

۲۸۸۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص ۸

۲۸۹۔ بشیر احمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز ،میرپور،۱۹۹۸، ص۳۲۱

۲۹۰۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص۷۹

۲۹۱۔ جاوید الحسن جاوید،گل گلزار کا موسم،کشمیر کلچرل اکیڈمی، مظفر آباد،۲۰۱۵،ص ۲

۲۹۲۔ پروفیسرانور جمال، ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاوَنڈیشن، اسلام آباد، اشاعت چہارم، ۲۰۱۷، ص۸۳

۲۹۳۔ خواجہ محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنزمیرپور،۲۰۰۶،ص۱۶۰

۲۹۴۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص ۱۰۶

۲۹۵۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵،ص ۳۹۲

۲۹۶۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۸۱

۲۹۷۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴ءص ۲۲

۲۹۸۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص۱۶۷

۲۹۹۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۶۲

۳۰۰۔ پروفیسر محمد یعقو ب شائق ،نعت ،مشمولہ ،چنار،گورنمنٹ کالج گڑھی دوپٹہ،۸۶۔۱۹۸۷ء،ص ۳۷

۳۰۱۔ ڈاکٹر زاہدہ قاسم،پھر فصل بہاراں آئے گی،نیشنل انسٹی ٹیوٹ ،میرپور ،۲۰۰۹،ص ۲۲

۳۰۲۔ محمد سلیم عباسی،پھول میرا کہاں ہے بہارو،ورگو پبلشرز،لاہور،۲۰۰۹،ص۲۳

۳۰۳۔ پروفیسر شفیق راجا،میں حرف حرف سمیٹوں،پبلشرز،طلوع، باغ،۲۰۰۲، ص ۱۹

۳۰۴۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفر آباد،۲۰۰۵ء، ص ۷۸

۳۰۵۔ سید رضوان حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی ،ص ۲۶

۳۰۶۔ سید عابد علی عابد، البدیع، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱، ص ۲۵۹

۳۰۷۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹرز اینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵

۳۰۸۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ءص ۲۴

۳۰۹۔ کلام ذوالفقار علی کھوکھر، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۲۸۲

۳۱۰۔ حاجی سید رضوان حیدربکاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص ۴۷

۳۱۱۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر ،لاہور،۲۰۱۶ء،ص ۴۸

۳۱۲۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۴۸

۳۱۳۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص ۵۳

۳۱۴۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴ءص ۲۲

۳۱۵۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص ۷۱

۳۱۶۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۷۱

۳۱۷۔ نوید قمر ،محبت کم نہیں ہوگی،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۷،ص۱۵

۳۱۸۔ طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵،ص۳۲

۳۱۹۔ محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵ء،ص ۲۵

۳۲۰۔ سیدعابد علی عابد ، البدیع، سنگ میل پبلی کیشنز ، لاہور، ۲۰۱۱، ص۲۱۸

۳۲۱۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اےکےبی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص۱۵

۳۲۲۔ طاہر قیوم طاہر ، اظہار محبت ،طہٰ پبلی کیشنز لاہور، فروری ۲۰۱۳ء،ص ۲۳

۳۲۳۔ بوٹا خان راجس ،میٹھا میوہ، القلم پبلشرز، اسلام آباد، ۱۹۹۵،ص۴۳

۳۲۴۔ کلام ڈاکٹر غلام حسین اظہر ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۱۲۶

۳۲۵۔ کلام سید زاہد حسین بخاری ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۲۸۱

۳۲۶۔ زید اللہ فہیم،سروش گولڈن جوبلی نمبرمیرپور ،۱۹۹۶

۳۲۷۔ ہاجرہ کیانی،امید بہار،اےٹوزیڈ پرنٹنگ، میرپور،۲۰۱۰،ص۴

۳۲۸۔ سیدصغیر صفی،اس کو ملال بھی نہ تھا،سعد پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۶،ص۴

۳۲۹۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص۸۸

۳۳۰۔ صفدر شفیق،سروش گولڈن جوبلی نمبرمیرپور ۱۹۹۶

۳۳۱۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات، فیصل آباد، ۲۰۱۳ء،ص۱۴

۳۳۲۔ خان محمد بدر چوہان پونچھی ،شبستان نظم و غزل ،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۶ءص ۱۲

۳۳۳۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۳۹

۳۳۴۔ طاہر قیوم طاہر، جشن میلاد محمد ہے مناولوگو، ریاض پرنٹر، میرپور، ۲۰۰۸،ص۳۱

۳۳۵۔ محمد نذیر مسکین، نعت ، مشمولہ پرواز ،گورنمنٹ کالج ڈڈیال،جلد ۳شمارہ ۲۰۱۰،۱ء،ص۲۲۹

۳۳۶۔ سیدعابد علی عابد ، البدیع، سنگ میل پبلی کیشنز ، لاہور، ۲۰۱۱، ص۱۳

۳۳۷۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۸۸

۳۳۸۔ جاویدالحسن جاوید،پون،کشمیر کلچر اکیڈمی،مظفرآباد،۲۰۱۰،ص۱۱۳

۳۳۹۔ خواجہ محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص۷۲

۳۴۰۔ مشتاق شاد، ریگ رنگ،ماوراپبلشرز،لاہور،۱۹۹۲،ص ۲۲

۳۴۱۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر ،لاہور،۲۰۱۶ء،ص۲۵

۳۴۲۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص ۲

۳۴۳۔ سید رضوان حیدر رضی،مضرابِ آرزو،نیو آرٹ مین پرنٹرز راول پنڈی ،ص ۳۳

۳۴۴۔ بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶، ص ۸۵

۳۴۵۔ ناز مظفرآبادی، اسے کہنا ،لاہور ، مثال پبلشرز ۲۰۱۸ء، ص ۴

۳۴۶۔ ڈ اکٹرنثارحسین ہمدا نی،چنار،چاندنی ا ورچنبلی،الشیخ پرنٹر،مظفرآباد، ۱۹۹۳،ص۲۳

۳۴۷۔ الطاف عاطف، ’’جھیل کا چاند، مہلب پبلشنگ ہاؤس ،بلوچستان، ۲۰۱۲،ص۱۲

۳۴۸۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ء

۳۴۹۔ یاسر عباس،شام ہوگئی آخر،الغازی پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۷،ص۲۶

۳۵۰۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴ ص ۲۰

۳۵۱۔ ڈاکٹر مقصود جعفری،جبرِ مسلسل ،پاک میڈیا فاؤنڈیشن، سلام آباد،۲۰۱۵،ص ۷۲

۳۵۲۔ عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵،ص۲۰

۳۵۳۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص ۹۹

۳۵۴۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص ۴۱

٣٥٥۔ ڈاکٹرمقصود جعفری،اوج دار،٢٠١٠ء،ص٧٠

٣٥٦۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،٢٠١٠،ص ٨١

٣٥٧۔ خان محمد بدر چوہان،گلزار وطن،الشمس کمپوزنگ سنٹر، حویلی کہوٹہ،آزاد کشمیر،٢٠١٧،ص ٩١

٣٥٨۔ طاہرقیوم طاہر، گلستانِ عقیدت، ٢٠١٩،ص ٤٨

٣٥٩۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر ،لاہور،٢٠١۶ء،ص٧٣

٣۶٠۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،٢٠٠٥ء، ص ٢

٣۶١۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،٢٠١٤، ص ٢٣

٣۶٢۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ٢٠١٧ء،ص ۶٣

٣۶٣۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ ،لاہور،٢٠١٢،ص٢٢

٣۶٤۔ یعقوب شائق،نعت ،مشمولہ ،چنار،گورنمنٹ کالج،گھڑی دوپٹہ ،مظفرآباد،٦٨۔١٩٨٧ءص ٣٧

٣۶٥۔ احمد کاظمی،شکستہ خواب،زیروپوائنٹ پرنٹر،راول پنڈی،٢٠٠۶ء،ص ٢٤

٣۶۶۔ ارشد احمد،چاہتوں کا سفر نہیں رکتا،ٹی،ایچ،کیو پرنٹرز، راول پنڈی،٢٠٠٧،ص٢٢

٣۶٧۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،٢٠١٧ء،ص٣۶

٣۶٨۔ پروفیسرسید مقصود حسین راہی، سوزدروں، اظہار سنز پرنٹر، لاہور،٢٠١١ء

٣۶٩۔ پروفیسر شفیق راجا،میں حرف حرف سیمٹوں،پبلشرزطلوع باغ،٢٠٠٢، ص ١٩

٣٧٠۔ بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،افضل پور،١٩٩٤ء،ص ٥

٣٧١۔ مسعود ساگر،وراء،الریاض پبلی کیشنز لاہور،٢٠١٩،ص ١٤

٣٧٢۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص ٢۶

٣٧٣۔ آر۔ڈی ساگر،کوئے مقتل،کاشر پبلشرز،میرپور،١٩٩٤،ص ١٩

٣٧٤۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،٢٠٠۶،ص ١٨٤

٣٧٥۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،٢٠١٠،ص ٣٢

٣٧۶۔ طاہرقیوم طاہر، گلستانِ عقیدت، ٢٠١٩،ص ٣٠٧

٣٧٧۔ حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر ،لاہور،٢٠١۶،ص٢٢

۳۷۸۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴، ص ۱۰۸

۳۷۹۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص ۴۱

۳۸۰۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص ۱۱

۳۸۱۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۴۸

۳۸۲۔ آزر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،مظفرآباد۱۹۷۶ء،ص۳۲

۳۸۳۔ ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب، لاہور،۲۰۰۵،ص۱۱

۳۸۴۔ پروفیسرعبدالحق مراد،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۹۱۷ء،ص۴

۳۸۵۔ پروفیسر شفیق راجا،میں حرف حرف سمیٹوں،پبلشرز ،طلوع باغ،۲۰۰۲، ص ۱۴

۳۸۶۔ پروفیسر انور جمال،ادبی اصطلاحات، نیشنل بک فاؤنڈیشن،اسلام آباد،۲۰۱۶،،ص۱۱

۳۸۷۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۰۶،ص ۱۷۳

۳۸۸۔ جاوید الحسن جاوید ،ابھی نظمیں ادھوری ہیں،رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز ،راول پنڈی،۲۰۱۷،ص ۱۶

۳۸۹۔ تنویر اختر ناز،نازیات،کاشر پبلشرز ،میرپور،۲۰۱۳،ص۵۴

۳۹۰۔ حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷،ص ۲۸

۳۹۱۔ محمد سلیم عباسی، پھول میرا کہاں ہے بہارو، ورگو پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۹،ص۱۲

۳۹۲۔ محمدشاہپال طاہر،چاہت اس پری کی،صوفی سنز پبلشرز، کوٹلی،۲۰۰۵ء،ص۵

۳۹۳۔ ہاجرہ کیانی،امید بہار،اے۔ٹو۔زیڈ پرنٹنگ، میرپور،۲۰۱۰،ص۶

۳۹۴۔ سیدصغیر صفی،کوئی آواز محبت کی سنائی دے دے،خزینہ علم و ادب، لاہور،۲۰۱۴،ص۱۳

۳۹۵۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات، فیصل آباد، ۲۰۱۳،ص۱۵

۳۹۶۔ پروفیسرشفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۳۷۰

۳۹۷۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ءص ۱۳۰

۳۹۸۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳ء،ص۱۳۰

۳۹۹۔ بشیر مغل،شہر دربدراں،کاشر پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۳،ص ۵

۴۰۰۔ خواجا حمید ممتاز،چند سائے ،پرنٹنگ ایونیو ہاؤس، راول پنڈی ۲۰۰۷ءص ۱۰

۴۰۱۔ ڈاکٹر غلام حسین اظہر ،ماہنامہ ڈائجسٹ سیارہ ، ستمبر۱۹۹۸ء،ص ۶

۴۰۲۔ حاجی محمد حسین،عجیب و غریب خواب ،الراہی پریس بھمبر،۲۰۰۳ء،ص ۸

۴۰۳۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص۱۳

۴۰۴۔ مسعود ساگر،ورا،الریاض پبلی کیشنز لاہور،۲۰۱۹،ص ۱۵

۴۰۵۔ گلزار حسین ساغر کا شمیری، کوٹلی سے ہانگ کانگ تک، پنجال پبلشرز ،میر پور،۲۰۱۶، ص ۱۲

۴۰۶۔ میجررفیق،جعفری،سب کے سب محمد ﷺسے،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی،۲۰۱۷،ص ۵۳

۴۰۷۔ مرزا عبد الرؤف حسرت،نعت ،مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۴۷۲

۴۰۸۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص۱۴۸

۴۰۹۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص۱۴۴

۴۱۰۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۴

۴۱۱۔ طاہرقیوم طاہر، گلستانِ عقیدت، ۲۰۱۹،ص ۱۶۷

۴۱۲۔ محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن،ص ۸۳

۴۱۳۔ کاشف رفیق ،مرا ہر خواب سچا تھا،خزینہ علم و ادب ،لاہور، ۲۰۱۴،ص۶

۴۱۴۔ سید صغیر صفی،اس کو ملال بھی نہ تھا،سعد پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۶،ص۱۳

۴۱۵۔ سیدصغیر صفی،کوئی آواز محبت کی سنائی دے دے،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴،ص۱۱

۴۱۶۔ نصیر احمد ناصر،پانی میں گم خواب ،تسطیر پبلشرز،لاہور،۲۰۰۲،ص۱۹

۴۱۷۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی، اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۵۸

۴۱۸۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ءص۴۵

۴۱۹۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص ۴۰

۴۲۰۔ بشیر مغل،شہر دربدراں،کاشر پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۳،ص۱۳

۴۲۱۔ سید مقصود حسین راہی، سوزدروں، اظہار سنز پرنٹر، لاہور۲۰۱۱ء،ص ۳۴

۴۲۲۔ سید مقصود حسین راہی، سوزدروں، اظہار سنز پرنٹر، لاہور۲۰۱۱ء

۴۲۳۔ ڈاکٹرنصراللہ خان ناصر،غیر مطبوعہ

۴۲۴۔ زین العابدین بخاری،غیر مطبوعہ

۴۲۵۔ ڈ اکٹرنثارحسین ہمدا نی،چنار،چاندنی ا ورچنبلی،الشیخ پرنٹر،مظفرآباد، ۱۹۹۳،ص ۲۳

۴۲۶۔ خواجا محمدعارف،سعادت،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۰۶،ص ۸۸

۴۲۷۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵، ص ۷۸

۴۲۸۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ء،ص۳۲

۴۲۹۔ خان محمد پدر چوہان پونچھی ’’شبستان نظم و غزل ‘‘حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۶ ءص ۱۳

۴۳۰۔ سیدہ حنا بابر علی ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲،ص۲۴

۴۳۱۔ محمد اسلم ظفر،غیر مطبوعہ

۴۳۲۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۱،ص۱۳

۴۳۳۔ محمد خلیل ثاقب،ندائے حق،الفضل کتاب گھر ،میرپور ،۱۹۹۶،ص ۲۳

۴۳۴۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴، ص ۲۲

۴۳۵۔ منور قریشی،دہلیز شب،اتفاق پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۰،ص ۱۴۱

۴۳۶۔ جاوید الحسن جاوید،محبت پھول کی مانند ،نیلم پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۴،ص۱

۴۳۷۔ بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی، اسلام آباد،۲۰۱۰،ص ۵۵

۴۳۸۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد، عرفان عبد، نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء،ص ۸۷

۴۳۹۔ پروفیسرسید مقصود حسین راہی، سوزدروں، اظہار سنز پرنٹر، لاہور،۲۰۱۱ء،ص ۱۲۶

۴۴۰۔ طاہرقیوم طاہر، گلستانِ عقیدت، ۲۰۱۹،ص ۱۷

۴۴۱۔ میجررفیق جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۴۴

۴۴۲۔ بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،میرپور،۱۹۹۴ء،ص ۱۰

۴۴۳۔ مسعود ساگر،ورا،الریاض پبلی کیشنز لاہور،۲۰۱۹،ص ۱۵

۴۴۴۔ کلام مظہر جاوید حسین، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۴۹۲

۴۴۵۔ پروفیسر محمد عالم چوہدری،نعت ،مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۱۹۷

۴۴۶۔ ڈاکٹر سلیم اختر ، تنقیدی اصطلاحات ،سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۱۱ء،ص ۸۵

۴۴۷۔ ڈاکٹر عبدالرحمن عبد ،سرشاخِ خیال،نیویارک اردو انجمن ۲۰۱۰،ص۳۲

۴۴۸۔ خان محمد پدر چوہان پونچھی ،شبستان نظم و غزل ،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۶، ص ۲

۴۴۹۔ محمد اکرم طاہر،شام کی دیلیز ،یاسر کمپو زنگ ،لاہور،س۔ن،ص ۱۹

۴۵۰۔ الطاف عاطف، ،جھیل کا چاند،مہلب پبلشنگ ہاؤس بلوچستان،، ۲۰۱۲،ص۶

۴۵۱۔ محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،پبلشرز،میرپور،۲۰۰۱ء

۴۵۲۔ اکرم سہیل ،نئے اجالے ہیں خواب میرے،جمہوری پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۱۶،ص۱۶

۴۵۳۔ کلام محمد عاصم چوہدری،مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳،ص۱۹۷

۴۵۴۔ آزر عسکری ،کشت زعفران ،کشمیر بک فاؤنڈیشن ،مظفرآباد۱۹۷۶ءص۱۰۵

۴۵۵۔ ذکر یا شاذ، خاموشی کی کھڑکی سے ، زریوں مطبوعات ، فیصل آباد، ۲۰۱۳ء،ص۴

۴۵۶۔ پروفیسرمحمد رفیق بھٹی ، لہو نگر ، الحمد پبلشرز ، لاہور،۱۹۹۷ء،ص ۱۳

۴۵۷۔ امین طارق قاسمی، مالا میں دھاگہ ،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴، ص ۲۲

۴۵۸۔ حاجی سید رضوان حیدربخاری السیفی، کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی،۲۰۱۷ء،ص ۱۲۳

۴۵۹۔ ڈاکٹر فیاض الحسن ،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ء، ص۱۴۴

۴۶۰۔ کلام حاجی محمد خلیل ڈڈیالوی، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۲۴۸

۴۶۱۔ کلام ، سردار محمد فضل خاں شوق ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص ۳۳۳

۴۶۲۔ کلام ابوالکرم احمد حسین قاسم ، مشمولہ ،شعرائے کشمیراز پروفیسر صغیر آسی ،الفضل کتاب گھر،میرپور ،۱۹۹۳ء،ص۱۰۲

۴۶۳۔ میجررفیق جعفری،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ، راول پنڈی ،۲۰۰۵، ص ۴۳

۴۶۴۔ طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳،ص۱۴۰

۴۶۵۔ پروفیسر شفیق راجا،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ء،ص۳۸۸

۴۶۶۔ گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،ساگر لائبریری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ء،ص ۳۵

۴۶۷۔ زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸،ص۹۹

حاصلِ تحقیق

کشمیر اپنے جغرافیائی محل وقوع،تہذیب،تاریخ اور قدرتی مناظر کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔کشمیر کو اس کے ملکوتی حسن کی وجہ سے دنیائے ادب میں بھی طلسماتی حیثیت حاصل ہے۔اس کے بلند و بالا پہاڑ،دیوقامت اشجار،بہتے دریا اور خوش الحان پرندے اور دیگر خوب صورت مظاہر فطرت پہلی نظر میں دل موہ لیتے ہیں،لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ظالموں نے اس کے اندر خون کی ہولی کھیلی۔اب یہ خطہ آگ اور خون کا استعارہ بن کررہا گیا ہے۔بعد ازاں کشمیر کے قدرتی حسن کے ساتھ اس کے معاشرے کی مذکور سیاسی اور سماجی صورت حال اور تہذیبی زندگی ادب کی مختلف اصناف میں بیان ہونے لگی جس نے رفتہ رفتہ ایک مستقل موضوع کی شکل اختیار کر لی۔کشمیری قوم کی سیاسی،تہذیبی،فکری ،نفسیاتی اورتاریخی کیفیات کا جائزہ اور قوم کے ادب کا تجزیہ،اہم نتائج تک رسائی کا سبب بنا ہے۔کشمیر کے ادبی پس منظر سے یہ معلوم ہوا ہے کہ شعری اور نثری اصناف میں کشمیر کے جغرافیائی حسن کے ساتھ ساتھ کشمیر کی تہذیبی ،سماجی ،اورنفسیاتی زندگی کے خوب صورت اور جان دار مرقعے نظر آتے ہیں۔اس تحقیقی سے نہ صرف اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری کی تاریخ، آزاد کشمیر میں اردو حمدیہ و نعتیہ شاعری کی روایت اوراردو حمدیہ و نعتیہ شاعری کے فکری و فنی موضوعات کی نقاب کشائی ہوئی ہے بل کہ آزاد کشمیر کی جغرافیائی،تاریخی، سیاسی ،تہذیبی و ثقافتی اور ادبی پس منظر کی ایک مکمل تصویر کے ساتھ زبان و ادب اور با لخصوص اردو زبان و ادب کے آغاز وارتقا و ترویج کے عوامل کابھی پتا چلا ہے۔

کشمیر میں انسانی زندگی کے آغاز اور اس کے تدریجی ارتقاکے سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابتدائی انسان میں زندگی کا شعور موجود تھا۔مختلف قسم کی اقوام کا ذکر بھی ملتا ہے۔لیکن آریاؤں کی آمد کو اولیت حاصل ہے۔ خطہ جموں وکشمیر صدیوں سے

اپنی ایک جداگانہ تاریخی ،تہذیبی اورثقافتی پہچان رکھتا ہے کشمیر کی تاریخ کا چار(۴) ہزار سال قبل مسیح سے بھی پہلے کا سراغ ملتا ہے اورکشمیر کی تاریخ تقریباًاڑھائی ہزار سال قبل سے لکھی بھی جارہی ہے کشمیر کے ابتدائی حالات سٹو پاوں ، کتبوں ، مندروں، اراضی کے پٹوں اور حکمرانوں کی تار پوشی کے وقت جاری شدہ منشورات کی صورت میں ملتے ہیں۔سنسکرت زبان میں لکھی گئی پنڈت کلہن کی ’’راج ترنگنی‘‘(۱۱۵۰ء)کشمیر کی پہلی تاریخی دستاویز ہے ۔ پنڈت کلہن کے مطابق کشمیر میں شخصی حکومت کی ابتداء گونند اول (۲۴۵۰)ق۔م سے ہوتی ہے۔ اس سے قبل کے ادوار کے متعلق تاریخ خاموش ہے۔کشمیر میں ابتدائی لٹریچر سنسکرت زبان میں ملتا ہے۔سنسکرت زبان کے بعد کشمیری زبان،پھر فارسی زبان ،پھر عربی زبان اور پھر اردو زبان میں کشمیر کالٹریچر ہے۔

ریاست جموں و کشمیر میں میں اردو زبان کی ابتداءسترھویں صدی کے آواخر میں ہوئی ۔نثری تحریروں میں لالہ بوٹا مل کا رسالہ (۱۸۵۷ء)،اور چودھری شیر سنگھ کا’’سفرنامہ بخارا’’(۱۸٦٦ء) کو اولیت حاصل ہے ۔پہلی باقاعدہ نثری تصنیف پنڈت ہر گوپال خستہ کی’’گلدستہ کشمیر’’(۱۸۸۳ء) ہے ۔شاعری میں میاں غلام محی الدین میر پوری کی مثنوی ’’گلزار فقر’’(۱۷۱۷ء)ہے۔ ’’گلزار فقر’’نہ صرف کشمیر بلکہ شمالی ہندستان میں شاعری کا نقشِ اول بھی ہے۔کشمیر میں مہاراجا پرتاب سنگھ کے عہد میں اردو زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا گیا ۔ ۱۹۹۰ءکے بعد تحریک آزادی کی نئی کروٹ کے زیر اثر مزاحمتی اور قومی موضو عات مقبول دکھائی دیتے ہیں ۔

آزادکشمیر میں اردو علم وادب کے معروضی حقائق اور ادبی و شعری رویے ثابت کرتے ہیں کہ کشمیر کے تخلیق کار خطہ کے ادبی مستقبل کے بارے میں بہت سنجیدہ ہیں اور اپنے حصے کا بھرپور اور فعال کردار ادا کرنے کے لیے مستعدہیں۔یہ مطالعہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ آزاد جموں کشمیر میں ریاستی سطح پر ادب کی پذیرائی کے سلسلے میں کسی ٹھوس منصوبہ بندی اور سنجیدہ رویے کا مظاہرہ نہیں کیا گیا لیکن اس کے باوجود یہاں کے تخلیق کاروں نے انتہائی مشکل حالات میں بھی شعر و سخن کے دیپ روشن رکھے ۔ مستقبل میں بھی یہ خطہ اردو علم و ادب کا دامن مالامال کرنے میں دنیا کے دوسرے خطوں سے پیچھے نہیں رہے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ نوجوانوں کی شعرو ادب کے بارے میں یہ سنجیدگی آنے والے کل کو ادبی و شعری اعتبار سے ثروت مند بنانے میں اہم اور تعمیری کردار اد اکرے گی ۔ آزادکشمیر کی خواتین کا علمی و ادبی،تحقیقی و تنقیدی کی طرف بڑھتا ہوا رجحان بھی خطہ میں ادب کی مقبولیت کا پتا دیتا ہے ۔ جو ایک اطمینان انگیز بات ہے ۔

مذکورہ تحقیق میں ادب کے تمام اصناف نثری وشعری مشمولہ ناول،ڈرامہ،سوانح نگاری، طنزو مزاح،افسانہ نگاری،مضمون نگاری،سفرنامہ،رپورتاژ،بچوں کاادب،سیاسی وسماجی مضامین،سوانحی مضامین،تبصرے، شاعری (شاعری کے اہم مجموعہ ہا ئے

کلام اور مراتبین) ،تراجم، سفرنامہ،مزاح،خاکہ نگاری،ادبی کالم نگاری،انشانگاری،تنقیدو تحقیق ،تبصرہ نگاری،مکتوب نگاری اور تذکرہ نگاری کی اہم تصنیفات و تالیفات کا محاکمہ سے یہاں شعر وادب کے معیاراور مقدار کا گراف ہمیشہ بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

علاوہ ازیں کشمیر اور آزاد کشمیر میں اردو ادب کے آغاز و ارتقاءکے عوامل ۔(صنعتی ترقی، مواصلات ،ذرائع نقل و حمل ، سیاحوں اور اہل علم حضرات کی آمد ،ہندوستان سے درباری نقیب ، ادارے،علمی و ادبی و اصلاحی انجمنیں، اردو صحافت) کا بھی پتا چلا ہے ۔ابتدائی دورکی زبانوں(سنسکرت،کشمیری،فارسی،عربی و مقامی)سے لے کر مسلم عہد حکومت (۱۳۹۳ءتا۱۸۱۹)،کشمیر ی پنڈتوں کی خدمات،مسلم صوفیا کی خدمات،سکھ وڈوگرہ عہد حکومت کی کوششو ں اورریاست جموں وکشمیرکے تخلیق کاروں،انجمنوں، اداروں اورشخصیات کے ساتھ ساتھ کئی دیگر عوامل کا بھی ذکر کیا گیا ہے جنھوں نے کشمیر جنت نظیر میں اردو شعرو ادب کی فضا کو زرخیز اور ہم وار بنایا۔

کل کائنات کا خالق و مالک خدا ہے۔اس لیے کل کائنات اپنے خالق کی ثنا گری سے لبریز ہے۔خدا کا ذکر دنیا کی ہر اس زبان میں ہے جہاں خدا کا تصور موجود ہے ۔اسی طرح ذکر خدا کے ساتھ ہی ذکر مصطفی ﷺبھی ہے۔ ا س مطالعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اردو میں جب سے اردو شاعری کا آغاز ہوا تبھی سے اردو حمد و نعت بھی لکھی گئی ہیں۔اردو حمد ونعت کے اولین نمونے صوفیائے کرام کی تخلیقات میں ملتے ہیں۔ابتدائی دور میں اردو حمد و نعت کے پورے پورے دیوان تو نہیں ملتے تاہم تخلیق کارعقیدت اور بسم اللہ کے طور پر رسم پوری کرتے رہے ہیں ۔اردواثاثۂ حمد و نعت کا غالب حصہ بزرگانِ اسلام اور دکنی مثنویوں میں ملتا ہے۔ نعت کاپہلا قدیم ترین نمونہ خواجا بندہ نواز گیسو دراز کے ہاں ملتا ہے۔ عقیدت مندوں نے اپنے اپنے اسلوب اور اپنے اپنے دور میں اردو حمد ونعت رسولؐ کے دیپ جلائے رکھے۔ مختلف ادوار میں اردوحمد و نعت کے فکری،فنی اور اسلوبیاتی تجربے محسوس کیے جا سکتے ہیں۔

ریاست جموں وکشمیر میں اسلام کی آمد و اشاعت کے ساتھ ہی **لا الہ اللہ محمد رسول اللہ**کی صدائیں بلند ہوئیں۔لوگ اللہ اور رسولﷺ پر ایمان لائے ۔ان کی یہی محبت و عقیدت شعری و نثری پیکر میں ڈھل کر حمد و نعت کی صورت میں نمو پذیر ہوئی۔ ریاست جموں و کشمیر میں اسلام کی ترویج و ترقی اور فروغ دینے میں صوفیا ئے کرام کا بنیادی اور اہم کردار رہا ہے ۔ان صوفیائے کرام نے کشمیریوں کی زندگیوں پر گہر ے اثرات مرتب کیے۔ صوفیائے کرام کی تبلیغ سے لوگوں نے اللہ اور رسول ﷺپر ایمان لا کر حمداور نعت میں اپنی عقیدت کا اظہار کیا جس سے کشمیر میں اردو حمد و نعت کی نئی راہوں نے جنم لیا۔کشمیر پرمسلمانوں نے تقریباً پانچ سو سال (۱۳۲۰ءتا۱۸۱۹)حکومت کی ۔اس دوران مسلمانوں نے اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی علوم کو بھی معراج بخشی۔ تحقیق کے مطابق ریاست میں حمیم بن سامہ سب سے پہلا مسلمان تھا جو

داخل ہو۔سید شرف الدین عبدالرحمان بلبل شاہ،شاہ ہمدان،میر علی ہمدانی،شیخ نور الدین اور للا عارفہ سمیت دیگر نام ہیں جو توحید و رسالت کے لیے روشن قندلیں ثابت ہوئے۔

آزاد کشمیر میں اردو حمد ونعت کے فروغ اور ترویج و ترقی کے عوامل(ادبی مراکز میں مظفرآباد ، میر پوراور پونچھ کے علاوہ دیگر مراکز،مذہبی،اصلاحی،تعلیمی اور ادبی انجمنیں، مشاعرے،ادبی وتنقیدی نشستیں،تقاریب رونمائی کتب،تعزیتی ریفرنس،تحقیقی مقالات،طرحی نعتیہ مشاعرعے ،تعارفی تقاریب اور دیگر انجمنوں کی سرگرمیوں ، ادبی جریدوں،عام رسائل و اخبارات کے علاوہ ادبی جرائد اور پھر تعلیمی اداروں کے ادبی جرائد،آزاد کشمیر ریڈیو مظفرآباد اور تراڑکھل ،بزرگان دین کی دین اسلام کے لیے کی جانے والی کوششیں) حمدیہ اور نعتیہ شاعری کی روایت میں نقش اول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ شعرا نے دیگر زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی حمد و نعت کہہ کر اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا ۔ آزاد کشمیر میں جن شعرا نے اردو حمد و نعت کو فروغ دیا ان میں سب سے قدیم نام غلام محی الدین کا ہے۔ان کی پہلی شعری تصنیف ’’گلزار فقر ‘‘ (۱۱۳۱ھ) (۱۷۱۷ء)کے ساتھ ہی اردو حمد و نعت گوئی شاعری کا آغاز ہو جاتا ہے۔

آزاد کشمیر میں اردو حمد و نعت کے فن کو بہ طور خاص اپنانے والے شعرا اور ان کے مجموعہ ہائے کلام میں میں پروفیسرامین طارق قاسمی کا‘‘ مالا میں دھاگہ’’،محمد خلیل ثاقب کے ،‘‘ندائے حق’’،‘‘شعلہ نور’’،‘‘شمع رسالت کے پروانے’’ اور‘‘ گلدستہ عقیدت’’بشیر صرفی کے‘‘ مدحت’’ ،‘‘اجالا’’،‘‘مناجات ’’،‘‘رفعنالک ذکرک’’ اور‘‘ کلام بشیر صرفی’’، پروفیسر بشیر مغل کا ‘‘تہ محرابِ حرم’’الطاف قریشی کے ‘‘ثنا’’اور‘‘داتا زہرپلا’’ڈاکٹرعبدالرحمن عبدکا ‘‘عرفان عبد’’،میجررفیق جعفری کا ‘‘سب کے سب محمدؐ سے’’،حکیم سید علی اکبر کا‘‘یا رحمتہ العالمین’’، پروفیسرشفیق راجاکا‘‘نعت کا سفر’’،پروفیسر عبد الحق مراد کا‘‘جنبش لب’’،زاہد کلیم کا‘‘روح انقلاب’’،طاہرقیوم طاہرکے، ‘‘اظہارچاہت’’،‘‘اظہار عقیدت’’،‘‘اظہار الفت’’،‘‘اظہار چاہت’’،‘‘جشن میلاد محمدمناؤ لوگو’’اور‘‘گلستان عقیدت’’،خواجامحمد عارف کا‘‘سعادت’’ ،ایاز احمد عباسی کا‘‘ظہور’’،سید رضوان حیدر بخاری کے ‘‘مضراب آرزو،’’، ’’ضیائے طیبہ‘‘، ‘‘کرم حضور کا ہے’’ اور‘‘گلدستہ آرزو’’ (زیر ترتیب) ،ڈاکٹرفیاض الحسن کا‘‘ذوق عرفان’’،جاوید الحسن جاوید کا‘‘مجہور مدینہ’و دیگر حمد و نعت گو شعرا نے جہاں ادب کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ۔وہاں ان کی ادبی و تخلیقی کارکردگی کا تخصص عقیدت کی صورت میں اردو حمد ونعت میں بھی ظاہر ہوا۔

آزاد کشمیر کے تمام شعرا نے رب ذوالجلال کی ایک ایک خوبی اور ا سمائے حسنیٰ کو اپنی حمدیہ شاعری کا موضوع بنایا ہے ۔ شاعری کے ہر دور میں حمدیہ شاعری پر مبنی خوب صورت کلام دیکھنے اور پڑھنے کو ملتا ہے۔انھوں نے اپنی حمدیہ شاعری میں کئی فکری جہتیں اور انداز کو اپنے اپنے مشاہدات کے رنگ دیئے ہیں۔صرف زاویہ

نگاہ وراسلوب کا فرق ہے ۔ حمدیہ شاعری کے موضوعات میں سے تصور خدا اور عقیدہ توحید،رب العالمین،الرحمن الرحیم ، الرزاق ، العلیم،الحکیم، الغفو، الکریم، القادر،الهادی،اللہ تعالیٰ سے مناجات اور استعانت کی طلب،فضل وکرم اور عطا خداوندی،حامی و ناصر ،حقیقی حاکم ، ابدی حیثیت،خدا کی نشانیوں کا ذکر،مالکِ یوم الدین،اطاعتِ الہی ،شکر الہی ،عشق الہی،عاجزی و انکساری ، حیرت و استعجاب کے پہلو،مشکل کشائی ، انسان کا اپنے خالق سے تعلق ، مناجاتی رنگ و آہنگ کے اظہار کے ساتھ ساتھ متنوع زاویوں سے اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کا ذکرکیا ہے۔جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اکمل یقین ،اس کی صفات و کمالات کے اظہار اور احاطہ قدرت کا یقین ہوتا ہے۔ حمدیہ کلام میں دیگر موضوعات کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی بھی طلب کی گئی ہے۔

آزاد کشمیر کے شعرا کے نعتیہ کلام کے موضوعاتی مطالعہ کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کے ہاں نعت کی صنف میں قدیم و جدید موضوعات کا ایک جہانِ دیگر آباد نظر آتا ہے۔ مثلاًسراپائے رسول،معجزات نبیﷺ،رحمت العالمین،صاحب خلق عظیم،خاتم النبینﷺ،وجہ تخلیق کائنات،ساقی کوثر،سید الانبیاء،عظمت، مقام اور شان مصطفیﷺ،صادق و آمین،عفودر گزر ، جود وسخا، میلادمصطفی، عشق رسولﷺ،کرب فراق روضہ رسولﷺ،شفاعت رسولﷺ،احسانات نبی،اظہار عاجزی و انکساری،التجا توسل نبی پاکﷺ،محبت اصحابِ رسولﷺ ،مدحت رسولﷺ،اطاعت رسولﷺ،غلامی رسولﷺ اورنذرانہ درود و سلام کے علاوہ نت نئے نئے موضوعات کو خوب صورت انداز میں بیان کر کے سرکار رسولﷺ کی ذات اقدس سے والہانہ عشق کا اظہار کیا گیا ہے۔

آزاد کشمیر کی اردوحمدیہ اور نعتیہ شاعری میں فنی پختگی پائی جاتی ہے۔اردو حمدیہ ونعتیہ مضامین اورموضوعات کی ادائیگی کے اسالیب میں روایتی سانچوں کے ساتھ ساتھ ایک جدت اور تنوع کا احساس بھی نظر آتاہے ۔ اللہ تعالیٰ اوررسول ﷺسے متعلق مضامین اور موضوعات کو جدید عصری ،فکری حسیت ، ندرت،جدت اور ایک تخلیقی تازگی کے ساتھ پیش کر کے شعری،شرعی اور شعوری صداقت کے توازن کو برقرار رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ اورسرور کونین سے عقیدتوں کا اظہار کرنے والے شعرا کے نے شریعت اسلامیہ،توحید و رسالت کے امتیازی درجات اور دیگر امتیازات کا خیال رکھا ہے۔حمدیہ ونعتیہ شاعری کا مافیہ اور اسلوب، معنیاتی اور بیانیہ خصوصیات کا متقاضی ہے۔ اشعار کی بنت میں شرعی حدود کا خیال رکھا گیا ہے۔ الفاظ کا صحیح استعمال،اوزان وبحور کے اصول،اصناف سخن کی ہئیت کے مسائل،صنائع و بدائع کا جائز استعمال ،شعری،شرعی اور شعوری جمالیات کا اہتمام کیا گیا ہے۔حمدیہ اور نعتیہ کلام فنی محاسن کے پردوں میں خلوص و عقیدت میں ڈوبا ہوا ہے۔لب و لہجہ کی چاشنی،فنی خوبیوں اور والہانہ پن سے شعرا نے اردو حمدیہ و نعتیہ کلام کے پرکیف نمونے پیش کیے گئے ہیں۔ فکری و فنی حسن سے مزین تمام اردوحمدیہ و نعتیہ کلام کا ایک ایک لفظ کیف و سرمدی کے آب تقدس میں ڈوبا ہوا ہے۔اپنے خالق کی حمد گوئی کے ساتھ ساتھ شمائل رسولﷺ

،خصائل رسول ﷺ، فضائل رسول ﷺ، سفر مدینہ،روضہ رسولﷺ، مدینہ پاک کے مناسبات،زیارت کا اشتیاق اور حضور پاکﷺ کی محبت اور عقیدت میں ڈوب کر اظہار کیا ہے -

ہیئت کے تجربات میں بھی عقیدت و نیاز کی ایسی نکہتیں بسی ہیں کہ ہر ہیئت ایک خط کش تاثر لیے ہوئے ہے۔ ہیئت میں مخصوص روایتی نیاز مندی اور عقیدت بھی ملتی ہے۔دیگر آہنگ کے ساتھ ساتھ غزلیہ آہنگ دے کر اپنے جذبات و احساسات کا خوب صورت اظہار کیا ہے۔اللہ اوراس کے رسولﷺ کے ساتھ والہانہ محبت کا اظہار مختلف صور توں میں کیا ہے۔ عقیدت اور نیاز مندی کا یہ رنگ غزلیہ ہیئت،نظمیہ ہیئت،مثنوی،قصیدہ،قطعہ،رباعی،مثلث،مربع ،مخمس،مسدس،ماہیا،ہائیکو،سانیٹ و دیگر تمام مروجہ ہیئتوں اور صورتوں میں ملتا ہے۔خود سپردگی اور جاں سپاری کے باعث تغزل کی چاشنی انتہا پر ہے۔ اردوحمدیہ و نعتیہ شاعری میں فکر کی گہرائی کے ساتھ ساتھ فنی لوازمات کو خوب صورتی کے استعمال کر کے نکھار پیدا کیا گیاہے ۔ ان کے ہاں اگرچہ فکری گہرائی کے مقابل فنی سطح قدرے کم ہے اس کے باوجود انھوں نے بنیادی فنی لوازمات سے اپنے کلام کو سجانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اردو حمد ونعت میں صنائع و بدائع اور دیگر فنی محاسن کا استعمال بھی خوب ہے جو ان کے فنی کمال کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قوافی اور ردائف کا بھر پور التزام کیا گیا ہے ۔ان کے فن میں ان کا خلوص اور جذبہ دونوں کامل طور پر نظر آتے ہیں۔ زبان سادہ ہے لیکن اسلوب اورآہنگ مختلف ہیئت میں ہے جس میں خوب صورت قافیہ پیمائی کی کر کے بڑے خوب صورت انداز میں اللہ تعالیٰ اور رسولﷺ کی مداح سرائی کی ہے ۔ خوب صورت تلمیحات کا استعمال کیا گیا ہے۔ الفاظ کا چناؤ کرتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ نہ صرف الفاظ کا چناؤ بلکہ انداز بیاں بھی بہت اعلیٰ ہے۔

آزاد کشمیر کی حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں ایک سے زیادہ زبانوں کا بھی استعمال ملتا ہے۔ ایک خاص فن یہ ہے کہ وہ عربی فارسی ، پنجابی اور انگریزی زبان کا استعمال بھی اپنے اشعار میں خوب صورتی سے کرتے ہیں۔ خیالات کی مانند ان کے الفاظ بھی ایسے ہیں کہ ایک ایک حرف سے عقیدت کے پھول نچھاور ہوتے ہیں۔ ان کے اظہار کی قوت اور قدرت دلوں کو مسخر کرتی ہے۔ عروض کا مطالعہ اور اس فنِ شعریت میں مہارت اس فطری استعداد کو چار چاند لگا دیتی ہے۔انھوں نے کمال فن اور فکر کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان کے کلام میں خوب صورتی اور چاشنی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اورحضور اکرمﷺ سے گہری محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔عشق ومحبت کی صداقت،ذوق وشوق،وارفتگی فکر،علمی وجاہت،بیان کی لطافت،اور دیگر متنوع موضوعات کی صورت میں شعر وادب کے دامن میں خو شبوئیں بکھیرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اردو نعتیہ شاعری میں ذم کے پہلو،شان الوہیت کا استخفاف،انبیائے سابقین کی رفعتِ شان کا استقصار،ضمائر کا استعمال اور دیگر شعری،شرعی اور شعوری لوازمات

یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انتہائی محتاط رہیں۔آزاد کشمیرکے کلام میں حمد و نعت کو بھر پور انداز میں ادب و عقیدت سے برتنے کی مکمل کوشش کی گئی ہے ،مگر کہیں کہیں حمدیہ و نعتیہ کلام میں حدود وقیود کے تقاضوں کے مطابق فکری و فنی جھول پایا جاتا ہے ۔ ان کا حمدیہ اور نعتیہ کلام ہیت کے اعتبار سے مختلف صو رتوں میں لکھا گیا ہے ۔ چھوٹی چھوٹی بحر وں کا استعما ل اور الفاظ کی سا دگی وسلاست ان کے کلام کی نما یا ں خصو صیت ہے۔ خوب صورت الفاظ کا چناو، تخیل کی آفرینی کو خوب صورت انداز میں پیش کیاگیا ہے تشبیہات و استعارات ، صنعت مراعات النظیر ، صنعت تکرار،صنعت تضاد ، صنعت ترافق،صنعت ترصیح، صنعت ذوقافتین،صنعت لف ونشر، صنعت تلمیحات ،صنعت تضمین،صنعت تنسیق الصفات،صنعت سیاق اعداد،صنعت سہل ممتنع،صنعت حذف ،روز مرہ و محاورات کا استعمال ،عمدہ تراکیب کے ساتھ ساتھ دیگرفنی خصوصیات کا بھی بھر پور استعمال ہے۔

شعراءنے اردو حمد و نعت کے موضوعات کا برتاؤ نہایت حسین انداز سے کیا ہے ۔ انھوں نے اپنے حمدیہ و نعتیہ کلام میں عقیدت و محبت کے جذبات التجائیہ انداز میں بھی ابھارے ہیں۔ التجائیہ انداز میں خاص طور پرکشمیر کی سر زمین پر رونما ہونے والے متعدد واقعات ،مظالم ،جنت ارضی پر ظلم و ستم و بربریت،کشمیری مسلمانوں کی حالت زار،کشمیر کی صورت حال اور مسلم امہ کے کردار کی تصویر کشی بڑے خوب صورت انداز میں کر کے اللہ تعالیٰ اور آقا سے کرم کی اپیل کی گئی ہے۔ روایتی انداز کے ساتھ ساتھ جدت میں لکھی گئی حمدوں اور نعتوں میں روانی و تسلسل کو قلم نے چھوڑا نہیں بل کہ ہر مصرعے میں یہ انداز ٹپکتا نظر آتا ہے ۔ عاجزی اور انکساری کا خوب پتا چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا موضوع اس قدر وسیع ہے کہ انسانی فکرو نظر اس کے ادنیٰ سے حصے کا بھی احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔انسان تو کائنات میں ایک حقیر سی مخلوق ہے۔وہ رب ذوالجلال والکرام کی کی تعریف و توصیف اور تحمید و تمجید کا حق کیسے ادا کر سکتا ہے۔انسان کا تو عمل محدود اور عقل محدود تر ہے ۔اس کی عقل تو اس قابل بھی نہیں کہ صفاتِ باری تعالیٰ کا مکمل ادراک کر سکے اس کا بیان تو بہت دور کی بات ہے۔اسی طرح آپ کے مقام و مرتبے کو خدا کی ذات کے سوا کون جان سکتا ہے۔آزاد کشمیر کے اردو حمد و نعت گو شعرا نے اپنی سی کوشش کی ہے ۔حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔اس کے با وجود آزاد کشمیر میں اردوحمد ونعت کی تاریخ تقریباًتین صدیوں پر مشتمل ہے اور ان تین صدیوں میں اردو حمد ونعت کے موضوعاتِ فکر وفن اور اسلوبیاتی تجربات میں روایت کے ساتھ ساتھ جدت اور تنوع نظرآتا ہے۔اردوحمد و نعت میں ایک وقیع اور ثروت مند سرمایہ موجود ہے اور جوں جوں وقت گزرے گا آزاد کشمیر میں اردو حمد ونعت کی مختلف جہتیں نمو و اظہار پائیں گی۔

آزاد کشمیر میں اردو حمد ونعت گو شعرا کی یک بڑی تعداد اس بات کی دلیل ہے کہ اردو حمدیہ و نعتیہ عناصر کی روایت کو مزید تقویت ملی ہے۔اب تو تقریباًہر شاعر

حمد و نعت میں شاعری کر رہا ہے۔یہ بات بھی اس تحقیق سے سامنے آئی ہے کہ شاعرانہ رنگ آمیزیوں میں شاعر وفور عشق میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دے جو توحید و رسالت کی امتیاز کو ہی نہ مٹا دے۔کہیں کہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاعر حمد و نعت و دیگر مذہبی اصناف کے سلسلے میں شریعت کے ساتھ متصادم ہیں۔حمد و نعت جس ذوق و شوق سے لکھی،پڑھی اور سنی جا رہی ہیں نت نئے مضامین،خیالات،تراکیبیں اور علامتیں سامنے آرہی ہیں اور مزید بھی آئیں گی ۔اس لحاظ سے اس کا مستقبل درخشاں ہے۔منفرد اور دل کش اسلوب کے باعث بعض شعرا کی پہچان کا ایک بنیادی اور تخصیصی حوالہ ہی اردوحمدیہ و نعتیہ شاعری ہے۔عشق و محبت کے اس سفر میں قرآن و احادیث سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔

آزاد کشمیر کے کئی شعرا ایسے ہیں جن کی اردوحمد و نعت خاص فکری اسلوب اور فنی محاسن کی حامل ہے۔خلوص اور مقصدیت و عقیدت کا آمیزشی رنگ ،موضوعاتی تنوع اور فنی خصائص ان کی حمدوں اور نعتوں کو معیار وا عتبار بخشتے ہیں۔انھوں نے حمدیہ و نعتیہ شاعری کی تخلیق میں کئی کئی فنی تجربات کیے ہیں جس سے حمد ونعت کے موضوع ،فن اور ہیت و اسلوب میں وسعت اور تنوع پیدا ہوا ہے۔نشاط وسر مستی،سادگی،بے ساختگی،مقصدی ،اصلاحی پہلو،وارداتِ قلبی کی مظہر ہونے کے ساتھ ساتھ جذب و شوق کی فراوانی،زمینوں کا متنوع رنگ،رفعتِ خیال اور ندرتِ خیال ان کی حمدوں اور نعتوں کا جوہر ہے۔انھوں نے مختلف ہیتی تجربات مثلاًغزل،نظم،مسدس،مخمس،مربع،قطعہ،ہائیکو، مائیا،رباعی کی ہیت ،مستزاد ،مثلث ،سانیٹ،مثنوی کے علاوہ مترنم، بحروں اور دل کش اسلوب کے باعث اس مقدس حمد و نعت کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ان کی ہیتی تجربات میں جذباتی وفور بھی ہے۔ ان کے موضوعات میں عصر حاضر کے مسائل کے حل کی تلاش اور ملت اسلامیہ کی زبوں حالی اور روضہ اقدس میں استمداد و استغاثہ جیسے موضوعات میں ڈھلے ہیں۔مختصر قوافی و ردائف اور مختلف رنگ و آہنگ،ان کی فنی مہارت کا ثبوت ہیں۔عقیدت پیش کرنے کے لیے تمام شعری لوازمات اور ترسیل کے تمام تلازمات اور ابلاغ کو استعمال کیا ہے۔

بلاشبہ کشمیر فطرت کی جلوہ سامانیوں کا آئینہ اور **فاطرالسمٰوات والارض** کی وحدانیت اور اس کے صانع ازل **اور ھو الخالق الباری المصور**ہونے کا اعتراف بھی ہے۔کشمیر کو دیکھیں تو اس آفاقی حقیقت کا مسلمہ ثبوت خود بہ خود مل جاتا ہے۔آزاد کشمیر میں اردو حمد یہ و نعتیہ شاعری جہاں لہجے کے دھیمے پن اور حزم و احتیاط کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے وہاں جدتِ خیال ندرتِ الفاظ اور معنوی لطافتوں کے باعث قاری کو اپنے نادر اور دل کش شعری اسلوب میں بے اختیار آنکھیں نم اور دل کیف و سرمستی کے عالم میں گم کر دیتا ہے۔اردو حمد و نعت کو ایک نیا انداز اور لب و لہجہ بخشتا ہے۔ان کی حمدیہ و نعتیہ شاعری اردو شاعری کا ایک پیش قیمت سرمایہ ہے۔ان کے تنوع موضوعات ان کی فکرو فنی خصوصیات کی بنا پر اپنے

اندر وسیع امکانات رکھتی ہیں تو دوسری طرف ان کا مقام و مرتبہ بھی متعین کرتی ہیں۔ان کے یہ حمدیہ اور نعتیہ کارنامے،قدرو قیمت اور اثرو نفوذ کے حوالے سے یقیناً اچھا اضافہ ہیں، جو ان کا مقام و مرتبہ متعین کے ساتھ ساتھ ان کی حمدیہ و نعتیہ اشعار کی گرمی ،عاشقانِ خدا اور عاشقانِ رسول ﷺکے دلوں کو گرماتی رہے گی۔ بہر حال آزادکشمیر میں اردوحمد و نعت میں اتنا وقیع اور ثروت مند سرمایہ موجود ہے کہ جس کی تحقیق و تنقید کی شدت سے ضرورت تھی۔

کتابیات

بنیادی ماخذ:

آر۔ڈی ساگر،کوئے مقتل،کاشر پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۴ء

آمنہ بہار،ڈاکٹر،چناروں کی آگ،انقلاب پبلشرز ،راول پنڈی،۱۹۸۷ء

احمد شمیم،اجنبی موسم میں ابابیل،عکسی پبلشرز، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء

احمد شمیم،ریت پر سفر کا لمحہ،عکسی پبلشرز ،اسلام آباد،۱۹۹۸ء

احمدعطااللہ،والہانہ،رمیل ہاوس آف پبلی کیشنز ، راول پنڈی،۲۰۱۵ء

احمد کاظمی،شکستہ خواب،زیروپوائنٹ پرنٹر،راول پنڈی،۲۰۰۶ء

ارشد احمد،چاہتوں کا سفر نہیں رکتا،ٹی،ایچ،کیو پرنٹرز، راول پنڈی،۲۰۰۷ء

اسرار ایوب،برف سے حرف،لیاقت علی پبلشرز،لاہور،۱۹۹۵ء

اسرار ایوب،سرسوں برسوں کی ،پبلشرز۔ندارد۔اسلام آباد،۱۹۹۴ء

اسلم راجا،کونپل کا بدن،ادارہ مصارف کشمیر،ہاڑی گہل،باغ،۱۹۸۴ء

اعجاز نعمانی،پروفیسر،کہے بغیر،رمیل ھاؤس آف پبلی کیشنز،راول پنڈی ،۲۰۱۹ ء

افتخار ساگر صمیم،نبھا کیسے ہوگا، پرنٹ ماسٹر، اسلام آباد،۲۰۱۱ء

افتخار مغل،انکشاف،طیبہ پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۳ء

افتخار مغل،لہو لہو کشمیر،ادب اجالا/کشمیر سوسائٹی ،مظفرآباد،۱۹۹۱ ء

اکرم سہیل،نئے اجالے ہیں خواب میرے ، جمہورپبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۶ ء

الطاف عاطف،جھیل کا چاند،مہب پبلیشنگ بلوچستان،۲۰۱۲ ء

الطاف قریشی ،داتا زہر پلا،مکتبہ شعرو ادب، لاہور،۱۹۷۷ ء

الطاف قریشی،ثنا،اعطیار پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۱۹۸۳ ء

امیر حسین شاد،آہنی آواز،زیر طبع

امین طارق قاسمی،پروفیسر،ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرکز تحقیقات ،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۱۴ ء

ایاز احمد عباسی،ظہور،خزینہ علم و ادب لاہور،۲۰۰۵ ء

ایم۔ایم عاصی،صدائے دل،النور پبلی کیشنز ،میرپور،۲۰۱۸ ء

بشیر چغتائی،رستہ بہت کٹھن ہے،نکس، میرپور،۲۰۱۰ ء

بشیر احمد مغل،دھواں دھواں کشمیر،حلقہ ارباب ذوق

بشیراحمد مغل،کشتِ لالہ و گل،بھٹی پرنٹرز میرپور،۱۹۹۸ ء

بشیر احمد مغل،لعل و گہر

بشیر احمد مغل ،دریا دریا ساحل ساحل، میاں چشتی پرنٹر جہلم

بشیر احمد صدیقی ،دیوان صدیقی ،مکتبہ شعاع ادب ۔ سہڑرہ ،۱۹۹۶ ء

بشیر صرفی،کلام بشیر صرفی،مرتبہ،ڈاکٹر شفیق انجم ،پورب اکادمی اسلام آباد،۲۰۱۰ ء

بشیر مغل،گرداب،عظیم اللہ پرنٹرز ،میرپور ،۱۹۹۶ ء

بشیر مغل ،تہہ محراب حرم،پبلشرز۔ ندارد،افضل پور،۱۹۹۴ ء

بشیر مغل ،صبح زندگی،حلقہ ارباب ادب، افضل پور،۱۹۸۴ ء

بشیر مغل،شہر دربدراں،کاشر پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۳ ء

بشیر مغل،گہر ہونے تک،ایس ٹی پرنٹر راول پنڈی،۱۹۹۷ ء

بلبل کا شمیری،دستِ چنار،کشمیر اکیڈمی مظفرآباد،۱۹۹۳ ء

بوٹا خان راجس،آئینے کے سامنے،کاشر پبلی شرز،لاہور ،۲۰۰۷ ء

بوٹا خان راجس،میٹھا میوہ،القلم پبلی کیشنز،اسلام آباد، ۱۹۹۵ ء

تقویم طاہر،تیری یادیں محبت ہیں،رومیل ہاوس آف پبلی کیشنز ،راول پنڈی،۲۰۱۱ ء

تنویر اختر ناز،نازیات،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۱۳ ء

جابر آزاد طور،کرب تنہائی،ادارہ تعبیرپبلی شرز،۲۰۱۴ ء

جاوید اقبال،دیس پریا،علم و عرفان پبلی شرز،لاہور ،۲۰۱۴ ء

جاوید الحسن جاوید ،پون،کشمیر کلچراکیڈمی،مظفرآباد،۲۰۱۰ ء

جاوید الحسن جاوید،گل گلزارکا موسم،کشمیر کلچرل اکیڈمی، مظفرآباد،۲۰۱۵ ء

جاوید الحسن جاوید،محبت پھول کی مانند ،نیلم پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۴ ء

جاوید الحسن جاوید ،ابھی نظمیں ادھوری ہیں،رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز ،راول پنڈی،۲۰۱۷ ء

جواد جعفری،احتجاج،ادار تحقیقات اسلامی، مظفرآباد،۱۹۹۴ ء

جہانگیر احمد عامر،میرا مسیحا میرا قتل،گلوبل کمپیوٹر، میر پور،س-ن

حفیظ شاکر،کرب آرزو،فیض السلام پرنٹنگ پریس ،راول پنڈی،۱۹۹۶ ء

حق نواز مغل،زرا سی رات ڈھل جائے،میٹرکس کمپوزر ،راول پنڈی،۲۰۰۹ ء

حق نواز مغل،نہیں تنہا نہیں ہوں میں،فیض السلام پرنٹرز،راول پنڈی،۲۰۱۴ ء

حکیم افتخار فخر،حصار ضبط،گیلانی پبلی کیشنز،منڈی بہاو الدین،۱۹۹۴ ء

حکیم سید علی اکبر،یا رحمتہ اللعا لمین،بھٹو پرنٹر، لاہور،۲۰۱۶ ء

حمید ممتاز،خواجا ،چند سائے،پرنٹنگ ایونیو ہاوس ،راول پنڈی ،۲۰۰۹ ء

حنا بابر علی ،سیدہ،گردش دوراں،گلبرگ لاہور،۲۰۱۲ ء

حنا کرامت،اوج کمال،جذبہ پرنٹنگ پریس، میرپور ،۲۰۱۷ ء

حنا کرامت،منزل کی جستجو،جذبہ پرنٹنگ پریس،میرپور ،۲۰۱۶ ء

خان محمد بدر چوہان پونچھی ،گلستان سخن،اسد محمود پرنٹنگ پرس راول پنڈی،۲۰۰۵ ء

خان محمد بدر چوہان پونچھی ،شبستان نظم و غزل ،حویلی کہوٹہ آزاد کشمیر ،۲۰۱۶ ء

خان محمد بدر چوہان،گلزار وطن،الشمس کمپوزنگ سنٹر حویلی،کہوٹہ،۲۰۱۷ ء

ذکریا شاذ،خاموشی کی کھڑکی سے،زریون ،پبلی کیشنز،فیصل آباد،۲۰۱۳ ء

ذوالفقار احمد عارش،بہار آئے تو،دلدار حسین پبلشرز ،میرپور، ۲۰۰۱ ء

ذوالفقار خاور نقوی،سید،نشاۃ مکرر،شوالکن پبلشرزہجیرہ آزاد کشمیر،۲۰۰۵ ء

ذیشان افضل، صحرائے بصحرا،دعا پبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۰ ء

راشد راج،دعا سے پہلے،دعا پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۲ ء

رضوان حیدر بخاری السیفی،ضیا طیبہ ،شہروز اینڈ برادرز پبلی کیشنز راول پنڈی

رضوان حیدر رضی،سید،مضرابِ آرزو،نیو آرٹ مین پرنٹرز راول پنڈی

رضوان حیدر، سید،کرم حضور کا ہے، میٹرکس پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۷ ء

رضوانہ خان، میری تنہائیاں ، روشن پبلی کیشنر، لاہور ۲۰۰۶ ء

رضوانہ خان،تجھے دیکھنے کے بعد،ریاض پرنٹر،بھمبر،۲۰۰۸ ء

رفیق بھٹی،پروفیسر،لہونگر،پنجال پبلشرز ،میر پور،۱۹۹۷ ء

رفیق بھٹی،ستون دار،پنجال پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۴ ء

رفیق،جعفری،میجر،جہاد امن،ایس ٹی پرنٹرز ،گوالمنڈی راول پنڈی ،۲۰۰۵ ء

رفیق،جعفری،میجر،اساس زیاں،ایس ٹی پرنٹرز ،گوالمنڈی راول پنڈی ،۲۰۱۷ ء

رفیق،جعفری،میجر،درد ددرماں،ایس ٹی پرنٹرز ،گوالمنڈی راول پنڈی ،۲۰۰۲ ء

رفیق،جعفری،میجر،رود بار غم،ایس ٹی پرنٹرز ، گوالمنڈی راول پنڈی ،۲۰۰۹ ء

رفیق،جعفری،میجر،سب کے سب محمد سے،ایس ٹی پرنٹرز ،گوالمنڈی راول پنڈی،۲۰۱۷ ء

رفیق جعفری،میجر،کشمیر اشکبار ہے،ایس ٹی پرنٹر گوالمنڈی راول پنڈی ۔۲۰۱۹ ء

زاہد کلیم،روح انقلاب،قلم دوست پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور ،۲۰۰۸ ء

زاہد کلیم،محراب فکر،نیلم پبلی کیشنز ،مظفرآباد،۲۰۰۶ ء

زاہدہ قاسم ،ڈاکٹر،پھر فصل بہاراں آئے گی،نیشنل انسٹی ٹیوٹ ،میرپور ،۲۰۰۹ ء

ساجد محمود ساجد،آنکھیں صحرا ہوئیں،عرفان رشید پرفیکٹ ملٹی میڈیا ،لاہور ،۲۰۰۵ ء

سائیں مراد حسین،کرشمہ،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۰۸ ء

سلطان محمد سلطان،ازہار،سلطان بک کارنر،میرپور آزاد کشمیر،۲۰۰۸ ء

سلطان محمود سلطان،سوزِزیست،مکتبہ عجائب ،میرپور آزادکشمیر،۲۰۰۴ ء

سلمان رفیق،خواب سے آگے کا منظر،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴ ء

شبیر خان ایڈووکیٹ،راجا ،امید بہار ،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۱۲ ء

شعور انقلابی،آتش گویا،جموں پرنٹنگ پریس راول پنڈی ،۲۰۱۰ ء

شفقت تنویر مرزا،سروادی کشمیر،دوست پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۹۴ ء

شفیق راجا،پروفیسر،نعت کا سفر،ادار ہ نکس،میرپور،۲۰۱۵ ء

شفیق راجا،پروفیسر،میں حرف حرف سمیٹوں،پبلشرز،طلوع باغ،۲۰۰۲ ء

شفیق راجا،پروفیسر،لفظ کا کاجل،طلوع ادب باغ ،۲۰۱۷ ء

شفیق راجا،پروفیسر،کدل

شوزیب کاشر

شہباز گردیزی،سید،اجلی مٹی،ادارہ نکس،میرپور،س۔ن

شہباز گردیزی،سید،حقیقتوں کے عذاب،طلوع پبلی کیشنز، باغ آزاد کشمیر، ۲۰۰۳ ء

شیبا خان انمول،اک دیا سا جلا دیاتو نے،خزینہ علم و ادب،لاہور،۲۰۰۵ ء

صابر آفاقی ، ڈاکٹر،شہرِ تمنا ، ادبیات ، مظفرآباد ، ۱۹۸۰ ء

صابر حسین صابر،دشت تنہائی،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور،۱۹۸۴ ء

صابر حسین صابر،ہجر کے بعد،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور،۲۰۰۷ ء

صغیر آسی،پروفیسر،شعرائے کشمیر،الفضل کتاب گھر ،آزاد کشمیر ،۱۹۹۳ ء

صغیر صفی،سید،احساس جمال،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۰۷ ء

صغیر صفی ،سید،کوئی آواز محبت کی سنائی دے دے،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۱۴ ء

صغیر صفی،سید،اس کو ملال بھی نہ تھا،سعد پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۶ ء

صفدر حیات خاکسار،راجا،کہکشاں کے جھرمٹ میں،کشمیر کمپیوٹر ،مظفرآباد،۲۰۰۹ ء

صنم گل،منزل ،میڈیا نیوز نیٹ ورک ،میرپور س۔ن

ضیا ءالحسن ضیا،حرف وحکایت کاشر ایڈور ٹائرز اینڈ کمپوزرزمیرپور،س۔ن

طاہرقیو م طا ہر،اظہارعقیدت،ہائی ویژ ن پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۱۳ ء

طاہرقیوم طاہر ، اظہارمحبت ،طہٰ پبلی کیشنز،لاہو، ۲۰۱۳ ء

طاہرقیوم طاہر جشن میلادمحمدہے مناولوگو ،ریاض پرنٹر،میرپورآزادکشمیر، ۲۰۰۸ ء

طاہرقیوم طاہر، اظہارچاہت، ٹاپ ماونٹن پرنٹراینڈپبلی کیشنز ،لاہور ،۲۰۱۵ ء

طاہرقیوم طاہر،اظہارالفت، کتا بستا ن بک گیلری ، لاہور،۲۰۱۴ ء

طاہرقیوم طاہر، گلستانِ عقیدت، ۲۰۱۹ ء

ظہور حسین ،بناہی ،اشک اشک،کاشر پبلشرز، میرپور،۲۰۰۸ ء

عابدہ عالم عابی،برف کا پیکر،جی۔ایم۔آرٹ پریس، لاہور،۲۰۱۱ ء

عاصی کاشمیری،ہجرتوں کے کرب،دانش کدہ ،میرپور،۱۹۹۵ ء

عامر ملک، کچھ خواب تو ہی ہیں،باغ پرنٹنگ پریس، باغ،۲۰۱۰ ء

عبدالرزاق بے کل ، ہنگام جنوں ، الفلاح پبلشرز ۔ پشاور ،۱۹۹۴ ء

عبدالرزاق بے کل،راز و نیاز ،آفسٹ پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد ،۲۰۰۳ ء

عبدالحق ، مراد،پروفیسر،جنبش لب، اے۔کے۔بی گراف، راول پنڈی،۲۰۱۷ ء

عبدالرحمن عبد، ڈاکٹر،عرفان عبد،نیو یارک اردو انجمن،نیویارک، ۱۹۹۱ء

عبدالرحمن عبد، ڈاکٹر،صنم کدہ ہے جہاں،نیو یارک اردو انجمن،نیویارک،۱۹۹۶ ء

عبدالرحمن عبد، ڈاکٹر،شعلہ محبت،نیو یارک اردو انجمن،نیویارک

عبدالرحمن عبد، ڈاکٹر،سرشاخِ خیال،نیویارک اردو انجمن، ۲۰۱۰ ء

عتیق الرحمن ہاشمی،منتظر،اے۔ٹو۔زیڈ پرنٹنگ ،میرپور،۲۰۰۷ ء

عزیز الرحیم میر،ڈورسی،مثنوی،قدرت کے کرشمے،بشارت پریس،مظفرآباد،۲۰۱۵ ء

علی اکبر،سید،یا رحمتہ العالمین،بھٹو پرنٹر لاہور،۲۰۱۶ ء

علی محمد فرشی،تیز ہوا میں جنگل مجھے بلاتا ہے،پورب اکادمی،اسلام آباد،۱۹۹۵ ء

علی محمد فرشی،زندگی خود کشی کا مقدر نہیں،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۰۴ ء

علی محمد فرشی،علینہ،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۰۲ ء

علی محمد فرشی،غاشیہ،پورب اکادمی،اسلام آباد،۲۰۱۴ ء

غلام محی الدین ،مثنوی ،گلزار فقر،مرتب، شفیق انجم ،میرپور،س۔ن

فاروق صابر،غنچہ شعور،زیر طبع

فیاض الحسن ،ڈاکٹر،ذوق عرفان ، اتفاق پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۲۰۰۵ ء

فیصل محمود،تتلیوں کے شہر میں،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور ،۲۰۰۴ ء

قاسم ،سید، سفر سرائے اور سلانی ، کشمیر کلچر اکیڈمی، مظفرآباد، ۲۰۱۰ ء

کاشف رفیق ،اداس رات کا چاند،اے این ٹی پرنٹرز ،لاہور،۲۰۰۲ ء

کاشف رفیق،کبھی آباد تھا یہاں اک شہر،خزینہ علم وادب لاہور،۲۰۰۶ ء

کاشف رفیق،مرا ہر خواب سچا تھا،خزینہ علم وادب ،لاہور،۲۰۱۴ ء

گلزار حسین کاشمیری،ادھورے سپنے ،کاشر پبلی شرز،میرپور،۱۹۹۱ ء

گلزار حسین ساگرکاشمیری،دست حنا،پبلی کیشنز ،ساگر لائبیری ،ہانگ کانگ،۲۰۱۰ ء

گلزار حسین ساغر کا شمیری، کوٹلی سے ہانگ کانگ تک، پنجال پبلشرز میر پورآزاد کشمیر ۲۰۱۶ ء

مخلص وجدانی ،صلیبوں کا شہر،ادبیات، مظفرآباد ، ۱۹۹۵ ء

مخلص وجدانی،نئی بہار نئے پھول ،عصرِ جدید مظفرآباد،۲۰۰۳ ء

محمد ارشد،راج،دعا سے پہلے،تلاش پبلی کیشنز ،لاہور،۲۰۰۴ ء

محمد افضل ضیائی،میرے خواب زنجیریں،مکتبہ جدید پریس ،میرپور ،س۔ن

محمد اکرم طاہر،پروفیسر، پھول پھول تتلی ،بک کارنر ،جہلم،۲۰۱۶ ء

محمد اکرم طاہر،موسم اندر بار کے،عمیر پبلشرز،لاہور،۱۹۹۶ ء

محمد جمیل اجمل،آس کا جگنو چمکا ہے،خزینہ علم و ادب ،لاہور،۲۰۰۳ ء

محمد حسین،حاجی ،عجیب و غریب خواب،المعروف شاہی،الراہی پریس،بھمبر،س۔ن

محمد خالد کاشمیری،صدائے حق،کاشر پبلی شرز ،میرپور،۲۰۰۱ ء

محمد خلیل ثاقب، گلدستہ عقیدت،نواب سنز پبلی کیشنز، راول پنڈی،س۔ن

محمدخلیل ثاقب، ندائے حق،الفضل کتاب گھر،میرپور،۱۹۹۶ ء

محمد سعید بخاری،میراث بزرگان،بشارت پرنٹنگ پریس،مظفرآباد،۱۹۹۹ ء

محمد سلیم عباسی،پھول میرا کہاں ہے بہارو،ورگو پبلشرز،لاہور،۲۰۰۹ ء

محمد شاہ بخاری ،جہان زیب کی میراث،پبلشرز۔ندارد۔،۲۰۰۰ ء

محمد شاہ بخاری،اک مرد مجاہد، پبلشرز۔۔ندارد۔، ۲۰۰۱ ء

محمد شفیق انجم،حافظ،تو کون ہے،ایگل کمپیوٹر میرپور ،۲۰۰۱ ء

محمدصادق ڈار، المتخلص دائم ،حاصل کلام،رمیل ہاوس آ ف پبلی کیشنز،لاہور ،۲۰۱۵ ء

محمد صداقت طاہر ،سرکرب،فرہاد پبلی کیشنز،راول پنڈی،۲۰۱۵ ء

محمد صدیق شاذ،درد حیات،علم و عرفان پبلشرز ،لاہور،۲۰۱۴ ء

محمد عارف ،خواجا،سعادت ،تعبیر پبلی کیشنز ،میرپور ،۲۰۰۶ ء

محمد عارف شیر باز،تم یاد رکھنا،منزل پرنٹرز ،اسلام آباد ،۲۰۰۷ ء ،ص۱۱

محمد گلزار عاجل،دشت میں گلزار،تعبیر پبلی کیشنز،میرپور،۲۰۱۸ ء

محمد نسیم طاہر، محبت کے انداز، علم و عرفان ، پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۷ ء

مسعود اعجاز بخاری،سید،اس عہد کے ابرہہ کے لشکری،مجلس تحقیق فکرو فلسفہ، میر پور،۲۰۰۳ ء

مسعود ساگر،ورا،الریاض پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۹ ء

مسعود کشفی،کارواں،بک سنٹر،راول پنڈی،س،ن

مشتاق شاد، ریگ رنگ،ماوراسیلرز،لاہور،۱۹۹۲ ء

مشتاق شاد،نمبل،شرکت پریس،لاہور،۱۹۹۶ ء

مقصود جعفری،ڈاکٹر،اوج دار،۲۰۱۰ ء

مقصود جعفری،ڈاکٹر،جبرِ مسلسل ،پاک میڈیا فاؤنڈیشن، سلام آباد،۲۰۱۵ ء

مقصود جعفری،ڈاکٹر،گبندِ افلاک،فکشن ہاؤس لاہور،۲۰۱۸ ء

مقصود حسین راہی ، پروفیسر،سوز دروں، اظہار سنز پرنٹرز ۲۰۱۱ ء

مقصود حسین راہی،پروفیسر،صہبائے عشق،اظہار سنز پرنٹرز لاہور،س۔ن

مقصود حسین راہی، پروفیسر،خون جگر، اظہار سنز پرنٹرز، لاہور

منصور راٹھور،چلو میں ہار جاتا ہوں،ہم خیال پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۹۹ ء

منور قریشی،دھلیز شب،اتفاق پرنٹنگ پریس ،مظفرآباد،۲۰۰۰ ء

مہتاب عروج،عروج،خود ہی سنتا ہوں باز گشت اپنی،فیض السلام پرنٹر،۲۰۱۵ ء

میاں محمد اسلم،کشکول آرزو،کاشر پبلشرز ،میرپور ،۲۰۰۵ ء

ناز مظفرآبادی،بہار آنے تک،ہم خیال پبلشرز ،فیصل آباد،۲۰۰۱ ء

نازمظفرآبادی ،سرگو شی،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد، ۲۰۱۶ ء

نازمظفرآبادی ،ہم سخن،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد ،۲۰۱۴ ء

نازمظفرآبادی،حرف آشنا ،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد ،۲۰۱۷ ء

ناز مظفرآبادی، اسے کہنا ،لاہور ، مثال پبلشرز ۲۰۱۸ ء

ناز یہ ،نیاز،،معصوم دیوی اور کیٹ واک، اے-ون پرنٹرز ،لاہور ،۲۰۰۹ ء

نثارحسین ہمدا نی ،ڈ اکٹر،چنار،چاندنی ا ورچنبلی،الشیخ پرنٹر،مظفرآباد، ۱۹۹۳ ء

نثار نجمی،سید،رنگ کشمیر،کشمیر کلچرل اکیڈمی مظفرآباد،۲۰۱۵ ء

ندیم بخاری ،ڈ اکٹر،سنولڑکی ،خزینہ علم و ادب، لا ہور،س-ن

ندیم بخاری ،ڈ اکٹر،کہیں پہ د ل کہیں آنکھیں،خزینہ علم و ادب ،لا ہور،۲۰۰۱ ء

نذر حسین نذر، فصیل کے اس پار، کاشر پبلشرز، میرپور آزاد کشمیر، ۱۹۹۲ ء

نذیر انجم ،قرض سخن،ارشد بک سیلرز ،میرپور،س،ن

نذیر انجم،پلک پلک زنجیر،کاشر پبلشرز،میرپور،۱۹۹۲ ء

نصیر احمدناصر ،جدائی راستوں کے ساتھ چلتی ہے،لیور بکس اسلام آباد،۱۹۹۴ ء

نصیر احمد ناصر،پانی میں گم خواب،تسطیرپبلشرز،۲۰۰۲ ء

نصیر احمد ناصر،دسمبر اب مت آنا،لیوبکس،اسلام آباد،۱۹۹۳ ء

نوید قمر ،محبت کم نہیں ہوگی،کاشر پبلشرز،میرپور،۲۰۰۷ ء

واحداعجازمیر،آواگون،نواب پبلی کیشنز،راولپنڈی، ۲۰۱۵ ء

واحدعجازمیر،راستہ مت بد ل،خزینہ علم و ادب، لاہور ،۲۰۰۰ ء

وقار ساحر،شام اکثر اداس رہتی ہے،علم و عرفان پبلی شرز، لاہور ،۲۰۰۷ ء

ہاجرہ کیانی،امید بہار،اے-ٹو-زیڈ پرنٹنگ، میرپور،۲۰۱۰ ء

یاسر عباس،شام ہوگئی آخر،الغازی پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۷ ء

یامین ،دھوپ کا لباس،بی،پی،ایچ پرنٹرز، لاہور،۲۰۱۲ ء

ثانوی ماخذ:

آزاد،سید محمود،تاریخ کشمیر،سیادت پبلشرز،مظفرآباد،۱۹۹۴ ء

آمنہ بہار ،ڈاکٹر،اردو شاعری میں کشمیر،غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی-ایچ ڈی ،قرطبہ یونی ورسٹی ،پشاور،۲۰۱۷ ء

ابرارکرتپوری،**ورفعنالک ذکرک**،مرکز علم و دانش، نئی دہلی ،بھارت،س-ن

ابوالاعلیٰ مودودی،تفہیم القرآن،۶ جلدیں،مکتبہ تعمیرِ انسانیت ،لاہور

ابو الاعلیٰ ،مودودی ،سرورِدوعالم ،دو حصے ،ادراہ ترجمان القرآن، لاہور،س۔ن

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی ،ادبی اصطلاحات کا تعارف،اسلوب پبلشرز ،لاہور،۲۰۱۵ ء

ابوالاعجاز صدیقی،کشافِ تنقیدی اصطلاحات،مقتدرہ قومی زبان،ا سلام آباد، ۱۹۸۵ ء

ابوالامتیاز ع س مسلم،حمد و نعت،مرشدپرنٹنگ پریس لاہور، طبع دوم،۱۹۸۴ ء

ابوالکلام قاسمی، ڈاکٹر،فلیپ ،مشمولہ اردو نعت کی شعری رویت ،مرتبہ صبیح رحمانی ،۲۰۱۰ ء

ابوسلیمان شاہجہان پوری ،ارمغان آزاد،آزاد اکیڈمی ،کراچی ، ۱۹۸۷ ء

ابو سلیمان،شاہجہاں پوری،ڈاکٹر،(مولف)،تذکرہ نعت گو شاعرت،ادارہ تصنیف وتحقیق،کراچی،۱۹۸۴ ء

ابوللیث صدیقی،ڈاکٹر،لکھنو کا دبستان شاعری،اردو بازرا لاہو،۱۹۸۶ ء

ابو محمدحاجی محی الدین،تاریخ کبیر کشمیر ،پنجاب یونی ورسٹی، لاہور،س۔ن

اثر صہبانی،بہ حضور رسرور کائنات،کتب خانہ حمایت اسلام،لاہور ،۱۹۹۵ ء

احسان اکبر،جموں کشمیرہمارا اکیسویں صدی میں داخل،المسطر، اسلام آباد، ۱۹۹۴ ء

احسن الکلام،از مولانا احسن مارہروی،مطبوعہ،مکتبہ تخلیق ادب ،کراچی،۱۹۶۵ ء

احمد حسین زیات،تاریخ ادب عربی،(ترجمہ طاہر سورتی) غلام علی اینڈ سنز،س۔ن

اختر الحامدی،سید محمد مرغوب احمد،امام نعت گویاں،مکتبہ فریدیہ،ساہیول،۲۰۰۶ ء

اختر الحامدی سید محمد مرغوب،نعت محل،مکتبہ الرضا لاہور ،۱۹۷۴ ء

ادیب رائے پوری،مدراج النعت،کراچی بار اول،۱۹۹۳ ء

ارشاد شاکر اعوان،ڈاکٹر،پاکستان میں اردو نعت کا فروغ و ارتقا، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی ، اسلام آباد، ۲۰۰۲ ء

ارشاد شاکر اعوان ، ڈاکٹر،عہد رسالت میں نعت، مجلس ترقی ادب ، لاہور،۱۹۹۳ ء

ارشاد شاکر اعوان،ڈاکٹر،نعت دریچہ،مثال پبلی کیشنز ،فیصل آباد،۲۰۰۹ ء

ارشاد علی خاں،پروفیسر،جدید اصولِ تنقید،دوست پبلی کیشنز ،اسلام آباد،۲۰۰۰ ء

ارمغان نعت،مطبوعہ،مکتبہ دین وادب ،لکھنو ،۱۹۷۰ ء

اعجاز حسین،سید،مذہب وشاعری،اردو اکیڈمی ،کراچی،۱۹۵۵ ء

اعجاز راہی ،ڈاکٹر،رودادِسیمنار،اصول تحقیق،مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ ء

افتخار مغل،آزاد کشمیر میں اردو نثر، مقالہ برائے پی۔ایچ ڈی، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد،۲۰۰۳ ء

افتخارمغل، ڈاکٹر،کشمیر میں اردو شاعری،مقالہ برائے ایم۔فل ، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد،۱۹۹۵ ء

افضا ل احمدانور،ڈاکٹر، اردونعت کاہیئتی مطالعہ ،پنجا ب یونی و رسٹی،لاہور،۲۰۰۷ ء

اکرام ،شیخ محمد ،ارمغانِ پاک،ادراہ مطبوعات پاکستان ،کراچی،۱۹۹۵ ء

الطاف حسین حالی،مولانا،مقدمہ شعروشاعری،خزینہ علم و ادب،لاہور، ۲۰۰۱ ء

الطاف قریشی،شخصیت و فن،سیدہ آمنہ بہار ،ڈاکٹر،علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی،اسلام آباد،س۔ن

امداد امام اثر،کاشف الحقائق،مکتبہ معین الادب ،لاہور، ۱۹۶۵ ء

امولیہ رنجن مہاپتر،فلسفہ مذاہب،ترجمہ، یاسر جواد،فکشن ہاؤس لاہور،۲۰۱۷ ء

انوار اللہ خاں،مولانا،انوار احمدی ،الکتاب لاہور ،۱۹۷۷ ء

انور جمال ،پروفیسر،ادبی اصطلاحات،نیشنل فاونڈیشن، اسلام آباد ،۲۰۱۲ ء

انور سدید، ڈاکٹر،اردو ادب کی تحریکیں،ترقی اردو پاکستان،کراچی،۱۹۹۹ ء

ایس۔ایم۔ناز، ڈاکٹر ،کشمیر عہد بہ عہد ،مقبول اکیڈمی، لاہور،س۔ن

ایس۔یم۔ناز ڈاکٹر،تصویر کشمیر ، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۳ ء

ایم سلطانہ،بخش،ڈاکٹر،اردو میں اصول تحقیق،جلد اول،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آ باد ، ء 1958

ایم۔ اے خان،کشمیر انقلابی فکر کی روشنی میں، لالہ زار پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۲ ء

برج پریمی،ڈاکٹر،جموں کشمیر میں اردو ادب کی نشوونما،تپسیا پبلشرز ،سری نگر،۱۹۸۸ ء

پروین کوثر ،پروفیسر ، شعرائے مظفرآباد ، مقالہ برائے ایم اے اردو آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی ،مظفرآباد

جمیل جالبی،ڈاکٹر،ادبی تحقیق،مجلس ترقی ادب،لاہور،۱۹۹۴ ء

جمیل جالبی،ڈاکٹر،تاریخِ ادب اردو،جلد اول،مجلس ترقی ادب ،لاہور،۱۹۷۵ ء

جیلانی کامران،نئی نظم کے تقاضے،مکتبہ معیار، لاہور،۱۹۶۵ ء

حالی،مولانا الطاف حسین ،مسدس مدجزر اسلام،تاج اینڈ کمپنی لمٹڈ، لاہور،۱۹۹۳ ء

حبیب الرحمن رحیمی،ڈاکٹر ،نعت گو ئی کاموضوعاتی مطالعہ، اریب پبلی کیشنز،(انڈیا) ،سن۔ن

حسرت کاس گنجوی،ڈاکٹر،جادۂ رحمت کا مسافر،آفتاب اکیڈمی ،کراچی،۲۰۰۱ ء

حسن رضا خان،ذوق نعت،مولانا دین محمد پریس،لاہور،س۔ن

حفیظ جالند ھری ،شاہنامہ اسلام،جلد اول تا چہارم ،مطبوعہ سلطان بک ڈپو، حیدرآباد،۱۹۸۴ ء

حفیظ جا لندھری،شاہنامہ السلام(چار حصے) ایوان اردو ،لاہور

حیدر ملک ڈورہ،واقعات کشمیر، لاہور ،۱۹۷۱ ء

خستہ ہر گوپال،گل دستہ کشمیر ، آریہ پریس،۱۸۷۷ ء

دیوان کرپارام،گل زار کشمیر ، نوشکور،۱۸۷۱ ء

رام با بو سکسینہ،تاریخ اردو ادب ،سنگ میل پبلی کیشنز ،لاہور،۲۰۱۱ ء

رحمت علی خان،پروفیسر،آذر عسکری،شخصیت و فن، مقالہ برائے ایم۔فل اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد،۲۰۰۴ ء

رشید محمود، راجا،شاعران نعت، مدنی گرافکس،لاہور،۲۰۰۲ ء

رشید محمود،راجا،پاکستان میں نعت،ایجوکیشنل ٹریڈرز،لاہور،۱۹۹۴ ء

رشیدوارثی مرحوم،اردونعت کاتحقیقی وتنقید ی جا ئزہ،نعت ریسرچ سینٹر،کراچی، ۲۰۱۰ ء

رفیع الدین ہاشمی ،ڈاکٹر،اصناف ادب، سنگ میل پبلی کیشنز ، لاہور،۲۰۰۸ ء

رفیع الدین،سید،اشفاق،پروفیسر،ڈاکٹر،اردومیں نعتیہ شاعر ی اردواکیڈمی سندھ،کراچی،۱۹۷۶ ء

ریاض مجید،ڈاکٹر،اردومیں نعت گوئی،اقبال ا کادمی،لاہور،۱۹۹۰ ء

زور، محی الدین، ڈاکٹر،دکنی ادب کی تاریخ،سندھ اکیڈمی ،کراچی، ۱۹۹۶ ء

زیتون بانو،تاج سعید، کشمیر نمبر،مکتبہ ارژنگ ،پشاور،۱۹۹۸ ء

سراج ا حمدقادری بستوی،ڈاکٹر،نعتیہ روایت کا عرو ج و ارتقا ئ،دہلی (بھارت)،۱۹۹۷ ء

سروری،عبدلقادر،کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ ،سری نگر، ۱۹۸۶ ء

سلیم اختر،ڈاکٹر،تنقیدی دبستان،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور ،۱۹۹۷ ء

سیرت ابن ہشام،(دو جلدیں)ترجمہ عبد الجلیل صدیقی ،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور،س۔ن

شاہر شاد،عثمانی،ڈاکٹر،اردوشاعر ی میں نعت گوئی: ایک تنقیدی مطالعہ ، مجلس مصنّفین،بہار،انڈیا،۱۹۹۱ ء

شاہ محمدتبریزی،ڈاکٹر،عہدنبوی کی نعتیہ شاعری (غیرمطبوعہ،جامعہ کراچی،۲۰۰۸ ء

شاہین،عبداللہ ،پروفیسر، نعت گوئی اور اس کے آداب،دارالسلام لاہور،س۔ن

شبلی نعمانی،علامہ ،سیرت النبی ،جلدنمبر(۱،۲) مطبع معارفہ ،اعظم گڑھ ،۱۹۱۲ ء

شفقت رضوی،پروفیسر،اردو میں نعت گوئی چند گوشے،جہاں حمد پبلی کیشنز،کراچی ،۲۰۰۲ء

شوکت زرّیں چغتائی،ڈاکٹر اردونعت کے جدیدرجحانات ،بزم خلیقِ ادب،کراچی،۲۰۱۱ ء

شہزاداحمد،ڈاکٹر،اردونعت پاکستان میں،حمدونعت ریسرچ فاؤنڈیشن ،کراچی،۲۰۱۴ ء

شیرانی،حافظ محمود،پنجاب میں اردو،مکتبہ معین الادب ،لاہور،۱۹۲۸ ء

صابر آفاقی،ڈاکٹر،جلوہ کشمیر،سنگ پبلی کیشنز، لاہور،۱۹۸۸ ء

صابر آفاقی،ڈاکٹر،عکس کشمیر،سنگ پبلی کیشنز، لاہور،۱۹۹۱ ء

صابر آفاقی،ڈاکٹر،مظفرآباد،مقبول اکیڈمی، لاہور،۲۰۰۹ ء

صابر کلوروی،ڈاکٹر،عروض و بدیع،علمی کتب خانہ، لاہور،۲۰۰۱ ء

صبیع رحمانی،اردو نعت میں تجلیاتِ سیرت،نعت ریسرچ سینٹر،کراچی، ۲۰۱۵

طارق فیض،پراچہ،کشمیر ان کہی کہانی، مارشل پرنٹنگ پریس،راولپنڈی،س۔ن

طلحہ رضوی،برق،پروفیسر،ڈاکٹر،اردو کی نعتیہ شاعری، پبلشرز۔ندارد۔بہار، ۱۹۷۴ ء

ظفر علی خاں،خیالستان،بہارستان،ارمغان قادیاں،جسیات،مکتبہ کارواں لاہور

ظہور الحسن ، قاضی ،نگارستان کشمیر ،پبلشرز،ندارد،س۔ن

عاصی کرنالی،ڈاکٹر، اردوحمدونعت پرفارسی شعرا کا اثر ،کراچی،۲۰۰۱ ء

عبادت بریلوی ڈاکٹر،اردو تنقید کا ارتقا ،انجمن ترقی اردو ،کراچی، ۱۹۶۱ ء

عبدالسلام خورشید،صحافت پاک و ہند میں ،مجلس ترقی ادب،۱۹۶۳ ء

عبد العزیز خان،اردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تخلیقی مطالعہ ،مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی، نعت ر یسرچ سنٹر ،کراچی، ۲۰۱۲

عبد القادر سروری،اردو مثنویوں کا ارتقا،صفیہ اکیڈمی کراچی ۱۹۶۹ ء

عبداللہ ، سید، ڈاکٹر،سخن ور،اردو اکیڈمی ،لاہور،۱۹۷۴ ء

عبداللہ عباسی،ندوی،عربی میں نعتیہ کلام،میزان ادب ،لاہور،۱۹۷۶ ء

عبدالنعیم عزیزی،ڈاکٹر،اردونعت گوئی،کراچی،۲۰۰۸ ء

عزیز احسن،اردو نعت اور اسالیب،فضلی سنز،کراچی،۱۹۹۸ ء

عزیزاحسن،ڈاکٹر،اردونعت کاتحقیقی مطالعہ،کراچی،۲۰۱۳ ء

عزیز صابری،جواہر النعت،بزم یوسفی کراچی،۱۹۸۱ ء

عطش درانی ، اردو اصناف کی مختصر تاریخ ، مکتبہ میری لائبریری ، لاہور ، ۱۹۸۶ ء

غلام احمد پنڈت،خواجا،اوراقِ پارینہ،نشیمن اپر پلٹ ،مظفرآباد،س-ن

غلام احمد پنڈت،خواجا،کشمیر آزادی کی دہلیز پر، جنگ پبلشرز،لاہور،۱۹۹۱ ء

غلام حسین،ڈاکٹر،ابراہیمی،اسماءوصفات حق تعالیٰ،نور القرآن،اسلام آباد،۲۰۱۷ ء

غلام حسین اظہر ،کھوج، سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور ،۱۹۸۶ ء

غلام حسین اظہر،ڈاکٹر،ایم صادق،یگانہ کشمیر،یونس پرنٹرز ،دربار مارکیٹ لاہور،۱۹۸۶ ء

غلام حسین ذوالفقار ،اردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر،جامعہ پنجاب ،لاہور،۱۹۶۶ ء

غلام حسین شاہ،سید،علامہ،کشمیر میں اسلامی تبرکات،اسلامک ریسرچ سنٹر، مظفرآباد،س-ن

غوث میاں،خواتین کی نعتیہ شاعری،حمد و نعت بک بینک ،پاکستان،کراچی ،۲۰۰۲ ء

فرمان فتح پوری، ڈاکٹر،تحقیق و تنقیدی،ماڈرن پبلشرز ،کراچی،۱۹۶۳ ء

فرمان فتح پوری،ڈاکٹر،اردو نعتیہ شاعری،گنج شکرپریس،لاہور،۲۰۰۷ ء

فرہاد احمد فگار،آزاد کشمیر کے منتخب غزل گو شعرا،مقالہ برائے ایم-فل ،نمل یونی ورسٹی، اسلام آباد،۲۰۱۷ ء

فہرست کتب خانہ ،نعت ریسرچ سینٹر، کراچی، ۲۰۰۹ ء

فہرست کتب خانہ نعت لائبریری،لاہور ،طبع دوم،۲۰۰۶ ء

قاضی سلیمان منصورپوری ،رحمت ا للعالمین ،،تین حصے مکتبہ رحمت یو-پی،س-ن

قریشی ،محمداسحاق،ڈاکٹر،برصغیرپاک و ہندمینعربی نعتیہ شاعری ،لاہور،۲۰۰۲ ء

قریشی ،محمدطاہر،ڈاکٹر،ہماری ملّی شاعر ی میں نعتیہ عناصر،شعبہ اردو،جامعہ کراچی،۲۰۱۳ ء

قریشی، محمد عبداللہ(مرتب)آئینہ کشمیر،لاہور ،۱۹۶۲ ء

کشفی،ڈاکٹر،سید محمد ابوالخیر،نعت اور تنقیدِ نعت ،نعت ریسرچ سنٹر ،کراچی ،۲۰۰۹ ء

کشفی،میر غلام محمد احمد،کشمیر ہمارا ہے، لاہورکلاسک، لاہور،۱۹۶۵ ء

کلہن پنڈت ،راج ترنگنی، رفاہ عام ستیم پریس، لاہور،۱۹۱۲ ء

کلیات اقبال،اردو،شیخ اینڈ سنز ،لاہور،۱۹۷۹ ء

کلیات اقبال،فارسی،شیخ اینڈ سنز ،لاہور،

کلیات میر،(مرتبہ عبادت بریلوی ،ڈاکٹر) کراچی،۱۹۵۸

کلیات امیر خسرو،مطبوعہ ،نول کشور ،۱۸۷۱ ء

کلیات جامی،مطبوعہ،نول کشور ،۱۹۳۰ ء

کلیم الدین احمد،پروفیسر،اردو شاعری پر ایک نظر،عشرت پبلشرز ہا وس ،لاہور،س-ن

کیفوی،حبیب،کشمیر میں اردو ،مرکزی اردو بورڈ، لاہور،۱۹۹۷ ء

گمی،سلیم خان،کشمیر ادب و ثقافت ،ادراہ مطبوعات پاکستان،،کراچی ،۱۹۳۶ ء

گیان چند،ڈاکٹر،تحقیق کا فن،مقتدرہ قومی زبان ،اسلام آباد ،۱۹۹۴ ء

لطیف حسین،سید،ڈاکٹر،تذکرہ نعت گویان ،بھارت،۱۹۸۶ ء

محمد اسحاق خان علوی،آزاد کشمیر میں اردو بطور دفتری زبان،مقالہ برائے ایم فل،علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد،۲۰۰۳ ء

محمداسمٰعیل آزادفتح پوری،ڈاکٹر،اردوشاعری میں نعت ،نسیم بکڈپو، انڈیا،۱۹۹۲ ء

محمد اشرف کمال،ڈاکٹر ،تاریخ اصناف نظم و نثر، کراچی رنگ ادب ،۲۰۱۵ ء

محمد امین بٹ،مختصر تاریخ کشمیر،سحر پبلشرز ،میرپور،۱۹۹۰ ء

محمد ایوب صابر،ڈاکٹر،آزاد کشمیر میں اردو کے ترقیاتی ادارے،پبلشرز ندارد ،س-ن

محمد بن عبدالوہاب ،مختصر سیرت الرسول ،ترجمہ محمد خالد سیف طارق اکیڈمی ،فیصل آباد،س-ن

محمد جاوید خان،ڈاکٹر،آزاد کشمیر میں اردو تحقیق و تنقید کی روایت،مقالہ برائے پی ایچ ڈی،نمل اسلام آباد،۲۰۱۱ ء

محمد حیات چغتائی،فنِ نعت کی نئی جہات،مکتبہءالہام بہاولپور،۲۰۰۶ ء

محمد خان نشتر ،رشحات نشتر یعنی تاریخ مظفرآباد ،نیلم پبلی کیشنز، مظفرآباد، ۲۰۱۷ ء

محمد دین فوق،رہنمائے کشمیر،مشتاق بک کارنر ،الکریم مارکیٹ ،اردو بازار لاہور،س-ن

محمد دین فوق،تاریخ کشمیر،رفاہ عام سٹیم پریس ظفر بردرس، لاہور، ۲۰۱۰ ء

محمد صغیر خان،کشمیر کی جدوجہد آزادی اور اردو ادب،مقالہ برائے پی-ایچ ڈی ،جامعہ کراچی،۱۹۹۷ ء

محمد طاہر القادری،ڈاکٹر،کتاب التوحید،جلد اول،منہاج القرآن پبلیشرز،لاہور،۱۹۹۹ ء

محمد طاہر فاروقی،ڈاکٹر،فصاحت و بلاغت،یونی ورسٹی بکس ،پشاور،۱۹۹۶ ء

محمد عارف خان ،کشمیر تاریخ کے آئینے میں،لالہ زار پبلشرز،میرپور ،۱۹۹۶ ء

محمد عالم چوہدری،ڈاکٹر،تقسیم برصغیر کے بعد کشمیر میں اردو، مقالہ برائے پی-ایچ ڈی جامعہ، کراچی،س،ن

محمد عبداللہ،اردو حمدیہ اور نعتیہ شاعری میں غیر مسلم کا مقام،شرکت پرنٹنگ پریس ،لاہور،۱۹۱۳ ء

محمد قاسم ،سید،پاکستان کے نعت گو شعرا،ہارون اکیڈمی ،کراچی،۱۹۹۳ ء

محمد یوسف،زاہد کلیم بہ حیثیت شاعر،مقالہ برائے ایم-فل ،غیر مطبوعہ ،ہزارہ یونی ورسٹی ،مانسہرہ ، ۲۰۱۵ ء

محمود ہاشمی ،کشمیر اداس ہے ،الفیصل غزنی سٹریٹ لاہور ،۱۹۵۰ ء

مخطوطہ جغرافیہ ریاست جموں وکشمیر(اصل نسخہ پنجاب یونی ورسٹی میں موجود ہے)

مظفرفاضلی،کشمیر ادب و ثقافت،ایک کتاب ایک تنقیدی جائزہ، ایجوکشنل پبلشرز، کراچی،س-ن

مظفرعا لم جا ویدصدیقی،ڈاکٹر،اردومیںمیلادالنبی،فکشن ہاوس،لاہور،۱۹۹۸ ء

معین الدین عقیل،ڈاکٹر ،تحقیقِ نعت ،صورت حال اور تقا ضے ،مشمولہ ،اردو نعت کی شعری روایت،کراچی،س-ن

ملک عبدالحکیم کشمیری،تنازعہ کشمیر حقیقت کے آئینے میں،کے-این-پی-یو-کے،۲۰۱۲ ء

ممتاز صادق،ڈاکٹر،کشمیر میں اردو نثر کا تحقیقی مطالعہ، مقالہ برائے پی-ایچ ڈی سندھ یونی ورسٹی جامشورہ

مولوی حشمت اللہ،تاریخ جموں،ویری ناگ پبلشرز،میرپور،۱۹۹۱ ء

میاں کریم اللہ قریشی،پہاڑی اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ، مقالہ ایم فل،علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد،۲۰۰۲ ء

نجم الغنی رامپوری،مولوی،بحر الفصاحت،مجلس ترقی ادب ،لاہور، طبع دوم،۲۰۰۶ ء

ندوی،عبدالسلام، شعرالہند،اعظم گڑھ، ۱۹۵۴ ء

نیاز فتح پوری،ڈاکٹر،اردو کی نعتیہ شاعری،حلقہ نیاز و فگار،کراچی ،۱۹۹۸ ء

وحید الدین خان،مولانا،اللہ اکبر،مشتاق بک کارنر ،لاہور،۲۰۰۲ ء

رسائل و جرائد اور اخبارات :

آزاد کشمیر ، ماہنامہ،مظفرآباد،۱۹۷۷ ء

اختر رضا سلیمی،سہ ماہی ادبیات،اکادمی ادبیات،پاکستان

ڈاکٹرافتخار مغل ،اختر سحر،گورنمنٹ کالج چکار،مدیر اعلیٰ ،بدر منیر خان عباسی،۱۹۸۴ ء

ادبِ لطیف ، (سہ ماہی) ،لاہور

ادبیات کشمیر ،مدیر،مظہر جاوید حسن،میرپور،۱۹۹۳ ء

ادیب کا،کتابی سلسلہ نمبر ۲ ،مدیر اعلیٰ،سید ظفر کاظمی، میرپور

ارقم ،ظفر حسین ظفر، ڈاکٹر ، مدیر اعلیٰ ، مشاہیر نمبر ، راولاکوٹ ، آزاد کشمیر ، شمارہ نمبر ۳، مارچ ،۲۰۱۲ ء

افتخار مغل،ضلع مظفرآباد کی ادبی روایت،تحقیقی مضمون،مطبوعہ سہ ماہی، تخلیق، میرپور،۱۹۹۰ ء

پتن،گورنمنٹ کالج، بھمبر،۲۰۱۱ ء

پربت،مدیر محمد اسد کاشمیری،سماہی ،مظفرآباد،۲۰۰۱ ء

پرواز، گورنمنٹ کالج، ڈڈیال آزادکشمیر،مدیر اعلیٰ،محمد شبیر، ،شمارہ نمبر ۲۰۱۰ ء

حمد و نعت ،ماہنامہ،مدیر شہزاد احمد،کراچی،۱۹۹۰ ء

دومیل، خصوصی شمارہ ،۲۰۱۴ ء

دومیل علمی و ادبی مجلہ خصوصی شمارہ گورنمنٹ کالج ،مظفرآباد، اپریل ۲۰۱۲ ء

دومیل ، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے طلبہ خصوصی شمارہ ،مظفرآباد ،۲۰۱۴ ء

دومیل ، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلبہ مظفرآباد ،۹۱۔ ء ۱۹۹۰

ڈائجسٹ سیارہ ،غلام حسین اظہر،ڈاکٹر،ماہنامہ ،ستمبر ۱۹۹۸ ء

رشید نازکی،مشاہیر نمبر،جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز ،سری نگر، ۲۰۰۱ ء

سبقت،مدیر اعلیٰ،عبدالستار،پروفیسر، شمارہ نمبر۱ ،میرپور آزاد کشمیر ۲۰۱۳ ء

سروش ،شمارہ ۱،جلد ۲۴،مدیر اعلیٰ، غازی علم الدین،پروفیسر، گورنمنٹ کالج ،میرپور

سروش ،غازی علم الدین،پروفیسر،مدیر اعلیٰ، خصوصی شمارہ،گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر شمارہ نمبر ۱،سن ۲۰۱۱ ء

سروش، گولڈن جوبلی نمبر،گورنمنٹ کالج ،میرپور،۱۹۹۶ ء

سروش،گورنمنٹ کالج میرپور،مدیر اعلیٰ غازی علم الدین،پروفیسر،۲۰۱۲ ء

سروش،گورنمنٹ کالج میرپور،۲۰۰۷۔۸ ء

سروش،مدیر،پروفیسر،منیر احمد یزدانی،شمارہ نمبر ۱،جلد ۲۸سن۲۰۱۴ ء

سفیر نعت،کراچی،کتابی سلسلہ(مرتب)آفتاب کریمی۔س۔ن

سلسلہ نمبر وجدان،مظفرآباد،۱۹۹۵ ء

سہ ماہی مطلع،باغ آزاد کشمیر،طلوع پبلی کیشنز،باغ،جلد نمبر،۵،شمارہ نمبر۱،اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۷ ء

سید صدیق شاہ،باغ میں شعر و ادب کی تاریخ،روزنامہ باغ ٹائمز، ۲۰۱۲ ء

سیماب،گورنمنٹ کالج افضل پور،میرپور ،مدیر اعلیٰ،غازی علم الدین،پروفیسر،شمارہ۱،جلد نمبر۲،سن۵۱۰۲ ء

شاہین،گورنمنٹ سائنس کالج ،میرپور،مدیر محمد صغیر آسی،شمارہ نمبر ۲،میرپور،۲۰۰۹ ء

شعرو و سخن، ناز مظفرآبادی،،منتظم اعلیٰ ،الدمام سعودی عرب

شعور ،مظفرآباد، ۱۹۸۷ ء

ظہو ر الدین،ڈاکٹر ِ،جمونمیں اردو زبان و ادب کا ارتقا،ششماہی مجلہّ ،۱۹۹۰ ء

کشتِ فکر،مدیر ،مسرت صبوحی،میرپور،۲۰۱۱ ء

کشمیر ،مظفرآباد ،۱۹۲۸ ء

ماہل،گورنمنٹ،کالج باغ،مدیر ،میر حسین ،پروفیسر،۱۹۹۸ ء

مشیر،،ہفت روزہ،مظفرآباد،۱۹۹۸ ء

معرفت، عابد محمود عابد،پروفیسر ،مدیر اعلیٰ ،میرپور ،۲۰۱۲

مون کریشنز ، مظفرآباد ۲۰۱۳۔۱۴ ء

میزان،علمی و تحقیقی مجلہ شمارہ نمبر۱،جلد :۴ مدیر،پروفیسر محمد عدیل عرف گورنمنٹ کالج چکسوری آزاد کشمیر

میزان،گورنمنٹ کالج چکسواری مدیر،مشتاق شاد،میرپور،۱۹۹۸ ء

نعت رنگ ،مکمل فائل، مدیر سید صبیح رحمانی،کراچی شمارہ۱۔۵۲

لغات :

اردو لغت،مقبول بیگ،بدخشانی،لاہور،۱۹۹۶ ء

تاج العروس السید محمد مرتضیٰ الزبیدی،جلد اول قاہرہ

جامع الغات،عبدالحمید بی۔اے اردو سائنس بورڈ،۲ جلدیں،۱۹۹۸ ء

علمی اردو لغت،وارث سر ہندی،علمی کتاب خانہ لاہور،۱۹۹۶ ء

غیاث الغات،رزاقی پریس کان پور

فرہنگ آصفیہ،سید احمد دہلوی،مرکزی اردو بورڈ لاہور ،۱۹۷۷ ء

فرہنگ اثر،اثر لکھنوی،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد ،۱۹۹۲ ء

فیروز الغات،الحاج فیروز الدین،فیروز اینڈ سنز لمٹیڈ کراچی،۱۹۹۳ ء

لسان العرب،ابن منظور،جلد اول،قاہرہ

لغات لحدیث،وحیدالزمان،کراچی

نور الغات،مولوی نور الحسن،نیشنل بک فاونڈیشن،اسلام آباد،۱۹۹۲ ء

ہفت زبانی لغت،مرتبہ،مرکزی اردو بورڈ لاہور،۱۹۷۴ ء

قرآن مجید

احادیث

کتب سیرت

مصاحبے:

انٹر نیٹ: